تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

اہل ایمان میں سے مرد ہو یا عورت جو بھی صالح عمل کریں گے جنت میں جائیں گے

وَالَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِینَ فِیهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ
اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِیلًا (122) لَیْسَ بِأَمَانِیِّكُمْ وَلَا أَمَانِیِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ ۗ مَنْ یَعْمَلْ سُوءًا
یُجْزَ بِهِ ۙ وَلَا یَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِیًّا وَلَا نَصِیرًا (123) وَمَنْ یَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰی
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰئِكَ یَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا یُظْلَمُونَ نَقِیرًا (124) وَمَنْ أَحْسَنُ دِینًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ
وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرٰهِیمَ حَنِیفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرٰهِیمَ خَلِیلًا (125) وَلِلَّهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُحِیطًا (126) (النساء122-126)

ترجمہ: ۔اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے، ہم جلد انہیں ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون قول وقرار میں سچا ہے۔ (انجام کا دارومدار) نہ تمہاری خواہشات پر ہے نہ اہل کتاب کی خواہشات پر بلکہ جو کوئی برا عمل کرے گا اس کا اسے بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہ پائے گا، اور جو کوئی صالح عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، جبکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور دین میں اس شخص سے اچھا کون ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکی کرنے والا بھی ہو اور ملت ابراہیم کی پیروی کرے جو صرف حق پرست تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا خاص دوست بنایا تھا۔ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ ہی کا ہے، اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

مفردات:

1۔ قیلا کا مادہ ق و ل ہے اور یہ قال یقول (باب نصر ینصر) سے مصدر ہے۔ یہ تمیز ہے اس لئے منصوب ہے اس کا معنی (بات کرنے کے لحاظ سے)

2۔ بامانیکم: امانی امنیة کی جمع ہے اس کا معنی ہے تمہاری آرزوئیں۔ جھوٹی تمنائیں

3۔ نقیرا: کھجور کی گٹھلی کے کنارے پر موجود چھوٹا سا گڑھا۔اس کا معنی ہے۔ذرہ برابر۔ادنیٰ سا۔

4۔ حنیفا= حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے' اس کا معنی تمام ادیان باطلہ کو چھوڑ کر حق کی اتباع کرنے والا۔ پوری کائنات سے کٹ کر ایک اللہ سے لو لگانے والا۔ یکسو ہو کر صرف ایک اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں شرک اور اہل شرک اور ان کے عقائد و اعمال شرکیہ کا بیان تھا۔ ان آیات میں ایمان اور عمل صالح کی اہمیت اور اہل ایمان اور ان کے اعمال صالحہ کا ذکر ہے تاکہ قرآن کریم کے اسلوب اور طریقہ کے مطابق شرک اور ایمان' خیر اور شر کے دونوں پہلو اور تصویر کے دونوں رخ واضح ہو جائیں۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے' ہم ان کو ایسی جنات (باغات) میں داخل کریں گے جن میں نہریں جاری و ساری ہوں گی اور یہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان سے اللہ تعالیٰ کا پکا اور سچا وعدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کسی کی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا ۔اور اللہ سے زیادہ بات میں کون سچا ہے۔(النساء۔17)

اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ہر خطبہ میں ارشاد فرماتے ان اصدق الحديث كلام الله وخير الهدى هدى محمد کہ سب سے سچی بات اللہ کی بات ہے اور سب سے اچھا نمونہ محمد ﷺ کا نمونہ ہے۔(مسلم كتاب الجمعة باب تخفيف الصلوة والخطبة. نسائی كتاب صلوة العيدين باب كيف الخطبة)

چونکہ گزشتہ آیات میں شیطان کی عبادت کرنے والے مشرکین کا انجام اور ان سے شیطان کے جھوٹے وعدوں کا تذکرہ تھا' اس لئے اس آیت میں رحمان کی عبادت کرنے والے اہل توحید کا انجام اور ان سے اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں کا ذکر ہے۔

آیت میں مذکور ایمان سے مراد ارکان الایمان ہیں اور وہ 6 ہیں۔

1۔ اللہ پر ایمان لانا۔ 2۔ فرشتوں پر ایمان لانا۔3۔ اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا۔ 4 اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل پر ایمان لانا۔5۔ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا۔6۔ آخرت پر ایمان لانا۔

ان پر ایسے ایمان لانا چاہئے اور عقیدہ رکھنا چاہئے جیسا کہ قرآن و حدیث اس پر دلالت کرتے ہیں اور آیت میں مذکور عمل صالح (نیک عمل) سے مراد وہ عمل ہے جس میں دو شرطیں پائی جائیں۔

1۔ عمل صرف ایک اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا پھر وہ شخص جو اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائے۔(الکہف' 110)

لہٰذا ایک اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی رضاء و خوشنودی کے لئے کیا جانے والا عمل یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ کسی اور کو بھی راضی کرنا یا رکھنا مقصود ہو تو اس کو آپ شرک' بزرگوں کو راضی کرنا' ان کو سفارشی بنانا' برادری کو راضی کرنا' رسم و رواج' باپ دادا کی پیروی کرنا' گلی محلے کا خیال رکھنا' سوسائٹی کے تقاضے پورے کرنے' ہماری مجبوری وغیرہ کہہ سکتے ہیں' اس کو عمل صالح نہیں کہہ سکتے کیونکہ عمل صالح (نیک عمل) صرف وہی ہے جو صرف اور صرف ایک اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی' رسول' ولی' پیر' پیغمبر' قبر' مزار' درگاہ' آستانہ'' برادری' باپ دادا' حکومتی' سوسائٹی کی رضا و خوشنودی کی شراکت اور سانجھ پن نہ ہو۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے اور سب سے زیادہ غیرت مند ہیں۔ وہ شرکت و حصہ داری کو پسند نہیں کرتے جیسا کہ حدیث میں ہے أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ میں اپنے تمام شریکوں سے بے پرواہ ہوں یعنی جن کو میرے ساتھ شریک کرتے ہو انہی کو دے دو' مجھے ضرورت نہیں۔

2۔ عمل صالح کی دوسری شرط یہ ہے کہ عمل قرآن و حدیث کے مطابق ہو یعنی اس عمل کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ نے نیک عمل اور ثواب والا کام کہا ہو کیونکہ ثواب اللہ نے دینا ہے۔ وہ بتائے گا یا اس کی طرف سے بھیجا ہوا رسول بتائے گا' جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔(محمد۔33)

یعنی ہر وہ عمل جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں نہیں' وہ باطل اور ضائع ہے۔اور فرمایا

وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا اور اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو تم ہدایت پاؤ گے۔(النور 54)

یعنی اس کی ہدایت کے بغیر تم بے ہدایت رہو گے جیسا کہ سیدہ عائشہ روایت کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی (اپنی طرف سے) نئی بات داخل کی تو وہ مردود ہے۔(بخاری)

لہٰذا اگر ساری دنیا کے امام' محدث' مفسر' باپ' دادا' برادری' اخبارات' ریڈیو' ٹی وی' ساری دنیا' سارا ملک' سارا شہر' سارا محلہ' سارا خاندان کہے کہ یہ اذان' درود' نماز' اذکار' دعا' ولادت' وفات' شادی و غمی وغیرہ میں جو بھی عمل کیا گیا ہے' نیک اور اچھا عمل ہے تو وہ نیک عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ کلمہ اذان خطبہ تشہد' قبر کے سوال و جواب میں صرف اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہے اور صرف ان کی اطاعت کا کہا گیا ہے' لہٰذا جس کی تصدیق قرآن و حدیث نہ کرے جس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر تصدیق نہیں ہے' وہ نیک عمل نہیں ہو سکتا' چاہے وہ عمل بظاہر پہاڑوں جیسا اور خوشنما اور اچھا لگ رہا ہو۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو اور اے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کسی کے افضل ہونے کا تعلق اس کی خوش کن تمناؤں آرزوؤں سے نہیں' اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے کوئی اچھا نہیں ہو جاتا۔ انسان کے اچھا یا برا ہونے کا تعلق اس کے عمل سے ہے۔ جس کے اعمال شرکیہ اور برے ہوں گے' اسے اس کا بدلہ ملے گا' جو موحد ہو گا اور اس کے اعمال اچھے ہوں گے اور عبادتوں میں زندگی گزارے گا تو اس کا شمار نیک لوگوں میں ہو گا اور اس کا مقام جنت میں ہو گا۔اب یہ بات واضح ہو گئی کہ دین ظاہری نمود و نمائش اور بلا دلیل دعوؤں اور

آرزوؤں کا نام نہیں بلکہ دین تو اس ایمان کا نام ہے جو دلوں میں راسخ ہو اور اعمال صالحہ اس کی تصدیق کریں۔ جو شخص کسی چیز کا دعویٰ کرے یا یہ کہے کہ میں حق پر ہوں تو صرف اس کے دعوے سے تو اس چیز کو حق اور سچ نہیں مانا جائے گا بلکہ ضروری ہے کہ اس کے پاس قرآن و حدیث سے دلیل موجود ہو' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان یا اہل کتاب محض اپنے دعوؤں اور آرزوؤں سے نجات نہیں پائیں گے بلکہ نجات کا انحصار قرآن وحدیث پر صحیح معنی میں عمل کرنے میں ہے' لہٰذا اہل کتاب کا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ کے محبوب اور خاص بندے ہیں (المائدہ 18) اور ہم صرف چند دن جہنم میں رہیں گے۔ (البقرہ 80) اور جنت میں صرف ہم جائیں گے۔ (البقرہ 111) اور ہمیں اور لوگوں کی طرح گناہوں کی سزا نہیں ملے گی' جھوٹ اور غلط ہے۔ اسی طرح نادان مسلمانوں کا اپنے بارے میں خیال کرنا کہ ہم بخشی ہوئی امت ہیں اور ہم جو مرضی کرتے رہیں اور کہتے رہیں' ہماری باز پرس نہیں ہوگی کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے رسول کی امت ہیں' ہم جیسے بھی ہوئے' رسول اللہ ﷺ ہم کو چھڑا لیں گے بلکہ اللہ کے نیک بندے اور ولی بزرگ بھی چھڑا لیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو کہا کہ توحید کا اقرار کر اور شرک سے بےزار ہو جا تاکہ تو میری شفاعت کا مستحق ہو جائے اور اپنی پیاری بیٹی فاطمہ اور پھوپھی صفیہ کو کہا کہ تمہاری نجات اعمال صالحہ سے ہوگی' میں تمہارے کام نہیں آؤں گا۔ اب امت بیٹھے بٹھائے بغیر اعمال صالحہ بجالانے کے اور شرک و بدعت فسق و فجور' بے نماز ہونے' حرام خوری کے ارتکاب کے باوجود کیسے بخشی جائے گی؟۔ اس لئے خوش فہمیاں اور خام خیالیاں گناہوں کی سزا کو دفع نہیں کرسکتیں۔ سزا ضرور ملے گی خواہ دنیا میں ملے یا آخرت میں۔

ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کی وجہ سے یا کسی نیک عمل کی وجہ سے یا دنیا میں آنے والی مصیبتوں کی وجہ سے معاف فرمادے' یعنی اللہ تعالیٰ کا پکڑا وہی چھوڑے تو چھوڑے' اور کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ اسی لئے آیت کے آخر میں فرمایا لوگ اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے۔

حدیث سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (جو کوئی بھی برائی کرے گا' اسے اس کی جزادی جائے گی) نازل ہوئی تو مسلمان شدید پریشان ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میانہ روی اور استقامت اختیار کرو' مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ (اس کے گناہوں کا) کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کہ جو ٹھوکر لگتی ہے یا کانٹا چبھتا ہے (تو وہ بھی گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے) مسلم كتاب البر والصلة باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرضه

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ مردوں اور عورتوں میں سے جو بھی ایمان کی حالت میں نیک عمل کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے اجروثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی۔ اس سے دو باتیں واضح ہوئیں: ایک یہ کہ صحیح ایمان کے بغیر عمل قبول نہیں۔ جیسا کہ گزشتہ سے پیوستہ آیت میں بیان ہوا اور دوسری بات یہ ہے کہ شریعت میں مرد و عورت میں اذان کہنے اور جماعت کرانے اور وراثت کے مسائل میں فرق ہے لیکن نیک کاموں میں اور ان کے اجروثواب میں کوئی فرق نہیں یعنی گواہی اور وراثت کی طرح عورت کو نیک اعمال میں آدھا حصہ نہیں ملتا بلکہ پورا پورا ثواب ملتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ نیکی کے کاموں میں عورت مرد سے بڑھ جائے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دیگر تمام ادیان پر فضیلت بیان کی ہے اور عمل کی قبولیت کی شرائط بیان کی ہیں۔

1۔ اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے تابع کردے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کے سپرد کردے' اپنی مرضی ختم کرکے اللہ کی مرضی پر چلے۔ یہ ایمان ہے۔

2۔ وہ محسن ہو' یعنی ہر عمل خالص اللہ کے لئے کرے جیسا کہ آپؐ نے احسان کے متعلق فرمایا کہ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ۔ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری كتاب الايمان. باب سوال جبرئيل)

3۔ ملت ابراہیمی کی پیروی کرے' یعنی رسول اللہ ﷺ کا پوری طرح فرمانبردار ہوجائے کیونکہ اسلام ملت ابراہیم ہے اور ملت ابراہیم کے متبع پیروکار صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے سچے پیروکار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا

بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے قریب وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ (آل عمران 68)

(اور دیکھئے النمل 123) اور دیکھئے آل عمران 95) ملت ابراہیم ہی صراط مستقیم ہے دیکھئے الانعام 161 تا 163

اگر ایمان نہیں تو کوئی عمل قبول نہیں' احسان و اخلاص نہیں تو ریاکاری ہے جو شرک ہے اور اگر نبی کے طریقے پر نہیں تو سنت نہیں' بدعت ہے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل (گہرا دوست) بنالیا تھا۔ اس میں انسانوں کو ترغیب دلائی جارہی ہے کہ جب ابراہیم اللہ کے خلیل تھے تو ان کے دین (دین اسلام) کو قبول کرنا چاہئے۔ خُلَّةٌ سے خلیل بنا ہے اور اس کا معنی کمال محبت اور انتہائے محبت ہے کہ جس کے بعد دل میں کسی دوسرے کے لئے گنجائش ہی باقی نہ بچے اور یہ منصب عظیم صرف ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

حدیث: سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ (مسلم کتاب المساجد باب النهي عن بناء المسجد)

سیدنا ابوسعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں ارشاد فرمایا: لوگو اگر میں نے اہل زمین میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر صدیق) کو اپنا خلیل بنا لیتا لیکن تمہارے صاحب اللہ کے خلیل ہیں۔ (بخاری كتاب الصلوة باب الخوخة. مسلم كتاب فضائل الصحابه من فضائل ابى بكر)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حبیب اللہ کے ساتھ ساتھ خلیل اللہ بھی ہیں۔ آپ کا خلیل اللہ والا وصف حبیب اللہ سے زیادہ فضیلت والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ متقین (ڈرنے والے) توابین (توبہ کرنے والے) مطھرین (پاکیزگی اختیار

کرنے والے) مقاتلین (اللہ کی راہ میں لڑنے والے) وغیرہ سے محبت کرتا ہے۔ اب یہ ساری صفات یقیناً رسول اللہ ﷺ میں موجود ہیں اور آپؐ ان صفات میں اعلیٰ درجے پر فائز ہیں لیکن آپؐ کے بعد دوسرے لوگ جو ان صفات کے حاملین ہیں، وہ بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ یعنی آپ سب سے بڑے متقی اور دوسرے چھوٹے متقی، آپؐ سب سے زیادہ جہاد کرنے والے دوسرے تھوڑا جہاد کرنے والے، آپؐ سب سے زیادہ پاکیزگی اختیار کرنے والے اور دوسرے آپؐ سے کم لیکن ہیں وہ بھی اللہ کے محبوب، آپؐ اللہ کے بڑے محبوب اور دوسرے چھوٹے محبوب۔ اب اللہ کے محبوب ہونے میں اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ شریک ہیں لیکن اللہ کے خلیل پوری مخلوق میں صرف دو ہیں، محمد اور حضرت ابراہیم علیہما السلام۔

لہٰذا علماء اور واعظین کا یہ انداز بیان درست نہیں کہ اللہ نے موسیٰ کو کلیم اللہ اور ابراہیم کو خلیل اللہ بنایا اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کو حبیب اللہ بنایا۔ اپنی طرف سے تو وہ آپ کی شان اور فضیلت بڑھا رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں کم کر رہے ہوتے ہیں۔

لہٰذا آپ کی شان بیان کرتے ہوئے یہ کہنا چاہئے کہ آپ حبیب اللہ اور حبیب اللہ سے بڑھ کر خلیل اللہ بھی ہیں۔

آگلی آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان و زمین کی ہر شے اللہ کی ملکیت ہیں اور اس کی قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ اس لئے وہ مالک کل سب کو ان کے اعمال کا بدلہ ضرور چکھائے گا۔ اس آیت کا مطلب ہے کہ اللہ نے جو ابراہیمؑ کو خلیل بنایا، وہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ابراہیمؑ کی محبت کا محتاج تھا بلکہ ابراہیمؑ اس کا محتاج ہے اس نے اس پر اپنا فضل و کرم کیا اور اس کی عزت و تکریم کرتے ہوئے اسے اپنا خلیل بنایا ورنہ زمین و آسمان کا مالک تو صرف وہی ہے اور ساری مخلوق اس کی غلام اور تابع ہے اور اس میں ابراہیمؑ بھی شامل ہیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ بھی بیان کرنا چاہتے ہیں کہ سب کا مالک ایک اللہ اور سب اس کے محتاج ہیں۔ ابراہیمؑ اور محمدؐ کے خلیل ہونے اور اللہ کا گہرا دوست ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ دوست برابر ہوتے ہیں اور ان کی ملکیت بھی برابر سمجھی جاتی ہے، اس طرح ابراہیمؑ اور محمدؐ اللہ کے خلیل ہیں اور اس کی ملکیت میں شریک ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ زمین و آسمان کی ملکیت اب بھی اللہ کی ہے اور ہر چیز کا احاطہ اس نے کر رکھا ہے۔ وہ ہر چیز کو جانتا بھی ہے اور ہر چیز کا مالک بھی ہے، لہٰذا ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ بھی اس کی ملکیت میں ہیں اور اس کے آگے محتاج ہیں۔ یہ تو اس کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنے خاص بندوں کو چن کر اور فضائل و مراتب دے کر ان کی عزت افزائی کی اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ دونوں خلیل اپنے والد اور چچا کے بارے میں بے بس اور لاچار تھے۔ ابراہیم علیہ السلام خلیل ہونے کے باوجود اپنے والد آزر کو نہ بچا سکے اور محمد ﷺ خلیل ہونے کے باوجود اپنے چچا ابولہب کو آگ سے نہ بچا سکے۔

فوائد

1۔ ایمان اور اعمال صالحہ جنت میں دخول کے سبب ہیں۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی جنت میں تیار کردہ نعمتیں تمناؤں، آرزوؤں اور جھوٹے دعوؤں سے نہیں ملتیں بلکہ ایمان اور اعمال صالحہ سے ملتی ہیں۔

3۔ ہر کسی (مرد و عورت) کو اس کے کئے کا بدلہ ضرور ملے گا، اچھا ہو یا برا۔

4۔ اسلام تمام ادیان سے افضل اور برتر ہے۔

5۔ ابراہیم و محمدؐ دونوں اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور اس کو کسی کی پرواہ نہیں اور تمام مخلوق اس کی غلام اور محتاج ہے۔

بقیہ آپ کے سوال

بعض لوگ اس دعا کے شروع میں اللهم انی اسئلك بحق هذه الدعوة اور الفضيلة کے بعد والدرجة الرفيعة اور وعدته کے بعد وارزقنا شفاعته يوم القيامة اور آخر میں يا ارحم الراحمين کا اضافہ کرتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ سے ان الفاظ سے کچھ بھی ثابت نہیں۔

اذان کے بعد ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! موذن ہم سے فضیلت لے جائیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم بھی ویسے ہی کہا کرو جیسے وہ کہتے ہیں۔ (گویا اس سے اذان کہنے کی فضیلت حاصل ہوجائے گی) پس جب فارغ ہوجاؤ تو سوال کرو، دعا مانگو، دیئے جاؤ گے۔ (ابوداؤد 524)

ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی (ابوداؤد: 521، ترمذی 212)

ان احادیث سے اذان اور اقامت کے درمیان میں دعا کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے، اس لئے اس وقت کو ضائع کرنے کی بجائے دعا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

وراثت کی تقسیم

س: گزارش ہے میرے تین بیٹے اور ایک کنواری بیٹی ہے۔ میری عمر 73 سال ہوگئی ہے، میں اپنی زندگی ہی میں اپنی جائیداد اپنی مندرجہ بالا اولاد میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ میرے کوئی بھائی، بہن نہیں، میری ایک بیوی تھی جو فوت ہوگئی ہے۔ آپ برائے مہربانی مجلہ ماہنامہ الحرمین (آپ کے سوال) میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً تحریر فرمادیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔ (نذیر احمد انصاری۔ فاروق آباد)

الجواب بعون الوهاب

گزارش ہے کہ شرعی لحاظ سے کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد تقسیم نہیں کرسکتا کیونکہ وراثت کا تعلق آدمی کی موت کے ساتھ ہے کیونکہ کسی کو وارث وہ بناتا ہے جو فوت ہو اور وارث وہ بنتا ہے جو مورث کی موت کے وقت زندہ ہو اور یہ ظاہر ہے کہ کسی کی موت کا کسی کو بھی کوئی علم نہیں۔ قرآن مجید میں وراثت کے احکام بیان کرتے ہوئے کئی انداز میں اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً مما ترك اس میں جو اس نے چھوڑا۔

مما ترك ازواجكم اس میں سے جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا۔

مما تركتم اس میں سے جو تم نے چھوڑا۔ (نساء 12،11)

یہ بھی واضح ہے کہ چھوڑنے کا تعلق دنیا سے رخصت ہونے کے ساتھ ہے۔ زندگی میں وراثت تقسیم کرنے میں ایک خرابی یہ ہے کہ آدمی نے جس وارث کو مال دیا ہے، اگر وہ آدمی کی زندگی میں فوت ہوجائے تو وہ نتیجے کے لحاظ سے وارث نہیں بنتا جبکہ اسے حصہ دے دیا گیا ہے، اس کو حصہ دینے سے اصل ورثاء کے حصص میں کمی آگئی ہے جو درست نہیں۔

لتھڑی نعش کو سڑک پر رکھ کر دفنانے سے انکار کر دیا۔ اس دوران مظاہرین نے ڈپٹی کمشنر کی گاڑی کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔ یوں شام 7 بجے سے رات بھر میت تارت پورہ چوک میں پڑی رہی اور پرتشدد مظاہروں کا سلسلہ اسلام و آزادی کے نعروں کی گونج میں جاری رہا۔ اگلی صبح DCO کی گاڑی کے علاوہ ساتھ آنے والی مزید دو گاڑیوں کی بھی مظاہرین نے توڑ پھوڑ کی جس کے جواب میں فورسز نے ٹیئر گیس کے گولے داغے اور ہوائی فائرنگ کی۔ آخر کار DCO سے عمائدین کی میٹنگ اور اس جعلی ان کاؤنٹر کی شفاف تحقیقات کی یقین دہانی کے بعد ہزاروں لوگوں نے روتے ہوئے شاہد بشیر کو سپردِ خاک کیا جبکہ اس کے بعد بھرے ہوئے نوجوانوں نے ایک بار پھر فورسز پر پتھراؤ شروع کر دیا اور پرتشدد جھڑپوں میں متعدد افراد زخمی ہو گئے جبکہ پولیس نے بھی شاہد بشیر کو بے گناہ شہری قرار دیا۔

اطلاعات کے مطابق شاہد بشیر غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا والد معذور تھا لیکن شاہد BSc کے ساتھ محنت مزدوری کر کے اپنے گھرانے اور 4 بہنوں سمیت سب کا واحد سہارا اور کفیل تھا۔ وہ ایک ہونہار، محنتی، نیک سیرت، شرمیلا اور صوم وصلوٰۃ کا پابند جوان تھا جو عشاء کی نماز پڑھنے گھر سے نکلا تو 3 دن بعد اس کی گولیوں سے چھلنی نعش گھر کی دہلیز پر واپس پہنچی۔

دریں اثناء ضلع پلوامہ کے علاقہ پامپور میں پولیس کی ایک گاڑی چاند پور کے نزدیک حادثہ کا شکار ہو کر الٹ گئی جس سے 5 پولیس اہلکار بری طرح زخمی ہو گئے جنہیں شدید زخمی حالت میں سرینگر ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔

کٹھوعہ پولیس ٹریننگ سنٹر میدان جنگ بن گیا۔ فرینڈلی رگڑا میں متعدد اہلکار زخمی

26 اگست: جموں کے علاقہ کٹھوعہ پولیس ٹریننگ سنٹر میں زیر تربیت رنگروٹس کے مابین اس وقت جھڑپ شروع ہوئی جب دیگر اہلکاروں نے وادی سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو سنگ باز اور دہشت گرد ہونے کا طعنہ دیا جس سے تو تکار کے بعد جھگڑا جھڑپ کی شکل اختیار کر گیا جس سے ایک اہلکار زخمی ہو گیا جبکہ سکیورٹی ذرائع نے اس خبر کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے بیان دیا کہ ٹریننگ سنٹر میں کسی قسم کی غیر قانونی سرگرمی برداشت نہیں کی جائے گی۔

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

مظلوموں کے حق میں مظلوموں کے مظاہرے...... روہنگیا مسلمانوں کے حق میں شدید احتجاج

8 ستمبر: مظلوم کشمیری مسلمانوں نے اپنے مظلوم برمی مسلم بھائیوں کی حمایت میں نماز جمعہ کے بعد رام بن، بانہال، خطہ چناب اور وادی بھر میں مظاہرے کیے۔ جس پر بھارتی فورسز نے علاقوں میں کرفیو نافذ کر دیا۔ جب لوگوں نے زبردستی مظاہرے شروع کیے تو اسلام آباد میں فورسز نے مظاہرین پر تشدد شروع کر دیا جس کے جواب میں نوجوانوں نے فورسز پر پتھراؤ کیا اور ایک پولیس گاڑی کو گھیر کر نذرِ آتش کر دیا۔ اس موقع پر اہلکاروں نے مظاہرین پر ٹیئر گیس کا بے رحمانہ استعمال کیا تو مظاہرین مزید مشتعل ہو گئے اور بھپرے ہوئے نوجوانوں نے ایک DSP اور ایک سب انسپکٹر سمیت 6 پولیس اہلکاروں کی درگت بنا ڈالی جبکہ دیگر کئی عام شہری بھی زخمی ہوئے۔ ان مظاہروں کے دوران اکثر مساجد میں نماز جمعہ پر فورسز کی جانب سے زبردستی قدغن عائد کی گئی جبکہ دن بھر پورا جموں کشمیر مظلوم روہنگیا مسلمانوں کے تحفظ کے لیے ظالم وقابض ہندو فوجیوں کے ہاتھوں زخم کھاتا رہا۔

راجناتھ کو سرینگر آمد پر جہادی سلامی 2 اہلکار ہلاک، 3 زخمی، ایک کی حالت نازک، 1 کلاشنکوف مالِ غنیمت

9 ستمبر: بھارت کے مرکزی وزیر داخلہ راجناتھ سنگھ کی وادی کشمیر آمد پر مجاہدین کے ایک فدائی دستہ نے ضلع اسلام آباد، کلگام کے جنرل بس اسٹینڈ تک رسائی حاصل کی اور وزیر داخلہ راجناتھ سنگھ کی میٹنگ والی جگہ سے فقط 450 میٹر کی دوری پر بس اڈے پر ڈیوٹی دیتے ہوئے SOG اہلکاروں پر گھات لگا کر حملہ کر دیا جس سے 5 اہلکار خون میں لت پت ہو کر تڑپنے لگے۔ مجاہدین کا یہ حملہ اتنا اچانک اور روشن دن میں انجام دیا گیا کہ اہلکاروں کو سنبھلنے تک کا موقع نہ مل سکا جبکہ فدائین افراتفری کے عالم میں گوریلا طرز کا حملہ کر کے بحفاظت بچ نکلنے میں کامیاب رہے۔

یاد رہے اس جگہ پر ہی راجناتھ سنگھ کو کئی وفود سے ملاقات کرنا تھی۔ زخمی اہلکاروں میں سے 2 اہلکار بعد ازاں ہلاک ہو گئے جبکہ 3 دیگر شدید زخمی ہوئے۔

بطور ہوئی۔ اس دوران بھارتی فورسز نے طاقتور بارودی چارج لگا کر مکانات کو تباہ کیا جبکہ معرکہ کے اختتام پر سینکڑوں مرد وزن نے اسلام اور آزادی کے نعروں کی گونج میں شہداء کو مقامی مزار شہداء میں دفن کیا، اس معرکہ میں 5 بھارتی فوجی شدید زخمی ہوئے۔

یاد رہے سوپور ایٹین میں جام شہادت نوش کرنے والا مجاہد شاہد احمد شیخ راسخ العقیدہ مسلمان، سر بکف مجاہد اور عالم باعمل بھی تھے۔ ادھر بانڈی پورہ کے علاقہ اجس میں 13 آر آر سے وابستہ اہلکار دوران شب پٹرولنگ کر رہے تھے کہ باتوں ہی باتوں میں ان کے مابین جھگڑا ہوا اور بھارتی فوجیوں نے آپے سے باہر ہو کر فرینڈلی فائر شروع کر دیا۔ یوں گنوں کے دہانے کھلنے سے اشیش کمار نامی بھارتی فوجی گولیاں لگنے سے شدید زخمی ہو گیا جبکہ فوج کے دفاعی ذرائع نے اس وقوعہ کو حادثاتی رنگ دینے کی ناکام کوشش کی۔

کلگام کھڈونی میں معرکہ آرائی۔ 2 مجاہد شہید، مظاہروں میں متعدد افراد زخمی

11 ستمبر: ضلع اسلام آباد کلگام کے علاقہ کھڈونی میں مجاہدین کی موجودگی پر قابض بھارتی فورسز نے علی الصبح 3 بجے علاقے کو محاصرہ میں لینے کی کوشش کی تو مجاہدین نے سکیورٹی فورسز پر حملہ کر دیا جس کے بعد طرفین میں لڑائی شروع ہو گئی اور اس جھڑپ میں سیار احمد اور داؤد احمد جو کہ مقامی مجاہدین تھے، نے جام شہادت نوش کیا۔ ان شاء اللہ جب شہداء کی نعشیں آبائی گھر پہنچیں تو علاقے میں کہرام مچ گیا اور لوگ اسلام و آزادی کے نعرے لگاتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے جن میں مرد وزن اور بچوں، بوڑھوں کی بھی کثیر تعداد شامل تھی۔ یہاں لوگوں کے جم غفیر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شہداء کی کئی بار نماز جنازہ ادا کرنا پڑی جبکہ نماز جنازہ کے بعد بھی فورسز نے عوام پر آنسو گیس، لاٹھی چارج اور دیگر پرتشدد ہتھکنڈے جاری رکھے جس سے کئی افراد زخمی ہو گئے۔

وحشی برمی حکومت کے ہاتھوں ہزاروں مسلمانوں کا قتلِ عام....

لاکھوں دربدر.....مسلم حکمرانوں کا رسمی ردِ عمل
مالدیپ اور ترک صدر کا جرأت مندانہ رول اپنانے کی ضرورت

حالاتِ حاضرہ

سلیم اللہ عابدی

آسمان سے موسلادھار بارش برس رہی ہے‘ سمندر کنارے اور دریاؤں کے بیچ زمین جو پہلے ہی دلدلی ہے‘ مزید خطرناک ہو چکی ہے۔ اس دلدل میں لاکھوں ایسے انسان ننگے پاؤں پیدل سفر کر رہے ہیں جن کے جسموں پر لباس بھی پورا نہیں۔ اکثریت ادھیڑ عمر خواتین کی ہے کیونکہ ان کے گھروں کے مردوں ‘جوانوں اور نوعمر لڑکوں کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا گیا ہے۔ قتل کرنے کے لیے انہیں گولیوں اور تیز دھار آلات کا ہی استعمال نہیں کیا گیا بلکہ انہیں اجتماعی طور پر باندھ کر ان کے گھروں میں ہی زندہ جلایا گیا ہے۔ چند روز میں اب تک کے محتاط انداز کے مطابق 30 ہزار

مسلمان مارے جا چکے ہیں۔ ان کی جوان بہنوں کو بھی پکڑ کر فوج اور مقامی بودھ مت غنڈے سرعام جبری زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کرتے رہے ہیں۔

یہ سب اپنی کل جمع پونجی ایک آدھ جانور اور ٹوٹی پھوٹی کشتی تک چھوڑ کر بھاگے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو کشتیوں میں بھاگے تو بوجھ زیادہ اور کشتیاں بوسیدہ ہونے کے باعث ان کے غرق ہونے سے دریاؤں اور سمندروں میں ہی زندہ موت کے گھاٹ اتر گئے۔ یہ تو سمندری مخلوق کی خوراک بھی بننے کے قابل نہیں تھے کہ ان کے جسم پر گوشت نام کی کوئی چیز نہیں۔ پہلے ہی بدحال تھے اور اب مسلسل مار دھاڑ بھوک وسفر نے انہیں ہڈیوں کے پنجر بنا دیا تھا‘ سو اب ان کے ہڈیوں کے ڈھانچے محض گوشت کی چمڑی میں لپٹے ہوئے تھے جو سمندروں اور دریاؤں میں گم ہو گئے۔ کچھ کے پانی سے پھولے جسم کنارے پر آ گئے تو دنیا نے ایک آہ بھر کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اب یہ 5 لاکھ کی تعداد میں بنگلہ دیش کی سرحد پر گل سڑ رہے ہیں جہاں پہلے ہی ان کے ہم وطن و ہم قوم لاکھوں کی تعداد میں بدترین حالات سے گزر رہے ہیں۔

یہ سب میانمار (برما) کے وہ روہنگیا مسلمان ہیں جنہیں اقوام متحدہ جیسا اسلام کش ادارہ بھی روئے زمین کی مظلوم و مجبور ترین انسانی نسل قرار دیتا ہے‘ جن کے پاس کسی ملک کی شناخت یا شہریت نہیں تو میانمار (برما) کی حدود کے اندر بھی انہیں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک جانے کی اجازت نہیں۔ یہ انڈہ تک گھر نہیں رکھ سکتے‘ مبادا کہیں طاقتور ہو کر فوج کو نہ مار ڈالیں۔ ان کے لیے کسی قسم کا کوئی انسانی حق نہیں۔ یہ فقط سمندر کنارے دلدلی علاقوں میں رہتے‘ جڑی بوٹیاں‘ جنگلی نباتات کھاتے‘ خس و خاشاک کے گھروندے بناتے‘ مچھلیاں پکڑ کر کھاتے اور سسکتی زندگی کے دن پورے کر کے لاچاری میں مرجاتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود یہ اتنے پکے مسلمان ہیں کہ سب کے گھر معمولی تنکوں سے بنے ہیں لیکن ان کے ہاں مساجد پھر بھی سب سے بہتر تعمیرات کی شکل میں ہیں۔ یہ سب پکے نمازی ہیں۔ قرآن پڑھنے والے ہیں۔ عورتیں اتنے برے حالات میں بھی پوری کوشش سے پردہ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔

یہ اس خطے میں صدیوں سے آباد ہیں۔ انہوں نے یہاں حکومت بھی کی لیکن جب سارے خطے پر انگریز کا قبضہ ہوا تو برما بھی ان کے قبضے میں آ گیا۔ پھر

☆...... مسلم دشمن برما کے ساتھ کھڑے ہو کر مودی نے اپنی اسلام دشمنی ثابت کر دی۔

مظلوموں کی مدد کرنے کی بجائے اب انہیں دہشت گرد قرار دے کر ان کا سعودی عرب اور پاکستان سے عسکری تعلق ثابت کیا جا رہا ہے۔

انگریز نے خطہ چھوڑا تو بنگلہ دیش سے متصل اراکان نامی اس صوبے کے لوگوں نے پاکستان سے الحاق کی کوششیں کیں۔ ان کی پاکستان اور اسلام سے وابستگی دیکھئے کہ انہوں نے اپنے صوبے کا نام ارکان اسلام کی نسبت سے ارکان رکھا جو بعد میں اراکان اور اب رخائن یا رکھائن ہو گیا ہے' مقصد یہ تھا کہ نام بدلنے سے دنیا اس صوبے کی اسلامی شناخت بھول جائے۔ اراکان کے مسلمانوں کی قسمت کشمیریوں جیسی ہی نکلی۔ جیسے مغربی پاکستان کے ساتھ کشمیری ہر طرح کی کوشش کے باوجود نہ مل سکے اور انگریز و مقامی ہندو اکثریت کے باہمی گٹھ جوڑ' سیاسی سازش کا شکار ہو گئے' کچھ ایسا ہی ان کے ساتھ ہوا اور یہ مشرقی پاکستان کے ساتھ ہر لحاظ سے جڑے ہونے کے باوجود نہ مل سکے۔ یوں دونوں طرف کی کہانی ایک جیسی ہی رہی۔

1962ء میں آنے والے فوجی انقلاب میں جنرل نیون نے ان پر قیامت ڈھا دی۔ فوج نے ان سب کی ملکی شہریت ختم کر کے انہیں غیر ملکی بنگالی درانداز قرار دے کر تمام سہولیات سے محروم کر دیا اور ساتھ ہی انتہائی ظالمانہ فوجی آپریشن شروع کر دیا گیا۔

1971ء تک ان کی پاکستان کے ساتھ وفاداری بھی قائم رہی اور یہ پاکستانی کرنسی استعمال کرتے اور اردو زبان بولتے رہے لیکن برما کے شہری ہونے کی وجہ سے وہاں کی حکومت میں ریاست کے انتظام و انصرام میں بھی شامل رہے' یہاں تک کہ اس وقت یہاں کی آبادی 20 لاکھ سے زائد تھی۔ یہ جانیں بچانے کے لیے بنگلہ دیش کی جانب بھاگے۔ دنیا کے کئی مسلم ممالک کی طرف رخ کیا۔ اس سارے عرصہ میں ان کا ایسے ہی بار بار قتل عام ہوتا تو یہ یونہی بھاگتے۔ کرتے کرتے وہی روہنگیا برما میں محض 8 لاکھ بچے تھے جن میں سے اب 5 لاکھ کو بھگا کر بنگلہ دیش پہنچا دیا گیا اور باقی سب کی کہانی ختم کی جا رہی ہے۔ برما کے اس صوبے میں اب ان کی آبادی صرف 3 لاکھ رہ گئی ہے جسے اگلے چند ہفتوں میں سمندروں کی جانب دھکیل کر یا بنگلہ دیش پہنچا کر برما ہمیشہ کے لیے اس قضیہ کو جڑ سے اکھاڑ دے گا اور کوئی اسے پوچھنے والا ہی نہیں۔

حالیہ 25 اگست کو برما کی حکومت نے اچانک بتایا کہ اس صوبے یعنی رخائن کے اندر ''مسلم شدت پسندوں'' نے پولیس اور فوج کی چوکیوں پر حملہ کر کے کئی سپاہی ہلاک کر دیئے ہیں' ساتھ ہی بتایا کہ مجموعی طور پر 100 لوگ مارے گئے ہیں جن میں 70 سے زائد مسلح مسلم شدت پسند تھے۔ برما کی فوج نے اپنے کسی ایک سپاہی کی لاش یا تابوت اب تک نہیں دکھایا جس سے بخوبی عقدہ کھلا کہ اصل سازش توسیع قتل عام اور روہنگیا کا مکمل خاتمہ تھا۔ اس جھوٹ کا پول 13 ستمبر 2017ء کو ایک بار پھر کھل گیا جب برما نے کہا اور بی بی سی تک نے رپورٹ کیا کہ 25 اگست کے واقعہ میں 100 نہیں 12 افراد ہلاک ہوئے تھے۔

طویل زمانے سے برما کی حکومت نے اس علاقے میں کسی بھی ملکی یا غیر ملکی صحافی ہی نہیں' عام افراد کا بھی داخلہ سختی سے بند کر رکھا ہے۔ برما کی حکومت جو چاہے کہے یا کرے' اسے کوئی پوچھ نہیں سکتا اور کوئی یہ بھی نہیں کہتا کہ ہمیں وہاں جانے دیا جائے۔ سو حکومت نے جو اعلان کیا' اس کو تسلیم کر کے عالمی میڈیا نے خبر ہی چلائی اور پھر برما کی فوج' پولیس اور بودھ مت راہب اور عام مقامی شہری انتقام لینے کے لیے بندوقیں' چھرے' تلواریں اور ساتھ پٹرول لے کر ان کی بستیوں پر چڑھ دوڑے اور سب کچھ جلا کر راکھ کر ڈالا۔ سامنے آنے والے ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو انتہائی ظالمانہ طریقے سے مار ڈالا۔ بچ جانے والے جب لاکھوں کی تعداد میں بنگلہ دیش کی سرحد کی طرف بھاگے تو بے شمار دلدلی علاقوں' دریاؤں' نہروں اور سمندری سفر کی وجہ سے راستے ہی میں مارے گئے' جو زندہ بچ پائے' اب اپنے کٹے پھٹے خاندانوں کے ہمراہ زخموں میں لت پت ہیں۔

عین اس وقت جب عالم اسلام حج اور عید قربانی کی خوشیوں سے نہال ہو جاتا ہے' روئے زمین کی یہ کیڑوں مکوڑوں سے حقیر مخلوق صرف امت محمدیہ ہونے کی وجہ سے ظلم و ستم کی آندھی کے ان گھٹاٹوپ تھپیڑوں کا سامنا کر رہی تھی جن کا شاید ہم اپنے لیے تصور بھی برداشت نہ کر سکیں۔

عالمی میڈیا نے انہی ستم زدگان میں سے ایک نوعمر لڑکا دکھایا جو اپنے بوڑھے والدین کو ڈنڈے کے دونوں طرف ٹوکریاں باندھ کر اور ان میں ڈال کر سات دن پیدل چلتا 3 دریا عبور کر کے ننگے پاؤں بنگلہ دیش پہنچا۔

یہاں آنے والے ہر فرد کی کہانی اس قدر لرزہ خیز ہے کہ سننے والے بے ہوش تک ہو جاتے ہیں۔ یہاں آنے والے ایک غیر ملکی امدادی رضا کار نے ایک روتے بلکتے ایک نوجوان سے بات کی جس نے بتایا کہ اس کے خاندان کے سارے افراد اور رشتہ دار قتل کر دیئے گئے یا زندہ جلا دیئے گئے ہیں۔ فقط وہ اکیلا کسی طرح چھپ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا ہے۔ وہ اب کسی کے کندھے سے لگ کر رو بھی نہیں سکتا کیونکہ خاندان سے کوئی فرد بچا ہی نہیں۔

اس ظلم و قہر کی کہانی جب دنیا تک پہنچی تو مسلم دنیا میں بڑے بڑے اور بے شمار مظاہرے شروع ہوئے۔ اقوام متحدہ نے علامتی مذمتی بیانات جاری کیے لیکن برما کو اس سب کی کیا پروا کیونکہ دنیا کی ساری عالمی مقتدر قوتیں تو حقیقت

میں پوری طرح اس کے ساتھ ہیں۔

دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی آواز بننے والے ترک صدر رجب طیب اردوان کو جب یہ سب معلوم ہوا تو وہ تڑپ اٹھے۔ دنیا کے کتنے مسلم ممالک کے سربراہان کو فوری فون کیے۔ ان کی غیرت کو جگایا اور ان برمی روہنگیا مسلمانوں کو مار مار کر واپس بھیجنے پر مُصر بنگلہ دیشی حکومت کو کہا کہ وہ انہیں پناہ دے، سارا خرچہ ترک حکومت برداشت کرے گی۔ ساتھ ہی اپنی اہلیہ، فرزند اور وزیر خارجہ کو امدادی قافلہ کے ساتھ وہاں روانہ بھی کر دیا۔ ان کی کوشش سے ان کی طرح سعودی حکومت نے بھی مہاجرین کا سارا خرچ اٹھانے کا اعلان کیا۔ ان کے لیے 15 کروڑ ڈالر امداد دینے کا اعلان کیا اور شاہ سلمان یہ قضیہ لے کر اقوام متحدہ پہنچے۔ وہاں ایک بار پھر بحث ہوئی، مذمت ہوئی اور کہانی ختم لیکن اس دنیا کی مسلمانوں سے منافقانہ دشمنی خوب کھل کر سامنے آئی۔ امریکہ بہادر اور یورپی طاقتوں نے بھی محض مذمت کے علاوہ کوئی دوسری بات یا اقدام گوارہ نہ کیا اور کرتے بھی کیوں؟ انہوں نے تو اپنے ملکوں میں مسلم اقلیت کا جواب حشر نشر شروع کر رکھا ہے، وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

کچھ دن گزرے تو چند تبصرہ نگار یوں رقم طراز ہوئے کہ اس خطے میں چین کی دلچسپی کی وجہ سے امریکہ مخالفت میں مسلمانوں کی مدد کر سکتا ہے اور کرے گا لیکن یہ تو محض مفروضہ تھا اور اب بھی ہے کیونکہ یہی امریکہ 2012ء میں برما پر عائد پابندیاں ختم کر کے اس سے ہر طرح کے تعلقات بحال کر چکا ہے اور باراک اوبامہ جب امریکہ کا صدر تھا، اس نے پہلے امریکی صدر کے طور پر ینگون کا دورہ کیا تھا۔ یہ وہی دن تھے جب یہاں روہنگیا مسلمانوں کا بدترین قتل عام جاری تھا، یعنی امریکہ تو تب بھی برما حکومت کے ساتھ تھا اور اب بھی ہے۔ اگر واقعی امریکہ مسلمانوں کی مدد کرتا اور برما کی تھوڑی سی بھی سرزنش کرتا تو کیا یہ اس کے لیے مشکل تھا۔ ظاہر ہے قطعاً نہیں۔

امریکہ کے تو اشارۂ ابرو سے حالات بدل سکتے ہیں لیکن اس نے آج تک مسلمانوں کے لیے کبھی کوئی ایسا اقدام کیا اور نہ کرے گا۔

لوگوں کو حیرانی چین کی جانب سے برما کی حمایت پر ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ چین دنیا میں صرف اپنے معاشی و مالی مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ چین جس طرح ہمارے ملک میں سی پیک کا منصوبہ بنا رہا ہے، بعینہٖ وہ بنگلہ دیش، انڈیا کو ملانے کے لیے ایک بڑے روڈ منصوبے پر کام کر رہا ہے جو عین برما کے درمیان سے گزرے گا اور بنگلہ دیش کی چٹاگانگ بندرگاہ کو چھوتا ہوا متصل بھارت تک جائے گا۔ یوں پھر 5 کروڑ آبادی والا برما، 16 کروڑ والا بنگلہ دیش اور 140 کروڑ آبادی والا بھارت چین سے براہ راست جڑ جائیں گے اور چینی مصنوعات اس خطے اور اس خطے سے آگے باقی دنیا کو پہنچائی جا سکیں گی۔

☆......سعودی شاہ سلمان نے اگرچہ روہنگیا مہاجرین کے لیے 1.5 کروڑ ڈالر امداد کا اعلان کیا ہے اور وہ اقوام متحدہ بھی یہ مسئلہ لے گئے ہیں، تاہم ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

چین نے محض اسی وجہ سے برما کی حمایت کی لیکن دنیا میں اسلام کی بنیاد پر برما کے روہنگیا مسلمانوں کے آنسو پونچھنے والے دو تین مسلم ممالک کے علاوہ کوئی مسلم ملک دیکھنے کو نہ ملا۔ سب سے زیادہ غیرت تو ننھے منے مالدیپ نے دکھائی جس نے برما سے تجارتی تعلقات ختم کرنے کا اعلان کیا تو ملائیشیا نے پہلی بار اپنی سرحد کھولنے اور امداد بھیجنے کا اعلان کیا۔ افسوس تو عالم اسلام کا قلعہ کہلانے والے پاکستان پر ہوا کہ جس نے انتہائی مشکل سے صرف احتجاج پر آمادگی ظاہر کی اور بے کسوں اور لاچاروں کے لیے پھوٹی کوڑی امداد کا محض زبانی کلامی بھی اعلان نہ کیا۔

بنگلہ دیشی سرحد پر روہنگیا مسلمانوں کے حوالے سے بنگلہ دیشی جریدے "ڈھاکہ ٹریبون" نے بتایا کہ بنگلہ دیش پہنچنے والے لاکھوں روہنگیا مسلم پناہ گزینوں کے 80 ہزار سے زائد بچے آلودہ پانی اور غذائی قلت کے سبب مختلف بیماریوں کا شکار ہیں۔ یہاں ڈائریا، نمونیا اور متعدی بخار کی بیماریاں عام ہو گئی ہیں جبکہ انہیں مناسب ادویات بھی دستیاب نہیں ہیں۔ ان کو غذائی قلت اور مختلف بیماریوں نے گھیرا ہوا ہے جس سے ان کی ہلاکت کا خدشہ موجود ہے۔ پہلے ایک ہفتے کے دوران صرف دو کیمپوں میں 300 روہنگیا بچے ہلاک ہوئے اور اب یہ تعداد ہزاروں میں پہنچ چکی ہے۔ کیمپوں سے ملحق زمینیں ان معصوم بچوں کا قبرستان بن چکی ہیں۔

برطانوی اخبار ٹیلی گراف نے کہا کہ روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ سلوک پر اقوام متحدہ اور عالمی رہنما برمی حکومت کے خلاف کوئی قدم اٹھانے میں ناکام ہیں۔ مہاجرین مظالم کی دل دہلا دینے والی تفصیلات بیان کر رہے ہیں۔ برمی فوج مسلمانوں کو زندہ جلا رہی ہے۔ بچوں کے سر قلم کیے جا رہے ہیں، جو چار لاکھ پیچھے رہ گئے، ان کی حالت انتہائی دگرگوں ہے۔

اقوام متحدہ تک نے کہا کہ رخائن میں برمی فوج نے 4 لاکھ روہنگیا مسلمانوں کو محصور کر رکھا ہے جس سے ان کی زندگیوں کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ یہاں عالمی امدادی سامان کے گودام لوٹ لیے گئے۔ بنگلہ دیش ہجرت

روہنگیا مسلمانوں کے حق میں لاکھوں بنگلہ دیشیوں کا مظاہرہ۔۔۔ ثابت کرتا ہے کہ اسلام آج بھی وہاں بڑی قوت ہے

کرنے والی عورتیں اور بچے برمی فوج کی بچھائی گئی بارودی سرنگوں کا نشانہ بننے لگے ہیں جو انہیں واپس آنے سے روکنے کے لیے بچھائی گئی ہیں۔ اب تک درجنوں مسلمان شہید و زخمی ہو چکے ہیں۔

بنگلہ دیش نقل مکانی کے دوران ہزاروں روہنگیا خواتین اور بچیوں کے لاپتہ ہونے کا انکشاف بھی ہوا ہے جس میں بڑی تعداد کو بودھ انتہا پسندوں اور برمی فوج نے اغوا کر لیا۔ بنگلہ سرحد پر لٹے پٹے قافلے اپنے پیاروں کے لیے تڑپ رہے ہیں، بیشتر زخمی حالت میں بھی اپنے پیاروں

باقی صفحہ 36 پر

چند روز پہلے میں نے حال ہی میں وجود میں آنے والی ملی مسلم لیگ پر ایک سٹوری کرنے کے لیے لاہور کا سفر کیا۔ پرانے شہر کے علاقوں پر مشتمل اس حلقے میں انتخابی رنگ ڈھنگ تو روایتی ہی تھا اور لگ رہا تھا کہ مسلم لیگ ن سمیت تمام سیاسی جماعتیں ایک ایک ووٹ کے لیے سخت محنت کر رہی ہیں لیکن اس حلقے میں خاص طور پر میری توجہ ملی مسلم لیگ پر رہی۔

وہ پارٹی جو اگست کے اوائل میں وجود میں آئی ہے اور ابھی رجسٹریشن کے لیے اس کی درخواست الیکشن کمیشن میں زیر غور ہے' مجھے بتایا گیا کہ پارٹی کا موجودہ دفتر لکشمی چوک میں ہی بنایا گیا ہے۔ لکشمی چوک بھی این اے 120 میں ہی واقع ہے۔ یہیں سے ملی مسلم لیگ کے حمایت یافتہ امیدوار محمد یعقوب شیخ کی انتخابی مہم بھی چلائی جا رہی تھی۔ اتوار کا دن تھا، پارٹی ترجمان کو دفتر پہنچنے میں کچھ دیر تھی تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ اتنی دیر میں حلقے کا ماحول دیکھا جائے۔ وہی صحافیوں کا مخصوص طریقۂ واردات۔ ہم نے حلقے کے مختلف علاقوں میں ڈرائیو کیا۔ کچھ جگہوں پر اتر کر مقامی لوگوں سے گپ شپ کی۔

حلقے کے در و دیوار مختلف پارٹیوں کے پوسٹرز سے بھرے ہوئے تھے۔ ان میں سے خاص طور پر قابل توجہ وہ پوسٹر تھا جس میں قائداعظم کے ساتھ زیر نگرانی تنظیم جماعت الدعوہ کے امیر حافظ سعید کی تصویر تھی اور نیچے (انتخابی نشان انرجی سیور کے ساتھ) لکھا تھا' روشن پاکستان کا نشان۔ جب ملی مسلم لیگ کے نوجوان ترجمان تابش قیوم سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے پہلی وضاحت یہی کی کہ یہ جماعت الدعوہ کا سیاسی ونگ نہیں ہے بلکہ ایک علیحدہ جماعت ہے۔ لکشمی چوک میں پارٹی کے دفتر میں خوب گہما گہمی تھی۔ اور ایک بالکل نئی پارٹی ہونے کے باوجود ان کا نظام کافی منظم لگ رہا تھا۔

ان کا مزید کہنا تھا کہ حافظ سعید اس جماعت کے رکن بھی نہیں ہیں لیکن ملی مسلم لیگ پاکستان حافظ صاحب کے وژن پر بنی ہے۔

قانونی امور، میڈیا یونین کونسل اور ووٹر لسٹوں سمیت مختلف شعبوں کے لیے مختلف ڈیسک بنائے گئے تھے۔ خواتین کے لیے بھی ایک ڈیسک لگایا گیا تھا جس پر اس وقت تو دو مرد براجمان تھے اور دفتر میں کوئی خاتون موجود نہیں تھی۔ مجھے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک لمحے کے لیے احساس ہوا جیسے میں جماعت الدعوہ کے دفتر میں آ گئی ہوں۔ کئی مانوس چہرے بھی دکھائی دیے اور ملی مسلم لیگ کے ترجمان نے اعتراف بھی کیا کہ جماعۃ الدعوۃ کے بہت سے لوگ ان کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں' تاہم پارٹی چونکہ رجسٹرڈ نہیں' اس لیے باقاعدہ رکنیت سازی نہیں ہو رہی۔

ہر جماعت کی طرح ملی مسلم لیگ کے لیے سوشل میڈیا کس قدر اہم ہے' اس کا اندازہ ان کا سوشل میڈیا سیل دیکھ کر ہوا جس میں آڈیو ویڈیو اور گرافکس کے ذریعے بھرپور انتخابی اور تشہیری مہم چلائی جا رہی تھی۔ بڑے ہال میں ملٹی میڈیا کے ذریعے پولنگ ایجنٹس کی ٹریننگ ہو رہی تھی۔ 20 کے قریب افراد اس میں شامل تھے جو موبائل فون اور مختلف ایپس کے ذریعے تمام عمل کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

دفتر میں کام کرنے والوں اور مہمانوں کے لیے لنگر کا انتظام بھی تھا۔ ہال کے پیچھے ایک برآمدے میں ایک بڑے سے توے پر درجنوں پراٹھے ایک ساتھ تلے جا رہے تھے۔ وہی لاہوریوں کا مخصوص برنچ۔ ایک ایسی پارٹی کے لیے جسے بنے ابھی تقریباً ایک ماہ ہوا تھا، ایسی تنظیم اور تیاری میرے لیے حیران کن تھی۔ ترجمان تابش قیوم سے نئی جماعت کے سیاسی پروگرام اور ایجنڈے پر بھی بات ہوئی اور پالیسیوں پر بھی۔

اس سوال پر کہ انھیں اتنا اعتماد کیوں ہے کہ ملی مسلم لیگ رجسٹر ہو جائے گی، مجھے بتایا گیا کہ اس حوالے سے تمام قانونی اور آئینی تقاضے پورے کیے گئے ہیں۔ اور اگر اس کے باوجود انھیں اجازت نہ ملی تو وہ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

ملی مسلم لیگ کے حمایت یافتہ امیدوار محمد یعقوب شیخ سے بھی ملاقات ہوئی جو جماعۃ الدعوۃ کے سابق رکن بھی ہیں۔ یعقوب شیخ حلقے میں اپنی مہم چلانے میں مصروف تھے۔ انھوں نے اعتراف کیا کہ ان کی درخواست پر حافظ سعید نے ان کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔

اس سے قطع نظر کہ مبصرین اس انتخاب کے دوران ملی مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمی اور دو مذہبی جماعتوں کو ملنے والے ووٹوں کو کس تناظر میں دیکھ رہے ہیں یا اسے اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے شدت پسند جماعتوں سے وابستہ نوجوانوں کو سیاست کے مرکزی دھارے میں شامل کرنے کی کوشش کے طور پر لیا جا رہا ہے، یہ بات تو طے ہے کہ پاکستان میں مذہبی جماعتوں کا ووٹ بینک موجود ہے۔ عالمی سطح پر متنازع شخصیات، گروہوں اور سوچ سے جڑی پارٹیوں کی عوام میں قبولیت کی گنجائش موجود ہے۔ این اے 120 کا انتخاب نواز شریف کی نااہلی سے متعلق فیصلے پر ریفرنڈم سے بڑھ کر ایسے ہی اشارے دے رہا ہے اور سوال یہ ہے کہ کیا این اے 120 میں سامنے آنے والا رجحان صرف اسی حلقے تک محدود رہے گا یا آئندہ عام انتخابات میں اس کا اثر پورے ملک میں پھیل جائے گا؟

☆......بی بی سی کے مشہور رپورٹر وسعت اللہ خان لکھتے ہیں:

چوتھے نمبر پر حافظ محمد سعید کی جماعۃ الدعوۃ کے بطن سے ڈیڑھ ماہ قبل پیدا ہونے والی ملی مسلم لیگ کے حمایت یافتہ امیدوار شیخ یعقوب کو پانچ ہزار آٹھ سو بائیس ووٹ ملے......یعنی اگر پیپلز پارٹی اور جماعت اسلامی کے مجموعی ووٹ ملا بھی لیے جائیں' تب بھی اکیلی ملی مسلم لیگ کو پڑنے والے ووٹوں سے کم ہیں۔ وسعت اللہ خان نے اس کے بعد دنیا بھر کی ان جماعتوں کی تاریخ بیان کی جو پہلے عسکریت میں تھیں اور پھر قومی سیاسی دھارے میں شامل ہوئیں۔ اس لحاظ سے انہوں نے لکھا کہ اگر جماعۃ الدعوۃ بھی ملی مسلم لیگ کے نام سے قومی دھارے میں آتی ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔

طلاق ثلاثہ اور بھارتی سپریم کورٹ کا فیصلہ

ایک مجلس کی ۳ طلاق کو بھارتی سپریم کورٹ نے بھی کالعدم قرار دے دیا

ہمارے علماء جامد کی فرقہ وارانہ "انا" نے غیروں کو جگ ہنسائی کا موقع فراہم کیا

علم و تحقیق

حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا مسئلہ اگرچہ صدیوں سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے لیکن جب تک اسلامی یا مسلمان معاشروں میں شریعت پر عمل کا جذبہ توانا' مرد اور عورت کے باہمی حقوق کی پاسداری کا خیال فراواں اور ہمدردی و تعاون کا سکہ رواں رہا' اس مسئلے نے زیادہ گھمبیر شکل اختیار نہیں کی تھی' اس لئے اس کی کٹھنائیاں بھی زیادہ سامنے نہیں آئیں۔

لیکن اب صورت حال سالہا سال سے کافی مختلف ہے۔ اب مسلمانوں کی اکثریت جہاں ایک طرف اسلامی تعلیمات سے نابلد ہے تو دوسری طرف صبر و تحمل سے بھی عاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے طلاق کی شرح برائے نام تھی تو اب اس کی شرح آسمانوں سے باتیں کرتی نظر آتی ہے۔ پھر ستم بالائے ستم یہ فقہی جمود کہ عام لوگوں کی جہالت کی وجہ سے ہزاروں گھر اجڑ گئے اور اجڑ رہے ہیں اور پتہ نہیں کب تک اجڑتے رہیں گے لیکن عوامی اکثریت کے مذہبی پیشوائس سے مس ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اجڑتے گھرانے ان کے باب عالی پر دستک دیتے ہیں لیکن ان کی ادائے بے نیازی سے سوائے مایوسی اور محرومی کے ان کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ البتہ انہوں نے شرعی حل ماننے کی بجائے ان کی اشک شوئی کے لئے بے غیرتی کے اڈے حلالہ خانوں کے نام سے کھول دیئے ہیں کہ جنہوں نے دوبارہ اپنا گھر آباد کرنا ہے تو وہ چند راتوں کے لئے بے غیرتی کا نذرانہ یہاں چڑھائے۔ جو غیرت مند یہ نذرانہ چڑھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا' وہ بھاڑ میں جائے۔ بے شک اس کا گھر اجڑ جائے' اس کے بچے رل جائیں' خود وہ عورت بے آسرا اور بے سہارا ہو کر در بدر کی ٹھوکریں کھائے لیکن ان تقدس مآبوں کے دل نہیں پسیجتے' ان کے دکھوں اور دردوں کا کوئی درماں ان کے پاس نہیں ہے' ان کے رستے زخموں کے لئے ان کے پاس کوئی پھاہا نہیں۔

کیا یہ اسلامی یا مسلمان معاشرے کی اچھی تصویر ہے؟ (یا خدانخواستہ اسلام کا نظام طلاق ایسا بے رحمانہ اور ظالمانہ ہے؟ کیا اسلام میں مذکورہ مظلوم عورتوں اور بچوں کا کوئی حل نہیں ہے؟ (کیا ایک مسلمان کی جہالت کا ازالہ ''بے غیرتی'' (حلالہ) اختیار کئے بغیر نہیں ہوسکتا؟ ہمارے یہ چار سوال ان علماء سے ہیں جو فقہی جمود میں مبتلا ہی نہیں ہیں بلکہ اس میں مست ہیں کہ وہ ان کے جواب دیں۔

یہ قصور اسلام کا نہیں' جمود میں مبتلا مذہبی پیشواؤں کا ہے:

ہم عرض کریں گے کہ اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے سب سے پہلے عورتوں پر ہونے والے مظالم کا خاتمہ کیا تھا' ان کو عزت و احترام کا اعلی مقام عطا کیا تھا' وہ اس ظلم و ستم کا روادار کب ہوسکتا ہے جو مسئلہ طلاق ثلاثہ کے

بھارتی سپریم کورٹ نے ایک ساتھ 3 طلاقوں کو غیر قانونی قرار دیدیا
معاملہ قانون سازی کیلئے اسمبلی بھیجنے کی تجویز

نام پر مذہبی پیشواؤں کی طرف سے عورتوں پر روا رکھا جارہا ہے۔ ان حضرات کا رویہ اسلام کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اسلام کے نظام طلاق میں قطعاً ایسی کوئی بات نہیں جس سے مسلمان عورت پر ظلم کا دروازہ کھلے۔ البتہ اس میں دو عنصر ایسے ہیں جو اسلام کی بدنامی کا باعث ہیں۔

ایک' اسلام نے مرد کو جو طلاق کا حق دیا ہے' جو بڑی حکمتوں پر مبنی ہے' مسلمان مرد اپنے اس حق طلاق کو غلط طریقے (ایک مجلس کی 3 طلاقوں کو 3 قرار دینے) سے استعمال کرتے ہیں۔

دوسرے' وہ علماء ہیں جو طلاق کے غلط طریق استعمال سے ہونے والی کوتاہیوں کا ازالہ کرنے کی بجائے ان میں اضافے کا باعث ہیں۔ اگر ان دونوں کا رویہ صحیح ہوجائے یا کم از کم دونوں میں سے کوئی ایک ہی اپنا رویہ ٹھیک کرلے تو یہ مسئلہ نہایت آسانی سے حل ہوجاتا ہے۔

1۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو طلاق کا حق اس لئے نہیں دیا کہ وہ اس کو غلط طریقے سے استعمال کرکے عورت پر ظلم کرے اور ذرا ذرا سی بات پر طلاق دے ڈالے۔ (اس کی تفصیل راقم کی کتاب ''ایک مجلس کی تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے) بلکہ گھر کا نظام مستحکم طریقے سے چلانے کے لئے مرد کو حاکمیت کا جو مقام عطا کیا گیا ہے' حق طلاق بھی اس کا ایک حصہ ہے۔

2۔ بدقسمتی سے مسلمان عوام میں اسلامی تعلیمات کا یہ شعور بالعموم نہیں ہے لیکن علماء کو تو باشعور ہونا چاہئے تاکہ وہ عوام کی جہالت کا ازالہ 'خرابیٔ بسیار'' سے پہلے ہی کرلیں اور ایسا کرنا کوئی مشکل بات بھی نہیں ہے' صرف فقہی جمود کے بجائے فقہی توسع کی اور شریعت کی عطا کردہ سہولتوں سے عوام کو بہرہ ور کرنے کی ضرورت ہے۔

عوام تو کالانعام ہوتے ہیں' ان کو سمجھانا مشکل ہے' نیز ان کی تعداد بھی علماء کے مقابلے میں بے انتہا ہے' ان سب تک رسائی ناممکن ہے۔ اگر علماء اس کو سمجھ لیں اور ان کے دل عوام کی خیر خواہی کے جذبوں سے معمور ہوں

تو یہ مسئلہ آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔

ہم پورے شرح صدر اور نہایت یقین واذعان سے یہ بات کہتے ہیں کہ ہم مسئلے کے جو حل پیش کریں گے اس میں دائرہ شریعت سے قطعاً تجاوز نہیں ہوگا بلکہ فقہی جکڑ بندیوں سے بھی باہر نکلنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی' کیونکہ فقہی اِصر واغلال ہمارے علماء کو بہت محبوب بلکہ مرغوب ہیں۔

موجودہ حالات میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کا صحیح حل

مسلمان عوام کی جہالت' بے صبری وعدم تحمل اور طریقہ طلاق سے بے شعوری کی وجہ سے مسلمان عورتوں اور بچوں پر جو ظلم ہو رہا ہے' اس کے ازالے کا ایک ہی طریقہ اور اس مرض کا ایک ہی علاج ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دیا اور تسلیم کرلیا جائے تاکہ عدت کے اندر رجوع اور عدت گزرنے کی صورت میں نئے نکاح کے ذریعے سے ٹوٹا ہوا تعلق بحال ہوجائے۔ یوں بے شمار گھر اجڑنے سے اور بچے بے سہارا ہونے سے بچ جائیں گے۔

یہ حل قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق ثابت شدہ بھی ہے اور اس کے اختیار کرنے سے مذہب حنفی سے خروج بھی لازم نہیں آتا۔ اس کی مکمل تفصیل اور دلائل راقم کی کتاب ''ایک مجلس میں تین طلاقیں' نامی کتاب میں موجود ہیں' یہاں صفحات کی تنگ دامانی اس کے بیان کرنے سے مانع ہے۔

یہ دلائل الحمدللہ اتنے قوی ہیں اور موجودہ حالات کے تناظر میں ان کی صحت بھی اتنی یقینی ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے متعدد حنفی علماء نے بھی ان سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے فتووں' مقالات اور سیمیناروں میں اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ مجلس واحد کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرکے رجوع اور صلح کا حق دینا شرعاً بالکل صحیح ہے اور یہ دیا جانا چاہیے۔

ایک مجلس کی 3 طلاقوں کو ایک طلاق تسلیم کرنے والے بھارتی حنفی علماء کے اسمائے گرامی

بھارت کے جن حنفی علماء نے اس موضوع پر اپنے نتائج مطالعہ وتحقیق سے پیش کیے ہیں اور ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کرنے پر زور دیا ہے' ان میں سے چند نمایاں نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی' مدیر ماہنامہ برہان دہلی

2۔ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت

3۔ مولانا حامد علی' سیکرٹری جماعت اسلامی ہند

4۔ مولانا عروج احمد قادری' مدیر ماہنامہ ''زندگی'' رامپور۔

5۔ مولانا شمس پیرزادہ۔ ممبئی

6۔ مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی' فاضل دیوبند

7۔ مولانا وحید الدین خان

8۔ مولانا سید سلمان الحسینی الندوی

9۔ مولانا الطاف احمد اعظمی

10۔ مولانا عنایت اللہ اسد سبحانی ڈائریکٹر کلیۃ القرآن کیرالہ

11۔ مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلالی' مالیر کوٹلہ (ماہنامہ ''الشریعۃ'' گوجرانوالہ)

12۔ مولانا ابوالحسنات ندوی' رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ وغیرھم

بعض علماء وہ ہیں جنہوں نے اہلحدیث علماء سے فتوے حاصل کرکے رجوع کرنے کا جواز تسلیم کیا ہے۔ ان میں

13۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی' رحمہ اللہ

14۔ مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ مرحوم جیسے کبار علماء شامل ہیں۔

15۔ مولانا سلطان احمد اصلاحی، ادارہ تحقیق و تصنیف علی گڑھ

16۔ مولانا ابوالکلام آزاد (مجموعہ مقالات، علوم الحدیث، مطالعہ وتعارف، سیمینار ص ۲۲۶ و۲۳۱ طبع ۲۰۱۰)

پاکستانی علمائے احناف اور اہل فکر و دانش

1۔ پیر کرم شاہ الازہری' بھیرہ

2۔ مولانا عبدالحلیم قاسمی جامعہ حنفیہ قاسمیہ گلبرگ لاہور

3۔ مولانا حسین علی واں بھچراں

4۔ مولانا لیسین شاہ فاضل دیوبند (جھنگ)

5۔ حافظ حسین احمد قاسمی جامعہ حنفیہ گلبرگ لاہور

6۔ مولانا احمد الرحمٰن' خطیب جامع مسجد پارک سیکرٹری ایٹ اسلام آباد

7۔ پروفیسر محمد اکرم ورک' گورنمنٹ کالج قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ

8۔ ڈاکٹر رضوان علی ندوی کراچی۔

9۔ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری ماڈل ٹاؤن لاہور

10۔ مولانا مفتی محمد زاہد' شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ فیصل آباد (ان کا فتویٰ نشے کی حالت میں عدم طلاق کا ہے جس کے اکثر احناف قائل نہیں ہیں)

11۔ مولانا مفتی محمد شفیع کراچی۔ انہوں نے ایک جوڑے کو ایک مرتبہ اہلحدیث کے فتوے پر رجوع کرنے کا فتویٰ دیا۔ (ماہنامہ الشریعۃ اکتوبر، نومبر ۲۰۱۰ء ص ۵۲)

مولانا عمار خان ناصر' مدیر ماہنامہ ''الشریعۃ'' گوجرانوالہ وغیرھم

برصغیر پاک و ہند کے مذکورہ تمام علمائے احناف کے فتاویٰ' مقالات اور آراء راقم کی کتاب ''ایک مجلس کی تین طلاقیں اور اس کا شرعی حل' مشاہیر امت اور پاک و ہند کے متعدد علمائے کی نظر میں'' موجود ہیں۔ یہ کتاب دارالسلام لاہور 2007ء میں چھپی ہوئی مارکیٹ میں موجود ہے۔ ان سب کے اقتباسات تو اس مضمون میں نہیں دیئے جاسکتے' صرف آخر الذکر مدیر ''الشریعۃ'' کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ باقی آراء کتاب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مدیر مذکور اپنے ایک مضمون' بعنوان'' معاشرہ' قانون اور اخلاقیات' نفاذ شریعت کی حکمت عملی کے چند اہم پہلو' میں تحریر کرتے ہیں

ایک ایسا معاشرہ جہاں لوگوں کی اکثریت طلاق کے شرعی طریقے اور اس کی حکمتوں سے ناواقف ہو' جہاں معاشرتی' معاشی مشکلات و مسائل نے لوگوں سے صبر و حوصلہ اور تحمل چھین کر انہیں ذہنی تناؤ کا مریض بنا دیا ہو' جہاں مطلقہ عورت کے لئے باعزت زندگی گزارنا یا عقد ثانی کرنا بے حد مشکل ہو اور طلاق مرد کی بجائے حقیقت میں عورت کے لئے سزا قرار پائے' کیا ایسے معاشرے میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو لازماً نافذ قرار دینا حکمت و مصلحت پرمبنی شریعت کا منشا ہوگا اور کیا اس سے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو پامال کرنے کی سزا فی الواقع اس کے اصل مجرم یعنی شوہر ہی کو ملے گی'' (ماہنامہ ''الشریعۃ'' ص 48-49 دسمبر 2010ء) موصوف کے اس اقتباس سے واضح ہے کہ وہ اپنے ہم مسلک علمائے احناف بلکہ اپنے دادا مرحوم کے موقف کو کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوجاتی ہیں' شریعت کی حکمت و مصلحت کے خلاف سمجھتے ہیں۔

مسئلہ زیر بحث مذاہب اربعہ کی روشنی میں

برصغیر پاک و ہند کے جن علمائے احناف نے

مسئلہ طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق رجعی کا موقف اختیار کیا ہے' وہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے تو مطابق ہے ہی لیکن اس میں ائمہ اربعہ کے مسلک سے بھی انحراف نہیں پایا جاتا جن کی بابت یہ دہائی دی جاتی ہے کہ ان کے متفقہ مسلک سے انحراف کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ لیجئے! ائمہ اربعہ اور مذاہب اربعہ کا موقف بھی اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمالیں۔

مذاہب اربعہ کا متفقہ موقف

تاکید کے طور پر تین طلاقیں' ایک ہی طلاق ہے

چاروں فقہوں (حنفی' حنبلی' شافعی اور مالکی) میں ایک اور نقطہ نظر سے بھی تین دفعہ طلاق کا لفظ دہرانے کے باوجود اسے ایک طلاق شمار کرنے کی گنجائش موجود ہے حالانکہ یہ سب اصحاب فقہ ایک وقت کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کے قائل ہیں۔

چنانچہ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کے مؤلف فقہ مالکی کی صراحت کرتے ہیں

فقہ مالکی کا فتوی

الصورة الاولیٰ ان یقول لها انت طالق طالق طالق بدون عطف وتعلیق و حکم هذه الصورة انه یقع بها واحدة اذا نوی بالثانية والثالة التاکید

اگر اس نے کہا تجھے طلاق طلاق طلاق بغیر عطف اور تعلیق کے تو اس صورت مں ایک ہی طلاق ہوگی جب اس کی نیت دوسری تیسری طلاق سے تاکید ہو (الفقہ علی المذاہب الاربعہ کتاب الطلاق)

فقہ حنبلی کا فقہ

حنبلی مسلک کی کتاب ''المغنی'' میں علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

فان قال انت طالق طالق طالق وقال اردت التوكيد قبل منه لان الكلام يكرر للتوكيد كقوله عليه السلام فنكاحها باطل باطل باطل وان قصد الايقاع وكرر الطلقات طلقت ثلاثا وان لم ينو شيئا لم يقع الا واحدة

اگر کہا تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے اور کہے کہ میں نے تاکید کی غرض سے کہا تھا تو اس کا یہ بیان قبول کرلیا جائے گا کیونکہ بات تاکیداً دہرائی جاتی ہے جس طرح کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے' اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے (یعنی ایک حدیث میں نکاح کے باطل ہونے کا لفظ تاکید کی غرض سے تین مرتبہ دہرایا گیا ہے) لیکن اگر اس کی نیت تین طلاقوں کے ایقاع (واقع کرنے) کی تھی اور طلاقوں کو دہرایا تھا تو پھر تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر کوئی نیت نہیں تھی تو صرف ایک طلاق ہوگی۔ (المغنی 369/7-232 دار الفکر' بیروت 1984)

فقہ شافعی کا فتوی

شافعی مسلک کی کتاب روضۃ الطالبین میں امام نوویؒ لکھتے ہیں:

ولو كرر اللفظة ثلاثا واراد بالاخرتين تاكيد الاولى لم يقع الا واحدة

اگر اس نے طلاق کا لفظ تین مرتبہ دہرایا لیکن آخری دو مرتبہ سے اس کا مقصد پہلی طلاق کی تاکید تھا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ (روضۃ الطالبین 78/8 طبع المکتب الاسلامی بیروت 1991)

☆......تمام آئمہ اربعہ نے عموماً لوگوں کی طرف سے طلاق کا لفظ صرف بطور تاکید بار بار دہرانا مراد لیا اور یوں اس سے ایک طلاق ہی قرار دینے کی گنجائش نکالی ہے۔

فقہ حنفی کا فتوی

1۔ حنفی مسلک کی کتاب ''بہشتی زیور'' میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

''کسی نے تین دفعہ کہا: تجھ کو طلاق' طلاق' طلاق تینوں طلاقیں پڑگئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا' تب بھی تین پڑگئیں لیکن اگر نیت ایک ہی طلاق کی ہے' فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا کہ بات خوب پکی ہوجائے تو ایک ہی طلاق ہوئی لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں' اس لئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔ (بہشتی زیور 19/4)

مولانا مجیب اللہ ندوی (بھارت)

یہ بھی مسئلہ طلاق ثلاثہ میں حنفی موقف کے نہایت سختی سے قائل ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی کتاب ''اسلامی فقہ'' میں لکھتے ہیں:

البتہ اگر کسی نے اس طرح کہا کہ تجھ کو طلاق' طلاق' طلاق تو اگر اس سے اس کی نیت تین طلاق دینے کی نہیں تھی بلکہ صرف تاکید کرنی مقصود تھی تو ایک ہی طلاق رجعی پڑے گی۔ (اسلامی فقہ 260/4)

مفتی مہدی حسن سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند

یہ اپنی کتاب اقامۃ القیامۃ میں تحریر کرتے ہیں:

اگر عورت مدخول بہا ہے اور ایک ہی طلاق دینے کا ارادہ تھا لیکن بتکرار لفظ تین طلاق دی اور دوسری اور تیسری طلاق کو بطور تاکید استعمال کیا ہو تو دیانتاً قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہوگا اور ایک طلاق رجعی واقع ہوگی' اس میں اختلاف نہیں۔'' (اقامۃ القیامۃ 75)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ المحلی میں لکھتے ہیں:

فلو قال لموطوءة انت طالق انت طالق انت طالق فان نوى التكرير لكلمته الاولى واعلامها فهى واحدة وكذالك ان لم ينو بتكراره شيئا

مدخول بہا عوت سے کسی نے کہا: تجھے طلاق' تجھے طلاق' تجھے طلاق پس اگر اس تکرار سے اس کی نیت پہلی طلاق ہی کی تاکید اور اس کی اطلاع ہے تو یہ ایک ہی طلاق ہے اور اسی طرح اس وقت بھی ایک ہی طلاق ہوگی جب اس تکرار سے اس کی کوئی نیت ہی نہ ہو۔'' (المحلی 174/10)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

تاکید کے طور پر تین مرتبہ طلاق کا لفظ دہرانے کے بارے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے ''تین طلاقوں میں تاکید کا اعتبار'' کا عنوان قائم کرکے اس پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی اور یہ ان علمائے احناف میں سے ہیں جو ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہی واقع ہونے کے مسئلے میں سخت متشدد ہیں لیکن اس کے باوجود لکھتے ہیں:

''ایک مجلس کی تین طلاقیں بھی واقع ہوجائیں گی...... لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب تین کے عدد کی صراحت ہو مثلاً کہا جائے' میں نے تین طلاقیں دیں'' اگر صرف طلاق کو تین بار کہا کہ تم کو طلاق' طلاق' طلاق تو

اب دو باتوں کا احتمال ہے۔ ایک یہ کہ تین طلاقیں دینا مقصود ہیں یا یہ کہ ایک ہی طلاق دینی مقصود ہے اور تاکید کے لئے تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ پہلی صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی اور دوسری صورت میں صرف ایک' اس لئے کہ تاکید کسی چیز کے وقوع کو اور (مزید) موکد تو کرتا ہے لیکن اس کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں کرتا۔

اس طرح اس معاملے کا دارومدار طلاق دینے والے کے ارادے پر ہے مگر اس میں اس بات کا قوی احتمال تھا کہ لوگ تین طلاق کے ارادے سے اس طرح کا فقرہ استعمال کریں اور بعد میں بیوی کی علیحدگی سے بچنے کے لئے کہہ دیں کہ تاکید کی نیت تھی' اس لئے فقہاء نے کہا کہ ایسے فقروں میں دیانتاً اور فی مابینہ وبین اللہ تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس طرح طلاق دینے کے بعد پھر اپنی بیوی سے رجعت کرلے تو اس کو ان شاء اللہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔

مگر ہمارے زمانے میں جہالت اور ناواقفیت اور شرعی تعلیمات سے دوری کے باعث صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ طلاق واقع ہی اس وقت ہوتی ہے جب تین بار طلاق کا لفظ کہا جائے۔ ان حالات میں مناسب ہوگا کہ جہاں صرف لفظ ''طلاق'' کا تکرار ہو اور تاکید کا معنی مراد لیا جاسکتا ہو وہاں ایک ہی طلاق واقع قرار دی جائے اور قضاءً بھی اس شخص کی نیت کا اعتبار کیا جائے۔ خوشی کی بات ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء نے اس مسئلے میں پیش قدمی کی ہے اور فتاویٰ میں اس کی رعایت شروع کردی ہے' چنانچہ اس مسئلے پر دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دی۔ تم کو طلاق طلاق طلاق' اس صورت میں کون سی طلاق واقع ہوگی اور کیا مراجعت کی گنجائش ہوگی؟ (المستفتی خالد سیف اللہ رحمانی)

جواب: صورت مذکورہ میں ہمارے اطراف کے عرف کے اعتبار سے زید کی مدخولہ بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔ اگر آپ کے یہاں کا عرف بھی یہی ہو تو ایک طلاق رجعی کے وقوع کا حکم ہوگا۔

طلاق رجعی کا حکم ہے کہ اندرون عدت رجوع اور بعد عدت بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم

(الفتاوی الھندیہ 50/2)

کفیل الرحمٰن نشاط

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند 1405-8-21

الجواب الصحیح ظفیر الدین غفرلہ (مفتی دارالعلوم دیوبند) 21 شعبان 1405ھ۔ مہر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کے دوسرے دارالافتاء اور اہل علم بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا کریں' اس لئے کہ قریب قریب پورے ملک کا عرف یہی ہے کہ لوگوں نے ناواقفیت کی وجہ سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جب تک تین بار طلاق کا لفظ نہ استعمال کیا جائے' طلاق واقع ہی نہ ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل 2/108-111)

از مرتب: اسی سے ملتی جلتی صورت ہمارے خیال میں یہ ہے کہ لوگ شرعی احکام سے عدم واقفیت کی وجہ سے تین کے عدد کے ساتھ طلاق دیتے ہیں لیکن بعد میں جب اس کا علم ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ میں سمجھ رہا تھا کہ تین مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے بغیر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی۔

اس صورت حال کو بھی ہمدردی سے دیکھنا چاہئے اور ایسے شخص کی بھی تین طلاقوں کو تاکید پر محمول کرکے ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگانا چاہئے۔ (ص۔ی)

مسلم ممالک میں طلاق کا قانون

مسلم ممالک نے تطلیقات ثلاثہ کے سلسلے میں جو قوانین بنائے ہیں' ان کی حیثیت شرعی حجت کی ہرگز نہیں ہے' اس لئے ان قوانین کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا' تاہم یہ معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ کن ممالک نے اس سلسلے میں اقدامات کئے ہیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر' یعنی بغرض معلومات اس کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

سب سے پہلے مصر نے 1929ء میں ایک ہی وقت کی تین طلاقوں کے اصول کو ختم کردیا اور قانون یہ بنایا کہ متعدد طلاقیں صرف ایک شمار ہوں گی اور وہ رجعی ہوگی۔ پیر کرم شاہ ازہری نے بھی اپنی مذکورہ کتاب میں اس مصری قانون کی مختصر تفصیل پیش کی ہے اور اس کے حوالے سے پاکستان کے حنفی علماء کو بھی یہی مسلک اپنانے کی تلقین کی ہے۔ اس قسم کا قانون سوڈان نے 1935ء میں' اردن نے 1951ء میں شام نے 1953ء میں' مراکش نے 1958ء میں' عراق نے 1909 میں اور پاکستان نے 1961ء میں نافذ کیا۔ (ایک مجلس کی تین طلاق ص 69,68)

اور سب سے آخر میں مولانا اشرف علی تھانوی کا طرز عمل ملاحظہ فرمائیں۔

ضرورت کے تحت فقہ حنفی سے انحراف کے لئے مولانا اشرف علی تھانوی کا طرز عمل ایک مثال ہے

علمائے احناف کے لئے دعوت غور وفکر

آج سے تقریباً 88 سال قبل 1351ھ میں مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے ایک کتاب تالیف فرمائی تھی جس کا نام ہے الحیلۃ الناجزۃ فی حلیلۃ العاجزۃ (مشکلات سے دوچار شادی شدہ عورت کے لئے کامیاب حیلہ یا تدبیر) اس میں حسب ذیل عورتوں کی مشکلات کا حل پیش کیا گیا تھا۔

☆ نامرد شخص کی بیوی۔ ☆ مجنون شخص کی بیوی

☆ متعنت (نان ونفقہ نہ دینے والے) کی بیوی۔

☆ مفقود الخبر (لاپتہ شوہر) کی بیوی۔

ان کا حل پیش کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مذکورہ عورتوں کی مشکلات کا یعنی خاوندوں سے گلو خلاصی (چھٹکارا) حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے' اس بات کا اعتراف اس کتاب کے نئے ایڈیشن کے دیباچے میں مولانا تقی عثمانی نے بھی کیا ہے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ایسی خواتین جنہوں نے نکاح کے وقت تفویض طلاق کے طریقے کو اختیار نہ کیا ہو' اگر بعد میں کسی شدید مجبوری کے تحت شوہر سے گلو خلاصی حاصل کرنا چاہیں' مثلاً شوہر اتنا ظالم ہو کہ نہ نفقہ دیتا ہو نہ آباد کرتا ہو' یا وہ پاگل ہو جائے یا مفقود الخبر ہو جائے یا نامرد ہو اور از خود طلاق یا خلع پر آمادہ نہ ہو تو اصل حنفی مسلک میں ایسی عورت کے لئے

باقی صفحہ 52 پر

مسلمانوں میں 3 طلاقیں نکاح ختم کرنیکی بدترین قسم ہے، بھارتی سپریم کورٹ

اس کیلئے عدالتی جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں ہوتی، سلمان خورشید، مساویانہ حقوق پر حملہ ہے، رام جیٹھ ملانی

نئی دہلی (آواز نیوز) بھارتی سپریم کورٹ نے ایک وقت سے کیس کی سماعت کی۔ سابق بھارتی وزیر سلمان خورشید

مسائل واحکام

قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دار العلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

آپ کے سوال

اذان کے مسنون اذکار

س: اذان کے مسنون اذکار لکھ دیں تاکہ فلیکس بنا کر عوام کی رہنمائی کی جا سکے۔

الجواب بعون الوھاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سنو تو اس طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے۔ (مسلم 358)

صرف حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کی جگہ پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا جائے۔ (مسلم 383)

فجر کی اذان میں کہے جانے والے الفاظ ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کا جواب بھی انہی الفاظ کے ساتھ دیا جائے۔ ان کے جواب میں صدقت وبررت وبالحق نطقت'' کہنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ (التلخیص الحبیر: 210)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے' جو آدمی خلوص دل سے مؤذن کے ساتھ اذان کا جواب دے' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم 385)

مذکورہ احادیث سے پتا چلا کہ رسول مکرم ﷺ نے اذان کا جواب دینے کا حکم دیا ہے اور ذہن کی حاضری کے ساتھ جواب دینے والے کو جنت کی بشارت دی ہے۔ اس لئے اذان کا جواب دینے میں سستی اور لاپروائی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے' جو شخص مؤذن کی شہادتین کے کلمات ادا کرنے کے بعد' اس کے چہرے کی طرف متوجہ ہو کر درج ذیل الفاظ پڑھے' اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ابن خزیمہ' 422,421)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: (اذان کا جواب دینے کے بعد) پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا' اس پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل کرے گا۔ (مسلم۔384)

پھر درج ذیل دعا پڑھی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو آدمی اذان سن کر یہ دعا پڑھے گا' اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ثابت ہو جائے گی۔

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ (بخاری کتاب الاذان باب الدعاء عند النداء: 614)

اے اللہ! اس مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس کا آپ نے وعدہ کیا ہے۔

سنن بیہقی (1933) کی ایک روایت میں اس کے آخر میں انك لاتخلف المیعاد بھی مروی ہے لیکن علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر کئی اہل علم نے ان الفاظ کو شاذ قرار دیا ہے۔ شاذ ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے۔

باقی صفحہ 6 پر

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

پس تم ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے

سلسلہ نمبر 12

پوچھیے
حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ سے

ضبط تحریر وتخریج: بیگم صدیقہ عمران　　اعداد: حافظ محمد عمران　　ترتیب وتزئین: ابوعطف بشیر

س: کیا یہ حدیث ٹھیک ہے ''جہاں استاد کی مار پڑے، وہاں جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے؟''

ج: ایسے الفاظ کسی حدیث سے نہیں ملتے۔ یہ کسی نے طالب علموں کی تسلی کے لیے کہا ہے۔ اور اگر اس نے نبی کریم ﷺ سے اس کو منسوب کیا ہے تو بہت غلط کام کیا ہے۔ جو بات نبی کریم ﷺ نے نہیں کہی، اس کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ''۔

''جو شخص جان بوجھ کر میری جانب جھوٹی بات منسوب کرے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''۔ (صحیح البخاری)

س: اگر دو رشتہ داروں کی آپس میں لڑائی ہو جائے دونوں ایک دوسرے کے راستوں پر سے گزرتے ہیں کیا وہ راستے سے دوسرے کو روک سکتا ہے؟

ج: روکنا تو نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾۔ (سورۃ البقرۃ)

''اگر کوئی تم پر زیادتی کرتا ہے تو جتنی اس نے زیادتی کی ہے اتنی ہی کرو''۔

لیکن یہ ایک قدرتی بات ہے کہ اگر ایک بندہ زیادتی کرے تو جب اس کو جواب دیا جائے تو بندہ حد سے گزر جاتا ہے کچھ نہ کچھ زیادتی ہو جاتی ہے، اس لیے اس لڑائی کو اتنا بڑھانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کرنا چاہیے اور آپس میں صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔

س: عشاء کی نماز کا وقت شروع ہو جائے تو ہم مغرب کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج: جی عشاء کی جماعت سے پہلے مغرب کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

س: اگر کسی کا عقیقہ رہتا ہو اور اس کا ولیمہ ہو تو کیا وہ ولیمہ میں عقیقہ اور ولیمہ اکٹھا کر سکتا ہے؟

ج: (عقیقہ کی مکمل تفصیل الحرمین کے گزشتہ شماروں میں شائع ہو چکی ہے)

جی ہاں! ولیمہ والے دن عقیقہ کا گوشت مہمانوں کو کھلایا جا سکتا ہے۔

س: کوئی ایسی حدیث ہے کہ جو آدمی صف میں پاؤں سے پاؤں ملاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بناتا ہے؟

ج: ایسے الفاظ والی حدیث میرے علم میں نہیں ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ''

مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ'' (رواہ ابوداود والترمذی)

''جو صف کو ملائے اللہ اس کو ملائے، اور جو آدمی صف کو قطع کرے اللہ اس کو قطع کرے''۔

اللہ کے رسول کی دعا تو قبول ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو صف کو ملاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے، اپنا تعلق اس کے ساتھ مضبوط کر لیتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ مل جائے اس کی مہمانی تو جنت کی ہے۔

س: اگر کوئی شخص فرض نماز سے لیٹ ہو جائے تو بعد میں نماز شروع کرتے وقت کیا وہ تکبیر کہے گا یا بغیر تکبیر کے نماز شروع کرے گا؟

ج: اگر کوئی شخص صحرا میں یا پہاڑ میں اکیلا رہتا ہے، تو وہ وہاں اذان کہے اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھے، تو اس کی فضیلت آتی ہے کہ اللہ اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔ (رواہ ابو داود و سنن النسائی)

لیکن آبادی میں جہاں باقاعدہ جماعت ہوتی ہے، وہاں تو جماعت کے ساتھ ہی نماز پڑھنی چاہیے اور کم از کم دو آدمی ہوں تو جماعت ہوتی ہے، اگر جماعت کروائیں تو تکبیر کہنی چاہیے اگر اکیلا آدمی ہے تو بغیر تکبیر کے نماز پڑھے گا، اس لیے کہ آبادیوں میں تکبیر کہہ کر نماز پڑھنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

س: اگر کسی نے گھر میں شہد کی مکھیاں ڈبوں میں رکھی ہیں تو اب پرندے وغیرہ آ کر ان مکھیوں کو کھاتے ہیں، کیا ان کو مارنا جائز ہے؟

ج: اپنے مال کی حفاظت کرنا جائز ہے۔ اگر آپ کی مکھیاں ہیں یا کوئی اور چیز رکھی ہوئی ہے اور جانور آ کر اس کو نقصان پہنچاتے ہیں تو آپ ان کو مار سکتے ہیں۔

بچوں کو خودکشی پر آمادہ کرنے والی خطرناک
بلیو وہیل گیم
180 سے زائد نوجوان ہلاک
ایسی ملتی جلتی کئی گیم بھی آن لائن ہو چکی ہیں لیکن یہ اصل بلیو وہیل گیم نہیں ہوتیں

سائنس و ٹیکنالوجی

ابو عبد اللہ عمر نعیم الاسلام

جدید ٹیکنالوجی، موبائل، لیپ ٹاپ اور سوشل میڈیا آج گھر گھر میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس کے فوائد کے ساتھ اس نے بے شمار معاشرتی و مذہبی مسائل بھی پیدا کیے ہیں' اس میں ایک مسئلہ چھوٹے بچوں کا موبائل کا استعمال اور اس پر گیمز کھیلنے سے تعلیم وصحت پر اثرات ہیں لیکن اب معاملہ بہت آگے تک جا چکا ہے، ایک آن لائن گیم نے بچوں کو خودکشی پر آمادہ اور راغب کرنا شروع کر دیا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں 180 سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے والی قاتل گیم بلیو وہیل نے پاکستان کا رُخ بھی کر لیا ہے۔ فیس بک، واٹس ایپ یا کسی بھی سوشل رابطے کی کسی بھی ویب سائٹ یا ایپ پر اچانک اس گیم کا لنک آجاتا ہے جسے فالو کرنے کے بعد گیم شروع ہوتی ہے، 50 سٹیج پر مشتمل آن لائن گیم میں عملی طور بہادری کے مختلف چیلنجز دیے جاتے ہیں، اسی دوران گیم کا ہیکر کھیلنے والے کا تمام ڈیٹا اکٹھا کر لیتا ہے، آخری سٹیج پر کھیلنے والے کو خودکشی کرنا ہوتی ہے، انکار پر جمع شدہ ڈیٹا کے ذریعے اسے اس کے پیاروں کو جانی نقصان کے حوالے سے سنگین نتائج کی دھمکیاں دے کر خودکشی پر مجبور کیا جاتا ہے۔

تحقیق کے مطابق بلیو وہیل گیم (Blue Whale) کا آغاز 2013 میں روس میں ہوا۔ اس گیم کو فلپ بوڈکن نے تخلیق کیا ہے۔ اس گیم کا تصور ساحل پر آنے والی وہیل سے لیا گیا ہے۔ ساحل پر پھنسنے والی کچھ وہیل جو ساحل کا رخ کر بیٹھتی ہیں' انہیں خودکش وہیل سمجھا جاتا ہے۔ اس گیم میں بھی آخر میں پلیئر کو خودکشی کرنے کا کہا جاتا ہے۔ مئی 2017ء میں فلپ کو روس میں حراست میں لے لیا گیا۔ فلپ کو 16 نوجوان لڑکیوں کو خودکشی پر اکسانے کا مجرم مانا گیا۔ فلپ کے مطابق اس گیم کے بنانے کا مقصد خودکشی کے ذریعے معاشرے کے فالتو لوگوں کا صفایا ہے۔ روزنامہ خبریں کی رپورٹ کے مطابق سوشل میڈیا کی مختلف ویب سائٹس اور ایپس مثلاً فیس بک، جی میل، یاہو، ہوٹ میل اور واٹس ایپ سمیت دیگر کے ذریعے اچانک دنیا کے کسی بھی شہری کو بلیو وہیل آن لائن گیم کے نام سے ایک لنک بھیجا جاتا ہے جس کو فالو کرنے کے بعد گیم کی شروعات ہوتی ہے۔ یہ گیم عملی طور پر آن لائن سکائیپ یا دیگر ذرائع سے کھیلی جاتی ہے جس میں کھیلنے والا گیم کے ایڈمنسٹریٹر کو براہ راست وہ سب کچھ دکھا رہا ہوتا ہے جو اسے چیلنج کے طور پر کرنے کو کہا جاتا ہے۔

☆......اس گیم میں پلیئر کو 50 دن میں 50 ٹاسک پورے کرنے ہوتے ہیں جس میں اسے دستاویزی اور تصویری ثبوت بھی فراہم کرنا ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی معلومات فراہم کرنا ہوتی ہیں، ہیکر انہی چیزوں کو بعد میں بلیک میلنگ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

گیم کیسے کھیلی جاتی ہے؟

اس گیم میں پلیئر کو 50 دن میں 50 ٹاسک پورے کرنے ہوتے ہیں۔ پلیئر کو ان ٹاسک کے پورے کرنے کے دستاویزی اور تصویری ثبوت بھی فراہم کرنا ہوتے ہیں۔ گیم کے شروع کے ٹاسک عام سے ہوتے ہیں' جیسے آخری رات کو ڈراؤنی فلم دیکھنا یا آدھی رات کو اٹھنا۔ اس کے بعد کے ٹاسک مشکل ہوتے جاتے ہیں۔ اس میں پلیئر کو خود کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے، منشیات کی زیادہ مقدار لینی ہوتی ہے یا کسی اونچی بلڈنگ پر چڑھ کر بالکل کنارے پر کھڑا ہونا ہوتا ہے۔ ان تمام مراحل میں پلیئر اپنی ذاتی شناختی اور ذاتی معلومات بھی گیم کے ایڈمنز کو فراہم کرتا رہتا ہے۔ ان معلومات کو بعد میں پلیئر کو بلیک میل کرنے کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ گیم کا ہر ٹاسک مکمل کرنے پر پلیئر کو کہا جاتا ہے کہ اپنے بازو پر چاقو سے نشان بنائے۔ دراصل پہلے بازو پر وہیل مچھلی کا کسی پین وغیرہ سے خاکہ بنوایا جاتا ہے۔ پھر جیسے جیسے ٹاسک مکمل ہوتے ہیں' چاقو کے ذریعے خاکے پر نشان لگا کر بلیو وہیل کی شکل بنائی جاتی ہے۔ گیم کے 50ویں دن 50ویں ٹاسک میں پلیئر کو خودکشی کرنے کا کہا جاتا ہے جس سے انکار پر اس کی ذاتی معلومات شائع کرنے کی دھمکی بھی دی جاتی ہے۔

اسی وجہ سے گیم شروع کرنے والے کیلئے ایک بار گیم شروع کر کے واپس آنا مشکل ہوتا ہے۔ پہلی سٹیج پر کہا جاتا ہے کہ ایک کاغذ پر وہیل مچھلی بناؤ اور گیم کے ایڈمنسٹریٹر کو براہ راست دکھاؤ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اپنے ہاتھ پر بلیڈ سے

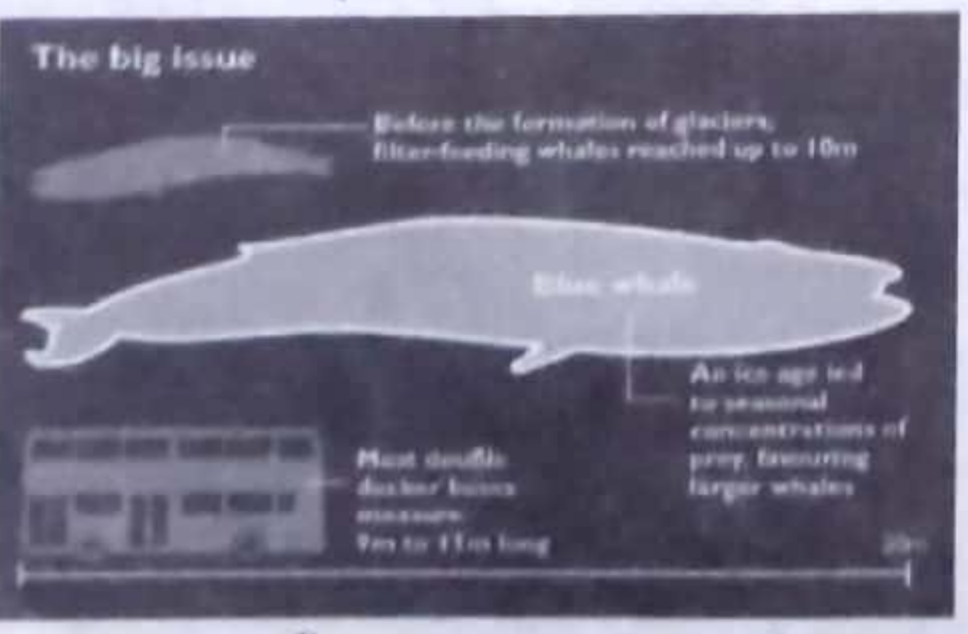

ایف سیون لکھو۔ پھر صبح 4:20 پر اٹھ کر گیم کے ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے بھیجی گئی ڈراؤنی فلم اکیلے بیٹھ کر دیکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پھر 4:20 بجے اٹھ کر گھر کی چھت پر کافی دیر تک کھڑے رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پھر بازو پر بلیڈ سے 3 ہلکے کٹ لگا کر اس کی ویڈیو بھیجنے کا کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد طیش دلانے کیلئے کہا جاتا ہے کہ آگے کے مرحلے بہت مشکل ہیں' اگر آپ بزدل ہیں تو گیم چھوڑ دیں اور اگر بہادر ہیں تو اپنی ٹانگ پر بلیڈ سے Yes لکھیں اور اس کی ویڈیو بھیجیں۔

اس کے بعد بازو پر لگائے گئے 3 کٹس پر روزانہ ایک عدد نیا کٹ لگاتے ہوئے چند ایک روز میں وہیل مچھلی کا خاکہ مکمل کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے ہونٹ کاٹنے کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے ہاتھ میں کوئی نوکیلی چیز گھسانے کا کہا

☆......گیم میں بازو' ٹانگوں پر کٹ لگانے کا کہا جاتا ہے، اس طرح روزانہ نیا کٹ لگوا کر وہیل مچھلی کا خاکہ مکمل کرنا ہوتا ہے۔ پھر ہونٹ کاٹنے کا کہتے ہیں۔ پھر خودکشی کا حکم دیا جاتا ہے انکار پر بلیک میل کیا جاتا ہے۔

جاتا ہے اور اس طرح کے مختلف بیہودہ کام طیش دلا کر کروائے جاتے ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ان تمام دنوں میں اس گیم کو آپریٹ کرنے والے جو کہ دنیا کے خطرناک ترین ہیکرز بھی ہیں" گیم کا حصہ بننے والے کا تمام موبائل ڈیٹا، فیملی ڈیٹا، ای میل ڈیٹا اور پرسنل معلومات تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور پھر اس گیم کی آخری سٹیج پر گیم کے ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے کھلاڑی سے کہا جاتا ہے کہ وہ خودکشی کرلے جس پر کھلاڑی کی جانب سے انکار کی صورت میں اس کی تمام معلومات اس کے سامنے دہرائی جاتی ہیں اور اس کے اہل خانہ اور دیگر عزیز واقارب اور دوست وغیرہ کی تفصیلات اس کو بتاتے ہوئے انہیں جانی نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دیتے ہوئے خودکشی پر مجبور کیا جاتا ہے۔

گیم کی مختلف ملکوں میں تباہی

اس گیم کی وجہ سے دنیا کے بہت سے ممالک میں تقریباً 150 سے زائد نوجوان خودکشی کر چکے ہیں۔ صوبہ سان خوآن، ارجنٹائن میں ایک 14 سالہ لڑکے کو انتہائی نگہداشت میں داخل کیا گیا جو بلیو وہیل کھیل رہا تھا۔ لا پلاتا میں ایک 12 سالہ لڑکی کے دادا نے ایک پولیس سٹیشن سے شکایت کی اور تشویش ظاہر کی کہ اس نے اپنے بازو کو بلیو وہیل کی وجہ سے کسی تیز دھار آلہ سے زخمی کرلیا ہے۔ 27 جون 2017ء کو ایک 16 سالہ لڑکا بنجامین پالاویسینو (Benjamn Palavecino) صوبہ انترے ریوس میں سان مارتین دے پرانے ہسپتال میں فوت ہوگیا۔ اسے 31 مئی 2017ء کو خودکشی کا چیلنج مکمل کرنے کی کوشش کے بعد اسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔ بھارت میں اندھیر نگری، ممبئی سے تعلق رکھنے والے ایک لڑکے نے پانچویں منزل سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ شبہ ہے کہ یہ کارروائی اسی بلیو وہیل گیم کی وجہ سے کی گئی ہے۔ چین میں دو لڑکیوں کی خودکشی کی تصاویر انٹرنیٹ پر وائرل ہو چکی ہیں۔ سعودی عرب میں 5 جون 2017ء کو ایک 13 سالہ لڑکے میتلاق آفاس البوغامی نے اپنے کمرے میں خودکشی کر لی جس کی لاش اس کی ماں نے دریافت کی۔ لڑکے نے خودکشی کے لیے پلے اسٹیشن کی تاروں کا استعمال کیا۔ اس کی موت کو بلیو وہیل سے منسلک کیا گیا ہے۔ وہ ملک میں اس گیم کا پہلا شکار تصور کیا جاتا ہے۔

گیم کی سب سے خطرناک بات

اس کی سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ اس گیم کا آخری ٹاسک خودکشی ہے۔ یہ گیم دراصل وائرس کے طور پر کام کرتا ہے، اس گیم کی باقاعدہ کوئی ایپلیکیشن نہیں ہے، یہ ایک لنک کی صورت میں ملتا ہے اور اس کو شروع کرتے ہی وائرس کھیلنے والوں کی ڈیوائس میں منتقل ہوجاتا ہے اور کھلاڑی کی تمام معلومات حاصل کر کے اسی انفارمیشن کی بنیاد پر آپریٹر مختلف ٹاسک پورا کرنے کو کہتا ہے۔ روس سے شروع ہونے والے گیم نے ان دنوں بھارت میں کافی خوف پھیلایا ہوا ہے۔ حال ہی میں اس گیم کا شکار ہونے والی ایک بھارتی لڑکی تھی جسے خودکشی نہ کرنے کی صورت میں اس کی ماں کو مارنے کو دھمکی دی گئی۔

بلیو وھیل گیم کے پاکستان میں بھی تباھی پھیلانے کا انکشاف

اب اس گیم کے اثرات پاکستان پہنچنے کا بھی انکشاف ہوا ہے۔ لاہور میں 2 لڑکے اس کا شکار ہو گئے۔ سوشل میڈیا پر ایک پاکستانی لڑکے نے اپنی ویڈیو اپ لوڈ کی اور اس میں یہ انکشاف کیا کہ اس گیم نے اس کے ایک دوست کو متاثر کیا ہے اور یہ ٹاسک دیا گیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ سنیپ شارٹس اپ لوڈ کرے اور جب ٹاسک مکمل کر لیا تو اسے خودکشی کے کچھ طریقے بتائے گئے۔ اگر اس لڑکے کو فوری طور پر کونسلنگ نہ دی جاتی تو وہ شاید یہ عمل کر بھی چکا ہوتا۔ ابھی پاکستانی اس قاتل گیم کے بارے میں آگاہی پھیلانے میں ہی مصروف تھے کہ اس کا شکار پہلا پاکستانی بھی سامنے آ گیا جس کے باعث پورے ملک میں کھلبلی مچ گئی ہے اور والدین کی راتوں کی نیند کافور ہوگئی ہے کہ کہیں ان کا لخت جگر بھی تو یہ گیم نہیں کھیل رہا۔ پاکستانی لڑکے سے متعلق گیم کھیلنے کا دعویٰ سماجی رابطوں کی ویب سائٹ فیس بک پر کراچی والے نامی ایک پیج نے کیا ہے جن کا کہنا ہے کہ انہیں یہ تفصیلات اور تصاویر ان کے پیج کے ایک ممبر نے بھیجی ہیں۔ اس پوسٹ میں کہا گیا ہے کہ میرے ایک دوست نے یہ جان لیوا گیم ڈاؤن لوڈ کر کے کھیلی' ہم نے اس کے والدین کو بتا دیا ہے۔ اس کے مطابق، اسے ایک واٹس ایپ گروپ میں گیم کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ اس نے بلیڈ اور دیگر طریقوں سے اپنی جلد کو رگڑ کر خود کو کئی مرتبہ نقصان پہنچایا۔ وہ اب تک 9 ٹاسک مکمل کر چکا تھا لیکن اس کے گھر والوں کو اس بارے میں بالکل بھی علم نہیں تھا۔

نوائے وقت 15 ستمبر 2015ء کی خبر کے مطابق پشاور میں بھی ایک لڑکی بلیو ویل کا شکار ہوئی جس کا بروقت علاج کرا کے اس کو بچا لیا گیا، روزنامہ پاکستان، دنیا، خبریں، امت و دیگر قومی اخبارات میں بھی اس لایعنی، بے ہودہ لیکن تباہ کن و منحوس گیم کی کارستانیوں پر رپورٹس شائع ہو چکی ہیں۔

یہ گیم کوئی مذاق نہیں ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کتنے مضبوط دماغ کے مالک ہیں یا پھر اس گیم کو بیوقوفانہ یا فراڈ سمجھتے ہیں، یہ آپ کو کنٹرول کر لیتی ہے۔ حد سے زیادہ خود اعتماد ہو کر اسے مت کھیلیں اور اس کے قریب بھی نہ جائیں۔۔ آپ کو بھی اپنے واٹس ایپ گروپس کو چیک کرنا چاہئے اور ان لوگوں کو بھی جو آپ کو بے حد پیارے ہیں اور یہ کام اپنے گھر والوں سے شروع کریں۔

ایک قاتلانہ گیم

بلیو وہیل ایک قاتلانہ گیم ہے۔ جس میں کھیلنے

والے سے پہلے اس کے نام، والدین کے نام، گھر کے ایڈریس، روزہ مردہ زندگی کی عادات، میوزک کون سا پسند ہے، کیسی موویز پسند ہیں، کیا کھانا پسند ہے' سمیت ہر قسم کی معلومات لی جاتی ہیں' یہ موبائل یا لیپ ٹاپ کمپیوٹر گیم نہیں ہے۔۔ یہ ایک نیٹ ورک ہے۔۔ ڈارک ویب ورلڈ جو کہ انٹرنیٹ پر جرائم کی دنیا ہے۔۔ وہاں پر بیٹھے کچھ لوگ یہ نیٹ ورک چلا رہے ہیں۔۔ وہ اپنے آسان آسان سادہ سے ٹاسک دکھا کر لوگوں کو خاص کر ٹین ایجر کو بہلاتے ہیں کہ بلیو وہیل کھیلی جائے۔۔ اسے بطور فن شروع کیا جاتا ہے لیکن آہستہ آہستہ احساس ہو جاتا ہے کہ ہم دلدل میں پھنس چکے ہیں۔۔

بلیو وہیل گیم بنانے کا اہم مقصد ڈارک ورلڈ ویب جو کہ انٹرنیٹ پر جرائم کی دنیا ہے، کو اسکی اذیت ناک ویڈیوز کی فراہمی اور دنیا میں ایسے سفاک لوگوں کو اس کی فروخت ہے۔ دنیا بھر میں اذیت پسند اور جرائم پیشہ لوگ اس گیم کے دوران بنائی گئی ویڈیوز آن لائن خریدتے ہیں۔ گیم کھیلنے والا اپنی خودکشی یا اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کی ویڈیوز نیٹ پر اپ لوڈ کرتا ہے جن کی فروخت سے ڈارک ورلڈ کے لوگ بھاری منافع کماتے ہیں۔

موبائل پر وایپ اسٹور یا گوگل پلے اسٹور میں بلیو وھیل نام کی گیمز کیا ھیں؟

اصلی بلیو وہیل کا چرچا سن کر ڈیویلپرز اس نام کو کیش کروا رہے ہیں۔۔ اسمارٹ فونز کے دور میں ہر شخص یہی سوچ رہا ہے کہ یہ موبائل گیم ہوگی لہذا تجسس یا شوق کے مارے وہ ایپ اسٹور اور گوگل پلے اسٹور کی جانب بھاگتے ہیں' بلیو وہیل کے نام سے جو گیم ملے' ڈاؤن لوڈ کر لیتے ہیں لیکن وہ حقیقی بلیو وہیل نہیں ہے' بلیو وہیل نیٹ ورک ہے۔ ایک سنڈیکیٹ یا مجرمانہ گروپ کی کارستانی ہے جو کہ اپنے ٹارگٹس کو سوشل میڈیا سائٹس سے گھیرتے ہیں یا ان کا ٹارگٹ خود ڈارک ویب میں ان کے پاس جا پھنستا ہے۔۔ واضح رہے کہ بلیو وہیل چیلنج گیم کے انٹرنیٹ پر لنک موجود

☆……دنیا بھر میں اذیت پسند اور جرائم پیشہ لوگ اس گیم کے دوران بنائی گئی خودکشی کی وڈیوز آن لائن بیچ کر بھاری منافع کماتے ہیں۔

نہیں ہوتے، اسے سیکرٹ سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلایا جا رہا ہے' اس کے علاوہ اس سے عموماً وہ بچے متاثر ہوتے ہیں جو پختہ ذہن نہیں رکھتے۔

اسلام میں خودکشی حرام

اسلام میں خودکشی حرام اور ایک کبیرہ گناہ ہے' انسان کا اسلام سے گہرا تعلق ہی اس کو دنیا کی مشکلات میں جینے کا حوصلہ دے کر خودکشی سے بچاتا ہے۔ خودکشی کے مرتکب کو ہمیشہ کے لئے جہنمی بتایا گیا ہے جو جہنم میں بھی بار بار اسی طرح اپنے آپ کو ہلاک کرتا رہے گا۔

والدین اور معاشرے کے ان لوگوں کے لئے بھی یہ ایک سنگین لمحہ فکریہ ہے جو جدید ٹیکنالوجی کے چنگل میں پھنس کر اسلام اور سماجی نظام سے کٹتے جا رہے ہیں۔ گھروں میں کمپیوٹر' لیپ ٹاپ' ویڈیو گیمز' ٹی وی' موبائل کی بھرمار ہوتی جا رہی ہے' گدھا گاڑی چلانے والے سے لے کر 12,13 سال کے بچے جوان لڑکیوں تک کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں۔ بے حیائی و فحاشی کا طوفان آیا ہوا ہے، صحت وقت' پیسے اور انسانی رشتے تباہ ہو رہے ہیں۔ والدین سٹیٹس سمبل کے طور پر ثواب سمجھ کر چھوٹے معصوم بچوں کو مہنگے موبائل لے کر دے رہے ہیں۔ بلیو ویل جیسی گیم کی خبریں مسلمانوں کو پیغام دے رہی ہیں کہ ٹیکنالوجی کو محض ضرورت اور کاروبار تک محدود رکھیں اور اس کو 24 گھنٹے سر پر مسلط نہ کریں۔ پہلے ہی مہنگائی' بے روزگاری اور گھریلو جھگڑوں کے شکار ماں باپ اپنے ہاتھوں سے اپنے معصوم بچے قتل کر رہے تھے تو رہی سہی کسر ایسی اوٹ پٹانگ گیمیں، موبائل پیکج، انٹرنیٹ پیکج پورے کر رہے ہیں۔

صالح اسلامی معاشرہ کا قیام ہی انسان کو ایسی قبیح برائیوں سے بچاتا ہے لیکن من حیث القوم پاکستانی قوم بلکہ پوری امت مسلمہ دین سے دور ہو کر لہو ولعب کے ایسے اندھے کنویں کی طرف جا رہی ہے کہ جس کا انجام سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں۔ طالب علموں میں مفت لیپ ٹاپ کی تقسیم' چھوٹے بچوں کو سکولوں میں ٹیبلٹ کی فراہمی' نصاب سے اسلامی مواد اور اسلامی ہیروز کا اخراج' غیر ملکی آقاؤں کی چاکری کے اقدامات سے خدانخواستہ ہم برما' سقوط ڈھاکہ' بغداد' اندلس اور غرناطہ کی تاریخ دہرانے جا رہے ہیں۔

تحریری انعامی مقابلہ سیرت النبی ﷺ

ماہنامہ مجلہ الحرمین سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے خصوصی تحریری مقابلہ منعقد کروا رہا ہے۔ قارئین کرام سیرت النبی ﷺ کے کسی بھی پہلو کے حوالے سے مضمون لکھ کر اس تحریری انعامی مقابلے میں حصہ لے سکتے ہیں مثلاً نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ' نبی کریم ﷺ کا اسوہ جہاد اور دہشت گردی' نبی کریم ﷺ کی مختصر سوانح حیات' نبی کریم ﷺ کا اسلوب دعوت' نبی کریم ﷺ اور حقوق العباد' نبی کریم ﷺ اور دعوت توحید' اطاعت رسولؐ۔ نجات و کامیابی کی بنیاد' نبی کریم ﷺ کا نظام معیشت و اقتصاد' نبی کریم ﷺ اور سیاست اسلامی۔ وغیرہ۔۔۔ اول' دوم اور سوم آنے والوں کے علاوہ تمام شرکاء کو خصوصی انعامات دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

مضامین بھیجنے کی آخری تاریخ 5 نومبر 2017ء

اول انعام……3000 روپے مع کتب

دوم انعام……2000 روپے مع کتب

سوم انعام……1500 روپے مع کتب

الداعی ماہنامہ مجلہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاذ بن جبل ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے تحت
جامعہ سعدیہ اسلامیہ (للبنات) کا اعزاز

ادارہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہے کہ حسب سابق امسال بھی عالیہ کلاس میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے والی چار طالبات کا یو ایم ٹی (university of management) میں ایم فل اسلامیات میں داخلہ ہوا ہے۔ تین طالبات کا یونیورسٹی کی طرف سے ماہانہ وظیفہ بھی منظور ہوا ہے۔

نیز 2015۔2017 سیشن میں جن نو طالبات نے ایم فل میں داخلہ لیا تھا' ان میں سے ماریہ یونس نے فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ باقی طالبات کے مقالہ جات تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ یاد رہے کہ شہادۃ العالمیہ کے ساتھ بی اے تک انگریزی کے ساتھ امتحان بھی ہر طالبہ کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔

ادارے میں حفظ کے ساتھ سکول کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ ہوسٹل کا بندوبست بھی ہے۔

اعدادی کلاس کا داخلہ جاری ہے

رئیس الجامعہ پروفیسر ظفر اقبال 03014745482۔
مدیرہ الجامعہ ام عیسیٰ 0312-4046393 طیبہ کالونی مرکز طیبہ مریدکے

تھکن دور کرنے والی غذائیں

طب وصحت

حکیم راحت نسیم سوہدروی

تھکن ایک عام شکایت ہے جس سے کبھی نہ کبھی ہر کوئی اور ہر عمر کا فرد شکار ہوتا ہے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ اب مطب میں تھکن کی شکایت لے کر آنے والوں کی تعداد میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ اس دور میں تھکن ایک بڑا اہم عالمگیر مسئلہ ہے۔ تھکن کی وجوہ کا تو سب کو علم ہے یعنی کثرت کار۔ تھکن کے مریض میں جسمانی توانائی اور ہمت جواب دے جاتی ہے اور ذہنی و جسمانی طور پر لاچار ہو جاتا ہے۔ کاہلی اور سستی آن گھیرتی ہے۔ اگرچہ تھکن ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا شکار ہر دور کے افراد رہے ہیں کیونکہ کثرت کار اور بے خوابی سے ہر کسی کو کبھی نہ کبھی واسطہ پڑ جاتا ہے۔ ایسے لوگ جن میں غذائی اجزاء کی کمی ہو وہ بھی جلد تھک جاتے ہیں۔ ''میں بہت تھک گیا ہوں۔ آرام کرنا چاہتا ہوں۔'' یہ جملہ ہم اکثر اپنے دوست احباب سے سنتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن میں غذائی کمی ہوتی ہے اور تھوڑے سے کام یا مشقت سے تھکن محسوس کرتے ہیں مگر اس کے علاوہ اس مسئلہ صحت کے بڑھنے کے جو عوامل سامنے آئے ہیں' ان میں خواتین میں ایام کے دوران خون کا زیادہ بہنا' جذبات میں ہیجانی کیفیت' باہمی نفرت کے علاوہ غدہ و رقیہ (Thyroid Gland) کا غیر فعال ہو جانا، کیفین کا بکثرت استعمال، اپنے کام میں عدم دلچسپی، زندگی میں یکسانیت اور جسم میں کسی وجہ سے پانی کی کمی بھی ہو سکتی ہے۔

جب ہم اپنے جسم کی توانائی سے زیادہ کام کرتے ہیں تو ہمارے خون میں شکر اور آکسیجن کم ہو جاتی ہے۔ جب اس کا تناسب معمول کی سطح سے کم ہو تو دماغ اس کو محسوس کرتے ہوئے تمام جسم کو پیغام دیتا ہے کہ شکر اور آکسیجن کا ذخیرہ کم ہو رہا ہے اور اس کا اظہار تھکن کی صورت میں کرتا ہے۔ اس وقت جسم میں تھکن اور دُکھن محسوس ہوتی ہے۔ ایسے میں تھوڑا آرام کرنے کی صورت میں جسم نارمل ہو جاتا ہے۔ جن خواتین کو ماہانہ ایام میں زیادہ خون آئے' اس سے ان میں خون کی کمی ہو کر تھکن کا سبب بنتی ہے کیونکہ خون کی کمی جسم میں فولاد کی کمی کا باعث بنتی ہے۔ اس صورت میں خون میں سرخ خلیات کی ضرورت بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ خلیے جسم کے عضلات اور بافتوں کو آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔ جن خواتین کی تھکن کا سبب ماہانہ ایام میں خون کی زیادتی ہو' ان کو فولاد والی غذاؤں کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے تا کہ تھکن جیسے مسئلہ صحت سے محفوظ رہیں۔

☆...... **تھکن کا عمومی سبب کم آرام کرنا نہیں بلکہ کئی لوگ رات دن کافی آرام کر کے بھی تھکن کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کا اصل سبب زیادہ آرام کرنا ہے۔**

جذبات میں ہیجانی کیفیت بھی اس مرض کا بڑا سبب ہے۔ جو تھکن کام کی زیادتی کے باعث ہوتی ہے' وہ تھوڑی دیر آرام کرنے کی صورت جاتی رہتی ہے اور طبیعت پھر سے تازہ دم ہو جاتی ہے مگر ایسا شخص جو ہیجانی کیفیت کا شکار ہو مثلاً کسی ایسے شخص سے واسطہ جس سے ذہنی ہم آہنگی نہ ہو اور چپقلش رہتی ہو' کو رہنے والی یا ہونے والی تھکن غذاؤں اور آرام کے باوجود نہیں جاتی کیونکہ ایسی تھکن کا سبب عصبی تناؤ اور ذہنی دباؤ ہوتا ہے۔ اگرچہ ماہرین طب وصحت اس عصبی و ذہنی تھکن کا حل سیر کو قرار دیتے ہیں کہ اس طرح اعصاب اور ذہن کو سکون ملتا ہے کیونکہ سیر سے دبے ہوئے احساسات کو نکل جانے کا راستہ مل جاتا ہے۔ اس طرح وہ لوگ جو قسمت کی نامرادی کو ذہن پر سوار کر لیتے ہیں یعنی یہ کہ زندگی میں کامیاب و کامران نہیں بن سکا یا نہیں ہو سکتا' ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ان کے ذہن میں یہ خوف سوار ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ گزرے ہوئے کل کو بھول کر آنے والے روشن دن میں جینا سیکھنے کے اصول پر عمل کریں۔ ہمت ہارنے کی بجائے ہمت باندھیں۔ محنت کریں اور پانچ وقت نماز ادا کریں۔

قدرت نے ہمارے گلے میں ایک چھوٹا سا غدود غدہ ورقیہ (Thyroid Gland) رکھا ہے۔ یہ غدود ہضم و انجذاب کے نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔ جب یہ غدہ غیر متحرک یا غیر فعال ہو جائے تو ہضم و انجذاب کا نظام سست ہو جاتا ہے جس سے جسم میں غذائی کمی کے باعث تھکن محسوس ہوتی ہے۔

کیفین جسم میں خون کو تحریک دے کر متحرک رکھتی ہے مگر کیفین کی زیادتی حرکات قلب کو تیز' فشار خون کو بلند اور ہیجانی کیفیت پیدا کرتی ہے جس سے جسم تھکن محسوس کرتا ہے۔ جسم میں پانی کی قلت بھی تھکن کا سبب بن سکتی ہے اگر تھکن کا سبب قلت پانی ہے تو پانی کا استعمال زیادہ کریں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ہاں لوگ تھکن اتارنے کے لیے آرام کی خاطر لیٹ جاتے ہیں یا سو جاتے ہیں۔ بعض چائے' کافی' تمباکو نوشی' درد کش یا حیاتین کی گولیاں کھاتے ہیں۔ وہ لوگ جو کثرت کار کے باعث تھکن کا شکار ہوتے ہیں' وہ یقیناً کچھ دیر آرام کے بعد تازہ دم ہو جاتے ہیں مگر لیٹ جانا'

آرام کرنا یا سوجانا مسئلہ کا حل نہیں ہے کیونکہ تھکن کا عمومی سبب بے خوابی نہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ رات سے لے کر صبح دیر تک سونے کے باوجود تھکن کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اس طرف نہیں سوچتے کہ وہ کوئی کام نہیں کرتے ڈٹ کر آرام کرتے ہیں تو پھر تھکن کیسی؟ ان لوگوں میں اس تھکن کا سبب یہی بے کاری اور آرام پسندی ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنی زندگی کے معمولات تبدیل کر کے کوئی بامقصد کام کرنا چاہیے۔

تھکن دور کرنے کے لیے سب سے اہم یہ ہے کہ تھکن والے لوگ اپنا طرز زندگی تبدیل کریں اور بہتر غذا سے فائدہ اٹھا کر تھکن پر قابو پائیں اور جسمانی توانائی کو قائم رکھیں۔ اگر اس طرح بھی تھکن ختم نہ ہو اور معمول کی جسمانی سرگرمیوں میں حائل ہو تو پھر فوراً معالج سے رجوع کرنا چاہیے۔ تھکن دور کرنے کے لیے سب سے اہم یہ ہے کہ آپ کی غذائیت درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر درست غذا کا اہتمام کریں۔ اس حوالے سے چند غذائیں درج ذیل ہیں جو جسم کو توانائی فراہم کرتی ہیں اور تھکن دور کرنے میں معاون ہیں مگر یہ ایسے لوگوں کے لیے ہیں جو غذائی کمی کے باعث تھکن کا شکار ہوتے ہیں۔

غذائی کمی کے باعث ہونے والی تھکن کو دور کرنے والی غذائیں:

پنیر اور دہی:

ان کا استعمال غذا کے ہضم و انجذاب کے عمل کو بڑھاتا ہے اور ان میں شامل غذائی اجزاء سے عضلات کو توانائی ملتی ہے۔ ان میں شامل کیلشیم اور فاسفورس بہت توانائی بخش ہیں۔

مچھلی اور کم چربی والا گوشت:

ان دونوں میں ذہن کو چست اور توانائی بخشنے والے اجزاء ہوتے ہیں۔ مچھلی میں تقریباً حیاتین اور معدنی نمکیات ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ اس میں اہم چکنائی میگا 3 ہوتی ہے جو غذا کے ہضم اور انجذاب کے نظام کو بہتر کرتی ہے۔

کیلا:

یہ پوٹاشیم اور نشاستہ سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے جسم میں توانائی کا احساس ہوتا ہے جس سے تھکن جاتی رہتی ہے۔ اس طرح ترش پھل حیاتین سے بھرپور ہوتے ہیں۔ یہ حیاتین تھکن پیدا کرنے والے کورٹی سول کی سطح کو کم کرتی ہے۔ اس طرح سیب بھی حیاتین اور فولاد کا اچھا ذریعہ ہیں۔ تربوز جسم میں پانی کی کمی دور کرتا ہے۔

مغزیات:

یہ لحمیات اور غذائی ریشے سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ہر روز بادام، اخروٹ اور مونگ پھلی کا توازن سے استعمال جسم کو فوراً توانائی فراہم کرتا ہے۔

جئی اور دلیہ:

بھوسی والے آٹے کی روٹیاں غذائی ریشے کے علاوہ ملے جلے نشاستہ کی فراہمی میں کردار ادا کرتا ہے۔ جس سے جسم کو طاقت ملتی ہے۔ مختلف قسم کے اناج جو، گندم، چاول، باجرے کا آٹا طاقت بخش ہوتے ہیں۔ ان کا دلیہ بطور ناشتہ دن بھر توانائی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس دلیہ میں دودھ، دہی، تازہ پھلوں کے ٹکڑے روزانہ ضرورت کے لیے درکار غذائی اجزاء کو پورا کردیتے ہیں۔

پانی:

پانی جسم میں تھکن دور کرنے میں اہم ہے کیونکہ اس سے جلد توانائی ملتی ہے۔ یہ پیاس بجھانے کے ساتھ جسم کے خلیات کو درکار تمام غذائی اجزاء بھی فراہم کرتا ہے۔

سبز چائے:

جسم کی بڑھی ہوئی چربی گھلا دیتی ہے اور جسم میں پانی کی کمی دور ہوتی ہے۔

بقیہ جماعتی نشاطات

باغ منشی لدھا کچا راوی روڈ جہاں کی غالب آبادی کا تعلق اہل تشیع سے ہے، یہاں کی سیاسی شخصیت شفقت جگنو ہیں۔ ان لوگوں کا تعلق مسلم لیگ نون سے تھا لیکن مسلم لیگ نون نے جب انہیں نظرانداز کیا تو انہوں نے ملی مسلم لیگ کے حمایت یافتہ محمد یعقوب شیخ کو اپنے ہاں دعوت دی اور یہاں ایک بہت بڑے جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ شیخ صاحب کا والہانہ استقبال ہوا۔ لوگوں نے پھولوں کی پتیاں ہی نہیں، نوٹوں کی گڈیاں بھی نچھاور کیں اور اپنی حمایت کا بھرپور یقین دلایا۔ ملی مسلم لیگ نے اس علاقے میں جلسہ کر کے ان لوگوں کا منہ بند کردیا جو رات دن مذہبی جماعتوں کو فرقہ واریت کا طعنہ دیتے ہیں۔

ملی مسلم لیگ کی صرف مسلم ووٹ ہی نہیں بلکہ غیر مسلم کمیونٹیز نے بھی بھرپور حمایت کی۔ نیلا گنبد میں واقع مندر میں محمد یعقوب شیخ کو ہندو برادری کی طرف سے مدعو کیا گیا۔ یہاں پنڈت جی نے کہا کہ آج ہم نے جن لوگوں کو یہاں بلایا ہے، یہ تو اہل پاکستان کے مسیحا ہیں۔ انہوں نے تھرپارکر میں جس طرح فلاح انسانیت کو ترجیح دے کر ہندوؤں کے دیہات میں کنویں اور ہینڈ پمپ لگوائے، انہیں علاج معالجہ کی سہولت دی تو ایسے لوگوں کو پاکستان کا اقتدار ملنا چاہیے تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہوں۔ پنڈت جی نے کہا کہ ہم یہاں پاکستان کے نام پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہندوؤں کے علاوہ سکھ اور عیسائی کمیونٹی نے بھی بھرپور حمایت کا یقین دلایا۔ اس بھرپور مہم میں کارکنان و ذمہ داران کی شب و روز انتھک محنت کا ثمر تھا کہ ملی مسلم لیگ کے حمایت یافتہ امیدوار نے 44 امیدواروں میں سے چوتھی پوزیشن لے کر سب اندیشوں، وسوسوں کو غلط ثابت کردیا۔

یہ الیکشن مذہبی جماعتوں کی سیاست پر ایک نئی تاریخ لکھ گیا ہے جس کے اثرات بہت دوررس ہوں گے۔ ملی مسلم لیگ جس شاندار انداز میں اس الیکشن میں ابھر کر سامنے آئی ہے، اس سے اب مذہبی و سیاسی جماعتوں کے اتحاد اور دینی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز، القادسیہ میں منتقل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ ملی مسلم لیگ کو آگے بڑھ کر مسالک و مراکز سے بالاتر ہو کر 2018ء کے انتخاب کے لیے مضبوط اتحاد کی بنیاد رکھنی چاہیے اور اس کے لیے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر ابھی سے کام کرنا چاہیے۔

یہ ضمنی الیکشن ایک لحاظ سے آئندہ کے انتخاب کے لیے ایک ریہرسل بھی تھا۔ ہمیں سنجیدگی اور باریک بینی سے اپنی غلطیوں کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ ایک دوست نے یہ بھی بتایا کہ ان کے حلقے میں ملی مسلم لیگ کے پولنگ ایجنٹ تاخیر سے پہنچے اور پھر انہیں پولنگ اسٹیشن میں داخل ہونے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک اور بات جس کا خاص خیال رکھنا ہے، وہ ہے کسی خاص جماعت کی مخالفت کرنا۔ اگرچہ حکمران جماعت نے اپنے ظرف کا مظاہرہ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے ایمبولینس بوتھ ہٹا کر اور راوی برد کر کے کیا لیکن ہمیں صبر کا دامن کسی صورت نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہماری پہچان خدمت ہے۔ ہم نے جس طرح زلزلوں، سیلابوں میں اور تھرپارکر میں بھوکوں کو کھانا کھلایا، موت کے منہ میں جاتے بچوں کو بچایا، ماؤں کے لیے صاف پانی اور متوازن خوراک مہیا کی، شمالی علاقہ جات میں گھروں کی تعمیر کی، ایسے ہی ہمیں ابھی سے پورے ملک میں 2018ء کی الیکشن مہم کا آغاز کرتے ہوئے لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے کوشش کرنی ہوگی اور یہ سارے کام اپنی روایتی شائستگی اور صبر و متانت کے ساتھ کرنے ہوں گے۔ تب ہی مستقل اور پائیدار کامیابی ہمارا مقدر ہوگی۔ ان شاءاللہ

آیئے! آپ کو ایسی علامات قیامت بیان کرتے ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کو قیامت کے آنے کا یقین آ جائے......

قسط نمبر 10

اشراط الساعة
(علامات قیامت کبریٰ)

قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں......

ازقلم: شیخ الحدیث علی مرتضیٰ طاہر

باب الساعة

5- دھواں چھا جائے گا:

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہر طرف دھواں چھا جائے گا۔ اس بارے اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(الدخان: 11,10)

''آپ اس دن کا انتظار کریں جب آسمان واضح دھواں لائے گا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔''

اس دھویں کے بارے اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ دھواں پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ مومنوں کو نزلہ اور زکام وغیرہ کی کیفیت میں بتلا کرے گا جبکہ کفار بے ہوش ہو جائیں گے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس آیت کے بارے موقف یہ تھا کہ اس دھویں سے مراد نبی ﷺ کے دور میں آنے والی قحط سالی تھی لیکن یہ موقف قوی نہیں ہے کیونکہ وہ کفار مکہ پر جو عذاب اترا تھا، وہ حقیقت میں دھواں نہیں تھا بلکہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے دھواں لگتا تھا۔ (واللہ اعلم)

جبکہ صریح حدیث میں قیامت سے پہلے دھویں کا ظاہر ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ. (مسلم: 2901)

''بے شک وہ (قیامت) ہرگز قائم نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو گے پھر آپ نے ان نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے دھویں کا تذکرہ کیا۔

6- تین جگہ زمین کا پھٹنا:

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تین مختلف جگہوں پر زمین کے دھنسنے کا عمل واقع ہو گا۔ اس بارے سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا' کیا کر رہے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک دس نشانیاں نہ دیکھ لو' قیامت نہیں آئے گی۔ (اس میں آپ ﷺ نے فرمایا:)

وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ

(صحیح مسلم: الفتن، باب فی الایات التی تکون قبل الساعة: 2901)

''تین جگہ خسف ہوگا' ایک مشرق میں' ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔''

ماضی میں بھی خسف کے بہت سے واقعات رونما ہوئے ہیں جن کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اس حدیث میں زمین برد ہونے والے مقامات کا کہا گیا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ یہ خسف قیامت کے بالکل قریب جا کر ہوں گے۔

چنانچہ سیدنا قعقاع بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ بقیرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَيْشٍ قَدْ خُسِفَ بِهِ قَرِيبًا فَقَدْ أَظَلَّتِ السَّاعَةُ.

(حمیدی: 351' احمد: 1378' سلسلہ صحیحہ: 1355)

''جب تم کسی لشکر کے بارے سنو کہ تمہارے قریب ہی (کسی علاقہ میں) اسے زمین میں دھنسا دیا گیا ہے تو اس وقت قیامت آنے والی ہوگی۔''

7- دابۃ الارض کا نکلنا:

قیامت کی ایک بڑی نشانی یہ بھی ہے کہ زمین سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔ اسے دابۃ الارض (زمین کا جانور) کہا گیا ہے۔ اس کے متعلق اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝ (النمل: 82)

''اور جب ان پر ہماری بات پوری ہونے کا وقت آن پہنچے گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا (اور کہے گا) یہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔''

زمین سے جانور کا نکلنا اور لوگوں سے باتیں کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں بھی جانور کے بات کرنے کا واقعہ گزر چکا ہے۔ لہٰذا مسلمان کا اس بات پر عقیدہ ہونا چاہیے کہ ایک جانور عجیب و غریب خلقت والا زمین سے نکلے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا اور یہ قیامت کی وہ نشانی ہے جس کے ظاہر ہونے کے بعد کسی شخص کو ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان والا نہیں ہوگا۔

یہ نام کیسا ہے؟ بچوں کے ناموں کے حوالے سے

ایک تحقیقی نظر

ریسرچ ڈیسک: ابوعبداللہ عبدالمتین۔ ڈائریکٹر الاثر پبلیکشیز جماعۃ الدعوۃ۔ ابوحمزہ ظفر اقبال فاضل مدینہ یونیورسٹی وابوعقاب الایمان محمد امین الرحمٰن

س: علی شان نام کیسا ہے۔ (حُنیف آف جمشیر خورد)

ج: علی۔ عربی اور فارسی کا مرکب نام ہے۔ علی، حضرت علی صحابیؓ رسول، داماد رسول کا نام ہے، معنی بلند

شان، فارسی میں عزت و احترام و وقار پر بولا جاتا ہے۔ عربی میں شان جب اس کی نسبت کسی شخص کی طرف ہو تو اس کا معنی بلند مقام و مرتبہ ہے۔ اسی طرح کسی کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک معنی عیب دار بھی ہے۔

س: میرب نام کا کیا مطلب ہے؟ (میرب ولد محمد عرفان فیصل آباد)

ج: میرب بمعنی نیرب ہے، مطلب زیادہ ہونا یا آندھی سے کسی چیز پر مٹی کا چڑھ جانا

س: مصباح نام کیسا ہے؟

ج: مصباح۔ چراغ، حدیث کی کتاب مشکوٰۃ المصابیح ہے۔ یعنی چراغوں کا طاق۔

س: حسان ولید کا مطلب کیا ہے؟ (حسان ولید بن تاج، محمد عاصم گوجرانوالہ)

ج: حسان۔ حسن سے ہے۔ معنی بہت ہی اچھا، ولید کا معنی لڑکا، سیدنا حسان بن ثابتؓ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کی ہجو کا جواب اشعار میں دیتے تھے۔ انہوں نے بے مثال مدحیہ اشعار کہے اور اللہ کے رسول نے ان کے لئے دعا کی تھی اللھم ایدہ بالروح القدس اے اللہ ان کی مدد فرما روح القدس کے ساتھ

ولید کے معنی بچہ

س: ارحم نام کیسا ہے؟ (ارحم ارشد بوریوالہ)

ج: ارحم۔ سب سے زیادہ رحم کرنے والا، ہم اللہ کے حضور التجا کرتے وقت دعا کرتے ہیں یا ارحم الراحمین اے سب رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

س: عریشہ یونس، سونیلہ یونس نام کیسے ہیں؟

ج: عریشہ، چھت پر رہنے والی، بلندی پر رہنے والی، ہودج کجاوے میں بیٹھنے والی

سونیلہ اصل میں سُنیلہ ہے۔ نیک خصلت، سعادت مند

س: سنبل شریف یہ نام کیسا ہے۔ (سرگودھا)

ج: سنبل، سٹہ، خوشہ، بالی۔ قرآن مجید میں ہے

کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ۔ (البقرہ 261)

(اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال) ایک دانے کی مثال کی طرح ہے جس نے سات (بالیاں) خوشے اگائے، ہر خوشے (بالی) میں سو دانے ہیں۔

بہت اچھا نام ہے۔

س: کومل، نتاشا یہ نام کیسا ہے

ج: کومل، مطلب نرم و نازک

نتاشہ۔ تحفہ الٰہی، کونپل

نتاشا۔ پیدائش کا دن، نام رکھا جا سکتا ہے۔

س: اذان شہریار بن عمران یہ نام کیسا ہے؟

ج: اذان اعلان کرنا

شہریار۔ بادشاہ، بزرگ

اچھا نام ہے۔

س: نذیراں رحمت علی نام کیسا ہے اور کیا یہ نام رکھا جا سکتا ہے۔ (علی پور چٹھہ)

ج: نذیر کسی کی ہمدردی میں اسے خطرناک انجام سے بچانے کی کوشش کرنے والا۔

نذیراں یا نذیرہ مونث ہے۔

رحمت علی باپ یا خاوند کا نام ہوگا۔

نذیرہ رحمت علی نام درست و صحیح ہے۔

س: عنایہ نام کیسا ہے؟ معانی بھی بتا دیں۔

ج: عنایۃ۔ کسی معاملہ کی تدبیر کرنا، اہتمام کرنا اور شفقت کرنا بھی ہے۔ فکر، مشقت

س: اذلان اور ابرش نام کیسے ہیں۔ (حافظ محسن آریان۔ مانسہرہ

ج: ازلان۔ اصل میں ز کے ساتھ ہے، جس کا معنی ہے خدمت لینا، یہ ازل سے بھی ہو سکتا ہے، جس کا معنی ہمیشگی ہے۔

ابرش، جس کی جلد پر سرخ وسیاہ دھبے ہوں، پھلبہری وغیرہ

عربی میں ابرص برص کے مریض کو کہتے ہیں، علاقائی عربی میں ابرص کو ابرش بھی بولا جاتا ہے۔ عرب کا ایک حکمران ہوا ہے جزیمۃ الابرش۔ وہ پھلبہری کا مریض تھا۔

تو یہ ابرش نام درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ معنی ہی قبیح بیماری کے ہیں۔ لوگ محض تلفظ کا حسن دیکھ کر نام رکھ لیتے ہیں، تحقیق نہیں کرتے۔

س: تابیش مشتاق کا کیا مطلب ہے؟ (لیاری، کراچی)

ج: فارسی نام ہے۔ تابیش، روشن کر دینا، چمکا دینا، مشتاق، کسی کا شوق رکھنے والا۔

س: بلال ارشد کا کیا مطلب ہے۔ (بلال ارشد ولد محمد ارشد ٹوبہ ٹیک سنگھ)

ج: بلال۔ سیدنا بلالؓ موذن رسول صحابی تھے، بلل سے ہے، تری، گیلا پن، اصطلاحی معنی رشتہ داروں سے تعلق کو تروتازہ رکھنے والا۔ شگفتہ

ارشد۔ سب سے زیادہ ہدایت والا

س: عرفان نور کیسا نام ہے؟ (عرفان نور بن نور محمد۔ فاضل پور، راجن پور)

ج: عرفان، علم کا مترادف ہے۔

مرّاد بہت پہچاننے والا۔ دینی علم جاننے والا نور بمعنی روشنی،

اچھا نام ہے۔

س: سعد عبدالرحمٰن کیسا نام ہے؟ (سعد بن عبدالرحمٰن بن عمرو قاص' طیبہ کالونی مرکز طیبہ مرید کے)

ج: سعد۔خوش بخت' خوش قسمت

عبدالرحمٰن۔الرحمٰن کا بندہ۔بہت اچھا نام ہے۔

س: لِنتَ Linta کا معنی بتائیں۔(بنت ظفر اقبال ملتان)

ج: لِنتَ تو نرم ہوا۔اصل لانَ یلینُ لیناً سے واحد مذکر ماضی معلوم کا صیغہ ہے۔ناموں میں اس فاعل اسم مصدر یا اسم مفعول رکھنے کا معمول ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو لوگوں کے لئے نرمی اختیار کرنے کی کی ترغیب دی۔فرمایا

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ۔(آل عمران159)

اللہ کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ ان کے لئے نرم ہیں' اگر آپ بد خلق سخت دل ہوتے تو یقیناً وہ تیرے سے دور ہو جاتے تو آپ ان سے درگزر کیجئے اور ان کے لئے بخشش طلب کیجئے اور ان (صحابہؓ) سے معاملات میں مشورہ لیں پس جب آپ کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔یقیناً اللہ اپنے آپ پر بھروسا کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

س: اروٰی' عاقب ان ناموں کا مطلب بتادیں؟

ج: اروٰی' خوب سیراب کرنے والی

عاقب انجام کی فکر کرنے والا' آخر پہ آنے والا

آیت ہے وللہ عاقبة الامور اور اللہ کے لئے ہی ہے کاموں کا انجام

اچھا نام ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کا ایک نام العاقب بھی ہے یعنی سب سے آخر پر آنے والا۔آپ ﷺ کی حدیث مبارک ہے۔انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی میں العاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

س: نیاز احمد' یہ نام رکھنا کیسا ہے؟ (نیاز احمد بن محمد انور کنگن پور قصور)

ج: نذر و نیاز عبادت ہے' غیر اللہ کی عبادت سے اللہ نے سختی سے منع کیا ہے' اللہ کے رسولؐ نے بھی سختی سے منع فرمایا ہے۔غیر اللہ کی نیاز سخت شرک ہے۔اس لئے نیاز الرحمٰن یا نذر الرحمٰن نام رکھنا چاہئے۔

س: ان ناموں کے معنی بتا دیں؟

سماہا' سماویہ' معاذ' رداء' شازیہ' ضوبیہ

ج: سماہا: نام نہیں ہوتا ہاں سماحہ ہوتا ہے جو در حقیقت سماحۃ ہے۔اس کے معنی ہیں نرم طبیعت درگزر کرنے والی سخاوت کرنے والی۔

سماویہ: آسمانی شمالی ہوا کو بھی کہتے ہیں

معاذ: پناہ' چھتری' شیلٹر۔اگر عین پر شد پڑھا جائے تو معنی ہو جائے گا' بکریوں کا مالک یا گڈریا

رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی سیدنا معاذ بن جبلؓ تھے نبی ﷺ نے خود فرمایا' معاذ مجھے تجھ سے بہت محبت ہے تین بار فرمایا

سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا

معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظالمون (سورہ یوسف23)

اللہ کی پناہ' میرے پروردگار نے مجھے نیک رتبہ بنایا' بے شک ظالم لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

ابو جہل کو جن دو کم سن جوانوں نے بدر میں تلوار مار کر ہلاک کیا تھا' ان دونوں مجاہدوں کا نام بھی معاذ تھا۔البتہ زیادہ مشہور یہ ہے کہ ایک کا نام معاذ دوسرے کا نام معوذ تھا۔

تو muaaz معاذ بڑا ہی خوبصورت اور بابرکت نام ہے کئی صحابہ کرام کا نام ہے۔ضرور رکھا جائے۔

رداء: چادر جو اوپر لی جائے۔عزت کے معنی میں بھی ہے حدیث قدسی ہے الکبریاء ردائی تکبر میری چادر ہے خوبصورت نام ہے۔واضح رہے جو چادر جسم کے اوپر حصہ پر ہی استعمال ہو اسے ردا اور جو نیچے والے حصے پر استعمال ہو اسے ازار کہتے ہیں۔ردا نام لڑکیوں کے لئے مروج ہے۔

ایک عربی شاعر سموٴال بن عادیا کا معروف شعر ہے

اذا المرء لم یدنس من اللوم عرضہ

فکل رداء یرتدیہ جمیل

جب آدمی کی شخصیت وعزت کسی قسم کی ملامت سے گدلی نہیں ہوئی تو پھر وہ جیسی چاہے ہر قسم کی چادر پہن لے وہ خوب رو اور خوبصورت ہی ہے۔

ضوبیہ: نہیں زوبیا ہوتا ہے

زوبیا کا معنی اللہ کا تحفہ ہے

شاذیہ: شاذ و نادر سے ہے۔شاذ بھی اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو اکلوتی مثال بن رہی ہو' اسی لفظ شذوذ' علیحدہ یا الگ قسم کی بات کرنا بڑا خوب صورت نام ہے۔شذوذ کا ایک معنی علیحدگی بھی ہے۔خلاف قاعدہ عام لوگ شازیہ' اسے لکھتے ہیں' یہ بھی درست ہے اس کا مطلب ہے۔بلند ہونا

س: پلوشہ' ارینہ' شانزہ یہ نام کیسے ہیں۔(شالامار لاہور)

ج: پلوشہ' پشتو نام ہے' باوجود کوشش کے اس کے معنی معلوم نہیں ہو سکے۔کئی پشتون بھائیوں سے رابطہ کیا ہے مگر وہ لاعلم ہیں۔اسی طرح شانزہ کا بھی معنی معلوم نہیں ہو سکا۔

ارینہ: قوی' وسیع میدان' دوڑنے کا ٹریک

س: کیا زرقا اور اسود نام رکھے جا سکتے ہیں؟

ج: زرقا' نیلی آنکھوں والی

اسود: اسود کالا رنگ' سیدنا بلال حبشیؓ کالے رنگ کے تھے۔خانہ کعبہ میں کالا پتھر ہے حجر اسود' کئی لوگ حجر اسود سے عقیدت کی بنا پر بھی یہ نام رکھ رہے ہوں گے۔تاریخ میں بہت سی شخصیات ہوئیں جن کے نام اسود یا کنیت ابوالاسود تھی۔

اسود اگر حجر اسود کی نسبت سے نام رکھا جائے تو بہت خوبصورت نام ہے۔

س: فاعمہ کے کیا معنی ہیں' یہ نام تبدیل کرنا چاہئے یا نہیں کیونکہ ایک ڈاکٹر صاحب بہت اصرار کر رہے ہیں کہ اس لڑکی کا نام بدلو' یہ نام ٹھیک نہیں ہے۔

ج: فاعمہ: اس نام میں ہمزہ نہیں ہے۔فاعمہ کا معنی ہے برتن کو کناروں تک بھر دینے والی۔

اچھا نام ہے۔سخاوت ایسی خوبصورت خوبی کا عکاس ہے اور یہ ڈاکٹر صاحب کے ذہن کا وسواس ہے کہ یہ نام بے اساس ہے۔ہم کہتے ہیں' یہ نام ترجیح کے قابل اور خاص ہے۔

نوٹ: بچوں کے ناموں کا مطلب جاننے کے لیے بچے کا نام بمع ولدیت اور علاقہ اس نمبر (0336-4513573) پر SMS کریں' بہتر ہے کہ نام اردو میں لکھا جائے' ناموں کے معانی صرف مجلّہ میں دیئے جائیں گے۔ان شاء اللہ

نوٹ: نام کا معنی پوچھنے کیلئے جب بھی میسج کریں تو کالم کا نام "یہ نام کیسا ہے؟" ضرور لکھیں تاکہ پیدائش نئے کے کالم میں خلط ملط نہ ہو جائے۔

روشن باتیں

پیارے پھولو اور کلیو!   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ عید پر خوب خوشیاں منائی ہوں گی۔ اپنے اپنے بکروں کو خوب سجایا ہوگا۔ گلی محلے میں خوبصورت گائیوں، بیلوں کے نظارے بھی کیے ہوں گے اور پھر ”ہندو کی ماں“ کے کبابوں کی مہک سے خوب انجوائے کیا ہوگا۔

پیارے پھولو اور کلیو! جب ہم عید پر سنت ابراہیمی کے مطابق جانور ذبح کر رہے تھے تو بنگلہ دیش سابق مشرقی پاکستان کے پہلو میں اراکانی مسلمانوں کو انتہائی بے دردی اور وحشت ناکی سے قتل کیا جا رہا تھا۔ سینکڑوں دیہاتوں کو ماؤں، بہنوں، بزرگوں اور ننھے منے شیرخوار نونہالوں سمیت نذر آتش کر دیا گیا۔ لاکھوں لوگ بڑی مشکل سے جانیں بچا کر بنگلہ دیش میں داخل ہوئے۔ آج یہ بے سہارا و بے آسرا اراکانی مسلمان جن کے خاندان کے کئی کئی افراد کو قتل کر دیا گیا، پناہ گزین کیمپوں میں زندگی و موت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

پیارے پھولو اور کلیو! اپنے خاندان کے افراد کو توجہ دلاؤ کہ اللہ نہ کرے ہم اراکانی ہوتے اور بھوک پیاس اور مصائب و آلام ہم پر ٹوٹتے تو ہمارا کیا بنتا۔ لہٰذا ان اراکانی مسلمانوں کی مدد کو ہر کام پر ترجیح دیں۔ آپ امدادی سامان اور نقد رقم FIF تک پہنچائیں تاکہ ان اراکانی مسلمان بچوں کی زندگیوں کو بچایا جا سکے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام   آپ کے چاچو جان حمدان

کیا آپ جانتے ہیں؟

بحیرہ مردار، Dead Sea دنیا کی نمکین ترین جھیل

بحیرہ مردار کو انگریزی زبان میں Dead Sea کہا جاتا ہے اور یہ دنیا کی سب سے بڑی نمکین جھیل ہے۔ یہ زمین پر سطح سمندر سے سب سے نچلا مقام ہے، جو 420 میٹر (1378 فٹ) نیچے واقع ہے۔ البتہ یہ بحیرہ مردار کے حوالے سے انتہائی عام معلومات ہیں جن سے ہر کوئی واقف ہے لیکن ہم بحیرہ مردار سے متعلق جو معلومات فراہم کرنے جا رہے ہیں اس سے بچوں کی ایک بڑی اکثریت ناواقف ہے۔ جیسے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ بحیرہ مردار کو مردار کیوں کہتے ہیں؟ یا پھر اس میں اتنا زیادہ نمک کیوں ہے؟ ایسے ہی کئی سوالات کے جوابات ہمارے آج کے اس آرٹیکل میں موجود ہیں۔

بحیرہ مردار کو مردار کیوں کہتے ہیں؟

بحیرہ مردار کو مردار اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ بہت زیادہ نمک ہونے کی وجہ سے اس میں کسی بھی جاندار کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ تاہم چھوٹے اجسام کے جراثیم ضرور اس کی تہہ میں پائے جاتے ہیں۔

بحیرہ مردار اتنا نمکین کیوں؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ بحیرہ مردار اتنا نمکین کیوں ہے؟ اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ بارش کا پانی تیزابی ہوتا ہے اور گزرتے وقت کے ساتھ یہ چٹانوں کو توڑ دیتا ہے اور اس سے مزید تیزابی ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سوڈیم اور کلورائیڈ بھی شامل ہو جاتے ہیں اور اسے نمک بھی کہا جاتا ہے۔

منفرد موسم:

بحیرہ مردار کے اردگرد کی سرزمین بنجر اور صحرائی ہے۔ یہاں تقریباً 330 دن انتہائی دھوپ رہتی ہے، یہاں کی ہوا میں نمی کی سطح انتہائی کم ہے جبکہ بارش بھی بہت کم ہوتی ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ یہاں جتنی دیر بھی دھوپ میں رہیں سورج کی شعاعیں آپ کی جلد کو متاثر نہیں کریں گی۔

نمک کی موٹی تہہ ڈوبنے نہیں دیتی:

اگر تیراکی کے شوقین نہیں ہیں یا آپ کو تیراکی نہیں آتی تو بحیرہ مردار آپ کے لیے بہترین ہے۔ نمک کی وجہ سے اس سمندر کا پانی بھاری ہے اور یہ انسان کو ڈوبنے نہیں دیتا اور وہ صرف پانی کے اوپر تیرتا رہتا ہے۔

اضافی آکسیجن:

بحیرہ مردار کی منفرد آب و ہوا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہاں آپ کو اضافی آکسیجن حاصل ہوتی ہے، جس کی وجہ سے آپ خود کو تروتازہ اور پرسکون محسوس کرتے ہیں۔

صحت کے لیے بہترین:

قدیم وقتوں سے بحیرہ مردار کو صحت کے لیے بہترین قرار دیا جاتا ہے۔ ہمیشہ سے ہی بحیرہ مردار طبی ماہرین کے درمیان انتہائی مقبول رہا ہے۔ اور متعدد تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مقام جلدی بیماریوں سے نجات کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

(مومنہ قاسم، لاہور)

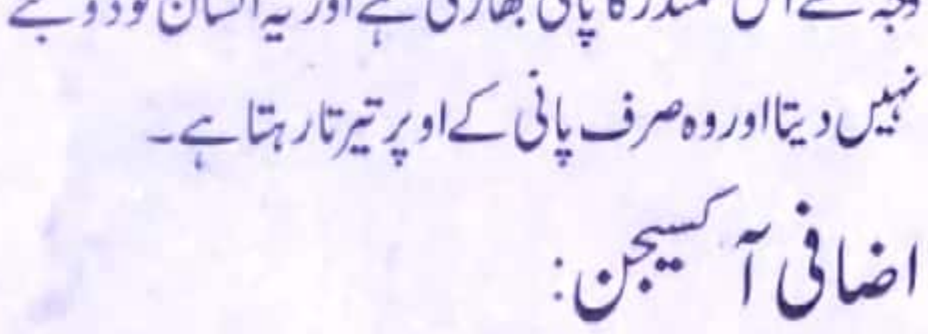

مسجدِ اقصیٰ کی پکار

بصد خلوص یہ میرا پیام لے کے چلو
جہاں میں دعوت خیرالانام لے کے چلو
تمام عالم امکاں کو ساتھ لے کے چلو
زمین پہ مشعل راہ نجات لے کے چلو
نبیؐ کا سوز، عمرؓ کی صفات لے کے چلو
کلام پاک کا، نظم حیات لے کے چلو
یہ دین ایک امانت ہے سارے عالم کی
تمہیں سپرد امامت ہے سارے عالم کی
میرا لہو ہری عالم میں واپسی کے لیے
پکارتا ہے تمہیں فرض منصبی کے لیے
بہار دین محمدؐ کی تازگی کے لیے
اٹھو سفینہ عالم کی رہبری کے لیے
وفا کے پھول ہر گام پہ بچھاتے چلو
لہو کے دیپ ہر ایک موڑ پہ جلاتے چلو
تمہارے پاس جو دولت ہے وہ لٹاتے چلو
جہاں میں نغمہ توحید گنگناتے چلو
یہ آخری ہے میری التجا سلام کے بعد
سکوں حرام ہے میرے انہدام کے بعد

(اخت خلیل الرحمٰن خلیل۔ فتح جنگ)

میٹھی شرارتیں

پچھلے دنوں ہماری کزن کشف، عطف اور زینب کچھ دن لاہور میں اپنے ابو کے پاس رہ کر گئیں۔ لاہور میں چھٹیاں گزار کر جب وہ واپس ملتان گئے تو سب سے چھوٹی زینب جو شروع دن سے سکول اور ٹیوشن بھاگ بھاگ کر بڑی خوشی سے جاتی تھی، اس بار لاہور میں کچھ چھٹیاں گزار کر پڑھائی میں پہلی بار سست سی ہوگئی۔ سکول اور ٹیوشن بھی مشکل سے جانے لگی۔ ایک دن سکول سے واپس آ کر اپنی ماما کو کہنے لگی، ماما ٹیچر کو کہیں، مجھے پیار نہ کیا کرے...... مجھے گودی میں بھی نہ بٹھایا کرے۔ ماما بڑی حیران ہوئی اور پوچھا کہ کیوں بھئی؟ آپ کو ٹیچر کیوں نہ پیار کرے، کہنے لگی وہ مجھے پاری کرتی ہے، پھر گودی میں بٹھاتی ہے، پھر مجھے پڑھانے لگ جاتی ہے تو ماما کو اب سمجھ آئی کہ یہ کیوں کہہ رہی ہے کہ ٹیچر مجھے پاری نہ کرے۔ اصل میں وہ پڑھنے سے بچنا چاہتی ہے۔ اس کی ماما حیران ہوئی کہ زینب چھوٹی سی اور ابھی پلے گروپ میں ہو کر بھی کتنی سمجھدار ہے کہ ٹیچر کے پڑھانے کی تکنیک اور چالاکی کو بھی پوری طرح سمجھتی ہے۔

اگلے دن پھر آ کر کہنے لگی کہ ٹیچر مجھے ہنس ہنس کر دیکھتی رہی لیکن میں نے ٹیچر کو دیکھا بھی نہیں...... معصوم زینب کی ان سمجھداریوں کو سن کر سارے بڑے محظوظ ہوئے اور اس عمر میں اس کی اس قدر سمجھداری کو دل ہی دل میں سب نے بڑی داد دی۔ پھر ماما نے اسے پیار سے سمجھایا کہ بیٹی ٹیچر پیار سے بلائے تو اس کے پاس ضرور جاتے ہیں اور اپنا سبق بھی پڑھتے ہیں تو وہ کہنے لگی، اچھا امی جی ٹھیک ہے۔

(لائبہ، نمیرا فیاض۔ جہانیاں)

آرٹ: اخت امیر حمزہ اسماء بتول

آرٹ: ماریہ

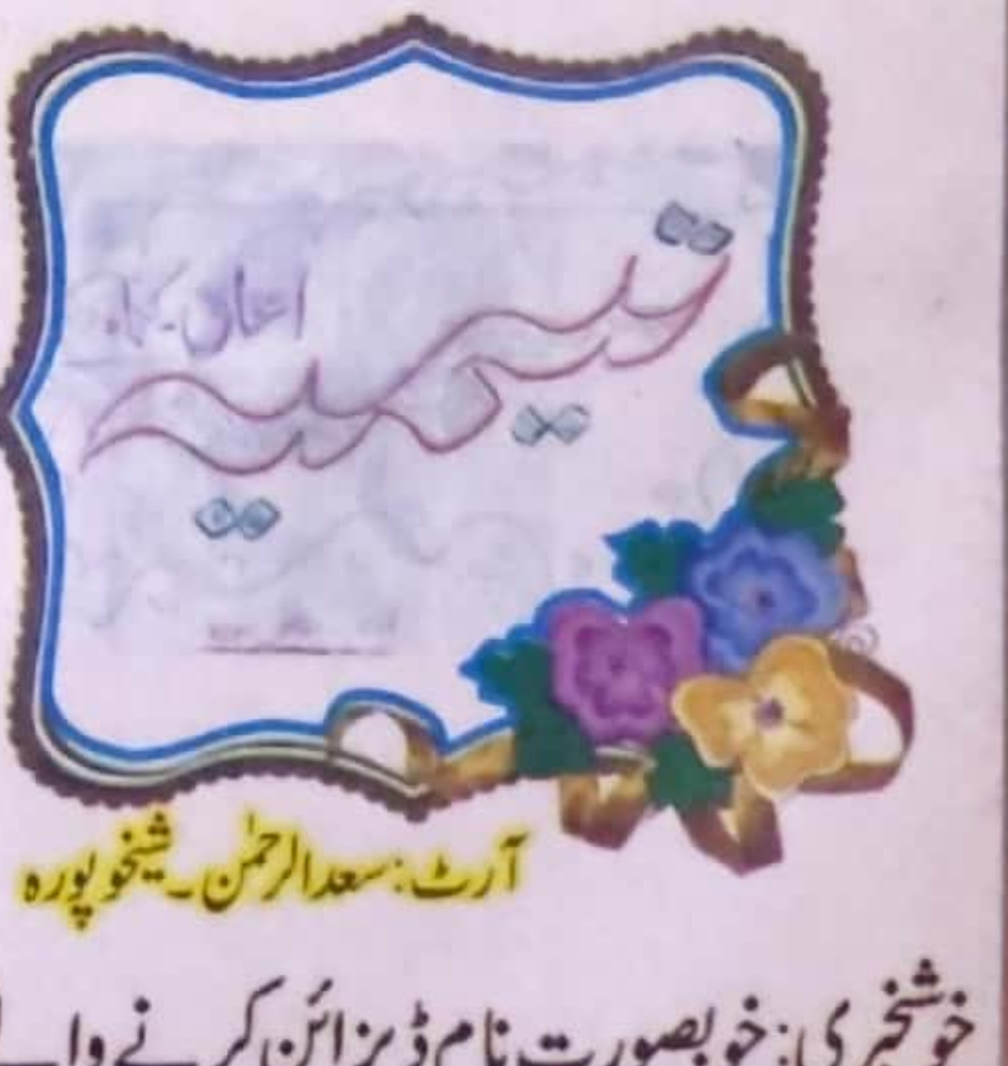

آرٹ: سعد الرحمٰن۔ شیخوپورہ

آرٹ: ایمان فاطمہ

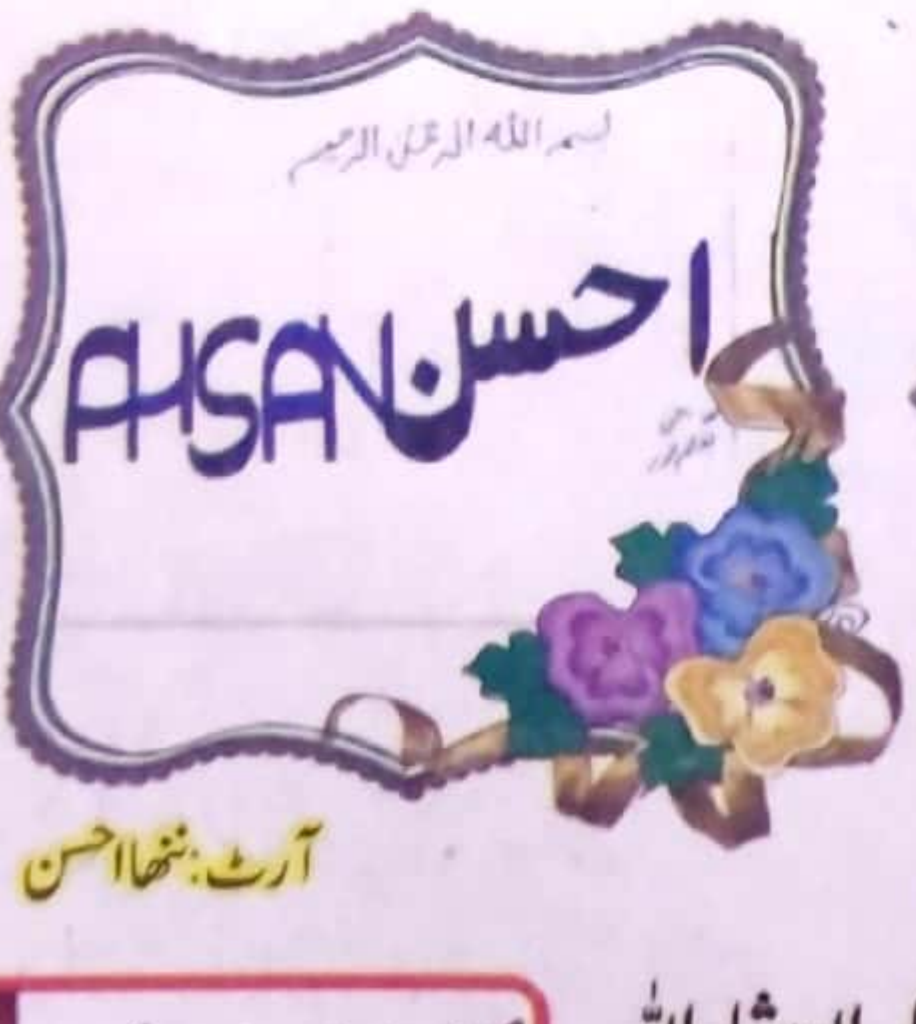

آرٹ: ننھا احسن

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو/300 روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

گذشتہ ماہ کا انعام یافتہ ڈیزائن

آرٹ: عبدالوحید

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجئے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کرلیں گے۔ ان شاء اللہ

رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

بچوں کی سائنس

انوکھا جھولا...... میری۔گو۔راؤنڈ

سامان:

کارک کے ڈھکن والی ایک بوتل' سوئی' ایلومنیم کی ایک پلیٹ' دوعدد کارک' چار عدد کھانا کھانے والے کانٹے۔

دونوں کارکوں کو درمیان سے کاٹ کر دو دو حصوں میں تقسیم کرلیں اور اس کے ہر ٹکڑے کے سپاٹ سرے پر ایک ایک کانٹا اس طرح داخل کریں کہ کانٹا سطح کے ساتھ پورا 90 ڈگری کا زاویہ بنا کر تھوڑا سا چھوٹا زاویہ بنائیں۔ اس زاویے کو 90 ڈگری سے کچھ چھوٹا رکھنے کی وجہ آپ کو تب سمجھ میں آئے گی جب آپ چھریوں سمیت کارکوں کو (تصویر کے مطابق) ایلومنیم کی پلیٹ پر آمنے سامنے رکھیں گے اور وہ اس پر آرام سے ٹک جائیں گے۔ ویسے آپ ذرا ایک بار چھری کو 90 ڈگری پر لگا کر بھی دیکھ لیں۔ نہیں ٹکی نہ چھری پلیٹ پر اس حالت میں؟ تب ہی 90 ڈگری کے زاویہ سے کم رکھنے کو کہا گیا ہے۔

اب بوتل کے منہ پر لگے کارک میں سوئی داخل کر کے چھریاں لگے کارک والی اس پلیٹ کو سوئی پر متوازن رکھنے کی کوشش کریں اور اس کے لیے جانتے ہیں' آپ کو کیا کرنا ہو گا؟ صرف پلیٹ کا مرکزی نقطہ جاننے کی کوشش۔

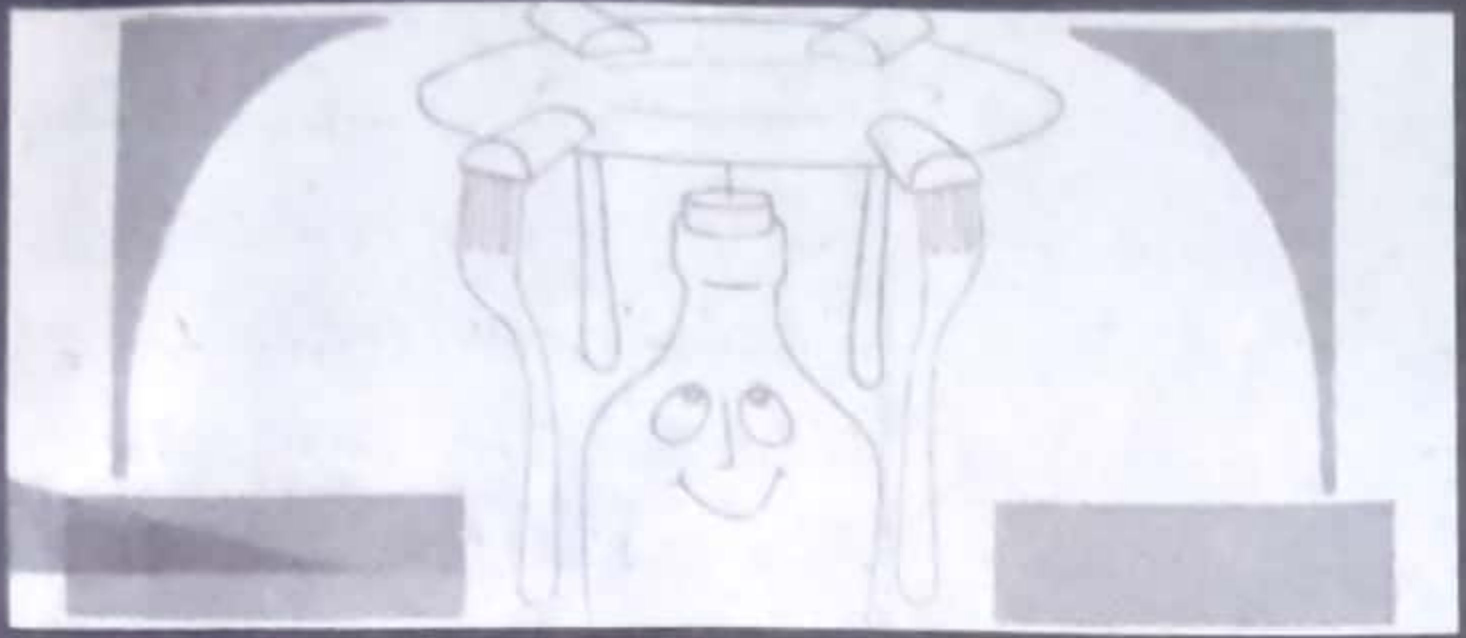

جونہی پلیٹ کا مرکز سوئی کے ٹھیک اوپر آیا بس سمجھیں آپ کا کھیل تیار ہوگیا۔

پلیٹ کو آہستہ سے گھمادیں اور چونکہ اس حالت میں رگڑ بہت کم ہے اس لیے کافی وقت تک چاروں چھریوں سمیت یہ پلیٹ چکر لگاتی رہے گی' خود بخود بالکل میری۔گو۔راؤنڈ والے جھولے کی طرح۔

ذہانت آزمائیں، انعام پائیں

1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جب وفات ہوئی تو نبی ﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

① 40سال ② 50سال ③ 55سال

2- نبی مکرم ﷺ نے جو آخری لشکر رومن امپائر کی طرف بھیجا' اس کا سپہ سالار کون تھا؟

① اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ② سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
③ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

3- نبی مکرم ﷺ جب دعوت دین کے لیے طائف گئے تو آپ ﷺ کے ساتھ کون سے صحابی رضی اللہ عنہ تھے؟

① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ
③ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

4- گوادر پاکستان میں کس وزیر اعظم کے دور میں شامل ہوا؟

① لیاقت علی خان ② ذوالفقار علی بھٹو
③ فیروز خان نون

5- میں نے تمام لوگوں کو فون کر کے کہا کہ جو پیسہ میں نے آپ سے لینا تھا میں نہیں لوں گا۔

یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے' نیز مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- بی آر بی سائفن کے ذریعے راوی کے نیچے سے گزرتی ہے۔

2- بھارت نے 65ء میں ٹینکوں کا سب سے بڑا حملہ چونڈہ میں کیا تھا۔

3- ایم ایم عالم نے دشمن کے گیارہ جہاز گرا کر عالمی ریکارڈ بنایا۔

4 - ایوب خان نے کہا' آگے بڑھیں اور کلمہ پڑھ کر بزدل دشمن کو منہ توڑ جواب دیں۔

5- مذکورہ جملہ مجلّہ الحرمین ستمبر کے صفحہ 23 پر ہے اور مضمون نگار محمد قاسم حمدان ہیں۔

نوٹ: اب سوالات کے جوابات بذریعہ SMS بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ تاہم انعام کے لیے ترجیح خط لکھنے والوں کو اور مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھیجنے والوں کو دی جائے گی تاکہ آپ کی آراء کی روشنی میں مجلّہ کو خوب تر بنایا جاسکے۔ علاوہ ازیں کئی پھول اور کلیاں انعام کے حق دار ہوتے ہیں لیکن ان کا فون نمبر نہ ہونے کی بنا پر انہیں بیلنس نہیں بھیجا جا سکتا۔ لہٰذا آپ اپنا یا اپنے کسی بزرگ یا عزیز کا فون نمبر دے دیں تاکہ آپ کو بیلنس دیا جائے۔

(فون برائے SMS: 0320-4432378)

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

(قرعہ اندازی میں ترجیحاً انہیں شامل کیا جاتا ہے جو سوالوں کے جواب کے ساتھ مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھی لکھ کر بھیجتے ہیں)

1- عائشہ۔ سرگودھا	300 روپے بیلنس بمع کتب
2- خالد محمود۔ لاہور	200 روپے بیلنس بمع کتب
3- عبداللہ سلطان۔ بہاولپور	150 روپے بیلنس بمع کتب

خصوصی انعامات

1- احسن محمود۔ وہاڑی	100 روپے بیلنس
2- اسامہ عظیم۔ قصور	100 روپے بیلنس
3- عزیر شاکر۔ جہلم	100 روپے بیلنس

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے انداز

☆...... میں نے اللہ تعالیٰ سے طاقت مانگی اور اس نے مجھے مضبوط کرنے کے لیے مشکلات دے دیں۔

☆...... میں نے اللہ تعالیٰ سے دانش مانگی اور اس نے حل کرنے کے لیے مسائل دے دیئے۔

☆...... میں نے اللہ تعالیٰ سے خوشحالی مانگی اور اس نے کام کرنے کے لیے دماغ دے دیا۔

(محمد لقمان سلفی۔ جامعۃ الدراسات الاسلامیہ کراچی)

تفسیر القرآن

الفائدة فی تفسیر سورة المائدة
یعنی سورہ مائدہ کی تفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

حرام اشیاء، گناہ کے کام اور دین اسلام کی تکمیل

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿3﴾

ترجمہ: تمہارے لئے حرام کئے گئے ہیں مردہ جانور، خون، سؤر کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹنے سے مرجانے والا، چوٹ لگ کر مرنے والا، اوپر سے گر کر مرجانے والا، کسی کا سینگ لگ کر مرنے والا، اور وہ جانور بھی جسے درندے کھاجائیں، سوائے اس کے جسے تم ذبح کرلو اور وہ جانور جو آستانوں پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ تم فال کے تیروں سے قسمت معلوم کرو، یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔ آج وہ لوگ ناامید ہوگئے جنہوں نے تمہارے دین کا انکار کیا لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کرلیا اور پس جو شخص بھوک سے بے بس ہوجائے جبکہ وہ گناہ پر مائل ہونے والا نہ ہو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ (المائدہ۔3)

مفردات:

1۔ اُهِلَّ کا مادہ ہ۔ ل۔ ل ہے اور یہ اَهَلَّ يُهِلُّ (باب افعال) سے واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ہے اور اس کا معنی ہے، نام پکارا جائے۔

2۔ اَلْمُنْخَنِقَةُ۔ کا مادہ خ ن ق ہے اَنْخَنَقَ يَنْخَنِقُ (باب انفعال) سے واحد مونث اسم فاعل منفعلة کے وزن پر اور اس کا معنی گلا گھونٹ کر مرنے والے۔

3۔ اَلْمَوْقُوْذَةُ کا مادہ و ق ذ ہے اور یہ وقذ یقذ (باب ضرب یضرب) سے واحد مونث مفعول کے وزن پر اسم مفعول ہے اور اس کا معنی چوٹ سے مرنے والا۔

4۔ اَلْمُتَرَدِّيَةُ۔ کا مادہ ر۔ د۔ ی ہے اور یہ تَرَدّٰی يَتَرَدّٰی (باب تفعّل) سے واحد مونث متفعلة کے وزن پر اسم فاعل ہے اور اس کا معنی۔ گر کر مرنے والا۔

5۔ اَلنَّطِيْحَةُ کا مادہ ن۔ ط۔ ح ہے اور یہ نَطَحَ يَنْطَحُ (باب فَتَحَ يَفْتَحُ) سے واحد مونث فعيلة کے وزن پر صفت مشبہ ہے اور اس کا معنی ہے، سینگ لگ کر مرنے والی۔

6 مَخْمَصَةٌ = کا مادہ خ۔ م۔ ص ہے اور یہ خَمِصَ یخمص (باب سَمِعَ يَسْمَعُ یا فَتَحَ يَفْتَحُ یا كَرُمَ يَكْرُمُ سے مفعلة کے وزن پر مصدر میمی ہے اور اس کا معنی

بھوک ہے۔

7۔ مُتَجَانِفٌ کا مادہ ج ن ف ہے اور یہ تَجَانَفَ یَتَجَانَفُ (باب تفاعل) سے واحد مذکر اسم فاعل ہے اور اس کا معنی ہے' مائل ہونے والے۔

تفسیر:

اس سورت کی پہلی آیت میں بیان ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ جانوروں کا بیان ہوگا' اب اس آیت میں ان حرام کردہ جانوروں کا بیان ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر مندرجہ ذیل جانور حرام ہیں۔ 1۔مردار۔ اس سے مراد ہر وہ جانور ہے جو ذبح اور شکار کے بغیر اور کسی وجہ سے مر جائے اور یہ اس لئے حرام ہے کہ خون نہ بہنے کی وجہ سے یہ دین و بدن کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے سوائے مچھلی کے کیونکہ وہ ہر حال میں حلال ہے۔اسے ذبح کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو جیسا کہ حدیث میں ہے اور سائنسی طور پر بھی ثابت ہے۔

1۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سمندر کے پانی کے متعلق پوچھا گیا' آپؐ نے فرمایا کہ اس کا پانی پاک اور مردار حلال ہے۔ (ابوداؤد کتاب الطهارة باب الوضوء بماء البحر ترمذی کتاب الطهارة باب ما جاء فی ماء البحر انه طهور)

2 سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہمارے لئے دو خون اور دو مردار حلال کردیئے گئے ہیں۔ دو مرداروں سے مراد مچھلی اور ٹڈی (ٹڈی دل) ہیں اور دو خونوں سے مراد کلیجی اور تلی ہیں۔ (ابن ماجه كتاب الاطعمه باب الكبد والطحال)

تنبیہ۔1۔ٹڈی سے مراد ٹڈی دل ہے جو سبزہ (کپاس' آک وغیرہ) پر پائی جاتی ہے اور فصلوں پر بعض اوقات لشکر کی صورت میں بھی حملہ آور ہو کر فصلوں کا صفایا کردیتی ہے نہ کہ وہ جو گھروں میں کونوں کھدروں میں پائی جاتی ہے۔

2۔خون: جانور ذبح کرتے وقت اس کی گردن سے نکلنے والا خون بھی حرام ہے جیسا کہ اس کی صراحت آیت 145 سورہ انعام میں ہے' اس کا مطلب ہے گوشت کے مختلف اجزاء اور ٹکڑوں کے ساتھ ملا خون حرام نہیں' اسی طرح کلیجی اور تلی (جو جما ہوا خون ہوتا ہے) بھی حلال ہے' جیسا کہ ابن عمرؓ کی روایت کردہ مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

3۔خنزیر کا گوشت = خنزیر (سور) خواہ پالتو ہو یا جنگلی' جس طرح اس کا گوشت حرام ہے' اسی طرح اس کے جسم کے باقی اعضاء اور چربی وغیرہ بھی حرام ہے۔ صرف گوشت کا ذکر اس لئے ہوا کہ وہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

حدیث: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام ہے۔ (بخاری كتاب البيوع باب بيع الميتة والاصنام مسلم كتاب المساقاة باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام)

اسی طرح جانوروں میں سے کچلی والا درندہ اور پنجے سے شکار کرنے والا پرندہ بھی حرام ہے جیسا کہ ابو ثعلبہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے۔ (بخاری كتاب الذبائح والصيد باب اكل كل ذی ناب من السباع. مسلم كتاب الصيد والذبائح باب تحريم اكل كل ذی ناب)

اسی طرح ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجے سے شکار کرنے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم كتاب الصيد والذبائح باب تحريم اكل كل ذی ناب من السباع)

اسی طرح گھریلو گدھا' کتا وغیرہ بھی حرام ہے۔

4۔ غیر اللہ کے نام پر پکارا گیا یا ذبح کیا گیا۔ اس سے مراد وہ جانور جو اللہ کے علاوہ دوسروں کے نام پر ذبح کئے جائیں جیسے کہ مشرکین عرب لات وعزیٰ وغیرہ کے ناموں پر ذبح کرتے تھے یا جیسے مجوسی آگ کے نام پر ذبح کرتے تھے یا جیسے جاہل مسلمان فوت شدہ یا زندہ بزرگوں کی عقیدت وصحبت اور ان کی خوشنودی و تقرب حاصل کرنے کے لئے یا ان سے ڈرتے اور امید رکھتے ہوئے قبروں اور آستانوں پر ذبح کرتے ہیں یا مجاور بن کر بزرگوں کی نیاز کے نام پر دے آتے ہیں۔ (جیسے بہت سے بزرگوں کی قبروں اور آستانوں پر بورڈ لگے ہوتے ہیں مثلاً داتا صاحب کی نیاز کے لئے بکرے یہاں جمع کرائیں۔ ان جانوروں کو چاہے ذبح کے وقت اللہ ہی کا نام لے کر ذبح کیا جائے' یہ حرام ہی ہوں گے کیونکہ اس سے مقصد اللہ کی رضا نہیں بلکہ اہل قبور کی رضاء و خوشنودی مقصود ہے یا ان کی تعظیم یا ان کا خوف یا ان سے امید کی وجہ سے جانور ان کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں' یہ صریحاً اور واضح شرک ہے کیونکہ جو جانور اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے مشہور کردیا جائے مثلاً یہ بکرا بابا فرید کے نام کا ہے اور یہ گائے غوث پاک کے نام کی ہے وغیرہ تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہے۔ وہ اگر اللہ کا نام لے کر ہی ذبح کیا جائے' وہ حلال نہیں ہوگا جب تک اللہ سے معافی مانگ کر اور سچی توبہ کر کے بزرگوں کے نام کی بجائے خالص اور صرف اللہ کے نام کی نیت نہ کی جائے اس لئے کہ قرآن کے الفاظ (وما اهل لغير الله) کے یہ دونوں مطلب ہیں۔

1۔ جو اللہ کے علاوہ دوسرے کے نام پر ذبح کیا جائے۔

2۔ جو اللہ کے علاوہ دوسرے کے نام پر مشہور کردیا جائے۔

لہٰذا یہ دونوں قسم کے جانور حرام ہیں' اسی طرح جانوروں کے علاوہ جو اشیاء بھی غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز اور چڑھاوے کی ہوں گی' وہ حرام ہوں گی جیسے قبروں پر جا کر یا وہاں سے خرید کر قبروں اور مزاروں کے ارد گرد فقراء و مساکین پر دیگوں اور لنگروں یا مٹھائی اور پیسوں وغیرہ کی تقسیم یا وہاں صندوقچیوں میں نذر و نیاز کے پیسے ڈالنا یا عرس کے موقع پر وہاں دودھ پہنچانا یا جناب جعفر صادق کے کونڈے یا سید عبدالقادر جیلانی کی گیارھویں وغیرہ' یہ سب کام حرام اور ناجائز ہیں کیونکہ یہ سب غیر اللہ کی نذر و نیاز کی صورتیں ہیں۔ اور نذر بھی نماز' روزہ وغیرہ عبادات کی طرح ایک عبادت ہے اور عبادت کی ہر قسم صرف ایک اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ اس کو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے بجا لانا شرک و کفر ہے۔ حدیث (ملعون من ذبح لغير الله صحيح الجامع مع الصغير 1024/2)

''جس نے غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا' وہ ملعون ہے۔''

سب علماء کا اتفاق ہے کہ ایسا آدمی مرتد اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔ تفسیر عزیزی۔

ان چار چیزوں کی حرمت کا مندرجہ ذیل آیات میں بھی بیان ہے۔ (البقرہ 173' الانعام 145' النحل 115)

5۔ گلا گھٹ کر مرنے والا ۔ جس جانور کا گلا گھونٹ کر مارا جائے یا اتفاقاً رسی وغیرہ سے گلا گھٹنے سے مرے' وہ بھی مردار کی قسم ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

6۔ یا پتھر وغیرہ کی چوٹ سے مرنے والا جانور بھی مردار کی قسم ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ لاٹھیوں وغیرہ سے جانور مار کر کھایا کرتے تھے۔

حدیث: سیدنا عدیؓ بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا' اے اللہ کے رسولؐ! میں شکار پر ایسی لاٹھی پھینکتا ہوں جس کے آگے چھری لگی ہوتی ہے اور وہ لگ جاتی ہے تو کیا وہ میرے لئے حلال ہے۔ آپؐ نے فرمایا' اگر تم چھری لگی لاٹھی پھینکو اور وہ جانور کو پھاڑ دے تو اسے کھا لو اور اگر وہ اسے عرض (چوڑائی) کے بل لگے تو وہ موقوذ (چوٹ لگ کر مرنے والا) ہے' لہٰذا اسے مت کھاؤ۔ (بخاری کتاب الذبائح والصید باب صید المعراض۔ مسلم کتاب الصید والذبائح باب الصید)

7۔ گر کر مرنے والا جانور بھی مردار کی قسم ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

8۔ سینگ کی ٹکر سے مرنے والا جانور بھی مردار کی قسم ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

9۔ درندہ شیر' چیتا' بھیڑیا وغیرہ (ذوناب' کچلیوں سے شکار کرنے والے درندوں میں سے کسی نے) اسے کھایا ہو اور وہ مر گیا ہو تو یہ بھی مردار کی قسم ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ایسے جانور کو کھا لیا جاتا تھا۔

اس کے بعد استثناء کرکے فرمایا کہ اگر ان مذکورہ پانچوں جانوروں (گھٹ کر مرنے والا' لاٹھی یا پتھر سے مرنے والا' گر کر مرنے والا' سینگ کی ٹکر سے مرنے والا' درندے نے جسے کھایا ہو) میں سے کسی میں جان باقی ہو اور مرنے سے پہلے اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہے۔

شرعی طور پر ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حلال جانور کو۔ بِسۡمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُ۔ پڑھ کر کسی تیز دھار آلے سے اس کا گلا اس طرح کاٹا جائے کہ رگیں کٹ جائیں۔ ذبح کے علاوہ نحر بھی شرعی طریقہ ہے کہ کھڑے اونٹ کے حلق کے گڑھے میں چھری ماری جائے۔ ذبح اور نحر حلق یا لبہ (حلق کے گڑھے) ہی میں ہوتا ہے البتہ اگر مجبوری ہو (مثلاً جانور قابو نہیں آ رہا یا ایسی جگہ ہے جہاں پکڑ کر ذبح کرنا مشکل ہے تو بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر جہاں سے بھی ہو سکے' چھری یا نیزے سے خون بہا کر ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اگر ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر نہیں بلکہ اتفاقاً گردن الگ ہو جائے تو وہ حلال ہے۔

10۔ تھان' آستانہ پر ذبح کیا ہوا جانور۔ مشرکین اپنے جھوٹے معبودوں کے لئے جو جگہ مقرر کرتے' انہیں نصب کہا جاتا تھا کیونکہ عموماً وہاں کوئی نشان نصب ہوتا۔ مثلاً بت' درخت قبر یا پتھر یا دریا وغیرہ۔ پھر اس کے پاس ان کا قرب حاصل کرنے کے لئے جانور ذبح کرتے تھے۔ ایسی جگہوں کو استھان' تھان' آستانہ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ ایسے جانور بھی حرام ہیں خواہ ان پر ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر بھی پڑھا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آستانوں' مقبروں' مزاروں اور درگاہوں پر جہاں لوگ حاجات طلب کرنے کے لئے جاتے ہیں اور وہاں مدفون افراد کی خوشنودی کے لئے ان کے نام کے لئے نذر کئے ہوئے جانور (بکرا۔ مرغا وغیرہ) ذبح کرتے ہیں' ان کا کھانا حرام ہے یا پکی ہوئی دیگیں تقسیم کرتے ہیں' ان کا کھانا بھی حرام ہے۔ اگرچہ یہ وما اھل لغیر اللہ میں داخل ہیں لیکن مزید تاکید کے لئے ان کا الگ بھی ذکر کیا گیا۔

حدیث: سیدنا ضحاک بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ نامی جگہ پر اونٹ نحر (ذبح) کرے گا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' آپؐ نے فرمایا' کیا وہاں ایام جاہلیت کے (انصاب) استھانوں' آستانوں میں سے کوئی استھان یا آستانہ تھا؟ لوگوں نے کہا' نہیں۔ آپؐ نے مزید پوچھا' کیا وہاں مشرکین کی عیدوں (میلوں) میں سے کوئی عید تھی؟ لوگوں نے کہا "نہیں"' آپؐ نے فرمایا نذر پوری کرو۔ (ابوداؤد کتاب الایمان والنذور۔ باب مایؤمر بہ من وفاء النذر)

اس کے بعد فرمایا کہ تیروں کے ذریعہ قسمت معلوم کرنا بھی حرام ہے۔ جاہلی زمانہ میں مشرکین نے اپنے بتوں اور درگاہوں پر تیر رکھے ہوئے تھے اور سفر میں بھی ساتھ رکھتے۔ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے تیروں سے فال نکالتے جیسے ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا تعاقب کرتے ہوئے سراقہ نے ان تیروں سے فال نکالی تھی۔ (بخاری کتاب مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی ﷺ) ان تیروں میں سے بعض پر لکھا ہوتا افعل (کر لو) کسی پر لکھا ہوتا لاتفعل (مت کرو) اور کوئی خالی ہوتا۔

قسمت معلوم کرنے والا تیر نکالتا ہے' جو حکم نکلتا ہے' اس پر عمل کرتا ہے' اگر خالی تیر نکلتا ہے تو دوبارہ تیر نکالتا ہے۔ اس قسم کے تمام کام (خواہ انہیں فالنامہ کہا جائے یا کسی سے چوری وغیرہ معلوم کرنے کے لئے استخارہ کروایا جائے یا کسی نجومی سے پوچھا جائے) حرام ہے اور شرک ہیں کیونکہ غیب تو اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت مسنون استخارہ میں ان چیزوں کا وجود ہی نہیں۔

اس کا ایک اور مطلب یہ بھی ہے کہ جوئے کے تیروں کے ذریعے ذبح شدہ گوشت کے حصے تقسیم کرنا' اس میں سے کسی کا حصہ نکل آتا ہے' کوئی محروم رہ جاتا' یہ وہی چیز ہے جسے لاٹری کہا جاتا ہے' یہ بھی حرام ہے' اسی لئے ان کاموں کو فسق (نافرمانی) کہا گیا۔ دوسرے مقام پر اللہ نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو' بے شک شراب اور جوا اور آستانے اور فال نکالنے کے تیر سب گندے کام ہیں اور شیطان کے عمل سے ہیں۔ پس تم ان سے بچو تاکہ تم فلاح پا سکو۔ (المائدہ 90)

حدیث: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں تصویروں کو دیکھا تو آپؐ اندر داخل نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپؐ کے حکم سے وہ تمام تصویریں مٹا دی گئیں۔ اور جب آپؐ نے ابراہیم اور اسماعیل کی تصویروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں تیر تھے تو آپؐ نے فرمایا' اللہ کی قسم! ان دونوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)

اس کے بعد فرمایا کہ اے مسلمانو! تمہاری طاقت اس قدر مستحکم ہوگئی ہے کہ تمہارے دشمنوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ اس چیز سے قطعی مایوس ہوگئے ہیں کہ تمہارے دین کو نیچا دکھا سکیں' لہٰذا کفار سے ڈرنے کی ضرورت نہیں' صرف مجھ سے ہی ڈرو۔

حدیث: سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان اب اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ جزیرۃ العرب میں اس کی عبادت کی جائے البتہ وہ ان کے باہمی تعلقات خراب کرنے سے مایوس نہیں۔

باقی صفحہ 59 پر

تدریس الحدیث

کِتَابُ الصَّلٰوۃ

نماز کے مسائل

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کا ترجمہ وتشریح

ترجمہ: الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ
تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ باب نمبر:7 ۔ نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

227 ۔وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے سنا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: اخرجه البخاری' الاذان' باب الجهر فی المغرب' حدیث765' ومسلم' الصلوة' باب القراءة فی الصبح حدیث463)

فوائد ومسائل

1۔ نبی ﷺ کا عام معمول تو یہی تھا کہ مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تھے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا ہے مگر بعض اوقات لمبی سورت بھی پڑھ لیتے تھے جیسا کہ اس حدیث میں سورۂ طور پڑھنا ثابت ہوا۔ بعض روایات میں المرسلات' اعراف اور انعام کا نماز مغرب میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (صحیح البخاری' الاذان' حدیث763' وسنن ابی داوٗد' الصلوٰۃ' حدیث812)

2۔آپ ﷺ کے عمل سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے سفر کے دوران میں صبح کی فرض نماز میں صرف معوذتین کی تلاوت کی۔ (سنن ابی داوٗد' الوتر' باب فی المعوذتین' حدیث :1462) نیز حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز فجر کی دونوں رکعتوں میں اِذَا زُلْزِلَتِ تلاوت فرمائی۔ (سنن ابی داؤد' الصلوة باب الرجل یعید سورة واحدة فی الرکعتین' حدیث:816) بہرحال عام معمول وہی تھا جو پیچھے مذکور ہوا' البتہ کبھی کبھی اس کے خلاف بھی جائز ہے۔

228 ۔وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلِلطَّبَرَانِيِّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدِيمُ ذٰلِكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز نماز فجر کی پہلی رکعت میں الٓمّٓ تَنْزِيلُ (سورة السجدة) اور دوسری میں وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ (سورة الدهر) پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم) اور طبرانی میں حضرت

باقی 59 پر

جناب وزیر اعظم!

آیئے قرآن و سنت کی روشنی میں ہم آپ کو بتاتے ہیں

مدینے کی ریاست

کیسے قائم ہوتی ہے اور کیسے اللہ کی مدد نازل ہوتی ہے؟

مرتبہ: ابوحمزہ ظفر۔ ابوزینب قاضی

حمد وثناء کے بعد فرمایا:

وزیر اعظم عمران خان اپنے کئی خطابات میں بارہا اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ وہ پاکستان کو مدینہ جیسی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن یہ صرف بات نہیں رہنی چاہئے عملاً اس کو قائم کرنا چاہیئے۔ یقیناً ہم مانتے ہیں کہ جب بھی کوئی پاکستان میں اسلام کا قانون نافذ کرنے کا اعلان کرے گا' اللہ کی حدوں کے نفاذ کا اعلان کرے گا' چاہے وہ فوجداری اسلامی قوانین یعنی قصاص ودیت کا اعلان ہو یا باقی حدود کے معاملات ہوں' جب بھی کوئی شرعی نظام اور اللہ کے حکم قرآن وسنت کو نافذ کرنے کا اعلان کرے گا تو امریکہ کو بڑی تکلیف ہوگی' مغرب چیخے گا' روئے گا' دھمکیاں دے گا۔ اسلام آباد میں ان کے وفد آئیں گے' پاکستان کو دھمکیاں دیں گے کہ تمہارے خلاف یہ کارروائی ہوگی اور یہ ایکشن ہوگا' بین الاقوامی طور پر تمہارا بائیکاٹ کیا جائے گا' معاہدے منسوخ ہوں گے' جب آپ اللہ کے دین کو قائم کریں گے تو ملکوں کے اندر ہلچل پیدا ہو جائے گی۔ امریکہ' برطانیہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو جائیں گے۔ سارا مغرب پریشان ہو جائے گا۔ یہ حالات ضرور پیدا ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونا ہے' ہمیں غلامی کی زنجیروں کو توڑنا ہے' ہم یہ غلامی کے طوق اتار کے پاکستان کو آزاد اور خود مختار ریاست بنانا چاہتے ہیں' اس ملک میں بسنے والے لوگوں کی آزادی کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور مغرب کی غلامی سے اس ملک کو نجات دلانا چاہتے ہیں تو پھر اس کا راستہ یہی ہے۔ پھر چاہے سارا مغرب روئے' پیٹے' دھمکیاں دے' وہ جو چاہے کرے' اس کی پروانہیں ہونی چاہیئے۔

خان صاحب! اگر آپ نے مدینے کی ریاست کا نام لیا ہے تو پاکستان کو مدینے کی ریاست بنا کے دکھادو' پھر آپ دیکھیں گے کہ آسمانوں سے اللہ کی رحمت کی بارشیں کیسے برستی ہیں' کشکول ٹوٹ جائے گا' بھیک نہیں مانگنی پڑے گی۔ قرضے نہیں لینے پڑیں گے' امدادوں سے جان چھوٹ جائے گی۔ ان شاء اللہ

ایک وقت تھا جب محمد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تھے تو اس وقت دیکھیں' مدینہ میں کیا کیفیت تھی۔ مدینہ ایک شہر سے اسلامی ریاست کیسے بنا؟ اس وقت مدینہ چھوٹی سی آبادی کا شہر تھا۔ اوس وخزرج کے دو بڑے قبیلے یہاں رہتے تھے۔ باقی یہودی قبیلے بنو قریظہ' بنو نضیر اور بنو قینقاع آباد تھے۔ بہت چھوٹی سی آبادی تھی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد جس طرح مکہ سے لوگ مدینہ پہنچ رہے تھے' پورے جزیرۃ العرب سے لوگ جہاں جہاں مسلمان ہو رہے تھے' اسلام کی دعوت پھیل رہی تھی' وہاں وہاں سے لوگ مدینہ میں ہجرت کر کے پہنچ رہے تھے۔

اب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تھی' وسائل کم رہ گئے تھے اور معاشی مسائل بہت شدید پیدا ہوگئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہفتوں کے ہفتے گزر جاتے تھے ہمارے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ ہمارے گھر میں کھانا ہی نہیں پکتا تھا۔ کوئی کھجوریں دے جاتا' کوئی دودھ دے جاتا۔ بس اس پر ہم گزارا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

نبی ﷺ کے گھر کی یہ حالت تھی۔ ایسے ہی مدینہ کے اندر اکثر گھروں کی یہی حالت تھی۔ یہ وہ دور ہے جب محمد رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ہجرت کر کے مدینے میں پہنچے تھے۔ ابتدائی چند سال اس طریقے سے گزرے اور اس کے بعد جوں جوں اسلام غالب آتا چلا گیا' اسلامی قوانین نافذ ہوتے چلے گئے' اللہ کی حدیں نافذ ہونا شروع ہوگئیں' اللہ کے حکموں پر مدینہ میں عمل ہونا شروع ہوگیا' مدینہ کی ریاست کامل ومکمل فلاحی اسلامی ریاست بن گئی۔ اس وقت کیا کیفیت تھی......؟

> ☆......حکومت اگر شریعت کا نفاذ نہ بھی کرے تو ہم اپنے گھر کی مملکت میں تو دین کو قائم کر سکتے ہیں۔ اگر ہر فرد یہی کام کرے تو اس سے بھی پورے ملک میں انقلاب آجائے گا۔

یمن سمیت سارے جزیرۃ العرب میں بسنے والے قبائل اپنا مال مدینہ میں پہنچا رہے ہیں۔ جوں جوں دین کا کام بڑھتا چلا گیا' اردگرد کی حکومتوں نے بھی مدینہ کو ٹیکس دینا شروع کر دیا۔ یہ نبی ﷺ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔

اس دور میں شام بہت بڑا ملک تھا اور یہ متعدد صلیبی ریاستوں کا مجموعہ تھا جس کو شام کہتے تھے۔ یہ ساری صلیبی ریاستیں اور عیسائیوں کے ملک مدینہ کو ٹیکس ادا کرتی تھیں۔ تمام یہودی قبائل جو جزیرۃ العرب میں رہتے تھے' وہ سب

مدینہ کو ٹیکس کو دیتے تھے۔ سود پر قرضے دے دے کر خیبر کے ان ظالم یہودیوں نے جزیرۃ العرب کی ایک بڑی دولت کے اوپر قبضہ کیا ہوا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کا ایسا نظام بنا دیا کہ یہ ظالم بھی مدینہ کو ٹیکس دینے پر مجبور ہو گئے۔

جب تبوک میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی سے نوازا اور قیصر روم نے اپنی شکست قبول کر لی، محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے انہوں نے سرنڈر کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے بڑا لشکر تیار کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور فرمایا: خالد جاؤ! شام کے آس پاس جتنی صلیبی عیسائی ریاستیں موجود ہیں، ان سب کو میرا پیغام پہنچا دو کہ مسلمان ہو جاؤ، ہم تم بھائی بن جائیں گے۔ تمہارے حقوق کے ہم محافظ ہوں گے۔ جو لڑنے کے لیے تیار ہو جائے، ان کو لڑ کر زیر کر دینا اور سب غنیمتیں مدینہ میں پہنچا دینا اور جو نہ لڑیں، سرنڈر کر جائیں، مدینہ کی حکمرانی کو تسلیم کر لیں، ان کو کہہ دینا کہ وہ ٹیکس ادا کریں گے، ہم ان کی جان و مال، عزت آبرو ہر چیز کی حفاظت کریں گے۔ نہ چوری ہوگی نہ ڈاکہ ہوگا۔ غیر مسلم بھی امن میں رہیں گے۔ دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم قبضے نہیں کرتے، ہم خون نہیں بہاتے۔ ہم دنیا میں امن قائم کرنے آئے ہیں۔

> ☆...... گستاخانہ خاکوں کی اصل وجہ اسلام کی یورپ میں بڑھتی ہوئی مقبولیت ہے اور اس کا اصل جواب پیغمبر مدینہ کا مثالی نظام قائم کرنا ہے۔

چنانچہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان تمام علاقوں میں پہنچتے ہیں تو کوئی بھی مقابلے کے لیے کھڑا نہ ہوا۔ سب نے کہا، اگر محمد ﷺ کے مقابلے میں قیصر روم جو اس وقت دنیا کی سپر پاور تھا، اگر وہ قیصر کھڑا نہیں رہ سکا تو اور کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ ہم مدینے کو جزیہ دیں گے، ٹیکس ادا کریں گے۔ یوں رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کر لی گئی۔ (بخاری، ترمذی، مسند احمد)

یوں امت کو بتا دیا گیا کہ جہاد ہی کافروں کا علاج اور مسلمانوں کے مسائل کا حل ہے۔

یہ کام اس شاندار طریقے سے نبی ﷺ کی زندگی میں ہوا ہے...... اور وہ عدی رضی اللہ عنہ والی حدیث تو مدینہ کی ریاست قائم کرنے کا عزم رکھنے والوں کو ضرور سامنے رکھنی چاہیے۔

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن میں مسلمان ہوا تھا، مدینہ میں آ کر نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا، اسلام کی بیعت کی تھی، اسی دن نبی ﷺ نے مجھے کہا تھا، اے عدی رضی اللہ عنہ! آج کل تو حالات کچھ پریشان کن ہیں، اس میں کوئی شک نہیں لیکن جلد تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ

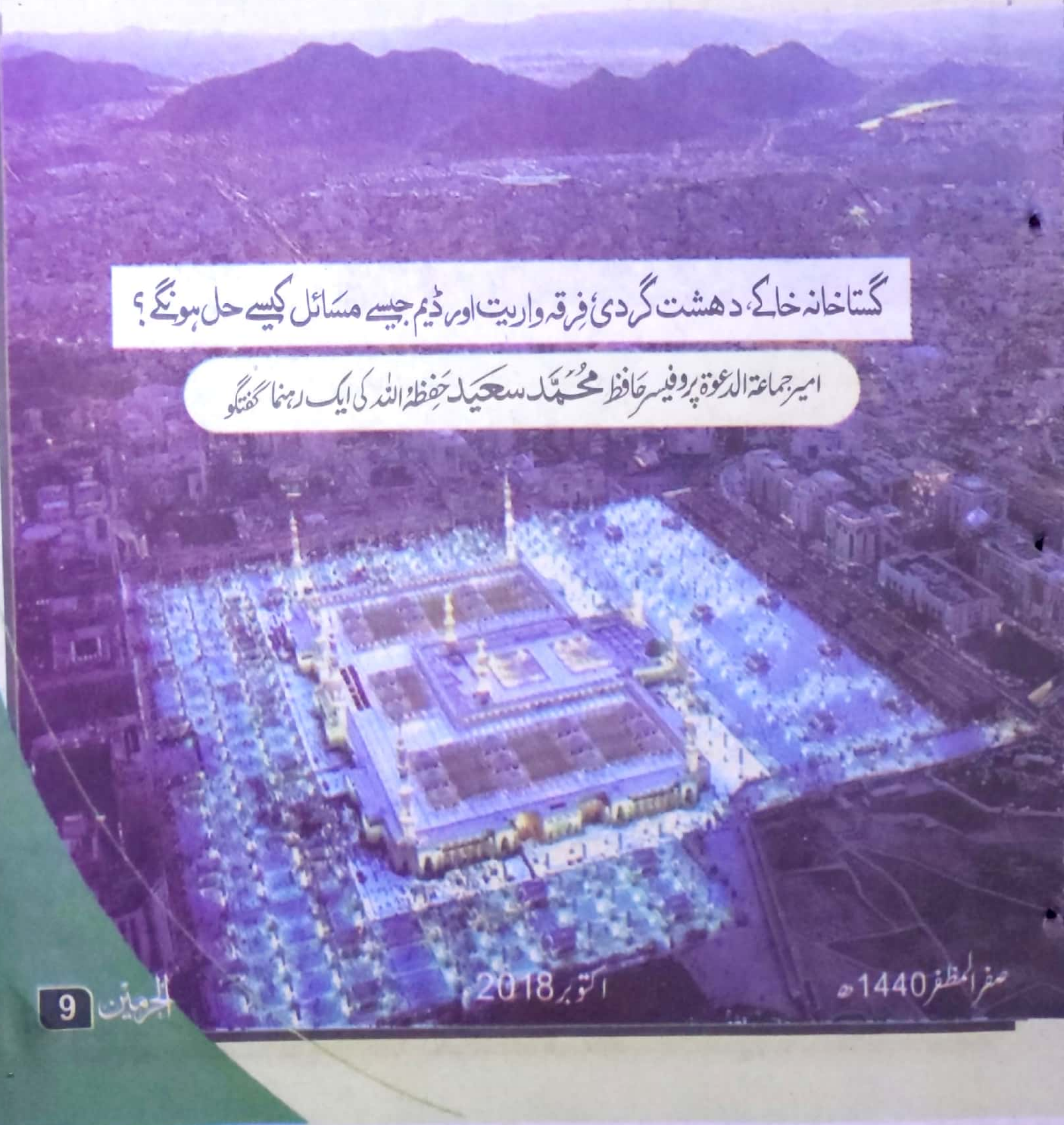

ایک شخص زکوٰۃ دینے کے لیے نکلے گا' ہر گھر سے آواز آئے گی کہ ہم تو زکوٰۃ دینے والے ہیں' زکوٰۃ لینے والے نہیں ہیں۔ عدی رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کر رہے تھے تو اس وقت ایران میں بیٹھے تھے' ایران فتح ہو چکا تھا۔

☆......ڈیم ضرور بننے چاہئیں لیکن پانی کے مسئلے کا اصل ذمہ دار انڈیا کا نام لیتے ہوئے وزیر اعظم اور چیف جسٹس سمیت پوری اپوزیشن کیوں شرماتی ہے؟

عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے جو فرمایا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ایک شخص زکوٰۃ لے کے نکلتا ہے' کوئی اس کی زکوٰۃ قبول کرنے والا نہیں ہوتا۔ شام کو واپس لا کر بیت المال میں جمع کروا دیتا ہے' جو بات نبی ﷺ نے فرمائی تھی' وہ پوری ہو گئی۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے ایک بات اور بھی کہی تھی۔ اس کو بھی سمجھ لیں۔ عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی دن نبی ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ راستے اتنے محفوظ ہو جائیں گے کہ کوئی خوف' کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ چوری' ڈاکہ نہیں رہے گا۔ کسی کے حق پر کوئی قبضہ نہیں کرے گا۔ کوئی کسی کا حق نہیں چھینے گا۔ رستے پرامن ہوں گے' یہاں تک کہ حیرہ کے علاقے سے ایک عورت زیور سے لدی پھندی مال لے کے اپنی سواری پر حج کرنے کے لیے مکہ و مدینہ آئے گی' نہ آتے ہوئے اس کو کسی سے خطرہ ہو گا اور جب حج کر کے واپس جائے گی' پھر بھی اس کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ رستے مکمل پرامن ہو جائیں گے۔ عزتیں محفوظ ہو جائیں گی۔ جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔ مال محفوظ ہو جائیں گے۔ (عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا قبیلہ طے کے ڈاکوؤں سے کیسے بچ سکے گی)

لیکن عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' نبی ﷺ کی یہ بشارت بھی پوری ہو گئی۔ میرے سامنے یمن کے علاقے حیرہ سے ایک عورت زیور پہن کے مال و دولت سے لدی ہوئی حج کے لیے مکہ آتی ہے' پھر واپس جاتی ہے۔ اس کو نہ عزت کا خطرہ' نہ جان کا خطرہ' نہ مال کا خطرہ۔ نہ آتے ہوئے خطرہ' نہ جاتے ہوئے خطرہ۔ میں نے اپنی زندگی میں یہ واقعہ دیکھ لیا' نبی ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا' پورا ہو گیا۔ (بخاری)

حکمرانو! اگر مدینہ کی ریاست بنانا چاہتے ہو تو آؤ! اس کا رستہ بالکل واضح ہے اور وہ رستہ یہ ہے کہ اللہ کی شریعت کو مکمل نافذ کرو' ان شاء اللہ امن قائم ہو جائے گا اور ساری دہشت گردی بھی اللہ کے فضل و کرم سے ختم ہو جائے گی۔ یہ فرقہ واریت اور اس سے جنم لینے والا تشدد ختم ہو جائے گا۔ یہ سب فتنے اور خرابیاں مسلمانوں کے دور زوال کا تحفہ ہیں۔ جب ملکوں' معاشروں کے اندر اسلام کی حکمرانی نہ رہی' مسلمان فرقہ فرقہ ہو گئے' جب مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی اور حکومت کے ہاتھ میں کنٹرول نہیں رہا تو لوگوں نے اپنے طور پر مذہب کو چلانا شروع کر دیا۔ فتوؤں کے اوپر کام چلنا شروع ہو گیا۔ ہر مسلک کے عالم نے اپنا فتویٰ دے کر لوگوں کو اس کے اوپر قائم کیا۔ ان چیزوں سے فرقے بنتے چلے گئے' اور جہاں جہاں اسلام کی حکمرانی ختم ہوتی چلی گئی' وہاں وہاں یہ ناسور مسلمان معاشروں کے اندر پھیلنا شروع ہو گیا۔ فرقے بڑھنا شروع ہو گئے' ان میں تشدد آنا شروع ہو گیا۔ آپس کے لڑائی جھگڑے بڑھ گئے۔

آج مغرب دراصل یہ چاہتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرے۔ چونکہ پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے دین سے محبت کرنے والے لوگ بہت زیادہ ہیں' وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو ایک دہشت گرد سٹیٹ کے طور پر پیش کیا جائے۔ اس کے لیے مسلمانوں کو فرقوں کی بنیاد پر لڑانا ان کا بھیانک پلان ہے۔ انڈیا اس سلسلے میں ان کو پورا مواد مہیا کر رہا ہے۔ امریکہ یہ خباثت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ دنیا یہ شرارتیں کر رہی ہے' ان باتوں کو بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

آج دنیا میں جتنے فتنے کھڑے ہیں' دہشت گردی اور فرقہ واریت کو جس طرح فروغ دیا جا رہا ہے' ہمارے پیارے نبی ﷺ کی توہین کا جو مسئلہ بار بار کھڑا ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام دنیا میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ یورپ کو اپنے بہت سے ملک مسلم اکثریتی ممالک میں تبدیل ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ اسلام کے اسی پھیلاؤ کو روکنے کے لیے وہ مسلمانوں کو باہم لڑاتے ہیں اور گستاخانہ خاکے بناتے ہیں تاکہ مسلمان جب ردعمل میں کوئی انتہائی اقدام کریں گے تو پھر انہیں دہشت گرد قرار دیا جائے۔ اس سازش کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے صرف احتجاج یا قانون سازی کافی نہیں' اگرچہ دنیا میں ایسا قانون بنانا بھی ضروری ہے جس میں تمام انبیاء ﷺ کی شان اقدس کا تحفظ ہو لیکن مسئلے کا اصل حل یہ ہے کہ مسلمان ملکوں میں محمد ﷺ کا نظام جو آپ ﷺ نے مدینہ میں قائم کیا تھا' وہ جاری کیا جائے۔

جب مدینہ کی ریاست کا نظام قائم کر دکھائیں گے اور دنیا کو پتہ چلے گا کہ مدینہ والے پیغمبر ﷺ کا یہ مثالی اور پرامن و عادلانہ نظام ہے تو ان کے دلوں میں ہمارے نبی ﷺ کی عظمت جاگزیں ہو گی۔ وہ دل سے قائل ہوں گے کہ جانوروں کے حقوق کا بھی تحفظ کرنے والا اور ایسا مثالی نظام لانے والا نبی ﷺ کبھی معاذ اللہ دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ جب ہم یہ نظام قائم کریں گے تو اس کے زیادہ فوائد بھی ہمیں ہی ملیں گے۔ اس نظام کے قیام سے ان شاء اللہ آزادیاں مستحکم ہوں گی۔ ملک اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے۔ بھیک کا سلسلہ ختم ہو گا' مسلمانوں کو آزادیاں میسر ہوں گی۔ ڈیموں کے مسائل حل ہوں گے۔

جی ہاں! یہ ڈیموں کے مسائل بھی آزادیوں سے ہی حل ہوں گے۔ کشمیر آزاد ہو گا تو تب ہی ڈیم کے مسائل واقعی حل ہوں گے' ورنہ ہم کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی جگہ گھومتے رہیں گے۔ آج ڈیموں کی بات تو وزیر اعظم اور چیف جسٹس صاحب بہت کر رہے ہیں لیکن اس مسئلے کا جو

☆......جب تک کشمیر آزاد نہیں ہو گا' ہمارے پانی اور ڈیموں کے مسائل کا مستقل اور پائیدار حل نہیں نکل سکتا۔

اصل ذمہ دار بھارت ہے اس کا نام لینے کو کوئی تیار نہیں۔ بھارت کا نام لیتے ہوئے سب شرماتے اور جھجکتے ہیں۔ نہ اپوزیشن بھارت کا نام لیتی ہے' نہ حکومت۔ حکومت اور اپوزیشن' سب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جب تک کشمیریوں کو آزادی نہیں ملے گی' ہمارے ڈیموں اور پانی کے مسائل کبھی بھی حقیقی معنوں میں حل نہ ہوں گے۔ باقی جتنے حل ہیں' وہ سب عارضی اور وقتی ہیں اور خود کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔

ہمارے ان تمام مسائل کا سبب غلامی ہے۔ اس غلامی کو ختم کرنا' کس کی ذمہ داری ہے' یہ بھی مسلمان حکومتوں کی ذمہ داری ہے اور یہ مدینہ والا نظام قائم کر کے ہی غلامیاں ختم ہوں گی۔ میں جس منبر پر کھڑا ہوں' اس منبر کا اور علماء کا کام ہی یہ ہے کہ حکومت کی رہنمائی کی جائے۔ مخالفت برائے مخالفت ہمارا کام نہیں۔

اس سلسلے میں آج علماء کو چاہیئے کہ وہ متحد ہو کر ملک کے اندر ایک اتحاد کی فضا قائم کریں تاکہ لوگوں کو یہ کہنے

کاموقع نہ ملے کہ بتاؤ کس فرقے کا اسلام لائیں۔

یادرکھیں! اسلام جب ریاست کے اندر قائم ہوگا تو یہ فرقے تو ہوسکتا ہے، نام کے رہ جائیں لیکن عملاً ان فرقوں کے اندر کوئی طاقت، قوت ان شاءاللہ نہیں رہے گی۔

☆......عالمی سطح پر اگرچہ حرمت انبیاء علیہم السلام کا قانون بنوانا ضروری ہے، احتجاج اور ردِعمل بھی اپنی جگہ لیکن مسئلے کا اصل حل یہ ہے کہ مدینہ کی ریاست کا جب مثالی نظام نافذ کیا جائے گا تو دنیا خود بخود ہمارے نبی ﷺ کی عظمت کو تسلیم کرے گی۔ پھر کسی کو آپ ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنانے کی جرأت نہ ہوگی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر حکومت اس سلسلے میں غفلت سے کام لیتی ہے اور شریعت کا نفاذ نہیں کرتی تو پھر ہم کیا کریں؟ کیا ہم خاموش ہو جائیں؟ نہیں! ہمارا کام نہ خاموش ہونا ہے، نہ ہم نے احتجاجی سیاست کرنی ہے۔

اگر حکومت کی طرف سے ان اقدامات میں تاخیر ہوتی ہے، اسلام کا پورا معاشی ڈھانچہ قائم نہیں ہوتا، سیاسی ڈھانچہ، قانون کا مکمل نظام اور حدود کا شرعی نظام قائم کرنے میں یہ لوگ پس وپیش کرتے ہیں، بیرونی دھمکیوں سے خوفزدہ ہوجاتے ہیں تو پھر ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ عوام کا ذہن بنائیں اور اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

آؤ! ہم اللہ کے گھر میں اس بات کا عہد کریں کہ ان شاءاللہ ہم سود کو چھوڑیں گے۔ ہم حرام کو ترک کریں گے، حرام کاروبار کے جتنے طریقے ہیں، ان کو ختم کریں گے۔

قرآن بول بول کے سود کے سلسلے میں واضح اور کھلی رہنمائی کررہا ہے۔ اگر حکومت پس وپیش کرے، اعلان نہ کرے، نظام نہ بدلے تو پھر اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان عوام اس کو ایک تحریک کے طور پر کھڑا کریں اور تحریک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باہر جلوس نکالے جائیں اور ٹائر جلائے جائیں، شیشے توڑے جائیں۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔ یہ مغرب کا دیا ہوا طریقہ ہے۔ اسلام یہ طریقہ بتاتا ہے کہ اللہ نے مجھے دکان دی ہے، اللہ نے مجھے فیکٹری دی ہے، میں اپنی دکان پر، اپنی فیکٹری میں اللہ کے دین کے معاشی نظام کو نافذ کروں گا۔ یہ سیدھی سیدھی بات ہے۔ سود پر قرضے لے کر فیکٹری نہ بناؤ۔ سود کے قرضے سے کارخانہ نہ چلایا جائے۔ تھوڑا کمالو، بہت بڑی کمائی کو ہاتھ نہ مارو۔ بنکوں سے سودی کاروبار نہ کرو۔ سودی قرضے مت لو، اللہ تعالیٰ نے جو خالص مال دیا ہے، اس کو انویسٹ کرو۔ بڑی فیکٹری کی بجائے چھوٹی بنالو۔ بڑی دکان کی بجائے چھوٹی بنالو۔ یہ سب کر کے دیکھیں۔ اپنے گھر سے شروع کریں۔ اپنی ذات سے شروع کریں۔ ہم صرف حکمرانوں سے ہی مطالبے نہ کریں، اپنی ذات سے عمل کا آغاز کرنا چاہیے۔

یہ عمل کا سلسلہ ہم اپنے معاشرے میں دعوت کے ساتھ عام کریں۔ آج ہم اللہ سے یہ عہد کرلیں اور سنجیدگی کے ساتھ اس پر عمل شروع کریں کہ میں ان شاءاللہ سود کا کاروبار نہیں کروں گا، بنکوں کے ساتھ سودی لین دین نہیں کروں گا۔ اس کے لیے مجھے کتنی بڑی قربانی بھی دینی پڑے، میں ساری قربانی دینے کے لیے تیار ہوں لیکن میں اپنے کاروبار کو حلال کی بنیاد پر دنیا کے سامنے ایک نمونے کے طور پر پیش کروں گا۔

آپ یہ سب کریں، ان شاءاللہ دیکھیں گے کہ یہ دعوت کتنی وسعت سے پھیلتی ہے۔ باتوں سے دعوت کبھی نہیں پھیلتی۔ عمل کی دعوت پھیلتی ہے۔ کردار کی دعوت پھیلتی

☆......آج علماء کو چاہیے کہ وہ ملک کے اندر اتحاد کی فضا قائم کریں تا کہ لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ بتاؤ کس فرقے کا اسلام لائیں۔

ہے۔ اس سے نتیجے نکلتے ہیں۔ چادر و چاردیواری کا اہتمام ختم ہوگیا ہے۔ آج میڈیا نے جو گند پھیلا رکھا ہے، موبائل، انٹرنیٹ کے ذریعے بے حیائی معاشرے کے اندر پھیل رہی ہے اور سب اس سے متاثر ہورہے ہیں تو اصلاح کا کام ہم اپنے آپ سے شروع کریں۔ ان چیزوں سے بچیں۔ ان شاءاللہ اس کا نتیجہ آپ دیکھ لیں گے۔ اپنے گھر، اپنے خاندان، اپنے ماحول کے اندر ان شاءاللہ بہت بڑی تبدیلی پیدا کرلیں گے۔ چادر، چاردیواری کی آپ حفاظت کرلیں گے۔ یہ کام شروع کریں۔ پھر اس کا نتیجہ ان شاءاللہ آپ کو ملے گا۔

کڑھتے رہنا، باتیں کرتے رہنا، تنقیدیں کرتے رہنا، ہر وقت کہتے رہنا کہ یہ غلط ہے، وہ غلط ہے، یہ بھی غلط کررہا ہے، وہ بھی غلط کررہا ہے۔ سارے ہی غلط کررہے ہیں اور پھر یہ تنقیدیں کر کے خاموش ہوجانے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ہمیں خود ان شاءاللہ اس کا آغاز کرنا ہے اور اپنی ذات سے، اپنے گھر سے، اپنے خاندان سے جو میرے ڈی پینڈنٹس ہیں، جن کو میں کما کر کھلاتا ہوں، ان کی اصلاح سے آغاز کرنا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. (صحیح بخاری)

اللہ کے نبی ﷺ نے کیا کمال کی بات بتائی اور سمجھائی کہ یہ تمہارے چھوٹے چھوٹے گھر ہیں نا، کسی کا 5 مرلے کا ہے، کسی کا 10 مرلے کا۔ کسی کی معاشی حالت بہتر ہے تو ایک کنال میں رہتا ہے، اس گھر میں تمہارے بیوی بچے ہیں۔ قریبی عزیز ہیں جن کو تم کما کر کھلاتے ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا، یہ تمہارے گھر، تمہاری ریاستیں ہیں، تمہارے ملک ہیں اور اللہ نے آپ کو ان ملکوں کا سربراہ بنایا ہے۔ اللہ نے تمہیں باپ بنایا ہے۔ اپنے آپ کوئی باپ نہیں بن سکتا۔ باپ خاندان کا سربراہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کا سربراہ تمہیں بنایا ہے۔

یہ چھوٹا سا تیرا ملک ہے۔ 10,5 مرلے کا، ایک کنال کا، 5 کنال کا، یہ تیرا ملک ہے۔ اس ملک میں تیرے بیوی بچے، تیری رعایا ہیں۔ ان کے اوپر اللہ کا حکم نافذ کرو۔ اس کی نگرانی کرو کہ تیرا بچہ حرام نہ کھائے۔ تیرا بچہ لباس میں، ہر چیز میں مغرب کا نقشہ پیش کر کے عیسائیوں کا غلام نہ بنے بلکہ لباس میں، کھانے پینے میں، کمانے میں ہر چیز میں تو اللہ کا حکم اپنے چھوٹے سے ملک میں نافذ کردے۔ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن سرخرو کردے گا۔ تو بچ جائے گا۔ ہوسکتا ہے، سارے پھنس جائیں لیکن تو کم از کم بچ جائے گا۔ تیرا ملک کامیاب ہوجائے گا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے یہاں سے کام شروع کیا۔

مدینہ کی ریاست کا یہ نظام ہے۔ شروع شروع میں اللہ کے نبی ﷺ کے پاس حکومت تو نہیں تھی۔ صرف دعوت ہی تھی۔ پھر جوں جوں اللہ تعالیٰ نے قوت دی، جہاد پھیلتا چلا گیا، یہودیوں کو نبی ﷺ نے مدینہ سے نکال دیا، اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ کرتے چلے گئے اور تبدیلی آتی چلی گئی۔

باقی صفحہ 63 پر

ایک علمی تحقیقی جائزہ

ریاست کیا ہوتی ہے؟

اسلامی ریاست کے خد و خال اور امتیازات کیا ہیں؟

فکر و نظر

عبدالرحمٰن عزیز

ریاست عربی زبان کا لفظ ہے۔ ابتداءً اس کا اطلاق بلند مرتبہ یا اول المقام شخص پر ہوتا تھا بعد میں اسے ایک مخصوص سیاسی ہیئت یا آزادانہ اور منظم حکومت کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا، انگریزی میں اس معنی کو ادا کرنے کے لیے لفظ State استعمال ہوتا ہے۔

ماہرین سیاسیات نے ریاست اور سٹیٹ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز کے مطابق:

''ریاست انسانوں کا ایک گروہ یا تنظیم ہے جو مشترکہ مقاصد کے لیے مل جل کر کام کرے۔''

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

''ریاست وہ ہیئت سیاسی ہے جس کے ذریعے ایک ملک کے باشندے ایک باقاعدہ حکومت کی شکل میں اپنا اجتماعی نظم قائم کرتے ہیں اور اسے قوت قاہرہ اور قوت نافذہ کا امین قرار دیتے ہیں'' [اسلامی ریاست: ۱۷]

یعنی ریاست سے مراد وہ حکومت ہے، جو منظم، بیرونی دباؤ سے آزاد اور خود مختار ہو جس کو وہاں کے باشندوں کی غالب اکثریت کی اطاعت حاصل ہو۔

اور اسلامی فلاحی ریاست کا معنی ہوگا، وہ ریاست جس کا نظام اور اولوا الامر اسلامی تعلیمات کے تابع ہوں اور وہ رعایا کی فلاح و بہبود کے لیے پوری طرح کوشاں ہوں۔

کوئی بھی ریاست تین چیزوں سے مل کر وجود میں آتی ہے۔ قانون و نظام، اولوا الامر اور رعایا۔ اسلامی ریاست میں ان کی حیثیت، حقوق اور باہمی تعلق کیسا ہونا چاہیے، اس کا علم اور اسلامی ریاست کے خد و خال کا پتا رسول اللہ ﷺ کے ان معاہدات سے ہوتا ہے جو آپؐ نے ہجرت سے پہلے اور ریاست مدینہ قائم کرنے کے بعد وہاں مسلمانوں اور غیر مسلموں سے کیے تھے۔

آیئے! دیکھتے ہیں کہ مدینہ میں قائم ہونے والی نبوی ریاست کے خد و خال اور دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں اسے کیا امتیازات حاصل تھے؟۔

مکہ مکرمہ میں دس سال تک توحید الٰہی کا پیغام پہنچانے اور پھیلانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے محسوس کر لیا کہ وادی غیر ذی ذرع فکری اعتبار سے بھی بانجھ ہے۔ نم ہو تو زرخیزی ہو سکتی ہے، مگر دس برس کی محنت شاقہ بھی اس میں نمی پیدا نہیں کر سکی، آئندہ کیا امید ہو سکتی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ام القریٰ کے گرد و نواح میں جا کر قسمت آزمائی کرنے کا پروگرام بنایا۔ سب سے قریبی علاقے طائف کا رخ کیا مگر وہاں کے باشندے اہل مکہ سے بھی زیادہ سنگ دل نکلے۔ انھوں نے رسول خدا ﷺ کے ساتھ جو بدسلوکی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا، یہ تاریخ انسانی کا ہولناک باب ہے۔

آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو مکہ میں حاجیوں کے قافلے آنا شروع ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے رات کی تاریکی میں مختلف قبائل کے حجاج سے ملاقاتیں کرنا شروع کر دیں۔ انھیں اللہ کے دین کو ماننے، اس کی نصرت کرنے اور مسلمانوں کو اپنے یہاں جگہ دینے کی دعوت دیتے' اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دینے کا جو وعدہ کیا ہے، اس کی خوشخبری سناتے۔

اسی دوران بنو عامر بن صعصعہ کے گروہ سے ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے ان کے سامنے اپنا پروگرام پیش کیا تو ان کے ایک ذمہ دار شخص نے کہا:

> ☆ ...... نبیؐ نے اہل مدینہ سے کہا: میں آپ سے اور آپ مجھ سے ہیں۔ آپ جس سے جنگ کریں گے' میں بھی اس سے جنگ کروں گا' جس سے آپ صلح کرو گے' میں بھی اس سے صلح کروں گا۔ [سیرۃ النبی ﷺ لابن ہشام: ۱/۴۴۲]

''خدا کی قسم اگر میں قریش کے اس جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے پورے عرب کو کھا جاؤں گا''۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ یہ بتایئے: اگر ہم آپؐ سے آپؐ کے اس دین پر بیعت کر لیں، پھر (ہماری مدد سے) اللہ آپؐ کو مخالفین پر غلبہ عطا فرمائے تو کیا آپؐ کے بعد زمام کار (یعنی حکومت) ہمارے ہاتھ میں ہوگی؟''۔ رسول اللہ ﷺ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا: ''زمام کار تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جہاں چاہے گا' رکھے گا''۔ اس پر اس شخص نے کہا: خوب! آپ کی حفاظت میں تو ہمارا سینہ اہل عرب کے نشانے پر رہے لیکن جب اللہ آپؐ کو غلبہ عطا فرمائے تو حکومت کسی اور کے ہاتھ میں ہو۔ ہمیں آپؐ کے دین کی ضرورت نہیں ہے''۔ [الرحیق المختوم: ۱۸۸۔ بحوالہ سیرۃ النبی ﷺ لابن ہشام: ۱/۴۲۴-۴۲۵]

اہل یثرب (مسلمانانِ مدینہ) کے ساتھ معاہدہ

ایک رات نبی اکرم ﷺ کی ملاقات یثرب کے چھ سعادت مند اشخاص سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام کا پیغام رکھا، وہ بنوخزرج کے جوان تھے جو یہود کے حلیف تھے، اس لیے انہوں نے یہودیوں کی زبانی آپؐ کے متعلق سن رکھا تھا فوراً پہچان گئے، اسلام قبول کیا اور یثرب جا کر اسلام کی تبلیغ میں جت گئے۔ دو سال کے اندر اندر یثرب میں دو خاندانوں اور چند افراد کے سوا سب مسلمان ہو گئے۔ پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو ہجرت کر کے اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ اور اہل یثرب کے درمیان مندرجہ ذیل معاہدہ ہوا:

() چستی اور سستی، ہر حال میں میری بات سنو گے اور مانو گے۔

() تنگی اور خوشحالی ہر حال میں اپنا مال خرچ کرو گے۔

() بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے۔

() اللہ کی راہ میں اٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہ کرو گے۔

() اور جب میں تمھارے پاس آجاؤں گا تو میری مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی جان اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو، اس سے میری بھی حفاظت کرو گے۔

() اور تم اہل حکومت سے حکومت کے لیے نزاع نہیں کرو گے، اس کے بدلے میں تمہارے لیے جنت ہے۔"

[الرحیق المختوم" ۲۱۲۔ سیرۃ النبی ﷺ لابن ھشام :۱/ ۴۵۴]

اس معاہدہ سے جہاں رعایا پر ریاست کے حقوق کا علم ہوتا ہے، وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں حکومت کسی خاص شخصیت، خاندان یا گروہ کا حق نہیں ہے کہ ہر حالت میں انہی کے پاس رہے گی بلکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اولوا الامر کا انتخاب کیا جائے گا۔

اس پر ابوالہیثم بن تیہانؓ نے کہا:

"اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے اور کچھ لوگوں (یعنی یہود وغیرہ) کے درمیان عہد و پیمان ہیں اور اب ہم ان رسیوں کو کاٹنے والے ہیں تو کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ہم ایسا کر ڈالیں، پھر اللہ آپؐ کو غلبہ و ظہور عطا فرمائے تو آپؐ ہمیں چھوڑ کر (مکہ) اپنے خاندان والوں کے پاس پلٹ آئیں؟

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے، اور فرمایا: (نہیں) بلکہ آپ لوگوں کا خون، میرا خون اور آپ لوگوں کی بربادی، میری بربادی ہے۔ میں آپ سے ہوں اور آپ مجھ سے ہیں، جس سے آپ جنگ کریں گے، اس سے میں جنگ کروں گا اور جس سے آپ صلح کریں گے، اس سے میں صلح کروں گا۔"

[سیرۃ النبی ﷺ لابن ھشام :۱/ ۴۴۲]

> ☆......آپؐ نے مدینہ میں جس طرح مواخات قائم کی یہاں تک کہ انصار و مہاجر کو ایک دوسرے کا وارث بنا دیا، انسانی تاریخ کا شاید پہلا اور آخری معاہدہ تھا اور عجائبات عالم میں سے تھا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے یثرب میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ یثرب میں عربوں کے دو بڑے اور کئی چھوٹے چھوٹے قبائل آباد ہیں، اس کے علاوہ تین یہودی قبیلے آباد تھے، وہ عرب نہ تھے مگر شاطرانہ ذہنیت اور پیسے کے بل بوتے پر نہایت طاقتور اور وہاں کی سیاست پر چھائے ہوئے تھے۔ یثرب لڑائیوں جھگڑوں کی آماجگاہ تھا، ہر جنگ کے بعد یہودی پہلے سے زیادہ امیر اور زیادہ طاقتور ہو جاتے تھے۔

وہاں کے باشندوں نے آپؐ کو اللہ کا نبی و رسول ماننے کے ساتھ ساتھ علاقے کی زمام کار خاتم النبیینؐ کے ہاتھ میں دے کر آپ ﷺ کو اپنا بادشاہ بھی بنا لیا اور علاقے کا نام یثرب سے مدینۃ الرسول میں تبدیل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے یثرب میں سب سے پہلے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کے لیے پہلا دینی مرکز بنایا۔ اس کے بعد علاقے کی تمام منتشر کڑیوں کو ایک معاہدہ میں پرو کر ایک نئے اور مستحکم معاشرے کی بنیاد رکھی۔ اس کے لیے اولاً انصار اور مہاجرین کے درمیان ایک اخوت اور بھائی چارے کا معاہدہ کرایا۔ ایک مہاجر اور ایک انصاری باہم بھائی ہوں گے، زندگی میں ایک دوسرے کے معاون اور غمخوار ہوں گے اور موت کے بعد نسبتی قرابتداروں کی بجائے یہی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ یہ انسانی تاریخ کا پہلا اور شاید آخری معاہدہ تھا اور عجائبات عالم میں سے تھا کہ عرب کے قبائلی عصبیت رکھنے والے معاشرے میں دور دراز سے آنے والا مہاجر اپنے سگے بھائی سے زیادہ قربت اختیار کر گیا تھا۔

"یہ تحریر ہے محمد نبی ﷺ کی جانب سے، قریشی، یثربی اور ان کے تابع ہو کر ان کے ساتھ لاحق ہونے اور جہاد کرنے والے مؤمنین اور مسلمانوں کے درمیان کہ:

() یہ سب (مسلمان) اپنے ماسوا انسانوں سے الگ ایک امت ہیں۔

() مہاجرین قریش اپنی سابقہ حالت کے مطابق باہم دیت کی ادائیگی کریں گے اور مؤمنین کے درمیان معروف انصاف کے ساتھ اپنے قیدی کا فدیہ دیں گے اور انصار کے تمام قبیلے اپنی سابقہ حالت کے مطابق باہم دیت کی ادائیگی کریں گے اور ان کا ہر گروہ معروف طریقے پر اور اہل ایمان کے درمیان انصاف کے ساتھ اپنے قیدی کا فدیہ ادا کرے گا۔

() اہل ایمان اپنے درمیان کسی بے کس کو فدیہ یا دیت کے معاملے میں معروف طریقے کے مطابق عطاء و نوازش سے محروم نہ رکھیں گے۔

() سارے راست باز مؤمنین اس شخص کے خلاف ہوں گے جو ان پر زیادتی کرے گا یا اہل ایمان کے درمیان ظلم، گناہ، زیادتی اور فساد کی راہ اختیار کرے گا۔

() اور ان سب کے ہاتھ اس شخص کے خلاف ہوں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

() کوئی مؤمن کسی مؤمن کو کافر کے بدلے قتل کرے گا نہ ہی کسی مؤمن کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا۔

() اور اللہ کا عہد سب کے لیے یکساں ہوگا اور ایک معمولی آدمی کا دیا ہوا ذمہ بھی سارے مسلمانوں پر لاگو ہوگا۔

() جو یہود ہمارے پیروکار ہو جائیں، ان کی مدد کی جائے گی اور وہ دوسرے مسلمانوں کی مثل ہوں گے، نہ ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف تعاون کیا جائے گا۔

() مسلمانوں کی صلح ایک ہوگی۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو چھوڑ کر قتال فی سبیل اللہ کے سلسلے میں مصالحت

نہیں کرے گا بلکہ سب کے سب برابر اور عدل کی بنیاد پر کوئی عہد و پیمان کریں گے۔

() مسلمان اس خون میں ایک دوسرے کے مساوی ہوں گے جسے کوئی فی سبیل اللہ بہائے گا

() کوئی بھی مشرکین قریش کی کسی جان یا مال کو پناہ نہیں دے سکتا اور نہ کسی مومن کے آگے اس کی حفاظت کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہے۔

() جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اور ثبوت موجود ہوگا،

☆...... باوجودیکہ آپ ﷺ کے پاس وحی آتی تھی مگر پھر بھی آپ صحابہ کرام ؓ سے ہر اہم کام کے بارے مشورہ ضرور کر لیتے۔ بعض دفعہ اپنی رائے کے خلاف بھی مشاورت کی پابندی فرماتے۔

اس سے قصاص لیا جائے گا، سوائے اس صورت کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔

() سارے مومنین اس (قاتل) کے خلاف ہوں گے، ان کے لیے اس کے سوا کچھ حلال نہ ہوگا کہ سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔

() کسی مومن کے لیے حلال نہ ہوگا کہ کسی ہنگامہ برپا کرنے والے (یا بدعتی) کی مدد کرے اور اسے پناہ دے اور جو اس کی مدد کرے گا یا اسے پناہ دے گا، اس پر قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا اور اس کا فرض اور نفل کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔

() تمہارے درمیان جو بھی اختلاف رونما ہوگا، اسے اللہ عزوجل اور محمد ﷺ کی طرف پلٹایا جائے گا۔

[الرحیق المختوم: ۲۵۸-۲۵۹، بحوالہ سیرۃ النبی ﷺ لابن ہشام: ۵۰۲/۱-۵۰۳]

اس معاہدہ سے اسلامی ریاست کے باشندوں کے باہمی تعلقات اور تعاون اور عدم تعاون کے حوالے سے حقوق و فرائض کا علم ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زیر قیادت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان عمرانی معاہدہ

رسول اللہ ﷺ نے عقیدے، سیاست اور نظام کی وحدت کے ذریعے مسلم معاشرے کی بنیادیں مستحکم کرنے کے بعد وہاں رہنے والے علاقے کے دوسرے افراد اور قبائل کے درمیان ایک عمرانی معاہدہ کیا جس سے سیاسی اعتبار سے پورے علاقے کے مسلم اور غیر مسلم باشندے ایک وحدت میں بندھ گئے، اس کی بنیادی شقیں مندرجہ ذیل تھیں:

() بنو عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت ہوں گے۔ یہود اپنے دین پر عمل کریں گے اور مسلمان اپنے دین پر۔ خود ان کا بھی یہی حق ہوگا اور ان کے غلاموں اور متعلقین کا بھی اور بنو عوف کے علاوہ دوسرے یہود کے بھی یہی حقوق ہوں گے۔

() یہود اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے اور مسلمان اپنے اخراجات کے۔

() اور جو طاقت اس معاہدے کے کسی فریق سے جنگ کرے گی، سب اس کے خلاف آپس میں تعاون کریں گے۔

() اس معاہدہ کے شرکاء کے باہمی تعلقات خیر خواہی، خیر اندیشی اور فائدہ رسائی کی بنیاد پر ہوں گے، گناہ پر نہیں

() کوئی آدمی اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔

() مظلوم کی مدد کی جائے گی۔

() جب تک جنگ برپا رہے گی، یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ خرچ برداشت کریں گے۔

() اس معاہدے کے سارے شرکاء پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور کشت و خون حرام ہوگا۔

() اس معاہدے کے فریقوں میں کوئی نئی بات یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس میں فساد کا اندیشہ ہو تو اس کا فیصلہ اللہ عزوجل اور محمد رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔

() قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

() جو یثرب پر دھاوا بول دے، اس سے لڑنے کے لیے سب باہم تعاون کریں گے اور ہر فریق اپنے اپنے اطراف کا دفاع کرے گا۔

() یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کے لیے آڑ نہ بنے گا۔

اس معاہدے کے طے پاجانے سے مدینہ اور اس کے اطراف میں ایک وفاقی حکومت بن گئی۔ جس کا دارالحکومت مدینۃ الرسول ﷺ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے سربراہ قرار پائے اور اس میں اقتدار اعلیٰ اللہ کے دین اسلام کو حاصل تھا مگر ہر مذہب کے ماننے والوں کو مذہبی آزادی مکمل طور پر حاصل تھی۔

اس معاہدہ سے اسلامی ریاست اور اس کے غیر مسلم شہریوں کے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے اور ان کے حقوق و فرائض کا علم ہوتا ہے۔ آج بھی اسلامی ریاست کی حکومت کسی غیر مسلم شہری کے مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی حق کو سلب نہیں کر سکتی۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مذکورہ بالا معاہدہ اسلامی ریاست کے ابتدائی مرحلہ کا ہے جب وہ نہایت کمزور تھی۔ بعد میں جب ریاست مضبوط ہوگئی تو غیر مسلموں کو جنگ سے استثناء مل گیا، ان کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت مسلمانوں نے اٹھالی تو ریاست اس کے عوض ان سے معمولی سا ٹیکس لیتی تھی۔ آج جبکہ ایک تیسری صورت ہمارے سامنے ہے کہ حفاظت اور دفاع کی ذمہ داری عام شہریوں پر نہیں ہے بلکہ اس مقصد کے لیے ایک خاص ادارہ بنا دیا گیا ہے جسے ریاست باقاعدہ تنخواہ دیتی ہے۔ ثانیاً، موجودہ دور میں حکومتوں کی ذمہ داریاں پہلے کی نسبت بہت بڑھ گئی ہیں اور ذرائع آمدنی نہیں ہیں، لہٰذا حکومتوں کو نظام چلانے کے لیے حکومت مختلف خدمات پر ٹیکس لیتی ہے۔ اس میں بھی مسلم و کافر کا فرق نہیں ہے لیکن مسلمان معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے اپنے اموال پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ دیتے ہیں جس سے مسلم غیر مسلم سب مستفید ہوتے ہیں۔ لہٰذا غیر مسلم شہریوں سے اس کے بالمقابل اسی شرح سے ٹیکس لگایا جا سکتا ہے۔

اسلامی ریاست کی خصوصیات اور امتیازات

اسلامی ریاست کی خوبیاں، خصوصیات اور امتیازات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا مفصل تذکرہ کرنے کے لیے ضخیم کتاب درکار ہے، البتہ مختصر مضمون میں چند ایک خصوصیات کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست کی خوبیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان واحد قوم ہے جو اس ترقی یافتہ دور میں رہتے ہوئے بھی چودہ صدیوں پہلے کی اسلامی ریاست کی خواہاں ہے بلکہ اس کے قیام کے لیے کوشاں بھی ہے

کیونکہ انسانوں کی حقیقی کامیابی اور پرمسرت زندگی کا راز اسی کے پاس ہے۔

ریاست کی نظریاتی اساس:

دنیا میں مختلف ریاستیں مختلف بنیادوں پر استوار ہیں کوئی رنگ ونسل پر، کوئی زبان ووطن پر، کوئی جغرافیائی یا قبائلی عصبیتوں پر، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں عصبیت در آتی ہے اوران حد بندیوں سے باہر رہنے والے باقی تمام انسانوں سے نفرت کرتے ہیں۔ جب یہود نے براعظم امریکا کو برطانیہ سے حاصل کرلیا تو وہاں کی اصل آبادی کو ختم کرنے کے لیے ان کا قتل عام کیا۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم اسی نسلی عصبیت کا شاخسانہ تھیں۔ یہودیوں کی ریاست اسرائیل بھی اسی بنیاد پر قائم ہے:

﴿ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ﴾[آل عمران:۷۵]

وہ کہتے ہیں کہ ہم پر ان پڑھوں (عربوں) کے معاملے میں کوئی گرفت نہیں۔''

اگرکوئی شخص ان کی حدود میں داخل ہونا چاہے بھی تو نہیں ہوسکتا۔ اسلامی ریاست رنگ ونسل کی بجائے نظریے اور فکر پر قائم ہے، جو چاہے اس فکر کو اپنا سکتا ہے اور اسلامی ریاست میں برابر کا شہری بن سکتا ہے۔

حاکمیت اعلیٰ

دنیا میں کئی قسم کی ریاستیں وجود میں آتی رہی ہیں، مثلاً بادشاہت جس میں شخص واحد کو حاکمیت یا اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے یا ایک گروہ یا خاندان مسند حاکمیت پر فائز ہوتا ہے اور کبھی جمہور کے ہاتھ میں قوت نافذہ ہوتی ہے جیسے مملکت برطانیہ، عوامی جمہوریہ چین، یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکا وغیرہ۔ ان کے برعکس اسلامی ریاست رنگ ونسل یا خاندانی جاگیر نہیں ہوتی بلکہ ایک نظریاتی ریاست ہوتی ہے۔

اسلامی ریاست کی پہلی اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کا منصب اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس لیے کہ وہ تمام مخلوقات کا خالق اور مالک ہے۔ اس کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾[الأعراف:٥٤]

'' بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر بلند ہوا، رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے جو تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کیے) اس حال میں کہ اس کے حکم سے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے، بہت برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

غور کیا جائے تو حاکمیت مطلقہ اور اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو زیب ہی نہیں کیونکہ فرد واحد ہو یا کوئی خاندان اور گروہ ہو کیونکہ انھوں نے نہ انسانوں کی تخلیق کی نہ انھیں خریدا، لہٰذا انھیں دوسرے انسانوں پر حاکمیت کیونکر حاصل ہوسکتی ہے، اور دوسرے انسان آخر کیوں اپنے جیسے انسانوں کے محکوم بن جائیں۔ اس کا نہ کوئی اخلاقی جواز ہے اور نہ قانونی اور عقلی۔ اس لیے اسلامی مملکت کی یہ خصوصیت اور امتیاز ہے کہ اس میں اقتدار اعلیٰ اور حاکمیت صرف اور صرف اللہ کو حاصل ہے۔

اسی بات کو اقبال نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری

قانون:

عربی زبان میں قانون اور سسٹم کو دین کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا:

﴿ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ ﴾

[یوسف:۷٦]

''ممکن نہ تھا کہ وہ (یوسف، مصر کے) شاہی قانون کے مطابق اپنے بھائی کو رکھ لیتا۔''

اس میں دین کا لفظ سسٹم اور قانون کے معنی میں بولا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مسلمانوں کے لیے دین اور قانون بنایا ہے۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾[آل عمران:۱۹]

'' بے شک دین (قانون) اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔''

دنیا بھر کی تمام ریاستوں میں انسانوں کے وضع کردہ قوانین رائج ہیں جن میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ اسلامی ریاست کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا قانون خالق کائنات کا بنایا ہوا ہے جو ہر طرح کی غلطی سے مبرا ہے۔ اسلام کی فلاحی ریاست کے لیے کوئی دوسرا دستور ممکن ہی نہیں ہے۔

﴿ وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ﴾ [آل عمران:۸۵]

'' اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔''

شورائی سسٹم:

شوریٰ کا مطلب ہے کہ جس معاملہ میں شریعت میں واضح احکام نہ ہوں، ان کی انجام دہی کے لیے اہل حل وعقد اور ماہرین سے مشورہ کیا جائے۔ جس بات پر شوریٰ کے تمام ممبران یا ان کی اکثریت متفق ہوجائے اور امیر جس بات کا فیصلہ کردے، ریاست کی ذمہ داری ہے اس پر عمل کرے اور کسی بھی فرد کے لیے اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے۔

سربراہ مملکت کے انتخاب سے لے کر دوسرے اہم امور طے کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (38)

'' اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

اسلامی ریاست میں مشورہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن کو براہ راست

باقی صفحہ 21 پر

☆......آپؐ نے واضح کردیا کہ حاکمیت مطلقہ واقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو زیب ہی نہیں کیونکہ کوئی گروہ یا فرد واحد کسی ایک چیز کا بھی خالق نہیں تو پھر وہ حاکم کیونکر بن سکتا ہے۔

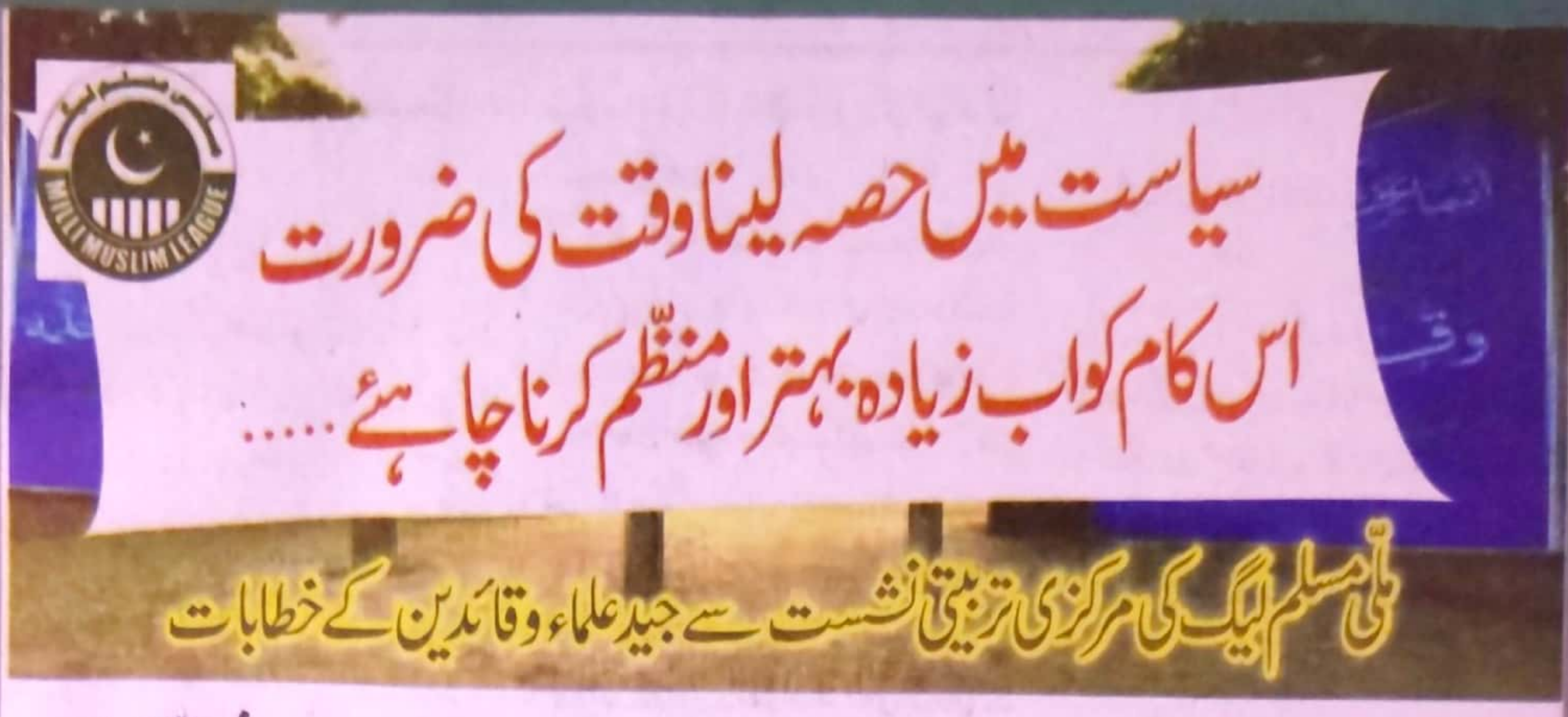

سیاست میں حصہ لینا وقت کی ضرورت

اس کام کو اب زیادہ بہتر اور منظّم کرنا چاہئے.....

ملّی مسلم لیگ کی مرکزی تربیتی نشست سے جید علماء وقائدین کے خطابات

جماعتی نشاطات

محمد قاسم حمدان

کارکنان جماعۃ الدعوہ کی دوروزہ تربیتی نشست 15,16 ستمبر کو مرکز طیبہ مرید کے میں منعقد ہوئی جس میں پورے پاکستان سے ذمہ داران وکارکنان نے بھرپور شرکت کی۔ تربیتی نشست کے آغاز کا وقت صبح دس بجے رکھا گیا تھا۔ الحمد للہ دس بجے سے قبل ہی مسجد کا وسیع و عریض صحن بھر چکا تھا۔ تمام کارکن تربیتی مراحل سے گزرنے کے لئے مستعد' کمربستہ اور تیار تھے۔ اجتماع گاہ کے اطراف میں مختلف شعبہ جات کے سٹالز بھی لگے تھے۔ فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کی طرف سے لگایا گیا سٹال سب کی دلچسپی وتوجہ کا محور رہا۔ لیبرونگ کے کارکنان بھی نئے جوش و جذبے سے متحرک نظر آئے جس کی عکاسی ان کے مختلف جگہوں پر لگائے گئے بینرز کر رہے تھے۔

تربیتی نشست کا آغاز حافظ طلحہ سعید کی تلاوت سے ہوا اور ان کے بعد مولانا احسان الحق شہباز صاحب نے درس قرآن وحدیث ارشاد فرمایا۔ درس قرآن کے بعد مفتی عبدالرحمٰن عابد نے نماز کی اہمیت کے موضوع پر جامع خطاب کیا۔ ان کے بعد امیر محترم منبر پر تشریف لائے اور کارکنان دعوت و جہاد سے مخاطب ہوئے۔ امیر محترم نے کہا' اللہ کے فضل وکرم سے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نہ تو کوئی پارٹی ہیں اور نہ ہی فرقوں میں سے کوئی فرقہ ہیں بلکہ پندرہویں صدی کے اس دور میں ہم الحمد للہ نبی ﷺ کی جماعت کے لوگ ہیں۔

پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ نے فرمایا عزیز بھائیو! صدیوں کے اندر پھیلی ہوئی اس امت کے دو دور نظر آتے ہیں۔ ایک دعوت وجہاد اور مصائب ومشکلات کا دور ہے۔ یہ صلیبی جنگوں، تکفیر کے فتنوں اور مسلمانوں کے باہمی انتشار وافتراق کا دور ہے۔ یہ صدیوں پر محیط ہے۔ اس میں فتنوں سے صرف وہی بچ سکے ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر عقیدہ وعمل، اخلاق اور منہج ہر چیز میں اپنی اصلاح کی کوشش کی اور سیدھی راہ پر چلتے رہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے امت کو فائدہ پہنچایا اوران کی دعوت اور جہاد امت کے لئے مفید ثابت ہوا۔ یہ ایک دور ہے جب مسلمانوں کے پاس حکومتیں نہیں تھیں اور وہ غلامیوں ومحرومیوں کا شکار تھے۔ مسلم ملکوں وعلاقوں پر اللہ کے دشمنوں کا تسلط تھا۔ صدیاں اسی عرصہ میں بیتی ہیں اور آج بھی ہم اسی دور میں چل رہے ہیں۔ ہمارے سلف نے اس منہج کو کیسے سمجھا اور سمجھایا' آج اسی انداز سے ہمیں اپنے شب وروز بسر کرنا ہیں۔ دوسرا اور اس سے پہلے کا دور مسلمانوں کا ہے جو قرن اولیٰ میں تھا۔ اجتماعی طور پر خلافت قائم تھی اور یہ ایسا دور تھا کہ جسے دنیا نے مانا کہ سورج چڑھتا بھی اسلامی خلافت میں تھا اور غروب بھی اسلامی خلافت میں ہوتا تھا۔ اللہ نے اس قدر وسیع خلافت مسلمانوں کو عطا کر رکھی تھی لیکن پھر اس کے بعد یہ صورت تو باقی نہ رہی البتہ انفرادی طور پر مختلف علاقوں میں یہ رنگ حکومت کی سطح پر کہیں کہیں موجود رہا۔ یہ امت مسلمہ کی جو دوسری صورت ہے' اس کے اندر بھی معیار وہی نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ، خلفائے راشدین ہیں۔ یہ دور چاہے غلامیوں ،فتنوں اوراختلاف امت کا تھا یا پھر مسلمانوں کی حکومت و خلافت کا' ہر دور میں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نمونہ سمجھ کر اسی پر تمسک کیا' اللہ کے فضل سے وہ تاریخ کے دونوں ادوار میں کامیاب ہوئے۔

انہوں نے کہا کہ آج ہمیں دہشت گرد کہا گیا لیکن عدالتیں کہتی ہیں کہ آپ دہشت گرد نہیں ہیں۔ جماعت کے حق میں فیصلے آرہے ہیں اور کہا جارہا ہے کہ یہ پاکستان کے آئین اور قانون کو مان کر چلنے والے لوگ ہیں۔ اس وقت یو این کا ادارہ امریکہ کے قبضہ میں ہے۔ ایف اے ٹی ایف کے پینتیس ملک مسلمانوں کے دشمن بن چکے ہیں۔ صلیبی ویہودی اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں فیصلے کر رہے ہیں۔ تاہم میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ

> ☆......اللہ کے فضل وکرم سے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم کوئی پارٹی ہیں نہ کوئی فرقہ بلکہ پندرھویں صدی کے اس دور میں ہم نبی ﷺ کی جماعت کے لوگ ہیں' اللہ ہمیں اپنے اس دعوے کو حقیقت بنانے کی توفیق دے۔ آمین۔ امیر محترم کا تربیتی نشست سے خطاب

☆......اسمبلی کا فلور دعوت کا بہت بڑا میدان ہے۔ آپ وہاں غیر اسلامی راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کرنے کے لئے اس قوت کو استعمال کریں۔ کشمیر کی تحریک آزادی کے خلاف سازشوں کو ناکام بنایا جاسکتا ہے۔

☆......سیاست میں حصہ لینا امیر محترم کا تدبیری اور صحیح شرعی فیصلہ تھا۔ صلح حدیبیہ کا مطالعہ اس الجھن کے حل کے لئے ہمارے لئے بہترین مشعل راہ ہے۔ مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

پاکستان کی عدالتیں آزادانہ طور پر فیصلے کر رہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے۔ ہم نے ملک میں ٹکراؤ کی کیفیت پیدا نہ کرنے کی جو حکمت عملی ترتیب دی اس سے اللہ رب العزت ان شاء اللہ ہمیں راستے دے گا اور دعوت کا کام مزید تیز ہوگا۔ اس سے کشمیر کی آزادی کا عمل بھی مضبوط ہوگا۔ آج کشمیر میں لوگ آپ کی جماعت کی باتیں کر رہے ہیں۔ ہم نے خلوص نیت سے اپنے کام کو لے کر آگے بڑھنا ہے۔ ان شاء اللہ۔

دنیا کے مختلف ملکوں میں کہیں بادشاہت ہے، کہیں فسطائیت اور کہیں اس کے مقابلہ میں جمہوریت نافذ ہے۔ اس حوالہ سے دیکھا جائے تو ہمارا پاکستان منفرد ملک ہے جس میں سب سے پہلے اللہ کی توحید کا اقرار اور اللہ کے حکم میں کسی کو شریک نہ کرنے کا مکمل اعلان ہے بلکہ ہمارے وزیر اعظم نے حلف اٹھانا ہو، صدر، چیف آف آرمی سٹاف اور اسمبلی کے ممبران حلف اٹھائیں تو وہ جو حلف اٹھاتے ہیں، اس کے اندر اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کا اقرار کیا جاتا ہے۔ یہ چیز پاکستان میں موجود ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم ایسے لوگ تیار ہی نہیں کر سکے اور اسمبلیوں میں پہنچا ہی نہیں سکے جو پاکستان کے آئین پر عمل درآمد کر کے سارا نظام تبدیل کریں اور اس کی اصلاح کریں۔ اگر اس ملک کو اسلامی بنانا چاہتے ہو تو نہ صرف پاکستان کے آئین میں گنجائش ہے بلکہ واضح راستہ موجود ہے۔ سود ختم کرنے اور غیر اسلامی شقوں کو نکالنے کا پورا موقع موجود ہے۔ ہماری سپریم کورٹ فیصلہ کرتی ہے کہ آئین کے مطابق پاکستان میں سود نہیں چل سکتا، بینکوں میں سودی لین دین کی اجازت نہیں ہے اور سابق وزیر اعظم نواز شریف کی حکومت اسمبلی میں جا کر پارٹی اکثریت کے بل بوتے پر قرارداد لے آتی ہے کہ اس فیصلہ پر عمل درآمد نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم نے یہ فیصلہ تسلیم کر لیا تو اپنے ملک کی معیشت کا ستیاناس کر لیں گے اور دنیا سے ہمارے تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ پہلے سود کو جاری رکھنے کی مہلت لی اور پھر اسمبلی میں قانون پاس کروایا کہ یہ ہماری مجبوری ہے، ہم اسے جاری رکھیں گے۔ بینک سود پر لین دین کریں گے اور یوں ہمارے بین الاقوامی معاہدے چلیں گے۔ اسمبلی سے قانون منظور ہونے کے بعد سودی سلسلہ جاری ہے۔ اگرچہ سپریم کورٹ کا فیصلہ سود ختم کرنے کا ہی ہے۔ اس صورتحال میں ہم کہتے ہیں کہ اگر نواز شریف کی جگہ اللہ کا کوئی مخلص بندہ اللہ سے ڈرنے والا کھڑا ہوتا تو یہی فیصلہ کرتا کہ ملک سے سود کو ختم کرنے سے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کریں گے۔

امیر محترم نے کہا، صلح حدیبیہ کا واقعہ ہمارے لئے بہت بڑی دلیل ہے۔ اگر اسے ہم اس انداز سے دیکھیں کہ ہم سیاست کا کام کیسے کریں گے تو یہ مثال ہے سیاست کا کام ہوتا ہی چاردیواری سے نکل کر گلی محلے اور برادریوں میں ہے کیونکہ ہر شخص ووٹ کا حق رکھتا ہے۔ آپ نے اس کو متاثر کرنا اور دعوت دینی ہے۔ آپ نے اس کا ذہن تیار کرنا ہے۔ اس لحاظ سے دعوت کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ ہم دینی جماعتوں کے لوگ ابھی تک فرقہ واریت سے نہیں نکل سکے ہیں۔ اگر مذہبی جماعتیں پرانی روش کی اصلاح کر کے یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اسلام کی دعوت کو اسلامی رنگ دے کر پھیلانا ہے، گلی محلے میں جانا اور ہر شخص کو متاثر کرنا ہے، اپنے وسائل اور افرادی قوت کا استعمال کرنا ہے تو اس سے دعوت اتنی پھیل سکتی ہے کہ شاید کسی اور طریقہ سے ممکن نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور آپ کے کچھ لوگ کامیاب ہو کر اسمبلی میں چلے جائیں تو کون انکار کر سکتا ہے کہ اسمبلی کے فلور پر دعوت کا اتنا کھلا میدان ہے کہ شاید اس کا موازنہ کسی اور چیز سے کیا ہی نہیں جاسکتا۔ آپ غیر اسلامی راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کرنے کے لئے اس قوت کو استعمال کریں۔ اگر ہمارا ایک ساتھی اسمبلی میں جیت کر کھڑا ہو جائے تو وہ ایسی بات کہہ سکتا ہے جس کا اثر لوگوں کے دلوں پر ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی عقیدہ و منہج کو صحیح طور پر جاننے والا اور ایک ایک چیز کی گہرائی میں محنت کرنے والا شخص الیکشن جیت کر اسمبلی میں پہنچ جائے تو وہ دعوت اور زیادہ شاندار طریقے سے دے سکتا ہے۔ اس سے کسی کو کشمیر کی تحریک آزادی کیخلاف سازشوں کا موقع نہیں ملے گا۔ یہ دعوت کا بہت بڑا میدان ہے ہمیں اسے خالی نہیں چھوڑنا۔ آج جن کیخلاف دہشت گردی کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، اگر یہ اسمبلی اور سینیٹ میں ہوں اور دنیا کے سامنے اپنی دعوت پیش کریں تو اس میں بڑا فرق ہے۔ اسمبلی کا ممبر ہوتے ہوئے کوئی اس پر دہشت گردی کا فتویٰ بھی نہیں لگا سکے گا۔ اس سے جھوٹے اور بے بنیاد پروپیگنڈوں کے ازالے ہوں گے لیکن مصیبت ہے کہ پاکستان میں سیاسی و مذہبی جماعتوں نے جو ماحول بنا دیا ہے، ساری غلط فہمیاں اس وجہ سے پائی جاتی ہیں۔ علماء کرام کو بھی اللہ رب العزت توفیق دے کہ وہ اپنا رخ سیدھا رکھیں اور اپنوں و بیگانوں پر حق واضح کریں تو اس کے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔

انہوں نے کارکنان پر زور دے کر کہا۔ آؤ ہم اس کو اپنا دفاع اور دعوت کا رستہ بنائیں۔ ہم اپنی جماعت کو اس طرح منظم کریں کہ اسے گلی محلے کی جماعت بنا دیں۔ ہم اس پر اللہ کے فضل سے کوشش کریں گے۔ اگر دین کا علم رکھنے والے اور محب وطن لوگ اسمبلیوں میں پہنچ جائیں تو یہ اسلام کی دعوت پھیلانے کیلئے وہ کام کر سکتے ہیں کہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ ہماری سوچ صحیح ہونی چاہئے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کے سینے کھول دے۔ آمین۔ یہ جماعت اللہ کے فضل و کرم سے اب اس مقصد کیلئے کھڑی ہوگئی ہے۔ اب دعوت، خدمت اور سیاست کا کام بھرپور انداز میں کرنا ہے۔

اس کے بعد امیر محترم نے تمام کارکنان سے پوچھا کہ وہ یہ کام کریں گے تو سب نے ہاتھوں کو بلند کر کے اس میدان میں اترنے کا اعلان کیا۔

باقی صفحہ 55

پردہ، تحفظ نسواں

وزیر اعظم! خواتین کے لئے پردہ وحجاب کو لازم کرنے اور مخلوط ماحول کے انسداد کے لئے اقدامات کا اعلان کریں

اصغر علی صابر

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ○ يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

(الاعراف 26 تا 27)

اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔ اے اولاد آدم! شیطان تمہیں کسی فتنے میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کروا دیا ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

بارگاہ الٰہی سے دھتکارے جانے کے بعد روز اول سے شیطان کی یہ کوشش ہے کہ وہ حضرت انسان کو مادر زاد برہنہ کرنے میں اور الف ننگا کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ جنت میں اس نے ہمارے ماں باپ کو ننگا کیا اور دنیا میں شیطان اور اس کی شیطانی اور ہم نوا انسانی ذریت ہمیں ننگا کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اہل مغرب کے کلچر میں لباس کے استعمال کا مقصد صرف زینت اور موسمی اثرات سے جسم کی حفاظت کرنا ہے لیکن اس کی سب سے پہلی خالق کائنات کو مطلوب بنیادی غرض جسم کے قابل شرم حصوں کی پردہ پوشی سے ان بدبختوں کو کوئی سروکار نہیں۔ مشرکین مکہ کی معاشرت بھی اسی نوعیت کی بے حیائی اور بے شرمی کا مظہر تھی۔ انہیں اپنا ستر دوسروں کے سامنے کھولنے، برہنہ منظر عام پر نہا لینے، راہ چلتے قضائے حاجت کے لئے بیٹھ جانے، ازار کھل جانے کی پرواہ نہ کرنے اور موقع بہ موقع بے پردہ ہو جانے میں کوئی باک نہ تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر ان کی عورتیں مردوں سے بھی کچھ زیادہ بے حیا واقع ہوئی تھیں۔ اکثر لوگ حج کے موقع پر کعبہ کے گرد ننگے طواف کرتے تھے۔ دنیا کی اکثر قومیں ایسے ہی بے حیائی میں مبتلا رہی ہیں اور ہیں۔ چنانچہ تمام بنی نوع انسان کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ دیکھو تم کھلم کھلا شیطان کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔ تم نے اپنے رب کی راہنمائی سے بے نیاز ہو کر اور اس کے رسولوں کی دعوت سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو شیطان کے حوالے کر دیا اور اس نے تمہیں انسانی فطرت کے راستے سے ہٹا کر اسی بے حیائی میں مبتلا کر دیا جس میں وہ تمہارے پہلے ماں باپ کو کرنا چاہتا تھا۔

ان آیات سے یہ حقیقتیں بھی نکھر کر سامنے آئیں کہ لباس صرف کوئی مصنوعی چیز نہیں بلکہ انسانی فطرت کا اہم مطالبہ ہے جو اسے جانوروں سے ممیّز و ممتاز کرتا ہے اس کی اخلاقی ضرورت مقدم ہے اور لباس تقویٰ کے تقاضے پورے کرنے والا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے صنفی اور جنسی اعتبار کی بے راہ روی کے راستے مسدود کرنے کے حوالے سے تقویٰ کے حصول کے لئے پردہ کے احکامات نازل فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور مومنات سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنا بناؤ سنگھار کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اس کے جو بے اختیار کھلا رہتا ہے اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں پر ڈال کر رکھیں۔ مفتی اعظم سعودی عرب علامہ صالح العثیمین کے نزدیک زینت سے مراد چہرہ اور چہرے کا حسن و جمال مراد ہے اور چہرہ ہی ایسی چیز ہے کہ جس کا چھپانا بالاولیٰ ضروری ہے۔

ایک دوسرے مقام پر پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ چہروں پر گھونگھٹ ڈال کر رکھیں جن سے وہ (بطور آزاد مومنات اور شریف زادیاں) پہچان لی جائیں اور ان کو تنگ نہ کیا جائے''

> ☆...... پہلے عورتوں مردوں کو آزادانہ اور بے باک مخلوط ماحول دیا جاتا ہے اور پھر جب بدکاریاں ہوتی ہیں تو عورت کی طرف نگاہِ غلط ڈالنا بھی جرم قرار دیا جاتا ہے اور اسے جنسی ہراسمنٹ کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن اس جرم کا اصل سبب مخلوط ماحول اور بے پردگی ختم کرنے پر کسی کی توجہ نہیں۔

یہاں سے واضح ہوا کہ پردہ ایسا ہونا چاہئے جو نہ صرف دیگر اعضاء کے چھپاؤ کا باعث ہو بلکہ بالخصوص چہرہ مکمل طور پر چھپ جائے۔ مفسر قرآن ابن عباسؓ کے مطابق

☆......جناب وزیراعظم! مدینہ کی ریاست میں معصوم کلیوں کی عفت وعصمت کا تحفظ اولین ترجیح ہوتا ہے اور یہ تحفظ شرعی حجاب کو رائج کر کے اور مخلوط ماحول کو ختم کر کے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

عورت کے چہرے کا پردہ نص سے ثابت ہے اور یہاں سے یہ نکتہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ آزاد اور غلام عورت میں حجاب اور بے حجابی کا ہی فرق ہے۔ باندی کا وہ مقام نہیں جو آزاد عورت کا ہے۔ حضرت انسؓ خادم رسولؐ فرماتے ہیں کہ جن صحابہ کو حضرت صفیہؓ ام المومنین کے نکاح کا علم نہ تھا، وہ لوگ اسی تردد میں تھے کہ آپؐ نے ان سے نکاح کیا ہے یا باندی بنا لیا ہے۔ پھر خود ہی فیصلہ کیا کہ اگر آپؐ نے ان کو پردے میں رکھا تو یہ آپ کی بیوی اور مومنوں کی ماں ہیں ورنہ یہ لونڈی ہیں۔ چنانچہ کوچ کے وقت آپؐ نے اپنی سواری کے پیچھے ان کے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور پردہ تان دیا۔ لوگ سمجھ گئے کہ صفیہ ام المومنین اور آپ کا حرم ہیں۔ صحابہ کی سوچ کی بنا پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آزاد عورتیں با پردہ ہیں اور جو بے پردہ ہیں، وہ اپنی نفسانی خواہشات اور کفر کی غلیظ ثقافت کی لونڈیاں ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق حضرت اسماء بنت صدیقؓ فرماتی ہیں کہ ہم حج کے زمانہ میں مردوں سے اپنے چہروں کا پردہ کیا کرتی تھیں۔

قدیم جاہلیت کی عورتیں خوب بن سنور کر باہر نکلتی تھیں، جس طرح اب جدید دور جاہلیت میں بن سنور کر نکلتی ہیں۔ امام کائناتؐ کے ایک فرمان کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا غیر محرم مرد یا غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا ہے۔ ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ہاتھوں کا زنا غیر محرم مردوں اور عورتوں کو چھونا اور پکڑنا ہے۔ پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا غیر محرم مردوں عورتوں اور ان کی خلوتوں کی طرف چلنا ہے۔ زبان بھی زنا کرتی ہے اور زبان کا زنا فحش گوئی، بیہودہ گوئی رومانوی اشعار اور عشقیہ گانے ہیں۔ دل بھی زنا کرتا ہے اور دل کا زنا غلیظ اور ناپاک خیالات اور شرم گاہ تو ان سب امور کو سچ ثابت کر دیتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔ (مسلم) رسول اللہ نے فرمایا، اے علی ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈال پہلی نظر تمہیں معاف ہے مگر دوسری کی اجازت نہیں۔ (ابوداؤد)

صحابیاتؓ پردے پر ہر حالت میں کس قدر سختی سے عمل پیرا تھیں، ملاحظہ کریں۔ سنن ابوداؤد میں حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ پردہ کئے ہوئے آئیں اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے بیٹے کو مسلمان کا تیر لگا، وہ شہید ہو گیا، آیا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔ اگر وہ جنت میں جائے گا تو میں صبر کروں۔ اگر جہنم میں جائے گا تو رو پیٹ تو لوں۔ امام کائناتؐ فرمانے لگے ام خلادؓ فکر نہ کرو رب العالمین نے تیرے بیٹے کو دو جنتیں عطا فرما دی ہیں۔ ایک صحابی نے ام خلادؓ کا اتنا سخت پردہ دیکھا تو کہنے لگے، اے ام خلادؓ اتنی مصیبت میں بھی تو نے پردہ کر رکھا ہے جبکہ تیرا لخت جگر شہید ہو گیا ہے۔ حضرت ام خلادؓ فرمانے لگیں، او اللہ کے

☆......بے پردگی اور مخلوط ماحول کی وجہ سے اداروں میں زنا، عصمت دری اور گینگ ریپ کے واقعات عام ہو رہے ہیں۔

بندے، میرا بیٹا مر گیا ہے، میری غیرت تو نہیں مری کہ میں پردہ اتار دوں۔

صحیح بخاری میں حضرت مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا، اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر محرم مرد کو دیکھ لوں تو تلوار کی دھار سے اس کی گردن اڑا دوں اور کسی گواہی کا انتظار نہ کروں۔ لوگوں نے تعجب کیا، یہاں تک کہ بات امام الانبیاء تک پہنچی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں سعدؓ کی غیرت پر حیرت ہے۔ اللہ کی قسم میں سعدؓ سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ اسی لئے تو خالق کائنات نے خلوت وجلوت میں پوشیدہ وظاہری بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں اللہ کے رسولؐ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ غیرت مند ہے اور ہر وہ شخص جس میں ایمان ہے، غیرت والا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت ہے جس نے مومن کو حرام کاموں سے روک رکھا ہے۔ یہاں سے بالکل یہ بھی واضح ہو گیا کہ اسی اللہ تعالیٰ نے اپنی غیرت کی بنا پر مومنہ عورتوں کو نقاب، برقعہ اور چادر کو اپنے چہروں پر ڈال کر چلنے کا حکم دیا کہ باہر سے کسی فاسق وفاجر گناہ گار بدکار اور گندے ذہن والے کی گندی نظر کسی مومنہ کے پاک چہرے پر نہ پڑے۔

آج ماڈرن اور اونچی سوسائٹی کے لوگ کہلوانے کے لئے بہت سے بے چارے لوگوں کو کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ روشن خیال بننے کے لئے ایمانی غیرت اور بہو بیٹیوں کی عزت داؤ پر لگانی پڑتی ہے۔ جب غیرت کا جنازہ اٹھے تب جا کر سٹیٹس بنتا ہے۔ خاوندوں، بھائیوں اور باپوں کو دیوث بننا پڑتا ہے۔ اسلام مرد وعورت ہر دو کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کے لئے صنفی کشش پائی جاتی ہو۔ اسلام کی نگاہ میں وہ لباس، لباس ہی نہیں جس سے بدن چھلکے۔ شورش دیدہ کا منہ زور سیلاب کناروں سے بہہ نکلے اور دلوں کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔ پیکر شرم وحیا امام الانبیاءؐ فرماتے ہیں، جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں، دوسروں کو مست کرنے والی ہوں اور لوگوں پر مست ہونے والی ہوں۔ بختی اونٹ کی طرح گردن مٹکا مٹکا کر چلنے والی ہوں، جنت میں داخل ہونا تو درکنار جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائیں گی۔ مخلوط تعلیمی اور سرکاری اداروں میں جلوت کے علاوہ خلوت میں بھی عورتوں مردوں کو ملنے کا بہت موقع ملتا ہے۔ اس لئے ترمذی کی ایک روایت میں آقائے نامدارؐ فرماتے ہیں کہ کوئی مرد کسی عورت سے علیحدگی میں نہ ملے اور جب کوئی مرد کسی عورت سے خلوت میں ملتا ہے تو تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دیور، جیٹھ کے بارے میں فرمایا کہ عورت کا دیور، جیٹھ سے بے تکلف ہونا شرم وحیاء عفت وعصمت اور غیرت وحمیت کی موت ہے۔

اس تحریر کے تناظر میں ہم جملہ اسلامیان پاکستان اپنا درد وکرب جو دیکھا بھی جا سکتا ہے اور محسوس بھی کیا جا سکتا ہے، وزیراعظم پاکستان کے ساتھ شیئر کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں بلکہ دہائی دے رہے ہیں کہ لا الہ الا

اللہ کے پاکستان میں غیرتوں کے جنازے نکل رہے ہیں‘ سکولوں‘ مدرسوں میں جانے والی نوخیز کلیوں کو مسلا کچلا جا رہا ہے۔ ماؤں کی دنیا کو اندھیر کیا جا رہا ہے‘ باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کو چھینا جا رہا ہے۔ بہنوں اور بھائیوں کو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپایا جا رہا ہے‘ سسکیاں‘ آہیں اور کراہیں عرش ہلائے جا رہی ہیں۔ گوگل‘ یوسی براؤز‘ فیس بک اور نیٹ کے عالمگیر فتنے نے پہلے سے موجود بے پردگی کے شعلوں کو جس طرح ہوا دے دی ہے‘ شاید ہی کوئی اس آگ سے جھلسنے سے بچا ہو اور اس آگ میں جل کر راکھ ہونے سے بچا ہو۔ تعلیمی اور دیگر سرکاری اداروں میں مخلوط ماحول اور بے پردگی کی وجہ سے زنا‘ عصمت دری اور گینگ ریپ کے واقعات عام ہو چکے ہیں۔ پھر اسے جنسی ہراسمنٹ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سے تو منع کیا جاتا ہے‘ مخلوط ماحول میں عورت کی طرف بری نگاہ ڈالنا بھی جرم قرار دیا جاتا ہے لیکن اس جرم کا اصل سبب دور کرنے پر کوئی توجہ نہیں۔ شراب کی بوتل آگے رکھ کر توقع رکھی جائے کہ کوئی اسے نگاہِ غلط سے بھی نہ دیکھے تو اس طرح یہ جرائم کیسے رک سکتے ہیں؟ چنانچہ ہم اس پس منظر اور پیش منظر میں یہ گزارش کرنے میں حق بجانب ہیں کہ بے پردگی اور اس کے اسباب پر قابو پایا جائے‘ کفریہ طرز معاشرت کے دہکتے ہوئے انگاروں اور شعلوں کو بجھایا جائے۔ اے ہمارے محترم عزت مآب عمران خان صاحب! آپ پاکستان کی 70 سالہ تاریخ کے وہ دوسرے سربراہ ہیں جنہوں نے ضیاء الحق کے بعد دین اسلام اور ریاست مدینہ کے ساتھ وابستگی اور اس کی نمائندگی کا اظہار کیا ہے۔ ورنہ جنرل پرویز مشرف نے روشن خیالی کے نام پر ڈانس کلچر‘ میراتھن ریس‘ بسنت اور ویلنٹائن ڈے کو سرکاری طور پر فروغ دے کر گورنمنٹ سیکٹر میں عورتوں کو گھروں سے نکال کر غیر محرم مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کر کے اور سول سیکٹر میں بھی مخلوط نظام کی حکومتی حوصلہ افزائی کر کے وطن عزیز سے کتاب وسنت کو تقریباً دیس نکالا دے دیا تھا۔ اس حوالے سے بعد میں آنے والی حکومتیں بھی اس کار بد سے پیچھے نہ رہیں بلکہ اسلامی تہذیب وتمدن میں ہندوانہ نظریات اور ثقافت پر مبنی تعلیمی نصاب مرتب کر کے نوجوان مسلم ذہن سے اسلام کو کھرچنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جہاں جناب والا کا 100 روزہ انقلابی پروگرام تصور سے تصویر کی صورت میں اور خواب سے تعبیر کی صورت میں ڈھلتا دکھائی دے رہا ہے‘ وہیں آپ کی اہلیہ اور خاتون اول بشریٰ عمران کے شرعی حجاب کے خوش آئند منظر میں پوری پاکستانی قوم آپ کو پیغام دینا چاہتی ہے کہ بحیثیت وزیر اعظم ہر پاکستانی عورت آپ کی بیٹی ہے اور کوئی باپ اپنی بیٹی کی تقدیس‘ حرمت اور عصمت پر کمپرومائز نہیں کیا کرتا اور اس ملک کا وزیر اعظم عمران خان ہے جو بیٹیوں کی حرمت پر کٹ مرنا تو گوارا کر لیتا ہے‘ سر جھکانا گوارا نہیں کرتا۔ پس آپ سے پر زور اپیل ہے کہ آپ حجاب ونقاب کی روشنی کو صرف اپنے گھر تک محدود نہ رکھیں بلکہ یہ روشنی پورے ملک میں ہر گھر تک پہنچائیں۔ حجاب کی تقدیس کو قانون بنا کر ساری بیٹیوں کے سر ڈھانپ دیں اور یہی نہیں بلکہ ملک کے تمام تعلیمی ودیگر سرکاری‘ غیر سرکاری اداروں میں مخلوط تعلیم اور مخلوط سروسز کے خاتمے کا بھی اعلان فرمائیں۔ آپ اگر واقعی پاکستان کو مدینہ کی ریاست جیسا بنانا چاہتے ہیں تو مدینہ کی ریاست کا یہی دستور‘ یہی قانون اور یہی ماحول تھا۔ اس لیے تو اس ریاست میں کلیوں کو مسلنے اور نوچنے ایسے ہولناک واقعات دور دور تک نہیں ملتے۔ اور اگر حجاب اور غیر مخلوط ماحول کا قانون پوری ریاست کے لئے نہ بنا تو پاکستان مدینہ جیسی ریاست بن سکے گا نہ ہی ایسے ہولناک واقعات کو روکا جا سکے گا۔ درندوں‘ بھیڑیوں اور خونخوار وحشیوں کی درندگی‘ حیوانیت‘ خونخواری اور وحشت کو لگام ڈال کر ملک کی تمام زینبوں کی عصمتوں کو محفوظ بنا دیں۔ معصوم کلیوں کو روندے جانے سے بچانے کے لئے زمام کار بھی آپ کے پاس ہے۔ زمام اختیار بھی آپ کے ہاتھ ہے اور زمام اقتدار پر بھی آپ کا قبضہ و تصرف ہے۔ اس قانون کا نفاذ ریاست مدینہ کے نظام کا وہ روشن پہلو ہے جس کی روشنی اور نورانیت کے لئے امت مسلمہ صدیوں سے ترس رہی ہے۔

☆...... نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ آزاد مومنہ عورت اور لونڈی کے درمیان پہچان کے لئے پردہ وحجاب کو ہی بنیاد قرار دیتے تھے۔

☆...... الحمو الموت فرمان رسولؐ کے مطابق تو عورت کا دیور جیٹھ سے بے تکلف ہونا‘ شرم وحیا عفت وعصمت اور غیرت وحمیت کی موت ہے۔

بقیہ ماہِ صفر

امام ذہبی نے بھی امام حاکم کی موافقت کی ہے۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب الوصابی نے بھی اسے مجہول قرار دیا ہے (مصباح الاریب 472/2) علامہ ذہبی فرماتے ہیں ”لایعرف وخبرہ منکر فی الحجامة“ غیر معروف ہے اور حجامت کے بارے اس کی خبر منکر ہے۔ (میزان الاعتدال 333/3 المغنی فی الضعفاء 179/2 رقم (4864) لسان المیزان 591/4 رقم 5544 حاکم کے ہاں یہ روایت عبداللہ بن صالح کاتب اللیث کے طریق سے بھی مروی ہے جو کہ بقول ابن حجر فی نفسہ صدوق ہے لیکن کثیر الغلط ہے (تقریب 3388) لہٰذا اس کے تمام طرق علل سے خالی نہیں۔ اور امام حاکم‘ امام ذہبی وغیرہما جیسے آئمہ نے اس خبر کو منکر قرار دیا ہے۔ تو ایک منکر خبر کی بنیاد پر بدھ والے دن کو بیماریوں اور بلاؤں کی آمد کا ذریعہ و سبب جاننا اور اس دن کی نحوست اور بے برکتی کا اعتقاد قائم کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ خیر وشر‘ اچھائی و برائی کا خالق اللہ ہے۔ اس نے انسانوں کی ابتلاء و آزمائش کے لئے دونوں چیزیں پیدا کی ہیں۔ وہ خیر کو پسند کرتا ہے‘ شر اور کفر سے راضی نہیں ہوتا۔ بندوں کو خیر و برکت بھی وہی عطا کرتا ہے اور سال و ماہ یا کسی بھی دن میں جب چاہے عطا کر دیتا ہے اور جسے چاہے خیر و برکت سے محروم کر کے شر وفساد‘ نحوست‘ بے برکتی میں ڈال دے اور جب چاہے‘ جس وقت چاہے‘ جس سال یا مہینے یا دن میں چاہے‘ کر سکتا ہے۔ وہ خود مختار ہے۔ اس پر کسی کا غلبہ وزور‘ طاقت وجبر نہیں چل سکتا۔

لہٰذا اللہ رب العالمین سے ہر طرح کی اچھی امیدیں وابستہ رکھی جائیں اور سال کے تمام مہینوں دنوں اور گھڑیوں میں اسی سے التجاء ودعا کی جائے اور دست سوال دراز کیا جائے۔ وہ اپنے بندوں کو محروم نہیں کرتا۔ ماہ صفر بھی اس کے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ اس میں اس کی عبادت اس کے پیغمبر ﷺ کے طریقہ کار کے مطابق کی جائے اور تمام رسومات‘ خرافات‘ بدعات اور خلاف شرع امور سے اجتناب کیا جائے۔ هذا ما عندی والله اعلم بالصواب وعلمه اتم و اکمل

15/2/1435ھ بمطابق 18/12/2013

وحی سے ہدایت ملتی تھی، یعنی انھیں مشورہ کرنے کی چنداں ضرورت بھی نہیں تھی، اس کے باوجود امت کے لیے اسوہ حسنہ قائم کرنے کے لیے اہم ترین معاملات صحابہ کرام کے مشورہ سے نمٹاتے تھے۔ بعض دفعہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتی رائے دوسری ہوتی تھی لیکن مشورہ سے جو طے پاجاتا تھا، اس کی پابندی فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بطور خاص رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کا حکم دیا:

﴿ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

”اور کام میں ان سے مشورہ کر۔ پھر جب تو پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر بھروسا کر، بے شک اللہ بھروسا کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مارأيت أحدا قط كان أكثر مشورة لأصحابه من رسول الله صلى الله عليه وسلم)) [صحیح ابن حبان (۱۱/۲۱۷)]

” میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے نہیں دیکھا۔“

اسلام چونکہ عالمگیر اور قیامت تک کے لیے دین ہے لہٰذا اس میں شوریٰ کی باقاعدہ کوئی شکل متعین نہیں کی گئی بلکہ اس کا تعین ہر زمانے میں علاقائی حالات پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کسی بھی شکل میں اہل حل وعقد سے مشورہ مانگا جائے اور وہ پوری آزادی کے ساتھ مشورہ دے دیں تو شوریٰ کا حق ادا ہوجائے گا۔ خلفاء راشدین کا انتخاب شوریٰ کے ذریعے وجود میں آیا مگر ہر دفعہ شوریٰ کی ہیئت اور شکل مختلف تھی۔

حکمران کی صفات:

اسلامی ریاست میں کوئی رائل فیملی ہوتی ہے نہ کوئی خاص شخص یا گروہ حکمرانی کا حقدار ہوتا ہے بلکہ ہر وہ شخص حکمران اور اولوالامر بن سکتا ہے جو اپنے علم وعمل اور حسن کردار میں سب سے نمایاں ہو۔ یہی وجہ تھی کہ مکہ کے سخت ترین حالات اور شدید ترین ضرورت کے باوجود جب بنو عامر نے آپ کے بعد حکومت کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے صاف انکار کردیا، اسی طرح جب اہل مدینہ سے پہلا معاہدہ ہوا تو اس میں صاف طے کیا کہ آپ حکومت کا مطالبہ نہیں کروگے تاکہ اسلامی ریاست کی حکومت کسی فرد یا خاندان وگروہ کے لیے خاص نہ ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا، تو اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ﴾ [البقرة :۲۴۷]

”فرمایا: بے شک اللہ نے اسے تم پر چن لیا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی عطا فرمائی ہے۔“

اسلامی ریاست کے حکمران کے لیے ضروری ہے کہ شریعت کا پابند ہو، خداترس ہو، اختیارات کو اللہ کی امانت سمجھ کر استعمال کرے، رعایا کی خیرخواہی میں استعمال کرے، اور اس میں اس کی ذاتی خواہش اور مفادات پیش نظر نہ ہوں۔ اسلام کی ترویج واشاعت اور قوم کی خدمت کو اپنا مقصد سمجھے، شرعی قوانین کے نفاذ کے لیے پوری طاقت صرف کردے۔ جرأت مند ہو، اور ﴿ لا يخافون لومة لائم ﴾ سے متصف ہو۔

جب یہ بات طے ہے کہ اسلامی ریاست کا قانون شریعت اسلامیہ ہی ہے تو اس سے خودبخود یہ اصول نکلتا ہے کہ اسلامی ریاست کے حکمران صرف وہ لوگ بن سکتے ہیں جو اس نظریے کو تسلیم کرتے ہوں اور اس کے نفاذ واشاعت کے لیے پرجوش ہوں۔ جو شخص حاکمیت الٰہیہ کے نظریے کو تسلیم نہیں کرتا، وہ اسلامی ریاست کے کلیدی مناصب پر فائز نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ مناصب اسلامی شریعت کے نفاذ، اس کی اشاعت اور اس کے تابع قانون سازی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ ہر ریاست میں کلیدی مناصب کے لیے کچھ شرائط اور اصول ہوتے ہیں، مثلاً مغربی جمہوری ریاست کا حکمران بننے کے لیے اولین شرط ہوتی ہے کہ وہ مذکورہ ریاست کا شہری ہو، مملوکہ ریاست کا حکمران بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شاہی فیملی سے تعلق رکھتا ہو، دوسرے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نظریاتی ہوتی ہے، لہٰذا حکمران بننے کے لیے اس کے نظریے کو تسلیم کرنا شرط اول ہے۔

یہی بات پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے قانون کی بنیاد اور ہیئت کے متعلق ایک مضمون کی شکل میں اپنی آراء پیش کی تھیں۔ انہوں نے لکھا:

”جو لوگ تجدد پسند ہیں اور مذہب سے بے اعتنائی برتنے کو ترقی سمجھتے ہیں، وہ اس نظریہ کے خلاف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ضرور کریں گے لیکن یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسلامی مملکت کا قیام اس کے بغیر ناممکن ہے، اس لیے کہ ہم اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتے کہ جو شخص مسلمان نہیں، خواہ وہ مملکت کا کیسا ہی وفادار یا اپنی ذات میں کیسا ہی قابل کیوں نہ ہو، وہ اس بات کا اہل ہوسکتا ہے کہ وہ ایسی ریاست کا سربراہ یا رئیس ہو جس کی اساس وبنیاد اسلامی آئیڈیالوجی ہے۔ اسلامی ریاست کی حقیقی غرض وغایت یہ نہیں ہے کہ وہ قوم کی دنیوی مصالح کی حفاظت کرے بلکہ اسلامی ریاست کا فرض یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کو اسلامی اصول کے تحت لائے۔ جس طرح سوویت روس میں ایک غیر کمیونسٹ کو ریاست کی سرداری تو کیا کوئی کلیدی اسامی بھی نہیں مل سکتی، اس لیے کہ اس ریاست کی اساس وبنیاد کمیونزم کے اصول پر ہے اور کوئی دوسرا شخص جو کمیونزم کے اصول کا دل سے قائل نہیں اس سے اس ریاست کے نظم ونسق میں اشتراکی یا اشتمالی مقاصد کی ترجمانی ممکن نہیں، ٹھیک اسی طرح پاکستان یا کوئی نظریاتی ریاست قطع نظر اس کے کہ اس کی بنیاد مذہب پر ہے یا کسی غیر مذہبی عقیدہ پر، یہ ممکن نہیں کہ اپنی زمام اقتدار کسی ایسے شخص کے سپرد کردے جو اس کے عقیدہ یا تصور (آئیڈیالوجی) کا قائل نہیں۔ اس لیے ہمیں اس معاملہ میں گومگو کی پالیسی کو خیرباد کہتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کردینا چاہئے کہ پاکستان ایک نظریاتی (آئیڈیالوجیکل) ریاست ہے، اور اس کی آئیڈیالوجی شریعت اسلامیہ ہے، اس لیے اس کا سربراہ یا امیر یا صدر وہی شخص ہوسکتا ہے جو شریعت اسلامیہ کو تمام قوانین کی اساس سمجھتا ہو۔“

[اسلامی ریاست کے اساسی اصول وتصورات: ۱۷]

امیر یا صدر کا اختیار:

انسان نہ اپنی ذات کے معاملے میں خودمختار ہے اور نہ اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے قانون بنائے اور دوسروں پر نافذ کرے، اسے صرف نیابت حاصل ہوسکتی ہے، یعنی وہ اللہ کے حکم اور قانون کو سب سے پہلے اپنی ذات پر بھی نافذ کرے، پھر دوسروں پر۔ حتیٰ کہ رسول ؐ کی اطاعت مطلقہ کا اس لیے حکم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے۔

☆...... اسلامی ریاست رنگ ونسل کی بجائے نظریہ اور عقیدہ وفکر پر قائم ہوتی ہے۔

﴿ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴾ [الأنعام:١٤-١٥]

"کہہ دے کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو مالک بنالوں جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، حالانکہ وہ کھلاتا ہے اور اسے نہیں کھلایا جاتا۔ کہہ بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا شخص بنوں جو فرماں بردار بنا، اور تو ہرگز شریک بنانے والوں سے نہ ہو۔ کہہ دے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بے شک میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔"

اسلامی ریاست میں اولوا الامر پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے دین کو نافذ اور اس کی اشاعت کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے۔

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ [النور:٥٥]

"اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں ضرور ہی جانشین بنائے گا، جس طرح ان لوگوں کو جانشین بنایا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے اس دین کو ضرور ہی اقتدار دے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ہر صورت انھیں ان کے خوف کو بدل کر امن دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو یہی لوگ نافرمان ہیں۔"

مناصب حکومت:

اسلامی ریاست کا ایک امتیاز یہ ہے کہ اس میں امیر یا صدر کی طرح چھوٹے مناصب بھی کسی خاص خاندان یا گروہ کی ذاتی جاگیر نہیں ہوتے بلکہ ہر منصب پر اہلیت اور کارکردگی کی بنیاد پر کسی شخص کو فائز کیا جائے گا خواہ وہ کسی بھی خاندان اور قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴾ [النساء:٥٨]

"بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تمھیں یہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

البتہ یہ ضروری ہے کہ قاضی اور جج وغیرہ صرف وہ شخص ہوسکتا ہے جو اسلامی شریعت کا علم رکھتا ہو۔

امام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں:

"اسلام میں ہر طرح کی ولایت، ہر نوع کی حکمرانی، ہر قسم کا منصب اور ہر طرح کی ذمہ داری کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر فرض کو اس مقصد کے لیے انجام دیا جائے کہ زندگی کی ہر روش اللہ کے لیے ہوجائے اور ہر عمل کا مقصد اللہ کے قانون کی سربلندی ہو اور تمام اختیارات کا مقصود امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہو۔" [مجموعہ فتاوی امام ابن تیمیہ ۲۸/ ۶۱-۶۶]

نظریہ اطاعت:

اسلامی ریاست میں ایک عام شہری سے لے کر بادشاہ اور خلیفہ تک سب ایک ہی قانون کے پابند اور یکساں قانونی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ قانون کی نظر میں کوئی معزز یا کمتر نہیں ہوتا۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ [النساء:٥٩]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ))

"اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوگی۔"

رسول اللہ ﷺ کے دور میں قریش کے ایک معزز خاندان بنومخزوم کی فاطمہ نامی ایک خاتون سے چوری کا جرم سرزد ہوگیا، بعض لوگوں نے خاندان کی عزت بچانے کے لیے سزا میں نرمی کی سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) [بخاری:۳۹۶۵- مسلم:۳۱۹۶]

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں سزا میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔"

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا تھا، اس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں تمھارا امیر بنایا گیا ہوں اور میں تم سے بہتری کا دعویدار نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو میرے مددگار بن کے رہو، اور اگر مجھ سے برے کام سرزد ہوں تو مجھے سیدھے راستے پر ڈال دو، میری اطاعت اس وقت تک تم پر ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار رہوں، اور اگر مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی عمل میں آئے تو پھر تمہارے ذمہ میری اطاعت ہرگز نہیں ہے۔"

[البداية والنهاية]

اسی طرح حضرت عمر ؓ نے فرمایا:

(مَنْ رَأَى مِنْكُمْ فِيَّ اِعْوِجَاجًا .... فَلْيُقَوِّمْهُ. قَالَ لَهُ اَعْرَابِيٌّ : وَاللّٰهِ ! لَوْ رَأَيْنَا فِيْكَ اِعْوِجَاجًا لَقَوَّمْنَاكَ بِسُيُوْفِنَا)

"جو شخص تم میں سے دیکھے کہ میں (شریعت کے راستے سے ہٹ کر) غلط راستے پر جا رہا ہوں، اسے چاہیے کہ مجھے سیدھے راستے پر ڈال دے۔۔۔ ایک اعرابی جو اس مجلس میں بیٹھا تھا، کہنے لگا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے آپ کو ٹیڑھے راستے پر دیکھا تو ہم اپنی تلواروں سے آپ کو سیدھے راستے پر لے آئیں گے۔"

عوام کی فلاح و بہبود:

ریاست کی ذمہ داری ہے کہ صرف امن وامان قائم

کرنے تک محدود نہ رہے بلکہ اپنے مسلم اور غیر مسلم تمام شہریوں کی بنیادی ضروریات پوری کرے۔ مثلاً اسلامی ریاست کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام شہریوں کے لیے زندگی کے ہر شعبہ میں حقیقی اور فطری مساوات قائم کرے۔ ضروریات زندگی کے حصول اور ترقی کے لیے جدوجہد کے ہر فرد کو یکساں مواقع مہیا کرے۔ اگر کہیں کوئی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہو تو اسے دور کرے۔

اس کے باوجود جو لوگ کسی وجہ سے زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں اُن کا تعاون کرے۔ اسلام نے ایسے ہی لوگوں کے لیے زکوۃ اور صدقات کا سسٹم قائم کیا ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ﴾
[الحشر: ۷]

''تاکہ وہ مال تم میں سے مال داروں کے درمیان ہی گردش کرنے والا نہ ہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتَرُدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ))
[بخاری: ۱۴۹۶]

''ان کے اغنیاء سے لیں، اور ان کے فقراء پر خرچ کریں۔''

مزید فرمایا:

((فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ)) [بخاری]

''جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر قرض ہوا اور اس نے اتنا مال بھی نہ چھوڑا جس سے اس کی ادائیگی ہو سکے تو اس کی ادائیگی مجھ (ریاست) پر ہے۔ اور جس نے مال چھوڑا وہ اس کے ورثاء کا ہے۔''

اسی اصول کے تحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانون بنا دیا تھا: جو ذمی (اسلامی ریاست کا غیر مسلم شہری) کمانے سے معذور ہو جائے گا، اس کا ٹیکس معاف کر دیا جائے گا۔

حضرت خالدؓ نے حیرہ (عراق) کی غیر مسلم آبادی سے جو معاہدہ کیا تھا، اس میں یہ صراحت موجود تھی کہ جو شخص بوڑھا ہو جائے گا یا جو کسی آفت کا شکار ہو گا یا مفلس ہو جائے گا، اس سے جزیہ وصول کرنے کی بجائے مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی مدد اور اس کے کنبے کی کفالت کی جائے گی۔

اس کے علاوہ ریاست بلاوجہ لوگوں کی زندگیوں میں مداخلت نہ کرے گی۔ دوسری طرف فرد کو بھی پابند کیا گیا ہے کہ حکومت کی دل سے اطاعت کرے۔ بھلائی کے کاموں میں اس کے ساتھ مکمل تعاون کرے۔ اس کی حفاظت کے لیے جان و مال کی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ ریاست کے نظام میں خلل ڈالنے والی کسی بھی حرکت سے باز رہے۔

اسلامی ریاست کا مربیانہ وداعیانہ کردار:

اسلامی ریاست کی ذمہ داری محض رعایا کا معیار زندگی بلند کرنا نہیں بلکہ ان کی تعلیم، تربیت اور معیاری اخلاق پیدا کرنا بھی ریاست کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں پر حتی المقدور علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے اور سرکاری سطح پر اس کا انتظام بھی کیا۔ خود مدینہ میں بنفس نفیس درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا، دور دراز علاقوں میں تعلیمی و تبلیغی وفود بھیجے، قبائل میں معلم مقرر کئے، مختلف علاقوں پر مقررہ گورنرز کی ذمہ داریوں میں اسے شامل کیا، حضرت عمروؓ بن حزم کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے ہوئے فرمایا:

''وہ حق پر قائم رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، لوگوں میں بھلائی کی خوش خبری اور حکم دیں اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور ان میں سمجھ پیدا کریں اور لوگوں کو ناپاکی کی حالت میں قرآن کو ہاتھ لگانے سے روکیں، اور لوگوں کی دل داری کریں، یہاں تک کہ لوگ دین کا فہم پیدا کرنے کی جانب مائل ہو جائیں۔ [سیرۃ النبی ﷺ لابن ہشام: ۲۴۱/۴]

بعد میں خلفاء راشدین نے تعلیم و تبلیغ کا فریضہ علیٰ منہاج النبوۃ انجام دیا، بعد کی مسلم حکومتوں نے بھی تعلیم پر توجہ دی مگر تبلیغ کا سلسلہ جو رسول اللہ ﷺ نے شروع کیا تھا، باقی نہ رہ سکا۔

اس کے بعد ایک لمبے وقفے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے برصغیر کے مسلمانوں نے خالص دین کے نام پر اس عہد کے ساتھ ایک خطۂ سرزمین حاصل کیا کہ اسے اسلامی اصولوں پر ریاست بنائیں گے اور اس کا نام بھی مدینہ طیبہ کے نام پر پاکستان رکھا گیا۔ ہند کی تقسیم خالص مذہبی بنیادوں پر کی گئی تھی، اس کی دلیل یہ ہے کہ پنجاب اور بنگال کو جن میں قوم، زبان، اور نسل ایک بستی تھی، صرف مذہب کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا:

''پاکستان کا قانون چودہ سو سال پہلے مرتب ہو چکا ہے۔ ہم پاکستان کو اسلام کے سنہرے اصولوں کی تجربہ گاہ بنائیں گے۔''

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں قانون کی بنیاد اور ہیئت کے متعلق اپنی آراء میں لکھا تھا:

''جس طرح ہم اسلامی ریاست کے قیام کے بغیر اسلامی زندگی ناممکن سمجھتے ہیں، اسی طرح ریاست کا نظم و نسق جب تک ان لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں آجاتا جو احکام الٰہیہ کی اطاعت پر دل و جان سے آمادہ و مستعد ہوں، اس وقت تک اسلامی ریاست کا قیام صحیح معنوں میں ناممکن سمجھتے ہیں۔

ہمیں اس امر کا اعتراف ہے کہ اس مقصد میں کامیابی آسان نہیں ہے۔ ہمارا روحانی، اخلاقی انحطاط آج کی نہیں برسوں بلکہ صدیوں پرانی بات ہے، ہم میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو برائے نام مسلمان ہیں، ان کے اندر اسلامی مقاصد کے لیے کوئی اولوالعزمی نہیں اور نہ ان کے اندر اسلامی اقدار کو اپنا شعار بنانے کے لیے کوئی داعیہ ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو مذہب کو زمانہ ماضی کی ایک تکلیف دہ یادگار سمجھتے ہیں۔ اس لیے ہمیں مشکلات کا مقابلہ کرنا ہے، اور اپنے مقصد میں بتدریج کامیابی حاصل کرنا ہے۔'' ان شاء اللہ

[اسلامی ریاست کے اساسی اصول و تصورات: ۱۶]

> ☆......اسلامی ریاست میں قانون سے بالاتر کوئی نہیں ہوتا چاہے وہ ریاست کا حکمران صدر اور وزیر اعظم ہی کیوں نہ ہو۔ استثنیٰ کا حق کسی کا نہیں ہوتا۔ نبیؐ نے فرمایا، اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

قسط نمبر 1

مدارس کے بچّے قابلیت میں یُونیورسٹیز کے طلباء سے بہتر......

لیکن برابر کی حکومتی مَراعات نہ مِلنا اصل مسئلہ

70 سال میں عصری تعلیمی اداروں کے لیے 100 بلین ڈالر کی گرانٹ .... مدارس کے لیے صرف پابندیاں

تعلیم و تعلّم

عبدالرحمٰن عزیز

محترم عمران خان صاحب نے ملک کے بائیسویں وزیراعظم کا حلف اٹھانے کے بعد 19 اگست کو قوم سے خطاب کیا، اس میں انھوں نے تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق اپنے نقطہ نظر کا اظہار کیا اور ان میں تبدیلی اور ترقی کے حوالے سے اپنا روڈ میپ دیا۔ مدارس دینیہ کے بچوں کے حوالے سے انھوں نے فرمایا:

"ہم نے مدارس کے بچوں کو بھولنا نہیں، میرا ایک ویژن یہ ہے کہ مدارس سے نکل کر بچے کو انجینئرز بننا چاہیے، ڈاکٹر بننا چاہیے، جنرل بننا چاہیے، جج بننا چاہیے، ہم کیوں انھیں موقع نہیں دیتے۔ ان شاء اللہ ہم نے پورا زور لگانا ہے کہ مدارس کا ایجوکیشن سسٹم جس میں ہمارے 24 لاکھ بچے پڑھتے ہیں، ان کا اسٹینڈرڈ ریز (Raise) کریں۔ ان کو موقع دیں کہ ان کے یہاں سے بھی بچے پڑھ کر آگے بڑھ سکیں۔"

وزیراعظم صاحب کے جذبات قابل قدر ہیں، ان کی ذات، قوم سے ان کی ہمدردی اور ملک کو آگے بڑھانے کے جذبے کو ہم داد دیتے، اور اپنے تعاون کا یقین بھی دلاتے ہیں۔

مدارس کی اصلاح احوال کے لیے ضروری ہے کہ ان کی اہمیت کو مانا، ان کے مقاصد کو سمجھا جائے، ان کے مسائل کا ادراک اور تدارک کیا جائے۔ اس سے بھی پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مدارس کے ان دگرگوں حالات کے اسباب کیا ہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟۔

اسلامی مدارس کا آغاز مکہ کے دار ارقم اور مدینہ کے صفہ سے ہوا تھا جس کے اولین معلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا اور اس کا انتظام کرنا اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داری قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے خود کو دن رات وقف کیے رکھا۔ اس ترغیب و تاکید کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیائے اسلام میں درس و تدریس کے مراکز کا ایک جال سا بچھ گیا۔ بعد میں خلفائے راشدین، خلفائے بنو امیہ اور خلفائے بنو عباس نے نہ صرف یہ ذمہ داری نبھائی، بلکہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق نظام تعلیم کو جدید خطوط پر استوار بھی کیا۔ اس نظام میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ طبعیات' ریاضیات' فلکیات' فن تعمیر' سیاسیات اور زبان و ادب جیسے جدید علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔

"اسی نظام تعلیم نے دنیا کو تاریخ کی نامور اوّلین یونیورسٹیاں جامعہ زیتونہ (تیونس 120ھ' 737ء)، جامعہ قرویین مراکش (245ھ، 859ء)، جامعہ ازہر، مصر (359ھ' 975ء)، جامعہ نظامیہ بغداد (459ھ، 1066ء) دیں اور انسانیت کو علم کی روشنی سے آراستہ کیا۔ بڑے بڑے نامور علماء یہاں سے تیار ہوئے اور اُنہوں نے سینکڑوں جلدوں پر مشتمل کتب بھی لکھیں اور علوم کا سنہرا دور متعارف ہوا جبکہ حالیہ مغرب اس وقت جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کی مشہور یونیورسٹیاں ان اسلامی جامعات سے استفادہ کرتے ہوئے آکسفورڈ (1096ء، کیمبرج 1209ء) اور ہارورڈ 1867ء) کے ناموں سے کئی سال بعد آہستہ آہستہ قائم ہوتی رہیں"

(ماہنامہ محدث لاہور، نومبر 2017ء)

انھی مدارس کا فیض تھا کہ اس دور میں مسلمان سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، مہذب اور ترقی یافتہ تھے۔ دنیا کی موجودہ ترقی کے موجد، نئے علوم کی ترویج، جدید سائنس کی بنیاد اندلس کے مسلم مدارس میں علماء کے ہاتھوں رکھی گئی۔ بعد میں خلفائے عثمانیہ نے جب علم کی سرپرستی کرنا چھوڑ دی، تو مسلمانوں کے عروج کا سورج زوال پذیر ہونے لگا۔ ایک وقت آیا کہ برطانیہ، امریکا، فرانس، جاپان اور ولندیزی سلطنت (Empire Dutch) سمیت کئی طاقتوں نے مسلم ممالک پر قبضہ کرلیا۔ انھوں نے اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لیے وہاں کے نظام تعلیم کی بساط یکلخت لپیٹ دی اور ایسا نظام تعلیم رائج کیا جس سے لوگوں کی فکر تبدیل ہو اور انھیں اپنا وفادار بنا سکیں۔ ان کی زبان بدلی، نظام بدلا، نصاب تبدیل کیا، اور ملازمت اور سرکاری ذمہ داری حاصل کرنے کے لیے اپنے نظام کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کی شرط عائد کی۔ اس سے پہلے مدارس سے پڑھے ہوئے لوگ یکلخت ان پڑھ قرار پائے اور ان پر ملازمتوں کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہوگئے۔ قبضہ گروپ نے مصر سے انڈونیشیا اور ملیشیا تک یہی طریقہ اختیار کیا۔

انگریز نے جب ہند پر قبضہ کیا، تو مسلم مدارس بند کردیے، ان کی جاگیریں ضبط کرکے اپنے وفاداروں (قوم کے غداروں) میں بانٹ دیں۔ عوام الناس نے جن کا ویژن دو وقت کی روٹی کے علاوہ کچھ نہیں تھا، فوراً انگریزی اسکول جوائن کرلیا مگر ویژنری، ملک کے وفادار، اور قوم کے غمگساروں نے اپنے علوم اور تہذیب کو زندہ رکھنے اور انگریز کے خلاف جانباز تیار کرنے کے لیے دینی مدارس کی داغ بیل ڈالی، وہاں پر ایسی ہی فکر رکھنے والے

قسط نمبر 1

مدارس کے بچّے قابلیت میں یونیورسٹیز کے طلباء سے بہتر......

لیکن برابر کی حکومتی مراعات نہ مِلنا اصل مسئلہ

70 سال میں عصری تعلیمی اداروں کے لیے 100 بلین ڈالر کی گرانٹ .... مدارس کے لیے صرف پابندیاں

تعلیم و تعلّم

عبدالرحمٰن عزیز

محترم عمران خان صاحب نے ملک کے بائیسویں وزیراعظم کا حلف اٹھانے کے بعد 19 اگست کو قوم سے خطاب کیا، اس میں انھوں نے تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق اپنے نقطہ نظر کا اظہار کیا اور ان میں تبدیلی اور ترقی کے حوالے سے اپنا روڈ میپ دیا۔ مدارس دینیہ کے بچوں کے حوالے سے انھوں نے فرمایا:

"ہم نے مدارس کے بچوں کو بھولنا نہیں، میرا ایک ویژن یہ ہے کہ مدارس سے نکل کر بچے کو انجینئرز بننا چاہئے، ڈاکٹر بننا چاہئے، جنرل بننا چاہئے، جج بننا چاہئے، ہم کیوں انھیں موقع نہیں دیتے۔ ان شاءاللہ ہم نے پورا زور لگانا ہے کہ مدارس کا ایجوکیشن سسٹم جس میں ہمارے 24 لاکھ بچے پڑھتے ہیں، ان کا اسٹینڈرڈ ریز (Raise) کریں۔ ان کو موقع دیں کہ ان کے یہاں سے بھی بچے پڑھ کر آگے بڑھ سکیں۔"

وزیراعظم صاحب کے جذبات قابل قدر ہیں، ان کی ذات، قوم سے ان کی ہمدردی اور ملک کو آگے بڑھانے کے جذبے کو ہم داد دیتے، اور اپنے تعاون کا یقین بھی دلاتے ہیں۔

مدارس کی اصلاح احوال کے لیے ضروری ہے کہ ان کی اہمیت کو مانا، ان کے مقاصد کو سمجھا جائے، ان کے مسائل کا ادراک اور تدارک کیا جائے۔ اس سے بھی پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مدارس کے ان دگرگوں حالات کے اسباب کیا ہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟۔

اسلامی مدارس کا آغاز مکہ کے دار ارقم اور مدینہ کے صفہ سے ہوا تھا جس کے اولین معلم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا اور اس کا انتظام کرنا اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داری قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے خود کو دن رات وقف کیے رکھا۔ اس ترغیب وتاکید کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیائے اسلام میں درس وتدریس کے مراکز کا ایک جال سا بچھ گیا۔ بعد میں خلفائے راشدین، خلفائے بنوامیہ اور خلفائے بنوعباس نے نہ صرف یہ ذمہ داری نبھائی، بلکہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق نظام تعلیم کو جدید خطوط پر استوار بھی کیا۔ اس نظام میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ طبیعیات 'ریاضیات' فلکیات' فن تعمیر' سیاسیات اور زبان و ادب جیسے جدید علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔

"اسی نظام تعلیم نے دنیا کو تاریخ کی نامور اوّلین یونیورسٹیاں جامعہ زیتونہ (تیونس 120ھ' 737ء) جامعہ قرویین مراکش (245ھ، 859ء)، جامعہ ازہر، مصر (359ھ' 975ء)، جامعہ نظامیہ بغداد (459ھ، 1066ء) دیں اور انسانیت کو علم کی روشنی سے آراستہ کیا۔ بڑے بڑے نامور علماء یہاں سے تیار ہوئے اور اُنہوں نے سینکڑوں جلدوں پر مشتمل کتب بھی لکھیں اور علوم کا سنہرا دور متعارف ہوا جبکہ حالیہ مغرب اس وقت جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کی مشہور یونیورسٹیاں ان اسلامی جامعات سے استفادہ کرتے ہوئے آکسفورڈ (1096ء، کیمبرج 1209ء) اور ہارورڈ 1867ء) کے ناموں سے کئی سال بعد آہستہ آہستہ قائم ہوتی رہیں"

(ماہنامہ محدث لاہور، نومبر 2017ء)

انھی مدارس کا فیض تھا کہ اس دور میں مسلمان سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، مہذب اور ترقی یافتہ تھے۔ دنیا کی موجودہ ترقی کے موجد، نئے علوم کی ترویج، جدید سائنس کی بنیاد اندلس کے مسلم مدارس میں علماء کے ہاتھوں رکھی گئی۔ بعد میں خلفائے عثمانیہ نے جب علم کی سرپرستی کرنا چھوڑ دی، تو مسلمانوں کے عروج کا سورج زوال پذیر ہونے لگا۔ ایک وقت آیا کہ برطانیہ، امریکا، فرانس، جاپان اور ولندیزی سلطنت (Empire Dutch) سمیت کئی طاقتوں نے مسلم ممالک پر قبضہ کرلیا۔ انھوں نے اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لیے وہاں کے نظام تعلیم کی بساط یکلخت لپیٹ دی اور ایسا نظام تعلیم رائج کیا جس سے لوگوں کی فکر تبدیل ہو اور انھیں اپنا وفادار بنا سکیں۔ ان کی زبان بدلی، نظام بدلا، نصاب تبدیل کیا، اور ملازمت اور سرکاری ذمہ داری حاصل کرنے کے لیے اپنے نظام کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کی شرط عائد کی۔ اس سے پہلے مدارس سے پڑھے ہوئے لوگ یکلخت ان پڑھ قرار پائے اور ان پر ملازمتوں کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہوگئے۔ قبضہ گروپ نے مصر سے انڈونیشیا اور ملیشیا تک یہی طریقہ اختیار کیا۔

انگریز نے جب ہند پر قبضہ کیا، تو مسلم مدارس بند کردیئے، ان کی جاگیریں ضبط کرکے اپنے وفاداروں (قوم کے غداروں) میں بانٹ دیں۔ عوام الناس نے جن کا ویژن دو وقت کی روٹی کے علاوہ کچھ نہیں تھا، فوراً انگریزی اسکول جوائن کرلیا مگر ویژنری، ملک کے وفادار، اور قوم کے غمگساروں نے اپنے علوم اور تہذیب کو زندہ رکھنے اور انگریز کے خلاف جانباز تیار کرنے کے لیے دینی مدارس کی داغ بیل ڈالی، وہاں پر ایسی ہی فکر رکھنے والے

لوگوں کے بچے داخل ہوئے جو روٹی گھروں سے مانگ کر کھاتے، چٹائیوں پر، درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر علم حاصل کرتے تھے۔ انہی مساجد اور مدارس سے قوم کے رہنما، لیڈر اور جانباز تیار ہوئے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے ہیرو، شاہ اسماعیل کی تحریک جہاد، تیتو میر کی تحریک اور ریشمی رومال تحریک کا خمیر انہی مدارس سے اٹھا بلکہ تحریک پاکستان کی نیو جس ہوم ورک پر اٹھائی گئی تھی، وہ دینی جماعتوں اور قیادتوں کی محنت تھی۔

انگریز سرکار سائنسی اور معاشرتی علوم پڑھا رہی تھی اور اس کی بنیاد پر نوکریاں اور انگلستان کی یونیورسٹیاں اعلیٰ تعلیم کے دروازے کھولے ہوئے تھیں۔ دینی مدارس اپنی اقدار و روایات کو زندہ رکھنے اور کفر کے غلبہ سے بچانے کیلئے خالص مذہبی تعلیم کے لیے قائم کئے گئے تھے بلکہ مدارس قائم کرنے کے پیچھے عالمی سطح پر اسلام کی نشاۃ الثانیہ کا خواب بھی ہے۔

مدارس نے دینی علوم اور اسلامی تہذیب کے تحفظ کا عزم صمیم کیا اور اسے انتہاؤں پر پہنچا دیا۔ دینی امور کا کوئی شعبہ نہیں جس میں مدارس کی خدمات نہ ہوں یا وہاں متعلقہ لوگوں کی کمی ہو۔ ایک وقت تھا پوری دنیا میں ہندوستان کے مدارس کا طوطی بولتا تھا۔ پرویز مشرف کے دور تک دنیا بھر سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے طلبہ پاکستان کے مدارس کا رخ کرتے تھے۔ سرکاری نوکری حاصل کرنا، بیوروکریسی کا حصہ بننا، حکومت سے مراعات لینا کبھی بھی ان کا مطمع نظر رہا ہی نہیں۔ آج تک مدارس نے حکومت سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا۔

ہند کے دینی مدارس انگریزی قبضہ اور جبر کے خلاف آواز بلند کرنے اور جد وجہد کرنے والوں کی نرسریاں تھیں، اس لیے انگریز حکومت کو ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے۔ انھیں سکیورٹی رسک قرار دیا گیا، عوام میں ان کے خلاف نفرت پیدا کی گئی تا کہ لوگ ان سے تعاون کا ہاتھ کھینچ لیں۔ جب پاکستان بنا تو یہاں پر انگریز ہی کا بنایا ہوا نظام، انتظامی و قانون ساز ادارے اور بیوروکریسی مسلط ہوگئی۔ لہٰذا دینی مدارس کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا گیا جو آزادی سے پہلے انگریز سرکار کا تھا۔ انگریزی اور سیکولر تعلیم کو حکومت نے اپنی سرپرستی میں لے لیا، ان کے لیے قومی خزانے کا منہ کھول دیا گیا، مدارس کو نظر انداز کیا گیا، بلکہ معاشرے میں ان کے متعلق نفرت پیدا کی گئی۔ آج بھی مدارس کو وزارت تعلیم کی بجائے وزارت

داخلہ کے ذریعے ڈیل کیا جاتا ہے۔ مدارس پر دن رات چھاپے مارے جاتے ہیں، نگرانی، توہین آمیز سلوک، مختلف قسم کی پابندیاں، ان کے لیے قربانی کی کھالیں تک جمع کرنا ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

کلاسیں ہیں، ان لیے کہ ہم نے آج تک کوئی سرکاری مدرسہ دیکھا نہ سنا۔ اگر ان مدارس کا حقیقی وجود ہے تو بھی انگریزی تعلیم کے اداروں اور مدارس کی تعداد میں واضح فرق ہے۔

☆..... پاکستان میں اس وقت بھی ساڑھے تین کروڑ بچے حکومت کی بے حسی کے سبب اسکولوں میں تعلیم پانے سے محروم ہیں۔ ایسے میں مدارس دنیا کا سب سے بڑا این جی او نیٹ ورک ہے جو 25 لاکھ بچوں کو مفت تعلیم، خوراک، رہائش اور کتب دینے کے ساتھ ملازمتیں بھی مہیا کرتا ہے۔

انگریزی تعلیم دینے والے سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز ہر گلی، محلے میں دن رات کھل رہی ہیں، قوانین بنا کر انھیں سہولتیں دی جاتی ہیں، مگر دینی مدرسہ کھولنے بلکہ مسجد بنانے پر پابندی ہے۔

حکومت کے درجنوں ادارے تعلیمی امور کی دیکھ بھال کرتے ہیں جس میں وفاقی و صوبائی وزارتیں، ریگولیٹری انضباطی ادارے، امتحانی بورڈز، ٹیکسٹ بک بورڈ، مالیات وغیرہ شامل ہیں۔

درج ذیل جدول میں پاکستان میں موجود تعلیمی اداروں کے اعداد و شمار موجود ہیں۔

جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو شرح خواندگی 11 فیصد تھی اور آج 70 سال بعد لاکھوں ادارے موجود ہونے کے باوجود شرح خواندگی صرف 58 فیصد ہے۔ اسکولوں میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد 4 کروڑ 10 لاکھ 18 ہزار 384 ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اب بھی ساڑھے 3 کروڑ بچے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ اور جو بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں، وہ پست تعلیمی معیار کا شکار ہیں۔ ایسے میں اگر دینی مدارس 25 لاکھ بچوں کو تعلیم اور تہذیب سے آراستہ کر رہے ہیں تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ دنیا کا

پاکستان میں تعلیمی اداروں کے اعداد و شمار

تعلیمی درجات	سرکاری سطح پر	نجی شعبے میں	مجموعی تعلیمی ادارے
ابتدائی	125573	20256	145829
مڈل	16862	28818	45680
ثانوی	12732	19008	31740
اعلیٰ ثانوی	1865	3605	5470
ڈگری کالج	1259	159	1418
جامعات	91	72	163
ٹیکنیکل اور ووکیشنل ادارے	1123	2623	3746
تربیت اساتذہ کے ادارے	156	53	209
دینی مدارس	946	31326	32272
کل ادارے	160607	105920	266527

ماخذ: پاکستان کے تعلیمی اعداد و شمار 2015ء، 2016ء

جدول میں جو دینی مدارس کی تعداد بتائی گئی ہے، یہ شاید وہ ہیں جو اوقاف کی مساجد میں حفظ القرآن کی

سب سے بڑا این جی او نیٹ ورک ہے، ریاست کی سماجی اور معاشی ناانصافیوں کو نظر انداز کرنے کے باعث

معاشرے میں پیدا ہونے والے خلا کو اس نے پر کیا ہے۔

مدارس اپنے طلباء کو صرف فری تعلیم و تربیت ہی نہیں، مفت رہائش، خوراک، علاج اور دیگر ضروریاتِ زندگی بھی مہیا کرتے ہیں' نیز تعلیم کے اختتام پر ایک حد تک ملازمت بھی فراہم کرتے ہیں۔

اگر کام اور رزلٹ دیکھا جائے تو گزشتہ 70 سال میں صرف پاکستان کی یونیورسٹیوں، اور علمی تحقیقی اداروں نے ایک محتاط اندازے کے مطابق 100 بلین ڈالر سے زیادہ پیسہ وصول کیا ہے، اس کے باوجود کوئی یونیورسٹی یا تحقیقی ادارہ دنیا کی 500 بہترین یونیورسٹیوں میں شامل نہیں۔ ان اداروں نے کوئی ایسی تحقیق پیش نہیں کی ہے جسے عالمی پذیرائی ملی ہو یا جس سے پاکستان کی معاشی خوشحالی، عالمی عزت افزائی اور مادّی ترقی میں کوئی اضافہ یا تبدیلی آئی ہو۔ PhD کرنے والے کلرک اور چپراسی کی نوکریاں کررہے ہیں۔ یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ طلبہ ہوٹلوں میں ونڈو بوائے کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ ہر یونیورسٹی میں اسلامیات کا شعبہ موجود ہے مگر ان کی کارکردگی بالکل صفر ہے، آج تک وہاں سے کوئی، امام، خطیب، مفتی اور قاضی نہیں بنا۔ سوائے ان لوگوں کے جن کا خاندانی پس منظر مذہبی ہے۔ اس کے برعکس دینی مدارس کی چٹائیوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے والے آپ کو ہر شعبے میں نمایاں شان کے ساتھ مل جائیں گے، انھوں نے ملک کے تمام مذہبی اداروں کو مثلاً لاکھوں مساجد (میں موذن، امام، خطیب) اور ہزاروں مدارس میں اساتذہ، منتظمین، ماہرین تعلیم اور ماہرین نصاب کے معاملے میں خود کفیل بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ مدارس سے فارغ التحصیل نکاح خواں، مفتی اور شرعی قاضی کے فرائض انجام دے رہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے مدارس کے بعد سرکاری یونیورسٹیوں کے امتحانات اعلیٰ نمبروں میں پاس کئے اور اپنے اپنے شعبے میں حسن کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ آپ ملک سے باہر دنیا کے کسی خطے میں چلے جائیں' پاکستان کے دینی اداروں کے فاضل علماء ہر جگہ نمایاں نظر آئیں گے۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں دینی مدارس کے ساتھ کچھ اچھا رویہ اختیار کیا گیا، کچھ فنڈ ز دیئے گئے ، حفظ قرآن کی سند کے اضافی پانچ نمبر دیئے گئے اور وفاق المدارس کے نام سے مدارس کے بورڈ بنائے گئے جس کی آخری سند "عالیہ" کو ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی قرار دیا گیا۔ یہ بھی شاید جہاد افغانستان کے لیے مذہبی طبقہ کی مدد حاصل کرنا ان کی مجبوری تھی، اسی لیے انھوں نے اسے ایک آرڈر کے ذریعے نافذ کیا، باقاعدہ قانون نہیں بنایا۔ بعد میں آنے والی حکومتوں نے دینی مدارس کو قومی دھارے میں ڈھالنے کی بات کی، مذاکرات کے طویل سلسلے چلے، وزیر اعظم اور چیف آف آرمی سٹاف تک سے میٹنگز ہوئیں مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ نشستند و گفتند و برخواستند۔ وعدے، وعید اور بس۔

مدارس نے حکومت کی ہر شرط تسلیم کی، سرکاری نظام کے مطابق ضروری مضامین بھی شامل نصاب کئے، اس کے باوجود کوئی بھی حکومت ان کی ڈگریوں پر قانون سازی کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ جب کسی ادارے کی ڈگری ہی تسلیم نہیں کی جائے گی، ان کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم اور ملازمتیں کیونکر مل سکتی ہیں؟

اب اگر عمران خان صاحب کو مدارس سے ہمدردی ہے اور وہ واقعتاً مدارس کے بچوں کو قومی دھارے میں لانا چاہتے ہیں، تو کچھ مشکل نہیں ہے، نہایت آسان ہے۔

1. سب سے پہلے تو ملک کی تعلیمی زبان اردو قرار دی جائے۔ پاکستان کے داخلی تمام مسائل اسی ایک مسئلہ سے جڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو باقی سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ زبان علم نہیں ہوتا ہے۔ علم زبانوں سے ماورا افکار و نظریات کو جاننے اور انہیں استعمال کرنے کی صلاحیت کا نام ہے۔ ہماری حکومت انگریزی کی تعلیم پر اس قدر مصر ہے کہ اسے علوم اور مہارات سے بھی زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ ملک کے 48 فیصد تعلیمی ادارے ضروری سہولتوں سے محروم ہیں، حکومتوں کو کچھ فکر نہیں۔ دوسری طرف حکومتیں پوش علاقوں کے بھاری فیسوں والے انگریزی اسکولوں کو گرانٹ کے نام پر بھاری بجٹ دیتی ہیں۔ گویا قوم کا پیسہ غریب کے بچوں کو بنیادی ضرورت سے محروم کرکے، امیر کے بچوں کی سہولتوں پر خرچ ہو رہا ہے۔ مجھے یاد ہے پرویز مشرف دور میں وزیر اعظم ظفر اللہ خان جمالی مری میں تشریف لائے اور لارنس کالج کو پانچ کروڑ کا عطیہ دیا حالانکہ کسی غریب کا بچہ اس کے دیواروں کے سائے میں بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ میڈیکل یا انجینئرنگ کالجز یا سول سروسز میں منتخب ہونے والے کامیاب امیدواروں میں انگلش میڈیم اسکولوں سے تعلیم پانے والوں کے مقابلے میں اردو میڈیم اسکولوں کا مجموعی داخلہ بہت کم ہوتا ہے۔ ان اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء میں سے اگر کوئی اعلیٰ سطح پر پہنچنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو اپنے تعلیمی پسِ منظر کی وجہ سے وہ احساس کمتری کا ہی شکار رہتا ہے۔ جبکہ انگلش میڈیم اور (elite) اسکولز اور کالجز سے فارغ التحصیل ہونے والوں کے لیے روزگار کے بہترین مواقع میسر ہوتے ہیں۔ یہ اپنی قوم کے ساتھ ظلم ہے جو ہر دور حکومت میں ہوتا ہے۔

2. بیوروکریسی نے جو سلوک اردو اسکولوں کے ساتھ روا رکھا ہے، اس سے زیادہ بدتر سلوک دینی مدارس کے ساتھ کیا۔ سچی بات یہ ہے کہ ان صاحب اقتدار لوگوں نے علوم نبوت کی تعلیم کو کبھی تعلیم تسلیم ہی نہیں کیا۔ انہیں زیادہ سے زیادہ وزارت مذہبی امور کے تحت ایک مذہبی سرگرمی یا وزارتِ داخلہ کے تحت امن و امان کے لئے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں اسلامی نظریاتی کونسل

☆......گزشتہ 70 سالوں میں پاکستان کی یونیورسٹیز اور علمی تحقیقی اداروں نے 100 بلین ڈالر سے زیادہ پیسہ وصول کیا۔ اس کے باوجود کوئی یونیورسٹی یا تحقیقی ادارہ دنیا کی 500 یونیورسٹیوں میں شامل نہیں۔

☆......آج بھی مدارس کو وزارت تعلیم کی بجائے وزارت داخلہ کے ذریعے ڈیل کیا جاتا ہے' مدارس پر دن رات چھاپے مارے جاتے ہیں' مختلف پابندیاں لگائی جاتی ہیں اور ان سے توہین آمیز سلوک کرکے ان کا استحصال کیا جاتا ہے۔

کے سربراہ، ڈاکٹر قبلہ ایاز نے کہا ''مدارس میں اصلاحات ممکن ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ حکومت اس کو سیکورٹی کا ایک مسئلہ سمجھتی ہے''۔ آپ جس کو دشمن سمجھتے ہیں ، اس کی اصلاح کیونکر کرسکتے ہیں؟۔ مدارس کے ذمہ داروں کے ساتھ میٹنگز میں وزارت داخلہ کے وہ افسران مدارس کے نصاب پر گفتگو کر رہے ہوتے ہیں جنھیں کتابوں کے نام تک پڑھنے نہیں آتے ۔ لہٰذا مدارس میں اِصلاحات کی ذمہ داری، وزارت داخلہ کے ذریعے کرنے کی بجائے وزارت مذہبی اُمور، کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی اور وزارت تعلیم کو دینی چاہیے۔

3۔ مدارس کے جو پانچ وفاق ہیں' ان کو بورڈ کے طور پر تسلیم کیا جائے۔ باقی رہا نصاب، تو وفاقات نے کبھی بھی اسے انا کا مسئلہ نہیں بنایا لیکن یہ طریقہ ہرگز درست نہیں کہ مدارس کے نصاب میں اس قسم کی تبدیلی کی جائے ،جو لادینیت کو فروغ دینے کے مترادف ہو، جو مادر پدر آزاد کلچر کی حوصلہ افزائی کرے اور اسلامی تہذیب وتمدن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے ۔ وفاقات کے نصاب بورڈ میں اگر سرکاری یونیورسٹیز کے اسلامیات اور عربی شعبہ کے ماہر پروفیسرز کو شامل کیا جائے اور مدارس کے مقاصد اور جدید طریقہ ہائے تعلیم کو سامنے رکھ کر نصاب یا طریقہ تدریس میں تبدیلی کی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

4۔ جس طرح حکومت سرکاری اداروں میں وسائل مہیا کرتی ہے اور وہاں کے اساتذہ کو ٹریننگ دیتی ہے، اسی طرح مدارس کو تعلیمی وسائل مہیا کرے اور اساتذہ کو ٹریننگ دے۔

5۔ مدارس کی ڈگری کو تمام تعلیمی اداروں میں قبول کیا جائے اور ان کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم اور ملازمت کے مواقع مہیا کیے جائیں۔ ڈاکٹر حسن مدنی لکھتے ہیں:

"ایک اسلامی ریاست ہونے کے ناطے پاکستان میں قانون وتعلیم کے میدانوں میں بھی اسلامی روایات واقدار کا احیا کرنا ہمارا قومی وآئینی فریضہ تھا۔ تیس سالوں کے بعد جب جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں حکومت نے پاکستان کے مقصدِ وجود کی طرف سنجیدہ پیش قدمی کی اور زندگی کے متنوع میدانوں میں اسلامی اصلاحات کو تدریجاً متعارف کرانا شروع کیا تو دینی مدارس کو معاشرے کے مرکزی تعلیمی نظام میں واپس لانے اور استعمار کے اثرات کو کم کرنے کے لئے ان کی اسناد کو جزوی طور پر منظور کرنے کا حکم نامہ جاری کیا گیا۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) کے نوٹیفکیشن نمبر 8-418/Acad/82/128 مجریہ 17 نومبر 1982ء کے مطابق دینی وفاق ہائے مدارس کی آخری سند کو کالج و یونیورسٹی میں اسلامیات اور عربی کے مضامین کی تدریس اور ان میں مزید تحقیق کے لئے ایم اے اسلامیات اور عربی کے مساوی تسلیم کیا جاتا ہے۔ جبکہ تدریس کے علاوہ کسی اور میدان میں ملازمت حاصل کرنے کے لئے یہ سند پانے والے طلبہ کے لئے لازمی ہو گا کہ بی اے درجہ کے (عربی اور اسلامیات کے ماسوا) کسی بھی یونیورسٹی سے دو اختیاری مضامین کا امتحان پاس کریں۔ مزید برآں انہیں حال ہی میں متعارف کرائے جانے والے بی اے درجہ کے مطالعہ پاکستان اور اسلامیات کے لازمی پیپرز بھی پاس کرنے ہوں گے"۔
(ماہنامہ محدث لاہور، نومبر 2017ء)

بعد میں آنے والی پاکستانی حکومتوں خصوصاً جنرل پرویز مشرف کی حکومت کی طرف سے مدارسِ دینیہ کی اس سند پر بعض پابندیاں عائد کردی گئیں کہ اس کی پہلی حیثیت معطل ہو کر رہ گئی ۔ اس کے علاوہ آخری اسناد سے بیشتر اسناد کو تسلیم نہیں کیا جاتا جس سے بہت سارے مسائل جنم لیتے ہیں۔

مضمون لکھنے سے پہلے میں نے اپنے محترم استاذ عزت مآب چودھری محمد یاسین ظفر حفظہ اللہ جو جامعہ سلفیہ جیسے انٹرنیشنل ادارے کے مدیر التعلیم اور وفاق المدارس السلفیۃ کے چیئرمین ہیں، سے مدارس کی اصلاح اور ان کے مطالبات پر گفتگو کی، انھوں نے فرمایا کہ ''تمام حکومتوں سے مدارس کا صرف اور صرف ایک مطالبہ رہا ہے کہ اگر مدارس میں پڑھنے والے قوم کے بچوں سے حکومت ہمدردی رکھتی ہے، تو ان کی اسناد (ثانویہ عامہ، ثانویہ خاصہ، عالیہ اور عالمیہ) کو بالترتیب میٹرک ، ایف اے، بی اے، اور ایم اے کے مساوی قبول کرے اور اس پر باقاعدہ قانون پاس کیا جائے۔

جب ولندیزیوں نے انڈونیشیا پر شب خون مارا تو انھوں نے وہاں کے دینی مدارس ختم کرکے ولندیزی سسٹم کے تحت اسکولز قائم کئے ، پھر جاپانی غالب آگئے تو انہوں نے جاپانی سسٹم لاگو کردیا ۔ وہاں کے حریت رہنماؤں نے اپنے طور پر دینی مدارس قائم کئے ۔ جب انڈونیشیا نے آزادی حاصل کی تو حکومت نے عصری تعلیم کے سرکاری اداروں کی سرپرستی کی مگر مدارس کو ختم کیا نہ انھیں اچھوت بنا کر معاشرتی سٹریم سے باہر نکالا ۔ مدارس کو قبول کیا۔ مدرسوں کو پبلک سکولوں کے معیار کے مطابق کیا اور ان کے سرٹیفکیٹ کو پرائیویٹ سکولوں کے سرٹیفکیٹ کے مساوی قرار دیا گیا ہے تاکہ مدارس کے طلباء آگے جا کر روایتی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں بھی عالیہ (سرکاری) اور قومی (دینی مدارس) کی ڈگریاں ملک کے اعلیٰ تعلیمی ادارے تسلیم کرتے ہیں۔

☆ ...... مدارس میں پڑھنے والوں کی علمی، ذہنی استعداد سرکاری یونیورسٹیز میں ایم اے اسلامیات کرنے والوں سے ہزار گنا بہتر ہوتی ہے ۔ ایم اے اسلامیات کرنے والا کسی مدرسہ کی ابتدائی کلاس کا امتحان بھی پاس نہیں کرسکتا۔

سعودی عرب ، مصر اور دوسرے ممالک کی یونیورسٹیوں نے ہمارے مدارس کے ساتھ الحاق کیا ہوا ہے ، وہ ہمارے مدارس کی اسناد کو تسلیم کرتے ہیں، ان کی بنیاد پر مختلف سطح پر ہمارے طلبہ کو سکالرشپ دیتے ہیں ۔ مگر افسوس ہماری یونیورسٹیز اس سے انکاری ہیں ۔ تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مدارس کے طلبہ انھی اسناد کی بنیاد پر سعودی عرب اور مصر کی جامعات میں سکالرشپ پر جاتے ہیں، جب وہاں سے ڈگری لیتے ہیں، تو انھیں ہماری جامعات تسلیم کرلیتی ہیں ۔ یعنی کان سیدھا پکڑنے سے انکاری اور الٹا پکڑنے کے ماہر ہیں۔

مدارس میں پڑھنے والوں کی علمی اور ذہنی صلاحیت سرکاری یونیورسٹیز میں ایم اے اسلامیات کرنے والوں سے ہزار گنا بہتر ہوتی ہے ۔ یونیورسٹیوں سے ایم اے اسلامیات کرنے والا کوئی سٹوڈنٹ مدرسہ کی کسی ابتدائی کلاس کا امتحان بھی پاس نہیں کر سکتا، بلکہ یونیورسٹیز کے ایم اے اسلامیات کے اسٹوڈنٹ مدارس کے ابتدائی جماعتوں کے طلباء سے پڑھتے ہم نے خود دیکھا ہے۔

مدارس میں جزوی طور پر انگلش، ریاضی اور سائنس کے مضامین پڑھ کر دینی طلبہ نے نہ صرف بورڈ اور یونیورسٹی کے پبلک امتحانات میں پوزیشنز لیں، مرکزی اور صوبائی کمشنوں کے ذریعے باعزت ملازمتیں بھی حاصل کیں۔

باقی صفحہ 54 پر

موت کے سوا ہر مرض کا علاج

کلونجی

طب و صحت

حکیم حبیب شاہ

آپ نے اچار یا چٹنی میں پڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے تکونی سیاہ بیج ضرور دیکھے ہوں گے۔ یہی بیج سالن کو ذائقہ دار اور خوشبودار بنانے کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ ''کلونجی'' کے نام سے معروف یہ ننھے ننھے بیج اپنے اندر فوائد کا خزانہ رکھتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ'' کالا دانہ استعمال کرو کیونکہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔''

(بخاری: 5256)

☆......کلونجی کا سفوف شہد کے ساتھ بیسیوں بیماریوں کا علاج ہے۔ مثلاً پیٹ کا بھاری پن، گیس، ریاح بھر جائے، اپھارہ، پیٹ کے کیڑے مارنے، سردی کے زکام، گردہ مثانہ کی پتھری، دانتوں کو ٹھنڈا گرم لگنا، استسقاء، نسیان، رعشہ، کمزوری، فالج وغیرہ میں موثر ہے۔

اس کا پودا خودرو اور چالیس سینٹی میٹر بلند ہوتا ہے۔ یہ بالکل سونف سے مشابہ ہوتا ہے۔ پھول زردی مائل، بیجوں کا رنگ سیاہ اور شکل پیاز کے بیجوں سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ انہیں پیاز کے بیج سمجھتے ہیں۔ کلونجی کے بیجوں کی بو تیز اور تاثیری شفاء سات سال تک قائم رہتی ہے۔ اصل کلونجی کی پہچان یہ ہے کہ اگر سفید کاغذ میں لپیٹ کر رکھا جائے تو اس پر چکنائی کے دھبے لگ جاتے ہیں۔ کلونجی کے بیج خوشبو اور ذائقے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اچار اور چٹنی میں پڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے تکونی سیاہ بیج کلونجی کے ہی ہوتے ہیں جو اپنے اندر بے شمار فوائد رکھتے ہیں۔ یہ سریع الاثر یعنی بہت جلد اثر کرتے ہیں۔

قدیم اطباء کلونجی کے استعمال سے خوب واقف تھے۔ قدیم یونانی اور عرب حکماء نے کلونجی کو رومیوں ہی سے حاصل کیا اور پھر یہ پودا دنیا بھر میں کاشت اور استعمال ہونے لگا۔

طبی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم یونانی اطباء کلونجی کے بیج معدہ اور پیٹ کے امراض مثلاً پیٹ میں ریاح، گیس، آنتوں کے درد، کثرت ایام، استسقاء، نسیان (یادداشت میں کمی)، رعشہ، دماغی کمزوری، فالج اور افزائش دودھ کے لیے استعمال کراتے رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کتب سیرت میں اس کا ذکر ملتا ہے کہ آپ ﷺ شہد کے ساتھ کلونجی کا استعمال فرماتے تھے۔

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کالے دانوں کو اپنے اوپر لازم کر لو ان میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔'' (ترمذی: 1964، ابن ماجہ: 3439)

کلونجی کی یہ اہم خاصیت ہے کہ یہ گرم اور سرد دونوں طرح کے امراض میں مفید ہے جبکہ اس کا اپنا مزاج گرم ہے اور سردی سے ہونے والے تمام امراض میں مفید ہے۔ کلونجی نظام ہضم کی اصلاح کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ ریاح، گیس اور قبض میں بہت فائدہ مند ہے۔ وہ لوگ جن کو کھانے کے بعد پیٹ میں بھاری پن، گیس، ریاح بھر جانے اور اپھارہ کی شکایت محسوس ہوتی ہو تو کھانے کے بعد کلونجی کا سفوف تین گرام استعمال کریں تو نہ صرف یہ شکایت جاتی رہے گی بلکہ معدہ کی اصلاح بھی ہو گی۔ کلونجی کو سرکہ کے ساتھ ملا کر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ سردیوں کے موسم میں جب تھوڑی سی سردی لگنے سے زکام ہونے لگتا ہے تو ایسی صورت میں کلونجی کو بھون کر باریک پیس لیں اور کپڑے میں باندھ کر پوٹلی بنا کر بار بار سونگھیں، اس سے زکام دور ہو جاتا ہے۔ اگر چھینکیں آ رہی ہوں تو کلونجی بھون کر باریک پیس کر روغن زیتون میں ملا کر اس کے تین چار قطرے ناک میں ٹپکانے سے چھینکیں جاتی رہتی ہیں۔

کلونجی مدر بول (پیشاب آور) بھی ہے۔ اس کا جوشاندہ شہد ملا کر پینے سے گردہ و مثانہ کی پتھری بھی خارج ہو جاتی ہے۔ اگر دانتوں میں ٹھنڈا پانی لگنے کی شکایت ہو تو کلونجی کو سرکہ میں ملا کر کلیاں کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ چہرے کی رنگت میں نکھار پیدا کرنے کے لیے باریک پیس کر گھی میں ملا کر چہرے پر لیپ کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ آج کل نوجوان لڑکے لڑکیوں میں کیل، دانوں اور

مہاسوں کی شکایت عام ہے اور مختلف بازاری کریمیں استعمال کر کے وہ چہرے کی جلد کو خراب کر لیتے ہیں۔ ایسے نوجوان کلونجی باریک پیس کر سرکہ میں ملا کر سونے سے قبل چہرے پر لیپ کر لیا کریں اور صبح اٹھ کر چہرہ دھولیا کریں۔ چند دنوں میں اچھے اثرات سامنے آئیں گے۔ اس طرح لیپ کرنے سے نہ صرف زخم مندمل ہو جائیں گے بلکہ نشان بھی جاتے رہیں گے۔

☆......بچوں کو دودھ پلانے والی خواتین چھ دانے کلونجی ہمراہ دودھ صبح و شام کھایا کریں' دودھ کی مقدار بڑھ جائے گی۔

جو خواتین ایام رضاعت میں ہوں اور چھوٹے بچوں کو اپنا دودھ پلا رہی ہوں اور ان کو دودھ کم آنے کی شکایت ہو جس سے ان کا بچہ بھوکا رہ جاتا ہو' انہیں چاہیے کہ کلونجی کے چھ دانے صبح نہار منہ اور رات سونے سے قبل دودھ کے ساتھ استعمال کر لیا کریں تو ان کے دودھ کی مقدار میں اضافہ ہو جائے گا۔ البتہ حاملہ خواتین کو کلونجی کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ جن خواتین کو ماہانہ ایام کم آتے ہیں یا درد کے ساتھ آتے ہوں' پیشاب کم یا تکلیف کے ساتھ آتا ہو' وہ کلونجی کا سفوف تین گرام روزانہ استعمال کر لیا کریں۔ ماہانہ ایام کا نظام درست ہو جائے گا۔ آج کے مشینی دور میں مشینی لوازمات نے انسانی زندگی کو اعصابی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیا ہے اور ہر دوسرا شخص اعصابی دباؤ اور تناؤ میں مبتلا ہے۔ ایسے لوگ کلونجی کے چند دانے روزانہ شہد کے ساتھ استعمال کر لیا کریں۔ چند دنوں میں بہتر محسوس ہوں گے۔ پیٹ و معدہ کے امراض' پھیپھڑوں کی تکالیف اور خصوصاً دمہ کے مرض میں کلونجی بہت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

کلونجی کا سفوف نصف سے ایک گرام تک صبح نہار منہ اور رات کو سونے سے قبل شہد کے ساتھ استعمال کر لیا جائے تو بہت مفید ہے۔ بعض اوقات کلونجی اور قسط شیریں برابر وزن کا سفوف بنا کر صبح نہار منہ اور رات سونے سے قبل استعمال کروایا جاتا ہے۔ یہ نسخہ پرانی پیچش اور جنسی امراض میں بھی مفید ہے۔ جن لوگوں کو ہچکیاں آتی ہوں' وہ کلونجی کا سفوف تین گرام' ایک چمچ لہسن میں ملا کر استعمال کریں تو فائدہ ہوتا ہے۔

کلونجی سے نکلنے والا تیل دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سیاہ رنگ میں خوشبودار جو ہوا میں رکھنے سے اڑنے لگتا ہے اور دوسری قسم کا تیل جس کے دوائی اثرات بہت زیادہ ہوتے ہیں یہ تیل بیرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور بہت سے جلدی امراض میں مفید ہے۔ یہ تیل بال خورہ کی شکایت میں بہت فائدہ مند ہے۔ بال خورہ میں بال اڑ جاتے ہیں اور دائرے کی صورت میں نشان بن جاتا ہے' پھر دائرہ دن بدن بڑھتا ہے اور عجیب سی ناخوشگواری کا احساس ہوتا ہے۔ یہ تیل سر کے لیے گنج کو دور کرنے اور بال اُگانے میں بھی مفید ہے۔ مزید یہ کہ اس تیل کے استعمال سے بال جلد سفید نہیں ہوتے اور اس تیل کو مختلف طریقوں سے داد' ایگزیما میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر جسم کا کوئی حصہ بے حس ہو جائے تو یہ تیل مفید ہے۔ کان کے ورم اور نسیان میں بھی یہ تیل مفید ہے۔ ماہرین طب و سائنس کلونجی پر تحقیقی کام کر رہے ہیں' انہوں نے اسے مختلف امراض میں مفید پایا ہے اور مزید تحقیق کا عمل جاری ہے۔

کیمیا دانوں نے کلونجی پر تحقیقات کے بعد بتایا ہے کہ اس میں ضروری روغن پائے جاتے ہیں' اس کے علاوہ ٹے نیں' رال دار مادے' گلوکوز' ساپونین اور نامیاتی تیزاب بھی پائے جاتے ہیں جو کئی امراض میں مؤثر ہیں۔ پاکستان کے ایک ممتاز سائنس دان نے جامعہ کراچی کے

☆......ذیابیطس کے کنٹرول کے لیے روزانہ کلونجی کے 7 دانے نگل لیں' ذیابیطس کے لیے ڈاکٹر غزنوی کلونجی کے بیج تین حصے' کاسنی کے بیج ایک حصہ ملا کر استعمال کراتے تھے۔ زہر کے علاج کے لیے بھی صحیح ہے۔ برص کے داغوں کا بھی علاج ہے۔

شعبۂ کیمیا میں کلونجی پر تحقیق کی' ان کے مطابق کلونجی سے جو الکلائیڈز حاصل ہوئے ہیں' کسی اور شے سے نہیں مل سکے۔ حکماء نے کلونجی کو ہمیشہ موضوع تحقیق و علاج بنایا ہے اور اس کو مختلف طریقوں سے مختلف امراض کے علاج میں استعمال کیا ہے۔

کلونجی سے طب یونانی کی معروف مرکب ادویہ میں سے حب حلتیت' جوارش شونیز اور معجون کلکلانج شامل ہیں۔ کلونجی کے استعمال سے لبلبہ (پینکریاس) کے افرازات (لبلبہ کی خصوصی رطوبت) بڑھ جاتی ہے جس سے مرض ذیابیطس میں فائدہ ہوتا ہے۔ ذیابیطس کے مریض کلونجی کے سات دانے روزانہ نگل لیا کریں۔

طب نبوی ﷺ کے مشہور معالج ڈاکٹر خالد غزنوی ذیابیطس کے مریضوں کو کلونجی کے بیج تین حصے اور کاسنی کے بیج ایک حصہ ملا کر استعمال کراتے تھے۔ کلونجی کو مختلف طریقوں سے زہر کے علاج کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پاگل کتے کے کاٹنے یا بھڑ کے کاٹنے کے بعد کلونجی کا استعمال مفید ہے۔ کلونجی میں ورموں کو تحلیل کرنے اور کولیسٹرول کو گھلانے کی بھی صفت ہے۔ برص بڑا ہٹیلا مرض ہے۔ اس کے سفید داغ جسم کو بدصورت بنا دیتے ہیں۔ اگر برص کے مریض کلونجی اور ہالون برابر برابر وزن لے کر توے پر بھون کر تھوڑا سرکہ ملا کر مرہم بنا کر مسلسل تین چار ماہ برص کے نشانوں پر لگاتے رہیں اور کلونجی اور ہالون کا باریک سفوف شہد کے ساتھ روزانہ نہار منہ استعمال کیا کریں تو جلد فائدہ ہوگا۔

کلونجی کی دھونی سے گھر میں پائے جانے والے کیڑے مکوڑے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اسی خصوصیت کے سبب کلونجی کو گھروں میں قیمتی کپڑوں میں رکھا جاتا ہے۔ تاہم کلونجی کے استعمال میں یہ امر پیش نظر رہے کہ یہ طویل عرصہ اور زیادہ مقدار میں استعمال نہ کی جائے کیونکہ اس میں کچھ مادے ایسے بھی ہوتے ہیں جو صحت کے لیے مضر ہو سکتے ہیں۔ البتہ وقفہ دے کر پھر سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی اعتدال مناسب راہ عمل ہے۔

کلونجی کا تیل جوش دے کر نیم گرم سر پر لگانے سے نزلہ زکام اور سردرد دور ہو جاتا ہے۔ کلونجی کھانے سے بدن کی خشکی دور ہو جاتی ہے۔ کلونجی کا تیل بدن پر لگانے سے تل ختم ہو جاتے ہیں۔ پانی میں پسی ہوئی کلونجی کے غرارے کرنے سے دانت کا درد دور ہو جاتا ہے۔ کلونجی کو سرکہ میں ملا کر کھانے سے بلغمی ورم رفع ہو جاتا ہے۔ کلونجی کی دھونی دینے سے مچھر اور کھٹمل وغیرہ مرجاتے ہیں۔ روغن خشخاش دو حصے اور روغن کلونجی ایک حصہ ملا کر کن پٹی پر مالش کرنے سے بے خوابی میں کمی ہوتی ہے۔

باقی صفحہ 54 پر

سوشل میڈیا راؤنڈ اپ

میڈیا

انتخاب: ابوزینب قاضی

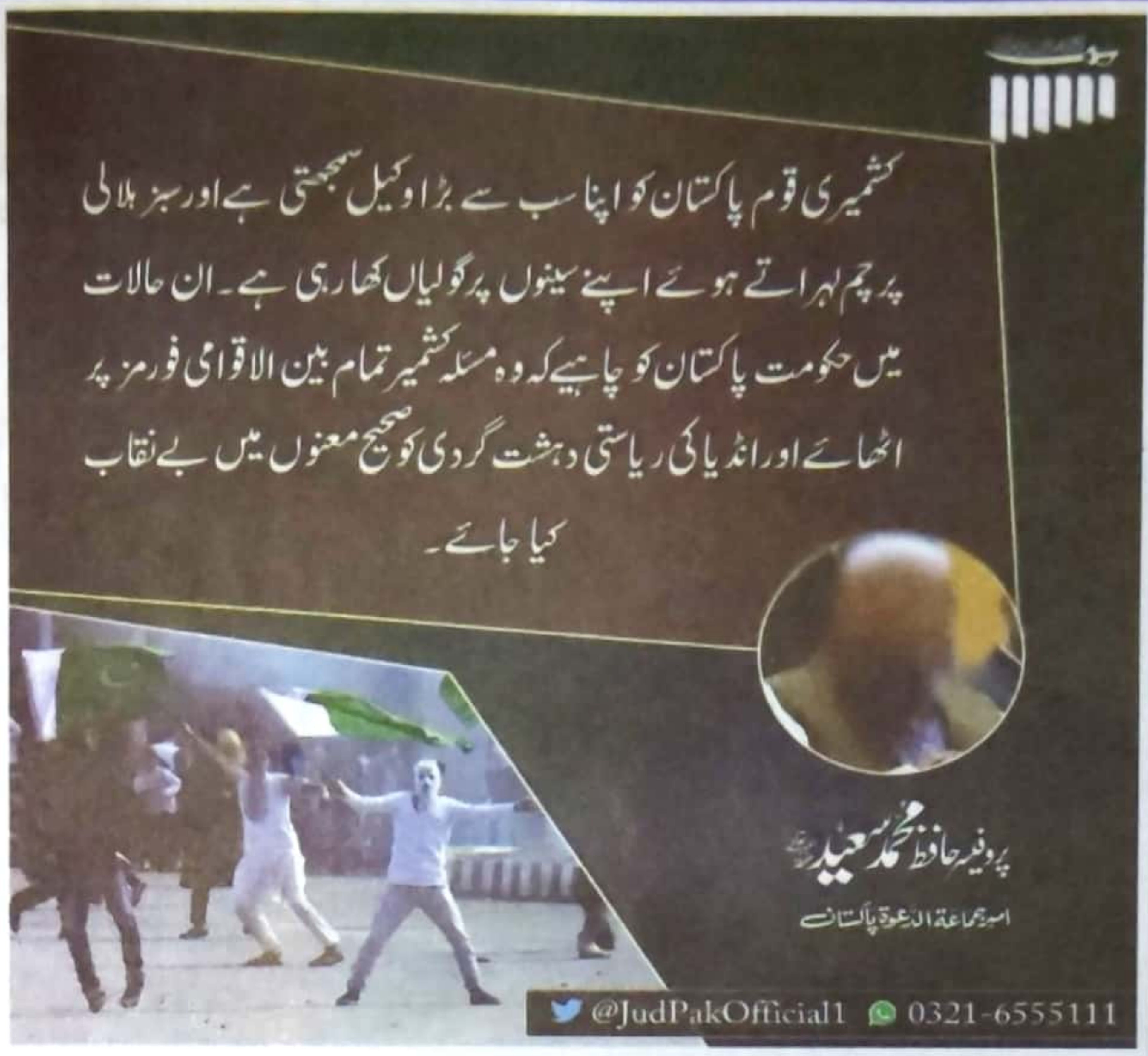

سپریم کورٹ آف پاکستان نے جماعۃ الدعوۃ اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کیخلاف وفاقی حکومت کی اپیل مسترد کرتے ہوئے انہیں ملک بھر میں رفاہی وفلاحی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دے دی۔

12 ستمبر 2018ء کو بدھ کے دن سپریم کورٹ کے جسٹس منظور احمد ملک اور جسٹس سردار طارق مسعود نے کیس کی سماعت کی اور لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے جماعۃ الدعوۃ اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے حق میں فلاحی سرگرمیاں جاری رکھنے کے حکم نامہ کو برقرار رکھا۔

لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس امین الدین خان نے حافظ محمد سعید کے وکیل اے کے ڈوگر ایڈووکیٹ کی طرف سے جماعۃ الدعوۃ اور ایف آئی ایف کیخلاف حکومتی رکاوٹوں سے متعلق دائر کیس پر سماعت کرتے ہوئے رواں برس 4 اپریل کو حکم جاری کیا تھا کہ جماعۃ الدعوۃ اور اس کے رفاہی ادارے کے خلاف کوئی ایسا اقدام نہ اٹھایا جائے جس سے ان کی رفاہی وفلاحی سرگرمیاں متاثر ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس واضح فیصلہ کے بعد سابق وفاقی وزیر داخلہ احسن اقبال کی ہدایات پر محکمہ داخلہ نے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ کیخلاف سپریم کورٹ آف پاکستان سے رجوع کیا تھا جس پر فاضل عدالت نے مذکورہ کیس کی سماعت کے بعد لاہور ہائی کورٹ کے حکم نامہ کو برقرار رکھتے ہوئے جماعۃ الدعوۃ اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کو ملک میں رفاہی وفلاحی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دی ہے۔

دریں اثناء امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالرؤف نے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اسے حق اور سچ کی فتح قرار دیا اور کارکنان و ذمہ داران کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ شکرانے کے نوافل ادا کریں۔

انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے چاروں صوبوں و آزاد کشمیر میں دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت کا کام کرنے والی جماعۃ الدعوۃ اور فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کو سرخرو کیا ہے۔

(جاری کردہ: ترجمان فلاح انسانیت فاؤنڈیشن پاکستان)

جب شریک کیا اس نے میری محبت میں کسی اور کو
"""""یارب"""""
تب سمجھ آیا کہ تو شرک معاف کیوں نہیں کرتا۔

تھر پارکر کے بنیادی مسائل میں پانی کی کمیابی ہی ہے۔اس سنگین مسئلہ کے حل کے لیے پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کی ہدایت پر آئے روز کسی نہ کسی گوٹھ اور آبادی میں کنویں یا دیگر آبی ذرائع کا آغاز ہو رہا ہے۔الحمدللہ

قومی ادارے کو فائدہ پہنچائیں

زیادہ تر لوگ کاغذات وغیرہ بھیجنے کیلئے TCS,OCS کو ترجیح دیتے ہیں جس کیلئے 150-250 ادا کرنے پڑتے ہیں۔ میری آپ تمام حضرات سے التماس ہے کہ TCS,OCS کی بجائے آپ POST OFFICE سے جا کے REGISTRY کروائیں (یعنی صرف سادی ڈاک نہیں کیونکہ وہ دیر سے پہنچتی ہے)۔ایک تو اس کی لاگت صرف 60 روپے ہے اور ساتھ ہی ساتھ قابلِ بھروسہ بھی ہے۔آپ کا سامان بھی 2-3 دن میں پہنچ جائے گا۔ساتھ ہی قومی ادارے کو فائدہ ہوگا جو کہ پہلے نجی اداروں کو ہوتا ہے۔اگر زیادہ جلدی ہے تو ارجنٹ میل سروس (UMS) کے ذریعے ایک دن میں بھی بھیجی جاسکتی ہے۔ ملکی اداروں کی SERVICES, PRODUCTS کو استعمال کر کے معیشت کو بہتر کرنے میں کردار ادا کریں اور ساتھ ہی بازار سے کوئی چیز خریدتے وقت اپنے ملک کی مصنوعات کو بیرونی مصنوعات پر ترجیح دیں۔

سنہری باتیں

" زندگیاں "، صدیوں ، سالوں ، دنوں ، یا مہینوں میں نہیں بدلتی جناب...... زندگی تو اس خوبصورت لمحے میں ہی بدل...... جاتی ہے جس لمحے میں آپ اپنی...... پوری زندگی کو اللہ کی خاطر بدلنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

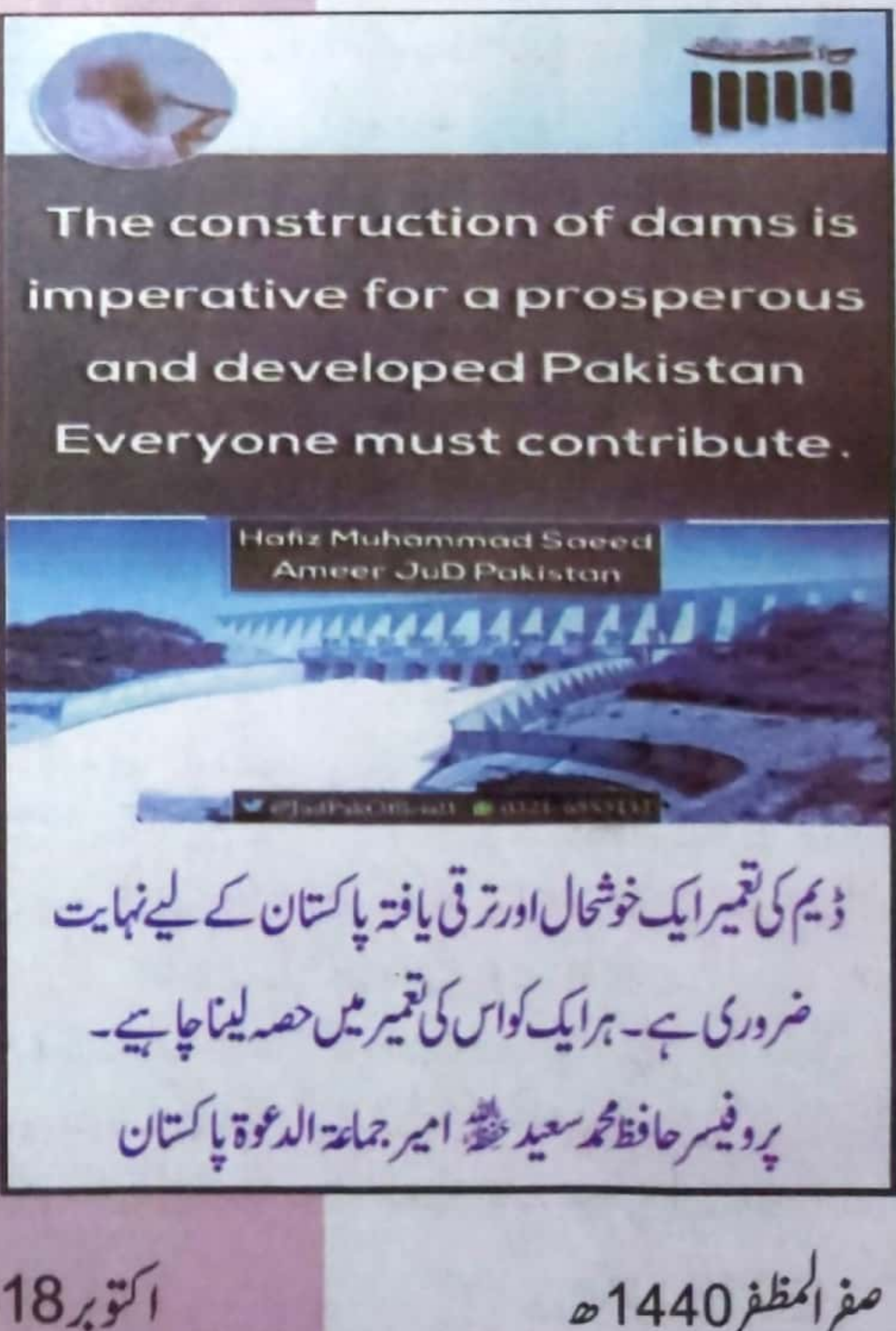

ایک نوجوان کہتا ہے:

میرا کسی بات پر اپنے والد سے کچھ ایسا اختلاف ہوا کہ ہماری آوازیں ہی اونچی ہو گئیں۔میرے ہاتھ میں کچھ درسی کاغذات تھے جو میں نے غصے میں ان کے سامنے میز پر پٹخے اور دروازہ دھڑام سے بند کرتے ہوئے اپنے کمرے میں آگیا۔

بستر پر گر کر ہونے والی اس بحث پر ایسا دماغ الجھا کہ نیند ہی اڑ گئی۔صبح یونیورسٹی گیا تو بھی دماغ کل والے واقعے پر اٹکا رہا۔ندامت اور خجالت کے مارے، دوپہر تک صبر جواب دے گیا، میں نے موبائل نکالا اور اپنے اباجی کو یوں پیغام بھیجا:

"میں نے کہاوت سن رکھی ہے کہ پاؤں کا تلوہ پاؤں کے اوپر کے حصے سے زیادہ نرم ہوتا ہے،گھر آ رہا ہوں، قدم بوسی کرنے دیجئے گا تاکہ کہاوت کی تصدیق ہو سکے۔"

میں جب گھر پہنچا تو اباجی صحن میں کھڑے میرا ہی انتظار کر رہے تھے،اپنی نمناک آنکھوں سے مجھے گلے سے لگایا اور کہا : قدم بوسی کی تو میں تمہیں اجازت نہیں دیتا، تاہم کہاوت بالکل سچی ہے کیونکہ جب تم چھوٹے سے تھے تو میں خود جب تیرے پاؤں چوما کرتا تھا تو مجھے پاؤں کے تلوے اوپر والے حصے سے زیادہ نرم لگا کرتے تھے۔ یہ سن کر رونے کی اب میری باری تھی۔

کیے از حکایات شیخ علی الطنطاوی . رحمہ اللہ،

والدین کی قدر کرو اس سے پہلے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے۔

امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ شجرکاری مہم میں قوم کے شانہ بشانہ

صفر اور ماہ صفر سے منسوب توہمات کی حقیقت

علم و تحقیق

مولانا مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

عربی زبان میں صفر کا معنی خالی ہونا ہے۔ امام اللغة ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد الفراهیدی المتوفی 175ھ رقمطراز ہیں ''الصفر الشئی الخالی'' (کتاب العین ص 522 ط دار احیاء التراث العربی) خالی چیز کو صفر کہتے ہیں۔ نیز ابوالحسن بن فارس المتوفی 395ھ بھی اپنی کتاب معجم مقاییس اللغۃ ص 547 ط ''دار احیاء التراث العربی'' میں ایک معنی یہی لکھتے ہیں۔ ''المعجم الوسیط'' کے مؤلفین لکھتے ہیں' صفر کا معنی خالی ہوجانا ''صفر البيت من المتاع'' گھر سامان سے خالی ہوگیا۔ ''صفرت يده من المال۔ اس کا ہاتھ مال سے خالی ہوگیا' اسی طرح فتح الباری 116/13 میں ''صفر الاناء اذا خلا عن الطعام جب برتن کھانے سے خالی ہوجائے تو کہتے ہیں صفر الاناء برتن خالی ہوگیا۔

اور یہ اسلامی مہینوں میں سے دوسرا بابرکت مہینہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ بعض مہینوں کا احترام کرتے تھے اور ان میں جنگ و جدال اور کشت و خون سے باز رہتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (التوبہ 9:36 پ10)

یقیناً اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہے۔ اللہ کی کتاب میں جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔

تین مہینے متواتر اور لگاتار ہیں۔ ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم اور قبیلہ مضر کا رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ عرب کے کفار و مشرکین ذی القعدہ' ذی الحجہ اور محرم میں قتل و غارت گری سے رکے رہتے اور جوں ہی محرم کے بعد صفر کا مہینہ آجاتا تو وہ جنگ و جدال کے لئے نکل پڑتے تھے اور اپنے گھروں کو خالی چھوڑ دیتے تھے۔ اس لیے اس مہینے کا نام صفر رکھا گیا۔

اور اس طرح انہوں نے اس مہینے کے ساتھ نحوست کا اعتقاد بنا رکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی نفی کرتے ہوئے فرمایا۔ لا عدوى ولا صفر ولا هامة' (صحیح البخاری کتاب الطب باب لا صفر (5717) نہیں ہے بیماری کا متعدی ہونا اور نہ ماہ صفر کی نحوست نہ الو کی نحوست یا روح کی پکار۔

عصر حاضر میں بھی کئی جہلاء اس ماہ مبارک کے متعلق طرح طرح کے خیالات کے حامل ہیں اور اس ماہ مبارک میں شادی بیاہ سے گریز کرتے ہیں۔ مٹی کے برتن توڑ ڈالتے ہیں۔ اس ماہ کے آخری بدھ کو خاص قسم کے حلوے اور کھانے تقسیم کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور اسی دن اللہ نے شفا عطا کی اور اس دن کی نسبت سے غسل صحت کرتے اور سیر و تفریح اور گھاس پر چہل قدمی شفا کی نیت سے کرتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ کے مرض کا آغاز ماہ صفر کے آخری بدھ کو ہوا اور آپؐ اس سے شفایاب نہ ہو سکے اور اس کے بعد میں آنے والے مہینے ربیع الاول میں اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔

علامہ ابن عبدالبر قرطبی المتوفی 463ھ رقمطراز ہیں۔

ثم بدأ برسول الله صلى الله عليه وسلم مرضه الذى مات منه يوم الأربعاء لليلتين بقيتا من صفر سنة إحدى عشرة فى بيت ميمونة ثم انتقل حين اشتد وجعه إلى بيت عائشة......وقبض صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين ضحى فى مثل الوقت الذى دخل فيه المدينة لاثنتى عشرة ليلة خلت من ربيع الأول سنة إحدى عشرة من الهجرة

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب 147.1 ط دار الکتب العلمیہ بیروت

پھر رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری کا آغاز ہوا جس میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ سنہ 11ھ کے ماہ صفر کے آخر میں بدھ والے دن جب صفر کی دو راتیں باقی رہ گئی تھیں' ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں' پھر جب آپ کی تکلیف کی شدت بڑھ گئی تو آپ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہوگئے......اور رسول اللہ ﷺ بروز سوموار چاشت کے وقت جس وقت میں آپؐ مدینہ منورہ داخل ہوئے تھے' 12 ربیع الاول سن 11ھ کو وفات پاگئے۔

یہی بات علامہ ابن عبدالبر کے حوالے سے امام ابن الاثیر الجزری نے اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ'' 144/1 ط بیروت میں ذکر فرمائی ہے۔

نیز ملاحظہ ہو۔ 1۔ تاریخ الامم والملوك المعروف به تاریخ طبری 429/2 ط بیروت

2۔ المغازی لامام موسى بن عقبه المتوفی

☆......کئی توہم پرست لوگ صفر کے آخری بدھ کو منحوس جانتے ہیں حالانکہ صحیح حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بدھ والے دن اس نور کو پیدا فرمایا جس سے فرشتے پیدا فرمائے۔ (مسلم 2789)

141ھ 419ط دارالمنہاج

3- عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر لابن سید الناس المتوفی 734ھ 429/2 موسسۃ عزالدین بیروت

4- سیرۃ النبی ﷺ للدکتور علی محمد الصلابی 690/3 ط دارالسلام

5- الطبقات لابن سعد 205/2' 206 ط دارالسلام

6- فتح الباری 586/9 ط دار طیبۃ

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مورخین کے ہاں یہ بات ثابت ہے کہ جس مرض میں زندگی کے آخری ایام میں آپ ﷺ مبتلا ہوئے تھے' اسی میں آپ کی وفات مبارک ہوئی ہے۔ اس سے شفا یاب ہو کر آپ سیر وتفریح اور غسل صحت کے لئے نہیں نکلے' یہ جہلاء کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ احمد رضا خان بریلوی سے سوال کیا گیا

مسئلہ نمبر 93: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز حضرت ﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی۔ بنا بریں اس روز کھانا وشیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں۔ علیٰ ھذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں۔ کہیں اس روز کو نحس ونا مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی میں توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اس روز کے صحت بخشی جناب رسول اللہ ﷺ عمل میں لائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہوگا یا قابل ملامت وتادیب؟

الجواب: آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں۔ نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم ﷺ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی' اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے۔ آخر اربعاء من الشھر یوم نحس مستمر اور مروی ہوا' ابتدائے ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا علیہ الصلوۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ اور اضاعت مال ہے۔ بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت مسئلہ نمبر 93 حصہ دوم ص 111,110 ط برقی پریس مراد آباد

ص 202,203 ط پروگریسو بکس۔ ص 183 ط مدینہ پبلشنگ کراچی وطبعۃ حفیظ بک ڈپو اردو بازار دہلی۔ ص 200 ط بشیر برادرز۔ ص 191,190 ط بک کارنر جہلم ص 198 ط ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

☆......آخری چہار شنبہ (بدھ) کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی رسول کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا بھی اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ (احکام شریعت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی مسئلہ نمبر 93 حصہ دوم ص 111-110)

اسی طرح بریلوی مکتب فکر کا ایک اور عالم حکیم محمد امجد علی اعظمی لکھتا ہے۔

مسئلہ: ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں سیر وتفریح وشکار کو جاتے ہیں۔ پوڑیاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے اور خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسل صحت فرمایا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا' وہ باتیں خلاف واقع ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں بلکہ حدیث کا یہ ارشاد ''لا صفر'' یعنی صفر کوئی چیز نہیں۔ ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔'' (بہار شریعت ص 242 حصہ سولہواں۔ ص 2334 ط شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

تنبیہ: احمد رضا خان بریلوی نے احکام شریعت میں جس مرفوع حدیث کا ذکر کیا ہے کہ آخر اربعاء من الشھر یوم نحس مستمر مہینے کا آخری بدھ لگاتار نحوست کا دن ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ابوالوزیر صاحب دیوان المھدی رقم الترجمۃ (7727) 406/14 میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور خطیب کے طریق سے امام ابن الجوزی نے کتاب الموضوعات من الاحادیث المرفوعات باب ذم یوم الاربعاء (917) 344/3' 345 ط اضواء السلف میں ذکر کیا ہے اور سیوطی نے اللآلی المصنوعۃ 441/1 میں اس طرح اسماعیل العجلونی نے کشف الخفاء ومزیل الالباس (3) 12/1 ط دار احیاء التراث العربی و 26/1 ط مکتبۃ العلم الحدیث سوریا دمشق میں اور ابوالحسن علی بن محمد الکنانی نے تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الشنیعہ الموضوعۃ 55/2 ط دار الکتب العلمیہ بیروت میں اور علامہ علی متقی ہندی نے کنز العمال (2931) میں ذکر کیا ہے اور یہ روایت انتہائی کمزور اور کئی آئمہ حدیث کے ہاں موضوع و من گھڑت ہے۔ تفصیل کے لئے امام ذہبی کی کتاب تلخیص الموضوعات رقم 506-508 ص 228,227 ط مؤسسہ دار الدعوۃ نیو دہلی۔ تذکرۃ الموضوعات ص 116 القاصد الحسنۃ (943) ترتیب الموضوعات (439) الدر الملتقط (70) الاسرار المرفوعۃ (624) وغیرھا ملاحظہ ہوں۔ مشہور دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن میں جناب رسول اللہ ﷺ کو شدت مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی۔ وہ اب جاہل ہندیوں میں رائج ہوگئی ''نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔'' (تالیفات رشیدیہ ص 154 ط ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور جدید ایڈیشن بار دوم 1992

علامہ عبداللہ بن عبدالعزیز التویجری لکھتے ہیں۔

فکثیر الجھال یتشاء م بصفر' ربما ینھی عن السفر فیہ' وقد قال بعض ھؤلاء الجھال ذکر بعض العارفین انہ ینزل فی کل سنۃ ثلاثمائۃ وعشرون الفا من البلیات وکل ذالک فی یوم الاربعا الاخیر من الصفر فیکون ذالک الیوم اصعب ایام السنۃ کلھا' فمن صلی فی ذالک الیوم اربع رکعات یقرء فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وسورۃ الکوثر سبع عشرہ مرۃ والاخلاص خمس عشرہ مرۃ والمعوذتین مرۃ ویدعو بعد السلام بھذا الدعاء حفظہ اللہ بکرمہ من جمیع البلیات التی تنزل فی ذالک الیوم ولم تحم حولہ بلیۃ فی تلک السنۃ (البدع الحولیۃ ص 126 ط دار الفضیلۃ ودار ابن حزم) نیز دیکھیں روی الظمآن فی فضائل الاشھر والایام ص (4) بحوالہ معجم البدع ص 445 للشیخ رائد بن

صبری بن ابی علقہ ط دار العاصمۃ الریاض)

بہت سارے جاہل ماہ صفر سے بدفالی لیتے ہیں اور بعض اوقات اس ماہ میں سفر سے روکتے ہیں اور ان جہلاء میں سے کسی نے کہا ہے کہ بعض عارفین نے ذکر کیا ہے کہ ہر سال 3 لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور یہ ساری بلائیں ماہ صفر کے آخری بدھ نازل ہوتی ہیں اور وہ دن سال کے تمام دنوں سے زیادہ مشکل اور دشوار ہوتا ہے' جس نے اس دن چار رکعات نماز اس طرح ادا کی کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ' سترہ بار سورۃ الکوثر پندرہ بار سورۃ الاخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور سلام کے بعد یہ دعا کی تو اللہ اپنے کرم کے ساتھ اس دن تمام نازل ہونے والی بلاؤں سے اس کی حفاظت کرے گا اور سارا سال کوئی آفت اس کے گرد نہیں آئے گی اور جو دعا وہ بتاتے ہیں' وہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللهم يا شديد القوة يا شديد المحال' يا عزيز' يا من ذلت لعزتك جميع خلقك اكفنى من شر خلقك' يا محسن يا مجمل يا متفضل' يا منعم يا متكرم' يا من لا اله الا انت ارحمنى برحمتك يا ارحم الراحمين' اللهم بسر الحسن واخيه وجده وابيه وامه وبنيه' اكفنى شر هذا اليوم وما ينزل فيه يا كافى المهمات و يادافع البليات' فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم' وصلى الله على سيدنا محمد و على آله وصحبه اجمعين۔ (روی الظمآن فی فضائل الاشہر والایام ص (4) البدع الحولیہ ص 127 معجم البدع ص 445)

اسی طرح بعض لوگ شر اور بلاؤں کے ازالے کے لئے ماہ صفر کے آخری بدھ میں آیات سلام جیسے "سلام على نوح فى العالمين" وغیرہ لکھ کر برتنوں میں ڈالتے اور پیتے ہیں' اس سے تبرک لیتے اور ایک دوسرے کو ہدیہ و تحفہ دیتے ہیں تاکہ بلاؤں کا دفعیہ اور ازالہ ہو۔ معجم البدع ص 446,445 السنن المبتدعات للقشیری ص 138)

مشتاق بک کارنر لاہور سے محمد الیاس عادل کی ایک کتاب بنام بارہ مہینوں کی نفلی عبادات طبع ہوئی ہے جس میں اس قسم کی کئی غیر ثابت' وضعی اور خود تراشیدہ عبادات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں مذکورہ بالا چار رکعات کے ذکر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ

سلام پھیرنے کے بعد اپنا سر سجدے میں رکھے اور ایک مرتبہ یاوہاب اور الٰہی الحق کہے اس کے بعد اٹھ کر بیٹھ جائے اور اکٹھ 61 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے پھر ایک ہزار چودہ (1014) مرتبہ یاوہاب کا ورد کرے اور اس کے بعد 100 سو مرتبہ الٰہی الحق پڑھے۔ پھر سجدے سے سر اٹھائے اور تین مرتبہ یہ درود پڑھے اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبى الامى وعلى آله وبارك وسلم (بارہ مہینوں کی نفلی عبادات ص 31 بحوالہ اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ص 86 از محترم ارشد کمال)

الغرض جاہل لوگوں نے مختلف مہینوں اور دنوں کے حوالے سے کئی طرح کی بدعات اور رسومات وضع کر رکھی ہیں جن کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

ماہ صفر کی فضیلت اور اس کی مخصوص عبادت کے بارے کوئی حدیث نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مہینوں سے ایک مہینہ ہے۔ جو عبادات روزانہ سرانجام دی جاتی ہیں' وہی عبادات اس ماہ میں بھی حسب معمول جاری و ساری ہیں اور اس کے آخری بدھ کو منحوس اور بے برکت خیال کرنا تو ہم پرستی اور جاہلانہ اقدام سے ہیں۔ حالانکہ بدھ والے دن صحیح حدیث کے مطابق اللہ رب العالمین نے نور کو پیدا فرمایا ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! خلقت الملائكة من نور والجان من مارج من نار وخلق آدم عليه السلام مما وصف لكم (مسند احمد 109/42 (25194) صحیح مسلم 2996/60 عبدالرزاق (20904) فرشتے نور سے پیدا کئے گئے۔ اور جنات بھڑکتی ہوئی آگ سے اور آدم علیہ السلام اس چیز سے پیدا کئے گئے جو تمہارے لئے بیان کردی گئی ہے۔ یعنی مٹی سے۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (خلق النور يوم الاربعاء......) اللہ تعالیٰ نے بدھ والے دن نور پیدا کیا۔ (صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب ابتداء الخلق 2789/27)

لہٰذا بدھ والے دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے نورانی مخلوق پیدا کی جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ اس کے حکم کی مکمل اطاعت و تعمیل کرتے ہیں۔ یہ دن بڑا بابرکت ہے۔ اس میں نحوست نہیں ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بدھ والے دن کوڑھ اور برص کی بیماری ظاہر ہوتی ہے اور اس کی بنیاد ایک ضعیف روایت پر رکھتے ہیں' وہ روایت درج ذیل ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع سے کہا میرے خون میں جوش اور حرارت کی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ میرے لئے کوئی حجام سینگی لگانے والے تلاش کرو۔ اگر ہوسکے تو نرم مزاج والا آدمی لانا۔ بوڑھا یا کم سن نہ لانا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے۔

الحجامة على الريق امثل وفيه شفاء وبركة وتزيد فى العقل و فى الحفظ فاحتجموا على بركة الله يوم الخميس واجتنبوا الحجامة يوم الاربعاء والجمعة والسبت ويوم الاحد تحريًا واحتجموا يوم الاثنين والثلاثاء فانه اليوم الذى عافى الله فيه ايوب من البلاء وضربه بالبلاء يوم الاربعا فانه لايبدوا جذام ولا برص الا يوم الاربعاء او ليلة الاربعاء (ابن ماجہ کتاب الطب (3487)

نہار منہ سینگی لگانا زیادہ بہتر ہے۔ اس میں شفاء اور برکت ہے۔ اور عقل اور حفظ میں اضافہ ہوتا ہے جمعرات والے دن اللہ کے نام پر سینگی لگوالو۔ بدھ' جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو اہتمام کے ساتھ سینگی لگوانے سے پرہیز کرو۔ سوموار اور منگل کو سینگی لگوالو یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو بیماری سے عافیت عطا کی تھی اور آپ کی بیماری کی ابتداء بدھ سے ہوئی۔ کوڑھ اور برص کا مرض صرف بدھ والے دن یا بدھ کی رات کو ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ روایت بلحاظ سند درست نہیں ہے۔

اس سند میں عثمان بن مسطر ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "ضعیف" (تقریب مع تحریر رقم 45/9 علامہ ذہبی فرماتے ہیں "ضعفوہ" محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے (الکاشف رقم 3741)

امام حاکم نے "المستدرک" میں 210/4 رقم (7479) اس روایت کو غزال بن محمد کے طریق سے بھی بیان کیا ہے اور آخر میں فرمایا ہے (رواه هذا الحديث كلهم ثقات الا غزال بن محمد فانه مجهول لااعرفه بعدالة ولا جرح" اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں سوائے غزال بن محمد کے وہ مجہول ہے میں اس کے بارے میں عدالت وجرح کو نہیں جانتا۔

باقی صفحہ 20 پر

مسائل واحکام

قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دار العلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

آپ کے سوال

کیا اولاد والدین کو یا والدین اولاد کو عاق کر سکتے ہیں؟

س: اگر والد اپنی اولاد کو خرچہ نہ دے اور بچوں کو تعلیمی اداروں وغیرہ میں داخلے کے لئے اپنی ولدیت کے حوالہ سے ضروری قانونی دستاویزات مہیا نہ کرے، خود کو لاتعلق ہی نہیں بلکہ لاپتہ بھی رکھے تو کیا اولاد ولدیت کے خانے میں اپنے والد کا نام ہٹا کر پاکستان یا کوئی اور نام رکھ سکتی ہے؟ جیسا کہ ابھی حال میں تطہیر فاطمہ نامی کیس میں یہ صورت حال سامنے آئی۔ اس کیس میں لڑکی والد کا نام ہٹانا اور اسے عاق کرنا چاہتی ہے۔ اسی طرح کیا والدین اولاد کو عاق کر سکتے ہیں؟

الجواب بعون الوھاب

1۔ ایک مسئلہ جو اصل میں بنیادی ہے کہ کیا کوئی مرد یا عورت اپنے باپ کی جگہ پر کسی اور کا نام بول اور لکھ سکتی ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيلَ (4) اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَ هُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ (احزاب 4-5)

اور اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا۔ یہ تمہارے اپنے مونہوں سے کہنا ہے اور اللہ حق سچ کہتا ہے اور راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے ہاں زیادہ انصاف کی بات ہے۔ پھر اگر تم ان کے باپ نہ جانو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔

ان آیات سے پتا چلا کہ کوئی انسان اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں کئی احادیث نبویہ بھی مروی ہیں۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔ (بخاری کتاب التفسیر باب ادعوھم لاباءھم 4782)

جس نے اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کی اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ (بخاری کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیہ: 6768))

اپنے باپوں سے بے رغبتی مت کرو کیونکہ جس نے اپنے باپ سے بے رغبتی کی تو یہ کام کفر ہے۔ ایک اور روایت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری کتاب المناقب

رقم:3909)

سب سے بڑے بہتانوں میں سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنی نسبت اپنے باپ کے غیر کی طرف کرے یا اپنی آنکھ کو وہ کچھ دکھائے جو اس نے نہیں دیکھا۔ (یعنی لوگوں کو من گھڑت خواب سنائے) یا اللہ کے رسول ﷺ کے متعلق وہ بات کہے جو آپؐ نے نہیں فرمائی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے (اور آپؐ نے اسے اپنا متبنیٰ بنایا ہوا تھا) کو زید بن محمد ہی پکارا کرتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ) ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے ہی پکارو تو ہم نے اسے زید بن حارثہ کہنا شروع کردیا۔ (بخاری كتاب التفسير باب ادعوهم لابائهم4786)

ان نصوص شرعیہ سے واضح ہوا کہ کسی شخص کو غیر باپ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اگر غلطی سے لاعلمی میں ہوجائے تو اس کی اصلاح کردی جائے۔ اگر باپ کا علم نہ ہو تو اس کو بھائی (اخو فلان) اور بہن (اخت فلان) یا مولیٰ فلان (فلاں کا دوست) کہہ کر پکارا جائے یا مثال کے طور پر اخت پاکستان کہا جائے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ پاکستانیوں کی بہن ہے لیکن سوال میں مذکور شکل ایسی نہیں، اس میں باپ معلوم ہے اور اس نے اپنی بیٹی کا انکار بھی نہیں کیا۔ اس لئے عدالت کا ایک کام یہ ہے کہ ایک تو بیٹی کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر اٹھنے والے اخراجات بچی کو دلائے، دوسرا یہ کہ باپ کو ضروری دستاویزات مہیا کرنے پر مجبور کرے۔ (اور عدالت نے الحمدللہ ایسے ہی کیا)

عاق نامہ کی شرعی حیثیت:

دوسرا قابل غور مسئلہ یہ کہ کیا کوئی انسان اپنی اولاد کو عاق کرسکتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عاق کی ہوئی اولاد اس کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی حقدار نہیں رہتی۔ تو شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز نہیں۔ اگر اولاد نافرمان ہے تو اس کا محاسبہ کل قیامت والے دن ہوگا اور والدین کی نافرمان اولاد کو اللہ کے ہاں اس کا جواب دینا پڑے گا جو بہت کٹھن مرحلہ ہے۔ ہاں! البتہ مسلسل محنت و کوشش کرنے کے باوجود بالغ اولاد من مانی کرے اور اصلاح نہ کرے تو اس کے قول و فعل کی ذمہ داری سے برأت کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ابو رمثہ کو مخاطب ہوکر فرمایا تھا۔

اما انه لايجني عليك ولا تجني عليه ثم قرء رسول الله ولاتزر وازرة وزر اخرى۔

خبردار رہیں اس کے جرم کا تجھ سے نہ پوچھا جائے گا اور نہ تیرے جرم کا مواخذہ اس سے ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کی آیت پڑھی، کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ (ترمذی۔4495)

شرعی لحاظ سے وراثت سے روکنے والی درج ذیل صورتیں ہیں۔

کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا۔ (بخاری 6764، مسلم 1614، ترمذی 2109، ابوداؤد: 4564) اپنے مورّث (جو کسی کو وارث بناتا ہے) کو قتل کرنے والا مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔ اسی طرح غلام (اپنے مالک کا) وارث نہیں بنتا۔ (ابوداؤد 4582)

اس کی کوئی دلیل نہیں کہ عاق کرنے والا اور کیا جانے والا ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ بات واضح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک حق وارث کو عطا کیا ہے تو اللہ کے سوا اسے کوئی ختم نہیں کرسکتا۔

اولاد کا ماں باپ کو عاق کرنا

جس طرح والدین اولاد کو عاق نہیں کرسکتے، اسی طرح اولاد بھی اپنے والدین کو عاق نہیں کرسکتی۔ والدین اگر اپنی منصبی ذمہ داری ادا نہیں کرتے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہیں لیکن ان کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے اولاد ان سے الگ ہوجائے اور والدین کے حقوق ادا نہ کرے تو شرعی لحاظ سے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اولاد کے عاق کرنے پر والدین کو اولاد کے ترکہ سے محروم نہیں کیا جاسکتا، جیسے اللہ تعالیٰ نے والدین کے فوت ہونے پر اولاد کو وارث قرار دیا ہے، اسی طرح اولاد کے فوت ہونے پر والدین کو بھی ترکہ کا حقدار بنایا ہے۔ تو فریقین میں سے کسی کو بھی تعلقات کشیدہ ہونے کی بناء پر اس کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ فرمایا وبالوالدین احسانا اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (بنی اسرائیل۔23)

اللہ کے نبی ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو بڑے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (بخاری 5976)

المختصر والد کی بے رخی اور لاپروائی کی وجہ سے اولاد کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اس سے بالکل الگ تھلگ ہوجائے اور اپنے مال سے بھی اسے محروم یا لاتعلق کردے۔

قانون سازی کی ضرورت ہے:

سوال میں مذکور کیس سے قطع نظر بھی ہمارے معاشرے میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں کہ جن کے حقیقی والد کا علم نہیں ہوتا۔ حکومتی اور پرائیویٹ اداروں میں ایسے افراد کی ولدیت والے خانے کو پر کرنے کے لئے الجھن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر غیر باپ کا نام یا فرضی نام لکھا جائے تو شرعی لحاظ سے درست نہیں اور اگر اخت (بہن) یا اخ (بھائی) لکھا جائے تو اداروں میں موجود براہ راست معاملات نمٹانے والے ذمہ دار اس کے لئے تیار یا اس پر مطمئن نہیں ہوتے۔ اس لئے اس حوالہ سے قانون سازی کی ضرورت ہے تاکہ شریعت کی مخالفت سے بچ کر خوش اسلوبی سے اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ قانون ساز اداروں میں بیٹھے ہوئے اراکین محترم کو یہ معاملہ سنجیدگی سے حل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

کیا مقرر منافع لینا جائز ہے

س: میں تین لاکھ روپے کاروبار کے لئے اگر کسی کو دیتا ہوں اور اس سے ہر ماہ 15000 روپے وصول کرتا ہوں، کیا یہ سود ہوگا اور نقصان کی صورت میں بھی اس سے پندرہ ہزار روپے وصول کرنا کیا درست ہے؟

الجواب بعون الوهاب

کسی کو کاروبار کے لئے رقم دی جائے تو شرعی طریقہ یہ ہے کہ کام کرنے والے کے ساتھ طے کیا جائے کہ حاصل ہونے والی آمدن کا کچھ حصہ (مثلا نصف یا تیسرا یا چوتھا حصہ) رقم کے مالک کو ملے گا، باقی کاروبار کرنے والے کا ہوگا۔ اگر نقصان ہوا تو محنت کرنے والے کی محنت ضائع ہوگی اور رقم کا نقصان مالک زر کے کھاتے میں جائے گا۔ اس صورت کو عربی میں مضاربت کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ جائز اور درست ہے، اگر فائدے اور نقصان ہر دو شکل میں رقم طے کی جائے مثلا پندرہ ہزار روپے ماہانہ تو یہ ناجائز ہے اور سود کی شکل ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے ورنہ سود کا معاملہ بڑا سنگین ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ

کے ساتھ جنگ ہے۔ (بقرہ 279) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لعن رسول اللہ ﷺ اکل ربا وموکله وکاتبه وشاهدیه (مسلم 1598)

رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے' اسے کھلانے والے' اسے لکھنے والے اور اس کے گواہ بننے والوں پر لعنت کی ہے۔

کیا چاچو کے پوتوں اور نواسوں سے پردہ ہے

س: چاچو کے پوتوں اور نواسوں سے پردہ ہے یا نہیں۔

الجواب بعون الوهاب

چچا کے بیٹوں سے پردہ ہے تو اس کے پوتوں اور نواسوں سے بھی ہوگا۔ جن مردوں کے سامنے عورت کو اپنی زینت (چہرہ' ہاتھ وغیرہ) ظاہر کرنے کی اجازت ہے' ان میں مذکورہ افراد شامل نہیں' لہٰذا ان سے پردہ ہوگا۔

نماز کی سستی کیسے دور ہوسکتی ہے

س: میرا دل کرتا ہے کہ نماز پڑھوں لیکن جب اذان ہوتی ہے تو پھر نماز کے قریب جانے کو دل نہیں چاہتا۔ جب وقت گزر جائے تو دل بے چین ہو جاتا ہے۔

الجواب بعون الوهاب

شیطان آپ کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ آپ قرآن مجید باترجمہ پڑھنے کی عادت بنائیں۔ لاحول ولا قوة الا باللہ کثرت سے پڑھیں' باعمل علماء کی تقاریر سنیں اور آپ کا دل چاہے یا نہ چاہے' نماز ہر صورت پڑھیں۔ آہستہ آہستہ آپ کا دل نماز میں لگنے لگ جائے گا۔ بہرحال روحانی لحاظ سے آپ کی کیفیت تشویشناک ہے۔ اس صورت حال سے نکلنے کے لئے آپ کو اخلاص کے ساتھ محنت کرنا ہوگی۔ درج ذیل الفاظ قرآنی کا معنی ذہن میں رکھ کر کثرت سے پڑھیں

وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ o وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ (سورة المومنون۔ 97-98)

اور تو کہہ اے میرے رب! میں شیطانوں کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور تو کہہ اے میرے رب میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آموجود ہوں۔

سالی سے زنا

س: اگر کوئی اپنی سالی سے زنا کرے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب

کوئی آدمی اپنی سالی سے زنا کرے یا برائی سے' وہ اپنے رب سے خلوص دل سے معافی مانگے' اس کے سامنے ندامت و پشیمانی کا اظہار کرے۔ آئندہ اس کام اور اس کام کے اسباب سے اجتناب کرنے کا عزم کرے تو اللہ کی طرف سے معافی کی امید کی جاسکتی ہے۔ حدیث نبوی ہے۔ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (بخاری 2661) بے شک بندہ جب گناہ کا اعتراف کرتا ہے' پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اگر ہمت و جرات ہے اور گناہ کی معافی یقینی لینا مقصود ہے تو قاضی' جج کے پاس جاکر گناہ کا اعتراف کرے اور اسلامی سزا کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دے۔

عدالت میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

س: ایک اہلحدیث لڑکے کو بریلوی لڑکی کہتی ہے مجھ سے عدالت میں نکاح کرلو کیونکہ میرے گھر والے نہیں مانیں گے' کیا ایسی صورت میں لڑکی کو شرک و بدعت جیسے گناہ سے بچانے کے لئے عدالت میں نکاح جائز ہے؟

الجواب بعون الوهاب

عدالتی نکاح شرعی لحاظ سے جائز نہیں کیونکہ وہ ولی کی اجازت کے بغیر ہوتا ہے اور ولی کی اجازت کے بغیر کیا ہوا نکاح' شرعی نکاح نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لانکاح الا بولی نکاح صرف سرپرست کے ذریعہ سے ہے۔ (ابن ماجہ 1881 ابوداؤد 2085' ترمذی 1101)

ایک حدیث میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ (ابوداؤد 2083 ترمذی 1106' ابن ماجہ 1879)

وہ عورت جو اپنے ولی کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے۔

اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

س: اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ کیا کرے؟

الجواب بعون الوهاب

اس کی نماز ختم ہوگئی ہے' وہ امامت فوری طور پر چھوڑ دے اور اپنی جگہ پر کسی مقتدی کو کھڑا کر دے' وہ نماز مکمل کروادے۔

اگر کتا کپڑوں کے ساتھ لگ جائے تو ان کپڑوں میں نماز کا حکم کیا ہے

س: اگر کتا کپڑوں کے ساتھ لگ جائے تو کیا ان کپڑوں میں نماز ہو جائے گی۔

الجواب بعون الوهاب

ان کپڑوں میں نماز ہو جائے گی۔ مذکورہ صورت میں ان کپڑوں کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ کسی کا دل اس پر مطمئن نہ ہو تو الگ بات ہے۔ وہ کپڑے تبدیل کر سکتا ہے۔

سود پر رقم لے کر کاروبار کرنا؟

س: اگر کسی انسان کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکے تو وہ سود پر رقم لے کر کاروبار کر سکتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب

سودی رقم کے ساتھ کاروبار اور تجارت جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر لعنت کی ہے۔ (مسلم 1598)

رابطہ برائے استفسارات:

شعبہ ”آپ کے سوال“ ماہنامہ مجلہ الحرمین

پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

فون برائے میسج 0320-4432378 (جواب صرف مجلہ میں دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ)

موت کے سوداگر......

یورپ میں روزگار کے لالچ میں انسانی سمگلروں کی بھینٹ چڑھنے والے ایک نوجوان کی الحرمین سے لرزہ خیز گفتگو

اصلاح معاشرہ

محمد قاسم حمدان

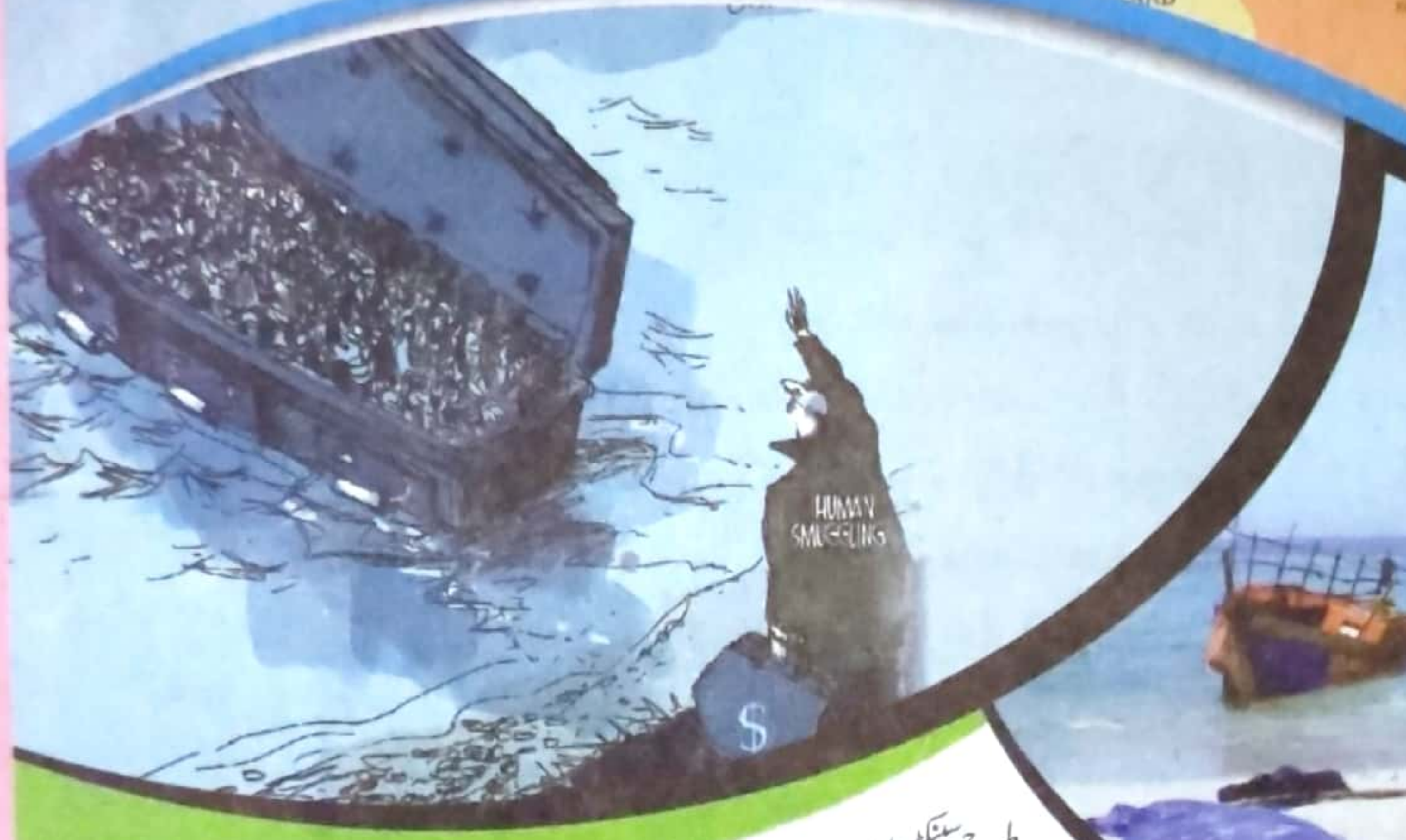

امریکہ نے پاکستان کو گرے لسٹ سے نکالنے کی بجائے انسانی سمگلنگ کی واچ لسٹ سے نکال دیا ہے لیکن وہ درجہ دوم میں اب بھی شامل ہے۔ یعنی خطرہ ابھی ٹلا نہیں ہے۔ 2011ء سے لے کر اب تک پاکستان نے کبھی اتنے پوائنٹس حاصل نہیں کیے کہ وہ درجہ اول میں شامل ہو سکے۔ اگر کوئی ملک درجہ سوم میں چلا جائے تو اس پر امریکہ پابندیاں عاید کرسکتا ہے۔

اس رپورٹ کے مطابق پاکستان کی درجہ بندی میں بہتری آئی ہے کیونکہ انسانی حقوق کے حوالے سے پاکستان میں قانون سازی ہوئی ہے۔ پاکستان میں ہمیشہ قانون بننے کے بعد گرد کی دبیز تہوں میں دفن ہو جاتے ہیں۔ قانون بننے کے باوجود انسانی سمگلنگ کا اژدھا اسی طرح سینکڑوں خاندانوں کے کڑیل جوانوں کو نگل رہا ہے۔ ہزاروں خاندانوں کے لخت جگر یہ جانتے ہیں کہ ان انسانی سمگلروں کے ہتھے چڑھنا موت کو گلے لگانے کے مترادف ہے۔ اخبارات شاہد ہیں' آئے روز سہانے مستقبل کے خواب من میں سجائے کتنے ہی نوجوان اپنے پیاروں سے ہزاروں میل دور سمندر میں کبھی کشتی الٹنے سے وہیل اور شارک جیسی خطرناک مچھلیوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔ ٹرالر میں دم گھٹنے سے جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔ کبھی بھوک، پیاس سے اور کبھی کسی یورپین ملک کا بارڈر کراس کرتے ہوئے سکیورٹی فورسز کی گولیوں کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ یوں پردیس میں گمنامی کی موت مر کر حرف غلط کی طرح مٹ جاتے ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے نوجوان بھی ہوتے ہیں جو اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے اور خاندان کے واحد کفیل ہوتے ہیں۔

قارئین کرام! آج آپ ایک ایسے ہی نوجوان کی داستان الم پڑھیں گے جس نے غیر قانونی ذرائع سے یورپ جانے کے لئے ٹکا ٹکا جوڑ کر ان انسانی زندگیوں سے کھیلنے والوں کی جھولی میں لا کر ڈالا اور پھر ایک دن اسے یورپ جانے کا گرین سگنل ملا۔ اس سے آگے کیا ہوا' یہ

☆......ایران کے پہاڑوں میں سات دن بھوکے پیاسے سفر کرنے کے بعد ہم ڈھانچے بن چکے تھے۔ ایسے لگ رہا تھا کہ پاکستان کے سرسبز وشاداب صوبہ پنجاب سے نہیں بلکہ قحط زدہ صومالیہ کے باشندے ہوں۔

سب ہم اسی کی زبان سے سنتے ہیں۔

میرا نام خالد عثمان ہے اور میرا تعلق راہوالی کینٹ گوجرانوالہ سے ہے۔ جب ہم گوجرانوالہ سے چلے تھے تو ہم پندرہ آدمی تھے۔ جب ہم پاکستان کا بارڈر کراس کر کے ایران پہنچے تو یہ تعداد چار سو تک ہو گئی۔ ہمیں کوئٹہ میں اچھے ہوٹل میں رکھا گیا اور ہماری خوب خاطر مدارات کی گئی۔

پھر ہمیں پاک ایران بارڈر پر پہنچا دیا گیا جہاں رات کے سناٹے میں ہم نے ایران کا بارڈر کراس کیا تو ساتھ ہی ہماری ابتلاء کا دور شروع ہو گیا، سہانے سپنے' بھیانک خوابوں کا روپ دھار گئے۔ ساری رات پیدل سفر کرنے کے بعد جب صبح کی پو پھٹنے لگی تو انہوں نے ہمیں ایک حویلی نما قید خانے میں بند کر دیا۔ یہ ہمارا پہلا پڑاؤ تھا۔ ساری رات سفر کرنے کی وجہ سے بھوک نے نڈھال کر دیا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ ابھی کچھ ریسٹ کرنے کے بعد ناشتہ وغیرہ ملے گا آخر ہم نے لاکھوں روپے کس بات کے دیئے ہیں لیکن کیا خبر تھی کہ اس کے بدلے گالیاں، گھونسے اور ٹھڈے ملیں گے۔ پورا دن بھوکے پیاسے رہنے کے بعد دوسری رات پھر سفر کا حکم ملا۔ اب انہوں نے ہماری اچھی طرح سے تلاشی لی۔ جو کچھ پاس تھا' وہ سب چھین لیا۔ ایک بار پھر ہمارا سفر کٹھن و سنگلاخ پہاڑوں پر شروع ہو گیا۔ پہاڑوں پر چلنے کا اصول یہ ہوتا ہے کہ ایک لائن میں چلایا جاتا ہے۔ ہم اندھیری رات میں ان دیکھی راہوں پر یورپ جانے کی چاہ میں چل رہے تھے۔ تھکاوٹ کی وجہ سے پاؤں بوجھل ہو رہے تھے لیکن جس کی رفتار بھی سست ہوتی تو اسے پیچھے سے ایک زناٹے دار کوڑا پڑتا تھا۔ اگر راستے میں کوئی بیمار ہو گیا تو ان کی بلا سے' گویا اس کا بیمار ہونا اس کا جرم تھا اور اس کا علاج لاتوں اور مکوں کی بارش سے ہوتا۔ اگر مریض زیادہ سیریس ہوتا تو اس کے لئے پسٹل کی ایک ہی گولی کافی ہوتی۔ ہم نے پہاڑ کی کھائیوں میں کئی انسانی ڈھانچے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ یہاں سے اٹھنے والا تعفن اور بدبو ایسی تھی جیسے یہ ماکو کے پہاڑ نہیں بلکہ کوئی شمشان گھاٹ ہو۔ تقریباً سات راتوں کا سفر کرنے کے بعد انہوں نے ہمیں ایک غار میں بند کر دیا جو سمگلروں نے کرینوں سے پہاڑ کھود کر بنائی تھیں۔ بھوک سے ہم ڈھانچے بن چکے تھے۔ ایسے لگ رہا تھا کہ ہم پاکستان کے سرسبز و شاداب صوبہ پنجاب سے نہیں بلکہ قحط زدہ صومالیہ کے باشندے ہوں۔

یہاں دو دن ٹھہرنے کے بعد ہمیں نئے گینگ کے ہاتھوں بیچ دیا گیا۔ پہاڑوں کے بعد اب میدانی سفر کرنا تھا۔

☆.....ایک شخص کے پاس پانی کی بوتل تھی جس میں بمشکل چند قطرے پانی تھا' میں نے اس شخص کی بہت منت سماجت کی کہ مجھے ایک قطرہ ہی پانی دے دو اور جتنی قیمت چاہے لے لو مگر بے حسی کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک قطرہ بھی دینے کو تیار نہ ہوا۔

جیسے ہی سفر شروع کیا تو حکم ہوا کہ سب نے دوڑنا ہے۔ کسی نے کہیں بھی نہیں رکنا۔ ایک سمگلر موٹر سائیکل پر سب سے آگے تھا۔ وہ درمیانی سپیڈ سے چل رہا تھا۔ اسی طرح ایک سمگلر آخر میں تھا۔ اس کے پاس بھی موٹر بائیک تھی۔ چار گھنٹے مسلسل دوڑنے کے بعد انہوں نے ہمیں صرف تین منٹ کی ریسٹ دی' اس کے بعد پھر سب نے دوڑنا شروع کیا۔ اب تو پیاس سے سب کا برا حال تھا۔ سبھی ایک ایک قطرہ پانی کو ترس رہے تھے۔ ایک شخص کے پاس پانی کی بوتل تھی جس میں بمشکل چند قطرے پانی تھا۔ میں نے اس کی بہت منت سماجت کی' اسے کہا کہ جتنے پیسے چاہے لے لو' بس ایک قطرہ پانی دے دو لیکن شقاوت قلبی اور بے حسی کا یہ عالم تھا کہ ایک قطرہ پانی بھی دینے پر وہ تیار نہ ہوا۔ آخر کار میری ہمت جواب دے گئی اور میں نیم بیہوشی کے عالم میں ادھر گر پڑا۔

اسی اثناء میں آخر والا سمگلر میرے پاس پہنچ گیا۔ وہ خود تو موٹر سائیکل پر تھا' اس نے آتے ہی مجھے کک ماری اور دوڑنے کا کہا لیکن کوشش کے باوجود مجھ سے اٹھا نہ گیا تو اس نے مجھ پر لاتوں، مکوں اور تھپڑوں کی برسات کر دی' جب یہ تھک گیا تو اس نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور مجھے گریبان سے پکڑ کر ساتھ گھسیٹنا شروع کر دیا۔ کچھ دور جا کر پھر موٹر سائیکل سے اتر کر مجھے مارنا شروع کر دیا۔

اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ایک ترکیب ڈال دی۔ میں نے پانچ ہزار کی کرنسی پاکستان سے تبدیل کرالی تھی اور اسے بڑی مشکل سے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اس میں سے تین نوٹ نکالے اور اسے دیئے تو وہ خوش ہو گیا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے موٹر سائیکل پر بٹھا لیا لیکن گروپ کے ساتھ ملا کر پھر اتار دیا۔ اب پھر میں بھاگ رہا تھا۔ بھاگتے بھاگتے پھر سانس اکھڑ گئی اور میں دوبارہ گر گیا تو دوبارہ وہی کلیہ استعمال کیا۔ سمگلر کو پھر تین نوٹ دیئے اور اس نے مجھے ایک بار پھر اپنے پیچھے موٹر سائیکل پر بٹھا لیا' اللہ اللہ کرتے ہوئے رات ختم ہوئی تو ہمارا سفر بھی اگلی رات کی سیاہی چھانے تک رک گیا اور ہمیں پھر ایک باڑے میں بکریوں کی طرح بند کر دیا گیا۔

ایک دن ہم نے پہریدار کو قریب بلایا اور اسے دس ڈالر کی جھلک دکھائی۔ دس ڈالر دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے وہ فوراً اچک لیے۔ ہم نے اسے کہا کہ وہ ہمیں کچھ کھانے پینے کو لا دے۔ باقی جو بچ گئے وہ اس کے ہوں گے۔ وہ ایک پانی کی بوتل اور ایک کوک کی بوتل لے آیا۔ سات دن کی قید میں اس نے ہم سے کافی پیسے کمائے۔ یہاں سے ہمیں ایک بار پھر نئے گروہ کے ہاتھوں میں فروخت کیا گیا۔ انہوں نے ہمیں ٹیکسیوں میں اس طرح بھرا جیسے ٹرکوں میں بھوسہ بھرا جاتا ہے۔ ٹیکسی کی ڈگی میں سات آدمیوں کو قربانی کے جانوروں کی طرح بند کر دیا گیا۔ ایک ٹیکسی میں عموماً زیادہ سے زیادہ چھ آدمی بیٹھ سکتے ہیں لیکن یہاں 17,17 آدمی تھے اور سائیڈوں پر جینز کی پینٹیں اور کپڑے اس طرح لگائے تھے جیسے اندر صرف کپڑے کی گانٹھیں ہوں۔

ٹیکسیوں کا سفر ختم ہوا تو پھر ہمیں ڈبل ڈیکر بسوں میں پھینک دیا گیا۔ بس کے اندر بہترین آرام دہ سیٹیں لگی تھیں۔ ہم نے سوچا کہ اب سفر کرنے میں تو کم از کم آسانی رہے گی لیکن کیا خبر تھی کہ ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔ انہوں نے بہترین سیٹیں لگانے کے علاوہ گراؤنڈ میں عمدہ قالین بھی بچھا رکھا تھا لیکن اس کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانہ بھی بنا رکھا تھا جہاں خام مال بھرا جاتا تھا۔ اس میں سو آدمیوں کو کپڑے کی گانٹھوں کی طرح پریس کر دیا گیا۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ ہمیں زندہ درگور کیا جا رہا تھا لیکن قبر بھی اتنی تنگ نہیں ہوتی' وہاں بھی پہلو تو بدلا جا سکتا ہے مگر یہاں تو حالت یہ تھی کہ میری ٹانگیں پیٹ کے ساتھ لگی تھیں اور اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ میرے اوپر ایک افغانی کو بھی اسی انداز میں پریس کر دیا گیا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ یہ افغانی نہیں' عزرائیل ہے جو میری کمر پر آ کر سوار ہو گیا ہے۔ چار گھنٹے کے بعد اسے نکال لیا گیا تو میں نے رب کا شکر ادا کیا لیکن اب ٹھنڈ سے میری حالت برف کے جمے ہوئے بلاک جیسی تھی۔ میرے جسم کا انگ انگ جام ہو چکا تھا۔ بس دماغ فریز نہیں ہوا تھا' اس میں حرارت تھی اور وہاں

جتنا میں اپنے رب کے قریب ہوا' اتنا شاید زندگی بھر نہ ہوا ہوں گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح دل سے دعا نکل رہی تھی' یااللہ یورپ کے ڈالروں سے بہتر تو یہی ہے

☆......وزیر آباد کے رہائشی ملک عمران کو اس کے محلے میں رہنے والے انسانی سمگلر نے یورپ کے لیے بھیجا لیکن سفر کی صعوبتوں' شدید سردی اور گرم لباس چھن جانے کے باعث اس کے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں کٹ گئیں اور اسے ترکی جیل میں رہنا پڑا۔ آج بھی یہ سمگلر' اس کے گھر سے چند قدم دور اپنا غیر قانونی کاروبار کر رہا ہے' کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔

کہ ایران کی پولیس مجھے گرفتار کر لے۔ یہی دعا لبوں پر تھی کہ اچانک چیک پوسٹ آ گئی۔ ڈیوٹی پر موجود پولیس والوں نے بس رکوا کر ایک سائیڈ پر لگوا دی۔ پھر ایک پولیس والا بس میں آیا تو اس نے دیکھا کہ بس تو ساری خالی ہے۔ اس سے اسے کچھ شک ہوا۔ اس نے ٹارچ جلا کر بس کو اندر سے غور سے دیکھنا شروع کیا تو اسے ایک سوراخ نظر آیا اور ساتھ ہی اس کو سوراخ میں کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی کیونکہ جس خانے میں میں بند تھا' وہاں ایک سوراخ تھا۔ روشنی پڑنے پر جب میں ہلا تو پولیس والے کو شک ہو گیا۔ اس نے ڈرائیور سے کہا' اس خانے میں کیا ہے۔ اس نے پہلے آئیں بائیں شائیں کیا لیکن پھر بادل نخواستہ اسے کھول کر دکھانا پڑا۔ جب خانہ کھولا گیا تو وہاں ایک زندہ لاش کی صورت میں میں تھا۔

انہوں نے مجھے کھینچ کر نکالا لیکن میں تو قلفی کی طرح جم چکا تھا۔ بس میں اسی طرح کافی دیر تک پڑا رہا۔ جب حالت کچھ بہتر ہوئی تو وہ کندھوں کا آسرا دے کر باہر لائے۔ پولیس والے اور ڈرائیور نے باہر نکالا تو آگے دو بندے سول لباس میں تھے۔ انہوں نے مجھے اچک لیا اور چیک پوسٹ کے پیچھے ایک جگہ اندھیرے میں کھڑا کر دیا اور کہا کہ چپ کھڑے رہنا' ورنہ اپنی موت کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ خیر چار گھنٹے نقطہ انجماد سے نیچے ٹھٹھرتی سردی میں کھڑا رہا۔ جسم پر لباس کے سوا کچھ نہ تھا۔ چار گھنٹے بعد وہی دونوں آئے اور مجھے ایک گاڑی میں بٹھا دیا۔ آدھا گھنٹہ سفر کرنے کے بعد پھر اسی ڈبل ڈیکر بس کے اس قبر نما خانے میں اسی حالت میں بند کر دیا گیا۔ طلوع صبح تک اسی طرح رہا۔ پھر ہمیں نکال کر سمگلر ایک ایک کر کے چلتی گاڑی سے باہر پھینکتے گئے۔

یہاں انہوں نے ہمیں اکٹھا کر کے ایک کچی مٹی سے بنی حویلی میں بند کر دیا۔ حویلی کے چاروں طرف اونچی اونچی دیواریں تھیں اور بڑا گیٹ باہر نکلنے کا واحد راستہ تھا۔

اس حویلی میں ہم چھ دن بند رہے۔ ایک دن پہریدار کو ہم نے نذرانہ دیا اور اسے مزید کچھ پیسے دے کر کہا کہ ہمیں کچھ کھانے کو لا دو تو اس نے ہمیں روٹیاں لا کر دیں۔ یہ روٹیاں کسی تنور سے نہیں بلکہ فریج میں سے نکال کر لایا تھا۔ ان پر برف جمی تھی اور لکڑی کی طرح سخت تھیں۔ دانتوں سے بہت طبع آزمائی کی لیکن وہ ٹوٹنے کا نام نہ لے رہی تھیں۔ سمگلروں نے یہاں ایک گائے بھی رکھی ہوئی تھی اور اس کے لیے ایک بالٹی میں کچھ پانی پڑا تھا۔ ہم نے وہ روٹیاں اس پانی میں بھگو دیں۔ کچھ دیر بعد جب وہ کچھ نرم ہوئیں تو ہم نے بمشکل دو دو لقمے اندر اتارے۔ باقی گائے کے آگے رکھ دیں جو کافی دنوں سے بھوک لگ رہی تھی لیکن

☆......ہم 100 افراد کو ایک خوبصورت ڈبل ڈیکر بس کے قالین کے نیچے تہہ خانے میں ایک دوسرے کے اوپر ڈال کر ٹھونس دیا گیا۔ قبر سے بھی تنگ جگہ میں ہم معمولی ساہل بھی نہ سکتے تھے۔

وہ بھی تھوڑا سا کھا کر ہمت ہار کر پیچھے ہٹ گئی۔

اسی رات وہاں ایک اور قافلہ آیا۔ انہیں جب روٹی کا پتہ چلا تو وہ اس پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے شیر موٹے تازے ہرن پر...... ان کے لیے یہ من وسلویٰ سے کم نہ تھا۔

اگلی رات ہمارا سفر پھر شروع ہوا۔ ہمیں ایک دفعہ پھر کاروں میں ٹھونس دیا گیا اور اس دفعہ ہم نو آدمی ایک کار میں تھے۔ جب ہماری کار ایک ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچی تو جونہی ہم ٹیکسی سے نیچے اترے تو پلک جھپکتے ہی ہمیں پولیس کی گاڑیوں نے گھیر لیا جنہیں شاید پہلے سے ہماری مخبری تھی۔ یوں ہماری دعا قبول ہوئی اور ہم گرفتار ہو گئے۔ پولیس والے ہمیں تھانے لے گئے۔ انہوں نے تفتیش کے بعد ہمیں کھانا دیا۔ اکیس دن کے بھوکے کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ پھر پولیس نے چند دن میں عدالتی کارروائی کرنے کے بعد ہمیں جیل بھیج دیا۔

ایران کی جیلوں کا حال تو پاکستان کی جیلوں سے بھی بدتر ہے۔ کچھ دن بعد جیل سے رہا ہو کر ہم پاکستان کے بارڈر پر پہنچا دیئے گئے جہاں ہمیں پاکستانی پولیس کے حوالے کیا گیا۔ پاکستان کی زمین پر پہنچ کر ہمارے سر رب ذوالجلال کے حضور جھک گئے۔ جب ہم کوئٹہ کے لیے روانہ ہونے لگے تو پاکستانی سکیورٹی گارڈز نے مجھے اور تین اور لوگوں کو روک لیا۔ ہم ڈر گئے کہ شاید ابھی قسمت میں اور مصائب لکھے ہیں۔ وہ ہمیں ایک طرف لے گئے۔ یہاں ایک شخص تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ یہ بھی ہماری طرح قسمت کا مارا تھا جو سمگلروں کی مخبری پر ہی شیدی (حبشی) اغوا کاروں کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ انہوں نے اس کی رہائی کی قیمت چار لاکھ وصول کی لیکن اس دوران اس پر اتنا وحشیانہ تشدد کیا گیا کہ اس کی دونوں ٹانگیں اور بازو توڑ دیئے۔ ہم اسے اٹھا کر گاڑی تک لائے اور یوں اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا اور ہم بھی پولیس کی تحویل میں کوئٹہ پہنچ گئے۔ یہاں جیل سے ہم نے وکیل کیا جس نے ہم سے پانچ پانچ ہزار روپے فی کس طے کیے۔ ہم نے اس کے فون سے اپنے گھر رابطہ کر کے اپنی بپتا سنائی اور اس کے نمبر پر ایزی پیسہ سے فیس کا انتظام کیا۔ کوئٹہ جیل سے رہا ہونے کے بعد جونہی ہم نے اپنے موبائل فون آن کیے تو اسی انسانی سمگلر کا ہمیں فون آنا شروع ہو گیا کہ آپ کہاں ہو؟ آپ ہمیں اپنا ایڈریس بتاؤ' ہمارے بندے آپ کو لے لیں گے۔ یہاں کوئٹہ میں حالات بہت خراب ہیں' یہاں پنجابیوں کو مار دیتے ہیں۔ اس نے ہمیں بہت ڈرایا دھمکایا کہ آپ اپنا پتہ بتا دیں تاکہ وہ ہمیں دوبارہ اغواء کر کے کہیں اور لے جائے اور ہمارے گھر والوں سے اچھے خاصے پیسے بٹورے لیکن ہم نے اس کو کچھ نہیں بتایا اور یوں ہم گھر پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ گھر پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے قافلے کا ایک فرد ترکی پہنچنے میں کامیاب ہوا ہے اور وہ بھی

ترکی میں ان سمگلروں کی قید میں ہے۔اس سے بالکل اسی طرح کام لیا جاتا ہے جیسے گورے امریکی سیاہ فام غلاموں سے کام لیتے تھے۔

میری ان تمام دوستوں سے جو یورپ میں غیر قانونی طریقے سے جانا چاہتے ہیں' گزارش ہے کہ پاکستان ایک نعمت عظمیٰ ہے۔اس کی قدر کریں۔یہاں جو آزادی ہے' وہ دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔اس ملک میں محنت سے سب کچھ مل سکتا ہے۔

آپ لاکھوں روپے موت کے سوداگروں کو دے کر یورپ جائیں گے تو جاتے ہی آپ کو نوکری نہیں ملے گی۔وہاں بھی بہت سے مصائب ہیں' آپ کو قانونی اجازت حاصل کرنے کے لیے سالوں جدوجہد کرنی پڑے گی۔

جب تک قانونی اجازت نہیں ملتی' آپ وہاں کوئی کام نہیں کرسکتے۔چوری چھپے جو کچھ کریں گے' وہ وکیلوں اور پیپر میرج کرنے والی عورتوں کو دے دیں گے۔وہاں فیکٹری مالک یا جہاں بھی آپ کام کریں گے' وہاں کا مالک آپ کا استحصال کرے گا' آپ سے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام' معمولی تنخواہ یا محض خوراک کے عوض لے گا۔اگر آپ زیادہ تنخواہ کا مطالبہ کریں گے تو آپ کو پولیس کے حوالے کرادے گا۔

اس سے بہتر ہے کہ لاکھوں روپے لگا کر اپنے ملک میں کاروبار کریں۔اس سے جہاں آپ کے اللہ تعالیٰ حالات بدلیں گے' وہیں آپ کا ملک بھی خوشحال ہوگا۔

قارئین کرام! انسانی سمگلنگ اس وقت باقاعدہ ایک صنعت کا روپ دھار چکی ہے۔انسانی جانوں سے کھیلنے والے یہ درندے اتنے بااثر ہیں کہ کوئی ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جن اداروں نے ان کو لگام دینی ہے' وہی ان کے دست و بازو بن جاتے ہیں بلکہ اس کاروبار میں پورا پورا حصہ وصول کرتے ہیں۔

وزیر آباد کے ایک چھوٹے سے محلے میں 25 سالہ ملک عمران اپنی غربت سے تنگ آ گئے تھے مگر جب ان کی دوستی ایک مقامی سمگلر سے ہوئی تو انہوں نے بہتر مستقبل کے خواب دیکھنا شروع کردیے۔اب نہ خواب باقی ہیں اور نہ ہی مستقبل۔

☆......ہم نے انسانی سمگلروں کے ایک پہریدار کو بھاری نذرانہ پیش کرکے کہا کہ ہمیں کچھ کھانے کو لاکردو' تو وہ کچھ روٹیاں لے کر آیا۔ایسا لگ رہا تھا کہ وہ تنور سے نہیں بلکہ فریزر سے نکال کر لایا ہے۔ان پر برف جمی تھی اور وہ لکڑی کی طرح سخت تھیں جو ٹوٹنے کا نام بھی نہ لے رہی تھیں۔

انسانی سمگلر کے جھانسے میں آکر انہوں نے اپنی تمام جمع پونجی پاکستان سے یورپ غیر قانونی ہجرت کرنے کی غرض سے اس کے حوالے کردی۔سمگلر نے عمران کو پیدل ایران کے پہاڑی راستے سے ترکی بھیجا۔شدید سردی میں عمران کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں گل گئیں لیکن وہ سبز باغ نہ ملے جو اسے دکھائے گئے تھے۔

عمران کے مطابق ان لوگوں نے ترکی میں مجھے ایک کمرے میں بند کردیا' نہ دوائی ملی اور نہ ہی کھانے پینے کو کچھ ملا' شاید وہ یہی چاہتے تھے کہ میں مرجاؤں تاکہ میرے گھروالوں تک ان کی شکایت نہ پہنچ سکے۔

ترکی کی پولیس نے عمران کو برآمد کرکے گرفتار کرلیا۔ایک مدت تک قید اور بیماری میں تڑپنے کے بعد کسی نہ کسی طرح اس کے گھروالے خود اسے واپس لے کر آئے۔جان تو بچ گئی لیکن ہاتھ پاؤں کی تمام انگلیاں کٹ چکی تھیں۔آج عمران مفلسی اور معذوری کی زندگی گزار رہا ہے۔اس کی اداس آنکھوں میں پچھتاوے کے ساتھ ایک عجیب سی بے بسی جھلکتی ہے۔

ملک عمران کو معذور کرنے والا انسانی سمگلر آج بھی ان کے گھر سے چند قدم کے فاصلے پر اپنا غیر قانونی کاروبار کررہا ہے۔عمران کے گھروالوں کے مطابق ایف آئی اے میں رپورٹ درج کروانے کے باوجود اسے چند ہی دن بعد چھوڑ دیا گیا تھا۔

عمران کی کٹی انگلیاں اور اس کا حشر تمام محلے نے دیکھا لیکن اس کے باوجود آج بھی وہاں کے کم عمر لڑکے اپنے خواب اور اپنے پیسے تھام کر اسی انسانی سمگلر کے گھر کے باہر کھڑے ہوتے ہیں۔

2016ء میں اقوام متحدہ کے دفتر برائے منشیات وجرائم پاکستان کے تحت کراچی میں دوروزہ ریجنل کانفرنس برائے انسانی سمگلنگ منعقد ہوئی تھی۔اس سے پاکستان میں متعین اقوام متحدہ کے نمائندے سیزر گیوڈیز نے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت 24 لاکھ افراد انسانی سمگلنگ سے متاثر ہیں جن میں 70 فیصد خواتین اور بچے ہیں۔

2 فروری 2018ء کو یونان میں متعین پاکستانی سفیر خالد عثمانی قیصر نے وزارت خارجہ کو خط لکھ کر توجہ دلائی تھی کہ کم عمر بچوں' خواتین ودیگر افراد کو غیر قانونی طور پر یونان بھجوایا جارہا ہے' چونکہ یونان میں بیروزگاری کی شرح 40 فیصد تک پہنچ چکی ہے' اس مخدوش صورتحال میں غیر قانونی پاکستانی تارکین وطن بھی کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ صورت حال اس حد تک خراب ہوچکی ہے کہ غیر قانونی کم عمر پاکستانی لڑکے اور لڑکیاں سیکس ورکرز جیسے گھناؤنے دھندے میں ملوث ہوچکے ہیں۔

اقوام متحدہ کے نمائندے کے مطابق ہتھیاروں اور منشیات کی اسمگلنگ کے بعد یہ تیسرا بڑا منظم جرم ہے اور اس سے وابستہ افراد 32 ارب ڈالر سالانہ کماتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ صرف اس برس 2 لاکھ افراد نے غیر قانونی طور پر بحیرہ روم کے راستے یورپ میں داخل ہونے کی کوشش کی اور ان میں سے تین ہزار افراد ڈوب کر ہلاک ہوئے۔ان مرنے والوں میں بڑی تعداد پاکستان کے نوجوانوں کی تھی جن کے والدین نے غلط راستے کا چناؤ کرتے ہوئے صرف دولت کے لالچ میں اپنے جگر گوشوں کو ان موت کے سوداگروں کے حوالے کردیا۔

یہ سمگلر ہی ہیں جو نوجوانوں کو ان دیکھی راہوں پر لے جانے کا بندوبست کرتے ہیں۔یہ سمگلر ہی ہیں جو انہیں پھنسانے کا بندوبست بھی کرتے ہیں اور ان نوجوانوں سے لاکھوں روپے بٹورتے ہیں' اس کے ساتھ مخبری کرکے اپنا کمیشن کھرا کرتے ہیں۔یہ جن لوگوں کو بارڈر پار کرواتے ہیں' ان کی خبر اغواکاروں کو خود دیتے ہیں بلکہ یہ تک بتاتے ہیں کہ کون امیر گھر کا فرد ہے اور کون غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے تاکہ وہ اسی حساب سے ان سے پیسے وصول کریں۔

محترم قارئین! اس وقت پاکستان میں عمران خان صاحب وزیراعظم ہیں اور وہ اس ملک سے تمام برائیوں کا گند صاف کرکے یہاں تبدیلی کے لیے کوشاں ہیں۔ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ انسانوں کی تجارت کے اس مکروہ دھندے کو ختم کرنے کے لیے خصوصی توجہ دیں۔سمگلروں کو کڑی سے کڑی سزائیں دینے کے علاوہ یورپ جانے کے خواہش مندوں کے لیے اس ملک میں روزگار کے مواقع فراہم کریں۔

یہ نام کیسا ہے؟ بچوں کے ناموں کے حوالے سے

ایک تحقیقی نظر

ریسرچ ڈیسک: ابوعبداللہ عبدالمتین۔ ڈائریکٹر الاثر پبلیکیشنز جماعۃ الدعوۃ۔ ابوحمزہ ظفر اقبال فاضل مدینہ یونیورسٹی وابوعقاب الایمان محمد امین الرحمٰن

س: محمد ازیان عبداللہ azyan' یہ نام کیسا ہے؟

ج: ازیان' برابر رہنے والا۔ بالمقابل۔ رکھا جا سکتا ہے

س: درخزئی نام کا کیا مطلب ہے؟

ج: درخزئی پشتو نام معلوم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب معلوم نہیں ہوسکا۔ اگر درخشندہ سے مختصر کیا ہوا ہے تو معنی ہے روشن' زئی قبیلے کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

س: حفصہ صدیقی اور کرم الدین سلفی نام کیسا ہے؟ (حفصہ صدیقی ابراہیم الصدیق یوگوی)

ج: حفصہ عربی میں شیرنی کو کہتے ہیں۔ ام المومنین حفصہؓ بنت عمر بہت تعلیم یافتہ اور لکھنے پڑھنے کی ماہر تھیں' قرآن کی کتابت کرتی تھیں۔ ان کا لکھا ہوا قرآن کا نسخہ ان سے لے کر ہی نقول تیار کروا کے بلاد اسلامیہ کے مختلف بڑے شہروں میں بھیجی گئیں۔

صدیقی اگر لقب کے طور پر ہے تو ٹھیک ہے' ذات کے طور پر صرف اس صورت ٹھیک ہے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حسب نسب کا تعلق ہو۔

2۔ کرم الدین۔ دین کی تکریم بہت خوب نام ہے۔ ماشاءاللہ

س: امامہ ارشد نام کیسا ہے' مطلب بتادیں؟ (امامہ ارشد۔ کاموںکی)

ج: امامہ ارشد۔ امامہ ایسی عورت جس میں کامل ماں بننے والی خوبیاں ہوں جو قوم کی بہترین تربیت کر سکے۔

ارشد۔ سب سے زیادہ ہدایت والا۔ انتہائی خوب صورت نام ہے۔

س: بابر علی نام کا کیا مطلب ہے؟ (انصار کالونی۔ ملتان)

ج: بابر ب کے اوپر پیش ہو تو شیر اور اگر ب پر زبر ہو تو گھاس۔ ہندوستان میں پہلے مغل حکمران بابر کے بارے میں ہے' بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست' بابر عیش کر لو' دنیا دوبارہ تو نہیں ملنی' بابر دو آدمیوں کو بغل میں دبا کر قلعے کی دیوار پر دوڑ لگاتا تھا۔

س: سویرہ بنت حسن نام کے معنی کیا ہیں۔ یہ نام رکھنا کیسا ہے؟ (ماموںکانجن)

ج: سویرا۔ وقتِ سحر کو کہتے ہیں۔ خوبصورتی کا استعارہ ہے' یہ لفظ اچھے مستقبل پر بھی بولا جاتا ہے۔

س: ذوہیب نام کیسا ہے اور اس کا معنی کیا ہے۔ (زہیب شیر۔ کراچی)

ج: ذوہیب۔ یہ نام ہمیں نہیں ملا البتہ

زہیب کا معنی ہے' کچھ مال ومتاع۔ یہ درست ہے۔

س: زین نام کیسا ہے' اس کا معنی کیا ہے۔ (ابوعبداللہ عطاءالرحمٰن کراچی)

ج: زین زینت دینے والا۔ مشہور نام ہے زین العابدین' عابدوں کی زینت۔ یہ لقب سیدنا ابوبکر بن حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے' بہت زیادہ عبادت گزار تھے۔

س: آنسہ' شکیلہ' یہ نام کیسا ہے۔ (اوکاڑہ سٹی)

ج: آنسہ۔ اردو میں آنسہ مس (miss) کے معنی میں ہے۔ مطلب انس کرنے والی' پیار کرنے والی۔ ویسے محترمہ کے معنی میں بھی ہے۔ جیسے وزیراعظم پاکستان بے نظیر بھٹو پر بھی شادی سے پہلے آنسہ بطور احترام بولا جاتا تھا مگر جب وہ بیگم آصف علی زرداری بن گئیں تو پھر آنسہ نہیں کہا جاتا تھا۔

شکیلہ۔ خوبصورت۔ اچھی شکل والی۔

دونوں نام درست ہیں۔

س: نورالعین' حمنہ' یہ نام کیسا ہے؟

ج: نورالعین۔ آنکھ کی روشنی

حمنہ۔ نبی ﷺ کی ایک سالی محترمہ تھیں۔

حمنہ کالے انگور یا کالے انگور کے دانے کو بھی کہتے ہیں۔

س: محمد نام رکھنا کیسا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نام رکھنا بھاری ہے؟ آپ رہنمائی فرمادیں۔

ج: محمد: بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔ یہ نام خود ہمارے نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ہے۔ یہی نام امام بخاری محمد بن اسماعیل بخاری' امام محمد صاحب موطا' امام محمد بن ادریس شافعیؒ' محمد بن قاسم اور شہاب الدین محمد غوری رحمہم اللہ پر تو بھاری نہ تھا۔ دراصل ایسی باتیں کرنے والوں کے پاس علم نہیں' چونکہ چنانچہ ہی ہوتا ہے' جب دلیل مانگیں تو ان کو چپ لگ جاتی ہے۔ مسئلہ صرف اتنا ہے کہ نام کو بگاڑنے کی عادت سے پیچھا چھڑوانا چاہئے جو اصل معاملہ ہے۔ آپ حیران ہوں گے' کئی میسجز میں محمد کو مھمد' مہمد' مہمند تک لکھا ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ رومن اردو نے ستیا ناس کر دیا ہے ہماری اردو لکھائی اور پڑھائی کا۔ اب قومی اخبارات' چینلز میں بھی ایسی اغلاط کی بھرمار ہوتی ہے اور اردو کا بیڑہ غرق کرنا اب ان کے مشن کا حصہ بن چکا ہے۔

س: طاہرہ جبین کا معنی کیا ہے؟

ج: طاہرہ۔ پاک باز

جبین۔ پیشانی اور چہرہ کو بھی کہا جاتا ہے

س: طلحہ اور ندیم نام کا معنی بتائیں۔ (سیالکوٹ)

ج: طلحہ۔ کیلا۔ شگوفہ۔ کیکر۔ یہ کئی جلیل القدر صحابہؓ کا نام بھی ہے۔

ندیم: مصاحب' وزیر' گہرا دوست اور مشیر

س: عبدالہادی اور انفال نام کیسے ہیں۔ (ثمرہ۔ خانیوال)

ج: عبدالہادی۔ ہدایت دینے والے کا بندہ

انفال۔ مال غنیمت۔ سورۃ الانفال بھی قرآن میں ہے۔

دونوں نام درست ہیں۔

س: سمیر نام کیسا ہے؟

ج: سمیر: رات کو کہانیاں سنانے والا۔ صحیح ہے۔

س: فجر ندیم نام کیسا ہے؟ اس کا معنی بتادیں

ج: فجر۔ صبح کا وقت

ندیم: مصاحب' گہرا دوست۔ معنی ہوئے ندیم کی صبح۔ اچھا نام ہے۔

س: سمیرا نام کا کیا مطلب ہے؟

ج: سمیرا۔ گندمی رنگت والی۔

س: محمد ہائذ یہ نام کیسا ہے؟

ج: ہائذ' اللہ کی طرف پھیرنے والا۔ توبہ کرنے والا۔ اچھا نام ہے۔

س: رقیہ نام کیسا ہے؟ معنی بتادیں

ج: رقیہ۔ دم۔ ایسا دم جس سے شفا مل جائے۔ سورۃ فاتحہ کا نام بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیوں میں سے ایک کا نام بھی رقیہؓ تھا۔ نہایت اچھا نام ہے۔

س: بلال احمد بن باقر حسین نام کا مطلب بتادیں؟

ج: بلال: بلل' معنی تر رکھنا' اس نام سے مراد رشتہ داری کو تازہ رکھنے والا۔

سیدنا بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے بہت پیارے صحابی تھے۔ موذن رسول کا لقب پایا' خادم رسول بھی تھے۔ انہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک رومی غلام اور بہت سا زر نقد دے کر آزاد کروایا تھا۔ ظالم امیہ جانتا تھا کہ یہ کالا حبشی غلام مسلمانوں کو بہت محبوب ہے۔ اس نے سمجھا کہ ابوبکرؓ اتنا خرچ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے مگر انہوں نے کمال اخلاص اور ایثار وقربانی کے جذبے سے سرشار ہو کر انہیں خرید کر آزاد کردیا۔

س: عائزہ کے معنی کیا ہیں (دختر زاہد علی شاہ آئی ایٹ اسلام آباد)

ج: عائزہ: تعزیت کرنے والی' دلاسہ تسلی دینے والی۔

س: ہودار دوان نام کیسا ہے؟ ولد شکیب نثار اوکاڑہ

ج: ہود: بہت ہدایت والا۔ ایک پیغمبر ہوئے ہیں۔ قرآن میں ایک سورہ مبارکہ کا نام بھی اس نام سے ہے۔ اس میں ہود علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ کس طرح انہوں نے قوم کو توحید کی دعوت دی۔

اردوان۔ پاسبان۔ کمانڈر بننے کی صلاحیت والا۔ ترکی لفظ ہے۔ دونوں اچھے نام ہیں۔

س: محمد زبیر عمر بن عمر حیات۔ نام کا کیا مطلب ہے۔ (سرگودھا)

ج: محمد۔ تعریف کیا ہوا۔

زبیر۔ مضبوط جسم والا۔ علم والا

عمر۔ آباد کرنے والا' بکثرت عمرے کرنے والا

س: موننڈ حسن بن شفقت یہ نام کیسا ہے۔ (چیچہ وطنی)

ج: موننڈ نہیں ملا' البتہ موند خالص موتی ہے۔ موند اگر مانند سے بگڑا ہو تو چل سکتا ہے۔

س: شہاب اور ثاقب امین نام کیسے ہیں؟ (رحمت خان۔ سرگودھا)

ج: شہاب' حدیث میں یہ نام ممنوع ہے۔ معنی شعلہ

ثاقب۔ روشن۔ قرآن میں ہے النجم الثاقب یعنی روشن ستارہ۔ یہ درست نام ہے۔

امین۔ امانت دار' امن والا

س: یہ نام کیسا ہے۔ حسیب احمد

ج: حسیب۔ حساب کرنے' لینے والا

اللہ کا ایک اسم حسن ہے۔ الحسیب۔ درست نام ہے۔

س: اشتلفہ عمران نام کیسا ہے۔ (رحمٰن نسیم۔ جیا بگا لاہور)

ج: اشتلفہ: شتلۃ نرسری کے پودے کو کہتے ہیں مگر اشتلفہ کہیں نہیں ملا۔

س: اسام الیاس' عامر' لیاقت یہ نام کیسے ہیں؟

ج: اسام۔ اسم سے ہی ہے' معنی نام ہے' بلند کرنا

الیاس: ایک پیغمبر ہوئے ہیں' قدیم زبان کا لفظ ہے۔ معنی ہیں قائم ودائم۔ قرآن میں تین بار یہ نام آیا ہے۔

عامر: آباد کرنے والا۔ گھروں میں رہنے والے سانپوں اور جنوں کو بھی عامر کہتے ہیں

لیاقت۔ قابلیت کو کہتے ہیں۔ لائق اسی سے ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان تھے۔

س: زمرہ' رمیصاء' معظم یہ نام کیسے ہیں؟

ج: زمرہ۔ گروہ۔' زمر جماعت' سورہ زمر بھی ہے۔ اس میں کفار ومسلمین کے دو گروہوں کا ذکر ہے۔ کفار کا گروہ جہنم جائے گا' مسلمانوں کا گروہ جنت جائے گا۔

رمیصاء معظم دونوں ناموں کے معنی پہلے ہو چکے ہیں۔

س: فضیلہ محمد کامل نام کیسا ہے؟

ج: فضیلہ دراصل فضیلۃ ہے۔ اردو میں فضیلت لکھا جاتا ہے' فضیلت رتبہ' مرتبہ۔ عموماً لڑکیوں کے نام میں مستعمل ہے۔

علماء ومشائخ کے لئے فضیلۃ الشیخ بولا جاتا ہے' معنی سراپا فضیلت' بڑے رتبے والے عالم۔

س: شیراز نام کیسا ہے؟

ج: شیراز ایسا دہی جس کا پانی نکال لیا گیا ہو۔ ایران کا ایک شہر جہاں کے شیخ سعدی ہوئے ہیں۔

س: محمد عبدالسمیع' یہ نام کیسا ہے؟ (محمد خالد شجاع آباد)

ج: عبدالسمیع بہت سننے والے کا بندہ۔ اچھا نام ہے

س: ام امیمہ نام کیسا ہے؟ (دختر محمد حامد آف شجاع آباد)

ج: ام امیمہ۔ ہدایت دینے والی۔ یہاں ام مصاحبت کے لئے ہے۔ ہدایت دینے والی کی ماں

س: ان ناموں کے معانی بتادیں۔ انظر' سلمان' زبیر

ج: انظر۔ سب سے زیادہ دیکھنے والا۔ نظر والا۔ باریک بین۔ سید انور شاہ کشمیریؒ کے بیٹے ہیں' انظر شاہ کشمیری حفظہ اللہ

سلمان۔ سلامتی' صلح پسند۔ سیدنا سلمان علیہ السلام کو اللہ نے جن وانس کی حکمرانی عطا فرمائی۔ پوری زمین کے حکمران تھے۔ ان کے بعد ان جیسی حکومت کسی کو نہیں ملی۔ ہوا بھی ان کے تابع تھی۔ ہوا میں ان کا تخت اڑتا تھا۔

زبیر۔ مضبوط آدمی' عالم بھی اس نام کے معنی ہیں۔

س: معاویہ بن عمیر یہ نام کیسا ہے؟

ج: معاویہ۔ اپنی صلاحیتوں کو اپنے ماتحتوں پر کھپا دینے والا۔ ام المومنین سیدہ رملہ ام حبیبہؓ کے سگے بھائی جلیل القدر صحابی مسلمانوں کے خلیفہ کا نام ہے۔ اچھا نام ہے۔

س: مبشر اور ثمینہ سعادت کا معنی کیا ہے؟

ج: مبشر۔ ش کے شد اور زیر کے ساتھ خوشخبری دینے والا۔ پیارے نبیؐ کا قرآن میں ایک نام یہ بھی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

اے نبیؐ! ہم نے آپ کو محض خوشخبری دینے والا' ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (الفرقان 56)

ثمینہ۔ ثمن سے ہے۔ قیمت۔ ثمینہ' قیمتی

س: سمائکہ عدن نام کا مطلب بتادیں۔ (فیصل آباد)

ج: سمائکہ: لکھنے میں غلطی ہے۔ سمیکہ صحیح ہے' معنی چھوٹی مچھلی۔

جیسے ملیکہ ہے اور لوگ ملائکہ لکھے بولے جا رہے ہیں۔

نوٹ: بچوں کے ناموں کا مطلب جاننے کے لیے بچے کا نام بمع ولدیت اور علاقہ اس نمبر (0336-4513573) پر SMS کریں، بہتر ہے کہ نام اردو میں لکھا جائے، ناموں کے معانی صرف مجلہ میں دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

نوٹ: نام کا معنی پوچھنے کیلئے جب بھی میسج کریں تو کالم کا نام "یہ نام کیسا ہے؟" ضرور لکھیں

بقیہ: مدارس کے بچے

6۔ باقی رہی ملازمتیں، تو پہلی بات یہ ہے کہ مدارس کے بچے دینیات کا مشکل ترین نصاب پڑھنے کے بعد ہر طرح کی ملازمت کے لیے موزوں ترین ہیں، بالفرض آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے تو انھیں مخصوص شعبوں کے ساتھ خاص کر دیجیے، مثلاً مکتب سکول سے یونیورسٹی تک اسلامیات، عربی کی تدریس، پولیس، فوج، تمام شعبوں میں پندرہ یا سولہ سکیل تک کی ملازمتیں انھیں دینے میں کیا امر مانع ہے۔

7۔ جنرل ضیاء الحق ماڈل کے مطابق مکتب (ابتدائی تین کلاس کے سکول) مساجد میں کھولے جائیں اور مساجد کے آئمہ کا جن کے پاس ڈگری ہے، بطور استاذ تقرر کیا جائے۔ اس طرح شرح خواندگی میں بھی اضافہ ہوگا اور بہت سارا خرچہ بچ جائے گا۔

ریاض احمد سید نے بہت خوب لکھا ہے:

"اس دھرتی کے لوگ دینی روایت کے ساتھ پختگی کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور کسی ایسے نظام تعلیم کی تلاش میں ہیں جو ان کے بچوں کی دینی اور دنیوی ضروریات کو پورا کرتا ہو۔ روایتی نظام تعلیم دم توڑ چکا۔ سرکاری سکول انحطاط کی آخری حدوں کو چھو چکے اور بتدریج بند ہوتے جا رہے ہیں۔ گلی کوچوں میں کھلنے والے نجی ادارے پنپ رہے ہیں مگر تعلیم کے نام پر جہالت پھیلا رہے ہیں۔ جو برداشت کر سکتے ہیں' ہزاروں لاکھوں کے اخراجات والے نامی گرامی اداروں کے پیچھے پڑے ہیں۔ مگر مطمئن کوئی بھی نہیں۔ ایسے میں دینی مدارس معجزہ برپا کر سکتے ہیں۔ دینی و دنیوی علوم سے مرصع ان اداروں کے فارغ التحصیل طلبا و طالبات پاکستانیت کی سچی تصویر ثابت ہو سکتے ہیں۔"

عمران خان صاحب!! آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں، اور آپ کا شعبہ تعلیم سے تعلق اور وابستگی بھی ہے، مدارس میں تعلیم لینے والے آپ کے بچے ہیں، پاکستان کے بچے ہیں، آپ خود مدارس کا وزٹ کیجیے، وہاں کے نظام اور طلبہ کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کیجیے۔ پھر مذکورہ بالا نکات منظور کروا دیجیے، اگر آپ یہ کر دیتے ہیں تو تاریخ میں آپ کا نام سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ اور آخری بات' آپ کا جو مشن ہے' کرپشن سے فری پاکستان، اس میں سب سے زیادہ یہ لوگ آپ کے معاون ہوں گے۔ ملک کو امانت دار' محنتی اور متقی بیوروکریسی میسر آ جائے گی اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔

بقیہ: طب وصحت

6 قطرے کلونجی کا تیل رات کو دودھ کے ساتھ استعمال کرنے سے سانس کی نالی بلغم سے صاف ہو جاتی ہے۔ کلونجی کو سرکہ میں ملا کر برص یا پھلبہری پر لگانے سے برص دور ہو جاتا ہے۔ کلونجی کا تیل خارش والی جگہ پر لگانے سے خارش دور ہوتی ہے۔ کلونجی اور آدھا حصہ کالا نمک ملا کر کھانے سے پیٹ کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ کلونجی کا تیل اور تل کا تیل ملا کر کان میں ڈالنے سے کان کا درد دور ہو جاتا ہے۔ موصلی سفید' موصلی سیاہ' کلونجی' سونٹھ...... سب کو برابر پیس کر سالن میں ڈالا جائے۔ اعصابی دردوں کے لیے مفید ہے۔ خواتین اپنے امراض لیکوریا' پیٹ درد' کمر درد کی صورت میں دو گلاس پانی میں دس گرام پودینے کے پتے ابال لیں' پانی الگ کر کے اس میں نصف چائے کا چمچ کلونجی کا تیل ملا کر نہار منہ اور رات سونے سے قبل پی لیں۔ علاج چالیس روز تک جاری رکھیں۔ اچار' بینگن' انڈے اور مچھلی سے پرہیز کریں۔

اگر معمول سے زائد عرصے تک ماہواری رک جائے تو ایک کپ گرم پانی میں نصف چائے کا چمچ کلونجی کا تیل اور دو چمچ شہد ملا کر نہار منہ اور رات سونے سے قبل پی لیں۔ علاج ایک ماہ تک جاری رکھیں۔ آلو بینگن سے پرہیز کریں۔

درد شقیقہ (آدھے سر کا درد) میں روزانہ کلونجی کے تیل کا ایک قطرہ درد والے حصے کے مخالف ناک کے نتھنے میں ڈال دیں۔ کلونجی کا تیل دس قطرے روز پئیں۔ سر درد کے وقت کلونجی کا تیل سر اور کنپٹیوں میں' دس قطرے کلونجی کا تیل اور ایک چمچ شہد میں ملا کر پئیں۔

مرگی میں کلونجی کا تیل ایک قطرہ دائیں ناک کے نتھنے میں ڈالیں اور کلونجی کا تیل دس قطرے اور ایک چمچ شہد پانی میں ملا کر پئیں۔ نسیان (بھولنا) میں ایک چمچ شہد' کلونجی کا تیل دس قطرے کے ساتھ پی لیں۔ دار چینی کے تین چار ٹکڑے دن بھر میں چوسا کریں۔ موتیا کی ابتدائی حالت ہو تو روزانہ کلونجی کا تیل ایک قطرہ آنکھ میں ڈالیں۔ کان کے درد میں کلونجی کا تیل ایک قطرہ نیم گرم کر کے ٹپکائیں۔ کان کی سوزش میں کلونجی کا تیل اور زیتون کا تیل ہم وزن ابال کر نیم گرم کر کے چند قطرے کان میں ڈالیں۔ دانت کے درد میں کلونجی کا تیل آٹھ قطرے' آٹھ چمچ کلونجی دانہ' تھوڑا سا سرکہ اُبال کر کلیاں کریں' متاثرہ دانت پر لونگ رکھیں۔ دانتوں کے میل کے علاج کے لیے اس میں لاہوری نمک آگ میں جلا کر باریک پیس لیں' اس میں چند قطرے کلونجی کا تیل اور چند قطرے سرسوں کا تیل ملا کر دانتوں پر ملیں' بلغم میں السی ایک تولہ کوٹ کر پاؤ بھر پانی میں جوش دیں' جب پانی آدھا رہ جائے تو چھان کر چودہ قطرے کلونجی کا تیل اور دو چمچ شہد میں ملا کر پئیں۔ کلونجی چہرے کی چھائیاں اور داغ دھبے دور کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ چہرے کی جھریاں ختم کر کے ہمیشہ جوان رکھتی ہے۔ کمزور جسم کو طاقتور' صحت مند اور خوبصورت بھی بناتی ہے۔ موٹاپا دور کرنے کے لیے نیم گرم پانی ملا کر پئیں۔ اس سے زائد چربی پگھلتی ہے۔ کلونجی کا باریک سفوف کر کے اس کے برابر چینی ملا لیں اور ہر روز صبح شام استعمال کریں' اس کے ساتھ کالی مرچیں بھی پانی کے ساتھ پھانکتے رہیں۔ ایک پیالی تازہ پانی میں ایک چمچ شہد اور ایک لیموں کا رس ملا کر صبح نہار منہ پئیں۔ کلونجی خون کی کمی اور چہرے کی زردی اور ضعفِ جگر کو دور کرتی ہے۔ پرانے نزلہ زکام کے لیے کلونجی جادوئی اثر رکھتی ہے۔ پیٹ کے درد کے ساتھ ساتھ شوگر کو کنٹرول کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

کلونجی کے باریک کالے دانے وزن کم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ فربہ خواتین کے لیے کلونجی کا استعمال بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ کلونجی کے پانچ دانے نہار منہ کھانے سے مضر صحت چکنائی کم ہو جاتی ہے۔ بگھارے بینگن اور کڑاہی گوشت میں اس کا بگھار خوشبو اور ذائقے میں اضافہ کرتا ہے۔ روزانہ کی غذا میں کلونجی کا استعمال صحت اور توانائی کا شرطیہ ضامن ہے۔ بال گرنے اور عمر سے پہلے سفید ہو جانے کا بہترین علاج بھی کلونجی کا تیل ہے۔ پہلے لیموں کا رس سر کی کھال پر لگائیں اور پندرہ منٹ بعد بالوں کو شیمپو کر لیں۔ جب بال خشک ہو جائیں تو کلونجی کا تیل بالوں کی جڑوں میں لگائیں۔ یہ عمل کم از کم چھ ہفتے تک جاری رکھیں۔ سر کے درد سے نجات کے لیے بھی جس وقت درد ہو رہا ہو' کلونجی کے تیل سے پیشانی اور کان کے اطراف مساج کریں۔ اگر آپ پھر بھی بہتر محسوس نہ کریں تو آدھا چائے کا چمچ کلونجی کا تیل دن میں دو بار پئیں۔ عام طور پر گرمیوں کے موسم میں بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کی ناک سے بھی خون بہنے لگتا ہے۔ جسے نکسیر پھوٹنا کہا جاتا ہے۔ ناک سے خون کو روکنے کے لیے ایک چمچ سفید سرکہ' دو چائے کے چمچ شہد اور آدھا چائے کا چمچ کلونجی کا تیل باہم ملائیں اور دن میں دو بار پئیں۔

(انتخاب: ابو بلال یاسر۔ از طب نبوی ﷺ: حکیم حبیب شاہ)

بقیہ **جماعتی نشاطات**

امیر محترم کے خطاب کے بعد شیخ عبدالعزیز آف کوئٹہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے کارکنان کی صفات میں پہلی صفت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ پر کسی قسم کا فخر وتکبر نہ کریں بلکہ ہر لمحہ اللہ کا شکر ادا کریں۔ انہوں نے کہا' ہماری سب سے بڑی کامیابی معاشرے کے ساتھ جڑ کر رہنا' ساتھ چلنا اور چلانا ہے۔ دشمنوں کی کوشش ہے کہ ہمیں معاشرے سے کاٹ دیا جائے۔ ہمارا دعوت کا کام ہو یا سیاست میں عملاً شرکت کرنے کا' یہ سب کام معاشرے سے جڑنے کے لئے ہے۔

دوسرے روز نماز فجر کے بعد مولانا محمد یوسف طیبی نے درس قرآن دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنی تربیت واصلاح کے لئے صحابہ کرام کو نمونہ بنانا ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے زیرو سے کام شروع کیا اور بہت جلد ترقی کی منازل طے کیں۔ آج ہم بھی اگر صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ کو اپنالیں تو ہمارا کام بھی ایسے ہی ہوگا۔ آج ہم بھی اگر اپنے مفادات کو نظر انداز کرکے دنیا کی بجائے تقویٰ اور رجوع الی اللہ کرلیں تو ہمارے اہداف بھی ہمارے لئے آسان ہوجائیں گے۔

مولانا یوسف طیبی کے درس قرآن کے بعد کارکنان وذمہ داران کے لئے آرام اور ناشتہ کے لئے وقفہ کیا گیا اور دوبارہ نو بجے مجلس کا آغاز ہوا تو کارکنان کے جذبوں کو گرمانے کے لئے جعفر طیار بھائی نے اپنی خوبصورت آواز میں جہادی ترانہ پیش کیا۔

اس کے بعد شیخ الحدیث جامعہ دراسات کراچی تشریف لائے۔ شیخ عبداللطیف حفظہ اللہ نے جماعت سازی اور اطاعت امیر کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جیسے ریوڑ سے بچھڑنے والی بکری کو بھیڑیے کے لئے شکار کرنا آسان ہوتا ہے' ایسے ہی جماعت سے جدا ہوکر تنہا زندگی بسر کرنے والے شخص کو شکار کرنا شیطان کے لئے آسان ہوجاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے امیر کی اطاعت کو لازم پکڑیں۔

مولانا عبداللطیف کے بعد محترم جناب مفتی مبشر احمد ربانی نے گفتگو کی انہوں نے کہا کہ اطاعت امیر کارکنان کے لئے لازم ہے' اگرچہ امیر کا حکم انہیں ناگوار ہی کیوں نہ لگے۔ انہوں نے نبی مکرم ﷺ کی حدیث بیان کی جس میں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ تم پر اطاعت امیر لازم ہے اگرچہ تمہارا امیر ناک کٹا مقتے جتنے سر والا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت کرنا ہوگی دل کی خوشی کے ساتھ اور کراہت اور ناپسندیدگی کے ساتھ بھی' ہر حال میں امیر کی اطاعت لازم ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ بعض کارکنان امیر صاحب کے حالیہ الیکشن میں حصہ لینے کے معاملے پر تذبذب کا شکار ہوگئے تھے۔ شیطان نے وساوس اور کجی دلوں میں ڈال دی۔ ایسی صورت میں جماعت اور امیر سے جڑے رہنے والا ہی محفوظ رہتا ہے۔ ہمیں اپنی اصلاح اور راہنمائی کے لئے صلح حدیبیہ کے مشکل ترین لمحات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ جب نبی ﷺ نے مشکل فیصلے کئے تو کبار صحابہ بھی مضطرب ہوگئے۔ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کیونکہ آپؐ نے کفار کی کڑی شرائط پر یہ معاہدہ کیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی بصیرت جیسی بصیرت صحابہؓ کے پاس نہ تھی وہ اپنے نبی جیسی دور اندیشی بھی نہ رکھتے تھے۔ آپؐ نے اپنے پیروکاروں کو فرمایا' میں بے شک اللہ کا سچا رسول ہوں اور جو کر رہا ہوں' وہ اللہ کے حکم سے کر رہا ہوں۔ بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ یہ فیصلے مسلمانوں کے حق میں ہونے لگے۔ آج ہمارے امیر نے اگر سیاست میں آنے کا فیصلہ کیا ہے تو انہوں نے مشاورت بھی کی اور تدبیر کے ساتھ اس میدان میں اترے ہیں تو یہ ایک تدبیری اور صحیح شرعی فیصلہ تھا' اس میں ہمارے لئے دعوت کے بے شمار ذرائع پیدا ہوگئے ہیں۔

مولانا مبشر احمد ربانی کے بعد امیر محترم نے انہی کی گفتگو کے تناظر میں خطاب کیا اور آخر میں تنظیمی حوالے سے جو نظم میں تبدیلیاں کی گئیں' ان کا اعلان کیا۔

اس تربیتی نشست کا آخری سیشن ملی مسلم لیگ کی رجسٹریشن اور تنظیم نو کے حوالے سے تھا۔ امیر محترم نے پروفیسر عبدالرحمن مکی حفظہ اللہ کو ملی مسلم لیگ کا سرپرست مقرر کیا جبکہ قاری یعقوب شیخ کو جنرل سیکرٹری کی ذمہ داری سونپی۔ اس موقع پر امیر محترم کے حکم پر صدر ملی مسلم لیگ محترم سیف اللہ خالد نے تنظیم نو کے حوالے سے اپنا لائحہ عمل پیش کرنے کے ساتھ اپنے اہداف بھی کارکنان کے سامنے رکھے۔ انہوں نے کہا کہ ملی مسلم لیگ ہر شعبہ میں خدمت کا جذبہ لے کر میدان میں اتری ہے جبکہ معاشی ترقی' عوام کی فلاح' غربت کا خاتمہ' اقلیتوں کے تحفظ اور دشمن قوتوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے ہمارے پاس مکمل لائحہ عمل موجود ہے۔ انہوں نے کہا' گراس روٹ لیول تک تنظیم سازی کے لئے کنوینئر مقرر کردیئے گئے ہیں۔ اسی طرح مختلف شعبہ جات قائم کرکے تنظیمی نظم قائم کردیا گیا ہے۔ انہوں نے کارکنوں کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان دوقومی نظریئے کی بنیاد پر وجود میں آیا اور اس ملک کی بقا کا راز بھی اس نظریہ پاکستان کے احیاء میں مضمر ہے۔

صدر ملی مسلم لیگ کے خطاب کے ساتھ ہی تربیتی نشست اپنے اختتام کو پہنچی اور کارکنان کی طعام سے تواضع کی گئی جس کے بعد کارکنان تمام ذہنی شکوک و شبہات کے ازالے کے بعد نئے جوش وجذبہ سے اپنے اپنے علاقوں کے لئے روانہ ہوگئے۔ الحمدللہ علی ذالک

☆......ہم ایسے لوگ تیار ہی نہیں کرسکے جو اسمبلیوں میں جاکر آئین پر عمل درآمد کروا کر سارا نظام تبدیل کریں' سود ختم کریں' غیر اسلامی شقوں کو نکالنے کا پورا موقع موجود ہے۔

☆......ہم نے ملک میں ٹکراؤ پیدا نہ کرنے کی جو حکمت عملی ترتیب دی' اس سے اللہ رب العزت نے بحمد اللہ رستے دیئے اور دعوت کا کام مزید تیز ہو رہا ہے۔ امیر جماعۃ الدعوۃ۔ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ

☆......ہمارا ملک پاکستان منفرد ملک ہے' ہمارے آئین میں سب سے پہلے اللہ کی توحید کا اقرار' اللہ کے حکم میں کسی کو شریک نہ کرنے کا مکمل اعلان ہے۔

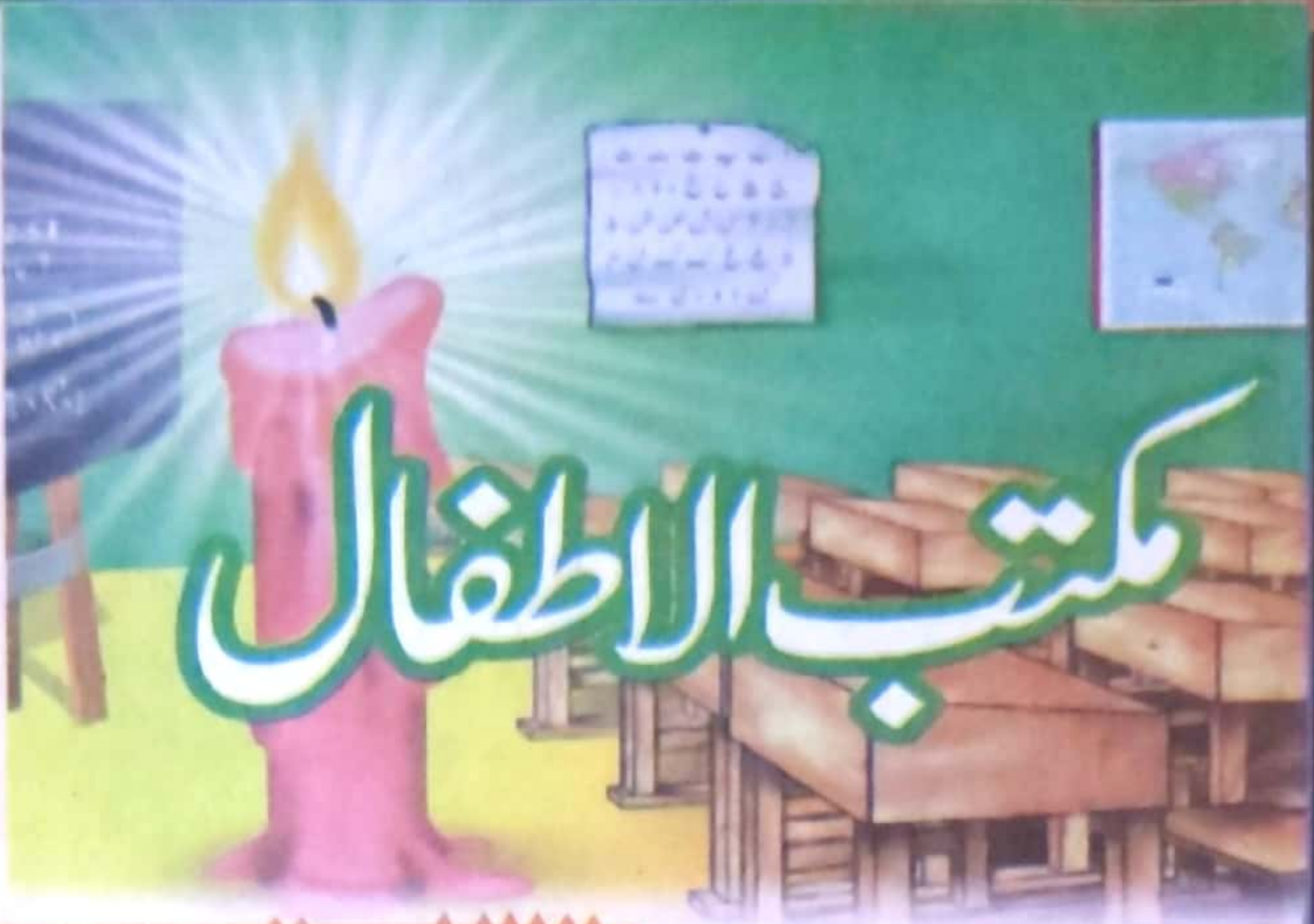

ہم بھول گئے

اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے

☆...... ہم اپنی اصل اور آخری منزل بھول گئے۔

☆...... اپنے خالق و مالک کو بھول گئے۔

☆...... اپنے دنیا میں آنے کا منشا و مقصد بھول گئے۔

☆...... اپنی موت و قبر بھول گئے۔

☆...... اپنی آخرت کے نفع و نقصان کو بھول گئے۔

☆...... دوزخ کے داروغہ اور ان کی لمبی لمبی آگ کی سلاخوں کو بھول گئے۔

☆...... جہنم کی سختیوں اور خوف و خطر کو بھول گئے۔

(مدیحہ لاہور۔ انتخاب: قبر کی پہلی رات)

روشن باتیں

پیارے پھولو اور کلیو!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

پیارے پھولو اور کلیو! آج کل ہمارے معاشرے میں منشیات ایک وباء کی طرح پھیل رہی ہے اور بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ منشیات فروشوں نے تعلیمی اداروں' کالجز' یونیورسٹیز اور سکولز کے نوخیز پھولوں اور کلیوں کو ہدف بنا رکھا ہے۔ منشیات کے استعمال کی ابتدا سگریٹ نوشی سے ہوتی ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ سکولوں کے کم عمر بچے سگریٹ نوشی کر رہے ہوتے ہیں۔ ہر جان لیوا نشے کی ابتدا سگریٹ نوشی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا:

کل مسکر و مفتر حرام (ابو داؤد)

''ہر نشہ آور اور نقصان دہ چیز حرام ہے۔''

تمباکو نوشی' فضول خرچی تو ہے ہی لیکن یہ صحت' بدن' عقل' دین اور معاشرے کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔ تمباکو نوشی موت کی سیڑھی ہے اور خودکشی کے مترادف ہے۔ تمباکو نوشی کے ذریعے انسان آہستہ آہستہ موت کے شکنجے میں پھنستا چلا جاتا ہے۔

ہماری والدین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے بچوں پر خاص نظر رکھیں' انہیں اس بیماری سے دور رکھ کر ان کا مستقبل محفوظ بنائیں اور بچے خود بھی بچیں اور اپنے دوستوں کو بھی اس وباء سے بچائیں۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو

والسلام آپ کے چاچو جان حمدان

انوکھا حق مہر

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ میں خود کو آپ ﷺ کے لیے ہبہ کر دوں اور آپ ﷺ مجھ سے شادی کر لیں۔

عورت نے جب دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا اور خاموش ہو گئے ہیں تو وہیں بیٹھ گئی اور آپ ﷺ کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔ اتنے میں ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے گزارش کی۔

''اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ ﷺ کو اس سے شادی کی خواہش نہیں تو اس کی میرے ساتھ شادی کر دیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا:

''تیرے پاس (اس کو بطورِ مہر دینے کے لیے) کوئی چیز ہے؟''

اس نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اپنے اہل خانہ کے پاس جا کر دیکھو کہ کوئی چیز تمہیں ملتی ہے۔ وہ آدمی اپنے گھر گیا اور واپس آ کر عرض کرنے لگا: نہیں اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز نہیں ملی''

رسول اکرم ﷺ نے اسے دوبارہ بھیجا اور فرمایا:

''جا کر دیکھو اگرچہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو'' وہ آدمی پھر گیا اور واپس آ کر عرض کرنے لگا: ''اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول ﷺ! لوہے کی کوئی انگوٹھی بھی نہیں مل سکی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تمہیں قرآن کا کتنا حصہ یاد ہے؟'' اس نے عرض کی: ''مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں'' اس نے کئی ایک سورتوں کے نام گنوائے۔

رسول اکرم ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم انہیں (سورتوں کو) زبانی پڑھ سکتے ہو؟''

اس نے عرض کی: ''جی ہاں'' چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جاؤ جو کچھ تمہیں قرآن یاد ہے اس کے عوض تمہاری شادی اس عورت سے کر دی (گھر جا کر اسے سکھا دینا)''

اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمارے شادی بیاہ میں اسراف نہ ہو' حق مہر میں لاکھوں کی شرط نہ رکھی جائے۔ (بحوالہ: سنہرے فیصلے' از عبدالمالک مجاہد)

(مرسلہ: اخت ابتسام ساجد جنجوعہ۔ نوکھر اڈا)

میٹھی شرارتیں

انوکھا بکرا

عید بقر عید پر کشف' عطف اور زینب کے ابو جب گھر بکرا لائے تو بچے بہت خوش ہوئے۔ وہ دن رات اسے پیار کرتے۔ اسے گھاس اور دانے وغیرہ کھلاتے' اس کے قریب جاتے اور بکرا بھی جب ان سے مانوس ہو کر ان کے قریب ہونے لگتا تو پھر بچے ڈر کر پیچھے ہٹ جاتے۔ بکرا بھی لگتا تھا کہ پیچھے سے کوئی بڑا ناز و نعم میں پل کر آیا تھا۔ پہلے دن جب بکرا گھر آیا تو بچے گھر پر نہ تھے۔ کشف' عطف کا گھر اوپر والی منزل پر ہے۔ اس رات اوپر کوئی بھی نہ تھا۔ بکرے کو نیچے باندھا گیا لیکن بکرے نے آتے ہی اچانک رسی تڑائی اور سیڑھیوں سے اوپر چڑھتا ہوا سیدھا کمرے میں بیڈ پر جا کے بیٹھ گیا۔ اگلے دن پھر دو تین دفعہ اس نے ایسی ہی حرکت کرنے کی کوشش کی اور بار بار اوپر پہنچنے کی کوشش کی۔ اب تو بچے بہت گھبرائے اور ڈر کے مارے انہیں نیند بھی نہ آتی کہ کہیں بکرا اوپر نہ آ جائے۔ بکرے کو لگتا تھا کہ جیسے پتہ ہو کہ میرے مالک کا گھر اوپر ہے' اس لیے میں نے اوپر ہی جانا ہے۔ تاہم کشف کے ابو نے اب بکرے کو مضبوط رسی کے ساتھ باندھ دیا اور بچوں کو بھی بڑی مشکل سے یقین دلایا کہ اب بکرا اوپر نہیں آئے گا۔ تب بچوں کو نیند آئی لیکن بکرا لگتا تھا کہ واقعی بڑے ناز و نعم سے پلا ہوا ہے۔ اس کو گھاس بھی بچے ہاتھ سے پکڑ کر کھلاتے تو کھاتا ورنہ کم ہی منہ لگاتا۔ اسی طرح دانہ بھی بچے پرات میں ڈال کر اور پرات ہاتھ سے پکڑ کر بکرے کے قریب کرتے تو کھاتا اور اگر نیچے رکھ دیتے تو نواب صاحب دیکھتے بھی نہیں تھے۔

ایسے شہزادے بکرے سے بچوں کی محبت بھی آہستہ آہستہ اب بڑھ گئی لیکن اس دن بچے بہت غمگین ہوئے جب بکرے کو ذبح کیا گیا۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ بکرا اپنے خالق و مالک کے حکم کی تعمیل میں اپنی قربانی پیش کر رہا ہے اور یہی سبق وہ انسانوں کو بھی دے رہا ہے کہ اپنے خالق و مالک کے احکام کی فرمانبرداری میں اپنی جان بھی پیش کرنی پڑے تو پیش کر دو۔

بچوں کو بکرے سے اب اتنی محبت ہو گئی تھی کہ جب اس کا گوشت پکا کر کھانے کے لیے دستر خوان پر رکھا گیا تو سب بچوں کا حیرت انگیز طور پر ایک ہی جواب تھا' ہم تو بکرے سے پیار کرتے تھے...... اس کا گوشت کیسے کھائیں؟ ہم تو نہیں کھاتے۔

تاہم جب کشف کے ابو نے بچوں کو سمجھایا کہ بکرا کہتا ہے کہ جس طرح میں نے اللہ کے حکم کو مانتے ہوئے خوشی خوشی اپنی قربانی دی ہے' اسی طرح آپ بھی اللہ کے حکم اور نبی ﷺ کے بتائے ہوئے آداب کے مطابق میرا لذیذ گوشت کھائیں اور اللہ کا شکر ادا کریں تو میری خوشی بھی اسی میں ہے۔ تب جا کر بچے آہستہ آہستہ بکرے کا گوشت کھانے پر تیار ہوئے۔

بچو! کیسی لگیں آج کی میٹھی شرارتیں۔ ضرور بتائیے گا تاکہ اگلی دفعہ آپ کو اس سے زیادہ میٹھی شرارتیں پیش کریں۔

آرٹ: شہزاد حسن۔ نوکھر

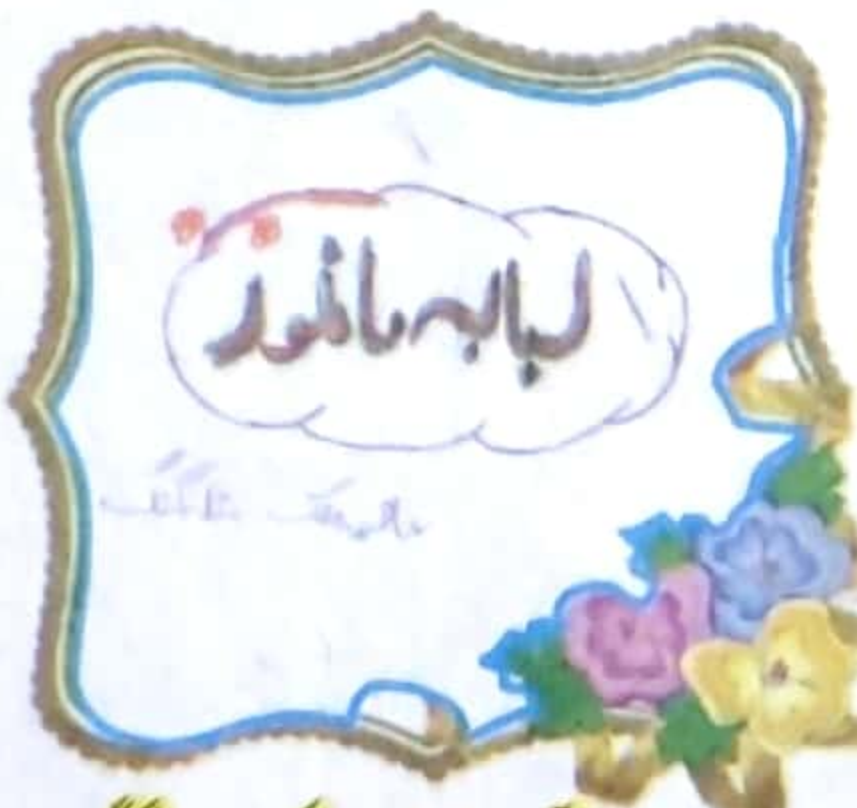

آرٹ: عاصمہ ملک۔ تلہ گنگ

آرٹ: اقراء ایمان۔ ملتان

آرٹ: ایمان۔ مظفر آباد

آرٹ: اسماء بتول۔ گوجرانوالہ

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو 300/ روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

گزشتہ ماہ کا انعام یافتہ ڈیزائن

جویریہ۔ اوکاڑہ

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجیے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کریں گے۔ ان شاء اللہ

رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

کیلا چھل جائے اپنے آپ

سامان:

اچھا پکا ہوا ایک کیلا' بوتل جس کا منہ تقریباً کیلے کے اندرونی حصے کے برابر ہو' تھوڑی سی سپرٹ اور کپڑے کا ٹکڑا' دیا سلائی۔

سننے میں کتنا عجیب سا معلوم ہوتا ہے کہ کیلا اپنے آپ چھل جائے گا لیکن سائنس تو ہے ہی ایسی ہی سوجھ بوجھ کا نام جو کرشمے کر کے دکھاتی رہتی ہے۔

کپڑے کے ٹکڑے کو سپرٹ میں بھگو کر بوتل کے اندر ڈال دیں اور اوپر سے ڈالیں ایک جلتی دیا سلائی کی تیلی۔ اب فوراً کیلے کا الگ تھوڑا سا حصہ چھیل کر گودے کو بوتل کے منہ پر اس طرح رکھ دیں کہ بوتل میں باہر سے ہوا جانے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ کیلے کا چھلکا تو بوتل کے باہر رہے گا' اس میں کہنے کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

تعجب ہے کہ کیلا بوتل کے اندر اپنے آپ ہی کھسکنے لگتا ہے۔ تھوڑا سا دھیان دیں تو یہ بھی سمجھ میں آ جائے گا آپ کو کہ ایسا کیسے ہوتا ہے؟

بوتل کے اندر کی آکسیجن کپڑے کے جلنے میں خرچ ہو جاتی ہے جس سے بوتل کے اندر ہوا کا دباؤ باہر کے مقابلے میں کم ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے ہوا کیلے کو اس کے چھلکے سے الگ کرتی ہوئی اندر دھکیلتی جاتی ہے۔ کہئے کیسا رہا' یہ کیلے کا اپنے آپ چھلنا؟

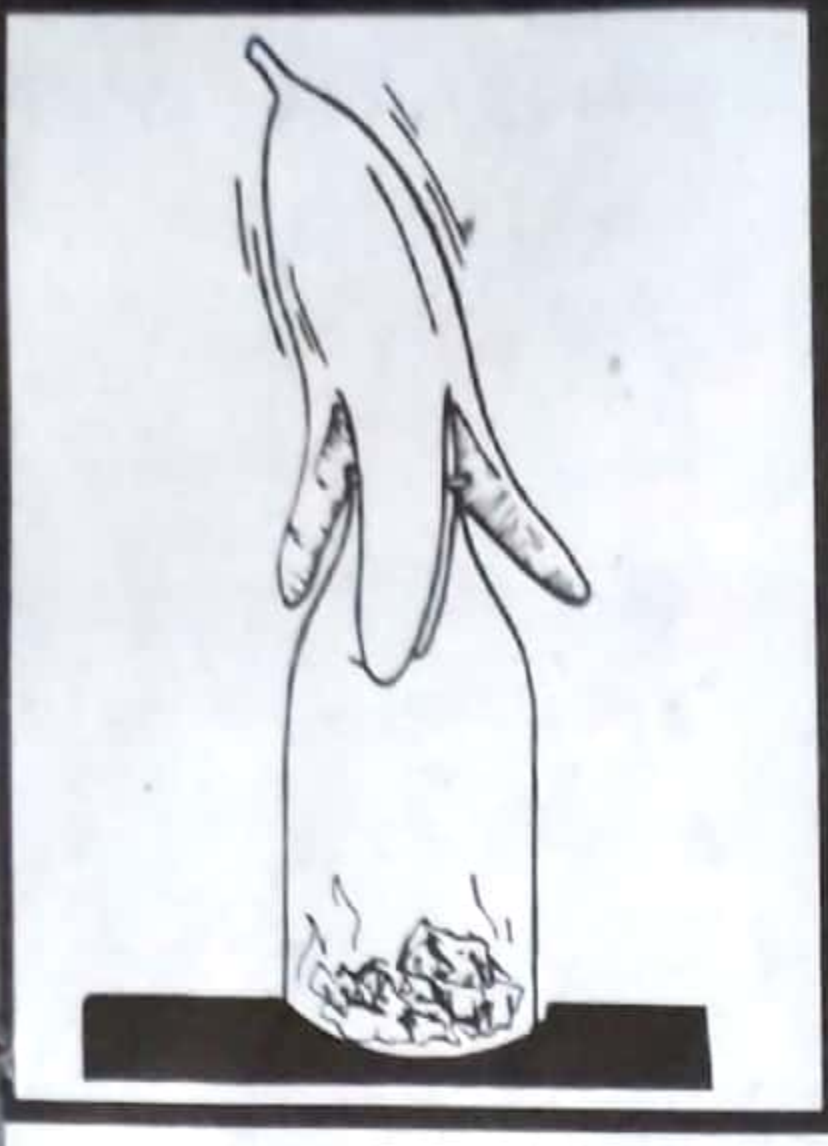

ذہانت آزمائیں، انعام پائیں

1- حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے کس جنگ میں جام شہادت نوش کیا؟

① غزوۂ تبوک ② غزوۂ خندق ③ جنگ یمامہ

2- خانہ کعبہ کو تباہ کرنے کے لیے آنے والے ابرہہ کے لشکر کی تعداد کتنی تھی؟

① 50 ہزار ② 60 ہزار ③ 70 ہزار

3- ہجرت کی رات جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے نکل کر غار میں گئے تو صفر کی کیا تاریخ تھی؟

① 26 صفر ② 23 صفر ③ 27 صفر

4- صلح حدیبیہ کے بعد بنو خزاعہ کس کے حریف بنے تھے؟

① مسلمانوں کے ② قریش مکہ کے ③ یہود کے

5- اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جن اداروں نے ان کو لگام دینی ہے' وہی ان کے دست و بازو بن جاتے ہیں بلکہ اس کاروبار میں پورا پورا حصہ وصول کرتے ہیں۔

یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے' نیز مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

(قرعہ اندازی میں ترجیحاً انہیں شامل کیا جاتا ہے جو سوالوں کے جواب کے ساتھ مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھی لکھ کر بھیجتے ہیں)

1- محمد حنظلہ مکی' گوجرانوالہ 300 روپے بیلنس بمع کتب

2- محمد طارق' لودھراں 200 روپے بیلنس بمع کتب

3- محمد عمیر حقانی' فیصل آباد 150 روپے بیلنس بمع کتب

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- غار حرا مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

2- نبی ﷺ مدینہ آ کر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے۔

3- یوم فضائیہ 7 ستمبر کو منایا جاتا ہے۔

4- میجر عزیز بھٹی 12 ستمبر کو شہید ہوئے تھے۔

5- مذکورہ جملہ مجلّہ الحرمین ستمبر 2018ء کے صفحہ 15 پر ہے اور مضمون نگار محمد قاسم حمدان ہیں۔

نوٹ: سوالات کے جوابات ہر ماہ کی 18 تاریخ تک خطوط کے علاوہ بذریعہ SMS بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ تاہم انعام کے لیے ترجیح خط لکھنے والوں کو اور مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھیجنے والوں کو دی جائے گی تا کہ آپ کی آراء کی روشنی میں مجلّہ کو خوب تر بنایا جا سکے۔ نیز سوالات کے جوابات اور تبصرہ ہمیشہ الگ الگ ورق پر لکھیں' ہر ورق پر اپنا پورا نام پتہ لکھیں' ورق کی پچھلی سائیڈ پر کچھ نہ لکھیں۔ علاوہ ازیں کئی پھول اور کلیاں انعام کے حق دار ہوتے ہیں لیکن ان کا فون نمبر درج نہ ہونے کی بناء پر انہیں بیلنس نہیں بھیجا جا سکتا۔ لہٰذا آپ اپنا یا اپنے کسی بزرگ یا عزیز کا فون نمبر دے دیں تا کہ آپ کو بیلنس دیا جائے۔

(فون برائے SMS: 0320-4432378)

خصوصی انعامات

1- منال عبدالرحمٰن' شیخوپورہ 100 روپے بیلنس

2- عبدالرحمٰن' گجرات 100 روپے بیلنس

3- محمد سعد بلوچ' گوجرانوالہ 100 روپے بیلنس

انوکھی پہچان

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چار افراد ایسے تھے جو جنگ کے دوران اپنی مخصوص نشانیوں کی بناء پر صاف پہچانے جاتے تھے جن کے نام مبارک یہ ہیں۔

① حضرت سماک بن خرشہ ابو دجانہ الانصاری رضی اللہ عنہ

② حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

③ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

④ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

① حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جنگ کے دوران سُرخ پٹی باندھ لیتے تھے اور قوم یہ جانتی تھی کہ جب یہ سرخ پٹی باندھ لیتا ہے تو خوب اچھی طرح لڑائی کرتا ہے' اس کا جوش وجذبہ دیدنی ہوتا ہے۔

② حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنگ کے دوران سفید اون کی پٹی باندھتے۔

③ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ زرد رنگ کی پٹی سے پہچانے جاتے تھے۔

④ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شتر مرغ کا پَر بطور علامت استعمال کرتے اور جنگ کے دوران اس سے پہچانے جاتے۔

(بحوالہ: شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہم)

(اخت ابتسام ساجد جنجوعہ۔ نوکھر اڈا)

بقیہ درس القرآن

(مسلم کتاب صفات المنافقین باب تحریش الشیطان)

اس کے بعد فرمایا کہ دین کامل اور مکمل ہے اور یہ لوگوں پر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور یہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دین، قانون، نظام پسند نہیں۔ جیسے فرمایا: اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ (آل عمران 17)

اور فرمایا: وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ وَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ (آل عمران۔85)

دین مکمل کر دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ارکان فرائض، سنن، حدود اور احکام بیان کر دیئے گئے ہیں اور کفر و شرک کا خاتمہ کر کے اس نعمت کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

اب دین میں جو حرام ہونا تھا یا حلال ہونا تھا، وہ ہو چکا۔ اب اس میں کوئی تبدیلی یا اضافہ کرے گا یا نئی چیز نکالے گا تو وہ دین نہیں ہو سکتی بلکہ دین میں بدعت ہے جو سراسر گمراہی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنۡ اَحۡدَثَ فِی اَمۡرِنَا ھٰذَا مَا لَیۡسَ فِیۡہِ فَھُوَ رَدٌّ جو ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی چیز شروع کرے گا جو اس میں نہیں تھی، وہ مردود ہے۔ (بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا) اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے مجبور اور لاچار آدمی اگر حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ حرام کھانے کا شوق نہ ہو اور اسے جائز نہ سمجھنے لگے اور بقدر ضرورت کھائے، حد سے نہ گزرے۔

معلوم ہوا حرام کھانے کا تعلق بھوک اور حقیقی مجبوری سے ہے، زندگی کا معیار بلند کرنے کے لئے اضطرار و مجبوری کا بہانہ بنا کر سود کھانا شروع کر دے، یہ مراد نہیں۔ اس رخصت کا بیان مندرجہ ذیل آیات میں بھی ہے۔

(البقرہ 173، الانعام 145، النحل 115)

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ بے حد بخشنے والا اور مہربان ہے، اس نے اپنی رحمت اور مہربانی کی وجہ سے مجبور و لاچار کو رخصت دے دی ہے اور اپنی مغفرت اور بخشش کی وجہ سے ایسے لوگوں سے درگزر فرما دیا ہے۔

فوائد

1۔ مردار کی تمام اقسام حرام ہیں۔

2۔ فال نکالنا، نجومیوں کے پاس جانا حرام ہے۔

3۔ قبور و زیارات اور درگاہوں و آستانوں کے لئے ذبح کرنا، نذر و نیاز کرنا اور چڑھاوے چڑھانا حرام اور شرک ہے۔

4۔ اللہ سے ڈرنا فرض اور کفار سے ڈرنا حرام ہے۔

5۔ دین میں بدعات و اضافہ اور اسلام کے منافی اور مقابلہ میں وضعی قوانین و نظامات حرام ہیں۔

بقیہ تدریس الحدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ہمیشہ ایسا کرتے تھے۔

تخریج: اخرجه البخاری، الجمعة، باب ما يقرا في صلوة الفجر يوم الجمعة، حديث :891 ومسلم الجمعة باب ما يقراء في يوم الجمعة حديث:880 وحديث ابن مسعود اخرجه الطبرانی فی الصغير: 44/2) وسنده ضعيف، و فيه من لم أعرفه وقال الهيثمي رجاله موثقون.

تشریح: یُدِیْمُ ذٰلِکَ ' اِدَامَۃ سے ماخوذ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے روز صبح کی نماز میں ان سورتوں کو ہمیشہ پڑھتے رہے۔

فوائد و مسائل:

1۔ ان سورتوں کا التزام کیوں کرتے تھے؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی مصلحت و حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ان سورتوں میں تخلیق آدم اور روز قیامت بندوں کا محشر میں جمع ہونا مذکور ہے۔ اور احادیث میں ہے کہ قیامت بھی جمعہ کے روز قائم ہوگی، غالباً اسی مناسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے نبی ﷺ جمعہ کے روز ان کا التزام فرماتے تھے، اس لئے جمعہ کے روز صبح کی فرض نماز میں ان دونوں کا پڑھنا مسنون ہے۔

2۔ جن سورتوں کو نبی اکرم ﷺ نے کسی نماز میں بالالتزام پڑھا ہو، ہمارے لئے امتثال امر کرتے ہوئے ان سورتوں کو انہی نمازوں میں پڑھنا افضل اور مسنون ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی دوسری سورت نہیں پڑھی جا سکتی مگر اتباع سنت کا تقاضا ہے کہ انہی سورتوں کو پڑھا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ہیں اور آج بحمد اللہ علمائے اہلحدیث اس کی پابندی کرتے ہیں۔

معاذ بن جبل ایجوکیشنل ٹرسٹ مرکز طیبہ مرید کے کے زیر اہتمام

جامعہ سعدیہ اسلامیہ معاذ بن جبل تحفیظ القرآن (للبنات)

کے وفاق المدارس کے شاندار نتائج

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 1439ھ کے سالانہ نتائج میں عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ اولیٰ اور عالمیہ ثانیہ کی 95% فیصد طالبات نے درجہ ممتاز میں امتحان پاس کیا ہے۔ تحفیظ القرآن کی تمام طالبات نے بھی درجہ ممتاز حاصل کیا۔ اس کے علاوہ اس سال اس ادارے نے شرعی علوم کے ساتھ میٹرک، ایف اے اور بی اے تک تعلیم کا بھی آغاز کیا، اللہ کی رحمت سے نویں جماعت کی پینتیس بچیوں نے امتحان میں حصہ لیا۔ سب سے زیادہ نمبر 471/505 جس بچی نے حاصل کئے، وہ عالیہ میں بھی اعلیٰ پوزیشن کی حامل ہے۔ میٹرک امتحان میں ایک بچی نے 886 نمبر حاصل کئے۔ ادارہ ان تمام بچیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور ان کی ترقی اور کامیابی کے لئے دعاگو۔

رئیس الجامعہ پروفیسر ظفر اقبال 0302-5169044، مدیرۃ الجامعہ ام عیسیٰ 0305-4239107 مرکز طیبہ مرید کے

باب الرؤیا — معبّر: شیخ الحدیث عبداللہ رفیق ﷾

خواب: میں بال بنا رہی ہوں تو میرے ہاتھ میں کافی سارے بال آ جاتے ہیں، میں امی کو دکھانے جاتی ہوں تو میں دیکھتی ہوں کہ میری امی اور میری بہن کے سر کے نیچے والے حصے کے بال اترے ہوئے ہیں۔ (صبا سٹوڈنٹ BSc۔عمر 19 سال)

تعبیر: تینوں مذکورہ افراد کو تھوڑی پریشانی پہنچنے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے اور دین پر چلنے کی توفیق دے۔

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میرا شوہر نہر کے کنارے کھڑے ہیں۔ میرے شوہر گوشت کے بڑے بڑے لوتھڑے نہر میں پھینک رہے ہیں تو کچھ کنارے کے ساتھ لگ جاتے ہیں، وہ ان کو درمیان میں کرنے لگتے ہیں تو ان کا پاؤں پھسل جاتا ہے اور وہ نہر میں گر جاتے ہیں۔ پھر میں ان کو کھینچ کر نکالتی ہوں۔

تعبیر: آپ کی وجہ سے آپ کا خاوند کسی پریشانی سے بچ جائے گا۔ ان شاء اللہ

خواب: میں نے کچھ عرصہ پہلے خواب دیکھا کہ شام کا وقت ہے اور بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔ میں گھر سے باہر ہوں۔ جلدی گھر پہنچنے کی کوشش کرتی ہوں، کیچڑ بہت ہوتا ہے، پھر جیسے ہی گلی میں آتی ہوں، وہاں ایک کنواں، اس کے اوپر لکڑی کا ڈھکن ہے۔ یہ کنواں دودھ کا ہے، پھر میں وہ سب کو دکھاتی ہوں۔ وہ دودھ بہت میٹھا ہے۔ میں بھی پیتی ہوں اور دوسروں کو بھی پلاتی ہوں۔ (عمر 32 سال۔ ہاؤس وائف)

تعبیر: خواب بہت اچھا ہے۔ اپنی حفاظت کرتی رہیں۔ خاوند کے مال کی حفاظت بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ دنیاوی مال و دولت اور خیر و برکت سے نوازے گا۔ ان شاء اللہ

خواب: 1۔ دو مہینے پہلے میں نے خواب دیکھا کہ میری گردن پہ زہریلے سانپ نے کاٹا ہے۔ مجھے درد بالکل نہیں ہوتی اور زہر میرے کان سے نکل رہا ہے، ایک گلاس کے قریب زہر نکلتا ہے۔

2۔ میں نے خواب دیکھا کہ میری سب سے بڑی آنٹی کو کسی نے قتل کر دیا ہے اور مجھے دو دن بعد پتا چلا ہے۔

3۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنی پھوپھو کے ساتھ کہیں گھومنے جاتی ہوں، وہاں مجھے کسی چیز نے کاٹا ہے۔ میں پھوپھو کو بتاتی ہوں لیکن وہ لاپروائی کا اظہار کرتی ہیں، پھر میں مر جاتی ہوں اور سب رو رہے ہیں۔ تعبیر بتا دیں۔

تعبیر: 1۔ شیطان آپ کے دین اور ایمان کا نقصان کر رہا ہے، جس کا آپ کو کوئی احساس نہیں حالانکہ دین و ایمان کا نقصان ہی اصل نقصان ہے۔ اپنا جائزہ لیں اور ایمان کی فکر کریں۔

2۔ آپ کی آنٹی کو بھی کسی نے دین سے دور کرنے اور غیر شرعی امور کی طرف متوجہ کرنے کی پوری اور مؤثر کوشش کی ہے۔ اسے بھی اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

3۔ آپ کی پھوپھو اور سرپرست کو بھی آپ کے حالات کی سنگینی کا احساس نہیں حالانکہ سرپرستوں کو دو نہیں، چار آنکھوں کے ساتھ اپنے ماتحت افراد کی نگرانی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ سب کو اپنی اور اپنے ماتحت افراد کی حفاظت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خواب: خواب میں اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتی ہوں لیکن نہیں کھلتیں۔ سب سے باتیں بھی کر رہی ہوں اور کھاتی بھی ہوں لیکن آنکھیں نہیں کھل رہیں۔ مجھے اس طرح کے خواب بہت آتے ہیں۔ (عمر 16 سال)

تعبیر: دین اور قرآن مجید کی طرف آپ کی دلچسپی بالکل نہیں یا برائے نام ہے۔ قرآن مجید کو باترجمہ پڑھیں، اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ایمان، قرآن اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کے بغیر آدمی ایسے ہی ہے جیسے کوئی آنکھوں سے محروم ہے۔

خواب: میرے دوست نے خواب دیکھا ہے کہ اونٹ اس سے عجیب سی شکل بنا کر پانی مانگ رہا ہے۔ (عمر 20 سال سٹوڈنٹ سیکنڈ ایئر)

تعبیر: کسی بیماری یا مصیبت آنے اور اس پر مال صرف ہونے کی علامت لگ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اپنے دوست کو صبح و شام کے اذکار کرنے کی تلقین کریں۔

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ میری آنٹی اور چچی فون پہ کہتی ہیں کہ ہمارے لئے املوک لانا جبکہ وہ دس سال پہلے فوت ہو چکی ہیں۔ (عمر 80 سال)

تعبیر: میت کی طرف سے حسب استطاعت صدقہ کر دیں۔ امید ہے اس سے ان کو فائدہ ہوگا۔

خواب: میں نے خواب میں گلاب کا پودا دیکھا جس میں گلاب کے پھول لگے ہوئے ہیں، کچھ کالے اور کچھ سرخ ہیں، یہ میں نے اپنی کلاس فیلو کے گھر دیکھا۔ (سٹوڈنٹ Fs.c۔عمر 20 سال)

تعبیر: کلاس فیلو کے گھر میں گلاب کا پودا اور پھول دیکھنے کا مطلب ہے کہ اس کے گھر میں کوئی رشتہ داری کا تعلق پیدا ہوگا۔

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دریا ہے، کسی عرب یا یورپ کے ملک میں دریا کے سامنے ایک شہر ہے۔ میں ایک کشتی میں بیٹھی ہوں جس کو ایک عورت آگے سے پکڑ کر کھینچ رہی ہے۔ دریا میں پانی اتنا ہے کہ عام آدمی

تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

جہاد کی تیاری اور اعلیٰ اخلاق کی برکات

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ
كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ﴿84﴾ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ
يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا ﴿85﴾ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ
فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿86﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ
لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ﴿87﴾ (النساء84-87)

ترجمہ: چنانچہ اے نبیؐ آپؐ اللہ کی راہ میں لڑیں، آپؐ کو اپنی ذات کے سوا کسی کا ذمہ دار نہیں بنایا گیا ہے اور آپ مومنوں کو (لڑائی پر) آمادہ کریں۔ امید ہے کہ اللہ ان لوگوں کو لڑائی سے روک دے گا جنہوں نے کفر کیا اور اللہ لڑائی میں بہت سخت ہے اور سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ جو کوئی اچھی سفارش کرے گا، اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا اور جو کوئی بری سفارش کرے گا، اسے بھی کچھ حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا وہی الفاظ لوٹا دو۔ بے شک اللہ ہر چیز کا خوب حساب لینے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور کوئی بات کہنے میں اللہ سے زیادہ کون سچا ہے۔

مفردات:

1۔ تُكَلَّفُ کا مادہ ك ل ف ہے اور یہ كَلَّفَ يُكَلِّفُ (باب تفعیل) سے واحد مذکر مخاطب فعل مضارع مجہول ہے۔ اس کا معنی مکلّف کرنا، پابند کرنا یا کسی پر ذمہ داری عائد کرنا۔

2۔ حَرِّضْ کا مادہ ح ر ض ہے اور یہ حرض یحرض (باب تفعیل) سے واحد مذکر حاضر فعل امر معلوم ہے۔ اس کا معنی ہلاکت سے بچانے کے لئے کسی کو ابھارنا، ترغیب دینا ہے۔

3۔ أَنْ يَكُفَّ کا مادہ ك ف ف ہے اور یہ کف یکف (باب نصر ینصر) سے واحد مذکر فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی کسی حملے کو روکنا، مدافعت کرنا

4۔ تَنْكِيلًا اس کا مادہ ن ك ل ہے اور یہ نکل ینکل (باب تفعیل) سے مصدر تمیز ہے، اس لئے حالت نصب میں ہے اور اس کا معنی عبرتناک سزا دینا ہے۔

5۔ مُقِيتًا کا مادہ ق و ت ہے اور یہ اقات یقیت (باب افعال) سے اسم فاعل کان ہے، کی خبر ہونے

کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس کا معنی کسی کی خوراک کا بندوبست کرنا، نگہداشت کرنا اور نظر رکھنا ہے۔

6۔ فَحَيُّوا کا مادہ ح ی ی ہے اور یہ حیی یحیی (باب تفعیل) سے جمع مذکر حاضر فعل امر معلوم ہے اس کا معنی کسی کو زندگی یا سلامتی کی دعا دینا۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں منافقین کی عدم اطاعت اور باغیانہ روش کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور جہاد کا حکم اور سفارش و خیر خواہی اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات سلام و دعا اور اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کا بیان اور قیامت کے دن سب کے جمع ہونے کا ذکر ہے۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول ؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر منافقین آپ کی اطاعت نہیں کرتے تو نہ کریں۔ آپؐ ان کی پرواہ نہ کریں اور اللہ کی راہ میں جہاد جاری رکھیں کیونکہ آپ تو صرف اپنی ذات کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کی مدد کرے گا، فوج و لشکر کے افراد نہیں۔ اگر اللہ چاہے گا تو آپؐ اکیلے ہوتے ہوئے بھی دشمن پر غالب آئیں گے اور اسے شکست سے دوچار کریں گے اور اے نبیؐ مسلمانوں کو جہاد کے لئے ابھاریئے اور دشمنوں سے لڑنے کے لئے تیار کیجئے۔

1۔ سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے لڑنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ ......)

2۔ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان جتنا ہے۔ (بخاری کتاب التوحید باب وکان عرشہ علی الماء مسلم کتاب الامارۃ باب بیان ماعد اللہ للمجاہدین فی الجنۃ بروایت ابوسعید خدری)

3۔ ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا براءؓ سے پوچھا کہ جو شخص مشرکوں پر حملہ کرتا ہے تو کیا وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث کیا اور ان سے فرمایا: فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ اور جس آیت کا آپ حوالہ دیتے رہتے ہیں۔ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ 105) اس کا تعلق تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے نہ کرنے سے ہے (مسند احمد ج 4 ص 281)

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے لئے کئی شرطیں لوگ اپنی طرف سے ہی بنا لیتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ نے وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں پر کفار مکہ کا ظلم و ستم ختم کرنے کیلئے اپنے رسول اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کرے گا۔ انہیں شکست ہوگی اور وہ منتشر ہوجائیں گے چنانچہ اللہ کا وعدہ پورا ہوا اور جزیرہ عرب پر اور زمانہ کے ساتھ فارس و روم کی سرزمین پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ مومنوں کی فتوحات اور کافروں کی شکست کی پیشین گوئی مندرجہ ذیل احادیث میں ہے۔

1۔ سیدنا عدی بن حاتم طائیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دو شخص آئے، ایک معیشت کی تنگی کی شکایت کر رہا تھا اور دوسرا راہزنی کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عدیؓ! کیا تم نے حیرہ (شہر) دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں، تاہم اس کے متعلق سنا ہے۔ فرمایا، اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے آ کر کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ کے علاوہ کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ میں نے دل میں کہا، فلاں قبیلہ کے ڈاکو جنہوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے، کہاں چلے جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا (اے عدی) اگر تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے کہا، کسریٰ بن ہرمز؟ آپؐ نے کہا، ہاں کسریٰ بن ہرمز اور (اے عدیؓ) اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو ضرور ایسے شخص کو دیکھو گے جو مٹھی بھر کر سونا یا چاندی لے کر ایسے آدمی کی تلاش میں نکلے گا جو اسے قبول کرے لیکن ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرے۔ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (دو باتیں تو میں دیکھ چکا) میں نے حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرنے والی عورت کو دیکھا، اسے سوائے اللہ کے خوف کے کسی کا خوف نہیں تھا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ (بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ) اگر تم زندہ رہے تو تیسری بات بھی دیکھو گے)

اگلی آیت میں شفاعت حسنہ و سیئہ کا بیان ہے کیونکہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو جہاد کے حکم میں ان کے لئے خیر خواہی اور شفاعت حسنہ ہے، اسی مناسبت سے یہاں اچھی بری شفاعت کا بیان کیا گیا ہے۔ اچھی شفاعت کی تعریف کی گئی ہے اور اللہ کے وعدے کا ذکر ہے کہ شفاعت کرنے والے کو اللہ اچھا بدلہ دے گا اور بری شفاعت یعنی حاکم وقت کے پاس جا کر لوگوں کی شکایات کرنے والے کو اس بدکرداری کا برا بدلہ ضرور ملے گا۔ شفاعت حسنہ کے بارہ میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

1۔ سیدنا ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کے لئے سفارش کرے، پھر اسے اس سفارش کے بدلے کوئی ہدیہ دیا جائے اور وہ اسے قبول کرلے تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے پر پہنچ گیا۔ (ابوداؤد کتاب البیوع باب الھدیۃ لقضاء الحاجۃ)

2۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی ضرورت مند آتا تو آپؐ اپنے شرکاء مجلس سے فرماتے، اس کے لئے سفارش کرو، تمہیں بھی اجر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبان پر جو پسند کرتا ہے، فیصلہ فرما دیتا ہے۔ (بخاری کتاب الزکوۃ باب التحریض علی الصدقۃ، مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب الشفاعۃ فیما لیس بحرام)

3۔ سیدنا ابن عباسؓ سے بریرہؓ اور اس کے خاوند مغیث کے قصے میں منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بریرۃ سے فرمایا، اگر تو اس (اپنے خاوند) سے رجوع کرے (تو اچھا ہے) اس نے کہا: کیا آپؐ مجھے (رجوع) کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، نہیں میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔ اس نے کہا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ (بخاری کتاب الطلاق باب شفاعۃ النبی فی زوج بریرۃ)

آیت میں شفاعت حسنہ سے مراد ترغیب جہاد ہے اور شفاعت سیئہ سے مراد اس کار خیر سے روکنا ہے۔

اگلی آیت میں سلام و دعا اور اس کی ترغیب کا ذکر ہے کہ جب تمہیں کوئی سلام کہے تو اس کو اس سے بہتر جواب دو۔ اس کی تفسیر حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ السلام وعلیکم کے جواب میں ورحمۃ اللہ کا اضافہ اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے جواب میں وبرکاتہ کا اضافہ کر دیا جائے لیکن اگر کوئی شخص یہ سارے الفاظ بول دے تو جواب انہی الفاظ کے ساتھ دیا جائے، ہر لفظ کے اضافے کے ساتھ دس نیکیاں زیادہ ہوتی جائیں گی (مسند احمد ج 4 ص 439)

جتنا سلام کہا جائے، اتنا جواب دینا فرض ہے، زائد

مستحب ہے البتہ (مغفرتہ ورضوانہ) کا اضافہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ مسلمان کے سلام کا جواب نہ دینا اس کی اہانت ہے جو حرام ہے۔ مسلمانوں کے درمیان سلام کو عام کرنے کی فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

1۔ سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔

1۔ سلام کا جواب دینا۔ 2۔ مریض کی عیادت کرنا۔ 3۔ جنازہ میں شامل ہونا۔ 4۔ دعوت قبول کرنا۔ 5۔ چھینکنے والے کو (الحمد للہ کہنے پر) جواب دینا (بخاری کتاب الجنائز باب الامر باتباع الجنائز مسلم کتاب السلام باب من حق المسلم للمسلم رد السلام) ایک روایت میں چھٹا حق (اچھا مشورہ دینا) مذکور ہے۔

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ سفر کرنے، تجارت کرنے، رشتہ داری قائم کرنے کا پابند نہیں، اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ چاہے تو کسی مسلمان کے ساتھ یہ معاملات کرے، نہیں چاہتا تو نہ کرے لیکن حدیث میں مذکورہ حقوق مسلمانوں کے مسلمانوں پر فرض ہیں۔ یہ ادا کرنے ہوں گے چاہے کسی کی طبیعت اچھی لگے یا نہ لگے۔ کسی کی شکل وصورت پسند آئے یا نہ آئے، الغرض اپنے تکبر وانا اور غصہ وغضب کو دبا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کردہ حقوق وفرائض ادا کرنے ہوں گے۔

سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی تمہیں السام علیکم (تم پر موت وارد ہو) کہے تو تم جواب میں کہو وعلیک (اور تجھی پر موت وارد ہو) (بخاری کتاب الاستئذان باب کیف الرد علی اھل الذمہ بالسلام۔ مسلم کتاب السلام باب النھی عن ابتداء اھل الکتاب بالسلام)

5۔ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کہے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کہے۔ تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کہیں اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہے (بخاری کتاب الاستئذان باب یسلم الصغیر علی الکبیر، مسلم کتاب السلام باب یسلم الراکب علی الماشی)

6۔ سیدنا ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرنے لگو گے تو آپس میں محبت بھی کرنے لگ جاؤ گے۔ (اور وہ عمل یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو) ابوداؤد کتاب الادب باب افشاء السلام آیت کے آخر میں فرمایا کہ بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ لہٰذا اس کے احکام کی پابندی کرو۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تمام مخلوقات کا معبود صرف وہی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ قیامت کے دن وہ سب کو جمع کرے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

وَإِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ اور نہیں ہیں سب مگر اکٹھے ہمارے پاس حاضر کئے جانے والے ہیں (یٰس 32)

اور فرمایا

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ۝ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ

کہہ دیں کہ بے شک تمام پہلے اور پچھلے ایک معلوم دن کے مقرر وقت پر یقیناً اکٹھے کئے جانے والے ہیں (الواقعہ 50,49)

آیت کے آخر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بات سے زیادہ سچی بات کس کی ہوسکتی ہے۔

فوائد

1۔ رسول اللہ ﷺ کی شجاعت اور بہادری کا بیان کہ جہاد وقتال میں وہ اکیلے ہی کافی ہیں۔

2۔ جہاد وقتال کی ترغیب دلانا فرض ہے۔

3۔ امور خیر میں شفاعت کی فضیلت۔

4۔ سلام کا وجوب (سفارش) اور فضیلت۔

5۔ بندوں پر صرف ایک اللہ کی توحید وعبادت فرض ہے

بقیہ | تدریس الحدیث

لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی آقا و مالک نہیں۔ تو ہی میرا آقا و پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ وغلام ہوں۔ میں نے (یقیناً) اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا، لہٰذا میرے سارے گناہ بخش دے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ تیرے سوا کوئی اور گناہ بخش نہیں سکتا۔ میری عمدہ اور اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی فرما، تیرے سوا بہترین اخلاق کی راہ کوئی دوسرا نہیں دکھا سکتا۔ مجھ سے میری بری خصلتیں ہٹا دے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تیرے سوا برے اخلاق کو مجھ سے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا۔ بار بار تیرے حضور حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں۔ بھلائی ساری کی ساری تیرے ہاتھوں میں ہے اور برائی تیری جانب منسوب نہیں کی جاسکتی۔ میں تیرے ساتھ (ہی قائم) ہوں اور تیری جانب (ہی لوٹنے والا) ہوں۔ تو ہی بہت برکت والا اور بہت بلندی وبرتری والا ہے۔ بخشش و خطا بخشی کا تجھی سے طلبگار ہوں اور توبہ کی صورت میں تیری جناب میں رجوع کرتا ہوں۔''

مشہور محقق ومحدث مولانا عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی 203/1 میں اس حدیث پر عالمانہ گفتگو کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم شریف کے باب صلوۃ اللیل میں دو طریقے سے منقول ہے۔ ان دونوں طرق میں سے کسی میں بھی یہ نہیں کہ یہ دعا آپ رات کی نماز میں پڑھتے تھے، نیز اس حدیث کو ترمذی نے ابواب الدعوات (حدیث 3421, 3422,3423) میں تین طرق سے روایت کیا ہے۔ تینوں میں سے کسی میں بھی یہ نہیں ہے کہ یہ دعا آپ نماز شب میں پڑھتے تھے بلکہ اس کے برعکس جامع الترمذی کی ایک روایت (3423) میں ہے کہ جب آپ فرض نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوتے تو اس موقع پر یہ دعا پڑھتے اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن کی (کتاب الصلوۃ، باب ما یستفتح به الصلاۃ من الدعاء حدیث 761,760) میں بھی دو طریق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں ہے کہ یہ دعا آپ رات کی نماز میں مانگتے تھے بلکہ ان میں سے ایک میں تو یہ ہے کہ آپ جب فرض نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہوتے تو اس وقت یہ دعا مانگتے اور سنن دارقطنی کی ایک روایت میں ہے، جب آپ فرض نماز کا آغاز فرماتے تو اس وقت (وجھت وجھی..... الخ) پڑھتے۔ (سنن الدارقطنی 296-287/1) امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب نیل الاوطار میں کہا ہے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح اس حدیث کی تخریج کی اور اتنا اضافہ نقل کیا ہے کہ جب آپ فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے، اس وقت یہ پڑھتے۔ اور اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اسے روایت کیا ہے، انہوں نے بھی فرض نماز کی قید لگائی ہے۔ ان دونوں کے علاوہ دوسروں نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ یہ قول کہ دعا نفلی نماز کے ساتھ مخصوص ہے اور فرض نماز میں مشروع نہیں، باطل ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے نیل الاوطار: 2217/215۔)

تدریس الحدیث

كِتَابُ الصَّلوٰة

بلوغ المرام کی کتاب الصلوۃ کی تشریح

نماز کے مسائل

الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ

تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ باب نمبر:7 ۔نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

212 ۔وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ: "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ الى قوله مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ' أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ اِلٰى آخِرِ قَوْلِهٖ رواه مسلم وفى رواية له اَنَّ ذَالِكَ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو (پہلے) یہ دعا پڑھتے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ سے لے کر مِنَ الْمُسْلِمِينَ تک (پھر یہ پڑھتے:) اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ سے لے کر آخر تک۔(اسے مسلم نے روایت کیا ہے) اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ؐ یہ رات کی نماز (تہجد) میں پڑھا کرتے۔

تخریج: اخرجه مسلم' صلاة المسافرین ' باب الدعا فی صلاة اللیل وقیامه ' حدیث:771)

لغوی تشریح

إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاة جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے' سے مراد ہے' تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے افتتاح یا دعائے استفتاح کے طور پر پڑھتے۔

وجهت' توجیه سے ماخوذ ہے۔میں نے چہرہ پھیرلیا۔

فَطَرَ' خلق کے معنی میں ہے' یعنی پیدا کیا۔

مِنَ الْمُسْلِمِينَ تک ۔اس بارے میں دو روایتیں مروی ہیں۔ایک روایت میں وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِين ہے۔میں پہلا مسلمان (مطیع فرمان بندہ) ہوں۔" یہ آیت قرآنی میں مذکور لفظ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہے۔اور دوسرا: وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے ہے۔مصنف نے اسی جانب اشارہ کیا ہے۔مکمل آیات اس طرح ہیں: پہلی آیت ہے: (انی وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الانعام 6:79) اور دوسری آیت ہے: (قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الانعام6:162'163)

میں نے اپنا رخ اس ذات اقدس کی جانب کرلیا جو آسمانوں اور زمین کی خالق ہے' یکسو ہوکر' اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔یقیناً میری نماز' میری ہر عبادت' میرا جینا اور میرا مرنا (سب کچھ) اسی اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا مالک و پروردگار ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں (ذات وصفات اور حقوق واختیارات میں۔) اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مطیع فرمان بندوں میں سے پہلا ہوں۔" ان آیات کو پڑھنے کے بعد آپ اللهم انت الملك......الخ دعا پڑھتے۔الی آخرہ یعنی اس معروف دعا کو آخر تک پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ' أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ

باقی صفحہ 6 پر

سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز ﷺ اپنا
اِس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

سیرت النبی ﷺ

جویریہ بتول

وہ مرشد عظیم......
رؤف ورحیم!
وسیم وقسیم......!
بحرالامین......!
طٰہٰ ویٰسٓ......!
وہ لطفِ مکمل......
ہیں......
وہ خلق مجسم......!
ہردور...... ہرفرد......
کے راہنماو ہمدم......!
یہ میرے نبی ﷺ کا ہی ہے مقام......!
اتنا عظیم ہے یہ نام......!
کہ جومحبوب ہے......!!
خالق وانس......!
جن وتمام...... کا!!
الفت وراحت کی چاہو
گرراہوں پر چلنا......
تو تھام لو......!
دامن مصطفیٰ ﷺ ہر گام......!!

☆......☆......☆......☆......☆

حقیقت تو یہ ہے کہ سیرت مصطفیٰ ﷺ کا بیان و تحریر ہرلحہ ووقت کی ضرورت ہے۔اسے صرف ربیع الاول کے مہینے تک ہی ''لکھنا اور بولنے'' تک ہرگز محدود نہیں ہونا چاہیے...... مگر آج کے امتی نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بس ایک مہینہ تک محفلیں، مجلسیں، پروگرام، جلوس منعقد کر کے ہم اپنے سال کا قرض چکا دیں گے......!!

سابقہ اقوام کی تاریخ یہی بتاتی ہے کہ جب وہ عمل سے تہی دست ہوگئیں تو صرف دن منانا ان کا شیوہ بن گیا۔

تاریخ کے دوراہے پر کھڑے ہوکر ہم اس عظیم دور میں جھانکیں تو یہ بات معروف مؤرخ گبن کے ان الفاظ کی صورت واضح ہو جاتی ہے کہ:

''محمد ﷺ نے اس درجہ نشۂ دینی اپنے پیروکاروں میں پیدا کیا تھا کہ جس کو عیسیٰ علیہ السلام کے پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے......اصحاب محمد نے بے مثل قربانیاں پیش کیں'' رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ

آج ہم اپنے کردار کا موازنہ اس عظیم دور سے کریں تو بات یہی لب سے نکلتی ہے کہ

کیسے ملائیں آنکھ کسی آئینے سے ہم؟

نبی محترم ﷺ کو دعوت ورسالت کا بار ملا تو پھر:

یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ .(المدثر:2,1)

کی صدا پہ اٹھ کھڑے ہوئے......پیہم ذمہ داریوں کے لیے......عقائد کی درستگی، انسانیت کی رہنمائی کے لیے...... دعوت وجہاد کی راہیں...... جو پرآشوب بھی ہیں...... کٹھنائیوں سے بھرپور بھی......!''اسی طرف قدم اٹھتے رہے......اٹھتے رہے'' تو تاریخ چشم حیرت سے اس موڑ پر نگاہیں گاڑ کر دیکھتی ہے کہ 23 سال کے قلیل عرصہ میں عَلَم اسلام پورے جزیرۃ العرب پر لہرا رہا ہے......!

کتنی عظیم کامیابی ہے کہ تاریخ اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے...... یہ رسول عربی ﷺ کی شان تھی کہ جن کے وجود کی بعثت سے وجدان کو تقدیس......فکر ونظر کو روشنی......شعور میں پختگی اور عقل میں زندگی کی لہر دوڑ گئی......!!

صدیوں سے بھٹکتے انسان کو اپنے خالق حقیقی کی پہچان ہوگئی......انسانی ضمیر جو جاہلیت کے تصورات واوہام میں غرق تھا، اس کے اندر ان خرافات وکفریات کے خلاف جذبۂ جنگ و جہاد برپا کیا......شہوات کی بیڑیوں...... اور جاہلانہ تصورات کے پھندوں کو کاٹ ڈالا......! ہم آج سیرت کی روشنی سے دور کیوں ہیں؟ کہ یہ بعثت مصطفیٰ ﷺ ہی تھی کہ جب ایک عورت کے تمام مقام مثلِ گوہرِ آبدار ہوئے۔ماں، بہن، بیوی، بیٹی سارے روپ ہی اس کے روشن تر ہو گئے۔دفنائی ہوئی بنت حوا کو حیات نو ملی......اَنا کی جنگوں اور فساد کی آگ کا نشانہ بنتے بھائیوں اور بیٹوں کی جوانیوں کو تحفظ ملا......!!

نبی محترم ﷺ کا شعار جہد مسلسل اور کڑی محنت ہے......کہ جس محنت سے ایسا تن آور شجر وجود میں آئے......ایسی لہلہاتی کھیتی سامنے آئے کہ:

لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ (الفتح:29) کا مژدہ بن جائے......! جو معاشرے کو بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر معبود کی بندگی سے جوڑے۔اپنے آپ کو تنگی کے دامن میں کس کر میرے نبی ﷺ اپنے گرداگرد امن ورحمت کا سایہ پھیلا رہے ہیں تاکہ بھٹکی انسانیت کو وہم وخرافات...... بدعات وفسادات، تعفن وانارکی سے نجات ملے......!! ظلم وطغیانی کی آندھیاں تھم جائیں اور لسانی وطبقاتی تقسیم مٹ جائے......!!

اللہ کے بندے ایک ہی رسی میں سمٹ کر لا الٰہ الا اللہ کے مرکز پر مجتمع ہو جائیں، تبھی خالق کائنات کے محبوب پیغمبر ﷺ کبھی طائف کی گھاٹیوں میں......کبھی فاران کی چوٹیوں پر......کبھی شعب ابی طالب میں......کبھی بدر واحد میں......کبھی خندق وتبوک میں...... ایک ہی دعوت کی طرف بلا رہے ہیں۔

لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو...... فلاح یاب ہو جاؤ گے۔تمام مذاہب وادیان کا محافظ بن کر راہِ حقیقی کا سراغ لگانے کی جستجو

بتلا رہی ہے کہ وہ ضعف وتحریف جو پہلے ادیان میں سرایت کر گیا ہے...... اسلام کی مصفی و پرنور تعلیمات سے سب واضح ہو جائے گا...... جامد رسوم ورواج ...... گری ہوئی قدروں اور مختلف پیمانوں پر کامیابی وخوشحالی کے رہنما اصول کی مہر ثبت کردی...... اس دنیا کو ایسا نظام عفت ونظافت...... معرفت و یقین...... ایمان وعمل...... ترقی وایجادات متعارف کروایا کہ صدیوں سے ترستے کانوں میں لفظ ''امن'' کی صدا ٹکرائی......!! برکت ورحمت کی وہ موجیں انسانی معاشرے میں جوش مارنے لگیں کہ مثال لانا محال ٹھہرا...... جزیرۃ العرب کی تاریخ ایسے پہلے کبھی نہ جگمگائی تھی کہ جتنی سیدالرسل ﷺ کی تعلیمات کے پرپروردہ جگمگائی......!!!

جب بکھری ہوئی قومیں اور قبیلے ایک ہو گئے...... باپ' دادا کے فخر تمام ہو گئے...... جاہلیت کا غرور خاک نشین ہوا اور برتری کا معیار صرف تقویٰ ٹھہرا......!!

ضمیر انسانی سے جنگ میں کامیابی کے بعد دوسرا میدان سجا...... وہ دعوت الٰہی کے دشمنوں کے عزائم کو خاک میں ملا دینے کا میدان...... یہ دشمن ٹوٹ رہے ہیں' اسلام کے پاکیزہ پودے کو بیخ دبن سے اکھاڑنے کے لیے...... پھولنے پھلنے سے روکنے کے

جب کبھی تجھ پر دنیا تنگ ہونے لگے تو اس قصے کو یاد کر لیا کر...

وہ سات بچوں کا باپ تھا......

تین بیٹے اور چار بیٹیاں......

اُس کا پہلا بیٹا دو سال چند ماہ کی عمر میں فوت ہو گیا......

دوسرا بیٹا پندرہ ماہ میں چل بسا......

تیسرا بیٹا سترہ ماہ میں داغِ مفارقت دے گیا......!

اس کی پہلی بیٹی کی شادی ہوئی وہ 28 برس میں دنیا سے رخصت ہوگئی......!

اس کی دوسری بیٹی کی شادی ہوئی' وہ 21 برس میں اللہ کو پیاری ہوگئی......!

پھر اس کی تیسری بیٹی کی شادی ہوئی، وہ بھی 27 برس میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئی......!

اس نے اپنے تمام بیٹے بیٹیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دنیا سے رخصت ہوتے دیکھا...... اور اس کی اپنی رحلت کے وقت صرف ایک بیٹی دنیا میں رہ گئی تھی......!

وہ خود پیدا ہوا تو باپ کی شفقتِ پدری سے محروم تھا

کیا تو نے جان لیا' یہ کون تھا؟؟؟

یہ اللہ کے حبیب...... آخری نبی اور امت کے غم خوار...... محمد بن عبداللہ تھے...... (ﷺ)

جب کبھی تجھے کسی سخت آزمائش یا دل چیر دینے والے غم کا سامنا ہو تو اپنے نبی کے اس قصے کو یاد کر لیا کر......!!

لیے...... فضا میں خوشنما شاخیں لہرانے کے عزم کو روندنے کے لیے...... پھولنے پھلنے سے روکنے کے لیے...... فضا میں خوشنما شاخیں لہرانے کے عزم کو روندنے کے لیے......؟ اب ان دشمنان کے ساتھ پیہم معرکہ آرائی ہے...... کفر کا غرور ٹوٹ گیا...... رومن ایمپائر مات کھا گئی...... توحید کی صدائیں...... حق کے دشمنوں کو موت میں دھکیل رہی ہیں...... عورت نے حیا کی

☆...... یہ بعثت مصطفیٰ ﷺ ہی تھی کہ جب ایک عورت کے تمام مقام مثل گوہر آبدار ہوئے۔ ماں، بہن، بیوی، بیٹی سارے روپ ہی اس کے روشن تر ہو گئے۔ دفنائی ہوئی بنت حوا کو حیات نو ملی، جوانیوں کو تحفظ ملا۔

☆...... محمد ﷺ نے اس درجہ نشۂ دینی اپنے پیروکاروں میں پیدا کیا تھا کہ جس کو عیسیٰ علیہ السلام کے پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔ اصحاب محمد ﷺ نے بے مثل قربانیاں پیش کیں۔

یورپی مورخ گبن کا اعتراف حقیقت ——

چادر پہن لی...... بھائیوں، باپوں، بیٹوں نے غیرت کا غازہ مل لیا ہے...... بیمار عقلوں میں تندرستی پلٹ آئی...... انسانیت راہ پا چکی ہے تو خالق محمد عربی ﷺ کا پیغام آتا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاo

(المائدہ:3)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے دین پسند کر لیا۔''

منیٰ و عرفات کے میدان میں بہترین اور کامیاب داعی حجۃ الوداع میں اپنی رسالت کے نور سے دنیا کو منور کر رہا ہے۔

کہ لوگو! تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کے دن کی، رواں مہینے کی اور موجودہ شہر کی حرمت ہے...... سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روندی گئی، جاہلیت کے خون اور سود کو ختم کر دیا گیا۔ ہاں! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے......!!

لوگو! یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مالوں سے زکوۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور حکمرانوں کی اطاعت کرنا۔ ایسا کرو گے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے......!!

کسی عربی کو کسی عجمی...... کسی عجمی کو کسی عربی...... کسی گورے کو کالے اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے...... تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے تھے...... انسانی حقوق کا عالمی منشور از بر کرتی عربی وحدتِ انسانی وحدت و اجتماعی عدل میں ڈھل گئی...... سوچنے کے انداز بدل گئے...... چلنے کی رفتار بدل گئی...... تاریخ کا دھارا مڑ گیا...... حقوق کی طرف...... انصاف کی طرف، قانون کی طرف......! حلال و حرام کی تمیز کی طرف

حقوق اللہ و حقوق العباد کی فکر کی طرف...... معاشی و معاشرتی میدانوں میں کامیابی کی طرف...... فلاح و دفاع کی سوچ کی طرف کہ ہر طرف سکونِ زندگی ہے...... رحمت للعالمین ﷺ کا پیغام پہنچ چکا ہے...... اسلام مکمل ہو چکا ہے......! ہمہ گیر انقلاب برپا ہو گیا...... عقائد و افکار کا...... کردار و اخلاقیات کا...... تہذیب و تمدن کا...... خوشی و غمی کے آسان و روحانی طریقوں کا......!!

حقوق و فرائض سے شناسائی مل گئی...... ہر اک کا حق محفوظ ہو گیا...... مسلم کا غیر مسلم کا...... اپنے کا پرائے کا...... عورت کا، مرد کا...... بوڑھے کا، جوان کا...... بچے کا، حیوان کا...... کھیتی کا، جنگل کا، بحر کا، بر کا......!!

امن کا، جنگ کا...... معیشت کا، معاشرت کا......

زخمی کی عیادت کا...... قیدی کی اعانت کا...... سفیر کی عزت کا...... معاہدے کے اکرام کا...... یہی وہ بلند پایہ کردار اور اصول و ضوابط تھے کہ جاہلیت کی گندی جنگوں سے پاک صاف ہو کر یہ عمل ''جہاد'' میں تبدیل ہو گیا......!!

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ .

(البقرہ:193)

حکم ملا ''اے میرے پیارے رسول ﷺ! اب لڑنا ہے مگر فتنوں کے خاتمہ کے لیے...... دنیا کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانے کے لیے...... مظلوم کو اس کا حق دلانے کے لیے...... ظلم کو مٹانے کے لیے...... حق کو پھیلانے کے لیے کہ:

وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (البقرہ:193)

''اور یہ کہ دین سب اللہ کا ہو جائے''

یاد رکھئے! کہ یہ مسلسل اور پیہم معرکہ آرائی کا نتیجہ ہے کہ وحدت و یگانگت کی بے نظیر کھیپ سامنے آتی ہے...... ایسی لہلہاتی کھیتی جو کہ کفر کے سینوں پر بجلی بن کر گرتی ہے...... قول کو عمل کی روشنی میں ڈھالنے والے...... فعل کو زندگیوں کا حصہ مان لینے والے...... حدیث کو راہِ ضیاء ٹھہرانے والے لوگوں کی کھیتی...... تبھی عرش سے صدا آتی ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ. (الانفال:4)

''وہی لوگ مومن ہیں''

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَo

(آل عمران:104)

''وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَo (البقرہ:177)

''وہی لوگ متقی ہیں''

پرچم اسلام شمال تا جنوب، شرق تا غرب لہراتا جا رہا ہے...... معبود برحق کی وحدانیت کے ترانے قصر ابیض کے در و دیوار اور قیصر کے محلوں تک گونج جاتے ہیں...... اب عظمت و رفعت ہے...... عروج و سربلندی ہے کہ خالق کا وعدہ جو ٹھہرا......!

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ. (محمد:7)

''اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا''

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْo

(آل عمران:31)

''کہہ دیجیے! کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا''

مگر رفتہ رفتہ امتی نے دامن مصطفیٰ تھامنے کا دعویٰ تو کیا...... مگر چند روز تک......؟ چند ماہ تک...... چند جلوسوں تک...... چند کانفرنسوں تک...... اس کی خوشی، غمی کے طریقے بھی خود ایجاد کردہ ٹھہرے...... اس کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا...... سونا جاگنا...... طرزِ حکومت...... حقوق انسانی کے معیار خود گھڑ لیے گئے...... اس کی عبادات میں تقویٰ کا رنگ مدھم پڑ گیا...... نمود و نمائش و اسراف کو دین سے محبت کا لبادہ اوڑھا دیا گیا......!! فرسودہ روایات و بدعات کو دین محمدی ﷺ پر غالب کرنے کی کوشش ہونے لگی......! سودی معیشت ترقی کا زینہ بن گئی...... اسلام کو چھوڑ کر

باقی صفحہ 47 پر

ایک ھندو پولیس کمشنر کا اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی تعریف میں ایسا عالمانہ بیان کہ مسلمان بھی حیران رہ جائیں

ھندو انڈین پولیس کمشنر بھوشن کمار اُپادھیائے سولاپور (مہاراشٹر) کا ایک خصوصی خطاب

مرتبہ: ابوزینب قاضی، ابوعقاب الامین

السلامی علیکم (السلام علیکم) آج کے اس کاری کرم (پروگرام) کے لیے بمبئی سے آئے ہوئے ڈاکٹر شعیب سید صاحب اور اس کاری کرم کو منعقد کرنے والے یہاں کے مقامی لوگ اور یہاں بڑی تعداد میں شامل سامعین بھائی بہنو!

سب سے پہلے کاری کرم منعقد کرنے والے اسلامک ریسرچ سنٹر (محترم ڈاکٹر ذاکر نائیک کی ایک تنظیم جس پر حال ہی میں بھارت نے پابندی لگادی ہے) والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس کاری کرم میں شرکت کا موقع دیا۔

کسی نہ کسی کارن (سبب) کچھ لوگوں نے غلطی سے اور کچھ لوگوں نے جان بوجھ کر اس مذہب کے بارے میں بہت سی ایسی باتیں کہی ہیں جن باتوں کا کہیں بھی کوئی آدھار (ثبوت) نہیں ہے۔ مجھ کو عربی نہیں آتی۔ مگر میں نے قرآن مجید کو انگلش میں، ہندی میں، مراٹھی میں اور اردو میں پڑھا ہے۔ کافی لوگوں سے بات کی ہے اور کافی دنوں سے میں نے اس پر سوچا بھی ہے اور سمجھنے کی کوشش بھی کی ہے۔

پورے قرآن کو پڑھنے کے بعد اور حضرت محمد (ﷺ) کی زندگی کو سمجھنے کے بعد کوئی بھی انسان ایسے نہیں کہہ سکتا کہ اسلام کا مقصد تلوار کی مدد سے اسلام کی حدود کو بڑھانا ہے۔ جب ہم پرافٹ (پیغمبر) محمد (ﷺ) کی زندگی کو پڑھتے ہیں، سمجھتے ہیں، دیکھتے ہیں تو ہر ایک جگہ سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ ہم نے تلوار تو مذبوری (مجبوری) میں اٹھائی۔ اگر کہیں تلوار اٹھانے کی ضرورت پیش آئی تو مذبوری میں اٹھائی اور یہ تلوار بھی اس لیے اٹھی کہ وہاں پر امن قائم ہو۔ اس تلوار اٹھانے کا مقصد لڑائی کرنا نہیں، جنگ کرنا نہیں بلکہ تلوار اٹھانے کا مقصد امن قائم کرنا اور وہ بھی مذبوری میں۔ آپ ﷺ تلوار اٹھانا نہ چاہتے تھے، مجبور کیا گیا، حالات ہی ایسے تھے کہ اگر وہ تلوار نہ اٹھاتے تو مشکل ہو جاتی۔ اس چیز میں اس ریفرنس میں، اس چیز کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔

قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں جنہیں ہم Independently (آزادانہ) نہیں سمجھ سکتے۔ ایسی باتوں کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس کے پیچھے ریفرنس (پس منظر) میں جانا پڑے گا۔ حدیث سے اس کو جوڑنا پڑے گا۔ کچھ لوگوں نے کچھ ایسی آیات کو (Quot) کوٹ کیا کہ قرآن میں ایسے لکھا ہوا ہے۔ آپ کسی کی ہتیا کر دو، قتل کر دو، اسے مار دو۔ ان لوگوں سے میں نے پوچھا، آپ نے اس سے پہلے والی آیت پڑھی ہے کیا؟ وہ آیت آپ کو معلوم ہے کیا؟ نہیں معلوم۔ کیا اس کے بعد والی آیت پڑھی؟ نہیں معلوم۔ اس آیت کے حوالے سے حدیث کا کیا ریفرنس ہے، کیا آپ کو معلوم ہے؟ جی نہیں معلوم۔ تو اگر اس آیت سے پہلے والی آیت آپ کو معلوم نہیں ہے، بعد والی کے بارے میں آپ کو معلوم نہیں ہے، حدیث کا ان آیات بارے آپ کو ریفرنس معلوم نہیں ہے، آپ لوگوں نے صرف ایک لائن (آیت) بتا کر اسے سمجھنے کی کوشش کی۔ اس لیے قرآن مجید کی کسی بھی آیت کو اگر سمجھنا ہے تو آپ کو اس کے بارے پورے ریفرنس (حدیث) کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور جب ہم اس پورے ریفرنس کو سمجھ لیں گے تو ہمارے من میں جو غیر سمجھ (کج فہمی) ہے، جو غلط بات آتی ہے، وہ غلط بات (غلط فہمی) نکل جائے گی۔

میں نے پیس چینل پر بہت سارے ایسے بھاشن (بیان) سنے ہیں، ان کے بہت سارے بیان سنے ہیں، اس میں انہوں نے ان ساری چیزوں کو ایک ایک کر کے سمجھانے کی کوشش کی ہے جس میں جہاد کی بابت انہوں نے بڑے ہی اچھے ڈھنگ سے سمجھانے کی کوشش کی۔ جہاد کے بارے میں جو انسان کے من میں ایک غلط تصور بیٹھا ہوا ہے، جو بات بیٹھی ہوئی ہے، اس کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

ہمارے ہاں جو ہندوستان کی خاصیت ہے، اس میں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں۔ مختلف خیال و مزاج کے لوگ ہیں۔ ہر ایک مذہب و خیال کے لوگ ہیں۔ ہر ایک جماعت و مسلک کے لوگ ہیں تو ہمارے ہاں قومی ایکتا کیسے بڑھے گی، قومی ہم آہنگی کیسے بڑھے گی؟ اس کو بھی آگے بڑھانے کے لیے اس طرح کے کاری کرم سے کافی مدد ہوگی۔

اس موقع پر میں دو تین باتیں عرض کرنا چاہوں گا اور میں ہندو بھائیوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ آپ قرآن پڑھو۔ آپ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کو پڑھو۔ حدیث کو پڑھو۔ قرآن کو پڑھو۔ مراٹھی میں پڑھ سکتے ہیں تو مراٹھی میں قرآن دستیاب ہے۔ مسلم بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ بھی گیتا کو پڑھو۔ ذاکر نائیک کو کئی بار

☆...... 800ء تا 1200ء اسلام کے عروج اور امن وشانتی کا زمانہ تھا۔ اس عرصے میں جتنی سائنسی ایجادات بڑھی ہیں' ان کی مثال کسی اور زمانے میں نہیں ملتی۔ اسی عرصے میں اسلام نے امن وشانتی کو خوب پروان چڑھایا۔

☆...... حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں 84 جنگیں ہوئیں جن میں مجموعی طور پر 1014 لوگ قتل ہوئے۔ اتنی جنگوں میں اتنی کم تعداد میں لوگوں کا مارے جانا ایک عالمی ریکارڈ ہے۔

سنا ہے' وہ گیتا کو بھی کوٹ کرتے ہیں۔ بہت سارے اپانیشد سے اور بائبل سے بھی کوٹ کرتے ہیں۔ اپانیشد' گیتا' بائبل سے کوٹ کرکے پھر قرآن مجید نے جو بات کہی ہو اس کو Explain کرتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک مذہب کا ہمارے سامنے اچھا پکچر آجاتا ہے۔

اس لیے دوستو! یہ کاری کرم کافی اچھا ہے اور ہمارے ہاں قومی ایکتا کو بڑھانے کے لیے مذہب کا جو صحیح روپ ہے' وہ سب کے سامنے لانے کے لیے کافی فائدہ مند ہوگا۔ اس موقع پر دو تین حوالے آپ کے سامنے میں نے پیش کرنے کا سوچا ہے کہ کسی کو بھی جو آپ کہنا چاہتے ہیں' اس بات کو آپ ادھارن (مثال) سے سمجھاتے ہیں تو پھر بات اچھی طرح سمجھ آتی ہے۔ جو آدمی بہت پڑھا لکھا نہیں ہے' اس کے سامنے اگر ہم فلاسفہ کی بات کریں گے' بہت اونچی سطح کی بات کریں گے تو اس کو سمجھ نہیں آئے گی لیکن جب ہم کسی بچے کو پڑھاتے ہیں اور اس کو ہم مثال دیتے ہیں کہ ایسا ہے کہ ایک آدمی وہاں گیا' اس نے ایسا کیا تھا' وہاں گیا...... تو اس مثال سے اسے بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ میں حضرت محمد (ﷺ) کی زندگی سے دو تین چیزیں آپ کو بتانا چاہوں گا اور ہر جگہ میں بتانے کی کوشش کرتا ہوں۔

آپ کو معلوم ہوگا جب حضرت محمد (ﷺ) نے خدا کے پیغام کو لوگوں کو سنانا شروع کیا' اس سے (وقت) عرب کی صورت حال کیسی تھی' ہر ایک جگہ پر مارکٹ ہو رہا تھا (قتل وغارت عام تھی) ہر ایک جگہ جنگ ہو رہی تھی۔ کہیں پہ بھی انسان کو شانتی نہ تھی' امن نہ تھا۔ کسی قسم کا کوئی نظام نہ تھا۔ سیاسی' سماجی' معاشرتی کوئی نظام نہ تھا۔ جس کے جی میں جو آتا تھا' کرتا پھرتا تھا۔ کوئی اصول نہیں تھا۔ ایسے حالات میں اسلام نے پورے عرب ممالک میں اور اغل بغل کے دیشوں میں امن وشانتی کی اساپنا کی۔ (امن کا قیام کیا)

800ء سے 1200ء تک کا جو دور ہے' اس وقت اسلام اپنے عروج پر تھا' بلندی پہ تھا۔ اس میں سائنس' ٹیکنالوجی' فلاسفی' آرکیٹیکٹ' تجارت' بیوپار ان ساری چیزوں کی اتنی ترقی ہوئی جتنی ترقی کبھی بھی نہ ہوئی۔ اگر تجارت' بیوپار کی ترقی ہوئی ہے' اگر سماج کی ترقی ہوئی ہے' اگر سائنس وٹیکنالوجی بڑھے ہیں تو شانتی بھی بڑھ سکتا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر اچھا نہیں ہوتا ہے تو سماج کا وکاس (ترقی) نہیں ہوتا ہے۔

800ء سے 1200ء کا جو ٹائم تھا' یہ پوری طرح سے امن کا ٹائم تھا۔ اس سے جو ہمارا سائنس وٹیکنالوجی اور ساری چیزیں اور لٹریچر بڑھے ہیں' اتنی کبھی بھی نہیں بڑھیں۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اسلام نے شانتی کی اساپنا کی ہے (امن کا قیام کیا)۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت محمد (ﷺ) کے جیون اکال (زندگی) میں سب سے زیادہ لڑائیاں ہوئی ہیں۔ 84 ایسی لڑائیاں تھیں جن میں انہوں نے براہ راست حصہ لیا۔ یہ سن کر آپ حیران ہوں گے' 84 لڑائیاں (جنگیں) تو ہوئیں مگر سب سے کم اموات ان میں ہوئیں۔ اتنی لڑائیوں (جنگوں) میں ہزاروں لوگ مارے جاتے ہیں مگر ان لڑائیوں میں صرف 1014 لوگ مرے اور جہاں کہیں لڑائی ہوتی تھی' حضرت محمد (ﷺ) کا حکم ہوتا تھا کہ کسی بھی ایسے انسان کو مت مارو جو لڑائی نہیں کرتا۔ خواتینوں' بچوں' بوڑھوں کو محفوظ رکھو۔ کھیتی سے گزرو تو اس کی پیداوار کو بچاؤ۔ اس لیے 84 لڑائیوں میں صرف 1014 لوگ مرے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا ریکارڈ ہے۔

جب محمد (ﷺ) مکہ میں اپنے پورے سپاہیوں (لاؤ لشکر) کے ساتھ تشریف لائے تو وہ مکہ والے جنہوں نے آپ ﷺ کو پتھروں سے مارا تھا' جنہوں نے کئی بار جان لینے کی کوشش کی تھی اور ان کی تکالیف سے تنگ آ کر آپ ﷺ کو ہجرت کرنا پڑی تھی' اس مکہ والوں کو انہوں نے پیار سے جیتا اور وہ مکہ کی فتح ایسی تھی کہ جس میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہا۔ حضرت محمد (ﷺ) کو جتنا اپانند (تنگ) کیا گیا تھا' محمد ﷺ کی زندگی جس طرح تنگ کردی گئی تھی' آپ ﷺ چاہتے تو جب مکہ فتح کیا تو اس دن ہزاروں لوگوں کو قتل کروا سکتے تھے' مگر ایک بھی قطرۂ خون بہنے نہیں دیا۔ بڑے پیار کے ساتھ انہوں نے مکہ فتح کیا۔ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شانتی اور امن اسلام کا مقصد ہے۔ تلوار انہوں نے اس لیے اٹھائی کہ تلوار اٹھانے کا حکم تھا' ان کی مذبوری (مجبوری) تھی۔ اگر تلوار نہیں اٹھاتے تو مذہب کا قیام ممکن نہ تھا۔

گیتا میں ہے' بھگوان نے ارجن سے کہا کہ تم لڑائی کرو۔ اگر تم لڑائی نہ کرو گے تو دھرم کی اساپنا نہیں ہو پائے گی۔ ارجن وہاں سے بھاگ رہا تھا۔ ارجن بولا کہ میرے سامنے میرے ہی سارے رشتہ دار بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھگوان شری کرشن نے کہا' یہاں پر تمہیں دھرم کی اساپنا (غلبہ وقیام) کے لیے لڑائی کرنا پڑے گی' تمہیں لوگوں کو مارنا پڑے گا اور اگر تم نے لڑائی نہیں کی تو دھرم کی اساپنا نہیں ہوگی۔ تو ایک نشست پر ہمیں لڑائی کرنا پڑتی ہے۔

حضرت محمد (ﷺ) نے اگر لڑائی کی بات کی تو وہاں کی جہاں پہ لڑائی کرنا ضروری تھا اور یہاں پر لڑائی نہیں کی جائے تو شانتی کی اساپنا نہیں ہوتی (امن قائم نہیں ہوتا) یہاں پر یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ جہاں جہاں خون خرابہ سے بچا جا سکتا تھا' وہاں اسلام نے خون خرابہ نہیں ہونے دیا۔ کبھی کبھی انہوں نے خود اپنے آپ کو اپانند بھی کیا (خود کو تکلیف میں ڈالا) جیسے کہ صلح حدیبیہ کا جو معاہدہ ہوا' اس میں ایسی بہت سی شرائط تھیں کہ اہل اسلام کو وہ قبول نہ تھیں مگر حضرت محمد (ﷺ) نے سوچا' اگر یہ معاہدہ نہیں ہوتا تو بہت زیادہ خون خرابہ ہو جائے گا۔ اس خرابے میں بہت خون بہہ جائے گا تو انہوں نے سوچا' چلو میں امن کے لیے ان ناگوار شرائط کو قبول کر لیتا ہوں تو اس سے بہت بڑی لڑائی ٹل گئی۔ (انسانیت کی ایسی حفاظت کے لیے

☆......آپ ﷺ نے اپنے ایسے عظیم اخلاق پیش کیے کہ جنہیں دیکھ کر ہی لوگ مسلمان ہوجاتے۔

☆......اللہ رب العالمین اور حضرت محمد رحمت اللعالمین ہیں۔

ہندو پولیس کمشنر

☆......اسلام تلوار صرف مذبوری (مجبوری) کی صورت میں اٹھانے کا حکم دیتا ہے، وہ بھی امن کی اساپنا (قیامِ امن) کے لیے اور ایسا بعض اوقات ضروری ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

سیرت النبی ﷺ میں) بہت سارے دلائل ہیں۔

ایک بار ایک یہودی کا جنازہ جا رہا تھا۔ حضرت محمد (ﷺ) اپنے لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے جب جنازہ دیکھا تو اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ جی یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ فرمایا: ''کیا یہودی انسان نہیں ہوتا'' (صحیح بخاری)

یہ ساری چیزیں ہمارے سامنے آنی چاہئیں۔ اس بوڑھی عورت کی کہانی آپ نے سنی ہوگی جس نے کہا کہ یہاں تو اسلام بڑھ رہا ہے۔ محمد (ﷺ) نام کا ایسا شخص ہے جو سب کو جادو کر کے اسلام کی طرف لا رہا ہے۔ اس لیے وہ گاؤں چھوڑ کر جا رہی تھی۔ اس کے سر پر گٹھڑی تھی اور اس سے وہ اٹھائی نہ جا رہی تھی۔ اتنے میں ایک نوجوان بولا' اماں جی! میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔ چلو میں آپ کی گٹھڑی اٹھاتا ہوں۔ آپ کو جہاں آپ جانا چاہیں' چھوڑ آتا ہوں۔ عورت نے ان کو گٹھڑی دی۔ نوجوان نے اپنے سر پر گٹھڑی اٹھالی اور جہاں اماں نے جانا تھا' وہاں پہنچا دی۔ تو بولا جی! اب اجازت۔ وہ بولی' تم کتنے اچھے انسان ہو' میرا سامان اٹھا لائے ہو۔ بڑا پیار کیا اور پھر کہا کہ یہاں ایک محمد (ﷺ) نام کا انسان ہے۔ وہ جادو کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے تو اس سے بچ کر رہنا۔

اب انہوں نے کہا کہ مجھ کو ہی محمد (ﷺ) کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگی' کیسی بات ہے' جس کے ڈر سے بھاگ رہی ہوں' وہ میرا بوجھ اٹھا رہا ہے' وہ عورت اسی وقت مسلمان ہوگئی۔ (صحیح بخاری)

جو عورت روزانہ نبی ﷺ پر کچرا پھینکتی رہتی تھی' ایک دن اس نے کچرا نہیں پھینکا تو آپ (ﷺ) نے اس کے بارے پوچھا: لوگوں نے بتایا' وہ عورت بیمار ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ اس کی خبر گیری کے لیے پہنچ گئے۔ اس عورت نے سوچا کہ یہ کیسا عظیم انسان ہے کہ جس کے سر پر میں کچرا پھینکا کرتی تھی' یہ میری خبر گیری کے لیے آ گیا ہے۔ اس عورت نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ یہ چیز لوگوں کے سامنے آنی چاہیے۔ یہ جو تحمل ہے' برداشت ہے اور جو محمد (ﷺ) کا انسانیت سے پیار ہے' ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی یہ سیرت لوگوں کے سامنے آنی چاہئے۔ جب یہ سنت اور انسانیت سے حضرت محمد (ﷺ) کا پیار لوگوں کے سامنے آئے گا تو لوگوں کو اسلام سمجھ میں آئے گا۔

ایک ہمارے قریب کے متر (دوست) ہیں۔ جے پور کے' ان کو کئی بار میں نے مشاعرے کے لیے بلایا۔ انہوں نے دو چیزیں بتائیں' مجھے ان کا حوالہ نہیں مل سکا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت محمد (ﷺ) کی چچیری بہن کا نام ہند تھا اور وہ بتا رہے تھے کہ اس سمے (وقت) عرب کے لوگوں کو ہند سے بہت پریم تھا۔ اس دور میں حضرت محمد ﷺ نے ہند کے بارے میں سنا تھا۔ تو ہندوستان کے نام پر آپ ﷺ کی چچیری بہن کا نام رکھا گیا۔ انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ایک موقعہ پر محمد (ﷺ) نے فرمایا' وہ کیسا ملک ہوگا جہاں سے ہمارے ملک میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں۔

دوستو! یہ ساری چیزیں ہمارے سامنے آنی چاہئیں۔

لائف آف محمد (ﷺ) میں محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ بعض قبائل ایسے تھے کہ انہوں نے اسلام تو قبول کر لیا مگر اسے سمجھے نہیں تھے۔ تاتاری اور منگول ان میں شامل ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کو شعور نہ تھا۔ انہوں نے ایسے کام کیے جن سے اسلام کا نام بدنام ہوگیا۔ اس کا ہیکل نے ذکر کیا ہے۔ اگر کوئی انسان کسی مذہب کا نام لے کر غلط کام کرتا ہے تو غلطی اس انسان کی ہے' مذہب کی تو نہیں۔ اگر کوئی مذہبی شخص کہیں گڑبڑ کرے تو اس کی ذاتی غلطی ہے' مذہب تو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اگر رہنما ہی فرقوں میں بٹ گئے اور انہوں نے دینی فکر کو سمجھا ہی نہیں' اس کے مقصد کو ہی نہیں سمجھا تو ہم اس عظیم مذہب کو کیوں قصوروار ٹھہرائیں جو پوری دنیا میں امن وشانتی لایا۔ یہ سمجھنے کی چیز ہے۔ میرے من میں بھی بہت سی غلط فہمیاں تھیں' جب اسلام کو پڑھا نہیں تھا۔ جب میں نے اسلام کو پڑھا' اس بارے تحقیق کی' علمائے کرام سے ملا تو میرے من میں موجود ساری غلط فہمیاں دور ہوگئیں۔ ایک جگہ ایسی آیت آئی ہے کہ اس دنیا میں کوئی بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں ہم نے نبی نہیں بھیجے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام آئے۔ پچیس کے نام قرآن میں ہیں۔ تو پوری دنیا اللہ کی بنائی ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ رب العالمین اور حضرت محمد رحمۃ للعالمین (ﷺ) ہیں۔ محمد (ﷺ) کا پیغام کسی ایک ملک کے لیے نہیں' کسی ایک انسان کے لیے نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک کے لیے ہے اور ہر انسان کے لیے۔

اس کو ہم ذہن میں لاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ اسلام کا بڑا تصور یہ ہے کہ اسلام کی روشنی میں انسان کیسے بہتر اور پرامن زندگی جی سکتا ہے۔

قرآن میں 51 بار جہاد کا لفظ آیا ہے۔ رحمت کا لفظ 325 بار آیا ہے۔ جہاد 51 بار آیا' وہ بھی کوشش کے روپ میں آیا ہے۔ اس طرح بہت سی چیزیں سامنے آئی ہیں۔ اسلام کو کچھ لوگوں نے سمجھا نہیں اور غلط فہمیاں پھیلائی ہیں۔ اسلامک ریسرچ سنٹر اسلام کی سائنٹیفک انداز میں تشریح کو پھیلا رہی ہے اور ان کے ذریعے اسلام کی صحیح تصویر سامنے آئی ہے جس سے نفرت نہیں پھیلتی' محبت پھیلتی ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کے ذریعے ہندوستان میں قومی ہم آہنگی پھیلے۔ ایکتا پیدا ہو' امن پھیلے۔ میں اس شعر کے ساتھ آپ سے وداع لیتا ہوں۔

محبت سے کرو آغاز تو اجنبی بھی قریب آتے ہیں
محبت ہے ایک روحانی منزل جہاں فرشتے بھی سر جھکاتے ہیں

اللہ حافظ۔

(بحوالہ: Youtube)

نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ ”غذائیں“

ابورضوان جاوید

☆...... ہماری پسند ہمارے نبی مکرم ﷺ کی پسندیدگی کے ساتھ ہونی چاہیے کیونکہ یہی حب رسول ﷺ کا تقاضہ ہے اور یہی نجات کا ضرور ذریعہ بنے گی۔

☆...... ہمارے پیارے نبی ذیشان ﷺ نے زندگی کے ہر گوشہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

☆...... آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سیرت نبی اکرم ﷺ کی صورت میں تاریخ کے آئینہ میں محفوظ ہے۔ کھانے پینے میں جہاں اعتدال کا راستہ قرآن حکیم نے بتایا ہے وہاں نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہونا اور اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا ہی مسنون طریقہ ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے کسی بھی کھانے کی چیز سے نفرت نہیں کی مگر چند غذائیں ایسی ہیں جو نبی مکرم ﷺ کو پسندیدہ اور بے حد مرغوب تھیں۔

دودھ:

ان غذاؤں میں سب سے زیادہ پسندیدہ غذا دودھ تھی۔ جب آپ ﷺ معراج کے سفر پر تشریف لے گئے تو نبی کریم ﷺ کو دو مشروب پیش کیے گئے۔ ایک شراب اور دوسرا دودھ۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا۔ (صحیح بخاری)

نبی ذیشان ﷺ کی طرف سے دودھ کی پسندیدگی اس کی حقیقت اور افادیت کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ سائنسی تحقیقات کے مطابق یہ ایک مکمل غذا ہے۔

☆...... شیر خوار بچوں کی ابتدائی غذا دودھ ہی ہے اور بچے کے لیے ماں کا دودھ ہی سب سے زیادہ عمدہ' مفید اور مکمل غذا ہے۔ آج کے دور میں پورا یورپ گائے کے دودھ میں خود کفیل ہی نہیں بلکہ اس کو برآمد بھی کیا جاتا ہے۔ برصغیر ہندو پاک میں گائے کے علاوہ بھینس کے دودھ کی وافر مقدار ہے اور اسے تمام اقسام پر ترجیح اور فوقیت دی جاتی ہے۔ تاہم صحرائی علاقوں میں بکری اور بھیڑ کا دودھ ہی میسر ہے۔

☆...... عرب کے وسیع وعریض خطہ میں اونٹنی کے دودھ کی تجارت عام ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں درجنوں خشک دودھ' بند ڈبوں میں سیال دودھ اور چائے میں ملانے کے لیے Tea Whitener مارکیٹ میں موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں بکری اور اونٹنی کے دودھ کو بکثرت استعمال کیا۔

☆...... بکری کا دودھ بچوں کے لیے کہیں زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف خود اونٹنی کا دودھ استعمال کیا بلکہ اسے استسقاء (شدید پیاس کی بیماری) میں بے حد مفید قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری) اس نقطہ نظر سے یہ جگر کے تمام امراض میں شفا بخشنے کا ذریعہ ہے۔ جدید سائنس کے مطابق دودھ ہڈیوں میں کیلشیم کی نشوونما اور عام جسمانی کمزوری کے لیے بے حد مفید ہے۔ بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ دودھ کے استعمال سے بلغم اور تبخیر جیسے امراض جنم لیتے ہیں۔ دودھ میں معمولی مقدار میں دارچینی' الائچی کو جوش دے کر استعمال کریں تو کافی حد تک اس پریشانی کا علاج ہو جاتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے دودھ کو کھجور اور شہد کے ساتھ استعمال کیا۔

بلغمی مزاج اور پیٹ میں گیس پیدا ہونے والی شکایت کے ازالہ کے لیے آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا جائے تو یہ منفی اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں عموماً دودھ رات کو پیٹ بھر کر کھانا کھانے کے بعد سوتے وقت پینے کا رواج ہے جو اس مرض کا سبب ہے۔ اگر دودھ کو مکمل غذا سمجھ کر صبح ناشتہ میں یا پچھلے پہر خالی معدہ استعمال کیا جائے تو دودھ ہضم بھی ہو جاتا ہے اور یہ شکایت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اونٹنی کا دودھ اب بڑے شہروں میں عام فروخت ہو رہا ہے۔

شہد:

☆...... مرغوب غذاؤں میں شہد کو بڑی ہی اہمیت حاصل ہے۔ رب کائنات نے شہد کے بارے میں ”شِفَاءٌ لِلنَّاسِ“ (النحل:69) کے جامع الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو شہد سے جو رغبت تھی' وہ سورہ تحریم سے واضح ہو جاتی ہے۔

☆...... جوں جوں سائنسی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں' شہد کی طبی افادیت نمایاں تر ہوتی جا رہی ہے۔ ماء العسل (شہد میں پانی ڈال کر پینا) کو فالج' لقوہ اور اعصابی امراض کا علاج قرار دیا گیا ہے۔

معدہ کے لیے امراض میں اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے ایک طویل حدیث مبارک موجود ہے۔ امراض چشم میں شہد کا استعمال بے حد مفید ہے۔ یہ بینائی کو قائم رکھتا ہے اور تیز رکھتا ہے۔ آج یورپ میں بعد از آپریشن زخم مندمل کرنے کے لیے بطور Anti Septic استعمال رواج پا رہا ہے۔

☆...... گرمیوں میں پانی ملا کر شہد کا شربت اور سردیوں میں شہد اور زنجبیل (ادرک یا سُنڈ) کا قہوہ اپنی افادیت کے اعتبار سے ثانی نہیں رکھتا۔

☆...... شہد کو دودھ میں ملا کر استعمال کرنا سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے اور مکمل غذا کا درجہ رکھتا ہے۔

کھجور:

نبی ذیشان ﷺ کی پسندیدہ اور مرغوب غذاؤں میں کھجور کو بھی ایک اہم اور خاص مقام حاصل ہے۔ جدید سائنس تصدیق کرتی ہے' وہ کیوں نہ کرے کیونکہ دنیا کا سچا

☆......دودھ، شہد، کھجور اور زیتون بے شمار امراض کا علاج ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ غذائیں ہیں۔

☆......اللہ تعالیٰ نے شہد کو لوگوں کے لیے شفا قرار دیا ہے۔ جوں جوں سائنسی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں، شہد کے طبی فوائد نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں۔ شہد ملا پانی فالج، لقوہ اور اعصابی امراض کا علاج ہے۔ آنکھوں کے امراض کی بھی اکسیر ہے۔

ترین انسان اس کی افادیت بتاتا ہے۔ کھجور میں تمام قسم کے وٹامن پائے جاتے ہیں۔ کھجور کو جدید سائنس مکمل غذا قرار دیتی ہے، کتنے جری اور باہمت لوگ تھے جو چند کھجوریں کھا کر روزہ رکھتے اور روزہ کی حالت میں ہی اہم غزوات میں شریک ہوئے۔ کھجور اب محض عربوں کا پھل نہیں رہا بلکہ پوری دنیا کھجور اور شہد کی افادیت کی وجہ سے ان کی پیداوار بڑھانے کی طرف متوجہ ہے۔

عالمی سطح پر شہد اور کھجور کی تجارت تیزی سے فروغ پا رہی ہے۔ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کھجور کو دودھ میں پکا کر استعمال کرتے تھے۔

☆...... شہد اور کھجور کا دودھ میں تیار کردہ مشروب بڑھاپے کا سہارا، جوانی کا نظارہ اور جوڑوں میں درد جیسے امراض کا مداوا ہے۔ ایسے مریض جو کہ بلڈ پریشر کی کمی کے مریض ہیں، ایسی خواتین جو زچگی کے بعد کمزور ہو جاتی ہیں، ان کے لیے ایک لاجواب ٹانک ہے۔ اکثر مرد اور خواتین حضرات کمر درد کی شکایت کرتے ہیں، سب کچھ بھی ہو، کھجور، شہد اور دودھ کا یہ مرکب بے حد مفید ہے۔

جَو:

☆...... نبی اکرم ﷺ کی پسندیدہ اور مرغوب غذاؤں میں جَو کے ستو کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ عبادت و ریاضت کے لیے جن ایام میں نبی کریم ﷺ غارِ حرا میں کئی کئی روز قیام کرتے، جَو کے ستو ہی پانی کے ساتھ استعمال کرتے۔ جَو کا دلیہ (تلبینہ) امراض معدہ بالخصوص السر جیسے تکلیف دہ مرض میں بے حد مفید ہے۔ ماء الشعیر۔ جو کا شیرہ، ٹائیفائیڈ کے مریضوں کے لیے مکمل غذا ہے۔ آبِ جَو یرقان، حدت جگر و مثانہ کے لیے بہترین مشروب ہے۔ نانِ جَو کھانے والے وہ صحرا نشین کیا لوگ تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کو فتح کیا اور جس طرف بھی گئے، فتح کے جھنڈے لہرا کر اسلام کی حقانیت کو تسلیم کروایا۔ جَو زود ہضم ہے۔ ہاتھ اور پاؤں کی جلن کو دور کرتا ہے۔ یورپ جَو کی شراب کے نشہ میں غرق ہو رہا ہے جبکہ ہم اس کو سنت نبوی ﷺ سمجھ کر ستو کی صورت میں اور دلیہ کی غذا کے طور پر استعمال کر کے نیکی اور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

کدو:

سبزیوں میں کدو نبی مکرم ﷺ کی من پسند اور مرغوب غذا تھی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک درزی نے دعوت کی، آپ ﷺ نے یہ دعوت قبول فرمائی۔ آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میزبان نے جو کی روٹی اور کدو کے شوربے سے تواضع فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ شہادت کی انگلی سے شوربہ سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے اور اللہ رب العالمین کا شکریہ ادا کرتے۔ (مسند احمد)

☆......سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کی کدو سے یہ رغبت دیکھی تو میں نے ہر کھانے میں کدو کو شامل کرنے کی کوشش کی۔ (مسند احمد)

☆......کدو کے بارے میں جدید طبی تحقیق ہے کہ معدہ کے امراض کا خاتمہ کرتا ہے۔ قبض جیسے ام الامراض کا حتمی علاج ہے۔

☆......جگر کی حدت کا خاتمہ کرتا ہے، ہاتھ پاؤں کی جلن دور کرتا ہے۔ شدت پیاس کو کم کرتا ہے، بینائی کو تیز کرتا ہے، بھوک لگاتا ہے، پیٹ کے انتہائی تکلیف دہ کیڑے کدو دانے کا علاج ہے۔

کدو کے بیج پیس کر روٹی پر شہد لگا کر کدو کے بیج کا پاؤڈر لگا کر کھائیں۔ اللہ کے فضل سے یہ پاؤڈر لگانے سے کیڑوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جلدی امراض اور چہرے کی چھائیوں پر اس کو کاٹ کر ملنا بے حد مفید ہے۔ روغن زیتون میں جوش دے کر سر میں ملنا نیند کی کمی کو دور کرتا ہے۔ سر کی خشکی اور سکری کا حتمی علاج ہے۔ اس کی سر پر مالش، نیند کی کمی یا نیند نہ آنے کو دور کرتی ہے۔ سکون بخش ہے۔ کدو کا پانی استعمال کرنا یرقان کی تمام اقسام کی امراض میں مفید ہے۔ پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔

باقی صفحہ 47 پر

صیہونی سازشیں اور کدّو کے فوائد

تل ابیب یونیورسٹی میں کدّو کے خواص پر ایک ریسرچ پیش کی گئی۔ ڈاکٹر موشے ڈیوڈ جو پولینڈ سے نقل مکانی کر کے اسرائیل میں آئے تھے، وہ پچھلے بائیس برس سے کدّو کے خواص پر تحقیق کر رہے تھے۔

2014ء کے موسم گرما میں یہ تحقیق مکمل کر کے یونیورسٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ میں پیش کی گئی۔ اس ریسرچ پیپر میں یہ انکشاف کیا گیا کہ کدّو ایک ایسی مکمل غذا ہے جس کی مثال کسی اور غذا میں نہیں ملتی۔ اگر ایک انسان روزانہ دو وقت کدّو کھائے تو اس کی غذائی ضروریات بالکل پوری ہو جاتی ہیں۔ کدّو میں ایسے اجزاء شامل ہیں جو انسان کو ہر قسم کی بیماری سے بچا لیتے ہیں۔ کینسر اور ایڈز کے مریضوں کو تجرباتی طور پر ایک مہینہ کدّو کھلائے گئے تو وہ بالکل بھلے چنگے ہو گئے۔ کدّو کے جوہر سے ہر قسم کی بیماری کے علاج کی ویکسین تیار کرنے کا تجربہ بھی کیا گیا اور نتائج حیران کن تھے۔ کسی بھی بیماری کے آخری سٹیج کے مریض کو بھی کدّو ویکسین لگائی گئی تو وہ ایک دن کے اندر پوری طرح صحت مند ہو گیا۔

حیران کن بات یہ ہے کہ ڈاکٹر موشے ڈیوڈ کو اس کے بعد منظر عام سے غائب کر دیا گیا۔ تل ابیب ٹائمز میں ڈاکٹر ڈیوڈ کی بیوی مارشا ڈیوڈ کا انٹرویو بھی چھپا جس میں انہوں نے اپنے خاوند کی پراسرار گمشدگی پر سوالات اٹھائے اور اس کا تعلق ان کی ریسرچ سے جوڑتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اصل حقائق کو سامنے لایا جائے۔ یہ معاملہ بعد میں وقت کی گرد میں گم ہو گیا۔ اس ریسرچ کو اگر فیشلی طور پر سامنے لایا جاتا تو نبی ﷺ کی پسندیدہ غذا کدو کی سائنسی افادیت کھل کر پوری دنیا کے سامنے واضح ہو جاتی ہے۔

عدل و امن کے ضامن
نبوی اصولِ جنگ
اور دیگر ادیان و دساتیر سے تقابل

سیرت النبی ﷺ

خاور رشید بٹ

اسلامی جنگی اصول:

اسلامی جنگیں دنیا میں امن کے قیام کی غرض سے تھیں۔ لوگوں کو خوف و ہراس اور دہشت میں مبتلا کرنا ہرگز مقصود و مطلوب نہ تھا۔ اسی لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے ایسے جنگی اصول وضع کیے کہ امنِ عالم کے علمبرداروں میں اس کا عشر عشیر بھی مفقود ہے۔ مثلاً

اولاً۔ حتی الامکان کوشش کی جائے گی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت (ﷺ) امیر لشکر کو سبق دیتے کہ:

''پہلے اسلام کی دعوت دو۔ قبول کرلیں تو ٹھیک ورنہ جزیہ کی ادائیگی کا مطالبہ رکھو اور اس ضمن میں واضح کرو کہ پھر تمہارے مال اور جان کی کلی حفاظت ہمارے ذمہ ہوگی اور تمہیں اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرنے کی آزادی ہوگی۔ بصورت دیگر لڑائی کے لیے تیار رہو۔''

آپ (ﷺ) نے اہل مکہ پر چڑھائی بڑی رازداری اور خاموشی سے کی کہ کہیں وہ ہتھیار اٹھانے کی غلطی نہ کریں کیونکہ پھر خون خرابہ لازم اور بچوں کا یتیم ہونا اور عورتوں کا بیوہ ہونا ضروری تھا۔

ثانیاً۔ جنگ ناگزیر ہو تو مسلمانوں کو وہ آداب و ملحوظات سکھائے جو کسی مذہب کا حصہ نہیں۔ مثلاً

۞ سیدنا ابن عمر ؓ کا بیان ہے:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

''رسول کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔'' (بخاری: 3015)

۞ نبی اکرم ﷺ نے کسی جنگ میں دیکھا کہ خاتون قتل ہوگئی تو صحابہ کو سختی سے ڈانٹا اور حکم صادر کیا:

قُلْ لِخَالِدٍ لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا.

''خالد کو جا کر کہہ دو' کسی عورت اور مزدور کو ہرگز قتل نہ کرنا۔'' (ابوداود: 2669)

۞ سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو فرماتے:

''اللہ کے نام، اللہ کی مدد سے اور رسول کی ملت کے مطابق جاؤ (یاد رکھنا)۔''

لَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً وَلَا تَغُلُّوا وَضُمُّوا غَنَائِمَكُمْ وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ.

''بوڑھے آدمی، شیر خوار اور نابالغ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، خیانت نہ کرنا، مال غنیمت اکٹھا کر لینا، اصلاح کرنی اور احسان کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (ابوداود: 2614)

۞ ایک اور حدیث میں ہے نبی ﷺ نے لاش کا مثلہ کرنے سے منع کیا یعنی مخالفین کی لاشوں کی بے حرمتی نہیں کرنی ان کے ناک، کان، ہونٹ نہیں کاٹنے اور آنکھیں نہیں پھوڑنی۔ (بخاری: 2474)

۞ مسیلمہ کذاب کا خط لے کر دو ایلچی پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس آئے ان سے تصدیق چاہی کہ تم اس کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہو؟ دونوں نے کہا' ہم اسے اس کے دعویٰ (نبوت) میں سچا جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا.

''اللہ کی قسم اگر یہ قانون نہ ہوتا کہ ایلچی قتل نہیں کیا جاسکتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔'' (ابوداود: ۲۷۶۱)

۞ دشمنوں کو قابو کر لینے کے بعد اگر ختم کرنا ضروری ہو تو انہیں اچھے انداز سے قتل کرنا چاہیے نہ کہ آگ میں تڑپا تڑپا کر مارا جائے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں ملے تو انہیں جلا دینا لیکن اب کہتا ہوں:

وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا.

''آگ کا عذاب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا لہٰذا اگر وہ دونوں تمہیں مل جائیں تو انہیں قتل کر ڈالنا۔'' (بخاری: ۳۰۱۶)

گو عورت کو قتل کرنا روا نہیں مگر بسا اوقات حالات کے پیش نظر ایسا کرنا بھی پڑ جاتا ہے جیسا کہ فتح خیبر کے موقعہ پر ایک یہودی خاتون نے آنحضرت (ﷺ) کو قتل کرنے کی غرض سے گوشت میں زہر ملا دیا اور آپ ﷺ کی دعوت کی۔ حضرت براء بن معرور ؓ لقمہ نگلنے کی وجہ سے چل بسے۔

پیغمبر اسلام نے گو کہ اسے پہلے معاف کر دیا تھا مگر صحابی کی وفات کے بعد قصاصاً اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی طرح فتح مکہ کے روز ابن خطل کی دو لونڈیوں کے متعلق حکم نامہ جاری کیا کہ جہاں ملیں، قتل کر دی جائیں کیونکہ وہ نبی (ﷺ) کی ہجو کیا کرتی تھیں اور باز نہ آئیں۔ ان میں سے ایک قتل ہوئی جبکہ دوسری نے امان طلب کی، بعد میں مسلمان ہوگئی۔

۞ اسلام نے یہ بھی ایک اصول وضابطہ مقرر کیا ہے

☆......جب مذہبی جبر ختم ہوجائے اور لوگ مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان تسلیم کر کے دینِ اسلام پر عمل کرنے کی اجازت دے دیں تو فتنہ کا خاتمہ ہوجائے گا۔ نیز اس کے نتیجے میں کلمۃ اللہ کی بلندی خود بخود ہوتی چلی جائے گی۔

☆......قرآن مجید میں جہاد کا ایک مقصد یہ بھی بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی قوم مسلمانوں کے ساتھ جنگ بندی کے کیے ہوئے معاہدوں پر پورا نہیں اترتی تو انہیں اس جرم کی سزا کے لیے جہاد و قتال روا رکھا گیا ہے۔

کہ اگر دشمن حالت جنگ میں بھی صلح کرنا چاہتا ہے تو مسلمانوں کے لیے صلح کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں خواہ دشمنوں کی نیت دھوکہ دینے ہی کی کیوں نہ ہو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ. (الانفال: 62,61)

''اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کی طرف مائل ہوجائیں اور رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ تجھے دھوکہ دینے کا ارادہ کریں تو بے شک تجھے اللہ ہی کافی ہے۔''

زُبدۃ الکلام یہ ہے کہ اسلام کے حکم جہاد کو سمجھنے کے لئے تین چیزوں پر خصوصی توجہ دینی ضروری ہے۔

اول: جنگ کس مقصد کے لئے ہے؟

دوم: جنگ کن کے خلاف لڑی جائے؟

سوم: جنگ میں کن شرائط و قیود کی پابندی ضروری ہے۔

لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ

مندرجہ بالا قرآنی آیات واحادیثِ مبارکہ کے مطابق اسلامی جنگیں آتشِ انتقام کو بجھانے کے لئے لڑی گئیں اور نہ کسی قوم کی نسلی برتری کو ثابت کرنے کے لئے۔ اسی طرح ان سے کوئی صنعتی وتجارتی مفاد وابستہ ہوتا ہے اور نہ ہی لوگوں کو جبراً دین اسلام قبول کروانا بلکہ محض ظلم و سربریت کے خاتمہ اور حق کی سربلندی کے لئے لڑی جاتی ہیں۔

بائبل کے اصولِ جنگ:

فیصلہ کی منزل تک پہنچنے اور حقیقت کی تہ تک رسائی کے لئے اسلام کے نظریہ جہاد اور امنِ عالم کے دعویداران کے مذہب کے اصول جنگ میں تقابل ضروری ہے۔ پڑھیے اور تصفیہ کیجیے۔

(۱) موسیٰ علیہ السلام نے مدیانیوں کے خلاف لشکر جرار تیار کیا اور انہوں نے جا کر جنگ کی اور سب مردوں کو قتل کر دیا۔ نیز مدیان کے پانچ بادشاہوں کو بھی قتل کیا۔ بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا کر لے آئے لیکن موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''ان بچوں میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں، ان کو قتل کر ڈالو۔'' (گنتی ۳۱:۱۷)

(۲) ''جب خداوند تیرا خدا تجھ کو اس ملک میں جس پر تو قبضہ کرنے جا رہا ہے، پہنچا دے اور تیرے آگے ان بہت سی قوموں کو یعنی حِتّیوں' جرجاسیوں' اموریوں' کنعانیوں' فرزّیوں' حوّیوں اور یبوسیوں کو جو ساتوں قومیں تجھ سے بڑی اور زور آور ہیں نکال دے اور جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مارے تو تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا تو ان سے بیاہ شادی بھی نہ کرنا۔'' (استثناء:۷:۱۔۳)

(۳) اور خداوند ہمارے خدا نے اسے (یعنی سیحون بادشاہ کو) ہمارے حوالہ کر دیا اور ہم نے اسے اور اس کے بیٹوں کو اور اس کے سب آدمیوں کو مار لیا اور ہم نے اسی وقت اس کے سب شہروں کو لے لیا اور ہر آباد شہر کو عورتوں اور بچوں سے بالکل نابود کر دیا اور کسی کو باقی نہ چھوڑا۔''

(استثناء:۲:۳۳۔۳۴)

(۴) ''تب خداوند نے یشوع سے کہا کہ ان سے نہ ڈر کیونکہ کل اس وقت میں ان سب کو اسرائیلیوں کے سامنے مار کر ڈال دوں گا۔ تو ان کے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالنا اور ان کے رتھ آگ سے جلا دینا چنانچہ یشوع اور سب جنگی مرد اس کے ساتھ میروم کی جھیل پر ناگہاں ان کے مقابلہ کو آئے اور ان پر ٹوٹ پڑے اور خداوند نے ان کو اسرائیلیوں کے قبضہ میں کر دیا سو انہوں نے ان کو مارا اور بڑے صَیدا اور مسرفات المائم اور مشرق میں مصفاہ کی وادی تک ان کو رگیدا اور قتل کیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ چھوڑا اور یشوع نے خداوند کے حکم کے موافق ان سے کیا کہ ان کے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور ان کے رتھ آگ سے جلا دیئے۔'' (یشوع ۱۱:۶۔۹)

(۵) سموئیل نبی نے ساؤل بادشاہ کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا:

''سو اب تو جا اور عمالیق کو مار اور جو کچھ ان کا ہے سب کو بالکل نابود کر دے اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت، ننھے بچے اور شیر خوار، گائے بیل اور بھیڑ بکریاں اونٹ اور گدھے سب کو قتل کر ڈال۔ لیکن ساؤل بادشاہ نے عمدہ جانور اور موٹے موٹے بچوں کو جیتا رکھا تو خداوند کا کلام سموئیل نبی کو پہنچا کہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے ساؤل کو بادشاہ ہونے کے لئے مقرر کیا کیونکہ وہ میری پیروی سے پھر گیا ہے اور اس نے میرے حکم نہیں مانے۔''

(سموئیل ۱۵:۲،۳،۱۰،۱۱)

ان قوانین کا تقابل کرنے کے بعد ہر انصاف پسند یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اسلام کے قوانین جہاد، یہودیت اور نصرانیت کے قوانین جنگ کی بہ نسبت کہیں زیادہ رحیمانہ اور مشفقانہ ہیں۔ احترام انسانیت جتنا دین اسلام میں ہے دیگر مذاہب اس سے خالی ہیں۔ وللہ الحمد۔ وجہ واضح ہے کہ ان میں انسانی خیالات کی آمیزش ہو چکی ہے اور انہیں تحریف و تفسیر کی سان پر چڑھا دیا گیا ہے۔

(یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم انبیاء علیہم السلام پر اعتراض کر رہے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) دراصل مخالفین کو ان کی مذہبی کتاب سے آئینہ دکھانا مقصود ہے جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ انبیاء علیہم السلام ایسی ظالمانہ کارروائیاں نہیں کر سکتے، یہ واقعات بھی دیگر کئی الحاقی عبارات کی طرح رطب و یابس کا مجموعہ ہیں جو بائبل کے نامعلوم مرتبین نے بغیر تحقیق کے لکھ دیئے۔)

جس طرح ان مذاہب کے قوانین جنگ میں فرق ہے بالکل اسی طرح ان قوموں کی جنگی تاریخ بھی ایک دوسرے سے مختلف تصویر پیش کرتی ہے۔

یہودیوں کی تاریخ ظلم، عہد شکنی، خیانت اور ان کارستانیوں کے ردِعمل میں ان کی تباہی کے واقعات کے ایک طویل سلسلے کا نام ہے۔ اس قوم کو جب بھی موقع ملا اس

☆..... مسلمانوں کی جنگیں دنیوی جاہ وجلال اور طلب مال کے لیے نہیں بلکہ فاتح بن کر فقراء کی دستگیری اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے ہوتی ہیں۔

نے اپنے مذہبی صحیفوں کی تعلیمات کے مطابق تباہی و بربادی کی خوفناک مثالیں قائم کی ہیں۔ ان کے مظالم سے نہ تو دشمن بچ سکے ہیں اور نہ ہی مقدس پیغمبران کے ہاتھوں قتل ہونے سے محفوظ رہے۔

صلیبی جنگوں کے دوران عیسائیوں نے جن سفاکیوں کا مظاہرہ کیا۔ سان بارٹملی میں عیسائیوں کے ہاتھوں عیسائیوں کے خون کی جو ندیاں بہیں اور مصر و شام کے مختلف عیسائی فرقے ایک دوسرے کے خلاف جو جہاد کرتے رہے اور انسانیت کے نام پر ایک بدنما دھبہ لگاتے رہے وہ ان کی مذہبی تعلیمات کے عین مطابق تھا۔ اندلس میں مسلمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا؟ کسی سے مخفی نہیں، جنگ عظیم اول و دوئم میں دنیا کو تباہی کے دہانے میں پہنچا دیا گیا یہ سب کچھ شائد ان کی مذہبی تعلیمات کا حصہ تھا۔

عہد نبوی ﷺ کی جنگیں اور مقتولین:

جبکہ اسلام کی تاریخ ان سے قطعاً مختلف ہے پیغمبر اسلام (ﷺ) کو مکی دور نبوت میں یعنی (۱۳ سال) تک تو مقابلے میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہ تھی بعد از ہجرت، مدینہ میں آکر اس کا اذن ملا۔ ان دس سالوں میں کئی مہمات سامنے آئیں۔ ان میں سات تو باقاعدہ جنگیں تھیں جبکہ دس ایسے واقعات تھے جن میں دشمنوں نے ڈاکہ ڈالا اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، سرحدوں کی حفاظت کے لئے کئی کارروائیاں کرنی پڑیں، دشمن کی طرف سے دھوکہ دہی کے واقعات بھی رونما ہوئے وغیرہ۔

اس طرح کے تمام واقعات، کارروائیوں اور جنگوں کی عہد نبوی میں تعداد بیاسی (۸۲) تھی۔ جن میں مسلمان شہداء کی تعداد (۲۵۹) جبکہ کفار مقتولین کی تعداد (۷۵۹) ہے۔ یعنی مجموعی لحاظ سے طرفین کے مقتولین (۱۰۱۸) ہیں۔ (رحمۃ للعالمین ۲/۱۹۷ طبع مکتبہ محمودیہ)

اسلام نے بنی نوع انسان کو اتنے کم مقتولین کے بدلے کیا دیا ہے؟ انسانیت کو بت پرستی سے نجات دلا کر توحید کی عظمتوں اور رفعتوں سے روشناس کرایا جس کا لازمی نتیجہ صنعتی ترقی اور دور جدید میں انتہا کو پہنچتی ہوئی سائنسی ایجادات ہیں اسی طرح اسلام نے مدینہ کے باسیوں کو ..... جو صدیوں سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور اسی روش کو نسلوں تک منتقل کرتے آرہے تھے ..... ایک دوسرے کے بھائی بنا دیا۔ وہ بھی ماں جائے سے بڑھ کر۔ اپنی خونخواری کے سبب ننگ انسانیت عرب اب محبت والفت میں آسمان کو دنگ چھوڑ رہے تھے۔ جو کبھی قانون کی پابندی کو عار سمجھتے تھے قانون دانوں کے لئے ماخذ بنے۔ تہذیب و ثقافت سے نا آشنا، دوسروں کو تہذیب و ثقافت کا درس دینے لگے گویا انسانوں کی روحانی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ یہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی برکت اور تمام جہانوں کے لئے رحمت نہیں تو اور کیا ہے؟

عہد نبوی ﷺ میں قیدیوں کی تعداد اور طرز عمل:

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے ان کارروائیوں میں دشمن قیدیوں کی تعداد (۶۵۶۴) بتائی ہے۔ چنانچہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''دشمنوں کے اسیران کی تعداد کافی معلوم ہوتی ہے یعنی (۶۵۶۴)۔ مگر یہ تعداد بھی جزیرہ نما عرب کی وسعت کے مقابلہ میں ہیچ ہے اور چونکہ اس تعداد کے اندر بڑی تعداد (۶۰۰۰) ایک ہی غزوہ حنین کی ہے اس لیے باقی جنگوں میں اوسط اسیران جنگ (۷) رہتا ہے اور یہ تعداد بھی ایسی نہیں ہے جو تمام ملک کو تبدیلی مذہب پر مجبور کر سکے۔

ہم کو (۶۵۶۴) قیدیوں کی تعداد کے متعلق یہ تحقیق سے معلوم ہو گیا ہے کہ (۶۳۴۷) کو نبی کریم (ﷺ) نے از راہ لطف اور احسان بلا کسی شرط کے آزاد فرما دیا تھا اور صرف دو قیدی ایسے تھے جو سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیے گئے تھے جبکہ (۲۱۵) قیدی ایسے رہ جاتے ہیں جن کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہو سکا۔ امید ہے میرے بعد کوئی وسیع النظر عالم اس کی تکمیل فرما سکیں گے۔ مگر مجھے یقین محسوس ہوتا ہے کہ جس ذات قدسی نے (۶۳۴۷) کے ساتھ لطف و احسان فرمایا تھا اس کے الطاف سے یہ (۲۱۵) آدمی بھی ضرور بہرہ ور ہوئے ہوں گے اور زیادہ غالب بات یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے اندر رہ گئے ہوں گے اس لئے ان کا شمار رہائی پانے والوں میں نہیں ہوا۔

(رحمۃ للعالمین ۱۹۷-۱۹۸ حصہ دوئم طبع مکتبہ محمودیہ)

اگر اسلام کے اصول جنگ وہی ہوتے جو آج کے نام نہاد مہذب قوموں کے ہیں تو فریقین کے مقتولوں کی تعداد (۱۰۱۸) ہرگز نہ ہوتی۔ اگر پیغمبر اسلام مفتوح اقوام کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو بائبلی قانون روا رکھتا ہے تو تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

غیر مسلموں کے لئے اسلامی جنگوں کی برکت:

اسلامی اصول جنگ جہاں مسلمانوں کے لئے مفید ہیں اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو غیر مسلم اقوام بھی اس سے بھرپور مستفید ہوتی ہیں۔

سب سے پہلا اور بڑا فائدہ دنیا سے مذہبی جبر (Persecution) کا خاتمہ کر کے سب کو مذہبی آزادی ملنے کا ہے جس کا تذکرہ پیچھے لفظ فتنہ کے تحت ہو چکا ہے بقیہ فوائد فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالرحمان رحمانی رحمہ اللہ کی قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

- جنگ میں عدل و انصاف کے علاوہ عورتوں، بچوں، کمزوروں اور راہبوں کا مکمل تحفظ۔
- اسلام قبول کرنے یا پھر جزیہ ادا کرنے کا معاہدہ جنگ سے رکاوٹ بن جاتا ہے اور امان طلب کرنے والے کے تحفظ کی ضمانت۔ (التوبۃ ۹/ ۲۶-۲۹)
- جنگی قیدیوں بالخصوص بچوں اور عورتوں کے لئے عدل و انصاف پر مبنی انسانی حقوق کی ضمانت۔

(الانفال ۸/۷۰-۷۱، محمد ۴۷/۴-)

- جنگ نہ کرنے والے کافروں اور صلح طلب کرنے والوں کے لئے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کا تحفظ اور قبولیت صلح کی بشارت۔ (الانفال ۸/۶۰-۶۱، الممتحنۃ ۸/۶۰)
- امن طلب کرنے والے کے علاوہ مستقل ذمیوں کے جان و مال اور اہل عیال کی حفاظت۔ (التوبۃ ۹/۲۹)
- ذمیوں کے لئے مذہبی آزادی اور شخصی آزادی کی نعمت اور عدل و انصاف کا حصول: (المائدۃ ۵/۴۲، التوبۃ ۹/۲۹)
- جنگی قیدیوں کے لئے غلامی کا لازمی طوق منسوخ

کرنے اور انسانی وقار قائم کرنے کے تمام حقوق بحال کرنے کا موقع۔ (محمد ۴۷/۴)

⊛ غلاموں کے لئے نہایت منصفانہ انسانی حقوق اور مکاتب (ایسا غلام یا لونڈی جس نے اپنے مالک سے آزادی کی قیمت مقرر کر لی ہو اور وہ اس کی ادائیگی کی کوشش کر رہا ہو) اور ام ولد (ایسی لونڈی جو آزاد مرد کے بچے کی ماں بن چکی ہو) کے لئے آزادی کی گارنٹی۔
(النور ۲۴/۳۲-۳۳)

⊛ عالمی امن و امان کا قیام اور ہر مظلوم و مجبور کا دفاع۔ (النساء ۴/۷۵، الحج ۲۲/۴۱)

⊛ کافروں سے معاہدہ کرنے والوں کے لئے شخصی آزادی کے علاوہ معاشی کفالت کی ضمانت۔ (الجہاد الاسلامی ۶۳۸-۶۳۹ طبع دار الاندلس)

دہشت گردی کیا ہے:

اسلامی جنگوں کے مقاصد اس وقت مزید نکھر کر سامنے آجاتے ہیں جب ہم دہشت گردی کی تعریف اور مقاصد معلوم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد عبداللہ (شعبہ اسلامیات گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان) اپنے مقالہ ''سیرت نبوی (ﷺ) کی روشنی میں انسداد دہشت گردی'' میں رقمطراز ہیں:

''دہشت کے معنی: ڈر خوف اور خطرہ۔ اور دہشت گردی کے معنی خوف و ہراس پھیلانا ہیں''۔

(فیروز اللغات، ص ۶۵۸، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

انگریزی میں دہشت کے لئے Terror کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں: حد درجہ خوف، کسی شخص یا چیز کو خوفزدہ کرنا، اور دہشت گردی کے لئے Terrorism کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہیں: تشدد اور دھمکی کا استعمال۔

(آکسفورڈ یونیورسٹی پریس The Oxford
(Guid to the English Language P-537

دہشت گردی ایک عام اور اصطلاحی لفظ ہے، چنانچہ جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو انسانی ذہن قتل، تشدد اور تباہی کے مناظر پیش کرتا ہے۔ دہشت اور دہشت گردی میں کچھ فرق ہے۔ جس کا اظہار درج ذیل Definition سے ہوتا ہے۔

''دہشت کو برسر اقتدار سیاسی گروہ کے خلاف بعض معاشی و معاشرتی نظریات تبدیل کرنے کے لئے دباؤ کے طور پر استعمال کئے جانے کا نام دہشت گردی ہے، اس میں تشدد کے استعمال کی دھمکی بھی شامل ہے اور تشدد کا بھرپور استعمال بھی۔'' (انعام الرحمٰن سحری، دہشت گردی، ص ۴۳ سنگ میل پبلیکیشنز لاہور۔)

دہشت گردی کی سادہ الفاظ میں تعریف یوں کی گئی ہے:

''دہشت گردی ایک ایسا فعل ہے جس میں بڑی منصوبہ بندی اور سوچ و بچار کے بعد تشدد اور تباہی کا مخصوص راستہ اپنایا جاتا ہے تاکہ خاص سیاسی، مذہبی یا لسانی و نسلی مقاصد حاصل کیے جاسکیں۔ اگر یہ مالی فوائد حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہو تو ایجنسی مذکورہ یا ریاست کو بھاری مالی نقصان سے دوچار کردے گا۔''

(انعام الرحمٰن سحری، دہشت گردی، ص ۴۰ سنگ میل پبلیکیشنز لاہور)

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں دہشت گردی کی وضاحت درج ذیل الفاظ سے کی گئی ہے۔

"Terrorism, the systematic use of terror or unpredictable violence against Governments, public or individuals to attain a political objective. Terrorism has been used by political organizations with both Rightist and Leftist objectives, by nationalistic and ethnic groups, by revolutionaries and by the armies and secret police of government themselves."
(The New Encyclopedia Britannica Vol 11 Page# 650)

ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں دہشت گردی اور اس کے مقاصد کے بارے میں یہ تحریر کیا گیا ہے۔

"Terrorism is the use or threat of violence to create fear and alarm. Terrorists murder and kidnap people, set off bombs, hijack airplanes, set fires and commit other serious crimes. But the goals of terrorists differ from those of ordinary criminals. Most criminals want money or some other form of personal gain. But most terrorists commit crimes to support political causes."£
(The World Book Encyclopedia Vol 19, P..178)

دہشت گردی کے بارے میں درج بالا آراء سے واضح ہوتا ہے کہ دہشت گردی وہ فعل ہے جس میں دہشت گرد انسانی زندگیوں سے کھیلتے ہیں، بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے، بعض کو اغواء کر کے بھاری تاوان طلب کیا جاتا ہے۔ املاک کو آگ لگا کر یا بم استعمال کر کے تباہ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ہوائی جہاز ہائی جیک کر لئے جاتے ہیں۔ مزید براں جنسی تشدد، مال و دولت کی چوری اور راہزنی کے مختلف واقعات کے پس پردہ بھی دہشت گرد افراد کار فرما ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا Definitions سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دہشت گردی کا ارتکاب افراد بھی کرتے ہیں اور مختلف گروہ، تنظیمیں، بعض سیاسی جماعتیں و (نام نہاد) مذہبی گروہ بھی دہشت گردی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض حکومتیں بھی دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہوتی ہیں۔ دہشت گردی کی ان مختلف تعریفوں Definitions سے دہشت گردی کے مقاصد کا بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض مجرم یعنی دہشت گرد مال و دولت کی ہوس یا دیگر ذاتی مفادات کے لئے دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن عمومی طور پر دہشت گردی، سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے کی جاتی ہے، بعض اوقات نفسیاتی مریض اور معاشرے کے بعض شکست خوردہ افراد بھی اپنی مایوسی (Frustration) کے باعث دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

دہشت گردی کی مختلف نوعیتوں اور صورتوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ دہشت گردی صرف قومی یا ملکی سطح کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے اور مختلف ممالک اور اقوام بین الاقوامی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ بین الاقوامی دہشت گردی کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں مثلاً کسی ملک کے خلاف بلا جواز اقتصادی پابندیاں لگا دینا، کسی قوم کو اپنے وسائل اپنے اختیار سے استعمال کرنے سے بزور قوت روکنا، کسی ملک میں مختلف حیلوں، بہانوں سے افواج داخل کر کے قتل عام کرنا، چھوٹے ممالک کو آپس میں لڑا کر ان کی توانائیاں ضائع کر کے انہیں کمزور کرنا، کسی قوم کو حق خودارادیت سے محروم کرنا وغیرہ۔

''اس کی عملی مثالیں دنیا میں موجود ہیں مثلاً عراق

، لیبیا اور افغانستان پر اقتصادی پابندیاں لگائی گئیں ہیں، عراق کو اپنے وسائل مثلاً تیل کی برآمد کے لئے اقوام متحدہ سے اجازت لینے کا پابند بنا دیا گیا۔ چیچنیا میں بلا جواز روس نے اپنی افواج داخل کر کے وہاں عوام کے قتل عام کا سلسلہ شروع کیا۔ عراق اور ایران کے مابین جنگ کرا کے ان کے وسائل کو ضائع کرا دیا گیا ہے اور دونوں کی فوجی طاقت کمزور ہو چکی ہے۔ انڈیا نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود کشمیری مسلمانوں کو حق خود ارادیت سے بزور قوت محروم کیے ہوئے ہے۔''

(مقالات سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مرتب پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر ص ۹۳۷۔۹۵۷ جلد۲ طبع 2009۔)

دہشت گردی کی مذکورہ بالا تعریفات کے زمرے میں جو صورتیں آتی ہیں، ان میں سے اسلام نے کسی کی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی اور نہ ہی اسلامی جنگوں کے مقاصد میں سے کوئی ایسا مقصد ہے، جیسا کہ تفصیل سے آپ نے دیکھ لیا۔ لہٰذا انہیں دہشت گرد قرار دینا ہرگز قرین قیاس نہیں بلکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو انسان یا تنظیم عام پبلک کو دہشت زدہ کرے، ان کے جان و مال کو لوٹتی پھرے۔ ایسے افراد کو نشانِ عبرت بنا دینا چاہیے۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ.

''اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والوں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ انہیں بری طرح قتل کیا جائے یا انہیں بری طرح سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ مختلف سمتوں سے بری طرح کاٹے جائیں یا انہیں اس سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔'' (المائدۃ ۳۳/۵)

آج کے نام نہاد داعیان امن کی جنگی تاریخ ایک نظر میں:

آیئے ایک نظر آج کے نام نہاد مہذب، داعیانِ تہذیب اور امن پسند یورپ کی رزم آرائیوں پر ڈالیں اور دیکھیں کہ کس کی تلوار عالم انسانیت کی دشمن ہے اور کون انسانیت کا دشمن ہے:

❁ 30 سالہ جنگ (1618ء۔ 1648ء) میں جرمنی، فرانس، آسٹریا اور سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔ اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی مارے گئے۔

(رسول رحمت ﷺ ص ۷۸۳)

❁ 1857ء کی جنگ آزادی ہند میں انگریزوں نے 27 ہزار مسلمانوں کو پھانسی دی اور اس کے علاوہ سات دن تک برابر قتل عام ہوتا رہا جس کا کوئی حساب و شمار نہیں۔

(تاریخ ندوۃ العلماء: ۱/۴)

❁ امریکی خانہ جنگی 1861ء سے 1865ء تک جاری رہی۔ اس میں 8 لاکھ افراد مارے گئے اور 74 کروڑ پاؤنڈ خرچ ہوئے۔ (رسول رحمت ﷺ ص ۷۸۴)

❁ 1907ء کی ہیگ کانفرنس میں غیر مقاتلین کو تحفظ دینے کا معاہدہ ہوا لیکن اس معاہدے کے بعد جب ریاست ہائے بلقان اور ترکی کے درمیان دوسری جنگ ہوئی تو اس میں 240000 غیر مقاتل مسلمان موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ (الجہاد فی الاسلام، ص ۵۷۱)

❁ جنگ عظیم اول (1914ء۔ 1918ء) میں مجموعی طور پر 75 لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور ایک کھرب 86 ارب ڈالر کے وسائل حیات نذر آتش کیے گئے۔

(جہانگیر انسائیکلوپیڈیا آف جنرل نالج ص ۳۸۱)

❁ 1918ء میں سوویت یونین نے قازاقستان پر قبضہ کیا تو وہاں کی تمام مساجد اور دینی مدارس منہدم کر دیے۔ علماء اور اساتذہ کو فائرنگ اسکواڈ سے ہلاک کر دیا گیا۔ ان ظالمانہ کاروائیوں میں دس لاکھ قازاق مسلمان شہید ہوگئے۔

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، جولائی 1995ء)

❁ جنگ عظیم دوم (1939ء۔ 1945ء) میں مجموعی طور پر ساڑھے چار کروڑ انسان ہلاک ہوئے۔ صرف ایک شہر سٹالن گراڈ میں دس لاکھ افراد لقمۂ اجل بنے۔ جرمنی میں بے شمار انسان گیس چیمبروں کے ذریعے سے ہلاک کئے گئے۔ بیک وقت چار براعظموں یورپ، امریکہ، ایشیا اور افریقہ پر مسلسل 6 برس تک اس منحوس جنگ کے مہیب سائے چھائے رہے۔ چار براعظموں کے انسٹھ ممالک (پچاس اتحادی اور 9 محوری) آپس میں دست و گریبان ہوئے جن میں سے صرف ایک ملک امریکہ کا اس جنگ میں تین کھرب ساٹھ ارب ڈالر کا خرچہ ہوا۔ (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ، لاہور۔ جولائی 1993ء)

❁ 1945ء میں جدید تہذیب و تمدن کے بڑے علمبردار امریکہ نے جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر آبادی سے بھرے یہ دونوں شہر صفحۂ ہستی سے مٹا دیے۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور، جولائی 1995ء)

❁ یوگوسلاویہ میں کیمونسٹوں نے اپنے دور میں 24 ہزار سے زائد مسلمانوں کو تہ تیغ کیا اور 17 ہزار سے زائد مساجد و مدارس مسمار کیے۔

(مجلۃ الدعوۃ لاہور، فروری 1993ء)

❁ 1979ء تا 1989ء روس نے افغانستان میں 15 لاکھ مسلمان شہید کیے۔ (اشراط الساعۃ، ص: ۶۰)

❁ اپریل 1992ء تا ستمبر 1992ء صرف چھ ماہ میں بوسنیا میں ڈھائی لاکھ مسلمان شہید کیے گئے۔ پانچ لاکھ بے گھر کیے گئے۔ پچاس ہزار عصمت مآب مسلمان خواتین کی آبروریزی کی گئی۔ (ہفت روزہ تکبیر کراچی، 4 مارچ 1993ء)

❁ 1982ء میں اسرائیل نے فلسطین کے شہروں صابرہ اور شتیلہ کے کیمپوں میں 50 ہزار مسلمان شہید کیے۔ (اشراط الساعۃ، ص: ۵۹۔)

❁ 1992ء کے بعد سے اب تک بوسنیا، کوسوو اور چیچنیا میں 5 لاکھ مسلمان کفار کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں۔ (اشراط الساعۃ، ص: ۶۰)

❁ 7 اکتوبر 2001ء تا 12 نومبر 2001ء صرف ایک ماہ اور 5 دنوں میں امریکہ نے افغانستان میں 90 ہزار بے گناہ مسلمان مرد، عورتیں اور بچے شہید کیے اور سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ (اشراط الساعۃ، ص: ۶۰، امریکہ کا زوال، ص: ۴۳۔)

n حالیہ عراق کی جنگ میں امریکی جرائم کی فہرست بڑی طویل ہے۔ قتل و غارت کے واقعات میں ایک محتاط اندازے کے مطابق 10 لاکھ افراد آتش و آہن کی نذر ہوئے۔

مزید تفصیل کے لیے محمد صالح مغل کی کتاب ''امریکہ کا زوال'' دیکھیے۔ (ماخوذ از پیغمبر امن، ص ۱۶۳، ۱۶۵ طبع دار السلام، لاہور)

نوٹ: 2001ء تک تو ان غیر اسلامی جنگوں میں ہونے والے جانی و مالی نقصان کے اعداد و شمار ملتے ہیں لیکن اس کے بعد سے لے کر آج 2013ء تک میں مسلمانوں کے جانی و مالی نقصان کی تفصیل نہیں میسر آئی تحقیق کرنے پر بڑا حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ غیر مسلم تھنک ٹینک نے 2001ء سے پالیسی وضع کر لی کہ اب مسلمانوں کے جانی و مالی نقصان کے اعداد و شمار کے حوالے سے سروے نہیں ہوا کرے گا بہرکیف ہر ذی فہم بخوبی واقف ہے کہ ان بارہ سالوں میں بھی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان اس سربریت کا نشانہ بن چکے ہیں اور کروڑوں اربوں روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ برما، افغانستان، عراق، کشمیر، فلسطین اور پاکستان کے آزاد علاقے اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ نیز یہ سلسلہ رُکتا ہوا بھی نظر نہیں آتا۔

✿ پیغمبر اسلام ﷺ کی پیدائش سے قبل 523ء میں یمن کے یہودی بادشاہ ذونواس نے عیسائیوں کے مرکز نجران پر حملہ کیا تا کہ وہاں سے عیسائیت کا خاتمہ کر کے لوگوں کو یہودیت اختیار کرنے پر مجبور کرے، انہوں نے انکار کیا تو نجران کے حاکم حارثہ کو قتل کر دیا، اس کی بیوی رومہ کے سامنے اس کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا اور ماں کو بچیوں کا خون پینے پر مجبور کیا بعد میں والدہ کو بھی قتل کر دیا گیا، بشپ پال کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلائیں، گڑھے کھود کر ان میں آگ جلوائی جن میں عورتوں، بچوں، مردوں، بوڑھوں سب کو پھینکوا دیا مجموعی طور پر 20 ہزار سے 40 ہزار تک زندہ انسانوں کو آگ میں جلا دیا گیا اس کا تذکرہ قرآن مجید سورہ بروج میں یوں کیا گیا:

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (البروج:8)

''اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی کی وجہ سے نہ تھی کہ وہ زبردست تعریف کیے گئے اللہ پر ایمان لائے تھے۔'' (تفہیم القرآن: 297/6)

✿ جب یورپ میں لوتھر کے پیرو بڑھ گئے تو پاپائے روم نے حکومت فرانس کو گانٹھا اور حکومت نے 24 اگست 1572ء کو فرانس میں پیروان لوتھر کے قتل عام کا حکم دے دیا اور پچاس ہزار پروٹسٹنٹ قتل ہو گئے۔ (یورپ پر اسلام کے احسان: ص: 77)

بقیہ: کیا خبر کا سورس نہ بتانا صحافی کا جائز حق ہے؟

سٹوری کے آخر پر کہا گیا ہے کہ یہ تمام معلومات ڈان کو ان لوگوں سے حاصل ہوئیں جو اس اہم میٹنگ میں خود موجود تھے لیکن کوئی بھی شخص آن ریکارڈ کچھ بتانے کے لیے تیار نہ تھا اور کسی کو بھی منسوب کیے گئے بیانات کی تصدیق سے یہ تمام اشخاص عاری تھے۔ مزید وزیر اعظم نواز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور پاک آرمی کی طرف سے علیحدہ علیحدہ اس کی تردید آ چکی ہیں، سب نے اس خبر میں دی گئی معلومات کو جھوٹا اور غلط بلکہ فیڈ ڈ قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود صحافی اپنی خبر کے سچا ہونے پر قائم ہے۔ جب اس سے سورس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے مذکورہ بالا قانون کی رو سے اپنا سورس بتانے سے انکار کر دیا۔

آیئے اس خبر کی کریڈیبلٹی اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

جب راوی اپنی بات کی تصدیق سے عاری ہو، اور متعلقہ لوگ اسے جھوٹا بلکہ فیڈنگ قرار دے دیں تو وہ خبر نہیں ایک افواہ ہوتی ہے، اسے بنیاد بنا کر خبر کی کھوج لگائی جا سکتی ہے لیکن اسے خبر کے طور پر بریک نہیں کیا جا سکتا۔

بالفرض اگر یہ خبر سچ بھی ہے تو اسے چھاپنے کا مقصد کیا تھا۔ بغور دیکھا جائے تو یہ سٹوری چھاپنا فوج کو بدنام کرنا اور انڈیا کے موقف کو درست ثابت کرنا اور عالمی فورمز میں مضبوط کرنا، خصوصاً جب انڈیا اور پاکستان تقریباً حالت جنگ میں تھے،' اس خبر کو پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرنے کی کوشش کے علاوہ کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

اس خبر سے کتنے لوگوں کی زندگیاں جڑی ہوئی ہیں۔ خبر میں جن لوگوں کے خلاف حکومت نے کاروائی کرنے کا عندیہ دیا ہے، ان میں سے کسی فرد کے ساتھ اللہ نہ کرے کوئی سانحہ ہو جاتا ہے، فوراً انگلیاں حکومت کی طرف اٹھیں گی اور ملک میں انتشار کی فضا پیدا ہو جائے گی۔

اس خبر سے حکومت اور عسکری قیادت کو ایک دوسرے کے مخالف دکھا کر پاکستان کو کمزور دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس خبر سے پاک آرمی خصوصاً ملک کی محافظ ایجنسی آئی ایس آئی کو کٹہرے میں لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔

حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ صحافی کے سورس چھپانے کے حق یا آزادئ صحافت کا معاملہ ہرگز نہیں ہے، یہ نیشنل سیکورٹی کے حوالے سے ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کے راز لیک کرنے کا معاملہ ہے اور یہ قومی جرم ہے، اور فوج کا مطالبہ بھی اسی حوالے سے ہے لیکن کچھ لوگ اسے آزادئ صحافت کا معاملہ باور کروا رہے ہیں اور اس غداری کو صحافی کے سورس چھپانے کے قانون کی آڑ میں چھپایا جا رہا ہے۔ یہ ان لوگوں کی کارستانی ہے جو پاکستان کے مقابلے میں انڈیا کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں اور پاکستان کی سیکورٹی کے خلاف کام کرتے رہے ہیں۔

اگر اسے صحافت اور خبر کے ذرائع کے حوالے سے بھی دیکھا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صورتحال میں خبر کا سورس چھپانا صحافی کا جائز حق ہے؟، ہرگز نہیں۔

عالمی اور مقامی قوانین میں خبر کا سورس چھپانے کا حق اسی صورت میں دیا گیا ہے جب خبر عوام اور قومی سلامتی کے مفاد میں شائع کی گئی ہو لیکن اگر خبر انسانی یا قومی مفاد کے خلاف ہو تو قطعاً کسی صحافی کو یہ حق استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مثال کے طور پر نیو یارک ٹائمز کی جو ڈیتھ ملر نے عراق کے خطرناک کیمیائی ہتھیاروں کے متعلق خبریں دیں لیکن اسکی خبریں غلط ثابت ہوئیں تو اسے قانون کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا۔ جب عدالت میں رپورٹر سے خبر کا سورس پوچھا گیا، اس نے بتانے سے انکار کیا تو عدالت نے اس کا یہ حق تسلیم نہیں کیا، اور اسے جیل کی ہوا کھانی پڑی۔

خبر کسی کے حق میں یا اس کے خلاف ایک دعویٰ ہی ہوتا ہے، اور دعویٰ کی سچائی عدالت میں شہادت ہی کے ذریعے جانچی جاتی ہے، خصوصاً جب مدعی علیہ دعویٰ کو اتہام قرار دے دے، صحافی پر فرض ہے کہ وہ خبر کو ثابت کرنے کے لیے اس کے ثبوت فراہم کرے۔ آخر کن بنیادوں پر اس نے اتنی بڑی اور حساس خبر بریک کی ہے۔

اگر کسی شاہد کو خطرہ ہو تو عدالت اور حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ اسے تحفظ دے، مزید عدالت ایسے طریقے سے اس کی شہادت ریکارڈ کر سکتی ہے جس سے اس کے تحفظ پر آنچ نہ آئے۔ جب تک وہ اپنی خبر کی صداقت کو ثابت نہیں کرتا، آزادی صحافت کی آڑ میں چھپ نہیں سکتا۔

آج اگر اس جھوٹی خبر کو برداشت کر لیا گیا تو کل کلاں کوئی اس سے بھی بڑا دھماکہ کر سکتا ہے جس سے ملک بحران کا شکار ہو جائے۔

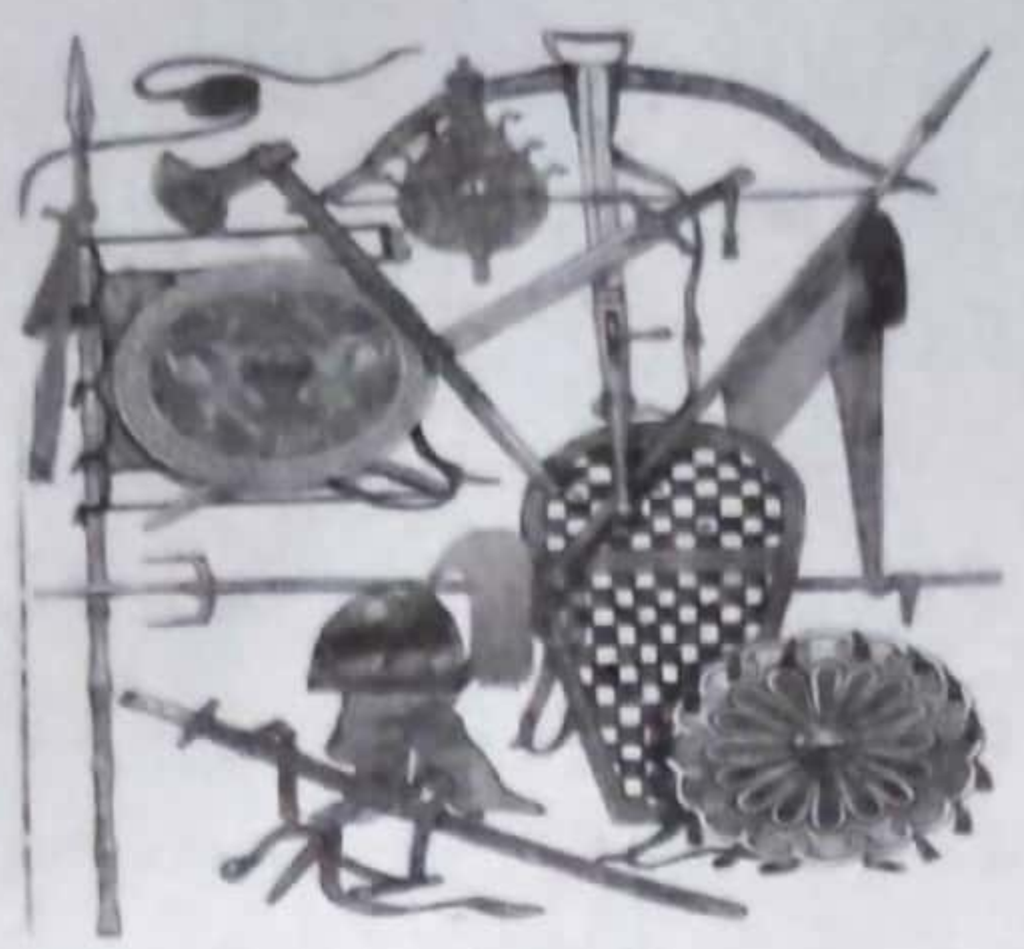

نبی کریم ﷺ کا سامانِ جنگ

سیرت النبی ﷺ

بنت ابو بلال یاسر۔ملتان

اللہ رب اللعالمین نے اپنی عظیم ''کتاب اللہ'' میں سورۃ الحدید کو نازل فرما کر بتایا کہ اے انسان! جہاں دوسری عظیم نعمتیں عطا فرمائیں' وہاں تمہارے لیے لوہے کو پیدا فرمایا تا کہ تم عالم کفر کی ٹھکائی کے لیے سامان جنگ تیار کر کے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل وخوار کر دو۔ کیونکہ ان کفر کے ظالم چیلوں کو دنیا میں زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

''اور ہم نے لوہا پیدا کیا اس میں سخت لڑائی (کا سامان) ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں اور اس لیے کہ جو لوگ بن دیکھے اللہ اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں' اللہ ان کو معلوم کرے' بے شک اللہ قوی (اور) غالب ہے۔'' (الحدید:25)

مسلم دنیا نے اس لوہے کی قدر نہ جانی جبکہ اہل کفر نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر دن رات جدید سے جدید اسلحہ تیار کر کے اور جدید ٹیکنالوجی حاصل کر کے مسلم دنیا پر برتری حاصل کر لی جبکہ مسلم دنیا اپنے بھولے پن سے دنیا میں پرامن قوم کا ڈھنڈورا پیٹتی رہ گئی اور عالم کفر نے ان کو دیوار سے لگا کر وہ حشر کیا کہ قتل وغارت کر کے ان سے سب کچھ چھین لیا۔

اہل پاکستان ذرا اپنے بڑوں سے تحریک قیام پاکستان میں کفار کا سلوک پوچھیں جو انہی تمہارے دوست ہندوؤں نے کیا اور سکھوں نے تیس لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا۔لاکھوں مسلم خواتین کو اغوا' سر بازار زیادتیاں کیں اور ذلیل وخوار کیا۔ وہ کفار مہینوں سے مسلمانوں کو قتل وغارت کے منصوبے بناتے رہے۔ نئے ہتھیار بناتے' پرانے ہتھیاروں کو دوبارہ تیز اور درست کیا مگر اس وقت برصغیر کی بھولی مسلم قوم غفلت کی نیند سو گئی۔ انہیں بے ایمان' ظالم کفار کی چالیس لاکھوں مروا کر بھی نہ سمجھ آ سکیں۔ وہ ہمیشہ نہتے رہے' اپنے ہتھیاروں سے ہمیشہ کی طرح بے پروا اور غافل رہے' مگر دشمن نے انہیں خوب خوب کاٹا اور ذلیل وخوار کیا مگر یہ مسلم قوم اپنا اصلی اور حقیقی سبق بھول گئی۔ دین اسلام نے انہیں اسلحے اور جنگی ہتھیاروں کی ترغیب دی تھی۔

نبی مکرم ﷺ کے مبارک گھر میں کھانا موجود نہیں ہوتا مگر کفار سے نبٹنے کے لیے نو تلواریں اور جنگی ساز وسامان آخر وقت تک موجود رہا۔ ہم نے اپنے نبی مکرم ﷺ کا مشن بھلا دیا۔

آیئے! دیکھیں ہمارے پیارے نبی ﷺ کا سامان جنگ کیسا تھا؟

مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا سامانِ جنگ یہ تھا۔

جنگی پرچم:

نبی کریم ﷺ کے مختلف جنگی پرچم تھے جن میں سے ایک کا نام ''العقاب'' تھا جو کہ سیاہ رنگ کا تھا۔

کبھی زرد رنگ کا پرچم بھی ہوتا تھا اور کبھی سفید دھاریوں والا سیاہ پرچم بھی ہوتا تھا۔

خیمہ:

نبی کریم ﷺ کا ایک خاص خیمہ تھا جس کا نام ''کن'' تھا جو ہر جنگ میں استعمال ہوتا تھا۔

تلواریں:

نبی کریم ﷺ کے پاس نو تلواریں تھیں جن کے بارے میں تفصیل یوں ہے۔

ماثور:

یہ تلوار نبی کریم ﷺ نے اپنے والد جناب عبداللہ سے ورثہ میں پائی تھی۔

العضب:

یہ تلوار جنگ بدر میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو عنایت فرمائی تھی۔اس کے نام سے پاکستان میں ''ضرب عضب'' آپریشن ہو رہا ہے۔

ذوالفقار:

یہ تلوار غزوہ بدر میں ہاتھ لگی۔ یہ عاص بن وائل کی تلوار تھی۔

الصمصام:

یہ تلوار عمرو بن سعد معدیکرب رضی اللہ عنہ نے بھیجی اور آپ ﷺ نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو عطا کر دی تھی۔

الفضلی' حتف' الرسوب:

یہ وہ تلواریں تھیں جو ملکہ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تحفہ میں بھیجی تھیں اور جنگوں میں نبی مکرم ﷺ کے ہاتھ لگی تھیں۔

القضیب:

یہ دو دھاری تلوار تھی۔

زرہیں:

السفو یہ:

یہ زرہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بدر میں بھیجی تھی۔

الفضہ:

جو بنوقینقاع کی زرہ تھی۔

البشرا:

یہ بھی نبی مکرم ﷺ کے پاس ایک زرہ تھی۔

ذات الاکراش:

یہ بھی نبی مکرم ﷺ کے پاس ایک زرہ تھی۔

الوشاح:

یہ بھی نبی مکرم ﷺ کے پاس ایک زرہ تھی۔

کمانیں:

نبی ذیشان ﷺ کے پاس چھ کمانیں تھیں۔ان کے نام کچھ یوں ہیں۔

البیضا' الروحا' السیدا' الزورا......!

العفراء...... یہ کمان جنگ احد میں ٹوٹ گئی تھی، یہ ایک بڑی مضبوط کمان تھی۔

ڈھالیں:

الزبوق:

نبی کریم ﷺ کے پاس یہ ایک ایسی ڈھال تھی جس پر سے ہتھیار پھسل جاتے تھے۔اس لیے اس کو زبوق کہتے تھے۔

فتق:

اس پر عقاب کی تصویر تھی۔آپ ﷺ اسے ناپسند فرماتے تھے۔آپ ﷺ نے تصویر پر ہاتھ رکھا اور وہ مٹ گئی۔

نیزے:

المثوی' ریان' زفن۔

حربے:

چھوٹے نیزے کو حربہ کہتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ کے پاس یہ حربے تھے۔

العنزہ:

یہ حربہ بہت چھوٹا تھا۔اس کو سیدنا زبیر ؓ سرزمین حبشہ سے لائے تھے۔ان کو شاہ نجاشی نے دیا تھا۔غزوہ بدر' احد اور خیبر میں یہ حربہ ان کے پاس تھا لیکن جب نبی کریم ﷺ خیبر سے لوٹ رہے تھے' آپ ﷺ نے اس حربہ کو حضرت زبیر ؓ سے لے لیا۔یہ حربہ اٹھا کر حضرت بلال ؓ لے کر آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے۔پھر آپ ﷺ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ ﷺ اس کے سامنے نماز پڑھاتے تھے۔

☆...... الغبغہ' البیضا' العصر۔یہ تینوں بھی حضور ﷺ کے نیزے تھے۔

خود:

الموشع' ذات السبوغ

ترکش:

ذوالجمع

برچھی:

صادر۔

نبی اکرم ﷺ کی سواریاں:

نبی کریم ﷺ کے ذاتی سات گھوڑے اور سات خچر تھے اور تین اونٹ تھے۔

گھوڑے:

السک:

اس گھوڑے کو آپ ﷺ نے ایک بدو سے خریدا تھا۔اس اعرابی نے اس کا نام خرس رکھا تھا۔اس کا رنگ سرخی مائل سیاہ تھا۔

مرتجز:

اس گھوڑے کے ہنہنانے کا انداز اچھا تھا۔اس لیے اس کا نام مرتجز قرار پایا۔یہ گھوڑا سفید رنگ کا تھا۔

لحیف:

یہ گھوڑا فروہ بن عمر ؓ نے سرزمین بلقاء سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تحفہ بھیجا تھا۔

نزار:

یہ گھوڑا مقوقس مصر نے دیا تھا۔

ظرف:

یہ بہت کریم النسل اور عمدہ گھوڑا تھا۔

ورعہ:

اس گھوڑے کی رنگت سرخ و سفید تھی۔اس کو تمیم الداری نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔آپ ﷺ نے یہ گھوڑا سیدنا عمر ؓ کو دے دیا۔

سبحہ:

تیز رفتاری کی وجہ سے اس کا نام سبحہ رکھا گیا۔

یعسوب:

آپ ﷺ کا سفید رنگ کا یہ گھوڑا بڑا تیز رفتار تھا۔

خچر:

دلدل:

یہ خچر آپ ﷺ کو شاہ مصر مقوقس نے تحفہ کے طور پر بھیجا تھا۔نبی کریم ﷺ مختلف سفروں میں اس پر سوار ہوتے رہے۔یہ کافی دیر زندہ رہا۔نبی کریم ﷺ کے بعد سیدنا علی ؓ نے اس پر سوار ہو کر خوارج سے جنگ کی۔حضرت امام حسن ؓ اور حضرت امام حسین ؓ بھی دلدل پر سوار ہوئے۔

فضہ:

یہ خچر عمرو بن عمرو الجذامی نے آپ ﷺ کو ہدیہ دیا۔آپ ﷺ نے اسے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو دے دیا تھا۔

خر:

نبی کریم ﷺ کے پاس دو گدھے تھے۔

یعفور (یہ سفید رنگ کا تھا۔حجۃ الوداع میں مرگیا تھا) دوسرے کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

اونٹ:

قصویٰ:

یہ اونٹنی تھی۔یہ آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے خریدی تھی۔اسی پر آپ ﷺ نے ہجرت کی تھی۔

العضباء:

یہ بڑی تیز رفتار اونٹنی تھی۔کہا جاتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔یہ تھا اک جانور لیکن اپنے مالک اور نبی مکرم ﷺ سے محبت اور پیار کا انوکھا انداز' ہم انسان ہو کر اور خود کو محبان رسول ﷺ بھی کہتے ہیں' پھر دین اسلام اور سنت نبوی ﷺ سے کتنا عمل اور دلی پیار ہے؟ ذرا غور تو کیجئے۔

(استفادہ: بچوں کے رسول ﷺ۔از: آغا اشرف)

خانہ کعبہ کی طرف حوثیوں کا میزائل حملہ

حکومت اور پارلیمنٹ اب خاموشی توڑے اور سعودی عرب کے دفاع کی قرارداد پر عمل کرے

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ اور دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین کا

ملک بھر میں تحفظ حرمین شریفین کانفرنسز سے خطاب

جماعتی نشاطات

محمد قاسم حمدان

حرمین شریفین مسلمانوں کی وحدت و مرکزیت کا محور ہے۔ یہاں مغرب و مشرق اور شمال و جنوب سے گورے، کالے امیر، وزیر اور فقیر سبھی ہر لمحہ ہر آن ایک ہی صدا لگاتے رکوع و سجود میں مستغرق ہوتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کی عظمت و جلال کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ یہاں پڑھی جانے والی ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ دنیا میں اگر کہیں سکون اور راحت ہے تو اس گھر کی دہلیز میں ہے۔

اللہ ذوالجلال نے خاندانِ عثمان بن طلحہ کو قیامت تک اس گھر کا کنجی بردار بنایا ہے تو آل سعود کو حفاظت، انتظام و انصرام اور اس گھر کے مہمانوں کی خدمت کے لئے چنا ہے۔ آل سعود کے نزدیک لفظ شہنشاہ کی کچھ اہمیت نہیں۔ وہ خود کو خادم الحرمین الشریفین کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس خاندان نے شریعت کے نفاذ سے سعودی عرب کو پرامن بنا کر دنیا کے لئے مثال بنادیا ہے۔ اربوں ریال سے حرمین کی تزئین و آرائش اور خدمت و سہولیات کا ایسا نمونہ پیش کیا جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں۔' آل سعود کی یہ خدمات اور بیت اللہ کا امن کچھ شرپسندوں کو پسند نہیں۔ ہر سال حج کا موقع ہو یا رمضان کی بابرکت گھڑیاں وہ بیت اللہ کے امن کو تہس نہس کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مکہ مکرمہ پر حالیہ میزائل حملہ اسی کی ایک کڑی ہے۔ حوثیوں کی اس جسارت سے پوری امت کا دل دکھا ہے۔ ایسی حرکت کوئی کافر نہ کر سکا جو ان حوثیوں نے کردی۔ اس جسارت پر پوری دنیا کے مسلمانوں میں غم و غصہ فطری عمل تھا۔

پاکستان کے مسلمانوں نے بھی جماعۃ الدعوۃ کے زیراہتمام تحفظ حرمین شریفین کانفرنسز میں شامل ہوکر اپنے غم و غصے کا اظہار کیا اور سعودی حکومت کو یہ یقین دلایا کہ ہم اپنی جانیں قربان کردیں گے لیکن کعبہ پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ تحفظ حرمین کانفرنسز کا آغاز لاہور کے زندہ دلان نے اپنے جذبات کا اظہار مال روڈ پر ایک بڑا پروگرام کر کے کیا۔

لاہور میں تحفظ حرمین شریفین کانفرنس

13 نومبر کو جماعۃ الدعوۃ لاہور کے زیر اہتمام ناصر باغ مال روڈ پر تحفظ حرمین شریفین کانفرنس منعقد ہوئی جس میں علماء کرام، وکلاء، طلباء، تاجروں اور سول سوسائٹی سمیت تمام مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مقررین کے خطابات کے دوران بیت اللہ پر میزائل حملہ کی کوشش کے تذکرہ پر زبردست جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے۔ شرکاء کی جانب سے حرمین کی حرمت کے لئے جان بھی قربان ہے، سعودی عرب سے رشتہ کیا لا الہ الا اللہ و دیگر نعرے لگائے جاتے رہے۔ کانفرنس میں شریک افراد نے بڑی تعداد میں کلمہ طیبہ والے پرچم اٹھا رکھے تھے۔ کانفرنس سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے جماعۃ الدعوۃ کے سربراہ پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ نے کہا' اس وقت تاثر دیا جا رہا ہے کہ یہ لڑائی سعودی عرب اور ایران کے درمیان ہے۔ یہ حساس مسئلہ ہے۔ اس پر کوئی بات کرنے کو تیار نہیں۔ میں ایرانی صدر حسن روحانی و دیگر ذمہ داران کو کہتا ہوں کہ اس تاثر کو ختم کرنے کی سب سے بڑی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے۔ بیت اللہ پر میزائل داغا گیا۔ سعودی افواج کے پاس صلاحیت تھی' میزائل کو فضا میں ہی تباہ کر دیا گیا۔ یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ یہ تصور کریں کہ وہ میزائل بیت اللہ پر آ جاتا تو پھر کیا ہوتا، یہ میزائل حوثیوں کو کس نے دیا؟ ان کے پیچھے کون ہیں؟۔ انہوں نے کہا کہ حسن روحانی اس تاثر کو ختم کریں اور صاف کہہ دیں کہ حوثی باغیوں نے بیت اللہ کے اوپر میزائل چلایا اور اعلان کریں کہ ہمارا حوثیوں سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ ان سے کسی قسم کا کوئی تعاون کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جن جذبات کا اظہار کانفرنس میں ہوا' یہ آج کی بات نہیں۔ جس دن یہ خبر آئی تھی کہ حوثی باغیوں کی جانب سے مکہ مکرمہ پر میزائل داغا گیا' اس دن سے مسلمانوں کے سینے ابل رہے ہیں۔ پارلیمنٹ نے قرارداد پاس کی اور وزیراعظم نے یقین دہانی کروائی کہ حرمین کے دفاع کے لئے سعودی عرب کے ساتھ ہیں۔ ہم انتظار میں تھے کہ حکومت کیا کرتی ہے؟ لیکن اتنے دن گزر گئے' حکومت و اپوزیشن نے کوئی بات نہیں کی۔ یہ شدید تکلیف دہ بات ہے۔ فرائض سے غفلت کے نتیجے میں وزیراعظم اللہ کی پکڑ میں ہیں، بچنا چاہتے ہیں تو حرمین کی حفاظت کا اعلان کر دیں، فضل آسمان سے آئے گا۔ امیر محترم نے کہا کہ آج پہلا بڑا جلسہ لاہور میں کر رہے ہیں۔ یہ ملک بھر میں عوامی مہم چلانے کا اعلان ہے۔ ہم جماعتوں کو اکٹھا کریں گے، شہر شہر، نگر نگر جائیں

گے۔امت کو جگائیں گے اور شعور بیدار کریں گے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کا بچہ بچہ حرمین کے تحفظ کے لئے دل میں درد رکھتا ہے،یہ تحریک چلے گی اور اتحاد کے منظر دنیا دیکھے گی۔ہم نے سب جماعتوں کو دعوت دی،حرمین کے مسئلہ کو تمام مسلکوں پر ترجیح دینی چاہئے۔حافظ محمد سعید ﷾ نے کہا کہ حرمین شریفین دنیا کے مسلمانوں کا مرکز ہیں، ساٹھ مسلم ممالک میں بسنے والے بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ ہے اور قبلہ ایک ہے۔جب سب اسی کو مرکز مانیں گے تو اتحاد قائم ہوگا۔انہوں نے کہا کہ امریکی حکمران مسلمانوں کے خلاف خوفناک عزائم رکھتے ہیں۔ٹرمپ نے واضح کہا کہ اسلام دشمنی پر ووٹ مانگتا ہوں،مسلمانوں کو امریکہ سے نکال دوں گا،اسے اکثریت ملی،اسلام دشمنی کی جو کیفیت امریکہ میں پائی جاتی ہے' یہ الیکشن اس کا اظہار ہے،جس طرح مودی نے انڈیا میں پاکستان واسلام دشمنی پر ووٹ مانگا' اسی طرح امریکا میں ٹرمپ نے الیکشن لڑا۔امیر محترم نے کہا کہ مسلمانوں کو خود اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہوگا۔امریکیوں سے امید رکھنے والوں کی امیدیں ختم ہو چکیں۔آگے نازک حالات آرہے ہیں۔صلیبی و یہودی اسلام کے خلاف جنگ چھیڑنا چاہتے ہیں۔پاکستان کی تمام جماعتیں متحد ہو جائیں،شیعہ سنی مسئلہ،کفر کے فتوے اور مسلمان کو واجب القتل قرار دینے،تکفیر کے سلسلے ختم کرو اور امت واحدہ بنو۔اسلام کی یہ دعوت ہم دے رہے ہیں۔جب ہم اپنے ملک میں صحیح اتحاد کی بنیاد پر کھڑے ہوں گے تو پھر دنیا میں اتحاد بنے گا۔حرمین کی حرمت پر کسی کو کوئی اختلاف نہیں' جو اختلاف کرتا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسلام سے اختلاف کرتا ہے۔تحفظ حرمین شریفین کے لئے ملک بھر میں تحریک چلائیں گے۔پاکستان کے اندر اتحاد کی فضا بنائیں گے۔حرمین کی حفاظت کی ذمہ داری سب سے اولین ہے۔

ہدیۃ الھادی پاکستان کے سربراہ **پیر سید ہارون علی گیلانی** نے کہا کہ بیت اللہ کو کسی کافر نے نقصان پہنچانے کی ہمت نہیں کی،جو کرے گا اس کا انجام ابرہہ جیسا ہوگا،یہودیوں کے ایجنٹوں نے ہمیشہ سازشیں کیں۔تحفظ حرمین شریفین کے حوالہ سے ملک گیر رابطہ مہم شروع کی جائے۔

انہوں نے کہا' آج چاہئے تھا کہ پاکستان میں بسنے والے ملت اسلامیہ کے تمام قائدین جماعۃ الدعوۃ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے یہاں موجود ہوتے۔

جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ **علامہ ابتسام الٰہی ظہیر** نے کہا کہ دنیا میں ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے تو جذبہ حب الوطنی انسان کو دفاع پر آمادہ کرتا ہے اور ہمیں اس سے کہیں زیادہ حرمین کے دفاع کے لئے آمادہ کرتا ہے۔انہوں نے کہا کہ سیاسی اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن دفاع حرمین شریفین پر کوئی اختلاف نہیں،حکمرانوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ یہ جنگ لڑیں گے۔

جماعت اہلحدیث کے امیر **حافظ عبدالغفار روپڑی** نے کہا کہ حرمین کی طرف بڑھنے والے ہر ہاتھ کو کاٹ دیا جائے گا۔ ہم حرمین کے دفاع کے لئے متحد ہیں،شاہ سلمان کو یقین دہانی کرواتے ہیں کہ بیت اللہ کے تقدس کے لئے عالم اسلام ان کے ساتھ ہے۔

متحدہ جمعیت اہلحدیث کے امیر **سید ضیاء اللہ شاہ بخاری** نے کہا کہ جماعۃ الدعوۃ لاہور کی حرمین شریفین کانفرنس میں عوام کی بڑی تعداد میں شرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ امت مسلمہ کا بچہ بچہ حرمین پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سینئر نائب امیر **علامہ زبیر احمد ظہیر** نے کہا کہ ملت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیت اللہ کی حفاظت کرے،فرقوں میں بٹنے کی بجائے امت واحدہ کا تصور بنانا ہوگا۔اب مصلحتوں کی کوئی گنجائش نہیں۔متحدہ جمعیت اہلحدیث کے مرکزی رہنما شیخ نعیم بادشاہ،مولانا سیف اللہ خالد،ابوالہاشم ربانی،شاہد نوید،مولانا حسن صارم،مولانا ادریس فاروقی،علی عمران شاہین،مولانا عثمان شفیق و دیگر نے کہا کہ کعبۃ اللہ پر جانیں نچھاور کرنے کے لئے مسلمان جوق در جوق نکلیں گے۔ان شاء اللہ

اسلام آباد میں عظیم الشان تحفظ حرمین شریفین کانفرنس

20 نومبر کو آئی ایٹ مرکز میں جامع مسجد قبا سے ملحقہ وسیع وعریض گراؤنڈ میں منعقدہ کانفرنس سے امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید،چیئرمین دفاع پاکستان کونسل مولانا سمیع الحق،محمد اجمل خان وزیر،پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی،مولانا فضل الرحمان خلیل، حافظ عبدالسلام بن محمد،عبداللہ گل،مولانا امیر حمزہ، حافظ عبدالغفار روپڑی،پیر محفوظ حسین مشہدی، میاں محمد اسلم،سید ضیاء اللہ شاہ بخاری،علامہ زبیر احمد ظہیر،سردار محمد خان لغاری،قاری محمد یعقوب شیخ،مولانا عبدالعزیز علوی، مولانا سیف اللہ خالد،علی عمران شاہین و دیگر نے خطاب کیا۔

دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے کہا کہ حرمین کے دفاع کیلئے دشمن کو پیغام دینا بہت ضروری ہے۔ہمارا ایمان ہے کہ بیت اللہ کی حفاظت سے دنیا کا امن وابستہ ہے۔اسلام دنیا سے دہشت گردی مٹانے کیلئے آیا ہے۔انہوں نے کہا کہ بیرونی قوتیں

☆......ایرانی صدر حسن روحانی اسلام دشمن حوثیوں کی حمایت کے تاثر کو زائل کرنے کے لئے حوثی باغیوں سے لاتعلقی کا اعلان کریں اور ان کے خلاف جنگ کا اعلان کریں' اس سے ایران کی پوزیشن واضح ہوگی اور امت کا اتحاد قائم ہوگا۔
حافظ محمد سعید حفظہ اللہ

☆......حرمین کے دفاع کے لئے پوری مسلم امہ اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن مکی

☆......اسلام دنیا سے دہشت گردی مٹانے آیا ہے جب کہ بیرونی طاقتیں دہشت گردی خود کر رہی ہیں اور پروپیگنڈا مسلمانوں کے خلاف کر رہی ہیں۔ مولانا سمیع الحق

دہشت گردی خود کر رہی ہیں اور پروپیگنڈا مسلمانوں کےخلاف کیا جارہا ہے۔ ہمیں اسلام کا روشن چہرہ دنیا کو دکھانا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ حرمین کے دفاع کیلئے ہم سعودی عرب کے ساتھ ہیں۔ مسلم لیگ (ق) کے سینئر نائب صدر محمد اجمل خان وزیر نے کہا کہ تحفظ حرمین شریفین میرے ایمان کا حصہ ہے اور دفاع فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف مودی بھارت کا وزیراعظم بن گیا جو انڈیا کو خود توڑے گا، اب ٹرمپ امریکا میں صدر بنا اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کرے گا کہ امریکا بھی برباد ہوگا۔ ان شاء اللہ

دفاع پاکستان کونسل اور جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی نے کہا کہ مکہ مکرمہ پر میزائل حملہ کی کوشش کرنیوالے حوثیوں کی پشت پناہی صلیبی و یہودی کر رہے ہیں۔ حوثیوں کا داغا گیا میزائل ہدف تک نہیں پہنچ سکا۔ سعودی فورسز خطہ میں جاری جنگ پر پوری کمانڈ رکھے ہوئے ہیں۔ حرمین کے دفاع کیلئے پوری مسلم امہ اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے تیار ہے۔ اس دوران عربی زبان میں شاندار خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حوثی باغیوں کی بغاوت کچلنے کا سعودی فیصلہ درست تھا۔ وہ مقامات مقدسہ کا بھرپور انداز میں دفاع کر رہے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ سعودی عرب کو اللہ تعالیٰ نے ٹیکنالوجی عطا کر دی ہے اور وہ سرزمین حجاز کے تحفظ کیلئے بیدار ہیں۔ انصار الامۃ کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن خلیل نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حرمین کا مسئلہ امت مسلمہ کا متفقہ مسئلہ ہے۔ جس پر کسی قسم کا کمپرومائز نہیں کیا جا سکتا۔ ایران کو چاہئے کہ وہ امت کے ساتھ مل کر حوثیوں کے خلاف اعلان جنگ کرے۔

جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مرکزی رہنما حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾ نے کہا کہ آج کی کانفرنس میں مختلف مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین کی شرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں کے دل حرمین کے تحفظ کے مسئلہ پر متفقہ طور پر دھڑکتے ہیں اور سب اس کی حفاظت پر متفق ہیں۔ تحریک جوانان پاکستان کے چیئرمین عبداللہ گل نے کہا کہ حرمین کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیرونی قوتیں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات خراب کرنا چاہتی ہیں۔ تحریک حرمت رسولؐ کے چیئرمین مولانا امیر حمزہ نے کہا کہ ہم اپنے سروں پر کفن باندھ کر سرزمین حرمین شریفین کا تحفظ کریں گے۔ ہم جنرل راحیل شریف کو تکفیریت اور خارجیت کے شکار دہشت گردوں کو کچلنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل، رکن پنجاب اسمبلی پیر محفوظ حسین مشہدی نے کہا کہ بحیثیت مسلمان امت پر فرض ہے کہ وہ حرمین کے دفاع کے لئے نکلے۔ حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ بھی اپنا کردار ادا کریں،

نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں محمد اسلم نے کہا کہ جماعۃ الدعوۃ نے ذمہ داریاں یاد دلانے کے لئے بروقت کانفرنس کا انعقاد کیا، مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حرمین کی طرف جو میلی آنکھ سے دیکھے گا اس کی آنکھیں پھوڑ دیں گے۔ ان شاء اللہ

جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما محمد خان لغاری' نظریہ پاکستان رابطہ کونسل کے کنوینئر قاری محمد یعقوب شیخ' جماعۃ الدعوۃ آزاد کشمیر کے امیر مولانا عبدالعزیز علوی اور دیگر نے کہا کہ بیت اللہ کی حفاظت کے لئے حافظ محمد سعید ﷺ کی قیادت میں ہراول دستہ کا کردار ادا کریں گے۔

سردار محمد یوسف وفاقی وزیر مذہبی امور کی مرکز القادسیہ آمد

13 نومبر کو ناصر باغ میں تحفظ حرمین کانفرنس کے بعد سردار محمد یوسف وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مرکز القادسیہ پہنچے تو امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید' حافظ عبدالسلام بن محمد، پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی، مولانا فضل الرحمٰن خلیل، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، حافظ عبدالغفار روپڑی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا امیر حمزہ، مولانا سیف اللہ خالد سمیت علماء کرام اور جماعۃ الدعوۃ کے ذمہ داران نے معزز مہمان کا پرجوش استقبال کیا۔ سردار محمد یوسف نے اپنی گفتگو میں کہا کہ آج لاہور آنے کا مقصد علماء کرام سے ملاقاتیں کر کے رہنمائی لینی تھی۔ ہماری حکومت نے اسلام آباد میں نظام صلوٰۃ شروع کیا جس کے لئے دس رکنی کمیٹی بنائی گئی تھی' اسے پورے ملک میں پھیلانے کی ضرورت ہے' اسی لئے تمام مکاتب فکر کے علماء سے رابطے ضروری تھے۔ انہوں نے کہا کہ حج کے موقع پر علماء کرام سے مشاورت کی گئی اور حج پر جانے والوں کو سہولیات مہیا کی گئیں۔ تعلیمی نصاب پر بھی کام کر رہے ہیں، ایسا نصاب تیار کیا جائے گا جو مدارس اور سکولوں میں پڑھایا جائے گا۔ عصری تعلیم دینی مدارس میں اور دینی تعلیم سکولوں میں پڑھائی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد تنظیمات مدارس کے ساتھ ہماری میٹنگز ہوئیں، قومی اسمبلی، سینٹ میں قرارداد منظور ہوئی کہ پرائیویٹ و سرکاری سکولوں میں قرآن مجید کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ پہلی سے پانچویں تک ناظرہ قرآن اور بارہویں تک ترجمہ کے ساتھ پڑھایا جائے گا۔ وزارت تعلیم اس پر کام کر رہی ہے اور تمام صوبوں کو اعتماد میں لیا گیا ہے۔ قرآن کمپلیکس اسلام آباد میں بنا رہے ہیں تاکہ وہاں ریسرچ ہو سکے، علماء کرام، سکالرز اپنی خدمات وہاں سرانجام دیں گے۔ قرآن شہید ہو جاتے ہیں' ان کی ری سائیکلنگ کے لئے سرکاری سطح پر پلانٹ لگایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت میں اتحاد واتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ ملک، دین اور حرمین شریفین کا دفاع ہم

باقی صفحہ 30 پر

کیا مکہ کی طرف میزائل حملہ نہیں ہوا
سعودی فورسز نے یہ حملہ کیسے روکا؟

مغربی ذرائع سے تصدیق شدہ رپورٹ

عالمِ اسلام

سلیم اللہ عابدی

28 اکتوبر 2016ء کی شب کرہ ارض کے کونے کونے میں لٹتی پٹتی، زخموں سے چور اور غموں سے رنجور مسلم دنیا نے سب سے بدترین خبر سنی کہ یمن کے حوثی باغیوں نے یمن کے صوبہ صعدہ سے مکہ مکرمہ پر میزائل داغا ہے۔

حملے کے ساتھ ہی سعودی ذرائع ابلاغ نے اپنے فوجی ذرائع سے بتانا شروع کیا کہ حوثی باغیوں کا بلیسٹک میزائل ابھی مکہ مکرمہ کی حدود سے 65 کلومیٹر دور تھا کہ اسے سعودی عرب کے فضائی دفاعی نظام نے دیکھ لیا اور پھر یہ نظام فوری حرکت میں آیا۔ میزائل شکن سسٹم کی میزائل بیٹریوں سے جوابی پیٹریاٹ (Peteriot) میزائل فائر ہوا جس نے حوثی باغیوں کے میزائل کو فضا میں ہی تباہ کردیا۔ اس سب کے بعد سعودی فضائیہ نے اس سارے عمل کی ویڈیو جاری کردی۔

سعودی میڈیا کے ساتھ عرب اور افریقی مسلم دنیا کے ذرائع ابلاغ سے اس خبر کا چرچا شروع ہوا اور مسلم دنیا نے شدید غم وغصے کا اظہار شروع کیا تو یمن کے حوثی باغیوں نے اپنے ترجمان محمد البخیتی کے توسط سے بادل نخواستہ بیان جاری کیا کہ ان کا نشانہ بیت اللہ یا مکہ مکرمہ نہیں تھا بلکہ انہوں نے تو مکہ مکرمہ سے 65 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع جدہ کے شاہ عبدالعزیز ہوائی اڈے کو نشانہ بنایا تھا۔

روئے زمین پر 1 ارب 70 کروڑ مسلمان اور مسلم دنیا کی تنظیم او آئی سی کے 58 ارکان کی موجودگی میں بھی کوئی ایسی دلفگار اور شنیع حرکت کرے گا کہ وہ یوں مکہ مکرمہ میں بیت اللہ پر میزائل داغے اور اس کا وجود پھر بھی دنیا پر موجود و باقی رہے، شاید یہ تو اس سے پہلے سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔

افسوس صد افسوس......! کہ مسلم دنیا اور اس کے پونے 2 ارب ارکان اس قدر بے حس و بے جان نکلے کہ پاکستان کے محض دو ٹی وی چینلز نے واقعہ کے بعد ٹکرز (خبر کی پٹیاں) چلانا شروع کیں لیکن تھوڑی ہی دیر بعد وہ بھی غائب ہوگئیں اور پھر وہ دن اور آج کا دن...... پاکستان کے کسی ٹی وی چینل کے کسی صحافی کی زبان سے تاریخ عالم اسلامی کی اس قبیح ترین حرکت کے بارے کوئی معمولی لفظ تک ادا نہ ہوا۔ کیا یہ بھی لوگ مسلمان ہیں اور کیا ان سب کا قبلہ وکعبہ وہی ہے جس کی طرف میزائل داغا گیا ہے؟ کیا یہ اس طرف رخ کر کے نمازیں ادا کرتے اور دعائیں مانگتے ہیں؟ کیا یہ وہی مسلمان ہیں کہ جو اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش بیت اللہ کی زیارت اور وہاں کے قیام کو سمجھتے ہیں؟ ان کی یوں خاموشی اور تماش بینی سے تو لگتا ہے کہ یہ سب اس مسلم دنیا کے فرد قطعی نہیں کہ جن کے مرکز اعلیٰ پر حملہ ہوا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا حقیقی قبلہ واشنگٹن ہے لیکن بعد اس کے کہ ان کے حقیقی مرکز واشنگٹن سے بھی اس حملے کی تصدیق ہوئی۔ پھر بھی انہوں نے منہ میں اب تک گھنگھنیاں ڈال رکھی ہیں۔ پینٹاگون کی تصدیق کے بعد تو امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ترجمان مارک ٹونر نے مذمتی بیان جاری کیا۔ البتہ اس امریکہ نے مسلم دنیا اور اسلام وسعودی عرب کے ساتھ بغض ودشمنی میں اتنا اضافہ ضرور کیا کہ "یمن کا معاملہ جنگ سے نہیں، مذاکرات سے حل کیا جانا چاہیے۔"

کون نہیں جانتا کہ اس وقت امریکہ سعودی عرب کے خلاف کیا کچھ کر رہا ہے۔ سعودی عرب کے خلاف ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے 15 سال بعد مقدمہ دائر کرنے اور کھربوں کے ہرجانے کی طلبی کے قانون جاسٹا کی منظوری، سعودی تیل پر پابندیوں، سعودی عرب کے خلاف اقوام متحدہ کے اقدامات کی حمایت تو عام سی اور کھلی باتیں ہیں وگرنہ امریکہ اب ہر طرح سے سعودی عرب کے خلاف کھلے بندوں میدان میں اترا ہوا ہے۔ اس سب کے باوجود امریکہ اس میزائل حملے کی تردید یا اس پر خاموشی اختیار کرنے کی بجائے اس کی مذمت پر مجبور ہوگیا۔ اس کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہ بھی تھی کہ سعودی فضائی دفاعی نظام نے جس پیٹریاٹ میزائل بیٹری، ریڈار، فضائی سیارے اور دیگر مشاہداتی مشینری کے ذریعے حوثیوں کے میزائل کو تباہ کیا ہے، وہ امریکہ سے ہی انتہائی مہنگے داموں خریدا گیا ہے اور اس کے تمام تر نقشے، معلومات اور کام کی تفصیلات کے ایک ایک حرف کا ریکارڈ امریکہ کے پاس ہوتا ہے۔ جب امریکیوں نے اپنے اس سسٹم سے نکلنے والے میزائل، اس کے نقشے اور دیگر تفصیلات کو سامنے رکھا تو انہیں بھی صاف دکھائی دیا کہ حوثیوں کے میزائل کا اصل ہدف حرمِ مکی ہی تھا۔ سو امریکی اس سارے معاملے کی تردید کیا کرتے، تصدیق کرنے اور ساتھ ہی اس کی مذمت پر مجبور ہوگئے کہ اب کوئی راستہ بچا ہی نہیں تھا۔

امریکہ کے بعد یورپی ومغربی دنیا کے کسی ملک نے سوائے برطانیہ کے اس خبر کو اس لیے اہمیت نہیں دی کہ ان کا اس کے ساتھ کچھ لینا دینا ہی نہیں تھا۔ یہ وہی امریکہ اور مغرب ہے جو مکہ مکرمہ کے حوالے سے اپنے دلوں میں اس قدر بغض، کینہ اور نفرت پالے ہوئے ہیں کہ انہوں نے آج تک سعودی عرب اور مسلم دنیا کی جانب سے مکہ کے

☆...... پاکستان کے ٹی وی چینل کے کسی صحافی' اینکر کی زبان سے حوثیوں کے میزائل حملہ ایسی قبیح ترین حرکت کے بارے میں کوئی معمولی لفظ تک ادا نہ ہوا۔ کیا یہ بھی مسلمان ہیں' کیا یہ ان کے قبلہ وکعبہ پر حملہ نہیں؟

☆...... عالمی تجزیہ کار اور عسکری ماہرین حیران ہیں کہ حوثی باغی جن دور مار جدید ترین بیلسٹک میزائلوں کا استعمال کر رہے ہیں' یہ تو یمن حکومت کے پاس بھی نہیں تھے۔ ان کے پاس کہاں سے آئے؟

سپیلنگ Mecca کو Makkah کے ساتھ بدلنے کے اصرار کے باوجود قطعی طور پر تبدیل نہیں کیا ہے۔ آج سے کوئی 30 سال پہلے او آئی سی نے مکہ کے لیے انگریزی ہجے Mecca کو Makkah سے اس لیے تبدیل کیا تھا کہ اسی اسلام دشمن دنیا نے اپنے ہاں شراب خانوں اور بدکاری کے اڈوں کے نام Mecca رکھ لیے تھے اور یہ لفظ انہی مقامات کے لیے آج بھی وہاں عام استعمال ہوتا ہے۔ اسلام کے ساتھ بغض ودشمنی سے بھری اس مغربی دنیا اور اس کے میڈیا نے 30 سال گزرنے کے بعد بھی نیا لفظ قبول نہیں کیا' حالانکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کسی مقام کا نام تبدیل کیا جاتا ہے تو سارا عالم اسے فوری قبول کر کے اس کو نئے نام اور سپیلنگ سے پکارنا شروع کر دیتا ہے۔ بھارت میں بمبئی کو ممبئی سے بدلنے سے لے کر بنگلور کو منگلور بنانے تک وہاں مثالیں ہر روز سامنے آتی رہتی ہیں کہ بھارت میں مسلمانوں سے وابستہ نام خاص طور پر بدلے جاتے ہیں لیکن وہاں کبھی کسی نے کوئی حیل وحجت یا چوں وچرا کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ مسلم دنیا کے مرکز ومحور مکۃ المکرمہ سے اسلام دشمنوں کے بغض وعناد کا اس سے کچھ اندازہ ہوتا ہے لیکن حرم مکی پر میزائل حملے کے بعد جو بے حسی خود ہمارے ہاں دیکھنے کو ملی' اس نے تو زخموں پر نمک کا کردار ادا کیا۔

کون نہیں جانتا کہ گزشتہ سال یعنی 2015ء کے ابتدائی دنوں میں جب حوثی باغیوں نے یمنی دارالحکومت صنعاء کے بعد ساحلی شہر عدن پر بھی قبضہ کر کے وہاں سے بھی حکومت کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا تو اس وقت ان باغیوں نے کھل کر اعلان کیا تھا کہ وہ اگلے ایک سال میں سعودی عرب پر قبضہ کر کے حج بیت اللہ سمیت تمام نظام اپنے قبضے میں لے لیں گے۔ اس کے بعد وہ جسے چاہیں گے' حج کی اجازت دیں گے اور جسے چاہیں گے' نہیں دیں گے۔ حوثی باغیوں کی اس یک لخت ابھری فوجی طاقت اور کھلی بدمعاشی کو دیکھ کر ہی سعودی عرب نے یمن کی حکومت کو جہاں پہلے اپنے ہاں جلاوطنی کی اجازت دی' وہیں عرب وافریقی مسلم ریاستوں کو اپنے ساتھ ملا کر عسکری اتحاد تشکیل دیا۔ اس کے بعد اقوام متحدہ سے منظوری لے کر جائز و قانونی حکومت کی درخواست پر اس کی بحالی کے لیے یمن میں فوجی کارروائی کا آغاز کیا۔

دنیا آج بھی حیران ہے کہ یہ کیسی باغی تحریک تھی جس نے آناً فاناً ایک طاقتور حکومت کو شکست فاش سے دوچار کر دیا اور اس سے اس کا ملک بھی چھین لیا تھا۔ یمن کی یہ حوثی باغی تحریک تو عرصہ دراز سے ملک کے پہاڑی علاقوں میں سرگرم تھی لیکن اس کی طاقت اتنی کبھی نہیں رہی تھی کہ وہ پورے ملک تو کجا' کسی چھوٹے بڑے شہر یا قصبے پر طاقت سے قبضہ جما لیتی۔ ان معمولی حیثیت کے باغیوں کو تو مقامی قبائل نے ہی اپنے طور پر کافی حد تک نتھ ڈال رکھی تھی لیکن یہ سب کیسے ممکن ہو گیا کہ وہ اتنی بڑی قوت کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور آناً فاناً مرکزی حکومت پر بھی قبضہ جما لیا۔ عالمی تجزیہ کار اور عسکری ماہرین حیران ہیں کہ حوثی باغی جن دور مار جدید ترین بلیسٹک میزائلوں کا استعمال کر رہے ہیں' یہ میزائل تو یمن کی حکومت کے پاس بھی نہیں تھے کہ باغیوں نے مرکزی حکومت پر قبضہ کے وقت انہیں بھی اپنے کنٹرول میں لے لیا ہو اور اب وہ انہیں استعمال کر رہے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یمن کی حکومت کا کوئی ایسا دشمن ہی نہیں تھا جس کے لیے انہیں اس طرح کا اسلحہ اور سامان جنگ درکار ہوتا۔

اسی مہینے یعنی اکتوبر 2016ء جس میں مکہ مکرمہ پر حوثیوں نے میزائل حملہ کیا' کے آغاز میں انہوں نے اسی طرح کے بلیسٹک میزائل سے مکہ مکرمہ سے انتہائی نزدیک شہر طائف کے شاہ فہد ہوائی اڈے کو نشانہ بنایا تھا۔ اس میزائل حملے کی تصدیق بھی حوثیوں کے ساتھ سعودی عرب نے کی تھی لیکن اس حملے پر سعودی عرب نے کسی خاص ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا کیونکہ اس حملے کا نشانہ واقعی طائف کا ہوائی اڈہ ہی تھا نہ کہ حرم مکی' حالانکہ طائف ہو یا جدہ یا وہ علاقہ جہاں اس بار حوثیوں کے میزائل کو تباہ کیا گیا' سبھی اس مخصوص حدود میقات میں آتے ہیں جہاں داخلے سے پہلے عازمین حج وعمرہ زمین پر ہوں یا فضا میں' احرام باندھ کے ہی آگے بڑھتے ہیں۔ اسی میقات کی حدود میں واقع طائف شہر پر حوثیوں نے پہلا میزائل داغا' ان کے اس حملے سے کوئی جانی نقصان یا قابل ذکر تباہی نہ ہوئی کیونکہ میزائل ہدف سے تھوڑا ہی دور گرا تھا۔

اس حملے پر سعودی عرب کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر اب کی بار حوثیوں نے روئے زمین کے مرکز اور عالم اسلام کے قلب وجگر پر حملہ کر دیا۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حوثی باغیوں نے اپنی وضاحت میں جس جدہ شہر اور اس کے شاہ عبدالعزیز ہوائی اڈے کو نشانہ بنانے اور نقصان پہنچانے کا دعویٰ کیا' وہاں سے بھی مکہ مکرمہ صرف 65 کلومیٹر دور ہے اور میزائل کا فضائی سفر ان کے دعوے کے مطابق بھی مکہ مکرمہ کے قریب سے ہی گزرتا ہوا بنتا ہے۔ یعنی دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ ساتھ حوثیوں کی ہر تردید و وضاحت سے بھی یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے کہ ان کا اصل ہدف تو مکہ مکرمہ ہی تھا جس کے بارے وہ مذموم ارادوں کا کھلم کھلا اظہار کر چکے ہیں۔

حوثی باغیوں نے خطے کی طاقتوں اور عالمی اسلام دشمن بدمعاشوں کی مدد و پشت پناہی سے اب جنگ کو باقاعدہ طور پر سعودی عرب کی جانب دھکیلا ہے۔ انہیں جدید ترین اسلحہ اور دور مار میزائل بڑی تعداد میں خاص مشن کے لیے دیے گئے ہیں جس کا اب مظاہرہ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت جنگ سعودی' یمنی سرحد پر لڑی جا رہی ہے اور اس علاقے سے سعودی عرب پر بڑے بڑے سکڈ اور بلیسٹک میزائلوں سے حملے ہو رہے ہیں۔

20 نومبر 2016ء کو سعودی عرب میں مسلم ممالک کی تنظیم او آئی سی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک بار پھر اس قبیح ترین حرکت کی متفقہ مذمت کے ساتھ ساتھ اس معاملے کو اقوام متحدہ میں اٹھانے کا فیصلہ کیا گیا۔ 70 سال سے مسلمانوں کو ذبح کرنے کے قانونی جواز فراہم کرتی اقوام متحدہ اب اس معاملے پر کیا ردعمل دکھاتی ہے' جلد ہی سامنے آ جائے گا۔

آیئے! آپ کو ایسی علامات قیامت بیان کرتے ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کو قیامت کے آنے کا یقین آ جائے......

قسط نمبر 4

قیامت کی وہ علامتیں جو ظہور پذیر ہو چکیں

اشراط الساعة (علامات قیامت) کا ایک تفصیلی تذکرہ ــــــ قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں

باب الساعة

از قلم: شیخ الحدیث علی مرتضٰی طاہر

21۔ میڈیا اور صحافت عام ہو گی

نشر و اشاعت اور قلم (صحافت) کے ظہور کو بھی نبی ﷺ نے قیامت کی ایک نشانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَّ بَيْنَ يَدَىْ السَّاعَةِ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ .... وَظُهُورَ الْقَلَمِ ۔ (احمد 408/1 ' الموسوعۃ الحدیثیۃ 3870)

قیامت سے پہلے رونما ہونے والے کاموں میں قلم (صحافت) کا ظہور بھی ہے۔ ظہور قلم سے مراد کتب' نشر و اشاعت اور میڈیا کا عام ہونا ہے جیسا کہ آج ہر طرف یہ چیز نظر آ رہی ہے۔ دور جدید کی ایجادات نے اس کام کو بہت آسان بنا دیا ہے اور ہر طرف کتب اور نشر و اشاعت عام ہے۔

22۔ فحاشی عروج پر ہو گی

علامات قیامت میں سے ایک بہت بڑی خطرناک نشانی یہ بھی ہے کہ ہر طرف فحاشی پھیل جائے گی اور فحاشی سے مراد بے حیائی' بے پردگی' مرد و زن کا اختلاط' مخلوط تعلیم' گالی گلوچ' بدزبانی' برے رسوم و رواج اور بد اخلاقی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ

اور قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ فحاشی عام ہو جائے گی۔ (مسند احمد 218/2)

آج ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ فحاشی و بے حیائی نے اخلاقیات کے ہر بند کو توڑ کر رکھ دیا ہے کہ کس طرح نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے نکال کر لوگوں کے سامنے سکرین پر لا کھڑا کیا گیا ہے اور ایک ایسا طوفان بدتمیزی و بے حیائی ہے کہ جو تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ (اعاذنا الله من ذالك)

23۔ نا اہل لوگ حاکم بن جائیں گے:

نا اہل اور بے دین لوگوں کا حکومت کرنا بھی قیامت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مجلس میں گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک بدوی شخص آپ ؐ کے پاس آ کر آپ ؐ سے پوچھنے لگا' اے اللہ کے رسول ؐ! قیامت کب آئے گی؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ جب امانت ضائع کر دی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا' اس اعرابی نے دریافت کیا' ضائع ہونا کیسے ہو گا؟ تو آپ ؐ نے فرمایا إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ جب معاملات (عہدے) (ان کے) نا اہل لوگوں کو سونپ دیئے جائیں گے تو (اس وقت) قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری 6496)

اس حدیث میں الامر سے مراد حکومت ہے جیسا کہ بہت سی روایات میں الامر سے مراد امور حکومت ہی لیا گیا ہے۔ اس کی تائید سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی کرتی ہے جسے امام ترمذیؒ اور دیگر اہل حدیث نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لوگوں میں سب سے خوش بخت (سیادت و قیادت کے لائق) اسے سمجھا جائے گا جو بد بخت ابن بد بخت ہو گا۔ (ترمذی 2209)

اور یہ بات ہر آدمی کو اچھی طرح پتہ ہے کہ کسی بھی ملک کا سب سے بڑا عہدہ وزیر اعظم یا صدر کا ہوتا ہے۔ اور اس حدیث کا مصداق ہمارے ملک میں ہر دور میں واضح رہا ہے۔

24۔ زبانیں ذریعہ روزگار ہوں گی

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت بیان کی ہے کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا يَأْكُلُ الْبَقَرُ بِأَلْسِنَتِهَا (مسند احمد 153/3 حدیث 1597 سلسلہ صحیحہ 419)

قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ ایک ایسی قوم آئے گی جو اپنی زبانوں کے ساتھ کھائے گی جس طرح گائے اپنی زبان کے ساتھ کھاتی ہے۔

آج کے دور میں اس بات کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ ٹیلی ویژن پر آنے والے تجزیہ نگار بالخصوص ٹی وی اینکرز ماہانہ لاکھوں روپیہ تنخواہیں لیتے ہیں جبکہ ان کا کام صرف بولنا ہی ہوتا ہے۔ میرے مطابق اپنی زبان سے کھانے کا مطلب ہے اسے ذریعہ معاش بنا لینا۔ (واللہ اعلم)

بقیہ FIF اپ ڈیٹس

FIF فیصل آباد کے تحت فری میڈیکل کیمپ 634 مریض مستفید

فیصل آباد کے علاقہ لاٹھیانوالہ میں ایک روزہ کیمپ لگایا گیا جس میں ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم نے 134 افراد کا طبی معائنہ کیا۔ 86 مریضوں کے لیب ٹیسٹ ہوئے اور 117 افراد کو مفت عینکیں دی گئیں۔

FIF فیصل آباد کی طرف سے شمالی علاقہ جات کے لئے لاکھوں روپے کی تازہ امدادی کھیپ

FIF فیصل آباد کی طرف سے چترال اور دیگر شمالی علاقہ جات کے لئے 21 لاکھ روپے مالیت کا سامان روانہ کیا گیا۔ امدادی سامان میں نئے میڈیکل سنٹر کے لئے مشینری، فریجز، ای سی جی مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین، آپریشن تھیٹر کے آلات اور بیڈز شامل ہیں۔

FIF شیخوپورہ کے تحت تین فری میڈیکل کیمپ ۔562 مریضوں کا معائنہ کیا گیا

FIF شیخوپورہ کے تحت نواحی علاقوں کوٹ ملا سنگھ، ایسر کے اور پھلروان چوک میں تین کیمپ لگائے گئے ۔35 مریضوں کا الٹرا ساؤنڈ اور 40 افراد کی آنکھوں کا آپریشن کیا گیا اور کل 562 مریضوں کا چیک اپ کیا گیا۔

گوجرانوالہ میں میڈیکل کیمپس، 504 مریضوں کا طبی معائنہ

FIF گوجرانوالہ کے زیر اہتمام حافظ آباد روڈ عالم چوک میں دو میڈیکل کیمپ لگائے گئے جہاں 504 مریضوں کا طبی معائنہ کر کے ادویات دی گئیں۔

جھنگ میں 3 روزہ فری آئی سرجیکل کیمپ 111 مریضوں کے آپریشن

FIF ضلع جھنگ کے تحت مرکز سید الشہداء امیر حمزہ میں تین روزہ آئی سرجیکل کیمپ لگایا گیا۔ ماہر امراض چشم اطباء نے سکریننگ کر کے 111 مریضوں کی آنکھوں کا آپریشن کر کے مفت لینز ڈالے۔ آئی سرجیکل کیمپ کا افتتاح ممبر صوبائی اسمبلی مہر خالد محمود سرگانہ نے کیا۔ سرجیکل کیمپ پر آنے والے مریضوں کے قیام وطعام کا بھی FIF کے رضا کاروں نے بندوبست کیا۔

بقیہ تحفظ حرمین شریفین کانفرنس

سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کے خلاف سازشوں اور مکہ پر میزائل داغنے کی بھی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ حرمین کے تحفظ کے لئے پاکستان کی حکومت سعودی عرب کے ساتھ ہے، مشکل وقت میں سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان کا ساتھ دیا۔ حکومت حرمین شریفین کے دفاع کے لئے ہر قربانی دے گی۔ جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے آج اس حوالہ سے بھرپور احتجاج ہوا۔ یہ صرف ایک جماعت کی نہیں بلکہ پاکستان کے عوام کی ترجمانی ہے۔ سود سے پاک اقتصادی نظام لانے، نظام صلوٰۃ، نظام زکوٰۃ پر کام جاری رکھیں گے۔

جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے اس موقع پر کہا کہ ہم سردار محمد یوسف کو مرکز القادسیہ آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جب سے وہ مذہبی امور کے وزیر بنے ہیں' الحمد للہ حج کے انتظامات میں ہر سال پہلے سے بہتری آرہی ہے۔ وہ امت مسلمہ کو متحد کرنے کے حوالہ سے اپنے دل میں ایک درد رکھتے ہیں۔ اسلام آباد میں انہوں نے نظام صلوٰۃ قائم کرنے کے حوالہ سے اچھے اقدامات اٹھائے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پورے ملک میں یہ ماحول بنانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت سب سے بڑا چیلنج فرقہ واریت میں تشدد کا ہے۔ یہ معاملہ قتل وغارت گری تک پہنچ چکا ہے جس سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ ہم نے فتنہ تکفیر کے حوالہ سے لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر شائع کروا کے تقسیم کیا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کام کسی ایک جماعت کا نہیں بلکہ سب جماعتوں کا ہے۔ انڈیا ہماری انہی کمزوریوں سے فائدے اٹھا رہا ہے۔ بلوچستان میں جس طرح کل دھماکہ ہوا' اسی طرح تخریب کاری کی وارداتیں کی جارہی ہیں۔ اس کے توڑ کیلئے سب مسلمانوں کو اکٹھا ہونا چاہیے اور باہمی اختلافات ختم کرنے چاہئیں۔

آخر میں سردار محمد یوسف اور امیر جماعۃ الدعوۃ حافظ محمد سعید ﷾ نے صحافیوں سے گفتگو کی۔ اس کے بعد وہ مرکز القادسیہ سے روانہ ہوگئے۔

شہدائے جموں کانفرنس میرپور آزاد کشمیر

6 نومبر کو قائداعظم سٹیڈیم میرپور میں دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام شہدائے جموں کشمیر کانفرنس کا انعقاد ہوا جس سے دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق، پروفیسر حافظ محمد سعید، سردار عتیق احمد خاں، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، عبداللہ گل، مولانا عبدالعزیز علوی، قاری یعقوب شیخ، مولانا سیف اللہ خالد، عتیق الرحمان، مفتی محمد رویس خان، مرزا ہمایوں زمان، چوہدری محمد محمود، محمد آصف ڈار، مولانا محمد طلعت مدنی، مولانا محمد اقبال فاروقی، انجینئر محمد حارث ڈار اور عبدالوحید شاہ نے خطاب کیا۔ اس موقع پر سٹیڈیم میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ میرپور اور اس کے گردونواح سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ شرکاء کی طرف سے کشمیریوں سے رشتہ کیا لاالہ الااللہ، تیرا نگر میرا نگر' سری نگر سری نگر اور کشمیر بنے گا پاکستان کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے رہے۔ کانفرنس کے موقع پر سکیورٹی کے سخت انتظامات کئے گئے تھے۔ ہزاروں افراد کو مکمل جامہ تلاشی کے بعد سٹیڈیم میں جانے کی اجازت دی گئی۔ شہدائے جموں کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا' روس، امریکا، نیٹو کو افغانستان سے شکست ہوئی اور انہیں بھاگنا پڑا، اب انڈیا کی باری ہے، وہ بھی کشمیر سے بھاگے گا اور کشمیریوں کو آزادی ملے گی۔ ان شاء اللہ

کرسمس یا میلادِ مسیحؑ کی حقیقت....!

ایک نومسلم دانشور کی تحقیق کے آئینے میں

(عبدالوارث گل (سابقہ وارث مسیح) جنرل سیکرٹری حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن اسلامک سنٹر فار نومسلم
(0423-6109672,0321-4115721

تعاقبِ فتن

عبدالوارث گل

﴿مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾ (الکہف 5:18)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں انسان کسی بھی مذہب، گروہ، فرقہ، قوم یا ملک سے ہو، اسے خوشی چاہیے۔ وہ خوش ہونا، ہنسنا اور مسکرانا چاہتا ہے، وہ تہوار منانا چاہتا ہے۔ مذہب انسان کی اس فطرت سے واقف ہے، لہٰذا وہ اسے تقریبات، عیدوں اور تہواروں کی اجازت دیتا ہے۔

انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جب وہ خوش ہوتا ہے تو اکثر و بیشتر حدود اللہ سے تجاوز کر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانی مذاہب نے ان تقریبات، عیدوں اور تہواروں کو پاکیزہ رکھنے کی ہمیشہ تاکید کی ہے لیکن حضرت انسان کی خواہش نفس کی تکمیل کے آگے جہاں مقدس الہامی کتب اور صحائف نہ بچ سکے، وہاں یہ بے چاری عیدیں اور تہوار کیا چیز ہیں؟

کرسمس (Christmas) دو الفاظ کرائسٹ (Christ) اور ماس (Mass) کا مرکب ہے۔

کرائسٹ (Christ) مسیح (علیہ السلام) کو کہتے ہیں اور ماس (Mass) اجتماع، اکٹھا ہونا ہے، یعنی مسیح کے لیے اکٹھا ہونا، مسیحی اجتماع یا یوم میلاد مسیح علیہ السلام۔

یہ لفظ تقریباً چوتھی صدی عیسوی کے قریب قریب پایا گیا۔ اس سے پہلے اس لفظ کا استعمال کہیں نہیں ملتا۔

دنیا کے مختلف خطوں میں کرسمس کو مختلف ناموں سے یاد کیا اور منایا جاتا ہے۔ اسے یول ڈے نیٹوٹی (پیدائش کا سال) اور نوائل (پیدائش یا یوم پیدائش) جیسے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ (نوائے وقت 27 دسمبر 2005ء)

بڑا دن بھی کرسمس کا مروجہ نام ہے۔ یہ یوم ولادت مسیح علیہ السلام کے سلسلے میں منایا جاتا ہے کیونکہ مسیحیوں کے لیے یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے، اس لیے اسے بڑا دن کہا جاتا ہے۔

نہ صرف مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش بلکہ سن پیدائش کے حوالے سے بھی مسیحی علماء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ عام خیال ہے کہ سن عیسوی (A.D) جو کہ مخفف ہے Anno domini یعنی ہمارے خداوند کا سال مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے مگر قاموس الکتاب اور دیگر مسیحی کتب کی ورق گردانی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت باسعادت 4 یا 6 ق م میں ہوئی۔ قاموس الکتاب میں 4 ق م دی گئی ہے جبکہ مائیکل ہارٹ ''The Hundreds'' میں 6 ق م تسلیم کرتا ہے۔

مسیحی کلیساؤں میں مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کے اختلاف کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسا اسے 25 دسمبر کو، مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا 6 جنوری کو اور ارمنی کلیسا 19 جنوری کو مناتا ہے۔ کرسمس کے تہوار کا 25 دسمبر ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہِ قسطنطین (جو کہ چوتھی صدی عیسوی میں بت پرستی ترک کر کے عیسائیت میں داخل ہو گیا تھا) کے عہد میں 325 عیسوی میں ہوا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسا بڑا دن مناتے بھی تھے یا نہیں۔

یاد رہے کہ مسیح علیہ السلام کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے لیکن 25 دسمبر کو پہلے پہل روم (اٹلی) میں بطور مسیحی مذہبی تہوار مقرر کیا گیا تا کہ اس وقت کے ایک غیر مسیحی تہوار، جشن زحل Saturnalia کو (یہ رومیوں کا ایک بڑا تہوار تھا، اس روز رنگ رلیاں خوب منائی جاتی تھیں) جو سورج کے راس الجدی پر پہنچنے کے موقع پر ہوتا تھا، پس پشت ڈال کر اس کی جگہ مسیح علیہ السلام کی سالگرہ منائی جائے۔ (قاموس الکتاب ص 147)

چونکہ رومی قوم میں مسیحی تعلیمات کو جوں کا توں پہنچانا ایک مشکل بلکہ ناممکن سی بات معلوم ہوتی تھی اسی لئے مسیحی مبلغین نے رومی مذہب و تہذیب کو Chrischanise کرنے کی بجائے Chrischanity کو Romanise کرنے کا فارمولہ اپنایا جو کہ بہرحال کامیاب رہا۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحی مذہب میں ایک سے زیادہ عقائد و تہوار ایسے ہیں جن کا تاریخی حوالے سے جائزہ لیا جائے تو بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

ایک مسیحی محقق شہزادہ تحسین گل کرسمس کے رد میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہ صرف 25 دسمبر مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا دن نہیں بلکہ اس دن کو سورج و بت پرست اقوام میں ایک خاص اور مقدس دن تصور کیا جاتا تھا، اسی لئے وہ اس دن کو پورے جوش و خروش سے منایا کرتے تھے

مزید بائبل کے مندرجہ ذیل چند حوالے جو کہ ایک شاہ کلید Master Key کی حیثیت رکھتے ہیں، پیش کیے جا رہے ہیں جس سے مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا دن تو پھر بھی نہیں مگر ماہ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

(انجیل لوقا، باب 1، آیت نمبر 26 تا 31 میں لکھا ہے)

چھٹے مہینے میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا، ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا اور فرشتہ نے اسے کہا: ''اے مریم خوف نہ کر کیوں کہ خداوند کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور

☆......مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش میں کلیساؤں کا آپس میں سخت اختلاف ہے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ 25 دسمبر، مشرقی آرتھوڈوکس 26 جنوری اور ارمنی کلیسا 19 جنوری کو کرسمس مناتے ہیں۔ 325 عیسوی میں قسطنطین کے دور میں 25 دسمبر کو پہلی دفعہ کرسمس منائی گئی۔

☆......عیسائیوں کا جس دن کے بارے میں عقیدہ یہ ہو کہ آج کے دن یعنی 25 دسمبر کو اللہ کا بیٹا پیدا ہوا تھا (معاذ اللہ) ایک مسلمان کسی کو اس پر کیسے مبارک دے سکتا ہے جبکہ یہ شرک ایسا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں، قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں۔

دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا' اس کا نام یسوع رکھنا۔"

ہم جانتے ہیں کہ جب مریم علیہا السلام کو مذکورہ بالا پیغام دیا جارہا تھا' تب Gregorian Calendar کا تو تصور بھی نہیں تھا۔ 525 عیسوی میں Dionysius Exiguss کے مشورے پر عیسوی کیلنڈر کی بنیاد رکھی گئی چنانچہ (قاموس الکتاب اور دیگر مسیحی کتب کے حوالے سے سن عیسوی کا آغاز مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے 525 سال بعد شروع ہوا)

مذکورہ بالا آیت میں چھٹا مہینہ یقیناً یہودی کیلنڈر کا ہی ذکر کیا گیا ہے اور یہودی کیلنڈر کا چھٹا مہینہ الول کا ہوتا ہے جو Gregorian Calendar کے مطابق اگست میں آتا ہے۔ نیچے دیے گئے کیلنڈر سے بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی یعنی اگر مریم علیہا السلام کو چھٹے یہودی مہینے الول میں بشارت ملتی ہے تو نو ماہ بعد مسیح علیہ السلام کی پیدائش یہودی مہینہ ایار میں ہونا بنتی ہے یعنی اپریل یا مئی جو کہ عین گرمی کے موسم میں ہوتا ہے جبکہ دسمبر کے مہینے کا مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے دور کا بھی تعلق نہ ہے۔ بعض مسیحی محققین کے نزدیک لوقا میں بیان کردہ چھٹا مہینہ دراصل الیشبع کے حمل کا چھٹا مہینہ ہے جو کہ بڑی ہی نامعقول سی بات معلوم ہوتی ہے۔ اگر ان کی یہ بات مان بھی لی جائے تب بھی مسیح علیہ السلام کی پیدائش ماہ دسمبر نہیں بنتا کیونکہ بائبل کے مطابق ان کے حمل کی ابتداء ماہ دسمبر میں ہوئی، اس لحاظ سے چھٹا مہینہ مئی ہوا اور اس میں سیدہ مریم علیہا السلام کو حمل ٹھہرا' نو ماہ شمار کیے جائیں تو جنوری کا مہینہ بنتا ہے اور اگر نو ماہ کے بعد ولادت تسلیم کرلیں تو فروری کا مہینہ بنتا ہے۔ اسی ضمن میں لوقا کی انجیل باب 1 میں جہاں مریم علیہا السلام کو یہ بشارت دی گئی کہ:

"اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا' اس کا نام یسوع رکھنا۔"

اسی باب کی آیت نمبر 36 میں یوں مرقوم ہے:

"اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اب اس کو جو بانجھ کہلاتی تھی' چھٹا مہینہ ہے۔"

یعنی مریم علیہا السلام کو جب مسیح علیہ السلام کی بشارت دی گئی تب الیشبع کو چھ ماہ کا حمل تھا' الیشبع کے شوہر زکریا علیہ السلام کو جب یوحنا کی بشارت ملتی ہے تب زکریا علیہ السلام ہیکل میں خداوند کے مقدس گھر میں خوشبو جلانے کی ذمہ داری ادا کر رہے تھے۔

(لوقا باب 1 آیت نمبر 5 تا 13) میں یوں لکھا ہے:

"یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں ابیاہ کے فریق میں سے زکریا نام کا ایک کاہن تھا اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام الیشبع تھا اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عیب چلنے والے تھے اور ان کے ہاں اولاد نہ تھی کیونکہ الیشبع بانجھ تھی اور دونوں عمر رسیدہ تھے۔ وہ جب خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کہانت کے دستور کے موافق اس کے نام کا قرعہ نکلا کہ خداوند کے مقدس گھر میں جا کر خوشبو جلائے اور لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلاتے وقت باہر دعا کر رہی تھی کہ خداوند کا فرشتہ خوشبو کے مذبح کی داہنی طرف کھڑا ہوا اس کو دکھائی دیا اور زکریا دیکھ کر گھبرایا اور اس پر دہشت چھا گئی مگر فرشتہ نے اس سے کہا' اے زکریا! خوف نہ کر کیونکہ تیری دعا سن لی گئی اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا تو اس کا نام یوحنا رکھنا"

لہٰذا مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ زکریا اور اس کی بیوی الیشبع کا تعلق ابیاہ کے قبیلے سے تھا جو کہ ہارون کاہن کی نسل میں سے تھا۔ اور تواریخ ایک باب نمبر 24 آیت نمبر 1 تا 11 کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خاندان ابیاہ کو خداوند کے گھر میں جس مہینے خدمت کا موقع ملتا تھا' وہ یہودی کیلنڈر کے مطابق چوتھا مہینہ تھا یعنی جب زکریا علیہ السلام کو یوحنا کی بشارت ملی تو وہ سال کا چوتھا مہینہ تھا" تموز" جو کہ Gregorian Calendar کے مطابق جون میں آتا ہے یعنی الیشبع کو جون میں حمل ٹھہرتا ہے' جون سے جولائی ایک اگست دو ستمبر تین اکتوبر چار نومبر پانچ اور دسمبر چھ، پیچھے ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب مریم علیہا السلام کو بشارت مسیح علیہ السلام ہوئی' ساتھ فرشتہ نے یہ بھی بتایا کہ دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بیٹا ہونے والا ہے اور اب اس کو چھٹا مہینہ ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش دسمبر میں نہیں بلکہ قدرت خداوندی سے مریم علیہا السلام کے پردہ رحم میں حمل دسمبر میں ٹھہرتا ہے' اب اگر دسمبر سے بھی نو ماہ کی گنتی پوری کریں تو مسیح علیہ السلام کی پیدائش اگست یا ستمبر میں بنتی ہے نا کہ دسمبر میں۔

4 صدیوں تک 25 دسمبر تاریخ ولادت مسیح علیہ السلام نہیں سمجھی جاتی تھی۔ 530ء میں سیتھیا کا ڈایونیس اکسیگو نامی ایک راہب جو ایک منجم (Astrologer) بھی تھا، تاریخ ولادت مسیح علیہ السلام کی تحقیق اور تعین کے لیے مقرر ہوا۔ سو اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت 25 دسمبر مقرر کی کیونکہ مسیح علیہ السلام سے پانچ صدیاں قبل 25 دسمبر مقدس تاریخ سمجھی جاتی تھی۔ بہت سے دیوتاؤں کا اس تاریخ پر یا اس سے ایک دو دن بعد پیدا ہونا تسلیم کیا جا چکا تھا، چنانچہ راہب نے آفتاب پرست اقوام میں عیسائیت کو مقبول بنانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت 25 دسمبر مقرر کر دی۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس قوم نے ہفتے میں سورج کی عبادت کے لیے ایک دن مختص کیا ہوا تھا اور اس دن کو وہ مقدس سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو Sunday holiday کہا جاتا ہوگا جو کہ آج عیسائیوں کے یہاں بھی مقدس اور عبادت کا دن ہے جبکہ بائبل کی تعلیمات کے مطابق پورے سات دنوں میں جو مقام و مرتبہ ہفتہ یعنی سبت کے دن کو حاصل ہے' وہ کسی اور دن کو نہیں۔ (واللہ اعلم)۔

☆......جو مسلمان دوست کرسمس پر میرے ساتھ رات 3 بجے تک ساتھ دیتے تھے‘ اب ان کو درس قرآن کی دعوت دیتا ہوں تو ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔

☆......جس مادر پدر تہذیب کو میں ٹھوکر مار کر آیا ہوں‘ ہمارے مادہ پرست حواس باختہ سیکولر قسم کے مسلمان اسی پر رال ٹپکا رہے ہیں۔

قرآن مجید کی سورۃ مریم پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے:

﴿فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا٥ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا٥ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

(سورہ مریم 23 تا 25)

”پھر دردِ زہ اسے (مریم علیہا السلام کو) کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ وہ کہنے لگی: اے کاش! میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہوتی۔ پھر اس (فرشتہ) نے اس کے نیچے سے آواز دی کہ غم نہ کر، یقیناً تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کردیا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا‘ تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔“

اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ مسیح علیہ السلام کی جائے پیدائش ریاست یہودیہ کے شہر بیت اللحم میں ہوئی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامِ. (سنن نسائی) اور اس علاقے میں موسم گرما کے وسط یعنی جولائی، اگست میں ہی کھجوریں ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کے ذریعے اللہ نے یہ امر واضح کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کھجوریں پکنے کے مہینے ‘جولائی یا اگست کے کسی دن میں ہوئی تھی نہ کہ 25 دسمبر کو، جو کہ یہودیہ (موجودہ فلسطین) میں سخت سردی اور بارشوں کا مہینہ ہوتا تھا۔

جہاں تک یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سرد موسم میں کھجوروں کا پکنا ایک معجزہ یا کوئی کرامت بھی ہوسکتا ہے تو اس پر بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ آیت کے ظاہری سیاق وسباق سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس درخت پر پہلے ہی سے پھل موجود تھا‘ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صرف تنے کو ہلانے کا حکم دیا وگرنہ جو اللہ مریم کے حجرہ میں بے موسمی پھل مہیا کرسکتا ہے‘ وہ درخت کے نیچے کیوں نہیں گرا سکتا۔ بہر حال چشمہ ایک کرامت معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہاں صاف الفاظ ہیں کہ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کردیا ہے اور پھر یہ کہ اس چشمے کا پانی پینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ یقیناً انسان جب اپنے سر پر پانی ڈالتا ہے‘ تب ہی آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے یا پھر تب جب وہ اپنے منہ پر پانی بہاتا ہے تو کون ایسا میزبان ہوگا جو اپنے مہمان کو سخت سردی اور مصیبت کی حالت میں یہ کہے کہ میں نے آپ کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام کردیا ہے۔ آپ یا تو سر پر پانی ڈال کر یا پھر چہرہ دھو کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلیں جبکہ سخت سردی کے موسم میں تو سر یا چہرے پر پانی ڈالنا تو درکنار‘ پانی پینے کے تصور سے بھی سردی لگنا شروع ہوجاتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ مریم علیہا السلام کی حالت پریشانی میں دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لئے ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری کیا اور جو اس کے مصرف بتائے‘ وہ بھی موسم گرما میں ہی ایک نعمت معلوم ہوتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

کرسمس ٹری:

”کرسمس ٹری“ کا تصور بھی جرمنوں ہی کا پیدا کردہ ہے۔ کرسمس ٹری کی بدعت ایک عرصہ تک جرمنی تک محدود تھی 1847ء میں برطانوی ملکہ وکٹوریہ کا خاوند جرمنی گیا اور اسے کرسمس کا تہوار جرمنی میں منانا پڑا تو اس نے پہلی مرتبہ لوگوں کو کرسمس ٹری بناتے اور سجاتے دیکھا۔ اسے یہ حرکت بہت بھلی لگی، لہٰذا وہ واپسی پر ایک ٹری ساتھ لے آئے۔ 1848ء میں پہلی مرتبہ لندن میں کرسمس ٹری بنوایا گیا۔ یہ ایک دیوہیکل کرسمس ٹری تھا جو شاہی محل کے باہر آویزاں کیا گیا۔ 25 دسمبر 1848ء کو لاکھوں لوگ یہ درخت دیکھنے لندن آئے اور اُسے دیکھ کر گھنٹوں تالیاں بجاتے رہے۔

(ایوری مینز انسائیکلوپیڈیا، نیو ایڈیشن 1958ء)

ایک رپورٹ کے مطابق آج کل صرف برطانیہ میں 70 لاکھ کرسمس ٹری بنائے جاتے ہیں جن پر 150 بلین پاؤنڈ خرچ آتے ہیں۔ اس پر ستم ظریفی یہ کہ 200 بلین پاؤنڈ کے بلب اور چھوٹی ٹیوب لائٹس بھی نصب کی جاتی ہیں۔ کرسمس ٹری پر جلائی جانے والی لائٹس تقریباً پورا مہینہ جلائی جاتی ہیں۔ یوں صرف ایک ٹری پر ہزار پاؤنڈ یعنی ایک لاکھ ستر ہزار روپے تک کی بجلی جلتی ہے۔

کرسمس کا آغاز ہوا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں مذہبی رجحان پیدا کیا جائے یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابتدا میں یہ ایک ایسی بدعت تھی جس کی واحد فضول خرچی موم بتیاں تھیں لیکن پھر کرسمس ٹری آیا، پھر موسیقی، پھر ڈانس اور آخر میں شراب بھی اس میں شامل ہوگئی۔ شراب کے داخل ہونے کی دیر تھی کہ یہ تہوار عیاشی کی شکل اختیار کرگیا۔ صرف برطانیہ کا یہ حال ہے کہ ہر سال کرسمس پر 7 ارب 30 کروڑ پاؤنڈ کی شراب پی جاتی ہے۔ 25 دسمبر 2005ء کو برطانیہ میں جھگڑوں، لڑائی، مارکٹائی کے دس لاکھ واقعات سامنے آئے۔ شراب نوشی کی بنا پر 25 دسمبر 2002ء کو آبروریزی اور زیادتی کے 19 ہزار کیس درج ہوئے۔ ایک سروے کے مطابق برطانیہ کے ہر 7 میں سے ایک نوجوان نے کرسمس پر شراب نوشی کے بعد بدکاری کا ارتکاب کیا۔ امریکہ کی حالت اس سے بھی گئی گزری ہے۔ امریکہ میں ٹریفک کے قوانین کی اتنی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں کہ پورا سال نہیں ہوتیں۔ 25 دسمبر کو ہر شہری کے منہ سے شراب کی بُو آتی ہے۔ شراب کے اخراجات چودہ ارب ڈالر تک پہنچ جاتے ہیں۔ صرف اٹلانٹک سٹی کے جوا خانوں میں اس روز 10 ارب روپے کا جوا ہوتا ہے۔ لڑائی مارکٹائی کے واقعات کی چھ لاکھ رپورٹس درج ہوتی ہیں۔ 25 دسمبر 2005ء کو کرسمس کے روز کثرت شراب نوشی کی وجہ سے حادثوں کے دوران میں اڑھائی ہزار امریکی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ پانچ لاکھ خواتین اپنے بوائے فرینڈز اور خاوندوں سے پٹی گئیں۔ اب تو یورپ میں بھی ایسے قوانین بن رہے ہیں جن کے ذریعے شہریوں کو یہ تلقین کی جاتی ہے کہ وہ کرسمس کی عبادت کے لیے اپنے قریب ترین چرچ میں جائیں، شراب نوشی کے بعد اپنی گلی سے باہر نہ نکلیں۔ خواتین بھی اس خراب حالت میں اپنے بوائے فرینڈز اور خاوندوں سے دور رہیں۔ مذکورہ بالا اعداد وشمار 2004ء اور 2005ء کے ہیں۔

ہم مسلمان بھی اپنی عیدوں پر قانون قدرت کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں اور طرح طرح کی بدعتوں کے شکار ہوچکے ہیں لیکن عیسائی دنیا اس معاملے میں مسلمانوں

کے مقابلے میں بہت آگے ہے۔

بائبل میں تقریباً 38 مقامات سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ عیسائیت میں شراب نوشی حرام ہے جبکہ اس روز شراب نوشی اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہے۔

کرسمس پر مسلمانوں کا مبارک دینا:

اسلام کی روشنی میں ایسے موقع پر ایک مسلمان کو مسیحیوں کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

دنیا میں بے شمار لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو محض نمود ونمائش کے لیے اپنی تاریخ پیدائش کچھ ایسے دنوں سے منسوب کر لیتے ہیں جو قومی یا عالمی سطح پر معروف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے یوم ولادت پر مبارک باد دینا بھی خلاف واقعہ ہے جبکہ کسی ایسی شخصیت اور دن کو منانا اور اس کے بارے میں مبارک باد پیش کرنا کہ جن کے متعلق اول تو یہ بات واضح ہے کہ ماضی میں ان تاریخوں میں سورج دیوتا، سیارے (Jupiter,Satum) یا دیگر بتوں کی پیدائش کا جشن منایا جاتا تھا۔ دوم مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا دن تو درکنار سن پیدائش بھی معلوم نہیں۔ سوم یہ کہ عیسائیوں کا جس دن کے بارے میں عقیدہ یہ ہو کہ آج کے دن یعنی 25 دسمبر کو اللہ کا بیٹا پیدا ہوا تھا (معاذ اللہ)، ایک مسلمان کسی کو اس پر کیسے مبارک دے سکتا ہے؟ یاد رکھیں یہ وہ بات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا٥ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ (سورہ مریم 19: 88 تا 91)

"اور انہوں نے کہا رحمان نے کوئی اولاد بنالی ہے، بلاشبہ تم ایک بہت بھاری بات (گناہ) تک آپہنچے ہو۔ قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر پڑیں کہ انہوں نے رحمان کے لیے کسی بیٹے کا دعویٰ کیا۔"

لہٰذا مسیحی حضرات کو مبارک باد دینا یا اس ضمن میں کسی بھی تقریب میں شرکت کرنا اسلامی نظریے کے مطابق درست نہیں۔

مگر افسوس کہ ہمارے کچھ نام نہاد علمائے کرام اور آج کا ماڈریٹ مسلمان خواہ مخواہ غیروں کی تہذیب وتمدن سے مرعوب نظر آتا ہے اور بے علمی وجہالت اور نام نہاد روشن خیالی کے سبب نہ صرف مبارک باد اور خوشی کا اظہار کرتا ہے بلکہ مسلمان بھی اس موقع پر برپا کی جانے والی شراب وشباب کی محافل میں شریک ہو کر اظہار یکجہتی کا عملی نمونہ بھی پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسلام قبول کرنے سے قبل میری زندگی میں ایک کرسمس ایسا بھی آیا جس کو میں نے نیکی کا کام سمجھ کے خوب دھوم دھام سے منایا جس میں 80 فیصد میرے ایسے دوستوں نے شرکت کی جو مسلمان تھے اور صرف شرکت ہی نہیں کی بلکہ ثواب سمجھ کر کرسمس پارٹی کے اخراجات میں میری معاونت بھی کی مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ اب جبکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور گھر میں یا دیگر مقامات پر درس قرآن کی مجالس میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں تو وہی لوگ جو رات 3 بجے تک میرے ساتھ کرسمس مناتے تھے، عذر تراشتے ہیں۔

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ میں جس مادر پدر آزاد تہذیب کو ٹھوکر مار کر آیا تھا، آج کے کچھ مادہ پرست، حواس باختہ سیکولر قسم کے مسلمان اُسی تہذیب پر رال ٹپکا رہے ہیں۔ جس بے مثال فلسفۂ توحید، لاجواب نظریۂ حیات اور آخرت کی لازوال کامیابی مجھے اور میرے جیسے کروڑوں لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لائی، وہیں اس دین کی تعلیمات سے بے بہرہ، اپنے اسلاف سے کٹے ہوئے، بے یقینی اور نااُمیدی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے ہوئے کچھ مسلمان اُن تعلیماتِ الٰہی سے نظریں چرا رہے ہیں جس کا بدل پوری کائنات میں نہیں۔

رسالہ سہ ماہی "ایقاظ" نے اسی سلسلے میں چند فتاویٰ جمع وشائع کیے تھے جو ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

○ فقہاء نے اس مسئلہ (غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت نہ کرنے اور مبارک باد نہ دینے) پر اجماع نقل کیا ہے۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کو باقاعدہ پابند فرمایا تھا کہ دار الاسلام میں وہ اپنے تہواروں کو کھلے عام نہیں منائیں گے؛ اور اسی پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہاء کا عمل رہا ہے، چنانچہ جس ناگوار چیز کو مسلمانوں کے سامنے آنے سے ہی روکا گیا ہو، مسلمان کا وہیں پہنچ جانا اور شریک ہونا کیونکر روا ہونے لگا؟ اس کے علاوہ کئی روایات سے حضرت عمرؓ کا یہ حکم نامہ بھی منقول ہے: "عجمیوں کے اسلوب اور لہجے مت سیکھو۔ اور مشرکین کے ہاں اُن کے گرجوں میں ان کی عید کے روز مت جاؤ، کیونکہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔" (اقتضاء الصراط المستقیم از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

علاوہ ازیں کافروں کے تہوار میں شرکت اور مبارکباد کی ممانعت پر حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ سب متفق ہیں۔

فقہائے مالکیہ تو اس حد تک گئے ہیں کہ جو آدمی کفر کے تہوار پر ایک تربوز کاٹ دے وہ ایسا ہی ہے گویا اُس نے خنزیر ذبح کر دیا۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۵۴)

تعلیماتِ اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء ورُسُل اس کائنات میں سب سے برگزیدہ تھے، لہٰذا وہ لوگ ہمیں ان انبیاء ورسل علیہم السلام سے محبت وعقیدت کی کیا تعلیم دیں گے جن کی اپنی کتابیں ان پر ایسے گندے اور گھناؤنے الزام لگاتی ہیں کہ پڑھنے والے کی آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ یہ مقدس معصوم عن الخطاء لوگ تو قیامت تک پوری انسانیت اور زندگی کے لیے رول ماڈل ہیں۔ صرف ایک شام مسیح علیہ السلام کے نام کرنے والا فلسفہ غلط اور ناقص ہے۔ ہر صبح وشام اللہ اور اس کے دین کے نام ہونی چاہیے۔ یہ لوگ محسنوں کی قدر اور رشتوں کا مقام ہمیں کیا بتائیں گے جو اپنے کتوں کو تو اپنے ساتھ سلاتے ہیں مگر اپنے بوڑھے والدین کو Old Home چھوڑ آتے ہیں۔ ان کے نزدیک تو تہذیب وتمدن کا مطلب ہی مذہب سے آزادی، ناچ گانا، مصوری، بت تراشی وبت پرستی، مرد وزن کا اختلاط، کثرت شراب نوشی، جنسی آوارگی، بے راہ روی، ہم جنس پرستی، سود اور لوٹ کھسوٹ ہے یعنی ہر طرح کی مادر پدر آزادی جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

جبکہ اسلام کے نزدیک لفظ تہذیب کا معنی ہی سجانا، آراستہ کرنا، حسین بنانا ہے۔ ہمارے یہاں ہر وہ عمل جزو تہذیب ہے جو ہماری شخصیت کو حسین بنائے اور ہمارے کردار کو عظیم بنائے، نیز ہماری دنیا وآخرت کو سنوارے۔ یہ ہماری تہذیب ہے۔ علم، اخلاص، خدمت اور محبت ہماری تہذیب کے بنیادی اجزاء ہیں۔ یہ ہے وہ تہذیب اور اسلام کی بے مثال تعلیم جو نہ صرف انبیاء علیہم السلام کی عصمت، عزت اور مقام ومرتبہ کی حفاظت کا حکم دیتی ہے بلکہ ان کی اطاعت واتباع اور ان سے ہر وقت محبت اور ہر لحہ ان کی اطاعت کرنے کا درس دیتی ہے۔

اسلامی تہذیب وقتی طور پر جمود کا شکار ضرور ہے مگر یہ جمود اسلام کا مستقل مقدر نہیں۔ اسلامی تہذیب کا مستقبل بھی اپنے ماضی کی طرح روشن ہے۔ ان شاء اللہ

وما علینا الا البلاغ

قرآن وسنت کی روشنی میں

مسائل واحکام

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دار العلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

آپ کے سوال

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ

سوال: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا یا پڑھانا اسلام میں کیسا عمل ہے؟

الجواب بعون الوهاب

شرعی لحاظ سے دوسروں کو قتل کرنے کی طرح اپنے آپ کو قتل کرنا بھی حرام، ناجائز اور کبیرہ گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ (جہنمی پہاڑ سے) گرتا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خودکشی کی، وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے پیتا رہے گا، جس نے کسی تیز دھار آلے (تلوار، خنجر، چاقو یا چھری وغیرہ) سے خودکشی کی تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ جہنم کی آگ میں اسے ہمیشہ ہمیشہ اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ (بخاری 5778، مسلم 300)

اس حدیث کے ظاہر سے اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والا ہمیشہ کا جہنمی ہے لیکن کتاب و سنت کی دیگر نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ کفر و شرک کے علاوہ باقی گناہوں کو اللہ تعالیٰ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا اور مومن اپنے گناہوں کی سزا لے کر یا اللہ کے فضل و رحمت سے جہنم سے ضرور نکل جائے گا۔ گویا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں سزا کی بات آپ ﷺ نے زجر و توبیخ کے لئے کی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے ایسے آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے تیروں کے ساتھ اپنے آپ کو قتل کر لیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (مسلم: 2262)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ نے فرمایا: اما انا فلا اصلي عليه (نسائی 1966)

میں تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھتا۔

اس حدیث سے اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں نے اس پر نماز جنازہ پڑھی ہے۔ اس بات کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے: جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو دوسی نے بھی ہجرت کی اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے ایک اور آدمی نے ہجرت کی۔ وہ بیمار ہو کر بے چین ہوا اور اس نے چاقو لے کر اپنی انگلیاں جوڑوں سے کاٹ دیں۔ خون نے جوش مارا اور اس سے وہ فوت ہو گیا۔ طفیل نے اسے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا لیکن اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اس نے کہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا کیونکہ میں نے اس کے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر طفیل نے پوچھا، تو نے اپنے ہاتھ کیوں ڈھانپے ہوئے ہیں؟ اس نے کہا، مجھے کہا گیا ہے کہ جو تو نے خود بگاڑا ہے، وہ ہم ہرگز درست نہیں کریں گے۔ طفیل نے یہ خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللهم وليديه فاغفر ''اے اللہ اس کے ہاتھوں کو معاف کردے۔ (مسلم 311)

صحیح مسلم کے شارح اور مبوّب امام نوویؒ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے باب الدلیل علی ان قاتل نفسه لایکفر اس پر دلیل کا بیان کہ "اپنے آپ کو قتل کرنے والے کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔" امام نوویؒ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں' اس حدیث میں اهل السنة کے ایک عظیم قاعدے کی دلیل ہے کہ خودکشی کرنے والا یا اس کے علاوہ کسی گناہ کا ارتکاب کرنے والا توبہ کے بغیر فوت ہوجائے تو وہ کافر نہیں اور نہ ہی اس کے جہنمی ہونے کی قطعی بات کی جائے گی بلکہ وہ اللہ کی مشیت میں ہے۔ (اللہ چاہے گا تو اسے سزا دے گا' چاہے گا تو اس کو معاف کردے گا)

تو آپ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کی ہے کیونکہ وہ کافر نہیں بلکہ وہ مومن ہے اور مومن پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔

تو خودکشی کرنے والے پر بڑا آدمی' متقی اور عالم فاضل جنازہ نہ پڑھے تاکہ تنبیہ ہوجائے یا چند لوگ پڑھ لیں' زیادہ نہ پڑھیں تاکہ عوام کو اس سنگین جرم کا احساس دلایا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

کیا یہ بھی سود ہے؟

سوال: بھائی جان میں گارمنٹس فیکٹری میں کام کرتا ہوں۔ جب ہمیں تنخواہ ملتی ہے تو اس میں سے 700 روپے کاٹ لئے جاتے ہیں جو کام چھوڑنے کے بعد ڈبل ہوکر ملیں گے۔ کیا یہ سود ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

الجوب بعون الوهاب

اگر فیکٹری والے آپ کی کاٹی ہوئی رقم سودی کاروبار میں لگاتے اور اسی سے آخر میں اضافہ کرکے دیتے ہیں تو یہ ناجائز ہے کیونکہ سود حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (بقرة275)

اللہ تعالی نے بیع حلال اور سود حرام کیا ہے۔ اگر وہ جائز ذریعہ سے کمائی ہوئی رقم سے انعام دیتے اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو اس کے حلال ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

کیا عورت جنت میں اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہوگی؟

سوال: کیا کوئی ایسی حدیث ہے کہ عورت جنت میں اپنے دنیاوی آخری خاوند کے ساتھ ہوگی؟ اور کیا عورت کو اپنے پہلے خاوند کے ساتھ محبت کی وجہ سے کسی اور مرد کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہئے۔

الجواب بعون الوہاب

ہاں علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ (1681) میں یہ حدیث بیان کی ہے۔ المراة لاخر زوجها عورت اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہوگی۔ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کو کئی کتب کے حوالہ سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں' وبالجملة فالحديث بمجموع الطريقين قوي والمرفوع منه صحيح وله طرق آخری مرفوعا وموقوفا عند ابن عساكر۔

مختصر یہ کہ حدیث اپنے دو مجموعی طرق کے ساتھ قوی ہے اور اس کا مرفوع حصہ صحیح ہے اور اس کے کئی مرفوع اور موقوف طرق ابن عساکر میں ہیں' حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی عورت نے دنیا میں اگر مختلف اوقات میں ایک سے زائد مردوں سے نکاح شرعی کیا ہوگا تو جنت میں وہ اپنے سب سے بعد والے خاوند کے ساتھ رہے گی۔ اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ مرد جتنی عورتوں سے شرعی نکاح کرے گا' ان سب یا جس جس عورت کا وہ نکاح دنیا میں آخری ہوا تو وہ سب عورتیں جنت میں اسی ایک مرد کے نکاح میں رہیں گی گویا عقلی طور پر پیدا ہونے والے سوال کا جواب دیا ہے کہ جس عورت کے دنیا میں کئی خاوند ہوئے' تو وہ عورت کس خاوند کے حصہ میں آئے گی۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی اچھے خاوند کے فوت ہونے پر عورت کسی اور مرد کے ساتھ نکاح ہی نہ کرے کیونکہ اللہ تعالی نے سرپرستوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ان مردوں کی شادی کریں جن کی بیویاں نہیں اور ان عورتوں کی شادی کریں جن کے خاوند نہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (النور32)

اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں' ان کا بھی۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالی انہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا اور اللہ وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

شریعت کی ہدایات کے مطابق نکاح کرلینے سے خاوند پہلے سے اچھا بھی مل سکتا ہے۔

ام سلمہ کو اللہ تعالی نے ابوسلمہ سے ہی نہیں' تمام انسانوں سے بہتر خاوند سید الانبیاء والمرسلین جناب محمد ﷺ عطا کردیا تھا۔

پھر جنت میں اللہ تعالی ہر جنتی کی جسمانی اور اخلاقی ہر طرح کی کمزوریاں دور کردے گا' اس لئے پہلے خاوند کے ساتھ جنت میں رہنے کے شوق میں شرعی حکم نظرانداز کردینا ٹھیک نہیں۔ ہاں نکاح کرنے کی طاقت نہیں تو ویسے ہی اپنے آپ کو پاکدامن رکھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (النور33)

اور حرام سے بہت بچیں' وہ لوگ جو نکاح کرنے کا کوئی سامان نہیں پاتے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے۔

استاد محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ تعالی اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں' جو کسی وجہ سے نکاح نہ کرسکیں' مثلا رشتہ نہ ملے' یا مہر میسر نہ ہو' یا غلام کو اس کا مالک نکاح کی اجازت نہ دے' یا کسی اور وجہ سے حالات سازگار نہ ہوں تو وہ حرام سے بچنے کی بہت زیادہ کوشش کریں' یعنی زنا' قوم لوط کے عمل اور استمنا بالید وغیرہ سے باز رہیں۔ اس کوشش میں نگاہ نیچی رکھنا' بلا اجازت دوسروں کے گھروں میں نہ جانا اور خیالات کو پاکیزہ رکھنا وغیرہ آداب میں شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انسان کو اس منہ زور قوت یعنی شہوت کی آفات سے محفوظ رکھنے کیلئے نکاح کا حکم دیا ہے اور جسے میسر نہ ہو' اسے زیادہ سے زیادہ نفلی روزے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا "یہ اس کے لئے (شہوت) کچلنے کا باعث ہوگا" (بخاری 1905)

آپ ﷺ نے شہوت کو روزے کے ساتھ کچلنے کا حکم دیا' کیونکہ اس سے شہوت کمزور ہونے کے علاوہ ضبط نفس کی عادت بھی پڑتی ہے۔ بعض اوقات خیال ہوتا ہے کہ روزے سے تو شہوت قوی ہوتی ہے' یہ خیال فرض روزوں یا کبھی کبھار روزے کی حد تک تو صحیح ہے کیونکہ جب صحت بہتر ہوئی ہے تو ہر قوت مضبوط ہوتی ہے مگر اکثر روزے رکھنے کا نتیجہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اور آپ ﷺ کے تجویز کردہ نسخے میں ضبط نفس کی عادت بھی ہے اور کوئی نقصان بھی نہیں' کیونکہ روزے چھوڑنے سے وہ قوت پھر بحال ہوجائے گی جو افزائش نسل اور زمین کی رونق کا ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص مسلسل دھنیا یا کافور یا پوٹاشیم برومائیڈ یا ایسی دوائیں استعمال کرے جن سے شہوت ختم ہوجائے تو اس کا نتیجہ نہایت نقصان دہ نکلتا ہے کیونکہ دوائیں چھوڑنے کے باوجود بعض اوقات وہ قوت دوبارہ بحال ہی نہیں ہوتی' یہ ایک قسم کا خصی ہونا ہے جو حرام ہے۔

بقیہ | اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

مغربی و یہودی کلچر اپنانا کامیابی کا سلوگن بن گیا...... گھر سے باہر تک کوئی جگہ یا مقام نہیں نظر آتا کہ ہم دعویٰ کر سکیں کہ ہم سنت رسول ﷺ سے پیار کرتے ہیں......!!!

یہی وجہ ہے کہ آج امہ کا ہر فرد بے سکون ہے...... ہر دل میں زخم ہیں...... ہر ذہن میں درد ہے...... کفر غالب آکر مسلمانوں کو تہہ تیغ کر رہا ہے...... ہر میدان میں اپنا اسیر کر رہا ہے...... ہم نظام مصطفیٰ ﷺ دنیا کو پڑھا نہ سکے...... پڑھانا کیا تھا......؟ خود بھول گئے......!! آج یورپی و مغربی طرز معاشرت سے جدائی کیسے برداشت ہو؟

آیئے! عہد کریں اور ثابت کریں کہ ہمیں اپنے نبی ﷺ کی تعلیمات اپنی خواہشات سے عزیز ہیں...... یہ سنہری تعلیمات ہر فرد، ہر دور پر لاگو ہیں اور رہ یابی کا سبب بھی......! سیرتِ طیبہ ﷺ کے چشمۂ صافی میں اتر کر زندگیوں کو جو رنگا رنگ دھول سے اٹ چکی ہیں...... کو صاف کر ڈالیں...... ہر لمحہ کے لیے رہنمائی لیتے ہوئے سچے دل سے نبی محترم ﷺ کو سالار مان لیں کہ یہی بات دنیا و آخرت کی سرخروئی کا واحد راستہ ہے...... اس راستے سے جدائی ایمان کی موت ہے...... ہمیں زندہ رہنا ہے ناں......؟

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

(الاسراء:71)

''جس روز ہم سب لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے......'' تو ہمارا شمار جام کوثر نوش کرنے والوں...... محمد عربی ﷺ کے وفاداروں اور ان کے جھنڈے تلے جگہ پالینے والوں میں ہو جائے گا...... جنت میں قربت و رفاقت میسر آجائے مگر یہ کب ممکن ہے؟؟؟

زبانِ اطہر سے ہی جواب ملتا ہے:

''جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (صحیح بخاری)

اللہ کریم کے پیغام:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

''بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے''

کو ازبر کرلیں...... خود پر نافذ کرلیں...... تو راحتیں بھی پلٹیں گی، الفتیں بھی...... سکون کے در بھی واہوں گے، ایمان کی موت بھی نصیب ہوگی...... قبر کی آزمائشیں بھی کم ہوں گی...... عدن کی راہ بھی آسان ہوگی۔ ان شاء اللہ

وگرنہ عمل اور دعوے کا فرق تو اقبال سمجھا گئے...... اک احساس جگا گئے...... کہ

شب پیش خدا بگریستم زار
مسلماناں چہ خوارند و زارند؟
ندا آید نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند!

ترجمہ ''رات میں اللہ کے حضور زار و قطار رویا اور پوچھتا رہا کہ مسلمان ذلیل و خوار کیوں ہو گئے؟ آواز آئی: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ قوم دل تو رکھتی ہے مگر محبوب نہیں رکھتی......'' (یعنی محبت کا دعویٰ تو ہے، لیکن محبوب کی سیرت سے تعلق نہیں......)!!!

ایک عرب شاعر کہہ اٹھا

لَوْ كَانَ حُبُّكُمْ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

ترجمہ: کہ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو ان کی اطاعت کرتے، اس لیے کہ سچا محب اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔''

خالق کائنات نے خود کہہ دیا:

''جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا، بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی......'' (النساء:80)

امت کا ہر پیر و جواں...... ہر ماں بہن عزم کرلے کہ اطاعت رسول ﷺ ہماری زندگی کا حاصل ہے...... اور ہم اس کے پابند ہیں تو بات بن جائے گی کہ

سالارِ کارواں ہے میر حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

بقیہ | نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ ''غذائیں''

زیتون:

☆...... نبی ذیشان ﷺ کی من پسند اور مرغوب غذاؤں میں زیتون کو بھی خاص مقام حاصل ہے۔ زیتون اور انجیر کی قسم رب کائنات نے کھائی ہے۔ زیتون کئی قسم کے اچاروں کی صورت میں اور درجنوں برانڈ کے خوردنی تیل کی صورت میں دستیاب ہے۔

☆...... زیتون کمر درد، گردہ کے تمام امراض، آنکھوں کی بینائی کو تیز کرنے، بالوں کو سفید ہونے سے روکنے، جوڑوں کے درد میں مالش کرنے اور خوردنی طور پر بھی بے حد مفید ہے۔

☆...... شہد اور روغن زیتون کو باہم پھینٹ کر اس کا تسلسل سے استعمال گردہ کے تمام امراض میں بے حد مفید ہے اور یہ ثابت بھی ہوا ہے۔

☆...... Kidney Failure عام مرض ہے۔ مذکورہ بالا نسخہ گردوں کو نئی زندگی بخشتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مرغوب طبع ہونے کے باعث زیتون ہر حال میں ہمارے لیے مفید ہے۔

انجیر:

انجیر پھیپھڑے کو مضبوط کرتی ہے۔ بلغم کو قابل اخراج بناتی ہے۔ آواز کے بیٹھ جانے (بحۃ الصوت) کے لیے اس کا لعاب بے حد مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کا خاتمہ کرتی ہے۔ دائمی قبض کا علاج ہے۔ سرکہ میں بھگو کر استعمال کرنا، شوگر میں مفید ہے۔ خونی بواسیر میں انجیر کو دودھ میں جوش دے کر دو تین روز تک روزانہ رات کو پینا مرض کے خاتمہ کی نوید ہے۔ انجیر برص (پھلبہری) میں بھی بے حد مفید ہے۔

بہی:

سفرجل (بہی) مربہ کی صورت میں عام مل جاتا ہے۔ دل کے دھڑکنے، خفقان میں مفید ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ نکسیر، بواسیر، کثرتِ طمث اور جریان خون کی ہر قسم میں مفید ہے۔ یہ قدرت کا انمول تحفہ میرے پیارے نبی کریم ﷺ کو بے حد پسند اور مرغوب پھل تھا۔

ثرید:

نبی ذیشان ﷺ گوشت کے شوربہ میں روٹی بھگو کر استعمال فرماتے۔ (صحیح بخاری)

مریضوں کے لیے یہ زود ہضم اور مفید غذا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دین و دنیا کی بھلائی سمیٹ سکیں۔ یہ اسی طرح ممکن ہے کہ دین اسلام پر عمل پیرا ہو کر حب رسول ﷺ میں سنت نبوی ﷺ پر عمل کریں۔ بازاری اور غیر ملکی کھانوں کی بجائے اپنے آقا ﷺ کی پسند کو ہی ترجیح دیں۔ اسی میں کامیابی ہے۔

(استفادہ: طب نبوی ﷺ۔ از حکیم ریاض عثمان ڈوگر)

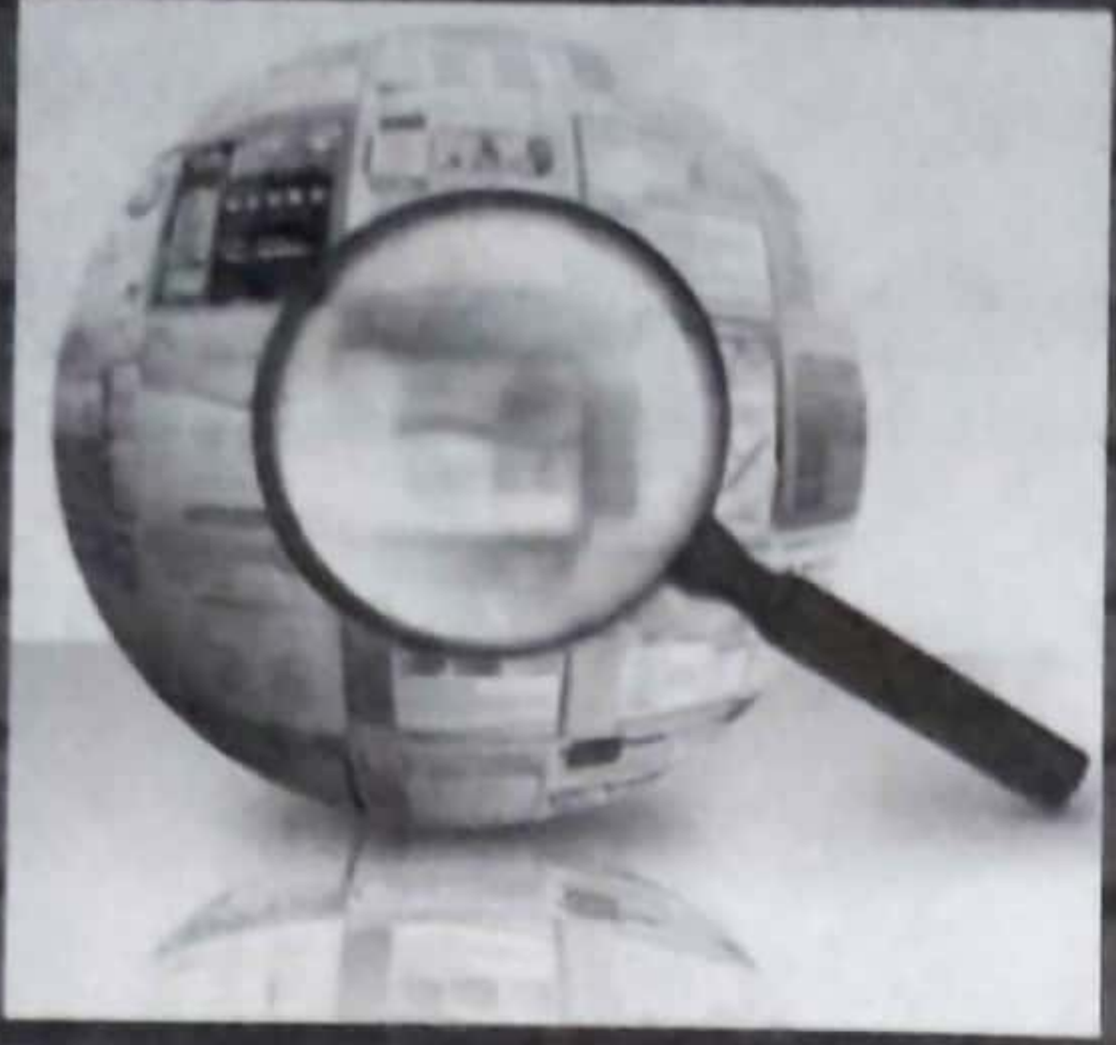

کیا خبر کا سورس نہ بتانا صحافی کا جائز حق ہے؟

علم وتحقیق

الشیخ عبدالرحمن عزیز

قبیلہ بنوالمصطلق کے سردار حارثؓ بن ضرار خزاعی نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوکر مسلمان ہوئے اور اسلام کی تعلیمات حاصل کیں۔ واپس جاتے ہوئے عرض کیا، میں اپنے قبیلے سے زکوٰۃ کا مال جمع کرتا ہوں، آپ فلاں تاریخ تک زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے اپنا نمائندہ بھیج دیجئے۔ سرورکونین ﷺ نے مقررہ تاریخ کو ولیدؓ بن عقبہ بن ابومعیط کو ان کی طرف بھیج دیا۔ اس علاقے میں پہنچے تو اہل قبیلہ نبی مکرم ﷺ کے نمائندہ کا استقبال کرنے کو باہر نکلے۔ دور جاہلیت میں دونوں قبائل کی آپس میں مخاصمت تھی، اس لیے دل میں ڈر تو تھا ہی، جب انھوں نے لوگوں کو جمع دیکھا تو خوف پختہ ہوگیا کہ شاید یہ مجھے قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آگے جانے کی بجائے واپسی کی راہ لی۔ دربار نبوتؐ میں حاضر ہوکر اپنی حدیث دل کو واقعہ کی صورت میں بیان کردیا کہ انھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے اور مجھے قتل کرنے کے لیے جمع ہورہے تھے (شائد) وہ اسلام سے مرتد ہوگئے ہیں۔ سرور عالم ﷺ یہ سن کر رنجیدہ خاطر ہوئے، اور ان کی طرف لشکر بھیجنے کا پروگرام بنا رہے تھے کہ اہل قبیلہ صورتحال معلوم کرنے کے لیے مدینہ حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان سے ناراضی کا اظہار کیا اور فرمایا' تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا اور قاصد کو بھی قتل کرنے کا پروگرام بنالیا؟۔ انھوں نے عرض کیا' اللہ کی قسم! جس نے آپؐ کو سچا نبی ﷺ بنا کر مبعوث کیا ہے، جب ہم نے سنا کہ آپؐ نے آدمی بھیجا ہے، ہم بے حد خوش ہوئے اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں لیکن معلوم نہیں آپ کا نمائندہ واپس کیوں چلا آیا، ہم تو صورتحال معلوم کرنے حاضر ہوئے تھے۔

اس نازک موقع پر کہ جب ایک بے بنیاد خبر پر اعتماد کرلینے کے سبب ایک بڑی بھیانک غلطی ہوتے ہوتے رہ گئی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ اصولی ہدایت دی:

(يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا أَن تُصِيبُوا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَدِمِينَ) (الحجرات 6:)

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو' کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جاپڑو' پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو۔"

یعنی جب کوئی ایسی خبر آپ کو ملے جس پر کوئی بڑا نتیجہ مرتب ہوتا ہو تو اسے فوراً قبول نہ کرلیا کریں بلکہ دیکھا کریں کہ خبر لانے والا شخص کیسا ہے۔ اگر وہ فاسق ہو یعنی اس کی دیانت وامانت کے متعلق معلوم نہ ہو یا اس کی ظاہری حالت اس کے ناقابل اعتماد ہونے کی چغلی کھارہی ہو تو اس کی دی ہوئی خبر پر عمل کرنے سے پہلے دوسرے ذرائع سے تحقیق کرلو کہ امر واقعہ کیا ہے۔

نبی مکرم ﷺ کے بعد علم نبوت کو آگے منتقل کرنے کی ذمہ داری علماء امت پر آن پڑی تو انھوں نے مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں خبر کے درست انتقال کے لیے بہت سارے اصول اور علوم پر مشتمل ایک ضابطہ ترتیب دیا جسے اصول حدیث اور فن جرح وتعدیل کہا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد دو باتوں پر ہے، ایک خبر دینے والا آدمی کیسا ہے، دوسرا اس خبر کے سورسز کیا ہیں۔ پہلے کو راوی اور دوسرے کو اسناد کا نام دیا گیا۔ علماء امت نے علم رجال اور علم اسناد کو حدیث کی تحقیق کے لئے ان کی اہمیت کے پیش نظر دین کا حصہ قرار دیا۔ معروف تابعی امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

(إِنَّ هَـٰذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ) (مقدمۃ صحیح مسلم 26:)

"یہ علم (اسناد) دین ہے، بس دیکھو تم کس سے اپنا دین لے رہے ہو۔"

اور امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

(الإسْنَادُ مِنَ الدِّينِ وَلَوْلَا الإسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ) (مقدمۃ صحیح مسلم 32:)

"اسناد دین کا حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتیں تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔"

انھی سے منقول ہے:

(بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ. يَعْنِي الإسْنَادَ) (مقدمۃ صحیح مسلم 33:)

"ہمارے اور دوسرے لوگوں کے درمیان (خبر منتقل کرنے میں) ایک معیار ہے، اور وہ سند ہے۔"

مسلمانوں کا یہ امتیاز ہے کہ انھوں نے دین منتقل کرنے کے لیے بیسیوں علوم وضع کیے ہیں اور تقریباً پانچ لاکھ اشخاص کے حالات زندگی کو قلم بند کردیا گیا ہے جو تاریخ کا ایک منفرد ریکارڈ ہے۔ صرف دین کے احکام ومسائل ہی نہیں، تاریخ بھی انھی اسناد کے ذریعے منتقل کی گئی ہے۔ کسی راوی کی یہ جرأت نہیں تھی کہ وہ اپنی سند بیان کیے بغیر کوئی بات کہہ دے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی بات کی پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں سمجھی جاتی بلکہ راوی کی اپنی کریڈیبلٹی ختم ہوجاتی تھی۔ علم الرجال اور اسناد ہی کی بدولت ہم آج چودہ سو سال بعد بھی پورے رسوخ سے کسی

☆......احادیث کی تحقیق کے لئے محدثین نے 5 لاکھ اشخاص (راویوں) کے اس قدر مفصل حالات لکھ دیئے ہیں تا کہ کسی حدیث کا فیصلہ کرتے ہوئے راوی کا پورا کردار سامنے ہو۔ یہ تاریخ کا منفرد ریکارڈ ہے جو صرف مسلمانوں کا اعزاز ہے۔

☆......جب کسی بے بنیاد خبر پر اعتبار کر لینے کی وجہ سے کوئی بڑی بھیانک غلطی ہونے کا امکان ہو تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی خبر کی تحقیق کرنے کا حکم دیا ہے۔ (الحجرات:6)

حدیث یا تاریخ کے کسی واقعہ کو درست یا غلط قرار دے سکتے ہیں۔

صحافت ابلاغ کا وہ مستند ذریعہ ہے جو عوام کو ان کے فائدہ یا نقصان سے جڑے واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔ اگرچہ عام خبر کی دینی اخبار والی حیثیت نہیں ہوتی، اس کے باوجود بعض خبریں افراد اور قوموں کے لیے زندگی اور موت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر معاشرے میں برائیاں اور اچھائیاں ضرور ہوتی ہیں، برائیوں کو حکومت وقت کے نوٹس میں لانا اور حکومت کے اچھے کاموں پر اس کی تعریف کرنا اور ان کے غلط کاموں پر مثبت تنقید کرنا ایک صحافی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے صحافت رعایا اور حکومت کے درمیان ایک مستند رابطہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ عوام میں سماجی اور سیاسی شعور پیدا کرنا، صحت مند ذہن اور نیک رجحانات کو پروان چڑھانا، صالح معاشرے کی تشکیل کرنا، حریت اور آزادی کے جذبے کو فروغ دینا، مختلف اقوام کے ساتھ تعلقات بڑھانا، جذبۂ ہمدردی، رواداری اور الفت و محبت کو فروغ دینا صحافت کا کام ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو صحافت قوم کی ذہنی قیادت کا درجہ رکھتی ہے۔ خبر ہی سے رائے عامہ بلکہ ملکوں کی پالیسیاں اور معاشروں کا نظم تشکیل پاتا ہے۔ اسی لیے صحافت کو مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے بعد معاشرے کا چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے۔

خبر دراصل خبر ہونے کے ساتھ ساتھ کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف شہادت بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا خبر کو امانت و دیانت کے اعلیٰ ترین معیار پر ثابت ہونا چاہئے۔ خبر پیش کرتے ہوئے اس میں اپنی رائے شامل کرنا یا اسے اپنی پسند یا ناپسند کے مطابق توڑ مروڑ کر پیش کرنا قطعی غلط اور صحافت جیسے مقدس پیشے سے غداری کے مترادف ہے۔

مثبت خبر کے جس طرح مفید اثرات ہوتے ہیں، اسی طرح منفی خبر، ایک افواہ یا ایک غلط بیانی کے بھی دوررس نتائج مرتب ہوتے ہیں کہ ان پر قابو پانا مشکل ہو جاتا ہے۔

آج کا دور تو ابلاغیات کا دور ہے، صحافت میں بے پناہ اثر اور طاقت ہے، کسی شخص کو بام شہرت پر پہنچانا ہو یا قعر مذلت میں دھکیلنا، کسی جماعت یا تحریک کو قبولیت کی سند عطا کرنا ہو یا لوگوں کو اس سے متنفر کرنا ہو، حکومت کی کسی پالیسی کو کامیاب بنانا ہو یا اسے ناکام کرنا ہو، دوسری اقوام کے متعلق لوگوں کے اذہان میں نفرت کے جذبات ابھارنا ہوں یا ان کے درمیان دوستی پیدا کرنا، کسی کے تجارتی مفادات کا تحفظ کرنا ہو یا کسی کی تجارت کو برباد کرنا ہو، صحافت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے۔

آج ذرائع ابلاغ سے نظریات کی جنگیں لڑی جاتی ہیں، یہ دوسری قوموں اور معاشروں کے خلاف پروپیگنڈا کا سب سے مضبوط اور خطرناک ہتھیار بن چکا ہے۔ صحافت اذہان کو بدلنے، افکار میں تغیر پیدا کرنے، قوم کی کسی خاص نہج پر ذہن سازی کرنے یا نسلوں کو تباہی سے دوچار کرنے کا ذریعہ بن چکی ہے۔ آج دشمن پر فتح پانے کے لیے محض جنگی اسلحہ کا ہونا کافی نہیں ہے، مضبوط میڈیا کا ہونا بھی ضروری ہے۔ روس نے افغانستان پر عملاً قبضہ کرنے سے پہلے میڈیا کے ذریعے افغانیوں کے اذہان پر قبضہ کیا تھا۔ مشرقی پاکستان کی پاکستان سے علیحدگی اور پاکستان میں طالبان کے خلاف رائے عامہ میں تبدیلی، افغانستان سے امریکی افواج کے خروج کے لیے جلوس نکالنے والی امریکی عوام کو عراق پر حملہ کے لیے تیار کرنا میڈیا کی طاقت کے نئے مظاہر ہیں۔

جب صحافت اور ذرائع ابلاغ اس قدر طاقت ور اور موثر ہیں، تو ضروری ہے کہ انھیں شتر بے مہار نہ چھوڑا جائے کہ مخالف اسے آپ ہی کے خلاف استعمال کر جائے۔ لہٰذا صحافت کے لیے کچھ قواعد و ضوابط اور صحافی کے لیے کچھ قابلیتیں شرط ہونی چاہئیں۔ صحافی کے لیے لازمی ہے کہ وہ تجربہ کار، محتاط، ذمہ دار، قومی سلامتی کے امور کو جاننے اور خبر کے داخلی اور خارجی اثرات پر گہری نظر رکھنے والا ہو۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحافت کے لئے اصول حدیث کے کڑے معیار کی روشنی میں ضابطہ اخلاق تیار کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ آج کے دور میں یہ بھی ضروری ہو گیا ہے کہ ذرائع ابلاغ قومی سلامتی کے اداروں کے ساتھ منسلک ہوں۔ خصوصاً موجودہ دور کہ جب بہت سارے صحافی اور ابلاغی ادارے مخصوص اداروں، حکومتوں اور ایجنسیز کے لیے کام کرتے ہیں، وہ اپنے ملک اور قوم کے مقابلے میں مخصوص ادارے یا قوم کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ ملک میں اتحاد کی بجائے انتشار، امن کی بجائے سنسنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بلوچستان میں جب بھی کوئی افسوسناک واقعہ رونما ہوتا ہے، وہ پاک فوج کو اس کا ذمہ دار قرار دے دیتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو انڈیا کی معروف دہشت گرد ایجنسی "را" کو امن پسندی بلکہ نفاذ امن کا سرٹیفکیٹ ہمیشہ جیب میں اور آئی ایس آئی پر الزام تراشیوں پر مبنی فائل ہمیشہ بغل میں دابے رکھتے ہیں۔

افغانستان کے سابق صدر حامد کرزئی سے ایک انٹرویو میں ایک سوال پوچھا گیا کہ اگر کوئی طاقت پاکستان پر حملہ آور ہوتی ہے تو آپ کا ملک کس کا ساتھ دے گا؟۔ جواب میں صدر صاحب نے کہا، ہم پاکستان کا ساتھ دیں گے۔ یہ بڑی حوصلہ افزا بات تھی، اس پر ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہئے تھی لیکن اس گروپ کے ایک صحافی نے اپنے کالم میں ان کا خوب مذاق اڑایا۔ جب اس صحافی پر کراچی میں دہشت گردوں نے گولیاں چلائیں تو فوراً بغیر کسی تحقیق کے اس کا الزام آئی ایس آئی چیف پر لگا دیا گیا اور سارا دن ان کے ٹی وی پر ان کی تصویر چلائی جاتی رہی، گویا کہ تحقیق کے بعد وہ جیسے مجرم ثابت ہو چکے ہوں۔

خبر کی اہمیت اس کے سورس اور ماخذ پر ہوتی ہے۔ سورس جس قدر مضبوط ہوگا، خبر اسی قدر قابل اعتماد ہوگی۔ ضروری ہے کہ خبر اپنے ذریعے اور سورس کے نام کے ساتھ دی جائے لیکن صحافت میں کبھی ایسا مرحلہ بھی آجاتا ہے کہ خبر کا تعلق قوم کے مفادات سے ہوتا ہے، لہٰذا اسے عوام کے

☆......صحافت کے لئے اصول حدیث کے کڑے معیار کی روشنی میں ضابطہ اخلاق تیار کرنا چاہئے۔

☆......آزادی صحافت کے قانون کو اس قدر وسعت نہیں دی جاسکتی کہ ہماری قومی سلامتی سے کوئی جو چاہے کھلواڑ کرے۔

سامنے لانا ضروری ہوتا ہے، لیکن جن لوگوں سے متعلق خبر ہوتی ہے' ان سے صحافی یا خبر کے سورس اور ذریعہ کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو خبر کے سورس کے تحفظ کے لیے اسے پردہ اخفاء میں رکھنا مجبوری بن جاتی ہے۔ حق معلومات کے قانون کی عدم موجودگی میں صحافی کے پاس صرف باوثوق ذرائع کا استعمال خبر نکالنے کا واحد حل رہ جاتا ہے۔ اگر خبر افشا کرنے پر اس کے سورس اور ذریعہ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوگا تو چند ایک سر پھروں کے سوا کوئی شخص بھی اپنی قیمت پر خبر افشا کرنے پر تیار نہیں ہوگا اور یہ عوام کے حقوق اور صحافت کی موت ہے۔ اس لیے صحافی ہر صورت اپنے سورس کا تحفظ کرتا ہے۔

صحافت کی اس مجبوری، گمنام ذرائع کی اہمیت اور اس کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی سطح پر بھی اور ہر ملک میں بھی قانون ساز اداروں نے مختلف قوانین تشکیل دیئے ہیں۔

سولہ دسمبر سنہ 1966ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے عالمی معاہدہ برائے شہری اور سیاسی حقوق منظور کیا۔ اس پر پاکستان نے سترہ اپریل 2008 کو دستخط کیے۔ اس کا آرٹیکل نمبر 19، آزادئ اظہار کو یقینی بناتا ہے۔ آزادی اظہار کا ایک جزو پریس کی آزادی بھی ہے۔

پاکستان نے عالمی معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد اس مقصد کے لئے قانون سازی کی کوشش کی ہے۔ پہلی مرتبہ جرنلسٹ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ایکٹ 2011 پیش کیا گیا۔ اس کی ایک اہم شق کچھ یوں ہے کہ صحافیوں کو اپنی خبر کے ذرائع بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر ایسے حالات پیدا ہوجائیں جو کہ قومی سلامتی کے متعلق ہوں اور ذرائع بتانے کا مطالبہ کیا جائے تو سپریم کورٹ آف پاکستان کے پاس یہ حق ہوگا کہ وہ ذرائع کے بارے میں معلوم کرسکے لیکن اسے عام نہیں کیا جائے گا۔

دوسری مرتبہ پروٹیکشن آف جرنلسٹ ایکٹ 12014 پیش کیا گیا۔ اس کی شق نمبر تین "صحافیوں کا اپنے ذرائع بتانے سے بچانے کا تحفظ۔" اس میں لکھا ہے کہ نیشنل سیکیورٹی کے امور کے سوا صحافیوں کو ان کی خبر کا سورس بتانے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے پاس (ہی) یہ اختیار ہوگا کہ وہ ان ذرائع کے بارے میں معلوم کرسکے۔

مذکورہ بالا وجوہات اور مجبوریوں کے سبب دنیا بھر کی عدالتوں نے چند شرائط پر صحافیوں کو اپنا سورس چھپانے کا حق دیا ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی اپنے کئی فیصلوں میں کہا ہے کہ صحافی کو سورس بتانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ صحافیوں کو اس کی آڑ میں کھلی آزادی دے دی جائے کہ وہ جو چاہیں گل کھلاتے رہیں۔ جس کی چاہیں عزت تار تار کردیں، جب چاہیں قومی سلامتی کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں، اور جب اس سے پوچھا جائے تو اپنے سورس چھپانے کو اپنا قانونی حق جتلانے لگے، مثلاً کئی سال بیشتر ایک معروف روزنامہ میں دیپال پور کے حوالے سے ایک خبر شائع ہوئی کہ ایک شخص (جس کا نام اور مکمل ایڈریس لکھا ہوا تھا) کی والدہ نے اس کی بیوی کو قرآن پڑھنے سے منع کیا، بہو کے نہ رکنے پر ساس نے قرآن کو جلتے تندور میں ڈال دیا۔ نتیجتاً اس عورت کی شکل بدل کر گدھی بن گئی۔ علاقے کے لوگ دیکھنے کے لیے جانے لگے۔ اہل خانہ علاقہ چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ دوسرے دن پھر خبر شائع ہوئی کہ گدھی بنی ہوئی عورت کی زیارت کے لیے اہل علاقہ کی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ تیسرے دن اس کی تردید شائع کی گئی۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ وہاں کے صحافی کے ایک دوست کا متاثرہ شخص سے پیسے کا لین دین تھا۔ اس نے صحافی کیساتھ مل کر اسے بے عزت کرنے کے لیے یہ خبر شائع کرائی۔ ایسی صورت میں صحافی اپنا سورس چھپانے کا حق استعمال نہیں کرسکتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحافی کا فرض ہے کہ خبر شائع کرنے سے پہلے تحقیق کے تمام وسائل استعمال کرے۔ اسے چیک کرے، اور خبر کے سورسز اور ذرائع بتا کر شائع کرے۔

البتہ اگر خبر اہم اور قومی مفاد میں ہو، اور خبر کا سورس ظاہر کرنے سے سورس کو خطرہ درپیش ہو، تو اسے اپنی خبر کے ذرائع چھپانے کا حق حاصل ہوگا۔

اسی طرح اگر مدعی اعلیہ عدالت میں خبر کو غلط ثابت کردے، اس صورت میں بھی صحافی اپنے جھوٹ کے دفاع میں اس حق کو استعمال نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسے جھوٹ اور اتہام سمجھا جائے گا اور اسے سزا دی جائے گی۔

اس قانون اور حق کو اس قدر وسعت نہیں دی جاسکتی کہ جو چاہے ہماری قومی سلامتی کے ساتھ کھلواڑ کرنے لگے۔ اور پوچھنے پر قانون کی کتاب کھول کر دکھانے لگے کہ میری خبر سچ ہے، میں خبر کا سورس نہیں بتاؤں گا۔ جس مقننہ نے بھی یہ قانون بنایا ہے کہ صحافی اپنی خبر کا سورس چھپا سکتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ انسانی یا قومی سلامتی کے مقابلے میں اس قانون کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔

پچھلے دنوں انگریزی روزنامہ "ڈان" نے پاکستان کی نیشنل سیکورٹی کی ایک خفیہ میٹنگ کے حوالے سے ایک سٹوری چھاپی جس کے مطابق 3 اکتوبر 2016 کو وزیر اعظم کے دفتر میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں سیاسی اور عسکری نمائندوں نے شرکت کی، سیکرٹری خارجہ اعزاز چوہدری نے شرکاء کو پاکستان کی سفارتی تنہائی پر بریفنگ دیتے ہوئے کہا' پاکستان عالمی سطح پر تنہائی کا سامنا کرنے کو ہے اور دنیا بھر میں پاکستان کی آواز کو اہمیت نہیں دی جا رہی۔ اس پر ڈی جی آئی ایس آئی جنرل رضوان اختر نے سوال کیا کہ عالمی تنہائی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اعزاز چوہدری نے جواب دیتے ہوئے کہا دنیا (یعنی امریکا اور انڈیا) کا مطالبہ ہے کہ لشکر طیبہ اور اس کے لیڈر حافظ سعید، جیش محمد کے رہنما مسعود اظہر اور حقانی نیٹ ورک کے خلاف کاروائی کی جائے۔ جواب میں جنرل رضوان نے کہا کہ حکومت جسے چاہے گرفتار کر لے۔ اس پر وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے جنرل اختر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جب بھی سول حکومت ان گروپوں کے اہلکاروں کو گرفتار کرتی ہے تو سکیورٹی اسٹیبلشمنٹ پس پردہ ان کو رہا کروانے کی کوشش شروع کر دیتی ہے۔ اس کے بعد میٹنگ روم میں ایک سنجیدہ اور سخت گفتگو شروع ہوگئی۔ بالآخر میٹنگ میں دو اہم باتوں پر اتفاق ہوگیا، ایک جہادی تنظیموں کے کارکنان کی گرفتاری میں رکاوٹ نہیں بنیں گی۔ دوسرا نواز شریف صاحب نے پٹھان کوٹ حملے اور بمبئی حملے کی تحقیقات پر دوبارہ کام شروع کرنے کا حکم جاری کیا۔

باقی صفحہ 21 پر

مکتب الاطفال

پیارے پھولو اور کلیو! **السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**

محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے پیارے نبی ہیں۔ان کی سیرت طیبہ سے ہمارا تعلق لمحہ بہ لمحہ مضبوط سے مضبوط تر ہونا چاہیے۔آپ ﷺ بچوں کی بھی بڑے پیارے انداز میں تربیت فرماتے تھے۔ایک دفعہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے کچھ ساتھی کھانا کھانے لگے۔ایک بچہ کھانا کھاتے وقت برتن میں دونوں ہاتھ چلا رہا تھا۔آپ ﷺ نے اس بچے سے فرمایا:"اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔" (بخاری)

شیطان اور اس کے چیلے اللہ کے نام سے نفرت کرتے ہیں تو ہمیں بھی شیطان اور اس کے چیلوں سے نفرت کرنی چاہیئے۔جس چیز پر اللہ کا بابرکت نام لیا جائے،بسم اللہ پڑھی جائے۔شیطان اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اس کے چیلے یا جن لوگوں کو علم نہیں، بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں۔دائیں ہاتھ سے چیز کسی کو پکڑائیں اور کوئی چیز کسی سے لیں تو دائیں ہاتھ سے،اگر کوئی بائیں ہاتھ سے چیز پکڑائے تو اسے یاد دلائیں کہ دائیں ہاتھ سے دینا سنت ہے۔دائیں ہاتھ سے کھانے سے اللہ کی رضا اور سنت پر عمل نصیب ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کھانے پینے اور ہر کام میں برکت کر دیتے ہیں۔حدیث میں ہے کہ"اللہ کے نبی ﷺ ہر معاملے میں دائیں جانب کو ترجیح دیتے تھے۔" (بخاری)

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت رسول ﷺ کا علم اور اس پر عمل کی توفیق دے۔آمین

والسلام **آپ کے چاچو جان حمدان**

کھانا، آخری خواہش

نازوک نامی بادشاہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا۔اس کو قتل کا حکم ہو چکا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد اس کی گردن تن سے جدا کی جانے والی تھی۔اس سے پوچھا گیا' تمہاری کوئی آخری خواہش ہے؟

اس نے کہا: پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیا جائے۔

چنانچہ حکم ہوا کہ اس کے لئے کھانا لایا جائے۔اب وہ کھانا کھا رہا تھا اور ساتھ ساتھ ہنستا بھی جا رہا تھا۔

سپاہیوں نے کہا! بڑے عجیب آدمی ہو۔تمہیں تھوڑی دیر کے بعد قتل کر دیا جائے گا اور تم ہنس رہے ہو؟

اس نے کہا! وقت وقت کی بات ہوتی ہے' گھڑی بھر کے اندر میری رہائی بھی ممکن ہے" ابھی اس نے یہ بات کہی تھی کہ شور اٹھا۔لوگوں نے بتایا کہ بادشاہ وفات پا گیا ہے اور اس کے بعد اس شخص کو آزاد کر دیا گیا۔(سنہرے فیصلے از عبدالمالک مجاہد) (ابتسام ساجد جنجوعہ۔نوکھر)

ہم بھارت پر ان شاء اللہ اب ایٹم برسا دیں گے

یہ اشعار قاضی صلاح الدین امرتسریؒ نے 1951ء میں لکھے تھے۔جب پاکستان نے ایٹم بم کا سوچا بھی نہ تھا۔اس پر انہیں نوائے وقت کی طرف سے اس وقت ایک ہزار روپیہ انعام ملا تھا۔جب ہزار روپیہ آج کے بیس ہزار روپے کے برابر تھا۔

ہم بھارت پر ان شاء اللہ اب ایٹم برسا دیں گے
ہاں اس بت خانۂ نہرو کی پھر اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے
جو چیلے گاندھی رام کے ہیں،وہ سب دشمن اسلام کے ہیں
ہم حرفِ غلط کی طرح ان کو اب لوحِ جہاں سے مٹا دیں گے
ہندی مسلم گھبرائیں نہیں' کچھ فکر دلوں میں لائیں نہیں
ہم نندا دیوی پر اپنا اب پھر پرچم لہرا دیں گے
مٹ جائیں گے سارے جھگڑے کشمیر دکن' جونا گڑھ کے
ہم سارے ہندوستان کو ہی اب پاکستان بنا دیں گے
بیدار ہو اسلامی جذبۂ محض اس مقصد کے پیش نظر
ہم پاکستانیوں کو غازی اب یہ اشعار سنا دیں گے

1947ء کے موقع پر جب قتل عام ہوا تو اس وقت یہ اشعار کہے:

مسلمانو! اٹھو اب خواب سے بیدار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت سونے کا اٹھو ہوشیار ہو جاؤ
سنو! للکارتا ہے پھر تمہیں نقارۂ باطل
اٹھو باندھو کمر ہر غزا تیار ہو جاؤ
وہ دیکھو لشکر اشرارِ باطل ہے بڑھا آتا
اٹھو! اور تم بھی حق کا لشکر جرار ہو جاؤ

(حافظ ناصر رفیق۔جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

نماز کی برکت

ایک دفعہ مفتی مدینہ سیدنا عروہ بن زبیر ؒ کو امیر المؤمنین نے دمشق آنے کی دعوت دی۔ آپ ؒ اپنے بڑے بیٹے کے ہمراہ دمشق تشریف لے گئے۔ وہاں پر انہیں شاہی مہمان کی حیثیت سے رکھا گیا اور ان سے استفادہ کرنے کے لیے شام کے علاوہ کو بھی دعوت دی گئی۔ ایک دن ان کے بیٹے نے شاہی اصطبل دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ امیر المؤمنین کو جب پتہ چلا کہ مفتی مدینہ کا فرزند شاہی اصطبل دیکھنا چاہتا ہے تو اس کا فوری طور پر انتظام کر دیا گیا۔ بیٹا اصطبل میں اعلیٰ نسل کے گھوڑے دیکھتا ہوا ایک نہایت عمدہ گھوڑے کے پاس کھڑا ہوا اور اس کی خوبصورتی دیکھ کر محو حیرت ہوا۔ جب اسے تھپکی دیتا ہوا پچھلی جانب آیا تو گھوڑے نے زور سے ٹانگ چلائی جس کی وجہ سے وہ موقع پر جاں بحق ہو گیا تو جب مفتی مدینہ سیدنا عروہ بن زبیر ؒ اپنے لخت جگر کو دفن کرنے کے لیے قبر پر گئے تو کسی زہریلے کیڑے نے ان کے پاؤں کو ڈس لیا جس کا زہر ٹانگ میں تیزی سے پھیل گیا۔ جب زیادہ تکلیف ہونے لگی تو شاہی ڈاکٹر بلائے گئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ٹانگ فوری طور پر کاٹ دی جائے ورنہ یہ زہر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ جب ٹانگ کاٹنے کا مرحلہ آیا اور تمام انتظامات مکمل کر لیے تو شاہی طبیب نے کہا' ہم مفتی مدینہ کو کوئی نشہ آور چیز دیتے ہیں جس سے ان کو ٹانگ کے کاٹنے کا درد محسوس نہ ہو لیکن مفتی مدینہ عروہ بن زبیر ؒ نے نشہ آور چیز لینے سے انکار کر دیا۔ پھر طبیب نے آٹھ افراد بلائے اور ان کو کہا کہ شیخ کو پکڑ کر رکھیں۔ اس سے ان کی ٹانگ آسانی سے کاٹ لی جائے گی مگر شیخ نے کہا میں نماز شروع کرتا ہوں' تم اس دوران میری ٹانگ آسانی سے کاٹ لینا۔ ایسے ہی ہوا۔ جب شیخ نے نماز شروع کی' آپ اس قدر نماز میں مصروف ہو گئے' طبیب نے آرام سے ٹانگ کاٹ لی۔ آپؒ نے تھوڑی سی بھی حرکت نہ کی۔

(حافظ مدثر آفریدی۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

1۔ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور سچ تمام برائیوں کا علاج ہے۔

2۔ آج (دنیا میں) عمل ہے لیکن حساب نہیں۔ کل (قیامت کے دن) حساب ہوگا لیکن عمل نہیں ہوگا۔

3۔ جس انسان میں برداشت کی قوت نہیں' وہ سب سے زیادہ کمزور انسان ہے۔

4۔ جب کسی کا دل نیکی کے کاموں کی بجائے گناہ کے کاموں میں لگنا شروع ہو جائے تو اسے جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے۔

5۔ دوزخ میں لے جانے والی دولت سے وہ غربت بہت اچھی ہے جو جنت کی راہ دکھائے۔

6۔ اچھا انسان وہ ہے جس کے عمل اچھے ہیں ورنہ اچھی باتیں تو برا انسان بھی کر سکتا ہے۔

(عابد علی......لالہ رخ واہ کینٹ)

آرٹ: مریم بتول وفا۔ چکوال

آرٹ: عدیلہ شفیق۔ لاہور

آرٹ: عمیر۔ چک ورکاں

آرٹ: سیدہ خاتون۔ حاصلپور

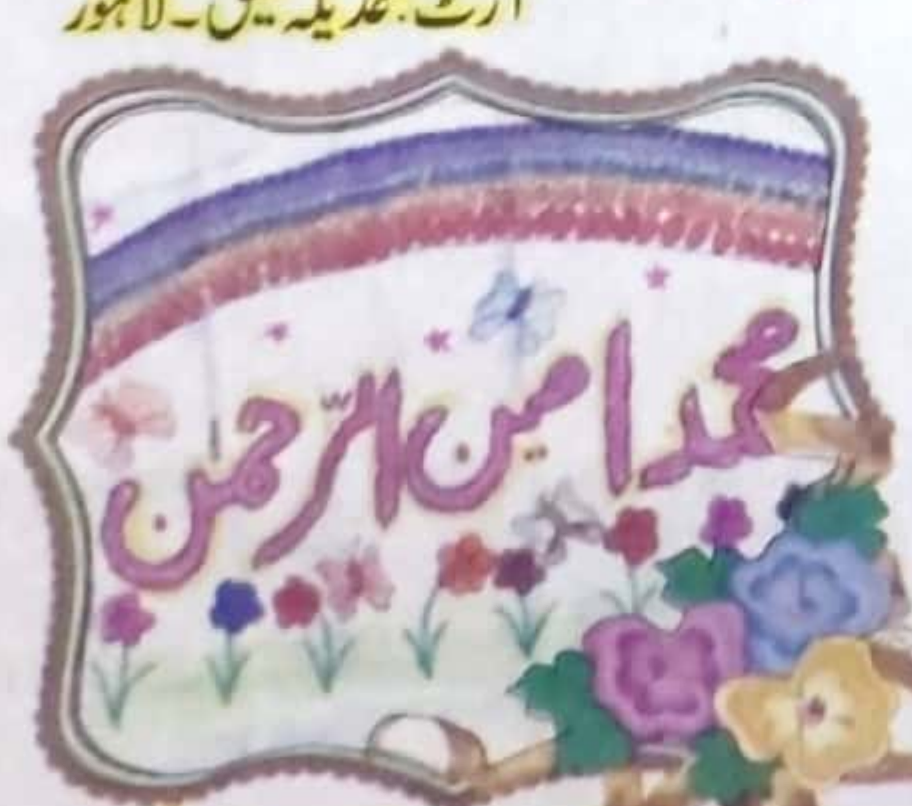

آرٹ: عائزہ عباس۔ سرگودھا

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو/300 روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کرکے بھیجئے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ

رابطہ ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

بچوں کی سائنس

ہوا کا دباؤ یا جادو کا کھیل

طلحہ افضل۔ فیصل آباد

سرمد دوڑتے ہوئے گھر آیا اور ماں سے کہا آپ کہتی تھی کہ جادو کوئی چیز نہیں۔ آج تو میں نے اپنی آنکھوں سے جادو کا کھیل دیکھا ہے۔

سرمد نے کہا: ایک جادوگر منتر پڑھتا، ہاتھ نچاتا، پانی کا بھرا ہوا گھڑا اٹھا لایا اور گھڑے کے کناروں سے چھوتا ہوا ایک لوٹا پانی سے لبالب اس پر رکھ دیا۔ سڑک سے گیلی مٹی اٹھائی اور درزوں کو بند کر دیا تاکہ لوٹا ہلے نہیں اور گھڑے کے منہ پر مضبوطی سے جمار ہے۔

امی جان! اس کے بعد بتاؤں کہ میں نے کیا دیکھا؟ لوٹے کو رسی سے باندھ کر سامنے والے درخت سے لٹکا دیا۔

میری اچھی امی! آپ بتائیں کہ یہ جادو نہیں تو کیا ہے؟

سعیدہ: ہنستے ہوئے 'لاؤ بیٹا! ایک گھڑا اور ایک لوٹا لاؤ، ہم تمہیں بھی جادو سکھا دیتے ہیں۔

سرمد دوڑتا ہوا گیا اور اپنے دوست ثمامہ کے ساتھ گھڑا اور لوٹا لیے ہوئے آ گیا۔

سعیدہ نے بھی اسی طرح کا عمل کیا جیسا کہ اس سے پہلے سرمد نے دیکھا تھا۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو کہا۔ پڑھو بیٹا! جنتر منتر ''سائنس پر رحمت خدا کی۔ جادو پر لعنت خدا کی۔ اٹھ گھڑے اٹھ۔ لوٹے سمیت اٹھ...... یہ کیا اور لوٹا اٹھایا' لوٹے کے ساتھ گھڑا بھی اٹھ آیا۔ کچھ سمجھ نہ آیا تو امی سے استدعا کی کہ وہ اس کا سبب بتائے۔

ماں نے کہا' دیکھو یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ گھڑے میں ہوا موجود ہے۔

سرمد: ہاں! سر نے بھی بتایا تھا کہ خالی چیز میں ہوا بھری رہتی ہے اور ہر چیز پر منوں ہوا کا دباؤ پڑتا ہے۔

ماں: ہاں ٹھیک کہتے ہو' لو گھڑے کو پانی سے لبالب بھر دیتے ہیں' بتاؤ ہوا کہاں ہے؟

سرمد: ہوا کہاں گئی؟ آپ نے اس کے لیے گنجائش ہی نہیں رکھی۔

ماں: دیکھو' گھڑے کے منہ پر لوٹا رکھ کر درزوں کو مٹی سے بند کیے دیتے ہیں۔ کیا اب بھی کسی طرح ہوا اندر داخل ہوسکتی ہے؟

سرمد: نہیں' ہرگز نہیں' ہوا کے سمانے کی گنجائش ہی کہاں' تھوڑی سی جو رہ گئی تھی' مٹی نے اس کی بھی جگہ لے لی۔

ماں: غور سے سنو' ہمارے اوپر' نیچے' دائیں بائیں آگے پیچھے منوں ہوا کا دباؤ ہے۔ اوپر کی ہوا کی کوشش ہے کہ ہمیں زمین میں دبا دے۔ نیچے کی ہوا کی مرضی ہے کہ ہمیں اوپر اچھال دے۔ آگے کی ہوا پیچھے کو دھکیلتی ہے تو پیچھے کی ہوا آگے کو دھکیلتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نقل و حرکت کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور ہم پر کسی ایک ہی طرف سے نہیں بلکہ ہر طرف دباؤ ہے' اسی طرح گھڑے میں تو ہوا نہ رہی کہ لوٹے کو اوپر کی طرف اچھال دے۔ لیکن اوپر کی ہوا......!

سرمد: ہاں ہاں' میں سمجھ گیا۔ یہی نا کہ اوپر کی ہوا کا دباؤ گھڑے پر پڑ رہا ہے' اسی لیے جب ہم لوٹے کو اٹھاتے ہیں تو گھڑا بھی اٹھ آتا ہے اور لوٹا اس لیے جدا نہیں ہوتا کہ گھڑے کے اندر ہوا بالکل نہ رہی جو اسے اچھال دے۔

سرمد: امی میں اب اپنے دوستوں کو بھی یہ سائنسی کھیل دکھا کر حیران کر دوں گا۔

ذہانت آزماؤ

1- معراج کی رات تیسرے آسمان پر نبی ﷺ کی ملاقات کس نبی سے ہوئی؟ ① حضرت یونس علیہ السلام ② حضرت یوسف علیہ السلام ③ حضرت آدم علیہ السلام

2- بیعت عقبہ ثانیہ میں خزرج قبیلہ کے نقباء کی تعداد کتنی تھی؟ ① دس ② نو ③ آٹھ

3- مدینہ آمد کے بعد نبی ﷺ نے کن لوگوں سے معاہدہ کیا تھا؟ ① مشرکین مکہ ② یہودی قبائل ③ انصار مدینہ

4- مکہ مکرمہ اور کعبۃ اللہ پر میزائل پھینکنے کی جسارت کرنے والے بدبخت کون ہیں؟

① اسرائیلی ② حوثی ③ امریکی

5- اس کا آرٹیکل نمبر 19، آزادیٔ اظہار کو یقینی بناتا ہے۔ آزادی اظہار کا ایک جزو پریس کی آزادی بھی ہے۔

یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے' نیز مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

1- انس رفیق۔ فیصل آباد 300 روپے بیلنس بمع کتب

2- ابوبکر۔ لاہور 200 روپے بیلنس بمع کتب

3- منیب الرحمٰن۔ سوات 150 روپے بیلنس بمع کتب

خصوصی انعامات

1- ابرار یاسر۔ فیصل آباد 100 روپے بیلنس

2- طاہرہ شوکت۔ شیخوپورہ 100 روپے بیلنس

3- محمد ارشد۔ کراچی 100 روپے بیلنس

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- آیت ''وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ'' امیہ بن خلف کے بارے نازل ہوئی۔

2- مسلمانوں نے اپنا ترجمان حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو بنایا۔

3- معراج کی رات نبی ﷺ کی چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

4- غزوہ بدر میں 70 کافر قیدی بنائے گئے۔

5- مذکورہ جملہ مجلّہ الحرمین نومبر کے صفحہ 44 پر ہے اور مضمون نگار الشیخ عبدالرحمٰن عزیز ہیں۔

نوٹ: اب سوالات کے جوابات بذریعہ SMS بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ تاہم انعام کے لیے ترجیح خط لکھنے والوں کو اور مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھیجنے والوں کو دی جائے گی تاکہ آپ کی آراء کی روشنی میں مجلّہ کو خوب تر بنایا جا سکے۔ علاوہ ازیں کئی پھول اور کلیاں انعام کے حق دار ہوتے ہیں لیکن ان کا فون نمبر نہ ہونے کی بنا پر انہیں بیلنس نہیں بھیجا جا سکتا۔ لہٰذا آپ اپنا یا اپنے کسی بزرگ یا عزیز کا فون نمبر دے دیں تاکہ آپ کو بیلنس دیا جائے۔

(فون برائے SMS: 0320-4432378)

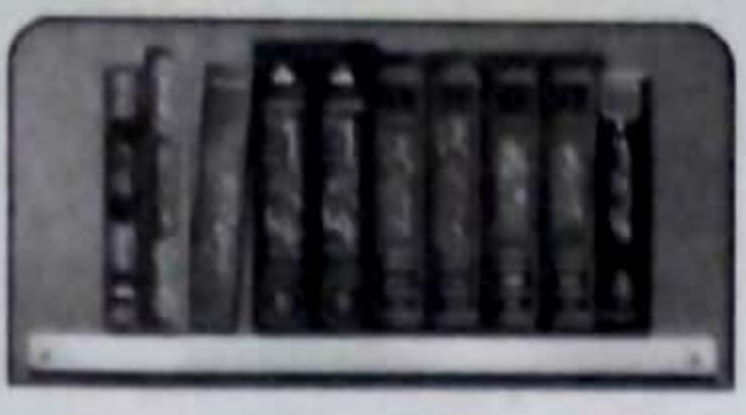

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

پس تم راسخ علماء دین سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے

سلسلہ نمبر 6

پوچھیے

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ سے

ضبط تحریر و تخریج: بیگم صدیقہ عمران اعداد: حافظ محمد عمران ترتیب و تزئین: ابو عطف بشیر

س: اگر کوئی بندہ جماعت سے آدھا گھنٹہ پہلے دوڑ کر مسجد میں نماز کے لیے جگہ بنانے کے لیے آئے تو کیا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

ج: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اذا اقیمت الصلاۃ فلا تأتوھا تسعون، وَاتوھا تمشون وعلیکم السکینۃ، فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتمُّوا". (متفق علیہ)

"جب نماز کی اقامت ہو جائے تو تم دوڑ کر نہ آؤ، اطمینان سے آؤ، جو تم پاؤ' پڑھ لو اور جو رہ جائے' پورا کر لو۔"

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت نماز میں تھے کہ آپ ﷺ کو لوگوں کے پاؤں کی آہٹ زور زور سے سنائی دی، چنانچہ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا: "کیا بات ہے؟" لوگوں نے کہا: دراصل ہم جلدی جلدی نماز میں شامل ہو رہے تھے۔ فرمایا: ایسا نہ کرو، نماز کے لیے اطمینان سے چل کر آؤ، پھر جو ملے' وہ پڑھ لو، اور جو چھوٹ جائے' وہ پوری کر لو"۔ (مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب اتیان الصلوۃ بوقار وسکینۃ) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اقامت کے بعد اطمینان سے نماز کے لیے آنا چاہیے۔ اسی طرح اقامت سے پہلے تو بالاولیٰ اطمینان سے آنا چاہیے۔

س: انجکشن روزے میں لگائے تو کیا روزہ برقرار رہتا ہے یا نہیں؟ انجکشن سے پانی جسم کے اندر جاتا ہے۔

ج: انجکشن لگانے سے جب پانی جسم کے اندر جاتا ہے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کوئی بیمار ہے اور اس کو انجکشن لگانا ضروری ہو تو وہ روزہ نہ رکھے، ماہِ رمضان کے بعد اس کی قضا دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرۃ)

"جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو، پس وہ دوسرے دنوں (رمضان کے بعد رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کر لے"۔

س: اگر انسان کسی کبیرہ اور انتہائی ناپسندیدہ فعل میں پڑ جائے' نکلنے کا کوئی راستہ نہ مل رہا ہو لیکن اس کو پچھتاوا بہت ہو تو وہ کون سا ایسا عمل کرے کہ اس کی نحوست ختم بھی ہو جائے اور اس سے چھٹکارا مل جائے۔

ج: چھٹکارے کے لیے ایک عمل تو ہجرت ہے، وہ جگہ چھوڑ دے تو اس کو اس ناپسندیدہ فعل سے چھٹکارا مل جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث ہے: "بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی تھا' اس نے ننانوے آدمی قتل کیے تھے، اس کو پچھتاوا بہت ہو گیا، کسی نے اس کو بتایا کہ فلاں راہب ہے۔ اس سے مشورہ لو، وہ عبادت تو کرنے والا تھا لیکن جاہل تھا، اس نے اس سے پوچھا کہ میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ بندہ ایک قتل کرے تو جہنمی ہے۔ تو نے تو ننانوے قتل کر دیے۔ تیری توبہ کیا قبول ہو گی۔

اس نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اب ۱۰۰ ہو گئے۔ اب وہ پھر پوچھنے لگ گیا، اس کو کسی نے ایک عالم کا بتایا۔ اس نے جا کر اس سے پوچھا کہ میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس عالم نے جواب دیا کہ تمہیں توبہ سے کون روک سکتا ہے لیکن جہاں تم رہتے ہو' یہ برے لوگوں کی بستی ہے، اس کو چھوڑ دو، فلاں بستی میں اچھے لوگ رہتے ہیں' وہاں چلے جاؤ۔

اب وہ توبہ کر کے چل پڑا۔ راستے میں اس کو موت آ گئی۔ اب رحمت کے فرشتے آئے کہ اس نے توبہ کی ہے تو ہم اس کو جنت میں لے جاتے ہیں، اور اللہ کے غضب کے فرشتے بھی آ گئے کہ نہیں نہیں' یہ تو سو بندوں کا قاتل ہے۔ ہم اس کو لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا کہ ان کا فیصلہ کرو، اس نے یہ فیصلہ کیا کہ تم زمین ماپ لو، جہاں سے چلا ہے' اگر وہ قریب ہے تو جہنم والے لے جائیں، اور اگر جس بستی کی طرف توبہ کر کے چلا ہے' وہ قریب ہے تو جنت والے لے جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی وہ اس گناہ والی بستی کے قریب تھا جہاں سے وہ چلا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو حکم دیا کہ تو پھیل جا، اور جو توبہ والی بستی تھی' اس کو کہا' تو سکڑ جا، جب زمین کی پیمائش کی گئی تو توبہ والی بستی سے ایک بالشت قریب دیکھا۔ اور جنت والے اس کو لے گئے"۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی گناہ میں پڑ گیا مثلاً قوم لوط والا عمل یا غیبت وغیرہ، اور اس کو اس پر پچھتاوا بھی ہے لیکن اس سے چھوٹ نہیں رہا تو وہ اللہ کا نام لے کر ہجرت کر جائے، اور کسی اور جگہ چلا جائے۔ تو امید ہے وہ گناہ چھوٹ جائے گا۔

اس کے علاوہ صورت یہ ہے کہ جب بھی گناہ ہو' سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے۔ پچھلے گناہ پر استغفار کرے اگر اس کے باوجود پھر گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کرے اور اسی طرح کرتا ہی رہے، تو ان شاء اللہ ایک وقت ضرور آئے گا کہ اسے وہ گناہ چھوڑنے کی توفیق مل جائے گی۔

آپ کے خواب اور ان کی ممکنہ تعبیر

باب الرؤیا

معبّر: شیخ الحدیث عبداللہ رفیق حفظہ اللہ

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہی ہوں بغیر ترجمے کے مگر جہاں ''نذیر'' کا لفظ آتا ہے' میں وہاں کہتی ہوں ڈرانے والا۔ (بنت علی اکبر۔ بہاولنگر)

تعبیر: خواب بہت اچھا ہے۔ قرآن مجید سے رہنمائی لینے اور نصیحت حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ (ق 45)

پس قرآن کے ساتھ اس کو نصیحت کر جو میری وعید سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے بھرپور دینی اور روحانی استفادہ کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نماز پڑھ رہی ہوں۔ میرے ساتھ ایک قبر سے لڑکی نکلتی ہے۔ مجھے دھکا دیتی ہے اور میری جگہ نماز پڑھنے لگتی ہے۔ میں اس کے ساتھ پڑھنے لگتی ہوں۔ اس کی آنکھیں نہیں ہوتیں' پھر مل جاتی ہیں۔ جب وہ قبر میں چلی جاتی ہے تو میں بہت روتی ہوں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہوں کہ ایک دن ہم نے بھی اس میں آنا ہے۔ پھر میں ایک بہت بڑا سمندر دیکھتی ہوں۔ اس کا پانی بہت صاف وشفاف ہے۔ ایک طرف کا پانی کھڑا ہوتا ہے۔ یہ بہت صاف اور پیارا پانی ہوتا ہے اور ایک طرف کا پانی کافی تیزی سے بہہ رہا ہوتا ہے۔ (عائشہ۔ کمالیہ)

تعبیر: کسی دینی کام کو سرانجام دینے میں کوئی دنیاوی رکاوٹ بن رہی ہے لیکن وہ رکاوٹ وقتی اور عارضی ہے۔ دنیاوی معاملات کو دینی امور پر غالب نہ آنے دیں۔ سمندر کا صاف شفاف پانی دیکھنا بھی اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ دل کے سمندر کو صاف شفاف اور اللہ کی محبت سے معمور بنا دے۔

خواب: میں نے خواب دیکھا اور یہ خواب مسلسل 4 دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ میں ایک ہی قبرستان سے بار بار گزرتا ہوں۔ اس کی تعبیر بتا دیں۔ جزاکم اللہ خیرا

تعبیر: آپ جائزہ لیں کہ آپ کے روابط غلط اور روحانی لحاظ سے مردہ لوگوں کے ساتھ تو نہیں ہیں؟ اس کی تعبیر اپنی اصلاح کرنے اور آخرت کی فکر کرنے کی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ قبرستان کی زیارت سے آخرت یاد آتی اور دنیاوی لذتیں ذہن سے اوجھل ہوتی ہیں۔ باریک بینی سے اپنا خود جائزہ لیں۔

خواب: محترم میں اکثر خواب میں اپنے بڑے بھائی کو ملتا ہوں حالانکہ وہ گزشتہ 6 سال سے شہادت پا چکے ہیں۔ خواب میں ایسے نظر آتا ہے کہ وہ شہید نہیں ہوئے۔ وہ واپس آ گئے ہیں۔ (عبدالمنان ماجد۔ پھولنگر)

تعبیر: آپ کا یہ خواب بہت اچھا ہے۔ امید ہے آپ کے بھائی کی اللہ تعالیٰ نے شہادت قبول کر لی ہے اور وہ زندہ وجاوید بن گیا ہے (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (بقرۃ: 154)

جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے جائیں' ان کو مردہ نہ کہو' بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

یہ زندگی اگرچہ برزخی ہے لیکن ایسے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیاوی لحاظ سے بھی اس کا خلا پر کر دیا ہے یا کر دے گا۔ ان شاء اللہ

اللهم ادخله الجنة الفردوس وارفع درجته فى المهديين

خواب: محترم میں نے خواب دیکھا' میں سنسان جگہ سے جا رہی ہوں' میرے ساتھ میری آنٹی ہے اور وہاں ایک آدمی اندھیرے میں کھڑا ہے' اس کے پاس ایک قبر ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ مجھ سے یہ خرید لو میں خریدنے کے لئے رکتی ہوں لیکن پھر چلی جاتی ہوں۔ (ردا۔ ملتان)

تعبیر: آپ کا یا آپ کے سرپرست کا ارادہ بنا کہ مکان یا گھر کے لئے پلاٹ خریدیں لیکن پروگرام فائنل نہیں ہو سکا اور یہ اچھا ہوا ہے کہ جگہ یا بائع کے حوالہ سے حالات اچھے نہیں تھے۔ آئندہ بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

خواب: محترم میں نے خواب دیکھا کہ میں اپنے مدمقابل کو بڑی بہادری کے ساتھ پیٹ رہا ہوں اور مار مار کر اسے زخمی کر دیتا ہوں۔ یہ خواب میں نے تین چار مرتبہ دیکھا ہے۔ (علی۔ مریدکے)

تعبیر: اگر آپ کا مزاج لڑائی جھگڑا کرنے کا ہے تو وہ ذہنی خیالات ہیں۔ ایسی صورت میں آپ کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔

اگر مزاج معتدل ہے تو یہ خواب بہت اچھا ہے۔ آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر کے شیطان کے داؤ پیچ کو ناکام بنا رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا کرتے رہیں اور درج ذیل حدیث نبوی ذہن میں رکھیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری 6114' مسلم 6643)

لوگوں کو پچھاڑ دینے والا بہادر نہیں۔ بہادر تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پا لے۔

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میری بہن عمرہ پہ جانے کی تیاری کر رہے ہیں' میں اپنے شوہر سے بھی

بھی ہوں کہ آپ بھی چلیں' وہ خاموش رہتے ہیں۔ میں اپنی امی سے ادھار پیسے مانگتی ہوں۔ پھر اچانک جاگ جاتی ہوں۔ میری بہن نے پہلے بھی عمرہ کیا ہے' تعبیر کیا ہے

تعبیر: ذہنی خیالات ہیں۔ ویسے عمرہ کرنا مال میں خیر و برکت اور لمبی عمر کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

خواب: میں نے خواب میں اپنے آپ کو اکثر ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ خواب میں 3 سال سے بار بار دیکھ رہی ہوں۔

تعبیر: خواب میں ہوا میں اڑنا روحانی' دینی اور ایمان کے لحاظ سے اچھے ہونے کی علامت ہے کسی نیک عمل اور اچھی سوچ وفکر کے نتیجے میں اس طرح کا خواب آتا ہے لیکن اپنے نیک عمل اور پاکیزہ سوچ کو پائیدار کرنے کی کوشش کریں کیونکہ انسان کا ہوا میں اڑنا پائیداری والی کیفیت نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے کسی نے سوال کیا أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے تو آپ ؐ نے فرمایا: قَالَ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ جو زیادہ پائیدار ہو خواہ تھوڑا ہو۔ (بخاری 6465)

خواب: رات کو خواب میں دیکھا کہ کیلے کا درخت ہے اور اس پر کافی کیلے لگے ہوئے ہیں لیکن وہ کچے ہیں تو میں ان کو نہیں توڑتی لیکن آم کے درخت سے ایک پکا آم توڑ کر علیحدہ کر لیتی ہوں اور آدھا میں اپنے دادا کو ان کے منع کرنے کے باوجود بھی دے دیتی ہوں لیکن میرے دادا سے میری کزن لے لیتی ہے اور دادا کافی سالوں سے فوت ہو چکے ہیں۔

تعبیر: محدود دنیا کا فائدہ حاصل ہونے کی علامت ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد مال و دولت یا عزت ووقار حاصل ہوگا۔ ان شاء اللہ کیونکہ کیلے پکنے میں ابھی کچھ دیر ہے جو خیر و برکت کی علامت ہوتے ہیں۔

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے خاوند دودھ لے کر آئے ہیں' ان سے دودھ لے کر گرم کرتی ہوں تو جب گرم ہوتا ہے تو سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے اور میں خاوند سے کہتی ہوں' کیسا دودھ لے آئے ہیں' یہ تو خراب ہے' پھر میں دودھ پھینکنے لگتی ہوں۔ نیچے سرخ رنگ کے بیج بہت سارے ہیں۔ جب یہ خواب دیکھا تھا' اس وقت میری صرف ایک بیٹی تھی۔ اب دو بچے ہیں۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔

تعبیر: آپ اپنے خاوند کے کاروبار کے متعلق جائزہ لیں کہ اس کی آمدنی کا ذریعہ حرام تو نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو آخرت کی فکر کریں۔ خواب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا کاروبار تسلی بخش نہ ہونے کا آپ کو بھی کچھ علم ہے۔ ہاں اچھا دودھ خواب میں دیکھنا اور اس کو استعمال کرنا اچھا ہوتا ہے اور خیر و برکت اور رائی کے حالات کے لحاظ سے علم حاصل کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے۔

خواب: میں نے خواب میں ایک بہت پیارا محل دیکھا اور میں اپنے بہن بھائیوں کو دکھا رہی ہوں کہ یہ جگہ میرے نام ہے اور دکھا بھی باہر سے رہی ہوں' اندر نہیں لے گئی۔ مجاہدہ

تعبیر: امید ہے یہ جنت کا محل ہے ان شاء اللہ' جس کے خوبصورت اور پیارا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ابھی آپ کی زندگی باقی ہے۔ پوری کوشش کے ساتھ نیک اعمال سر انجام دیں تاکہ اس محل میں جانے کے قابل ہو جائیں۔
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي (ابوداود 5074)

خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنی داڑھی کو منہ میں ڈالتا' پھر باہر نکال کر ہاتھ سے ہلکا سا کھینچتا تو کافی بال اتر جاتے ہیں (میری داڑھی ابھی چھوٹی ہے' اس لیے حقیقی زندگی میں منہ میں ڈالتا رہتا ہوں) یہ خواب کئی دفعہ دیکھ چکا ہوں۔ تعبیر بتادیں

تعبیر: اپنی داڑھی کی حفاظت کریں' اسے کاٹنے' مونڈنے اور اس کے بال کھینچنے سے مکمل اجتناب کریں۔ شریعت کا یہی تقاضا ہے۔ داڑھی کے بال اتر جانے سے دینی و دنیاوی اچھی پوزیشن میں فرق آجانے کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

خواب: خواب میں کثرت سے رونا کیسا ہے اور کثرت سے مردوں کو دیکھنا' پلیز اس کی تعبیر بتادیں۔

تعبیر: خواب میں کثرت سے رونا لمبی عمر کی طرف اشارہ ہے۔ بچہ دنیا میں آتا ہے تو رو رہا ہوتا ہے اور دنیا میں انسان زبان حال سے اور بسا اوقات زبان قال سے اپنے مسائل کا رونا روتا رہتا ہے۔ عمر جتنی لمبی ہوگی' دنیا کی اتنی زیادہ بہاریں دیکھنے کا موقع ملے گا۔

خواب: شیخ صاحب میں کپڑا بیچتا ہوں۔ خواب میں کپڑے بیچنے کے لئے زمین پر رکھے ہوئے ہیں۔ اچانک کپڑے سے بھڑیں چھترے نمودار ہوتے ہیں اور ہوا میں بلند ہوتے ہوئے چھتوں سے بھی بلند ہو جاتے ہیں۔ تعبیر بتادیں۔ جزاکم اللہ

تعبیر: اس کاروبار سے بہت زیادہ مالی فائدہ ہونے کی علامت ہے۔ فائدہ حاصل ہو تو اللہ کا شکر ادا کریں اور مال کے شرعی تقاضے پورے کرنے کی کوشش کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال ہوا میں اڑا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں برکت کرے اور اپنے رستے میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دے۔

نوٹ: خواب دیکھنے والے تھوڑے سے اپنے حالات مثلاً عمر کتنی ہے' کام کیا کرتا ہے' ضرور بیان کریں

نوٹ: اس نمبر پر خواب SMS کریں: 0333-4498269 (تعبیر صرف مجلہ میں دی جائے گی) ان شاء اللہ

مرکز القادسیہ لاہور میں جاری شاندار علمی تربیتی

دورہ تدریب الدعاۃ کی سی ڈیز دستیاب ہیں

گھر بیٹھے دین کا علم حاصل کرنے اور دورہ تدریب الدعاۃ سے مکمل استفادہ کی سہولت

دعوت وتبلیغ کے داعیان کیلئے خوشخبری۔ مرکز القادسیہ میں جاری شاندار علمی' تربیتی' دینی' دورہ تدریب الدعاۃ کے علماء و اساتذہ کے دروس

عالمی حالات، جماعت کے منہج اور شرک وتکفیر کے فتنوں سے آگاہی کیلئے 27 سی ڈیز کا سیٹ -/960 روپے میں حاصل کیجئے

الشیخ پروفیسر حافظ محمد سعید امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان' الشیخ پروفیسر ظفر اقبال' الشیخ عبدالعزیز آف کوئٹہ' الشیخ حافظ عبد الرحمٰن مکی' الشیخ اعجاز احمد تنویر' الشیخ مبشر احمد ربانی' الشیخ جاوید الحسن صدیقی' الشیخ حافظ عبدالغفار المدنی' الشیخ حافظ مسعود کمال الدین' الشیخ عبدالمتین اور الشیخ عبداللطیف حفظہ اللہ کے دورہ کے تمام اہم اسباق کی مکمل سی ڈیز

رابطہ: دار الاندلس۔ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور۔ 92-0322-4006412

۲۵ ہزار تفاسیر و کتب احادیث

اور دیگر علمی کتب تخریج کے ساتھ.... ایک کلک پر کیسے؟

کمپیوٹر سائنس

ابوعبداللہ عمر نعیم الاسلام (مرکز القادسیہ لاہور)

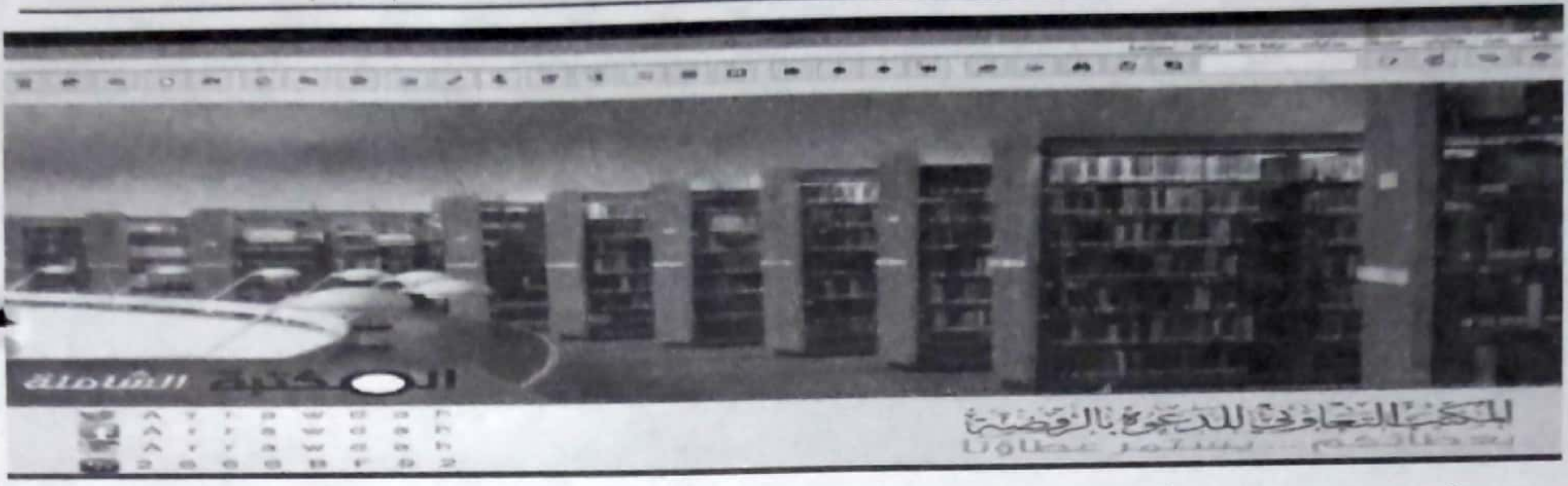

ماضی قریب میں علمائے کرام اور علم دین کے شوقین لوگ ساری دنیا سے قرآن کریم، حدیث شریف، تفاسیر اور اسلامی علوم سے متعلقہ کتب جمع کر کے اپنی بڑی بڑی لائبریریوں اور کتب خانوں میں جمع کرتے تھے مگر کتب کی تعداد اتنی زیادہ ہوا کرتی تھی اور یہ اتنا مہنگا شوق تھا کہ ان سب کتب کو جمع کرنے کے لئے قارون کا خزانہ بھی شاید ناکافی ہوتا اور کمروں کے کمرے ناکافی پڑ جاتے۔

آج جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی نے جہاں غیر مسلموں کی تہذیب اور فحاشی کو فروغ دیا' وہاں اس کے بے شمار دینی فوائد بھی ہیں۔ اس کا مثبت استعمال کیا جائے تو اس کی مدد سے معمولی سی رقم میں ساری دنیا سے دینی علوم کی کتب و معلومات اپنے موبائل اور لیپ ٹاپ وغیرہ میں جمع کر کے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ اس انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مثبت استعمال کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان سے اپنے دین کا بہت بڑا کام لیتے ہیں۔

قرآن وحدیث سے متعلقہ کئی سوفٹ ویئر اور پروگرام مارکیٹ میں دستیاب ہیں لیکن ان میں سب سے مشہور اور مفید ترین سوفٹ ویئر عربی زبان کا المکتبہ الشاملہ ہے جس میں 25 ہزار سے بھی زائد قرآن وحدیث کی نادر کتب جمع ہیں اور ان کتب میں مزید اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے، یہ موبائل، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ وغیرہ سب کے لئے دستیاب ہے۔

مکتبہ شاملہ کے فوائد:

مکتبہ شاملہ کے فوائد بے شمار ہیں جن میں سے چند کا یہاں احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ ریسرچ ورک اور دینی علوم کے حصول کے لئے ایک بہترین سوفٹ ویئر ہے۔ اس لائبریری میں عربی امہات کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ تمام اہم موضوعات کی کتابیں اس مجموعے میں شامل ہیں۔ اس سوفٹ ویئر کا آخری ورژن لانچ ہونے کے بعد اب مکتبہ کی جانب سے وقتاً فوقتاً کتابوں کا اضافہ کیا جاتا رہتا ہے۔ حوالہ کے لیے کسی کتاب سے متن تلاش کرنا ہو، حدیث کے الفاظ تلاش کرنے ہوں یا کسی کتاب میں دیئے گئے حوالے کی تصدیق کرنی ہو' کمپیوٹر میں اس لائبریری کی مدد سے ایک منٹ کے اندر اندر یہ کام ہو جاتا ہے۔ اس سوفٹ ویئر کے آنے سے کاغذ پر چھپی ہوئی کتابوں کی اہمیت کم نہیں ہو جاتی۔ ہاں استعمال کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ اب ہر شخص 6000 کتابیں نہیں خرید سکتا جن کی مالیت لاکھوں روپوں میں ہے، انہیں رکھنے کے لیے بھی جگہ چاہیے۔ بے شمار اکابر علماء تحقیق و تالیف اور دیگر مقاصد کے لئے اس کا استعمال کرتے ہیں۔

اس میں قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر ایک کلک پر کئی کتابوں سے دیکھنا ممکن ہے، امہات کتب کا مکمل متن موجود ہے، مفید شروح اور حواشی موجود ہیں، مختلف موضوعات پر ہزاروں کتب تک رسائی ممکن ہے، کئی کتب سے بیک وقت تلاش ممکن ہے۔ کسی بھی کتاب سے متن لینا اور دیگر سوفٹ ویئرز میں کاپی پیسٹ کرنا نہایت آسان ہے، بیشتر کتابیں موافق للمطبوع ہیں اور پی ڈی ایف کے ساتھ مربوط جنہیں ایک کلک سے ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

اس میں قرآن کی کوئی بھی آیت متعلقہ عربی لفظ لکھ کر تلاش کی جا سکتی ہے اور اس آیت سے متعلق مختلف تفاسیر بھی ساتھ ہی سامنے آ جاتی ہیں۔ احادیث کی کتب میں کسی حدیث میں سے کوئی ایک متعلقہ عربی لفظ لکھ کر مع تخریج اور حکم کے تلاش کی جا سکتی ہیں۔ حدیث نمبر کے حساب سے بھی تلاش کی سہولت ہے، الشیخ محمد ناصر الدین البانیؒ کی تخریج والا مکتبہ بھی دستیاب ہے جس میں حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کے حکم کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ اس سے عام فرد اور علماء کے لئے صحیح احادیث کی تحقیق کرنا اور روزمرہ کے معاملات میں رہنمائی حاصل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ علوم القرآن، تفاسیر، متون الحدیث، سیرت، فقہ حنبلی، شافعی، مالکی، حنفی تاریخ، تجوید، عقیدہ، تخریج، فتاویٰ، قضا، مصنفین، سیرت، جغرافیہ، النحو والصرف، لغت سمیت کسی بھی موضوع سے متعلقہ کتب کا ایک بیش قیمت خزانہ مکتبہ شاملہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔

اگر شاملہ کے ساتھ انٹرنیٹ کی سہولت بھی میسر ہو تو شاملہ کا جیسے ہی نیا ورژن آئے گا' آپ کو پیغام موصول

☆......مکتبہ شاملہ میں قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر ایک کلک پر کئی کتابوں سے دیکھنا ممکن ہے' امہات کتب کا مکمل متن' مفید شروح اور حواشی موجود ہیں' کسی بھی کتاب سے متن لینا اور دیگر سوفٹ ویئرز میں کاپی پیسٹ کرنا نہایت آسان ہے۔

ہوگا۔اس میں جب نئی کتب کا اضافہ ہوگا' آپ کو اطلاع ملے گی اور محض ایک کلک سے تمام نئی کتب خود بخود آپ کے شاملہ میں داخل ہو جائیں گی۔بعض پرانی کتابوں کے نئے نئے ورژن مہیا کیے جائیں گے اور محض ایک کلک سے آپ کی پرانی کتاب غائب ہو کر اس کی جگہ نئی کتاب شامل ہو جائے گی۔کتاب سے موافق للمطبوع (پی ڈی ایف) کاپی کی اطلاع بھی ملتی رہے گی۔

اگر نیٹ نہیں ہے' تب بھی کئی فوائد ہیں۔مثال کے طور پر حدیث کی تخریج کا آپشن فعال ہوگا، متن حدیث کیساتھ مربوط کتب شروح سے استفادہ ممکن ہوگا اور شاملہ کی ایک کتاب کو اس کے مختلف پی ڈی ایف نسخوں کے ساتھ مربوط کیا جاسکتا ہے۔ایک مصنف کی تمام کتب ایک ساتھ دیکھی جاسکتی ہیں۔کتاب کی ترقیم (نمبرنگ) مطبوعہ نسخہ کے موافق ہوگی اور اس کی پی ڈی ایف کاپی کو شاملہ والے نسخہ سے بآسانی مربوط کیا جاسکتا ہے۔

میں کھل جائے گی۔(شاملہ کی کتابوں کا ایکسٹینشن bok. ہے۔اس ایکسٹینشن والی کتابیں صرف شاملہ کے سوفٹ ویئر میں ہی کھلیں گی)۔

ٹیکسٹ (تحریری) کتب کے ساتھ:

الشیخ محمد ناصر الدین البانیؒ کی تخریج والا شاملہ زپ کی شکل میں ڈاؤن لوڈ کرتے وقت اس کا سائز تقریباً 2.5 جی بی ہوتا ہے اور زپ فائل کو ایکسٹریٹ کرنے کے بعد تقریباً 10 جی بی سے اوپر کا ڈیٹا نکلتا ہے جو تقریباً 10000 کتابیں بنتی ہیں۔اس کے علاوہ 25 جی بی کا اکیس ہزار کتب کا شاملہ (زپ سائز 7 جی بی) اور دیگر ورژن بھی دستیاب ہیں۔

ٹیکسٹ (تحریر) کے ساتھ پی ڈی ایف مجموعہ:

اس نسخہ میں ٹیکسٹ کے ساتھ ساتھ پی ڈی ایف کتابوں کو جو اصل متن کا اسکین ہوتی ہیں، بھی رکھے گئے

مطلب یہ ہے کہ جو صفحہ آپ کے سامنے پی ڈی ایف کا کھلا ہو بعینہٖ اسی کا ٹیکسٹ دوسری جانب کھلا ہو۔

مکتبہ شاملہ کے نقصانات:

اس لائبریری کے جہاں فوائد ہیں' وہاں کچھ نقصانات بھی ہوسکتے ہیں: عموماً طالبعلمی کے زمانے میں اس کا استعمال طلبہ کو سہل پسند بنا دیتا ہے۔چند حروف ٹائپ کیے اور سارا مواد سامنے آجاتا ہے۔طلبہ کے لیے یہ سخت نقصان دہ ہے، ان کی استعداد صحیح نہج پر بن نہیں پاتی، اس لیے اساتذہ زمانہ طالب علمی میں اس کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔اس سوفٹ ویئر پر زیادہ انحصار کاغذ پر چھپی ہوئی کتابوں کے ساتھ تعلق کم کرسکتا ہے۔اس لیے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ٹیکسٹ میں بعض دفعہ غلطیاں پائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے متن قابل اعتبار نہیں رہتا اور تقابل کی ضرورت پیش آتی ہے۔بعض ساتھی اسے کاغذ پر چھپی ہوئی کتب کا متبادل سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

جہاں تک اس کا عربی زبان میں ہونے کا تعلق ہے تو اپنے دین کو سمجھنے کے لئے قرآن وحدیث کی زبان عربی کو بھی کم از کم اتنا سیکھ لینا چاہیے کہ کچھ عربی سوفٹ ویئر چلالیں۔

مکتبہ شاملہ کے متعلق استاذ العلماء حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کے تاثرات

'جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے' کے مکتبہ میں تفسیر کا خاصا ذخیرہ موجود ہے' مگر کمپیوٹر میں مکتبہ شاملہ' مکتب ذہبیہ اور دوسرے مکتبہ جات آنے کے بعد تفسیر' حدیث' فقہ' لغت' بلاغت اور دوسرے بے شمار علوم کی ہزاروں کتابیں ایسی دسترس میں آئیں کہ ایک لیپ ٹاپ نے سمندر کو قطرے میں سمو رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اجرِ جمیل عطا فرمائے جنھوں نے یہ کام سرانجام دیا اور بے دریغ سرمایہ خرچ کر کے اتنا عظیم ذخیرہ امت مسلمہ کو مفت مہیا کر دیا' اگر کوئی شخص اتنی کتابیں خریدنا چاہے تو کروڑوں روپے پاس ہونے کے باوجود بھی نہیں خرید سکتا کیونکہ بہت سی کتابیں بازار میں دستیاب ہی نہیں۔(جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ) مکتبہ کا تفسیر کا خانہ کھولیں تو بیک وقت ایک آیت سے متعلق بہت سی تفاسیر دیکھی جاسکتی ہیں۔میں یہاں ان کتابوں کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ مکتبہ شاملہ عام مل جاتا ہے' میری ہر صاحب علم سے درخواست ہے کہ اس سے ضرور فائدہ اٹھائے۔

مکتبہ شاملہ کئی طرح سے دستیاب ہے:

صرف سوفٹ ویئر (کتب کے بغیر):

اس ورژن میں شاملہ کا صرف سوفٹ ویئر (نسخہ شاملہ مفرغہ) ہوتا ہے جس کا سائز 25 ایم بی ہے۔مکتبہ شاملہ نسخہ مفرغہ (کتب کے بغیر) کا فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی کو پورے مکتبہ کی ضرورت نہیں، ایک آدھ کتاب چاہیے تو یہ نسخہ انہی کے لیے ہے۔اس کے لیے یہ کرنا ہوتا ہے کہ نسخہ مفرغہ ڈاؤن لوڈ کرلیں اور انسٹال کرلیں۔پھر شاملہ کی ویب سائٹ سے مطلوبہ کتاب تلاش کر کے ڈاؤن لوڈ کر لیں۔جب اس کتاب کو کھولیں گے تو شاملہ کے سوفٹ ویئر

ہیں۔یہ نسخہ تقریباً 72 جی بی کا ہے۔مکتبہ شاملہ نے عربی امہات کتب کا وسیع ذخیرہ مہیا کر کے طلبائے علمِ دین کے لیے تحقیق کے میدان میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔شروع میں بیشتر کتب غیر موافق للمطبوع ہوتی تھیں، جب موافق للمطبوع (PDF) کتب آنا شروع ہوئیں تو اس سے استفادہ مزید عام ہوا۔کیونکہ طلبہ علوم دینیہ کو اکثر و بیشتر پی ڈی ایف کتب کے مطالعہ کی ضرورت درج ذیل وجوہات کی بنا پر پیش آتی ہے، پی ڈی ایف سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں متن ٹائپ ہونے سے رہ گیا ہے، یا کہاں غلطی ہوئی ہے کیونکہ شاملہ کی کتب میں بعض اوقات کمپوزنگ کی غلطیوں کا امکان رہتا ہے۔موافق للمطبوع کا

ڈاؤن لوڈ لنک:

اس کو ان ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

http://waqfeya.com/ پی ڈی ایف ورژن

http://www.shamela.ws/ تحریری ورژن

http://play.google.com موبائل ایپ گوگل پلے سٹور۔

دس ہزار کتب اور الشیخ ناصر الدین البانیؒ کی تخریج والا مکتبہ شاملہ (2.5GB)

www.PakMediaUpdates.Com

ملک بھر میں فلاح انسانیت فاؤنڈیشن (FIF) کی خدمات کی ماہانہ رپورٹ

FIF اپ ڈیٹس

خدمتِ خلق

محمد قاسم حمدان

☆......تھرپارکر تحصیل اسلام کوٹ میں FIF ڈسپنسری کے افتتاح کے موقعہ پر میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ مریضوں میں اکثریت ہندوؤں کی تھی۔

☆......اسلام کوٹ (تھرپارکر) میں FIF کے زیر اہتمام ماڈرن ہسپتال زیر تعمیر ہے، علاقہ میں زراعت کی ترقی کے لئے اگلا منصوبہ سولر سسٹم کے تحت زراعت کو فعال کرنے کا ہے۔ ان شاء اللہ

تھرپارکر میں نئے منصوبہ کے تحت اسلام کوٹ میں ہسپتال کا سنگ بنیاد

FIF پاکستان تھرپارکر کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات بہم پہنچانے میں مصروف ہے۔ غربت تنگدستی، اور وبائی امراض کے شکار صحرا نشین اہل تھرپارکر کے لئے FIF مسیحا کا درجہ رکھتی ہے۔ FIF نے تھرپارکر کی تحصیل اسلام کوٹ کے دور دراز علاقے انٹری میں پہلی فری ڈسپنسری قائم کی ہے۔ ڈسپنسری کے آغاز کے موقع پر وہاں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ مسلم میڈیکل مشن کے کوآرڈینیٹر ڈاکٹر ناصر ہمدانی نے مریضوں کا چیک اپ کیا۔ مریضوں میں اکثریت ہندو مذہب کے ماننے والوں کی تھی۔ FIF کی شب و روز کی کاوشوں سے مٹھی میں ماڈرن ہسپتال کی عمارت مکمل ہوچکی ہے جس کا باقاعدہ جلد آغاز و افتتاح ہوگا۔ اب FIF نے تحصیل اسلام کوٹ میں ماڈرن ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا ہے۔ اس ہسپتال کی تکمیل سے دور دراز کے گوٹھوں تک علاج معالجہ کی سہولت کو جلد ممکن بنایا جا سکے گا۔ FIF کے نئے پروجیکٹس میں سولر سسٹم کے ذریعے زراعت کو فعال کرنا اور راشن کی مختلف علاقوں میں تقسیم کاری ہے۔ اس طرح تھرپار کے غریب افراد جن کے پاس تن ڈھانپنے کو لباس بھی نہیں ہوتا، وہاں پر مزید 400 سے زائد ملبوسات تقسیم کیے گئے۔

چکوال میں FIF کا آئی سرجیکل کیمپ 139 افراد کے آپریشن

فلاح انسانیت کے تحت چکوال کے علاقے چک باقر شاہ جہلم روڈ پر تین روزہ فری آئی سرجیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ یہاں العزیز ہسپتال مریدکے کی آئی سپیشلسٹ ٹیم نے 970 مریضوں کی آنکھوں کا طبی معائنہ کیا اور 139 مریضوں کی سکریننگ کر کے ان کے آپریشن کیے گئے اور ان میں لینز ڈالے گئے۔

FIF لاہور کی جانب سے مرکز الہادی میں واٹر فلٹریشن کی تنصیب

FIF لاہور کی جانب سے ایئرپورٹ روڈ پر واقع مرکز الہادی میں ایک اور جدید واٹر فلٹریشن کا افتتاح کر دیا گیا۔ چار لاکھ سے زائد مالیت کا یہ پلانٹ علاقے کے عوام کو صاف شفاف پانی کی فراہمی یقینی بنائے گا۔

بلوچستان کے ضلع خضدار میں میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ 120 مریض مستفید

بلوچستان کے مختلف علاقوں کی جانب سے میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن کا سلسلہ تاحال جاری ہے یہ کیمپ ضلع خضدار کے دور دراز علاقوں میں لگائے گئے جس میں 1200 سے زائد مریضوں کا چیک اپ کیا گیا اور دو لاکھ سے زائد مالیت کی ادویات مفت دی گئیں۔

سرگودھا میں فری ڈینٹل کیئر کیمپ کا انعقاد

سرگودھا کے ایک گاؤں چک 39 جنوبی میں المدینہ ویلفیئر ڈسپنسری پر ایک روزہ ڈینٹل کیئر کیمپ لگایا گیا جہاں مفت علاج و معالجہ کیا گیا

قائد آباد میں FIF کے تحت فری ڈینٹل کیمپ

FIF قائد آباد کے زیر اہتمام نواحی علاقے ڈوکری میں فری ڈینٹل کیئر کیمپ لگایا گیا جہاں 125 مریضوں کا معائنہ کرنے کے بعد فری ادویات دی گئیں

FIF اسلام آباد کے زیر اہتمام بلیو ایریا میں فری میڈیکل کیمپ

بلیو ایریا میں ایک روزہ فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا جہاں دو لیڈی ڈاکٹرز سمیت دس ارکان پر مشتمل ٹیم نے 500 سے زائد مریضوں کا چیک اپ کیا۔ 200 افراد کی بلڈ گروپنگ کی گئی، 100 افراد کا الٹرا ساؤنڈ کیا گیا۔

باقی صفحہ 30 پر

تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

آسمانوں زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ بطور کارساز کافی ہے

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا
اللّٰهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيدًا ﴿131﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا ﴿132﴾ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ ۚ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ ذٰلِكَ قَدِيرًا ﴿133﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَكَانَ
اللّٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿134﴾ (النساء: 131-134)

ترجمہ: ۔اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ ہی کا ہے اور ہم نے تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی، ان کو اور تمہیں بھی یہی حکم دیا کہ اللہ سے ڈرتے رہو، پھر اگر تم کفر کرو گے تو بے شک آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ ہی کا ہے اور اللہ بہت بے پروا قابل تعریف ہے۔اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ ہی کا ہے اور اللہ بطور کارساز کافی ہے۔اے لوگو! اگر اللہ چاہے تمہیں ہٹا کر تمہاری جگہ دوسروں کو لے آئے اور اللہ اس بات کی پوری قدرت رکھتا ہے۔جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہو تو اللہ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب موجود ہے۔اور اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے

مفردات:

1-وَصَّيْنَا کا مادہ و۔ ص۔ ی۔ ہے اور یہ وصی یوصی (باب تفعیل) سے جمع متکلم مع الغیر فعل ماضی معلوم ہے اس کا معنی۔ کوئی اہم نصیحت کرنا۔

2-اَنْ يَّشَاءَ۔ کا مادہ ش۔ ی۔ ء ہے اور یہ شاء یشاء (باب فَتَحَ يَفْتَحُ) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی کسی ضابطے کے مطابق چاہنا۔ خواہش کرنا۔

3-يُذْهِبْكُمْ کا مادہ ذ۔ ھ۔ ب ہے اور یہ اَذْهَبَ يُذْهِبُ (باب افعال) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے جوابِ شرط کی وجہ سے حالت جزم میں ہے اس کا معنی لے جانا۔

4-وَيَاْتِ کا مادہ ء۔ت۔ ی اور یہ اتی یاتی (باب ضرب۔یضرب) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے۔اصل میں یاتی تھا، يُذْهِبُ پر عطف کی وجہ سے حالت جزم میں ہوا اور آخر سے حرف علت گر گیا۔ب کی وجہ سے معنی ہوگا، لانا۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے زوجین

(میاں بیوی) کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا کہ جدائی کی صورت میں اللہ تعالیٰ انہیں غنی کر دے گا۔ اب ان آیات میں ذکر ہوا کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے' سب اسی کا ہے اور وہ بڑی وسعت والا ہے۔ اس لئے وہ زوجین اور جس کو چاہے غنی اور مالدار کر سکتا ہے۔ وہ عاجز نہیں۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت کے پہلے حصے میں فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے' سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ سارے خزائن و اعمال کا مالک اللہ ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ کہ زمین و آسمان کے خزائن اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ (المنافقون 7)

لہٰذا اگر حالات کی وجہ سے میاں بیوی میں جدائی ہو جائے تو دونوں کا رازق اللہ ہے۔ وہ دونوں کو غنی کر دے گا اور دونوں کے حالات درست ہو جائیں گے۔ اس لئے پریشانی کی کوئی بات نہیں' دونوں اللہ پر بھروسہ کریں۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا رازق نہیں۔ ان دونوں اور ساری دنیا و مخلوقات کا رازق صرف ایک اللہ ہے' جیسے فرمایا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ بلاشبہ اللہ تو خود رزق دینے والا ہے' بڑی قوت والا' نہایت طاقتور ہے۔ (الطور 58) اور فرمایا

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (ھود 6)

اس آیت کے دوسرے حصہ میں فرمایا کہ ہم نے تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی' انہیں بھی وصیت کی اور تمہیں بھی کہ اللہ سے ڈرو۔ اور اگر کفر کرو گے تو جان لو کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے' صرف ایک اللہ کی ملکیت ہے اور اللہ بے نیاز اور ساری تعریفوں کا مستحق ہے۔ لہٰذا اہل کتاب ہوں یا تم' کفر کر کے اور اللہ کی نافرمانی کر کے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تم اپنا ہی نقصان کرو گے اور وہ تمہاری طرف سے اپنی تعریف کا بھی محتاج نہیں۔ تم یا ساری دنیا اس کی تعریف کرے یا نہ کرے' وہ قابل تعریف ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

مَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا۔ (بنی اسرائیل 15)

جس نے ہدایت پائی تو وہ بس اپنے نفس کے لئے ہدایت پاتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو وہ بس اپنے نفس پر ہی گمراہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا: إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ (ابراھیم 8)
اگر تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں' سب کے سب کفر کرو تو بے شک اللہ یقیناً بڑا بے پرواہ' بے حد تعریف والا ہے۔

قرآن مجید میں تقویٰ (اللہ کے ڈر) پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ یہ بنیادی بات ہے۔ اگر اللہ کا ڈر ہو گا تو شریعت پر عمل کرنا اور اللہ کے اوامر و نواہی کو بجا لانا آسان ہو جائے گا' اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اسماء کے بعد سب سے زیادہ اسی تقویٰ کا ذکر ہے اور حدیث میں بھی تقویٰ کو رأس الامر' یعنی تمام شریعت کا اصل اور اس کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

حدیث: سیدنا ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے' پچھلے' انسانوں' جنوں کے دل سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہو گا اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے' پچھلے' انسانوں اور تمہارے جنوں کے دل سب سے زیادہ بدکار آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری سلطنت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئے گی۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم)

اگلی آیت میں بھی گزشتہ آیات کے مفہوم ہی کی تاکید کی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے' اللہ ہی کی ملکیت ہے اور اللہ ہی بحیثیت کارساز کافی ہے۔ اور وہی حفاظت کرنے والا ہے۔ لہٰذا تمام مخلوق کو اپنے تمام معاملات میں اور دنیا و آخرت کے امور میں صرف اسی کی طرف رجوع کرنا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر کوئی کارساز و مشکل کشا نہیں اور کوئی حفاظت کرنے والا حاجت روا نہیں۔

شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ پہلی بار کشائش رزق (کھلا رزق) دینے کا بیان ہے کہ میاں بیوی کی علیحدگی کی صورت میں اللہ دونوں کو غنی کر دے گا کیونکہ جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کا ہے' جسے جس طرح چاہے دیتا ہے۔ دوسری دفعہ اس کی بے پروائی کا ذکر ہے کہ اگر تم کفر کرو' منکر بنو تو اللہ بھی بے پرواہ ہے کیونکہ سب کچھ اسی کا ہے اور تیسری بار اللہ کے کارساز ہونے کا بیان ہے کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو وہ کافی وکیل ہے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چونکہ آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ ہے اور وہی قادر مطلق ہے لہٰذا تم سب اس کی ملکیت اور اس کے تصرف و اختیار میں ہو اگر وہ چاہے تو تمہیں نیست و نابود کر دے اور تمہارا نام و نشان مٹا کر کسی دوسری قوم کو لے آئے یا تم انسانوں کی جگہ کسی دوسری مخلوق کو لے آئے۔ اے لوگو! تمہاری نافرمانیوں کے باوجود اللہ نے جو تمہیں زندگی دی ہوئی ہے اور تمہیں نعمتوں سے نوازتا ہے تو اس لئے نہیں کہ وہ تمہیں فنا کرنے اور ختم کرنے سے عاجز و بے بس ہے' وہ تو تمہیں کسی وقت بھی یک لخت نیست و نابود کرنے اور ختم کرنے کی پوری قدرت و طاقت رکھتا ہے۔ اس نے تمہیں اس لئے مہلت دی ہوئی ہے کہ وہ تمہاری عبادت و بندگی سے مکمل طور پر بے نیاز و بے پرواہ ہے اور تمہاری نافرمانی سے اس کی عزت و مقام میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا' جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد 38)

اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ تمہارے سوا اور لوگوں کو لے آئے گا' پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

اور فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو پھر اللہ جلد ایسے لوگ لائے گا کہ وہ ان سے محبت کرتا ہو گا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مومنوں پر نرمی کرنے والے ہوں گے اور کافروں پر سختی کرنے والے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے' وہ جسے چاہتا ہے' عطا کرتا ہے۔ اور اللہ (بڑی) وسعت والا' خوب جاننے والا ہے۔ (المائدہ۔54)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید اور تہدید (دھمکی) ہے کہ اگر تم کفر و نافرمانی سے باز نہ آئے تو

وہ تمہیں نیست و نابود کر کے اور قوم کو لے آئے گا جیسے یہود کی نافرمانیوں و بدکاریوں پر اللہ تعالیٰ نے ان کو عیسائیوں کے ہاتھوں پٹوا کر پیچھے دھکیل دیا اور جب عیسائیوں نے اللہ کی نافرمانیاں کیں تو ان دونوں (یہود و نصاریٰ) کو اللہ نے اے مسلمانو! تم سے پٹوایا' اب اگر تم نافرمانیاں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نیست و نابود کر کے اور قوم لے آئے گا کیونکہ اللہ نے تو اپنے دین کو سربلند رکھنا ہے۔ لہٰذا جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے اس مشن کو جاری رکھنے کے قابل ہوں گے' انہی کو اللہ لے آئے گا' اس لئے اے مسلمانو! تمہارا مفاد اسی میں ہے کہ تم ہی اس کے مطیع اور فرمانبردار بن کے رہو۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حصول آخرت کی ترغیب دلائی ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صرف دنیاوی فائدوں کی خواہش رکھتے ہیں جیسے کوئی مجاہد جہاد کے ذریعے حصول غنیمت کی نیت کرے' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے پاس دنیاوی فائدوں کے ساتھ اخروی فائدہ بھی ہے۔ تو بندہ کیوں نہ دونوں طلب کرے۔ اگر اللہ کے احکام پر عمل کرو گے تو دنیا و آخرت دونوں ملیں گے' صرف دنیا کی طلب تو خسارہ ہی خسارہ ہے یعنی اللہ کے پاس تو سب کچھ موجود ہے' دنیا بھی اور آخرت بھی۔ اب ہر انسان کا اپنا ظرف ہے اور خواہش بھی۔ اور وہ اس کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ دنیا کے فائدے ہی چاہتا ہے اور دنیا ہی میں مگن ہو گیا ہے تو اسے دنیا کے فائدے حاصل ہو جائیں گے اور جو آخرت کی بھلائی بھی چاہتا ہے تو اسے یقیناً آخرت میں اجر و ثواب ملے گا اور یہ بات بھی ہے کہ دنیا کے فائدوں میں سے جو اس کے مقدر میں ہے' وہ اسے مل کر ہی رہیں گے اور آخرت کی اگر نیت و خواہش کرے گا اور اس کے لئے کوشش کرے گا تو وہ ملے گی ورنہ نہیں' اس لئے عقل مند اور صاحب ظرف انسان کا کام ہے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ آخرت کے اجر و ثواب پر مبذول کرے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ خوب سننے والا' خوب دیکھنے والا ہے' اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔

اس معنی کی اور بھی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص اللہ سے صرف دنیا چاہتا ہے' اسے اللہ دنیا دیتا ہے' اس کی مرضی اور چاہت کے مطابق نہیں بلکہ اپنی مرضی اور اس کے مقدر کے مطابق اور وہ آخرت کے اجر و ثواب سے محروم ہو جاتا ہے اور جو شخص دنیا کے ساتھ آخرت بھی چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے ساتھ آخرت اس کی خواہش اور محنت سے زیادہ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص دنیاوی زندگی کی زینت چاہتا ہے تو ہم انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ اسی (دنیا) میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی' یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے اس (دنیا) میں کیا تھا اور جو عمل وہ کرتے رہے' ضائع ہو گئے۔ (ہود 15-16)

اور فرمایا: پھر جب تم اپنے حج کے ارکان پورے کر چکو تو اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر (اللہ کو یاد کرو) چنانچہ کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا ہی میں (سب کچھ) دے دے' ایسے شخص کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ انہی لوگوں کے لئے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (البقرہ 200 تا 202)

اور فرمایا: جو کوئی جلدی والی (دنیا) چاہے تو ہم اسی (دنیا) میں جس کے لئے چاہیں' جس قدر چاہیں جلد عطا کرتے ہیں۔ پھر اس کے لئے ہم جہنم ٹھہرا دیتے ہیں' وہ اس میں مذموم اور دھتکارا ہوا داخل ہو گا اور جو آخرت چاہے اور اس کے لئے پوری پوری سعی کرے جبکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی سعی قابل قدر ہے۔ ہم ہر ایک کو آپ کے رب کی عطا سے نوازتے ہیں۔ اُن کو بھی اور ان کو بھی' اور تیرے رب کی عطا (کسی سے) رکی ہوئی نہیں۔ دیکھئے کس طرح ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور یقیناً آخرت درجوں میں بڑھ کر ہے اور فضیلت دینے میں (بھی) بڑھ کر ہے۔ (بنی اسرائیل 18 تا 21)

اور فرمایا: جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے' ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں اضافہ کرتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے' ہم اسے اس میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (الشوریٰ 20)

فوائد

1۔ تقویٰ (اللہ کے اوامر بجا لانا اور نواہی سے بچنے) کا حکم و ترغیب۔

2۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے غنی اور بے پرواہ ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو ختم کر کے ان کی جگہ اور لانے پر قادر ہے۔

4۔ ہر عمل میں اخلاص ضروری ہے۔

5۔ صرف دنیا کی طلب اور آخرت کو فراموش کرنا حرام ہے۔

بقیہ تدریس حدیث

لغوی تشریح

لا یذکرون بسم الله: بسم اللہ ذکر نہیں کرتے تھے۔ یہ فقرہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مطلقاً بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔ یہ تو صرف اس پر دلالت کرتا ہے کہ بسم اللہ کو جہری (آواز بلند) نہیں پڑھتے تھے۔ (یسرون) اسرار سے ماخوذ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بسم اللہ بغیر آواز نکالے آہستہ آہستہ پڑھتے تھے۔ (وعلی هذا) بسم اللہ کو بے آواز یعنی سراً پڑھنے پر (یُحمَلُ صیغہ مجہول) محمول کیا جائے گا۔ النفی بسم اللہ کی نفی کو۔ فی روایة مسلم مسلم کی وہ روایت جو ابھی بیان کی گئی ہے۔ خلافا لمن اعلها یعنی جو شخص یہ کہتا ہے کہ صحیح مسلم میں بسم اللہ کی نفی کا جو اضافہ ہے' یہ معلول ہے' وہ اس (سراً بسم اللہ پڑھنے والی) توجیہ کی مخالفت کرتا ہے' چنانچہ وہ کہتا ہے کہ نفی کو اس کے حقیقی معنیٰ پر محمول کیا جائے گا' تاہم یہ روایت معلول ہو گی لیکن اس بات کے ذریعے سے اس حدیث کے معلول ہونے کی دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔ علت در اصل یہ ہے کہ امام اوزاعی نے یہ اضافہ قتادہ کے واسطے سے مکاتبتاً نقل کیا ہے حالانکہ یہ علت درست نہیں کیونکہ اوزاعی اس کے روایت کرنے میں تنہا نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی اس کو روایت کرنے والے ہیں جن کی روایت صحیح ہے' لہٰذا نفی کی وہ تاویل صحیح ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: 204/1)

فوائد و مسائل:

1۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سورہ فاتحہ سے قراءت کا آغاز کرتے اور بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔

2۔ بعض روایات میں بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنے کا بھی ثبوت ہے' اس لئے بسم اللہ کو آہستہ اور اونچی آواز سے پڑھنا دونوں طرح جائز ہے' تاہم اکثر اور زیادہ صحیح روایات کی رو سے آہستہ پڑھنا ہی ثابت ہے۔

تدریس الحدیث

كِتَابُ الصَّلٰوۃ

نماز کے مسائل

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کا ترجمہ وتشریح

ترجمہ: الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ
تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ — باب نمبر:7 ۔نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

219۔وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) (متفق عليه)

زاد مسلم لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِي آخِرِهَا

وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ خُزَيْمَةَ: لَا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَفِي أُخْرَى لِابْنِ خُزَيْمَةَ: (كَانُوا يُسِرُّونَ) وعلى هذا يُحْمَلُ النَّفْيُ في رواية مسلم خلافا لمن اعلّها۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سب نماز کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم نے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے: قرات کے شروع اور آخر دونوں موقعوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے۔

مسند احمد' نسائی اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) کو جہری طور پر (اونچی آواز سے) نہیں پڑھتے تھے۔

ابن خزیمہ کی ایک دوسری روایت میں ہے' وہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔ اور اسی پر صحیح مسلم کی روایت کی نفی کو محمول کیا جائے گا بخلاف ان لوگوں کے جنہوں نے اسے معلول کہا ہے۔

تخریج: اخرجه البخاری الاذان باب ما يقول بعد التكبير ' حديث 743 ومسلم الصلاة باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة ' حديث 399 والنسائی الافتتاح حديث 908 وابن خزيمة 250/1 حديث 497,498 وهو حديث صحيح

باقی صفحہ 6 پر

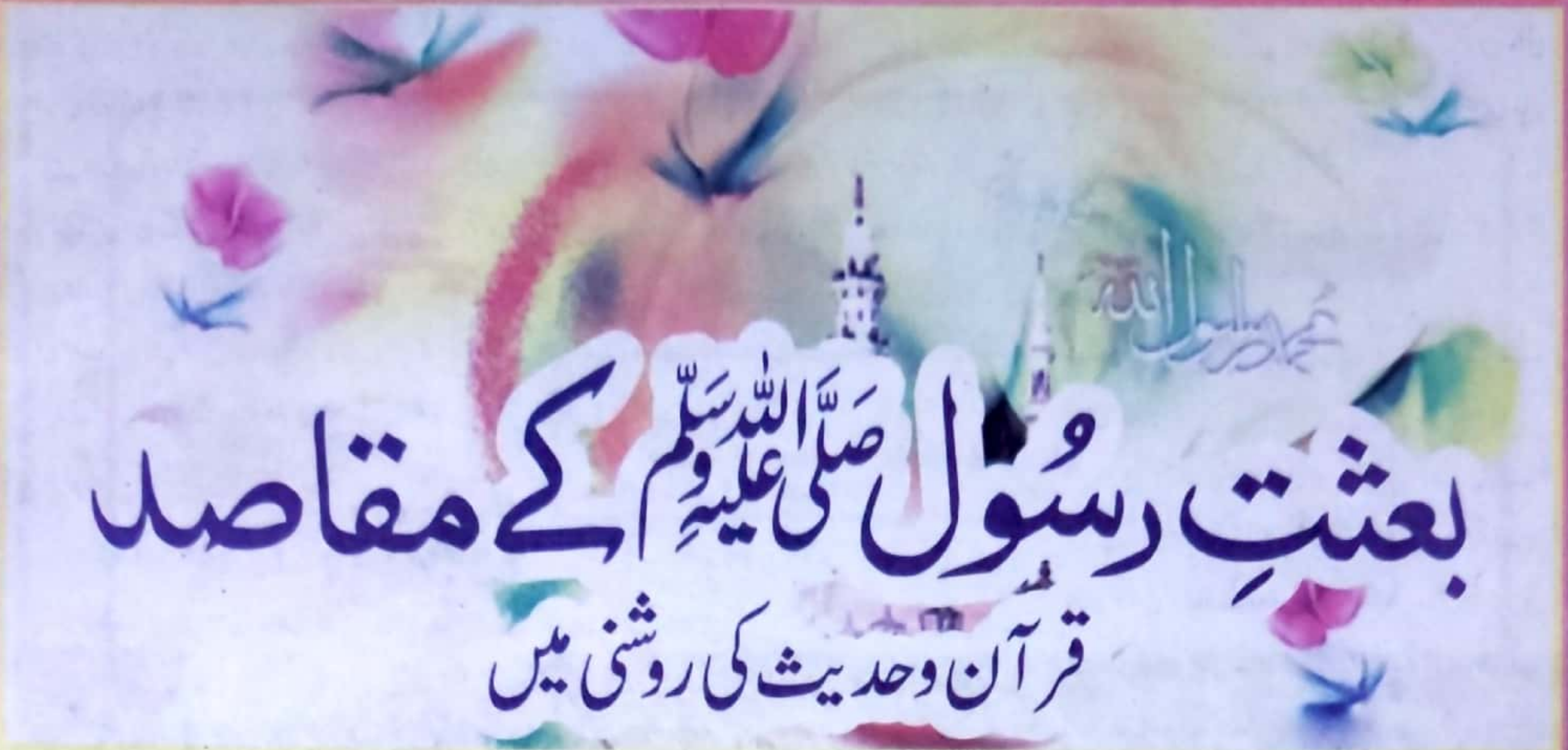

بعثتِ رسول ﷺ کے مقاصد

قرآن وحدیث کی روشنی میں

سیرت النبی ﷺ

الشیخ الحدیث مولانا علی مرتضٰی طاہر

مسلمانان پاکستان کا ایک طبقہ عیسائیوں کی کرسمس کی تقلید میں نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت پر جشن تو مناتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ نبی رحمت، رسول معظم، تاجدارِ کونین ﷺ کی آمد کا مشن کیا تھا اور مالکِ ارض وسماء نے آپ کو کس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا ؟

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم وہی کام کریں جس کے لیے آقائے نامدار ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا گیا اور جس مقصد کی خاطر میرے حضور نے لوگوں کی طرف سے ملنے والی ہر اذیت اور تکلیف کو برداشت کیا۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اللہ کے فرامین میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کے حیران کن یکساں مقاصد:

جد الانبیاء جناب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی، آپ کے ساتھ

> ☆.....آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم وہی کام کریں جس کے لئے آقائے نامدار ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا گیا اور جس مقصد کی خاطر میرے حضور ﷺ نے لوگوں کی طرف سے ملنے والی ہر اذیت اور تکلیف کو برداشت کیا۔

آپ کے فرزند ارجمند جناب اسماعیل علیہ السلام بھی تھے، جب کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو باپ بیٹے نے اللہ کے حضور بہت سی دعائیں کیں جن میں ایک دعا یہ بھی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اے ہمارے رب! ان میں انہی لوگوں میں سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، یقیناً تو غلبے اور حکمت والا ہے۔ (البقرہ۔129)

اس دعا میں جناب ابراہیم علیہ السلام نے رسول ﷺ کی بعثت کے کچھ مقاصد کا تذکرہ کیا، چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنے خلیل کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ان الفاظ میں اعلان فرمایا:

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران)

اسی طرح فرمایا:

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (الجمعہ)

آپ دیکھیے کہ رب العالمین نے بھی پیغمبر ﷺ کی بعثت کے وہی مقاصد بیان کیے ہیں جن کا تذکرہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا۔

مذکورہ بالا آیات میں ایک ہی مضمون دہرایا گیا ہے جن میں بعثت رسول ﷺ کے مقاصد کی جھلک دکھائی دیتی ہے اور ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے لوگ گمراہیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہے تھے۔

بعثتِ رسول ﷺ کے مقاصد

آیئے اب ان آیات کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد کا بالتفصیل جائزہ لیتے ہیں۔

1۔ آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت:

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی بعثت کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ یعنی نبی (ﷺ) لوگوں کو آیات الٰہیہ سنانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ذمہ داری کو ادا کرنے کا حق ادا کر دیا، آپ ﷺ نے قرآن کی تلاوت کر کے ہر وہ چیز سمجھائی اور بتائی جو لوگوں کے لیے صحیح اور غلط، اسی طرح فائدہ مند یا نقصان دہ تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

آپ کہہ دیجیے کہ آؤ تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ کے

ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تمہیں اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس مت جاؤ خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ، تمہیں ان کاموں کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (الانعام 151)

2۔ لوگوں کا تزکیہ نفس

مذکورہ بالا آیات میں بعثت کا دوسرا مقصد وَيُزَكِّيهِمْ بیان کیا گیا ہے۔ یعنی لوگوں کو پاک کرنا۔ پاکیزگی دو طرح کی ہوتی ہے 1: ظاہری 2: باطنی

1۔ ظاہری: اس سے مراد بدن اور لباس کو ہر طرح کی نجاست سے پاک اور محفوظ رکھنا ہے، اس بارے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے کتب حدیث بھری پڑی ہیں۔

2۔ باطنی: جو نجاست انسان کے دل اور دماغ سے تعلق رکھتی ہے، مثلاً عقائد ونظریات اور خیالات کی نجاستوں کی تطہیر آپ کی بعثت کا مقصد عظیم تھا۔

نبی کریم ﷺ نے ہر دو لحاظ سے تزکیہ کیا، اس انداز سے کیا جانے والا تزکیہ کامیابی کی ضمانت بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تزکیہ نفس ہی تھا کہ عرب کے اکھڑ مزاج لوگ ،سود، رشوت، جوا، لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، راہزنی، امانت میں خیانت، بددیانتی جیسے تمام گناہ کرنے سے صرف باز ہی نہیں آئے بلکہ لوگوں کو دعوت اسلام دینے والے بن گئے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

فلاح پا گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ (الاعلیٰ۔14)

دوسری جگہ فرمایا:

یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کیا (پاک کیا) اور نامراد ہوا وہ جس نے اُسے خاک میں ملا دیا۔ (الشمس 9-10)

یاد رکھیے! تزکیہ نفس وہ عظیم عمل ہے جس کی بدولت صرف دنیاوی کامیابی ہی نہیں بلکہ جنت کے محلات، آبشاریں، باغات، نہریں، حور وغلمان اور ہر وہ چیز انسان کے نام ہو جاتی ہے۔ جس کا رب ذوالجلال والاکرام نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان جادوگروں کی بات قرآن میں ذکر کی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔ فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں انہوں نے کہا تھا: اور جو بھی اس کے پاس ایماندار ہو کر حاضر ہو گا اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے اس کے لئے بلند و بالا درجے ہیں۔ ہیشگی والی جنتیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہوا۔ (طٰہٰ 1)

3۔ تعلیم کتاب وحکمت

تیسرا مقصد لوگوں کو کتاب وحکمت (قرآن و حدیث) کی تعلیم دینا بیان ہوا ہے۔ یعنی لوگ جس چیز سے جاہل تھے، اس چیز کی تعلیم دینا نبی کی بعثت کا مقصد تھا، اور نبی کریم ﷺ نے تعلیم کا حق ادا کر دیا، سبحان اللہ! بہت ہی پیار اور محبت سے آپ نے کتاب وحکمت کی تعلیم فرمائی۔

نبی کریم ﷺ نے ہر اس چیز کی تعلیم دی جس میں خیر اور بھلائی تھی اور آپ نے قرآن وسنت کی تعلیم اللہ رب العالمین سے حاصل کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی، اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔ (الرحمٰن۔3-1)

اسلام میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کی پہلی وحی تعلیم سے ہوتی ہے اور اس کا آغاز پڑھنے کے حکم سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ (العلق 5-1)

آپ ﷺ نے کتاب وحکمت کی تعلیم حاصل کرنے پر ترغیب کتنے پیارے انداز میں فرمائی، جناب عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس صفہ میں تشریف لائے اور فرمایا:

تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ وہ وادیِ بطحان یا عقیق جا کر کوئی گناہ کیے بغیر دو بڑی کوہانوں والی اونٹنیاں لے کر آئے؟ ہم نے کہا: ہم بھی یہ چاہتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تو پھر تم میں سے کوئی شخص صبح کے وقت مسجد جا کر کتاب اللہ کی دو آیتیں کیوں نہیں سیکھتا جو دو بڑی کوہانوں والی اونٹنیوں سے بہتر ہیں، اسی طرح تین اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔ (صحیح مسلم)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اگر ہم نبی ﷺ کی عملی زندگی کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ کی مکمل تصویر دکھائی دیتی ہے۔ آپ ہر وقت لوگوں کو عبادت، معاشرت، اخلاق، اعلیٰ کردار اور آداب زندگی سمجھاتے اور سکھاتے نظر آتے ہیں۔ صلی اللہ علیٰ نبینا المکرم

☆......اسلام میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کی پہلی وحی تعلیم سے ہوتی ہے اور اس کا آغاز پڑھنے کے حکم سے ہوتا ہے۔

4۔ تبیینِ دین:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔ (النحل 44)

اس آیہ مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم میں جو احکام مجمل بیان ہوئے ہیں رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان احکام کی وضاحت کریں کیونکہ جب تک نبی کی طرف سے وضاحت نہیں ہو گی بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔

اس کی مثال اس طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ جب آیت "تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔" (البقرۃ 186) نازل ہوئی تو جناب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے اپنے تکیے کے نیچے ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ رکھ لیا، رات کو دیکھتے رہے لیکن پتہ نہ چل سکا، صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو سارا ماجرا سنایا آپ نے وضاحت فرمائی کہ اس سے رات کی تاریکی اور صبح کا اجالا مراد ہے۔ (صحیح بخاری)

آپ دیکھیں کہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ جس کی مادری زبان ہی عربی تھی، اسے بھی پتہ نہ چل سکا کہ اس سے مراد کیا ہے۔

اسی طرح قرآن میں نمازوں کی ترتیب ورکعات

، زکوٰۃ کی شرح و نصاب، مناسکِ حج، نماز جنازہ اور اس طرح کے بیسیوں مسائل کی تفاصیل نہیں ملتیں، اس کی وضاحت کے لئے حدیث کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس طرح سے حدیث کی حجیت بھی واضح ہو جاتی ہے اور دین کے احکام و مسائل کی وضاحت بھی ہو جاتی ہے جو کہ بعثتِ رسول ﷺ کا مقصد ہے۔

5 لوگوں کو تاریکی سے نکال کر اجالوں میں لانا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں، ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف سے۔ (ابراھیم)

اسی طرح فرمایا:

وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (الحدید)

نیز فرمایا:

اندھیروں سے مراد کفر کے اندھیرے اور روشنیوں سے اسلام کی روشنیاں مراد ہیں۔ تمام انبیا کی بعثت کا یہی مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کا دوست، والی اور کارساز ہے جو یہ کام سرانجام دیتے ہیں، کیوں کہ دین کے اجالوں کی ہی بدولت زندگی میں رنگینیاں آتی ہیں۔ اس لیے آج ہمیں بھی انہی جذبات کے ساتھ محنتیں کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں، وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ (البقرۃ 257)

اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے، ان کو دور کرتے ہیں۔ (الاعراف)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے تین مقاصد بیان کیے ہیں جو کہ بنیادی طور پر پانچ مقاصد بنتے ہیں۔ ان کی تفاصیل ملاحظہ فرمائیں:

6۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

اس سے مراد نیکیوں کی دعوت اور برائیوں سے منع کرنا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں: يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ۔ جناب لقمان نے بھی اپنے بیٹے سے کہا تھا:

اے میرے پیارے بیٹے تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا اور برے کاموں سے منع کیا کرنا۔ (لقمان)

نبی کریم ﷺ نے اس مقصد کو کما حقہ ادا کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! جو چیز تمہیں جنت کے قریب اور جہنم سے تمہیں دور کرنے والی تھی، اس کا میں نے تمہیں حکم دے دیا ہے اور جو چیز تمہیں جہنم کے قریب اور جنت سے تمہیں دور کرنے والی تھی، اس سے میں نے تمہیں منع کر دیا ہے۔ (شرح السنۃ للبغوی)

آج ایک مثالی معاشرہ کے قیام کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ہم تباہی و بربادی کی طرف چلے جائیں گے۔

سیدنا حذیفہ بن یمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ضرور سرانجام دو وگرنہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے سزا مسلط کر دے، پھر تم اسے پکارو لیکن تمھاری دعا قبول نہ کی جائے۔ (جامع ترمذی)

7۔ حلال و حرام کی وضاحت:

مذکورہ بالا آیت میں بعثت کا مقصد وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ بیان ہوا ہے۔ جس کا لفظی معنی ہے، وہ پاکیزہ چیزوں کو حلال بناتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں، یعنی آپؐ حلال و حرام کی وضاحت فرمانے کے لیے آئے۔ آپ کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل حلال و حرام کے سلسلے میں اپنی من مانیاں کرنے لگ گئے تھے، اسی طرح اہل عرب کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ: یعنی وہ طیب چیزیں ان پر ان کے گناہوں کی وجہ سے حرام کر دی گئی تھیں یا انہوں نے خود اپنے اوپر حرام کر لی تھیں، مثلاً اونٹ کا گوشت اور چربی وغیرہ، اللہ ان کے لیے یہ حلال قرار دیتا ہے اور جن ناپاک چیزوں کو انہوں نے حلال قرار دے رکھا تھا مثلاً سور کا گوشت وغیرہ، وہ انہیں حرام قرار دیتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز شریعت نے حلال قرار دی ہے، وہ طیب ہے اور جسے حرام کہا ہے، وہ خبیث ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے ایمان والو! جو پاکیزہ روزی ہم نے تمہیں دے رکھی ہے، انہیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو، تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو، حرام ہے، پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی پابندی نہیں، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (البقرۃ)

اسی طرح فرمایا:

آپ سے دریافت کرتے ہیں ان کے لئے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں اور جن شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھار کھا ہے، یعنی جنہیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے، پس جس شکار کو وہ تمہارے لئے پکڑ کر روک رکھیں تو تم اس سے کھا لو اور

☆......آج اہل اسلام نے نصرانیوں، ہندوؤں کی ضلالت و گمراہی کے اعمال، پیدائش، نکاح، فوتگی کی خود ساختہ عبادات اسی طرح نیوندرا اور جہیز جیسے زندگی دشوار بنانے والے جاہلیت کے طوق پھر سے اپنے گلے کی زینت بنا لیے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ (المائدۃ)

یہ حلت اور حرمت صرف کھانے پینے کی اشیاء میں ہی نہیں بلکہ اخلاق و کردار اور رسوم و عادات اور رشتوں میں بھی ہے۔ عہد جاہلیت میں لوگ محرم رشتوں سے بھی نکاح کر لیتے تھے جو کہ ایک واضح بے حیائی تھی جسے رب العالمین نے اپنے حبیب محمد کریم ﷺ کے ذریعے حرام کر دیا۔

اسی طرح بے حیائی کی اور بھی بہت سی صورتیں جو کہ معاشرے کی بے راہ روی کا سبب بنتی ہیں' اس دور کے لوگوں میں پائی جاتی تھیں، ایسی فحاشی و بے حیائی اور ظلم و بغاوت کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا:

آپ فرما دیجیے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو' ناحق کسی پر ظلم کرنے کو' اس بات کو کہ اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں۔ (الاعراف۔33)

فواحش انتہائی قبیح افعال کو کہتے ہیں جبکہ اثم سے مراد تمام چھوٹے بڑے گناہ مراد ہیں۔ یہاں کل پانچ چیزوں کی حرمت بیان ہوئی ہے: فواحش، اثم، بغاوت، شرک اور بغیر علم کے فتوے لگانا۔

8 لوگوں سے جاہلیت کے بوجھ اور طوق اتارنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ، یعنی آپ لوگوں سے جاہلیت کے بوجھ اور طوق اتاریں گے۔ یہاں إِصْر (بوجھ) سے مراد وہ سخت احکام ہیں جو پچھلی شریعت میں تھے، مثلاً نماز صرف عبادت خانوں میں ہی ادا کرنا اور شرک کی حد قتل ہی ہونا وغیرہ اور الْأَغْلَال (طوقوں) سے مراد وہ خود ساختہ پابندیاں ہیں جو ان کے علماء نے ان پر لگا رکھی تھیں یا ان کے عوام نے جو رسوم خود اپنے آپ پر لازم کر رکھی تھیں، مثلاً حائضہ عورت کو کھانے پینے میں الگ کر دینا اور اس کی رہائش بھی الگ کر دینا، جیسا کہ مسلمانوں میں نصرانیوں اور ہندوؤں کی دیکھا دیکھی پیدائش، نکاح، فوتگی کی خود ساختہ عبادات اور رسوم ہیں۔ مثلاً بچے کی پیدائش پر دروازے پر سرس کے پتے لٹکانا، زچہ کی چارپائی پر لوہا رکھنا، ہیجڑے نچانا، ان پر خرچ کرنا، بے اولاد خاتون کو منحوس سمجھ کر گھر میں نہ آنے دینا۔ نکاح میں سہرا، گانا، مہندی، منگنی کی خود ساختہ رسمیں، اسی طرح نیوندرا، سلامی اور جہیز وغیرہ جن سے لوگوں کی زندگی دشوار ہو چکی ہے اور جو اللہ کی کتاب میں ہیں اور نہ ہی سنت رسول میں۔ (تفسیر القرآن الکریم حافظ عبدالسلام بن محمد رحمہ اللہ)

اسلام نے جاہلیت کے جو طوق اتارے تھے آج ہم نے وہی طوق اپنے گلوں کی زینت بنا لیے ہیں اور ہر گزرتے دن کے ساتھ ان زنجیروں اور طوقوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اگر آج ہم نے ان رسوم و عادات اور باطل نظریات سے ہاتھ نہ کھینچا تو روزِ قیامت بھی طوق ہمارے منتظر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

کیا تو نے نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ کہاں پھیر دیئے جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا انہیں ابھی ابھی حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی' گھسیٹے جائیں گے۔ (غافر۔72-69)

9۔ تبلیغِ دین

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد عربی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے' پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچا لے گا، بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (المائدۃ)

نبی کریم ﷺ نے اس حق کو بخوبی ادا فرما دیا، چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے دن) اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: تم سے میرے بارے پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم سب یہ گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغامِ رسالت کو پہنچا دیا اور پہنچانے کا حق ادا کر دیا اور یہ کہ آپ نے خیر خواہی فرمائی۔ تو آپ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور صحابہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار کہا: اللھم، اشھد، اللھم، اشھد اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔

رسول کے ذمہ تو صرف احکامات الٰہیہ کی تبلیغ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ (النور)

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے وحی کی کوئی بات چھپا لی ہے تو اس نے اللہ پر بہتان باندھا کیونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

یعنی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ وحی کی تبلیغ میں کوئی کسر چھوڑتے۔ (بخاری)

آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ نے یہ ذمہ داری نبھائی اور دنیا کے شرق و غرب میں تبلیغ اسلام کے لیے گئے۔ اب صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے تمام مسلمانوں کو اس کام کا ذمہ اٹھانے کی ضرورت ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

میری ایک بات بھی (تمہارے پاس) ہو تو آگے پہنچاؤ۔ (بخاری)

نبی ﷺ نے اپنے آگے پہنچانے والوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، اسے یاد رکھا اور آگے پہنچایا۔ (ابو داؤد)

اسی لیے امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

آپ جس اہل حدیث (محدث) کو بھی دیکھو گے' اس کے چہرے پر نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے شادابی ہوگی۔ سبحان اللہ! (مجموع فتاوی ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

اس لیے میرے بھائیو آج امت مسلمہ کے ہر فرد کو یہ ذمہ داری نبھانے کی ضرورت ہے تا کہ معاشرے کی تمام بیماریوں کا علاج کیا جا سکے۔ یہ بات تو تجربات اور مشاہدات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر بیماری کا علاج نہ کیا جائے تو وہ جسم میں پھیل جاتی ہے اور پھر اس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح برائی کو اگر ابتداء ہی میں ختم نہ کیا جائے اور معاشرے میں پھیلنے دیا جائے اور چھوٹے بڑے اس کے عادی ہو جائیں تو پھر اسے مٹانا اور اس کا ازالہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بالآخر اللہ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے۔

باقی صفحہ 31 پر

پیغمبرِ اسلام ﷺ — پیغمبرِ امن

سیرت النبی ﷺ

الشیخ عبدالرحمٰن عزیز ﷾ سعودی عرب

آج زمین ظلم وجور سے بھر چکی ، ہر طاقتور اپنے سے کمزور پر ستم ڈھا رہا ہے، ہر فرد پریشان حال ہے، وسائل کی بہتات مگر خوشحالی عنقا ہے، نعمتوں کی فراوانی کے باوجود سکون سے تہی دامن ، اطمنان سے دل خالی ، امن خوف میں بدل چکا ہے، خوف وہراس عمومی ماحول بن چکا ہے، لوگ مسکرانا بھول گئے ہیں' کسی سے پوچھیں :' تازی خبر؟ جواب دیتا ہے کہ نہیں ''امن'' ہے' یعنی لوگ بری خبر ہی کی امید رکھتے ہیں۔

تقریباً پندرہ صدیاں قبل دنیا اسی کیفیت سے گزر رہی تھی ۔ انسانی معاشرہ جہالت اور ظلم پر مبنی تھا ، بچوں کو غربت اور بچیوں کو غیرت کے نام پر قتل کیا جاتا تھا، انسان اغوا کیے جاتے اور بھیڑ بکریوں کی طرح منڈیوں میں بیچ دیئے جاتے۔

''اور یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے، زمین میں نہایت کمزور سمجھے گئے تھے، ڈرتے تھے کہ لوگ تمھیں اچک کر لے جائیں گے۔'' [الأنفال:26]

جو شخص ایک مرتبہ غلام بنا لیا جاتا ، ہر حق سے محروم ہو جاتا تھا۔ مالک جس طرح چاہتا' کام لیتا ، جس طرح چاہتا' ظلم روا رکھتا۔ زور آور کمزور کو حق دینے کا قائل نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کو انسان کی حالت پر رحم آیا ، کشت وخون میں لتھڑی ہوئی انسانیت اور ظلم وجور میں ڈوبی ہوئی زمین کو امن وسکون اور عافیت کی چادر میں ڈھانپنا چاہا تو دنیا کے وسط میں ایک نبی کا ظہور کیا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ابتدائے آفرینش سے یہی طریقہ ہے) اس روح مقدس نے سرزمین امن ﴿بلدا آمنا﴾ میں، مسجد حرام کے پہلو میں، عبداللہ اور آمنہ (امن والی) بی بی کے گھر میں آنکھ کھولی۔ بڑے ہو کر اسم بامسمی ثابت ہوئے۔

ایک مرتبہ باہر سے ایک تاجر سامان لے کر مکہ آیا، ایک سردار نے سامان خرید اگر معاوضہ دینے میں ٹال مٹول کرنے لگا۔ اجنبی تاجر نے پہاڑ پر چڑھ کر صدا لگائی ، اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹا ۔ ایک اجنبی کے لیے اپنے ہم وطن سے کون لڑتا ؟ ، آمنہ کے دریتیم کو خبر ہوئی ، بڑے بڑے سرداروں کی غیرت کو جھنجھوڑا اور ظلم کے خلاف ایک اتحاد قائم کر دیا۔ ہر فرد نے ایک معاہدے پر حلف اٹھایا:

'' (اللہ کی قسم !) ہم سب مل کر مظلوم کے ساتھ ایک ہاتھ بن جائیں گے جب تک کہ ظالم اسے اس کا حق ادا نہیں کر دیتا، اور ہمارا یہ معاہدہ اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک سمندر گھونگوں کو بھگوتا رہے ، جب تک حراء وثبیر نامی پہاڑ اپنی جگہ پر قائم ہیں، نیز ہماری معیشت میں مساوات رہے گی۔''

کعبہ کی عمارت طوالت زمانہ سے خستہ ہوگئی ، قریش نے سوچا' اس کی تعمیر نو کی جائے ،عزت وشرف کے اس کام میں کون پیچھے رہتا، ہر قبیلہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، حجر اسود کی تنصیب کا وقت آیا تو ہر سردار نے یہ اعزاز حاصل کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں سے اسے نصب کرنے کا نعرہ بلند کیا ، دوسرا بھی تو کوئی کم نہ تھا ، ہر قبیلہ اپنے سردار کے پیچھے تلواروں کی دیوار بنا کھڑا ہو گیا، ایک انار ، سو بیمار والا معاملہ تھا۔ بالآخر سب نے بالاتفاق عمر میں اپنے سے کہیں چھوٹے محمد بن عبداللہ (جن کی صدق وامانت داری مسلّم تھی) کو جج مان لیا اور آپ ﷺ نے ایسا فیصلہ کیا کہ سب نے صاد کیا اور مکہ کی مقدس وادی آگ اور خون کے دھانے پر کھڑی تھی، آپ کے فیصلے کے ذریعے امن وآشتی سے نہا گئی۔

جب آپ ﷺ کو امن عالم کے لیے ایک دین اور نظام دیا گیا تو اس کا نام اسلام رکھا گیا، یعنی دنیا کی امن وسلامتی کا ضامن ۔ پہلا پیغام جو آیا' وہ تھا:

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ...... ﴾

''اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔''

دراصل دہشت گردی اور فساد علم وتربیت کے فقدان سے جنم لیتا ہے اور محمد ﷺ کی پہلی ذمہ داری اور اولین کارنامہ یہ ہے کہ علم وآگاہی کو مخصوص گروہوں کی قید سے آزاد کر کے تمام انسانوں کی مشترکہ میراث بنا دیا۔ فرمایا:

((طلب العلم فريضة على كل مسلم)) [ابن ماجہ : 224]

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

☆...... آپ ﷺ نے بے مثال اصول جنگ عطا فرمائے۔ فرمایا: جنگ میں بوڑھوں' بچوں' خواتین اور راہبوں کو قتل نہ کرنا' جو ہتھیار اٹھائے ، اسی سے لڑنا ، جو صلح کے لیے ہاتھ بڑھائے اسے تھام لینا۔

دنیا میں آج سینکڑوں مذاہب اور نظام چل رہے ہیں، سب کسی فرد یا علاقے سے منسوب ہیں اور انھی کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ البتہ محمد ﷺ جو دین اور نظام لے کر آئے، اسے اسلام کہا جاتا ہے، یہ کسی خاص فرد یا قوم کے مفاد کا محافظ نہیں ، تمام انسانیت کے امن وسلامتی کا ایک نظام ہے ۔ نبی رحمت ﷺ نے جب لوگوں کے سامنے اسے پیش کیا ، مظلوم طبقہ تو کھنچا چلا آیا ، البتہ سرداروں، وڈیروں اور سرمایہ داروں نے اسے اپنے مزاج اور مفاد کے برعکس پایا تو مخالفت پر تل گئے ۔ سازشیں، تمسخر، ٹھٹھا، گالی گلوچ، مار دھاڑ، ظلم وزیادتی کا کوئی طریقہ ایسا نہیں تھا جو ان کے بس میں ہو اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ پر روا نہ رکھا گیا ہو، کئی صحابہ کرام

ﷺ کو قتل کردیا گیا۔ پیغمبر امن ﷺ نے مکہ کے تقدس کو برقرار رکھنے اور ماحول کو پرامن رکھنے کے لیے اپنے ساتھیوں کو امن اور برداشت کی تلقین فرمائی۔

﴿ كُفُّوٓا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ [النساء: 77] ''اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔''

پیغمبر امن نے اپنے ماننے والوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده.و المؤمن من أمنه الناس على أموالهم وأنفسهم)) [مسند احمد: 8918]

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کی جان ومال امن وعافیت میں رہیں۔''

اللہ تعالی فرماتا ہے:

''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام ٹھہرالیا ہے، اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کردیا، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔'' [مسلم: 2577]

ہجرت اور امن:

جب اہل مکہ کے ظلم حد سے بڑھ گئے تو پیغمبر امن نے مقابلہ بازی کی فضا قائم کرنے کی بجائے اپنے ساتھیوں کو ہجرت کرنے کی ترغیب دی۔ ہجرت کا فلسفہ ہی یہ ہے کہ امن برقرار رکھنے کے لیے اپنے مال، جائیداد، کاروبار اور نام وناموس سب کچھ قربان کردیا جائے۔ بہت سارے لوگ حبشہ ہجرت کر گئے جن میں نبی رحمت ﷺ کی اپنی لخت جگر (رقیہ رضی اللہ عنہا) بھی تھیں۔ سنگلاخ وادی کے لوگ دین اسلام کے خلاف اس قدر سنگ دل تھے کہ انھیں اپنے جگر گوشے جدا ہونے کا غم ہوا نہ باہر کی دنیا میں بدنامی پر شرمندگی۔ باقی ماندہ لوگوں پر ظلم کی تلوار مزید تیزی سے چلنے لگی، رحمت للعالمین ﷺ قریب ترین بستی طائف کے باسیوں سے اپنے اور ساتھیوں کے لیے پناہ کے طالب ہوئے مگر انھوں نے اہل مکہ کی مخالفت کے ڈر سے صاف انکار کردیا، عرب غیرت کی بھی پروا نہ کی۔ آپ ﷺ نے کئی دوسری اقوام سے یہی مطالبہ کیا، بعض نے اہل مکہ کی دشمنی کے عوض مظلوموں کو پناہ دینے سے انکار کیا اور بعض نے کچھ مفاد پرستانہ مطالبات رکھے جنھیں رہبر عالم ﷺ نے یکسر مسترد کردیا۔ اسی دوران حج کے موقع پر یثرب کی چند سعادت مند روحوں سے ملاقات ہوئی، یثرب ان دنوں جنگ بعاث کے شعلوں میں جل رہا تھا، لوگ سالہا سال سے لڑتے لڑتے ٹوٹ چکے تھے، جب پیغمبر امن ﷺ نے ان کے سامنے اپنا پروگرام رکھا تو امن کے متلاشیوں کے چہرے چمک اٹھے، فوراً کہنے لگے:

''شاید انھی کے ذریعے ہم امن وعافیت کا مزہ چکھ لیں۔'' تین سال کے مختصر عرصہ میں یثرب کا کوئی گھر دین رحمت کی روشنی سے خالی اور کوئی سینہ قرآن کے نور سے تہی نہ رہا۔ تب انھوں نے مکہ کے مظلوم مسلمانوں کو ہجرت کرکے اپنے یہاں چلے آنے کی دعوت دی۔ رہبر عالم ﷺ نے بعض انتظامی معاملات حل کئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کرنے کا حکم صادر فرمایا، آخر پر نبی رحمت ﷺ نے خود بھی بوجھل قدموں کے ساتھ ہجرت فرمائی۔

☆......اسلام کو مطعون کرنے والے نام نہاد مہذب اہل یورپ وامریکہ نے جنگ عظیم اول ودوم میں سوا پانچ کروڑ انسان ہلاک کرڈالے اور دو ایٹم بم گرا کر جاپان کے دو شہر مکمل تباہ کرڈالے۔ مسلم ممالک وریاستوں پر حملے کرکے لاکھوں مسلمان مارڈالے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد کے 82 معرکوں میں صرف 1082 لوگ کام آئے، ان میں مسلم شہداء کی تعداد 310 جبکہ دشمن کے مقتولین کی تعداد صرف 851 رہی۔ جنگوں میں مقتولین کی اتنی کم تعداد کوئی دوسرا گروہ پیش نہیں کرسکتا۔

ریاست مدینہ اور امن:

جنگ کے زخم خوردہ جوانوں، اپنی نسلیں قربانی کرنے والے، ٹوٹی ہمتوں اور خمیدہ کمر بوڑھوں نے حرب وضرب کے شعلوں سے جلے ہوئے در ودیوار، زخمی معیشت اور قبائل میں بٹا ہوا بے ہنگام معاشرہ پیغمبر امن کے قدموں میں رکھ دیا۔ ہادیٔ عالم ﷺ کی زندگی کا یہ دوسرا دور تھا، بڑا پرشکوہ، اسلام کی تعلیمات کی عملی تطبیق اور آپ ﷺ کی انتظامی صلاحیت کے نکھار کا دور۔

مؤاخات اور امن:

جنم بھومی، مال وزر اور رشتے چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کرنا انسانی نفسیات کا مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے مگر لٹے پٹے مہاجرین کو پناہ دینا اور انھیں بیگانگی کا احساس تک نہ ہونے دینا اس سے بھی بڑھ کر جہاد ہے۔ آج کئی ممالک جو وسائل سے مالا مال ہیں، نے مہاجرین کے اپنے ممالک میں داخلے پر پابندی لگا رکھی ہے، پچھلے دنوں اقوام متحدہ کا بیان اخبارات میں چھپا کہ ''مہاجرین کی آمد روکنے کے لیے یورپی یونین کی پالیسیاں غیر انسانی ہیں۔'' [92 نیوز۔ 15 نومبر 2017] لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے مدینہ کی غریب بستی میں اتنے ہی مہاجرین کو سمو دیا جتنے وہاں کے باسی تھے۔ دونوں گروہوں میں ایسی اخوت قائم کی کہ بھائیوں کے گلے کاٹنے والے اب دوسرے علاقوں سے آئے ہوئے مہاجرین کو اپنا مال و اسباب پیش کرنے لگے۔ ایثار وغمگساری کی بارش میں جاہلی عصبیت کی غلاظت دھل گئی، اخوت کا رشتہ خون کے رشتہ سے بڑھ گیا، ایسی مساوات کہ مہاجر اور انصار میں بظاہر تمیز کرنا مشکل ہوگیا۔ یک جان دو قالب۔ اسے مواخات مدینہ کا نام دیا گیا۔ مہاجرین وانصار نے مل کر انسانیت کو اخوت پر مشتمل ایک نئے معاشرے کا نمونہ پیش کیا۔ یہود اور منافقین اپنی تمام تر سازشوں کے باوجود اس میں معمولی سی دراڑ بھی نہ ڈال سکے۔

﴿ وَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَ كُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ﴾ [آل عمران: 103]

''اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمھیں اس سے بچالیا۔''

میثاق مدینہ اور امن:

مدینہ منورہ مختلف قبائل، علیحدہ علیحدہ نسلوں اور

الگ الگ مذاہب کے پیروؤں میں بٹا ہوا تھا۔ امی عرب، فلسطین کے یہود و نصاریٰ 'عربوں کی جاہلی عصبیت اور یہود کی مالداری، سیاسی اثر رسوخ اور سازشی ذہن مشہور تھا۔ عرب قبائل باہم لڑتے تھے، یہودی انھیں کمزور کرنے کے لیے پیسے اور اسلحے کے ذریعے دونوں کا علیحدہ علیحدہ تعاون کرتے تھے۔ کبھی عرب اور یہودی قبائل میں بھی ٹاکرا ہو جاتا۔ مضبوط قبائل کے ظلم سے بچنے کے لیے کمزور قبائل کسی طاقتور قبیلہ کے حلیف بن کر رہنے پر مجبور تھے۔ وہاں کی معاشرت اور تہذیب مختلف قبائل کی رسوم کا مجموعہ تھی۔ نظریات یکساں تھے نہ مقاصد مشترک۔ بالکل ایک دوسرے کی ضد۔ ایسے گروپ اور احزاب کو متحد کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور انھیں ایک قوت میں ڈھال دینا کسی قائد کی صلاحیتوں کے لیے سب سے بڑا امتحان۔ پیغمبر امن ﷺ نے یہ انہونی کر دکھائی، مدینہ اور آس پاس کے قبائل کو ایک معاہدے کی لڑی میں پرو دیا۔ اسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔

میثاق مدینہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا، اس کی ترپن (53) دفعات تھیں [سیرت النبی ﷺ لابن ہشام :1/554-561]۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی، دنیا کی تاریخ میں پہلی بار اس میں پرسنل لاء کا تصور دیا گیا کہ اس میں شریک ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہوگا۔ یہ دستور آج تک دنیا بھر کے قوانین کے لیے ایک حوالہ بن چکا ہے۔ تعاون باہمی پر کوئی معاشرہ اس محمدی دستور سے بے اعتنائی کر ہی نہیں سکتا۔ اس دستور کی کئی شقیں بلکہ مکمل متن، شاہ کونراڈ دوم (Conrad.II) کے دستور (منعقدہ 1188ء)، شاہ الفانسو نہم (Alfonso.ix) کے قانون حبس بے جا (منعقدہ 1188ء)، میگنا کارٹا (Magna Carta) کے منشور اعظم (منعقدہ 1215ء)، برطانوی پارلیمنٹ کے قانون چارہ جوئی (منعقدہ 1355ء)، برطانوی پارلیمنٹ کے قانون حبس بے جا (منعقدہ 1679ء)، امریکا کے اعلان آزادی (منعقدہ 1776ء)، فرانس کے منشور انسانی حقوق (منعقدہ 1789ء)، تھامس پین کے حقوق انسانی (منعقدہ ومنشور 1792ء)، منشور اوقیانوس (منعقدہ 1941ء) اور اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے منشور (منعقدہ 1948ء) میں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ [پیغمبر امن، بحوالہ محسن انسانیت اور انسانی حقوق: 93]

پیغمبر امن نے مدینہ کے آس پاس کے دوسرے قبائل کو اس معاہدہ میں شامل کیا اور اس کے لیے دور دراز کے سفر کیے۔ اس طرح مدینہ اور اطراف و اکناف کی ایک وفاقی حکومت قائم ہوگئی۔ یثرب کے بے ہنگم شہر کو جدید ترین اور مہذب ریاست کی شکل میں ڈھال دیا۔ جنگوں کی آماجگاہ کو امن و راحت کا مرکز بنا دیا۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں پر ضروری قرار دیا کہ وہ پچھلے تمام انبیاء و رسل اور ان پر نازل ہونے والی کتب پر ایمان لائیں۔ اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔ اس کے علاوہ اہل کتاب کو سیاسی اتحاد کے ساتھ ساتھ مذہبی حوالے سے بھی اتحاد کی دعوت دی۔

﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [آل عمران: 64]

''کہہ دے اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے درمیان اور تمھارے درمیان برابر ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔''

تاریخ میں اکثر جنگوں کا سبب دوسرے کے مذہب اور فکر کو درست بلکہ احترام کے قابل نہ سمجھنا تھا۔ جو پیغمبر اپنے ماننے والوں پر دوسرے آسمانی مذاہب پر ایمان اور ان کا احترام کرنا ضروری قرار دیتا ہو اور انھیں اتحاد کی دعوت دیتا ہو، وہ دہشت گرد کیونکر ہو سکتا ہے؟۔ دہشت گرد تو وہ ہیں جو اپنے علاوہ دوسرے افراد اور مذاہب کو احترام کا حق بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

یہود نے اس معاہدے کے باوجود قریش کے ساتھ ساز باز رکھی، مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے کرتے مدینہ کی پرامن فضا کو مسموم کر دیا، عرب قبائل کو متحد کر کے مدینہ پر چڑھا لائے مگر پیغمبر امن نے انھیں مدینہ سے جلاوطن کرنے پر اکتفا کیا۔

ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی زیارت کے لیے عمرہ کا اعلان کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم رکاب ہوئے۔ سفر کے لیے حرمت والے مہینے ذوالقعدہ کا انتخاب کیا جس میں عرب جنگ نہیں کرتے تھے اور ہر شخص کو مکہ میں بلا روک ٹوک آنے کی اجازت تھی۔ مزید حج قریب تھا، گمان یہی تھا کہ قریش حج سیزن خراب ہونے کے ڈر سے بدمزگی پیدا نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے احرام باندھا، قربانی کے جانوروں کے گلے میں قلادے ڈالے، ہتھیار لیے بغیر چل پڑے تا کہ اہل مکہ کو یقین ہو جائے کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہتھیار لیجانے کا مشورہ دیا، فرمایا: ہم عمرہ کے لیے جا رہے ہیں، جنگ کے لیے نہیں۔ عرض کی: اگر دشمن اپنی حرکت سے باز نہ آیا تو؟ فرمایا: چلو تلوار لے لو (جو دو بدو جنگ کے لیے استعمال ہوتی ہے) مطلب یہ تھا کہ ہم ہرگز جنگ نہیں کریں گے، اگر دشمن بالکل سر پر آ گیا تو اس سے محض اپنا دفاع کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ سے بچنے کے لیے مکہ سے انیس میل دور قافلے کو روک دیا۔ اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں، بیت اللہ کی زیارت میں رکاوٹ نہ پیدا کی جائے۔

اولاً انکار، پھر صلح پر آمادہ ہو گئے۔ معاہدہ صلح کی ایک ایک شق اہل اسلام کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف اور اس کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کے دل چھلنی کر دینے والا تھا۔ مثلاً قریشی سفیر نے محمد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ لکھنے سے صاف انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے امن کی خاطر محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔ شرائط میں سے یہ بھی تھی کہ آپ اس سال عمرہ کے بغیر واپس چلے جائیں، اگلے سال عمرہ کرنے آئیں گے۔ اہل مکہ کا کوئی شخص مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس مدینہ جائے گا تو قریش مکہ کے طلب کرنے پر آپ ﷺ واپس کرنے کے پابند ہوں گے لیکن آپ ﷺ کا کوئی شخص مکہ پلٹ آئے تو مکہ والے واپس نہ کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے محض امن کی خاطر سب کچھ بخوشی قبول کر لیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک دل برداشتہ ہوئے اور پوچھنے لگے 'کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟'۔ مکہ کے تقریباً اسی (80) جوان رات کو مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی کے سبب سب گرفتار ہو گئے لیکن آپ ﷺ نے امن کی خاطر سب کو چھوڑ دیا۔

﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا﴾

[الفتح: 24]

''اور وہی (اللہ) ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمھارے ہاتھ ان سے روک دیے،

اس کے بعد کہ تمہیں ان پر فتح دے دی اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو، ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے۔''

جہاد اور امن:

مسلمانوں کے ہجرت کر کے مدینہ آجانے کے بعد بھی اہل مکہ کے تعصب کی آگ نہ بجھی، انھیں دوسری جگہ پر جا کر مسلمانوں کا سکون سے رہنا برداشت نہ ہوا۔ انھوں نے مدینہ میں چھپے دشمنوں اور قرب وجوار کے غیر مسلمانوں سے ساز باز شروع کر لی، اہل مدینہ کے مکہ میں داخلے پر پابندی لگا دی بلکہ انصار کے بعض مسلمان جو مکہ میں عمرہ کی غرض سے گئے تھے، ان کی مار پیٹ کی، مزید مدینہ کے اطراف میں حملے شروع کر دیے۔ پیغمبر امن نے ان کا جواب دینے کی بجائے ان کی تجارتی شاہراہ پر چھوٹے موٹے مسلح طائفے بھیجنے شروع کر دیے تاکہ انھیں احساس ہو کہ ان کی تجارتی شاہراہ ہماری دسترس میں ہے اور وہ اوچھی حرکتوں سے باز آجائیں مگر وہ اسلام دشمنی پر ادھار کھائے بیٹھے تھے، باز نہ آئے۔ مسلمانوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کرنے کے لیے وار فنڈ جمع کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس فنڈ سے تجارت کی تاکہ یہ سارا پیسہ جنگ کے ساز وسامان میں خرچ کیا جا سکے۔ پیغمبر امن وسلامتی نے بڑی جنگ سے بچنے کے لیے اس وار فنڈ کے مال کو لوٹنے کا پروگرام بنا لیا۔ اسی ضمن میں جنگ بدر پیش آئی۔ اس میں کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی۔ دشمن کے ستر فوجی قیدی بنا لیے گئے۔ اسلام سے پیشتر تمام اقوام اور ممالک اسیران جنگ سے ایسا وحشیانہ سلوک کرتے تھے کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن پیغمبر امن وسلامتی نے اس دستور کے برعکس انھیں فدیہ لے کر اور بعض کو بلا معاوضہ چھوڑ دیا اور جتنے دن پاس رکھا' مہمانوں کی سی خاطر مدارت کی۔

مسلمانوں نے سمجھا کہ اب وہ جنگ سے باز آجائیں گے مگر ان کی ہڈی میں اسلام دشمنی رچ بس گئی تھی۔ انھوں نے بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے اگلے سال یعنی شوال 3 ھ میں مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ شہر سے باہر احد کے پہلو میں رن پڑا، مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی کی خلاف ورزی کرنے کے سبب ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ستر صحابہ نے جام شہادت نوش کیا، جو بچے' وہ زخموں سے چور، خود امام الانبیاء ﷺ اس دن شدید ترین مجروح ہوئے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کا بدلہ لینے کا اعلان کرنے کی بجائے دعا کرتے ہوئے کہا:

((اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون))

''اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، بلاشبہ یہ جانتی نہیں ہے۔''

کفار اگلے سال ٹھیک اسی مہینہ میں عرب کے بہت سارے قبائل کو اکٹھا کر کے پھر مدینہ پر چڑھ دوڑے۔ مسلمانوں نے لڑنے کی بجائے ایک خندق کھود کر ان کا جنگی پلان فیل کر دیا۔

اس جنگ کے اصل محرک وہ یہودی تھے جنھیں مدینہ سے جلاوطن کیا گیا تھا اور انھوں نے خیبر میں ڈیرے ڈال لئے تھے، لہٰذا امن کے لیے شر کے اس مرکز کا خاتمہ ضروری تھا، رسول اللہ ﷺ قدسی لشکر لے کر خیبر پہنچ گئے۔ بعض علاقے مذاکرات اور بعض کو معمولی نقصان کے ساتھ فتح کر لیا مگر خیبر کی زمین اسی مفتوح قوم کو بٹائی پر دے کر امن وسلامتی کی ایک نئی مثال قائم کر دی۔

صلح حدیبیہ کا معاہدہ مسلمانوں کے خلاف اور باعث نقصان تھا، اس کے باوجود انھوں نے اس کی پاسداری کی۔ اہل مکہ نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ پر حملہ کر کے اس معاہدہ کو از خود پامال کر دیا۔ معاہدہ کی رو سے مسلمانوں پر فرض تھا کہ اپنے حلیفوں کا بدلہ لیں۔ آپ ﷺ نے لشکر تیار کیا، اللہ سے دعا کی کہ ہمارے وہاں پہنچنے تک اہل مکہ کو خبر نہ ہو تاکہ ہم انھیں بے خبری میں جالیں اور مکہ مکرمہ کی مقدس زمین خون بہے بغیر فتح ہو جائے۔ جب آپ ﷺ مکہ تک پہنچ گئے، باہر خیمہ زن ہوئے، اہل مکہ کو باخبر بلکہ انھیں دل شکستہ اور حواس باختہ کرنے کے لیے لشکر میں جگہ جگہ الاؤ جلانے کا حکم دیا تاکہ انہیں بڑی فوج کی آمد محسوس ہو۔ تب انھیں خبر ہوئی لیکن پانی سر سے گزر چکا تھا۔

مکہ میں داخل ہوتے ہوئے انصار کے سردار سعد بن عبادہ نے کہا:

''آج بڑی لڑائی کا دن ہے، آج کعبہ میں جنگ حلال ہوگی، آج اللہ تعالیٰ قریش کو ذلیل کرے گا۔''

پیغمبر امن کو خبر ہوئی تو فرمایا:

''سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا ہے، آج تو کعبہ کی تعظیم ہوگی اور اسے نیا غلاف پہنایا جائے گا، آج اللہ قریش کو عزت سے نوازے گا۔''

کسی نے کہا: خطرہ ہے کہ سعد قریش میں تباہی مچائیں گے۔ رسول رحمت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو عہدے سے معزول کر کے ان سے جھنڈا واپس لے لیا۔ آپ ﷺ نے تمام سالاران لشکر کو ہدایت فرمائی کہ جب تک کفار پہل نہ کریں، کسی سے جنگ نہ کریں۔ اب تک کے سب سے بڑے دشمن کا نام لے کر فرمایا: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا' اسے امان ہے۔ جنگی دستور کے مطابق تمام مفتوحہ مرد وزن آپ کے غلام تھے لیکن پیغمبر امن نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ [یوسف: 92]

''آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمھیں بخشے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ جنگ سے بچنے کی کوشش فرمائی۔ جب ناگزیر ہوئی یا کہیں کسی قوم کی شرانگیزی اور فساد آخری حد کو چھونے لگا تو بقائے امن کے لیے پیغمبر اسلام نے ہتھیار اٹھائے۔

﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُo الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا﴾ [الحج: 40-39]

''ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی جاتی ہے، لڑنے کی اجازت دے دی گئی ہے، اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر یقیناً پوری طرح قادر ہے۔ وہ جنھیں ان کے گھروں سے کسی حق کے بغیر نکالا گیا، صرف اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں' ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ نے ان کے بعض کو بعض کے ذریعے ہٹانا نہ ہوتا تو بری طرح ڈھا دیے جاتے (راہبوں کے) جھونپڑے اور (نصرانیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بہت زیادہ کیا جاتا ہے اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ یقیناً بہت قوت والا، سب پر غالب ہے۔''

یعنی جہاد صرف اور صرف دعوت میں رکاوٹ' ظلم' شر اور فساد کو مٹانے کے لیے ہے، اس لیے کہ اگر فساد کو مٹانے کی بجائے برداشت کر لیا جائے تو مقدس عبادت گاہیں تک محفوظ نہیں رہیں گی۔ مزید رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے مقاصد کا تعین کر کے اور اس کے اصول وضع

باقی صفحہ 28 پر

آؤ کہ اس پھول سے خوشبو سمیٹ لیں

آؤ کہ اس پھول سے خوشبو سمیٹ لیں

سلام...... الحرمین کی کاوشوں کو سلام...... سلام اور پھر سلام...... جنہوں نے سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے خصوصی تحریری مقابلہ رکھ کر تمام قارئین کو موقع فراہم کیا...... ہمیں ایک باغ (سیرت النبی ﷺ) دکھلایا گیا اور اس میں ایک سے بڑھ کر ایک حسین اور خوشبو سے معطر پھول کی جانب رہنمائی فرمائی کہ ایک پھول کا انتخاب کر کے اس انداز سے قلم کشائی کریں کہ اس پھول کی خوشبو کو پڑھنے والے اپنے اندر تلک اتار کر اس پر عمل پیرا ہوں...... سو ہم بھی اس باغ میں بھینی بھینی خوشبو سے پُر پھول چن لائے۔

...... آیئے سنگ سنگ چلیں اور اس باغ میں داخل ہو کر ابھی اخلاق کے پھول کی خوشبو سے اپنا وجود نہلا دیں...... جی ہاں ہمارا انتخاب ٹھہرا...... نبیؐ کے اخلاق حسنہ

طالب دعا حمیرا رحمانی۔ ڈی آئی خان

نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ

سیرت النبی ﷺ

حمیرا رحمانی

اخلاقیات (ethics) کو دین اسلام میں جو اعلیٰ ترین مقام حاصل ہوا، وہ کسی بھی تعریف کا محتاج نہیں...... اسلام جب ظہور پذیر ہوا، سب سے پہلا مقصد ہی یہی تھا کہ انسان کے اخلاق کو اندھیر نگری سے نکال کر روشنیوں کا سفر کرایا جائے، جہاں سے اخلاقی رذائل کی طرف دوبارہ پلٹنا ناممکن ٹھہرے...... وہیں لوگوں کی آپس میں ملاقات، اک دوسرے سے دوستی کرنا...... خواتین کا خواتین کے ساتھ محبت ومودت کا جذبہ، مرد کا مرد کے ہمراہ راز و نیاز کرنا، اعتبار کرنا، صرف اور صرف اخلاقی خوبصورتی، اچھے بول، اک دوجے کا خیال رکھنا اور شرافت کے موتیوں کا منفرد امتزاج ہی حق و صداقت کی بنیاد اور عروج و ارتقاء کا سبب بنتا ہے......

ہمارے رستے کہکشاں سے سج جائیں، منزل آسان تر ہو جائے اگر نبی ﷺ کے اخلاق کے سچے موتی اپنی زیست میں جڑ لیں۔ گمراہی و ضلالت کے عمیق غاروں میں گرنے سے بدرجہا بہتر ہے کہ زندگی کو اخلاق حسنہؐ کی برکت سے روشن کر لیں۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم۔4) جیسا (دنیا کا حسین ترین) تمغہ اللہ رب العزت نے بانیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا...... تا کہ یہ پیارا تمغہ لئے جب اجڈ و اکھڑ لوگوں کو تبلیغ کی جائے تو ان کے سینے اسلام کی سچی تعلیم سے سیدھی راہ کو منتخب کریں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

''اور (اے پیغمبر) اگر تو تیز خو، سخت دل ہوتا تو لوگ تیرے آس پاس سے بکھر جاتے'' (آل عمران)

سبحان اللہ اگر دیکھا جائے تو ہادی برحق ﷺ کے اخلاق حسنہ اسی ایک آیت سے سمجھ میں آ جائیں...... اپنی امت کو سرکار دو عالم ﷺ نے اچھے اخلاق کی تعلیم یوں دی

اِنَّ مِنۡ خِیَارِکُمۡ اَحۡسَنَکُمۡ اَخۡلَاقًا (بخاری شریف)

تم میں سے سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ ایک جگہ نبی انور ﷺ یوں فرماتے نظر آتے ہیں...... میزان عمل کے اندر خوش خلقی سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابوداؤد) سرور کائنات رسول مقبول ﷺ کا ہی ارشاد مبارک ہے۔ کوئی شرافت اور بزرگی اخلاق حسنہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

آج اخلاق کا تاریک دور چیخ چیخ کر صدائیں دے رہا ہے، ایک بار پھر زندگی کا ہر پہلو، ہر گوشہ اور ہر شعبہ اخلاقی روشنی کے لئے مچل رہا ہے...... مسلمان معاشی و معاشرتی، تمدنی و مذہبی شعبوں میں اخلاقیات کو بھلا بیٹھے ہیں۔ رسول اقدس ﷺ کی نبوت کا تاج خاتم النبیین، اکرم الاولین و اکرم الآخرین، شفیع الوریٰ شفیع المذنبین کے موتیوں، ہیروں سے جگمگا رہا ہے...... تو آیئے چند ایک عملی نمونے اخلاق حسنہ کے پیرائے میں احمد مجتبیٰ ﷺ، احمد مصطفیٰ ﷺ کے دیکھیں اور اخلاق کی کرنیں بکھیرتی قندیل لے کر دوسروں کے رستے اجالنے کا سبب بنتے چلے جائیں......

یہ سید البشر ﷺ ہی تھے جو بچوں کے لئے رک جایا کرتے۔ سلامتی کے ساتھ انہیں گود میں اٹھا کر چومتے، خوب پیار کرتے کہ ہر بچہ اس محبت کا متلاشی ہوتا ہے......

ہم تو یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں'' ہمارا دل کہتا ہے، بچے اللہ کے نبی ﷺ کے راستے میں خود کھڑے ہو جاتے ہوں گے کہ سرتاج انبیاء (ﷺ) ابھی پیار بھرے بوسوں سے استقبال کریں گے۔ (اللہ اکبر) یاد کرو وہ وقت جب حضرت محمد ﷺ اپنے عزیز شہر مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے تو سارا مدینہ گویا زیارت رسول ﷺ کو امڈ آیا...... ان میں یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم عبداللہ بن سلام بھی تھے۔ تورات میں مطالعہ کی رو سے آپ ﷺ کو فوراً پہچان گئے...... پھر یہی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں، سب سے پہلے الفاظ جو انہوں نے پیغمبر آخر الزمان سے سنے، وہ یہ سنا رہے ہیں۔ یا ایہا

الناس افشوا السلام ۔لوگو آپس میں ایک دوسرے کو سلام عام کرو۔تو جذبہ خلوص سے سلام کے ساتھ ملئے کہ احمد ﷺ کا یہی طریقہ کار رہا ہے تا کہ بغض' کینہ وعناد' حسد' دھوکہ وفریب سے دور...... دعائیہ انداز لئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہئے کہ اے میرے بھائی تو مجھ سے سلامتی میں ہے۔(سبحان اللہ) یہیں سے ہی خیر کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں' یہاں سے اخلاقی بیماری دور ہو جاتی ہے...... ارے دل کی تاریکی چھٹتی چلی جائے گی جب تاریخ کو غور سے پڑھو گے' سمجھو گے کہ امام الانبیاء ﷺ نے اپنے لئے تعظیماً کھڑا ہونا بھی ناپسند فرمایا...... آج دیکھئے ہر شعبے میں ہر بڑا چاہتا ہے کہ ہمارے لئے یہ فعل سر انجام دیا جائے...... سن لیجئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ لوگ اس کے آگے تعظیماً کھڑے رہیں تو اس کو اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تجویز کر لینا چاہئے۔(ترمذی شریف) یہ فقط قول نہیں' ہر ہر قول کا آپؐ نے عملی نمونہ پیش کیا...... ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے عصا یعنی لاٹھی پر سہارا کرتے ہوئے ہماری مجلس میں جلوہ فرما ہوئے۔ہم نے آپؐ کی تعظیم کے لئے قیام کیا۔(یعنی اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے) حضور ﷺ نے فرمایا خبردار! تعظیماً مت کھڑے ہوا کرو تم جس طرح عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔(ابوداؤد)

یہ ہے رخ انور ﷺ...... یہی تو ہیں اخلاقی بلندیاں جن پر عمل کر کے ہم اعلیٰ درجوں پر فائز ہو جاتے ہیں...... دونوں جہانوں کے رب کی نظر میں...... رسول خدا ﷺ وعدے کی پاسداری نبھانے کے لئے تین دن تک ایک جگہ بیٹھے رہے جب عبداللہ بن ابی الحمساء ان کے نبی ہونے سے پہلے کچھ خریدتے ہیں اور بقایا رہ جانے پر اسی جگہ ادائیگی کا کہتے ہیں لیکن انہیں تین دن بعد بقیہ قیمت یاد آئی تو دیکھا' آپ ﷺ اسی جگہ پر بیٹھے ہیں۔تب آپ ﷺ نے فرمایا' تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا کہ میں اسی جگہ تین روز سے تیرے انتظار میں ہوں۔(ابوداؤد)

یہ ہے اخلاقی تحفہ جو مالک ارض وسماء کی طرف سے ملا آپ ﷺ کو...... یہاں نوٹ کیجئے نہ سخت کلامی سے پیش آئے اور نہ جھوٹ بولا کہ میں اتنے دن سے بیٹھا ہوں...... یہاں سچائی کو قریب تر جان کر وہی بات زبان مبارک سے ادا ہوئی جو پاکیزہ سچ تھا۔یہاں عہد نبھایا گیا...... اور صدق ہی صدق راست گوئی سے جاری وساری ہوا' کیوں......؟ کیونکہ سرور عالم ﷺ نے جھوٹ کو اس قدر ناپسند فرمایا کہ ترمذی شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو (رحمت کے) فرشتے اس سے میل بھر دور ہو جاتے ہیں اس بدبو کے باعث جو جھوٹ سے پیدا ہوتی ہے۔'' یہی وجہ ہے ہمارے سب سے بڑے رہنما حضرت انور ﷺ ''صادق وامین'' کا لقب اپنوں وغیروں سے پاتے ہیں...... آفرین صد آفرین...... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام آپؐ کے اخلاق سے اتنا متاثر ہوتے ہیں کہ تجارتی سفر کے دوران آپ ﷺ کی تمام حرکات و سکنات دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر گوش گزار کرتے ہیں جس پر آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام حضرت خدیجہؓ جیسی بہت ہی مالدار خاتون کی طرف سے ملتا ہے جو اپنا سب مال آپ ﷺ کے قدموں کی خاک بنا کر پیش کر دیتی ہیں۔یہ تھی اخلاق حسنہ کی صدیقیت۔

اب ذرا دیکھئے' نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ جیسی اپنی چہیتی بیوی کو کس قدر خوبصورتی سے اخلاقی دنیا کو سنوارنے کی طرف رغبت دلا رہے ہیں...... سنئے' پڑھئے اور غیبت جیسے مرض کا قلع قمع کیجئے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا' آپ کو صفیہ رضی اللہ عنہا (کے عیب) سے ایسا اور ایسا (اشارہ بالشت سے بتایا) کافی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات سے مراد تھی کہ صفیہؓ کوتاہ قد ہیں۔حضور انور ﷺ نے (ناخوش ہو کر) فرمایا (عائشہ رضی اللہ عنہا) تو نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اس (کلمۂ غیبت) کے ساتھ دریا ملایا جائے تو یہ کلمہ دریا متغیر کر دے۔(ترمذی' ابوداؤد) آپؐ نے کس قدر حسن ظن رکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اندر سے اخلاقی برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا' یہ تھا عدل وانصاف جو عیبوں' قصوروں اور خطاؤں کو اچھائی کے ساتھ خوبی میں بدل دیتا ہے۔سننے والا بھی اپنی فوراً سے پیشتر اصلاح کر لیتا ہے کہ رنجشوں کو دلوں میں جگہ ہی نہ ملتی اور طبیعت رنج' غصہ و ناراضگی سے صاف شفاف ہو جاتی...... کہاں کہاں سرور کونین' اسود و احمر کے پیشوا حضرت محمد ﷺ نے ہمیں اخلاقی درس نہ دیا...... گھر سے رستوں تک' رستوں سے شعبوں تک' شعبوں سے ملک ملک پھرنے تک' آپؐ کے اخلاق کے پھول کی پتی پتی ہر رنگ بکھیر رہی ہے' آپؐ نے غضب' حسد سے دور رہ کر عجز و انکساری سے اخلاق سے بھری شان والی زندگی کی جھلک دکھلائی...... جہاں شکر گزاری' نرمی' مہمان نوازی' صلح وصفائی کو خاطر ملحوظ رکھنا' ارمغان (تحفہ) سے دلوں کے کینہ کو دور کرنا' عیب جوئی نہ کرنا' آداب محفل بجالانا' رشوت نہ دینا نہ لینا اور بے زبان حیوانوں کا حق تک ادا کرنا عمل اور صرف عمل سے سکھایا گیا' آپ ﷺ نے فرمایا اتقوا اللہ فی ہذہ البہائم المعجمۃ ان بے زبان حیوانوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو......

مندرجہ بالا عنوان پر سیر حاصل لکھنا ممکن نہیں اس لئے کہ آپؐ کے اخلاق کے درخت کی شاخیں بہت گھنی ہیں جو اپنے سائے تلے دشمنوں کو لا کر دوست بنا دیا کرتی ہیں...... آیئے اس درخت کی چھاؤں سے ہم فائدہ اٹھائیں اور اس کی گھنی شاخوں پر لگے بے شمار پھولوں سے اپنے وجود کو معطر کر لیں۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

وہ جمال خلق
وہ کمال خلق......!!!
وہ عظیم ہیں
وہ عظیم تر......!!!
آئے جب ان کا
ذکر جمیل......!!!
ہوں آنسو رواں
رہے چشم تر......!!!
آپؐ وہ خزینۂ رحمت
جہاں......!!!
ملتی ہے سبھی کو اماں
بدن و روح رہے تربہ تر
بھوک کا نہ احساس
رہے جہاں......!!!
وہاں رہے نہ تشنگی کا
اثر......!!!
جو پیغام ربی سربہ سر
ہجر بھی جھیلے......!!!
اور کھائے پتھر......!!!
پیام حق مگر سنا دیا
اور بتوں کو......!!!
سارے ڈھا دیا......!!!
مژدہ حقوق سنا دیا......!!!
تھے جن وانس
پہاڑ وصحرا' بحر وبر......!!!
جینے کا ڈھنگ سکھا دیا......
فلاح کا رستہ دکھا دیا......

قیصر وکسریٰ بھی تھرا گئے......
بگڑ گئے باطل کے ہر سو تیور
حزن وہم کو دور کیا
عدل و اصول کو زور
دیا......!!!
حسن اخلاق کی ترویج
ہوئی......
کہ خلق عظیم کے تھے
پیکر......!!!
اس سیرت کو کریں
بیان......!!!
ہم کس قدر
اس نام کے اوصاف......!!!
ہوں بیان ہم سے کیونکر
ہے یہ وہ نام کہ جس کا......!!!
جاری ہے ہر سو ترانہ
اس عظیم اسم پر بھیجے......!!!
درود سارا زمانہ......!!!
جنہیں امت' برکت' کثرت
ملی......
کہ ندرت' جدت' وسعت ملی
حشمت' شوکت' رفعت ملی
کہلائے محبوب خالق ومخلوق
اور خیر البشر (ﷺ)

جویریہ بتول

نبی کریم ﷺ کا حسب ونسب اور پیدائش و وفات

سیرت النبی ﷺ

محمد اسماعیل وڈن۔ کبیرہ ساہیوال

حسب ونسب:

آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ ہے اور احمد بھی ہے۔ تورات میں آپ ﷺ کا نام فارقلیط ہے۔ آپ ﷺ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔

آپ ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب' ان کا نسب نامہ آپ ﷺ کے والد کے بعد کلاب بن مرۃ تک پہنچتا ہے۔ واثلۃ بن اسقع کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' بے شک اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو آل اسماعیل میں سے منتخب کیا۔ قریش کو کنانہ سے' بنی ہاشم کو قریش سے اور مجھے بنی ہاشم سے منتخب فرمایا۔ (صحیح مسلم: 2276)

آپ ﷺ کی پیدائش:

آپ ﷺ کی پیدائش مکہ میں سوموار والے دن عام الفیل کے سال 571 عیسوی میں ہوئی۔ اس وقت کے تمام کیلنڈر بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیدائش ربیع الاول کی 9 تاریخ کو ہوئی۔ 12 ربیع الاول والا دن کسی بھی طرح سے سوموار کا دن نہیں بنتا۔ یقیناً اس دن کی نسبت سے آپ ﷺ کے دادا' چچا اور تمام عزیزوں کو بے پناہ خوشی ہوئی۔ آپ ﷺ کے دادا اور چچا نے آپ ﷺ کی پیدائش پر ہمارے ہاں کی طرح کوئی روایتی جشن نہیں منایا بلکہ اللہ کا شکر ادا کیا۔ آپ ﷺ کے چالیس سال نبوت کے اعلان سے پہلے اور 23 سال اعلان نبوت کے بعد' نہ مکہ میں' نہ مدینہ میں کبھی سالگرہ' جشن' جلوس وغیرہ کا وجود تک نہیں۔

آپ ﷺ کے خلفائے راشدین کا جو بہترین دور تھا' جن کی نبی کریم ﷺ سے محبت بھی بے مثال تھی' جشن میلاد یا جلوس یا پیدائش کے حوالے سے دن نہیں منایا۔ اس کا ثبوت وحی الٰہی' تعامل صحابہ کرام ؓ' سلف صالحین' حکمرانوں اور علماء سے کہیں بھی نہیں ملتا۔

علالت اور وفات:

حج سے واپسی کے بعد 29 صفر دوشنبہ کو نبی کریم ﷺ ایک جنازے سے واپس آرہے تھے۔ راستے میں درد شروع ہوگیا۔ پھر شدید بخار ہوگیا۔ اسی حالت میں آپ ﷺ گیارہ دن تک مسجد آکر امامت کرواتے رہے۔ چار روز قبل از رحلت مرض میں اضافہ ہوگیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو چند نصیحتیں فرمائیں۔ اسی روز تین دفعہ مسجد جانے کا ارادہ کیا لیکن ہر دفعہ غشی طاری ہوجاتی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

12 ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کا دن تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ مسجد میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دروازے کا پردہ اٹھا کر دیکھا۔ نمازی چاہتے تھے کہ چہرہ انور کی زیارت کرتے رہیں۔ ابوبکر ؓ نے جگہ چھوڑنا چاہی کہ شاید آپ ﷺ نماز پڑھائیں گے۔

آپ ﷺ نے نماز پوری کرنے کا اشارہ فرمایا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ پر بار بار غشی طاری ہونے لگی۔ بدن تکلیف میں مبتلا تھا۔ کبھی چادر منہ پر ڈالتے اور کبھی ہٹا دیتے۔ بار بار فرماتے تھے' یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ سر مبارک حضرت عائشہ ؓ کی گود میں تھا۔ پانی کا برتن پاس رکھا تھا۔ بار بار ہاتھ بھگو کر پیشانی مبارک تر کرتے' اسی دوران ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ فرمایا:

اللھم بالرفیق الاعلیٰ

یہی فرماتے ہوئے روح انور عالم قدس میں پہنچ گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا خطبہ:

آپ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر صحابہ کرام ؓ کے ہوش و حواس گم ہوگئے۔ حضرت عمر ؓ کا یہ حال تھا کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کا یقین نہ آتا تھا۔ "حضرت عمر ؓ تلوار نکال کر کھڑے ہوئے' کہنے لگے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں' میں اس کا سر قلم کردوں گا۔" حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے صحابہ کرام ؓ کی یہ حالت دیکھ کر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی جس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

"لوگو! جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا' وہ سمجھ لے کہ آپ ﷺ فوت ہوگئے ہیں اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا' اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ...... (آل عمران: 144)

"اور نہیں ہے محمد (ﷺ) مگر ایک رسول' بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے"

اس خطبہ سے صحابہ کرام ؓ مطمئن ہوگئے۔ حضرت عمر ؓ تو کہنے لگے' مجھے یوں لگا' یہ آیت آج نازل ہوئی ہے۔

تجہیز و تکفین:

تدفین کے مسئلہ پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: مجھے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے کہ نبی اس جگہ فوت ہوتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرے۔ چنانچہ حضرت عائشہ ؓ کے کمرے میں ہی قبر کھودی گئی۔ حضرت طلحہ ؓ نے قبر کھودی۔ حضرت علی ؓ' حضرت عباس ؓ اور ان کے دو لڑکوں نے غسل دیا۔

آپ ﷺ کی عمر مبارک 63 برس تھی۔ آپ ﷺ نے ابلاغ دین کا فریضہ مکمل کرلیا۔ صحابہ کرام ؓ نے آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی لیکن عام مسلمانوں کے طریقے سے ہٹ کر۔ دس دس کے گروہ کی شکل میں لوگ کمرے کے اندر داخل ہوکر درود پڑھتے اور واپس ہو جاتے۔ آپ ﷺ کی وفات حضرت عائشہ ؓ کے حجرہ میں ہوئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم.....غیر مُسلموں اور مستشرقین کی نظر میں

سیرت النبی ﷺ

محمد امجد۔ حویلی لکھا اوکاڑہ

مستشرق عام طور پر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اہل مغرب میں سے جو شخص مشرقی زبانوں' علوم وفنون' آداب وثقافت اور تہذیب وتمدن پر عبور رکھتا ہو۔ چونکہ بیشتر مغربی مستشرقین نے اسلام کو تحقیقات کا موضوع بنایا ہے' اس لئے مستشرقین زیادہ تر غیر مسلم اہل علم کو کہا جاتا ہے جن کا تعلق مغربی ممالک یورپ' امریکہ' آسٹریلیا وغیرہ سے ہو اور انہوں نے اسلام کے بارے میں کچھ لکھا ہو لیکن اب یہ لفظ زیادہ وسیع معنوں میں استعمال ہونے لگا ہے۔ بعض اوقات تو مستشرقین میں وہ تمام غیر مسلم مصنفین شامل سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے اسلام یا آنحضرتؐ کے بارے میں لکھا ہو۔ بیشتر مستشرقین کا تعلق یہودیت یا عیسائیت سے رہا ہے' اس لئے اسلام کے بارے میں ان سے انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ ان کی تحریروں میں اسلام دشمنی کی جھلک عام نظر آتی ہے۔ ان کے کام کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق اسلام کے خلاف کام کیا ہے اور اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں بے بنیاد شکوک وشبہات بڑی چابکدستی سے دنیا میں پھیلائے ہیں۔

انیسویں اور بیسویں صدی یورپی استعمار کے عروج کا زمانہ ہے کہ جب ہر جگہ اور ہر میدان میں یورپ کی برتری کو تسلیم کیا گیا۔ اس زمانے میں مستشرقین بھی ضرورت کے مطابق بہت بڑی تعداد میں سامنے آئے اور انہوں نے مختلف موضوعات پر تصانیف کے ڈھیر لگائے لیکن مستشرقین کے گروہ میں اس عہد میں متعصب لوگوں کے ساتھ ساتھ کچھ اعتدال پسند لوگ بھی دیکھنے میں آئے جنہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں قدرے نرم اور معقول رویہ اپنایا۔ ان میں جرمن شاعر گوئٹے اور انگریز ادیب کارلائل کی کاوشیں قابل قدر ہیں۔ گوئٹے نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی پر ایک ڈرامہ لکھنے کا منصوبہ بنایا تھا اور اس کا کچھ حصہ لکھا بھی تھا لیکن وہ اسے مکمل نہ کر سکا۔ اس کے لکھے ہوئے حصے کی ایک نظم "نغمہ محمد" بہت مشہور ہے۔ اقبال نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا اور یہ "پیام مشرق" میں شامل ہے۔ کارلائل نے اپنی معروف کتاب Heros and hero worship میں حضور اکرم ﷺ پر جو مضمون لکھا ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے۔

> ☆......محمد (ﷺ) کی زندگی ذاتی اغراض ومفاد پرستی سے کلیتاً خالی تھی بلکہ لامحدود اختیارات حاصل ہو جانے کے باوجود بھی انہوں نے اپنی ذات وانا کی تسکین کے لئے اپنی سادہ بود وباش میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ (ڈیون پورٹ)

بیسویں صدی میں مستشرقین کی تحریک میں وہ شدت باقی نہیں رہی' ان میں سے بعض کو خداوند کریم نے مسلمان ہونے کی بھی توفیق دی۔ مسلمان ہونے والے مستشرقین میں مارٹن لنگز' شون اور حامد الگر قابل ذکر ہیں۔ مارٹن لنگز نے سیرت رسول ﷺ پر ایک ضخیم کتاب بھی لکھی ہے جو 1983ء میں لندن میں شائع ہوئی۔

بیشتر اسلامی ممالک اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی آزادی دوبارہ حاصل کر چکے ہیں۔ یورپی استعمار کی پالیسی بھی بدل گئی ہے اس تبدیلی کا اثر مستشرقین کے رویے پر بھی پڑا ہے۔ اب یہ اکثر ممالک میں وزارت خارجہ کے پالیسی سازوں کو مشورے دیتے ہیں۔ یہ ممالک اب بھی مستشرقین کو سیاسی مقصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

چند مشہور مستشرقین کے اعترافات:

لامارٹن: اگر مقصد کی عظمت' وسائل کی قلت اور حیرت انگیز نتائج' ان باتوں کو انسانی تعقل وتفکر کا معیار بلند مانا جائے تو کون ہے جو تاریخ کی کسی جدید یا قدیم شخصیت کو محمد (ﷺ) کے مقابل لانے کی ہمت کر سکے۔ لوگوں کی شہرت ہوئی کہ انہوں نے فوجیں بنا ڈالیں۔ قوانین وضع کرائے اور سلطنتیں قائم کر ڈالیں لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ انہوں نے حاصل کیا کیا؟ صرف مادی قوتوں کی جمع پونجی؟ وہ تو ان کی آنکھوں کے سامنے لٹ گئی۔ بس صرف یہی ایک آدمی ایسا ہے جس نے یہی نہیں کہ فوجوں کو مرتب کیا' قوانین وضع کئے اور مملکتیں' سلطنتیں قائم کیں بلکہ اس کی نظر کیمیا اثر نے لاکھوں متنفس ایسے پیدا کر دئیے جو اس وقت کی معلوم دنیا کی ایک تہائی آبادی پر مشتمل تھے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر انہوں نے قربان گاہوں کو خداؤں' دین ومذہب کے پیروکاروں کو' خیالات وافکار کو' عقائد ونظریات کو بلکہ روحوں کو بدل ڈالا۔ پھر صرف ایک کتاب کی بنیاد پر جس کا لکھا ہوا ہر ہر لفظ قانون تھا' ایک ایسی روحانی امت کی تشکیل کر دی جس میں ہر زمانے' وطن' قومیت کا حامل فرد موجود تھا۔ وہ ہمارے سامنے مسلم قومیت کی ایک ناقابل فراموش خصوصیت یہ چھوڑ گئے کہ صرف ایک اَن دیکھے خدا سے محبت اور ہر معبود باطل سے نفرت۔

ایڈورڈ گبن: ان سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہیں گزرا تھا جیسا کہ محمد (ﷺ) کیونکہ منصب نبوت سے سرفراز ہوتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو انہیں

سب سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان کی بشری کمزوریوں سے بھی سب سے زیادہ واقف ہو سکتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا معاملہ برعکس رہا کہ وہ سب جگہ سب کے نزدیک معزز ومحترم ٹھہرے الا یہ کہ جو انہیں اچھی طرح جانتے تھے۔

مارگولیتھ: محمد (ﷺ) کی وفات کے وقت ان کا سیاسی کام غیر مکمل نہیں رہا۔ آپؐ ایک سلطنت کی جس کا ایک سیاسی مذہبی دارالسلطنت مقرر تھا' بنیاد ڈال چکے تھے۔ آپ نے عرب کے بکھرے قبائل کو ایک قوم بنا دیا تھا۔ آپؐ نے عرب کو ایک مشترک مذہب عطا کیا۔ اور ان میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مستحکم اور مستقل تھا۔

گاڈفری ہگنیس: عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد (ﷺ) کے پیغام نے وہ نشہ آپ نے پیروؤں میں پیدا کر دیا تھا جسے عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے۔ ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور وہ اپنے پیغمبر کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے۔ اس کے برعکس محمد (ﷺ) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر دشمنوں پر آپ کو غالب کر دیا۔

مجاعص: دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب' ایک نئے فلسفے' ایک نئی شریعت' اک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔ جنگ کا قانون بدل دیا۔ ایک نئی قوم پیدا کی اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کر دی لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود امی اور ناخواندہ تھے۔ وہ کون؟ محمد بن عبداللہ قریشی (ﷺ)' عرب اور اسلام کا پیغمبر۔ اس پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کر دیا اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کے لئے اور اس سلطنت کے لئے جس کو اس نے قائم کیا' ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کر دیئے۔

> ☆......آپؐ کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل آپؐ کا خلوص تھا۔ آپؐ نہ صرف اپنی ذات سے مخلص تھے بلکہ اپنے امتیوں اور اپنے اللہ کے ساتھ بھی مخلص تھے۔ لیونارڈ

لیونارڈ: آپؐ عظیم محض اس لئے ہیں کہ وہ ایک روحانی پیشوا تھے' انہوں نے ایک عظیم ملت کو جنم دیا اور کہ ایک عظیم سلطنت قائم فرمائی بلکہ ان سب سے آگے بڑھ کر یہ کہ ایک عظیم عقیدہ کا پرچار کیا۔ مزید برآں اس لئے بھی عظیم تھے کہ وہ اپنے آپؐ سے بھی مخلص اور وفادار تھے' اپنے امتیوں سے بھی مخلص تھے اور اپنے اللہ تعالیٰ سے بھی مخلص ووفادار تھے۔ ان باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ اسلام ایک کامل سچا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کو انسانیت کی تاریک گہرائیوں سے نکال کر

> ☆......عیسیٰ علیہ السلام جب مشکل میں پڑے تو ان کے پیرو روپوش ہو گئے لیکن محمد (ﷺ) جب مشکل میں پڑے تو ان کے جان نثاروں نے اپنی جانیں دے کر آپؐ کا دفاع کیا اور آپؐ کو دشمنوں پر غالب کر دیا۔ گاڈفری ہگنیس

نور وصداقت کی رفعتوں سے ہمکنار کرتا ہے۔

آرتھر گل مین: فتح مکہ معظمہ کے اس موقع پر یہ بات ان کے حق میں جائے گی اور وہ قابل تعریف ٹھہریں گے کہ اس وقت جبکہ اہل مکہ معظمہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سلوک پر انہیں جتنا بھی طیش آتا کم تھا اور ان کی آتش انتقام کو بھڑکانے کے لئے کافی تھا مگر انہوں نے اپنے لشکر وسپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی بندگی وعبدیت کا مظاہرہ کیا۔ اور شکرانہ بجالائے۔ محمد (ﷺ) کی فتح درحقیقت دین کی فتح تھی' سیاست کی فتح تھی' انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو پس پشت ڈالا اور کروفر شاہی کے ہر نشان کو مسترد کر دیا۔ اور جب قریش کے مغرور ومتکبر سرداران کے سامنے سرنگوں ہو کر آئے تو محمد (ﷺ) نے ان سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟ وہ بولے "رحم" اے سخی وفیاض برادر' رحم' محمد (ﷺ) نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔

لین پول: اخلاق وعادات میں وہ حد درجہ سادہ تھے۔ البتہ اپنے معمولات میں وہ سادہ اور محتاط تھے۔ ان کا کھانا' پینا' ان کا لباس اور فرنیچر وغیرہ وہی معمولی درجہ کا تھا' اور ہمیشہ وہی رہا جبکہ وہ اپنی طاقت وحکومت کی معراج تک پہنچے۔ انہیں تخیل وتصور کی بے پناہ قوتیں ودیعت ہوئی ہیں۔ ان کا ذہن رسا تھا' نازک سے نازک جذبات و احساسات کا پرتو قبول کر لیتا تھا کہا جاتا ہے کہ وہ پردے کے پیچھے بھی ایک کنواری سے زیادہ باحیاء عفت مآب اور شرمیلے تھے۔ اپنے چھوٹوں سے انتہائی رعایت کرتے اور یہ پسند نہ کرتے کہ ان کی کمزوریوں کو تلاش کر کے ان کا مذاق اڑایا جائے۔ ان کے خادم انسؓ کہتے ہیں کہ دس سال تک ان کی خدمت میں رہا لیکن انہوں نے کبھی اف تک نہ کہا۔ انہیں بچوں سے بہت محبت تھی' وہ انہیں راستے میں روک لیتے تو بس اتنا کہتے کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ جب ان سے کسی کے بارے میں بددعا کرنے کی درخواست کی جاتی تو فرماتے میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں میں انسانیت کے لئے رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں' وہ بیماروں کی عیادت کرتے' کوئی جنازہ ملتا تو پیچھے چلتے' غلام کی دعوت کو بھی قبول کر لیتے اور دوسروں کا ہمہ تن انتظار کر لیتے۔ وہ اپنی ازواج کے ساتھ ایک قطار میں بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے معمولی مکانوں میں رہتے تھے۔ وہ آگ خود جلا لیتے' فرش پر جھاڑو دے لیتے' تھوڑا بہت کھانا جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا' اس میں وہ لوگ ہمیشہ شریک ہوتے جو وہاں موجود ہوتے' ان کے گھر کے باہر ایک چھپر تھا جہاں ایسے متعدد غریب افراد موجود رہتے جن کی گزر بسر کا تمام انحصار انہی کی فیاضی پر تھا۔

ڈیون پورٹ: یہ بات ان کی زندگی کے ہر واقعہ سے ثابت ہے کہ ان کی زندگی اغراض ومفاد پرستی سے کلیتاً خالی تھی۔ مزید یہ کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپنی نگاہوں کے سامنے دین کے مکمل قیام و استحکام اور لامحدود اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ذات اور انا کی تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا بلکہ آخر وقت تک اسی طرز وانداز کو برقرار رکھا جو اول دن سے ان کے بود باش سے نمایاں تھا۔

ڈاکٹر ہارٹ: ڈاکٹر ہارٹ نے تاریخ کی سو شخصیات میں سے حضور اکرم (ﷺ) کو سرفہرست رکھا ہے۔ کارلائل نے نبی اکرم ﷺ کو نور ہدایت قرار دیا ہے۔ ٹائن بی حضور اکرم ﷺ کو شہنشاہ عرب اور سیاسی لیڈر مانتا ہے۔ مارٹن لنگز مسلمان ہوئے اور سیرت محمد ﷺ پر کتاب لکھی۔

نبئ مُکرم صلی اللہ علیہ وسلم..... تمام شعبہ ھائے زندگی کے عظیم منتظم

سیرت النبی ﷺ

خولہ بنت خالد۔ لاہور

بات کسی نبی کی ہو کسی صالح کی ہو کسی مصلح کی ہو یا کسی فلسفی و واعظ کی، ہم ان میں سے ہر اس طبقے کی بات کریں جس نے انسانی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے پیدا کردہ انقلاب کا دائرہ بہت محدود تھا۔ تبدیلی آئی سہی لیکن تبدیلی کا دائرہ اثر محدود تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ (الانبیاء)

آپ کی تعلیمات کے پیدا کردہ اثرات کے نتائج کو دیکھیں تو ہمیں رحمت کا درست اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ کی تعلیمات کے اثرات صرف مدینہ و عرب تک محدود نہیں تھے۔ بلکہ پوری دنیا تک اس کا دائرہ کار پھیلا اور پھر دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں پر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی ہو۔

مسٹر جولیو کسٹلاٹ اپنی کتاب قانون تاریخ میں کھلے دل سے ان عظیم ترقیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کاؤنٹ ہنری بھی حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ ابھی سو سال نہ ہوئے تھے کہ اسلام کی حکومت سب جگہ پر چھا گئی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو ابھرنے، اوپر اٹھنے اور ساری کائنات تک اپنی روشنی پہنچانے میں مانع نہ ہو سکی۔ (الاسلام)

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہر شعبہ زندگی میں آپ ﷺ نے اس وقت کی صورت حال کی اصلاح کر کے نقشہ بالکل ہی بدل دیا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بات ہو سیاست کی تو آپ ﷺ نے مضبوط سیاسی نظام قائم کیا، بات قانون کی ہو تو آپ ﷺ نے کس طرح سے اس قانون کو ایک مسلم حیثیت میں سب پر نافذ کیا اور کسی ادنیٰ درجے کے انسان اور اعلیٰ طبقے کے انسان کے درمیان کوئی فرق نہ رکھا۔ ہم انسانی معاشرت اور انسانی تہذیب کے جس دائرے کو دیکھیں، آپؐ اسی دائرے میں تبدیلی پیدا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ تبدیلی نہ تو کسی ایک علاقے کے لئے مخصوص تھی اور نہ ہی کسی نسل کے لئے، یہ کسی مخصوص دور کے لئے بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔" (الاحزاب)

موسیو گال کا کہنا ہے کہ

''ساری دنیا کا مطلع فتنہ و فساد کے سیاہ بادلوں سے تیرہ و تار تھا، عالم ارضی کی فضا وحشیانہ بے چینیوں کے کثیف اور غلیظ بادلوں سے تاریک تھی، دنیا کے ہر حصے میں ہر انسان اچھے ذرائع استعمال کرنے کی بجائے شرارت آمیز وسائل پر اعتماد کرتا تھا۔ امن اور اطاعت پر جنگ اور میدان جنگ کو تفوق حاصل تھا، مال غنیمت سے تجوریوں کو بھرنا، قوموں، شہروں اور شرفاء پر ہیبت ڈالنا، یہ وہ حالات تھے جن میں محسن انسانیت کا ظہور ہوا اور انہی حالات میں آپ ﷺ نے صالح حکومت کی بنیاد رکھی۔

> ☆......ساری دنیا کا مطلع فتنہ وفساد کے سیاہ بادلوں سے تیرہ و تار تھا۔ عالم ارضی کی فضا وحشیانہ بے چینیوں کے کثیف وغلیظ بادلوں سے تاریک تھی۔ ان حالات میں محسنؐ انسانیت کا ظہور ہوا اور انہی حالات میں آپؐ نے صالح حکومت کی بنیاد رکھی۔

نبی مکرم ﷺ جو بھی تبدیلی لے کر آئے اس کا پہلا مرحلہ یہ نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے پورے معاشرے کی تربیت کی، انہیں تعلیم دی، سب کو خدا شناس بنایا، سب کو بتایا کہ زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ کار کونسا ہے۔ جب ذہن سازی ہو گئی تو آپؐ نے آگے بڑھنے کے طور طریقے بتائے۔ تبدیلیاں مکہ کے اندر کچھ اور طرح سے تھیں، جب آپ ﷺ مدینہ آئے تو تبدیلی کا انداز بدل گیا۔ آپؐ نے تعلیم سے لے کر ریاست کی تنظیم تک جو تبدیلیاں پیدا کیں اور بین الاقوامی تعلقات تک اگر ہم دیکھنا چاہیں تو آپؐ کے تدبر و فراست کا بہت بڑا دخل نظر آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مثالی سلطنت قائم کی، ایک ایسا معاشرہ جس کے لئے انسانی دل تڑپ رہے ہیں کہ وہ خوبصورت ماحول، امن و سکون اور وہی فلاحی معاشرے کا قیام آج بھی ہو جائے۔ غیر مسلم بھی اس کا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا اعلیٰ انتظام سلطنت

یہ موضوع آپؐ کی شخصیت کا بہت اہم پہلو ہے۔ آپ ﷺ دین کو قائم کرنے والے اور ریاست کے حکمران بھی تھے۔ آپؐ کی سلطنت کا یہ امتیازی پہلو ہے کہ مذہب اور حکومت دونوں چیزیں ساتھ ساتھ نظر آتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں غرور و شان اور تفاخر نظر نہیں آتا ہے۔ آپؐ کے پاس قیصر و کسریٰ کی طرح کوئی فوج تھی، نہ آپؐ کے ارد گرد محافظوں کا گروہ تھا۔ آپؐ تو اس قدر عظیم انسان تھے کہ نہ آپؐ کو کسی پروٹول کی کوئی ضرورت تھی اور نہ ہی آپؐ نے کبھی اس کی خواہش کی۔ اللہ کے رسول کو اقتدار مطلق تو حاصل نہ تھا۔ آپ ﷺ کا اقتدار آپ کی حکومت بہت تھوڑے علاقے پر قائم تھی لیکن اس حکومت کا سب سے نمایاں پہلو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے لئے سارے سہارے مفقود تھے۔ نہ آپؐ کا مالیات کا

محکمہ مضبوط تھا' نہ آپؐ کے پاس باقاعدہ آرمی تھی' نہ ایسے تربیت یافتہ قابل افراد ابتدا میں مہیا تھے جن کو حکومت کے مختلف مناصب سونپے جا سکتے۔ لہٰذا آپؐ نے یہ عظیم فریضہ خود ہی سرانجام دیا۔ آپؐ نے خود ہی تربیت کی اور خود ہی منصب سونپے' خود ہی نگرانی کرتے' خود ہی وسائل فراہم کرتے تھے۔

مکی دور میں آپؐ کی صلاحیتوں کو پنپنے کا موقع تو

☆......ابتداء میں ریاست مدینہ میں نہ وسائل تھے نہ ایسے تربیت یافتہ قابل افراد تھے کہ جنہیں آپؐ حکومتی مناصب سونپتے۔ آپؐ خود ہی تربیت فرماتے۔ خود ہی مناصب سونپتے' خود ہی نگرانی کرتے اور ذرائع مہیا کرتے۔

ملا لیکن ایک شعبہ میں اور اسی ایک شعبہ میں آپؐ کے کارہائے نمایاں نظر آتے ہیں اور وہ دعوت اسلام کو پھیلانا ہے' البتہ مدنی دور میں ایسا ہوا کہ آپؐ نے کھل کر اللہ کی رحمت سے اس کے پیغام کو جہانوں تک پہنچانے کا انتظام کیا۔ قبل از نبوت بھی رسول اللہ ﷺ نے فہم و فراست اور تدبر کا اظہار کیا اور آپؐ نے اجتماعی شعور کا بھی بہترین مظاہرہ کیا۔ حلف الفضول اور حرب فجار کے معاہدے اس کی مثالیں ہیں۔

دوسرا مقصد عوامی بہبود ہے۔ آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ تمام انسانوں کو ان کی جان و مال اور عزت کا تحفظ ملے اور آپؐ نے قبائلی عصبیت اور نسلی شعور کی جگہ دینی وحدت قائم کی۔ دین کے تحت سب کو اکٹھا کر دیا۔

یہ مدینہ کی ریاست ہے۔ کچھ اس کے اندر کے معاملات ہیں اور کچھ اس کے باہر کے' اندر کے معاملات کو امور داخلہ کہتے ہیں اور باہر کے معاملات کو امور خارجہ کہتے ہیں۔ امور داخلہ میں رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر دو چیزوں کی طرف توجہ کی۔ استحکام امن' اخلاقی تربیت۔

اسلامی نظام حکومت ایسا ہے جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہیں جبکہ دوسرے مذاہب میں امن قائم ہونے کا دعویٰ تو ہو سکتا ہے مگر حقیقی امن کہیں قائم نظر نہیں آتا اور اخلاقی تربیت تو کسی حکومت کی ذمہ داری ہی نہیں ٹھہرتی۔ آپؐ کی حکمت عملی میں سب سے پہلے جو چیز شامل تھی' وہ بھی اشاعت اسلام ہی تھا۔ اس مقصد کے لئے رسول ﷺ نے باقاعدہ مدارس قائم کئے۔ مثلاً مدرسہ صفہ کی بنیاد رکھی اور اس کے علاوہ دیگر مساجد میں بھی یہ اہتمام موجود تھا۔ مثلاً مسجد بنی زریق' مسجد قبا کے اندر یہ مدرسے قائم تھے۔

مدینہ میں آپؐ کے آنے سے پہلے ہی مدرسہ اسعد بن زرارہ قائم کرلیا گیا تھا۔ اسی طرح خواتین کی تعلیم کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خصوصی اہتمام کیا۔ نبیؐ نے شہر سے باہر بھی کوششیں کیں کہ صرف مدینہ کے لوگ ہی تعلیم یافتہ نہ ہوں بلکہ باہر کے لوگوں کے لئے بھی اہتمام ہو۔ آپؐ کی تعلیم کے اثرات کسی خاص حلقے تک ہی محدود نہیں تھے۔ آپؐ نے مقامی بچوں کی تعلیم کے لئے خصوصی اہتمام کئے۔

رسول اللہ ﷺ کی ریاست میں دو کام زیادہ نمایاں تھے' ایک امن اور دوسرا تعلیم۔ تعلیم صرف لفظوں کی نہ تھی بلکہ اخلاق کی تعلیم تھی۔ آپؐ نے جو انقلاب برپا کیا تھا' اس نے پورے انسان کو اندر سے بدل ڈالا۔ اللہ کے رسولؐ کی دی ہوئی تعلیم' جو دل کے اندر ہے' وہی چیز

☆......رسول اللہ ﷺ کی ریاست میں دو کام زیادہ نمایاں تھے' ایک امن اور دوسرا تعلیم۔ تعلیم صرف لفظوں کی نہ تھی بلکہ اخلاق کی تعلیم تھی جس نے انقلاب برپا کر دیا۔

ہمیں آپؐ کی عدالتوں کے اندر نظر آتی ہے اور وہی چیز ہمیں آپؐ کے حکومتی اداروں میں بھی نظر آتی ہے۔

آپؐ کا پیدا کردہ انقلاب ہمہ گیر نوعیت کا تھا۔ آپؐ نے اپنے معاشرے کے اندرونی مسائل کو حل کرنے کے لئے معاشرے میں احترام انسانیت کا اصول دیا' کہ ہر انسان کی ذات محترم ہے۔ کیونکہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

ہم نے بنی آدم کو عزت و توقیر عطا کی ہے۔ (بنی اسرائیل)

لہٰذا ہر ایک کو جینے کا حق دینے کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب پر قائم رہنے کا حق بھی ملا۔ اگر غیر مسلم دعوت قبول کر لیتے ہیں تو مسلمانوں کے گروہ میں آ کر وہی حقوق حاصل کر سکتے ہیں لیکن دعوت قبول نہ کرنے کی صورت میں وہ جزیہ دے کر اسلامی ریاست میں اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم ریاست کا باشندہ ہے اور وہ ریاست مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہے تو اب بھی جہاد کیا جا سکتا ہے لیکن اسلامی ریاست کا یہ فرض ہے کہ ان کے سامنے حق کو کھول کر رکھ دیا جائے۔

تلاش کرنے پر بھی دنیا میں کوئی ایسی تعلیمی تحریک نہیں ملتی جس کا دائرہ کار میدان جنگ تک پھیلا ہو۔ میدان جنگ کے حوالے سے نبی مکرم ﷺ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس بات پر غصہ محسوس کیا کہ خالد بن ولیدؓ نے جنگ کے موقع پر غیر مسلموں کی فریاد پر' جن لوگوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کر چکے ہیں' ہمارے ساتھ نہ لڑو' ان کو قتل کر دیا تو رسولؐ نے فرمایا:

یا اللہ! میں اس فعل سے بری الذمہ ہوں

میرا تو کام ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو ان کے رب سے جوڑ دوں' جو اللہ کے لئے جھک جاتا ہے' اس کے لئے تلوار نہیں اٹھ سکتی۔ یہ آپؐ کا حسن انتظام تھا جس کی وجہ سے لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرتے گئے۔

آپؐ نے شہری تنظیم کے لئے معاہدات کئے۔ یہ صرف یہودیوں کے ساتھ نہ تھے بلکہ بیرونی ریاستوں اور قبائل کے ساتھ بھی آپؐ کے معاہدات تھے تاکہ مدینہ کی ریاست کو استحکام نصیب ہو سکے۔ تدابیر رسولؐ ہی کی وجہ سے شہری ریاست کو استحکام ملا۔ مؤاخات اور میثاق مدینہ کی وجہ سے آپؐ نے مسلمان سوسائٹی کو مستحکم کرنے کے لئے ایک اور عمدہ تدبیر اختیار کی۔ بڑی بڑی شخصیات جو دین میں داخل ہو رہی تھیں' ان کے بارے میں مسلمانوں نے سوال سوچا کہ ان کی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا وہ بھی عام شہری بن کر رہیں گے؟ نبی مکرم ﷺ نے خیال کیا کہ مسلم سوسائٹی کے استحکام کی راہ میں رکاوٹ بننے سے انہیں بچایا جائے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ وہ ذہنی اور معاشرتی طور پر اپنے آپ کو سوسائٹی سے ہم آہنگ کر لیں۔ نبیؐ جانتے تھے کہ ان کے لئے عام لوگوں کی سطح پر آنا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا طبقاتی خلیج کو وسیع کرنے کی بجائے ختم کرنے کا طریقہ اختیار کیا جو آپؐ کی حکمت عملی کا عظیم نمونہ ہے۔ آپؐ نے انہیں اگلی صفوں پر اسلام کے دفاع کا حکم دیا۔ یوں ایک طرف وہ عظمت اسلام کے لئے کام کرنے لگے تو دوسری طرف بحیثیت سپہ سالار انہوں نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ ان کی جہالت کو ختم و دور کرنے کے لئے اہم ہدایات دی جاتی رہی تھیں۔ ابوسفیان نے پہلے تو اسلام

قبول نہ کیا' البتہ جب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں انعام واکرام دیا اور ان کے گھر کو امن کی جگہ بنادیا۔ آپؐ نے ان کو لشکروں کی سرداری اور صوبوں کی گورنری کی تربیت دی۔ جب احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو اس کا سب سے بڑا سبب خالد بن ولید تھے جو اس وقت کافروں کے سالار تھے۔ انہوں نے دشمنوں کی طرف سے اچھی تدبیر کی۔ نبیؐ نے فرمایا

ان میں سے عہد جاہلیت کے معزز اسلام لانے پر بھی معزز ہی رہیں گے۔ (صحیح مسلم)

یہ جب مسلمان ہوئے تو اسلام میں بھی سب سے بڑے جرنیل بنے۔ رسول اللہ ﷺ کی اندرونی سیاست کا ایک خاص پہلو احترام انسانیت تھا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

عہد نبوی میں دس سال میں دس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا جس میں یقیناً کئی ملین آبادی ہوتی تھی۔ اسی طرح روزانہ تقریباً 275 مربع میل کی اوسط فتوحات کا سلسلہ ہجرت سے وفات تک جاری رہا۔ ان فتوحات میں دشمن اور مسلمانوں کا نقصان بہت کم تھا۔ یہ آپؐ کا حسن انتظام تھا کہ اللہ کے بندوں کا تعلق رب سے جوڑ دیا۔''

نبی ﷺ کی سیاست کا اہم پہلو فتنہ انگیزوں' سازشیں کرنے والوں سے مدینہ کو پاک کرنا بھی ہے۔ آپؐ نے ابتدائی ایام میں یہود کو برداشت کیا لیکن اس کے بعد یہود اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ قرآن حکیم میں اس حوالے سے بیان کیا گیا:

اگر اللہ تعالیٰ ان کی قسمت میں جلاوطنی نہ لکھ چکا ہوتا تو ان کو دنیا میں ہی سزا دیتا' ان کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب تیار ہے۔'' (الحشر:3)

رسولؐ کی انتظامی تدابیر میں اہم چیز وزارت ہے۔ آپؐ کے نظریہ کے حوالے سے یعنی فن تاریخ کا بانی ابن خلدون لکھتا ہے:

وہ انتظام کی ذمہ داریوں میں تنہا سلطان اپنی انفرادی زندگی کے معمولات میں جب دوسروں کا دست نگر ہوتا ہے تو نوع انسانی پر حکومت اور ریاست کے نظم ونسق میں کتنا حاجت مند ہوگا۔''

یعنی ذاتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں جیسے دوسروں کی ضرورت ہوتی ہے تو اجتماعی ذمہ داریوں میں تو یقیناً بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے ساتھی حضرت ابوبکرؓ کو وزیر کہا کرتے تھے کہ وہ آپؐ کے نائب ہیں۔

قرآن حکیم نے وزارت کے ساتھ جو بنیادی اصول وضع کیا' وہ مشاورت کا ہے۔

''دین کے کام میں ان کو شریک مشورہ رکھو پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ (آل عمران) آپؐ کا نظام شورائی تھا' لہٰذا آپؐ کو مشورے دینے والے صرف مرد ہی نہیں' خواتین بھی تھیں اور صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب سب مسلمان دل برداشتہ ہوگئے تھے تو انہوں نے نبیؐ کے حکم کے برعکس نہ احرام کھولا اور نہ سر منڈوایا اور نہ ہی قربانی کی۔ رسول اللہ ﷺ اس موقع پر انتہائی پریشان ہوئے تھے۔ یہ حضرت ام سلمہؓ کی حکمت ہی تھی جس کے تحت رسول اللہ ﷺ نے ان کے مشورے کو قبول کیا۔ انہوں نے مشورہ یہ دیا کہ آپؐ جائیے اور جا کر اپنا سر منڈوایئے اور احرام کھول لیجئے' قربانی کر لیجئے' پیچھے پیچھے سب افراد بھی یہی کام کرلیں گے اور رسول ﷺ کو اس تکلیف دہ صورتحال سے بچالیا جس میں آپؐ مبتلا تھے۔ آپؐ کے حسن انتظام کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ عرب کے وہ تمام علاقے جو زیر نگیں آتے جارہے تھے' ان کا نظام احسن طریقہ سے چلایا۔

مثلاً مملکت بحرین کا رئیس مسلمان ہوگیا جس کا نام منذر بن ساوی تھا۔ اس کے علاوہ علاء بن الحضرمی تو یہ دونوں افراد باری باری اس کے گورنر رہے۔ مملکت عمان کے حوالے سے دیکھیں تو عمرو بن العاصؓ کو گورنر مقرر کیا۔ حضر موت میں زیاد بن لبید گورنر تھے۔ رسول ﷺ افسروں کا انتخاب کرتے وقت بھی تقویٰ اور اہلیت کو پیش نظر رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تقویٰ کے تحت علم و دانش اور عقل کو افسروں کے انتخاب کے لئے خاص اصول قرار دیا۔ افسروں کا جائزہ اس طرح لیا کرتے کہ معاذ بن جبلؓ کو آپؐ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اس موقع پر آپؐ نے پوچھا تھا کہ معاذؓ یہ بتاؤ کہ جب آپؓ وہاں کوئی فیصلہ کروگے تو کیسے کروگے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی کتاب سے مدد لوں گا۔ آپؐ نے پوچھا' اگر وہاں حکم نہ ملے تو؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی سنت اور آپؐ کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ رسولؐ نے پوچھا: اگر ان دونوں میں نہ پاؤ تو؟ فرمایا: ان دونوں کی روشنی میں اجتہاد کروں گا۔ ان کے اس جواب پر رسولؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے نمائندے کو درست فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ امتحان تھا معاذ بن جبلؓ کا۔

☆...... آپؐ نے وہ تمام طریقے اختیار کئے جن سے داخلی طور پر ریاست مستحکم ہو۔ پھر خارجی امور میں دشمن کی قوت کو توڑنے کی تدبیر کو دیکھیں یا بیرون ملک اشاعت اسلام کو' آپؐ کا اسوہ ہر موڑ اور ہر مقام پر عظیم منتظم کی حیثیت میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

آپؐ جب صوبوں کے والی اور حکمران بناتے تو وہ صرف حاکم نہیں ہوتے تھے بلکہ مبلغ اسلام و معلم اخلاق تھے۔ آپؐ کیسے جامع الصفات تھے کہ منتظم ریاست بھی تھے اور اس کے ساتھ ساتھ معلم اخلاق و مبلغ اسلام بھی تھے۔ آپؐ جب کسی کو مقرر کرتے تو صلاحیتوں کا جائزہ ضرور لیتے۔ امراء کے انتخاب میں آپؐ کی پالیسی کا ایک اہم جز یہ تھا کہ جو عہدہ طلب کرتا تھا' آپؐ اس کو مسترد کردیتے تھے۔ یہ بڑی خاص بات تھی اور اس معاملے میں فرمایا:

ہم اپنے معاملے کو اس کے سپرد نہیں کرتے جو خود اس کا طالب ہو۔ (صحیح مسلم)

تیرہ برس تک آپ کا مشن دعوت اسلام کو پھیلانا تھا۔ مدینہ آتے ہی یہ مشن وسیع ہوگیا کہ اب پوری زمین پر اللہ کا حکم نافذ کرنا ہے۔ آپؐ کے لئے کرنے کو بہت کام تھے۔ مثلاً مہاجرین کی آبادکاری بظاہر بہت بڑا مقصد تھا۔ البتہ رسول ﷺ کے پیش نظر یہ بات تھی کہ مہاجرین کو کسی ایسے طریقے سے آباد کردیا جائے کہ جس سے مہاجرین اور انصار کے الگ الگ گروہ نہ بن جائیں۔ لہٰذا اس فتنے سے دوری کے لئے مؤاخات کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہودی قبائل' جو سب ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھے لیکن حق دشمنی میں یہ سب آگے آگے تھے' آپؐ نے مدینہ جانے کے بعد ایک معاہدہ کیا اور یہ معاہدہ چند ماہ کے اندر اندر ہوا تھا۔ اس کی تقریباً 47 شقیں ملتی ہیں جو ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب البصر قدسیہ صحیحہ میں واضح کی ہیں۔

رسولؐ کی شخصیت کے دو اہم پہلو ایسے تھے جنہوں

باقی صفحہ 28 پر

سپہ سالار اعظم ﷺ

میں فقط خاک ہوں محمد ﷺ سے ہے نسبت میری
یہی اک رشتہ ہے جو میری اوقات بدل دیتا ہے

سیرت النبی ﷺ

ابراہیم عارف۔ مرکز طیبہ مریدکے

قارئین کرام! ہم ماضی کی اقوام کا جائزہ لیتے ہیں تو عالی وقار ماضی میں ہمیں ایک عجیب قوم نظر آتی ہے۔ ذرا سوچیں جس قوم کی فوج کے سپاہی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے دلیر اور جری جوان ہوں جو ایک ہی جنگ میں کئی کئی تلواریں توڑ ڈالتے ہوں، جس فوج کے سپاہی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے شجاع آدمی ہوں جو بیماری کے باوجود بھی دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیں، جس فوج کے فوجی جعفر طیار جیسے باہمت ہوں جو اپنے بازو کٹوانے کے بعد بھی علم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیں، جس فوج کے فوجی حسیناؤں کو خاطر میں نہ لائیں، دلہنوں کو بستر زفاف پر چھوڑ جائیں، جن کے دل میں جذبۂ جہاد آتش نمرود سے بھی زیادہ شعلہ فشاں ہو تو اس فوج کے سالار اعظم ﷺ کا کیا عالم ہوگا۔ اس قوم کے مربی و مشفق کی شجاعت و دلیری، ہمت و جوانمردی کے کیا کہنے ہوں گے۔

محترم قارئین و منصفین! آیئے! اب میں امام المجاہدین سالار کائنات ﷺ کی سپہ سالاری کا تذکرہ صفحۂ قرطاس کی زینت بناتا ہوں۔ جب ہم آپ ﷺ کی شجاعت اور بہادری کی طرف ایک پرکیف نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں آپ ﷺ کبھی تو گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار رات کے گھپ اندھیرے میں مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کبھی غزوہ احد کے میدان میں کفار کے تیروں کی بارش میں تقریباً اکیلے ثابت قدمی کا مظاہرہ دکھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس وقت تو حالات بالکل قابو سے باہر تھے، مسلمان بکھر چکے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو رہے تھے۔ نبی ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ کے سر میں خود کی ایک کڑی تک دھنس گئی تھی لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے شجاعت اور بہادری سے حالات کو کنٹرول کیا اور بہت ہی حکمت عملی سے مسلمانوں کو میدان جنگ سے نکال کر پہاڑ کے اوپر محفوظ مقام پر لے گئے تھے۔ ایسے نبی کی شجاعت سے کیونکر انکار کیا جائے۔

غزوہ حنین میں مسلمان بکھر گئے، تیروں کی بوچھاڑ تلے آپ ﷺ نے اپنی سواری سے اتر کر مسلمانوں کے حوصلے بلند کرتے ہوئے بانگ دہل یہ صدا لگائی:

أنا النبی لا کذب ..... أنا ابن عبد المطلب

"میں جھوٹا نبی نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"

قارئین کرام! یہ نبی ﷺ کی زندگی میں سے آپ ﷺ کی شجاعت کی چند چیدہ چیدہ مثالیں ہیں، یہ تو تھی آپ ﷺ کی شجاعت۔ آیئے اب سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے نبی کریم ﷺ کی دوسری خصوصیات اور خصائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

ایک سپہ سالار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی فوج اور ماتحت لوگوں سے مشورہ طلب کرے تو یہ خوبی اور خصلت بھی میرے نبی ﷺ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھی، آپ ﷺ وشاورھم فی الامر کی عملی تصویر تھے۔

غزوہ احزاب کا موقع آیا تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور مشورہ لیا کہ کیا کیا جائے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ باوجود امیر ہونے کے آمرانہ عادات کے مالک نہیں تھے بلکہ آپ ﷺ نے خندق کھودنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مکمل ساتھ دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر مزدوری کرتے رہے، اپنے ہاتھ سے پتھر توڑتے اور مٹی نکالتے رہے۔

ایک سپہ سالار کو جوہر شناس ہونا بہت ضروری ہے تاکہ پتہ چل سکے کس فرد کی جگہ کس مقام پر اور کس کی کس مقام پر ہے، یہ گوہر نبی کریم ﷺ کے اندر بدرجۂ اتم پایا جاتا تھا۔ ایک دفعہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ذمہ دار و مسئول بننے کی درخواست کی لیکن نبی ﷺ نے ان کو ذمہ دار نہیں بنایا اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم کمزور ہو اور منصب ایک امانت ہے جو قیامت کے دن باعث رسوائی وندامت ہے مگر جو اس کا حق ادا کر سکا۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح آپ ﷺ نے غزوہ خیبر میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو باوجود مرض کے جھنڈا تھما دیا اور اللہ تعالیٰ نے خیبر کو بھی فتح کروا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی آخری عمر میں کم عمر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر کیا، یہ بھی آپ ﷺ کی جوہر شناسی کی منہ بولتی دلیل ہے۔

ایک سالار ہونے کی حیثیت سے میرے آقا ﷺ حربی فراست سے بھی خوب مالا مال تھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے داخلی استحکام کی طرف توجہ دی۔ مسلمانوں کا قلعہ، مسلمانوں کی پارلیمنٹ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کی، انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات

☆ ......ایک سپہ سالار کا جوہر شناس ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ گوہر نبی کریم ﷺ میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ان کی خواہش کے باوجود ذمہ داری نہ دی۔ اس کے برعکس فتح خیبر کے موقعہ پر علی رضی اللہ عنہ کو مرض کے باوجود جھنڈا تھما دیا اور اپنی وفات سے کچھ دیر پہلے نوعمر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امیر بنا دیا جس میں بڑے بڑے بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

باقی صفحہ 35 پر

نبی ﷺ کا اسلوبِ دعوت

سیرت النبی ﷺ

امیر حمزہ بن محمد سرور۔ سانگلہ ہل

دعوت کا عمل ایک ایسا عمل ہے جو انتہائی سنجیدگی اور خیر خواہی کے جذبہ سے ابھرتا ہے۔ اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس آدمی کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کے سامنے داعی بن کر کھڑا ہو۔ وہ دوسروں کو دعوت دیتا ہے' وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو میں قیامت کے دن پکڑا جاؤں گا۔ اس نفسیات کے قدرتی نتیجہ کے طور پر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی دعوتی عمل کا وہ انداز اختیار کر لیتا ہے جس کو حکمت' موعظہ حسنہ اور جدال احسن کہا گیا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے۔ مکہ کے ابتدائی زمانہ میں اسلام کی تصویر لوگوں کی نظر میں یہ تھی کہ یہ صرف دو آدمیوں کا قافلہ ہے مگر نبوت کے تیرہویں سال جب آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو مکہ کے تقریباً دو سو افراد اسلام میں داخل ہو چکے تھے یا اس سے گہرے طور پر متاثر تھے۔ مزید یہ دو سو آدمی عام قسم کے لوگ نہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک شخص قائدانہ کردار کا حامل تھا۔

یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اسلامی انقلاب میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ یہ اعلیٰ انسانیت کے حامل افراد کس طرح حاصل ہوئے' اس کا جواب صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ دعوت کے ذریعے۔

سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں پیغمبر اسلام کا صرف ایک کام تھا اور وہ دعوت و تبلیغ ہے۔ آپ ﷺ مسلسل لوگوں سے ملاقاتیں کرتے' ان کی مجالس میں جا کر انہیں اسلام کا پیغام پہنچاتے۔ مکی دور کے حالات میں بار بار اس طرح کے الفاظ آتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور ان کو قرآن کا کوئی حصہ پڑھ کر سنایا۔

فعرض علیھم الاسلام و تلا علیھم القرآن

مکہ میں کعبہ تھا جو تمام عرب قبیلوں کے لیے محترم حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ ملک کے مختلف حصوں سے لوگ کعبہ کی زیارت کے لیے مکہ آتے اور وہاں اپنے خیمے لگاتے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ان مجلسوں میں جاتے اور ان کے سامنے دلنشیں انداز میں اسلام کا پیغام پہنچاتے۔ مثلاً آپ ﷺ ان سے یہ کہتے کہ:

یَا أَیُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا. (مسند احمد)

"اے لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' تم فلاح پا جاؤ گے۔"

مکہ میں پیغمبر اسلام ﷺ اسی طرح لوگوں کو حق کی طرف بلاتے رہے۔ لوگ ایک ایک کر کے اسلام قبول کرتے رہے۔ جو آدمی اسلام میں داخل ہو جاتا' وہ خود بھی اس کا داعی بن جاتا۔ وہ اپنے حلقہ میں اور اپنے ملنے والوں میں اسلام کا پیغام پہنچاتا۔ اسی طرح اسلام کی دعوت اپنی فطری رفتار سے مکہ میں پھیلنے لگی۔

کچھ لوگ جو اپنے مزاج کے اعتبار سے زیادہ سنجیدہ تھے' وہ فوراً ہی اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئے۔ مثلاً حضرت خدیجہ ؓ' حضرت ابوبکر' حضرت عثمان' حضرت علی ؓ وغیرہ۔ ان لوگوں کے سامنے اسلام کی دعوت صرف ایک بار پیش کی گئی اور انہوں نے فوراً ہی اس کو قبول کر لیا۔ گویا کہ وہ امکانی طور پر پہلے ہی مسلم تھے اور اب واقعہ کے طور پر مسلم بن گئے۔

حضور ﷺ کی زندگی میں امید کا پہلو ہر جگہ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ مکی دور میں دعوت طنز و طعن' تضحیک و استہزاء سے شروع ہونے والی مخالفت کی نوبت ظلم و تشدد اور معاشرتی مقاطع تک پہنچی لیکن ان کٹھن حالات میں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے راستے کی سختیاں جتنی بڑھتی گئیں آپ ﷺ کے چراغ امید کی لو بھی اتنی ہی بڑھتی چلی گئی۔

حضرت خباب بن ارت ؓ جنھیں دہکتے کوئلوں پر لٹایا جاتا تھا' حضور ﷺ سے ناقابل برداشت اذیتوں کی شکایت کرتے ہیں اور کفار کے لیے بددعا کی درخواست کرتے ہیں۔

آپ ﷺ حضرت خباب ؓ کو صبر و استقامت کی تلقین فرماتے ہیں:

"اے خباب ؓ! ابھی سے گھبرا گئے۔ تم سے پہلے علم برداران حق کو آروں سے دولخت کر دیا گیا اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچا گیا" اور پھر یقین سے لبریز آواز میں فرمایا: اللہ کی قسم! یہ دین ضرور غالب ہو کر رہے گا اور ایک تنہا سفر کرنے والا اصنعاء سے حضرموت تک کا سفر کرے گا اور اسے سوائے خدا کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ (بخاری)

☆.....حضور ﷺ کی زندگی میں امید کا پہلو ہر جگہ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ مکی دور میں آپ ﷺ کی دعوت کافروں کی طرف سے طنز و تضحیک سے شروع ہو کر معاشرتی مقاطعہ تک جا پہنچی تو آپ ﷺ کے چراغ امید کی لو بھی اتنی ہی بڑھتی گئی۔

کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ ؓ سے حضور ﷺ نے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولنے کے لیے چابی مانگی تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ بظاہر مایوس کن حالت میں بھی آپ ﷺ نے امید افزا اعلان فرمایا: ایک دن یہ چابی ہمارے پاس ہو گی اور ہم جسے چاہیں گے' اسے تفویض کریں گے۔

وادئ طائف میں لہولہان رسول اللہ ﷺ سے جب زید ؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ان کافروں کے لیے بددعا کریں تو غم و حزن میں ڈوبی آواز میں بھی ایک پیغام امید تھا۔ فرمایا: میں ان کے لیے کیوں بددعا کروں' اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان نہیں لائے تو امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور خدائے واحد کی پرستار ہوں گی۔

(بحوالہ: محسن انسانیت ﷺ)

محسن انسانیت محمد کریم ﷺ، تعدد ازدواج اور کفار کے گھٹیا پروپیگنڈوں کی حقیقت

سیرت النبی ﷺ

اخت سعد الرحمٰن

محسن انسانیت آفتاب رسالت و ماہتاب رسالت ﷺ کے خلاف کفار کا ایک بڑا گھٹیا وار آپ ﷺ کے تعدد ازواج کے حوالے سے ہے۔ اس حوالے سے اصل حقائق چھپا کر بدنیتی سے بہت کیچڑ اچھالا جاتا ہے لیکن چاند پر تھوکنے والے یقیناً اپنے منہ پر ہی تھوکتے ہیں۔ یہ لوگ حقائق جاننے کی کوششیں ہی نہیں کرتے۔ آیئے! نبی ﷺ کی تعدد ازواج کی حقیقت اور حکمت ملاحظہ کریں۔

میرے باحیا پیغمبر ﷺ نے جب سب سے پہلی شادی کی تو آپ ﷺ کی عمر پچیس سال تھی اور آپ ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو ایک بیوہ تھیں، کی عمر چالیس سال تھی۔ ان کی زندگی میں آپ ﷺ نے کسی اور سے کوئی شادی نہ کی، آپ ﷺ کی اولاد میں حضرت ابراہیم کے سوا تمام بیٹے اور بیٹیاں ان ہی سے تھیں۔ بیٹے تو اللہ واپس لیتا رہا، بیٹیاں زندہ رہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے چند دن بعد نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں حضرت سودہؓ بن زمعہ سے شادی کی، یہ بھی بیوہ تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے حضرت سودہؓ اپنے چچا کے بیٹے کے عقد میں تھیں اور وہ وفات پا چکے تھے۔

رسول مکرم ﷺ نے نبوت کے گیارہویں سال ماہ شوال میں حضرت سودہؓ سے شادی کے ایک سال بعد اور ہجرت سے دو برس پانچ ماہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شادی کی، اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی، پھر ہجرت کے سات ماہ بعد شوال میں انہیں رخصت کیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر نو برس تھی اور وہ کنواری تھیں۔ ان کے علاوہ کسی اور باکرہ عورت سے آپ ﷺ نے شادی نہیں کی۔

رسول معظم ﷺ نے ۳ ہجری میں حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ سے شادی کی، ان کے پہلے شوہر فوت ہو چکے تھے اور یہ بھی بیوہ تھیں۔

نبی مکرم ﷺ نے 4ھ میں غزوہ احد کے شہید عبداللہ بن جحش کی بیوہ ام المساکین حضرت زینبؓ بنت

☆......عرب رشتۂ مصاہرت کا احترام کرنے اور داماد سے لڑنا باعث شرم و عار سمجھتے تھے۔ اس دستور کو سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ نے مختلف شادیاں کیں تاکہ قبائل کی اسلام دشمنی کا زور ٹوٹے اور نفرت کی چنگاریاں بجھ جائیں۔

خزیمہ سے شادی کی مگر وہ شادی کے بعد صرف آٹھ ماہ تک زندہ رہیں...... نبی آخر الزماں ﷺ نے شوال 4ھ میں ام سلمہ ہند بنت ابی امیہؓ سے شادی کی جو ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں اور ان کی وفات ہو چکی تھی۔

امام الانبیاء ﷺ نے ذی قعدہ 5ھ میں ایک مطلقہ زینب بنت جحش سے شادی کی جو آپ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ ان کی شادی پہلے حضرت زیدؓ بن

☆......نبی ﷺ کی خانگی زندگی کے حالات کو امت تک پہنچانے کا سہرا زیادہ تر امہات المومنین کے سر ہے۔ ان میں بالخصوص دو امہات المومنینؓ ہیں جنہوں نے لمبی عمر پائی۔

حارثہ سے ہوئی تھی جنہیں رسول اکرم ﷺ کا بیٹا سمجھا جاتا تھا لیکن حضرت زیدؓ سے نباہ نہ ہو سکا اور انہوں نے طلاق دے دی۔ اس نکاح کا اللہ رب العزت نے سورۃ احزاب میں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

حضرت جویریہؓ بنت حارث کے والد قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو المصطلق کے سردار تھے، آپؓ قیدیوں میں لائی گئی تھیں اور حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے حصے میں آئیں تو انہوں نے حضرت جویریہؓ سے مکاتبت کر لی یعنی ایک مقررہ رقم کے عوض آزاد کر دینے کا معاملہ طے کر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے مقررہ رقم ادا فرما دی اور ان سے شادی کر لی۔ یہ شعبان 5ھ یا 6ھ کا واقعہ ہے۔......

حضرت ام حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیان پہلے عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور اس کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ بھی گئیں لیکن عبیداللہ وہاں جا کر مرتد ہو گیا، پھر وہیں ہلاک ہو گیا لیکن ام حبیبہؓ اپنے دین اور اپنی ہجرت پر قائم رہیں۔ جب رسول اکرم ﷺ نے محرم 7ھ میں عمرو بن امیہ ضمری کو اپنا خط دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تو نجاشی کو یہ پیغام بھی دیا کہ ام حبیبہؓ کا نکاح آپؐ سے کر دے۔ اس نے ام حبیبہؓ کی منظوری کے بعد ان سے آپ کا نکاح کر دیا اور شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ انہیں آپ کی خدمت میں بھیج دیا......

فتح خیبر 7ھ کے بعد کا واقعہ ہے کہ حضرت صفیہؓ بنت حیی بن اخطب جو بنی اسرائیل سے تھیں، خیبر میں قید کی گئیں لیکن امام الانبیاء ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب فرما لیا اور آزاد کر کے شادی کر لی......

نبی مکرم ﷺ نے ذی قعدہ 7ھ میں عمرۂ قضاء سے فارغ ہونے اور صحیح قول کے مطابق احرام سے حلال ہونے کے بعد حضرت میمونہؓ بنت حارث سے شادی کی۔

یہ گیارہ ازواج مطہرات ہوئیں جو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں اور آپ ﷺ کی صحبت میں رہیں۔ ان میں سے دو بیویاں یعنی حضرت خدیجہؓ اور

حضرت ام المساکین زینبؓ کی وفات آپ کی زندگی میں ہی ہوگئی اور نو بیویاں آپ ﷺ کی وفات کے بعد حیات رہیں۔ آپ ﷺ نے دو لونڈیوں کو اپنے پاس رکھا۔ ایک ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو جنہیں مقوقس فرمانروائے مصر نے بطور ہدیہ بھیجا تھا' ان کے بطن سے آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں مدینہ کے اندر فوت ہو گئے۔ دوسری لونڈی ریحانہ بنت زید تھیں جو یہود کے قبیلہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تعلق رکھتی تھیں اور ایک اور لونڈی کا بھی تذکرہ ہے جنہیں حضرت زینبؓ بنت جحش نے آپ کو ہبہ کیا تھا۔

جنسی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ آپ کو پے در پے نو شادیاں کرنا پڑیں...... جی نہیں! بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اتنی بہت ساری شادیاں کچھ دوسرے ہی اغراض و مقاصد کے تحت کی تھیں جو عام شادیوں کے مقاصد سے بہت ہی زیادہ عظیم القدر اور جلیل المرتبہ تھے۔ عرب کا دستور تھا کہ وہ رشتہ مصاہرت کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اور داماد سے جنگ لڑنا اور محاذ آرائی کرنا بڑے شرم اور عار کی بات تھی۔ اس دستور کو سامنے رکھ کر رسول اللہ ﷺ نے چند شادیاں اس مقصد سے کیں کہ مختلف افراد اور قبائل کی اسلام دشمنی کا زور توڑ دیں اور ان کے بغض و نفرت کی چنگاریاں بجھا دیں۔

محسن انسانیت ﷺ کا ایک نکاح 'ایک منہ بولے بیٹے زید بن حارثہؓ کی مطلقہ بیوی زینت بنت جحش سے ایسی جاہلی رسم کو توڑنے والا تھا جو عرب معاشرے میں نسل در نسل چلتا آ رہا تھا۔ یعنی عرب منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے شادی کو حرام سمجھتے تھے لیکن اللہ کے حکم سے اس رسم کا توڑ بھی ہو گیا۔ غرض ہر شادی کا ایک اعلیٰ ترین مقصد تھا جو جنسی معاملات سے بہت ہٹ کر تھا لیکن جس کا اپنا ذہن اور عمل گندا ہو' اسے دوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں لیکن گھٹیا لوگوں کی گھٹیاں باتوں سے نہ پہلے کچھ ہوا ہے نہ آئندہ ہو سکے گا۔ گندے ذہن کے لوگ نبی ﷺ کو کبھی دہشت گرد اور کبھی معاذ اللہ شہوت پرست محض اس لئے کہتے ہیں کہ کسی طرح اسلام کو اس قدر بدنام کر دیا جائے کہ کوئی اسلام کی طرف آنے کی سوچ بھی نہ۔ لیکن کہتے ہیں کہ چاند پر تھوکنے والا دراصل اپنے آپ پر ہی تھوکتا

☆......آپ ﷺ کی کثرت ازدواج کا ایک مقصد جاہلی رسوم و رواج کو توڑنا تھا جیسے منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے اس رسم کا قلع قمع کیا۔

نبی ﷺ کی سیرت کا خوبصورت واقعہ

محمد عمار احمد۔ شام کوٹ

اعلان نبوت کے چند روز بعد نبی ﷺ مکہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ انہیں ایک گھر میں کسی کے رونے کی آواز آئی۔ آواز میں اتنا درد تھا کہ آپ ﷺ گھر میں داخل ہو گئے۔ دیکھا تو ایک نوجوان جو حبشہ کا معلوم ہوتا ہے' چکی پیس رہا ہے اور زار و قطار رو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا میں ایک غلام ہوں۔ سارا دن اپنے مالک کی بکریاں چراتا ہوں۔ شام کو جب تھک کر گھر آتا ہوں تو میرا مالک مجھے گندم کی ایک بوری پیسنے کو دیتا ہے۔ جس کو پیسنے میں رات لگ جاتی ہے' میں اپنی قسمت پر رو رہا ہوں۔ میری بھی کیا قسمت' میں بھی تو ایک گوشت پوست کا انسان ہوں۔ میرا جسم بھی آرام مانگتا ہے' مجھے بھی نیند ستاتی ہے لیکن میرے مالک کو مجھ پر ذرا ترس نہیں آتا۔ کیا میرے مقدر میں ساری عمر اسی طرح رونا لکھا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے مالک سے کہہ کر تمہاری مشقت تو کم نہیں کروا سکتا کیونکہ وہ میری بات نہیں مانے گا۔ ہاں میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ تم سو جاؤ' میں تمہاری جگہ چکی پیستا ہوں۔ وہ غلام بہت خوش ہوا اور شکریہ ادا کر کے سو گیا۔ جب گندم ختم ہوئی تو آپ ﷺ اسے جگائے بغیر واپس تشریف لے آئے۔ دوسرے دن پھر آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور اس کو سلا کر چکی پیستے رہے۔ تیسرے دن بھی یہی ماجرا ہوا۔ چوتھی رات آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو اس نے کہا' اے اللہ کے بندے! آپ کون ہو' میرا اتنا خیال کیوں کر رہے ہو؟ ہم غلاموں سے نہ کسی کو ڈر ہوتا ہے اور نہ ہی فائدہ تو آپ یہ سب کس لیے کر رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ سب انسانی ہمدردی کے تحت کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے تم سے کوئی غرض نہیں۔ اس غلام نے کہا آپ ﷺ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ غلام نے کہا' ہاں میں نے سنا ہے' اس کا نام محمد ﷺ ہے اور وہ خود کو اللہ کا نبی کہتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں وہی محمد ﷺ ہوں۔ یہ سن کر غلام نے کہا: آپ ﷺ ہی نبی ہیں تو مجھے کلمہ پڑھائیے کیونکہ اتنا شفیق اور مہربان کوئی نبی ہی ہو سکتا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے کلمہ پڑھا کر اس کو مسلمان کیا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ اس غلام نے تکلیفیں برداشت کیں مگر دامن مصطفیٰ نہ چھوڑا۔ آج دنیا اس غلام کو بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے۔ (بحوالہ سیرت نبی ﷺ)

جی ہاں! ذرا ٹھہرو، دیکھو، سنو، پڑھو کہ امام الانبیاء' نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی جوانی کے نہایت پُر قوت اور اور عمدہ ایام یعنی تقریباً تیس برس صرف ایک بیوی پر اکتفا کرتے ہوئے گزار دیئے اور وہ بھی ایسی بیوی پر جو تقریباً بڑھیا تھی یعنی پہلے حضرت خدیجہؓ اور پھر حضرت سودہؓ تو کیا یہ تصور کسی بھی درجے معقول ہو سکتا ہے کہ اس طرح اتنا عرصہ گزارنے کے بعد جب بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ گئے تو آپ ﷺ کے اندر یکا یک

پیارے پیغمبر ﷺ کا مقصد ایک غیر مہذب قوم کو تربیت بھی دینا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کے پاس ایک ہی حل تھا کہ آپ ﷺ مختلف عمر کی اتنی عورتوں کو منتخب فرما لیں جو اس مقصد کے لیے کافی ہوں اور احکام شرعیہ بھی سکھلا سکیں۔ پھر یہ بات روز روشن کی طرح نمایاں ہوئی کہ نبی ﷺ کے خانگی حالات کو امت تک پہنچانے کا سہرا زیادہ تر امہات المومنین ہی کے سر ہے۔ ان میں بھی بالخصوص وہ امہات المومنین نے لمبی عمر پائی۔

ہے۔ یہ کیسی اللہ کی مدد ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ اور اہل اسلام کے خلاف جس قدر گھٹیا پروپیگنڈہ کرتے جا رہے ہیں' اسلام ان کے ملکوں میں اسی قدر مقبول ہوتا جا رہا ہے اور اب یورپ و امریکہ اور بھارت سمیت اکثر غیر مسلم ممالک کے بارے میں یہ حقائق زبان زد عام ہیں کہ چند ہی سالوں اور عشروں میں اسلام ان ملکوں کا سب سے بڑا مذہب ہوگا اور یہ جھوٹے دروغ گو کفار اپنا منہ لے کر رہ جائیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

بقیہ — پیغمبر اسلام ﷺ — پیغمبر امن

کر کے جنگ کو فتنہ وفساد کا قلع قمع کرنے تک محدود کر دیا۔

﴿ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۖ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [البقرة :193]

''اور ان سے لڑو، یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے، پھر اگر وہ باز آ جائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر کوئی زیادتی نہیں۔''

دنیا بھر کے جنگی اصولوں سے نبویؐ جنگ کے مختلف اور پرامن اصول:

آپ ﷺ نے جنگ کے جو اصول قائم کیے تھے ان میں سے چند ایک یہ ہیں: جنگ سے پہلے اسلام کی دعوت دینا، انکار کی صورت میں جزیے کی پیش کش کرنا، یہ آپشن بھی نہ مانیں تو جنگ کرنا مگر جنگ میں بوڑھوں، بچوں، خواتین اور مذہبی راہبوں کو قتل نہ کرنا، جو ہتھیار اٹھائے اسی سے لڑنا، باغ نہ جلانا، کھیت کو آگ نہ لگانا۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کرنا، جو صلح کے لیے ہاتھ بڑھائے، فوراً تھام لینا، انکار نہ کرنا۔

انہی اصولوں کی برکت سے دس سالہ جنگی کارروائیوں میں آپ ﷺ نے بہت بڑا علاقہ فتح کیا لیکن اس کے باوجود طرفین کے صرف 1082 افراد کام آئے۔ مسلم شہداء تعداد صرف 310 اور دشمن کے مقتولین کی تعداد گویا صرف 851 رہی جبکہ آپ ﷺ نے تمام اسیروں کو رہا کر دیا۔ ایک بھی اسیر کو ان جنگوں میں قتل نہ کیا گیا۔

اسلام پر طعن وتشنیع کرنے والوں نے ایک ایک جنگ بلکہ ایک ایک حملہ میں لاکھوں جانیں ضائع کر دیں۔ جنگ عظیم اول میں 75 لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔ جنگ عظیم دوم میں ساڑھے 4 کروڑ انسان ہلاک ہوئے۔ جاپان کے دو شہر ایٹم بم گرا کر مکمل تباہ کر دیے گئے۔ آج بھی عراق میں دس لاکھ، افغانستان میں دس لاکھ، لیبیا، الجزائر، فلسطین، برما اور شام میں بھی لاکھوں موت کی بھینٹ چڑھا دیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان تمام معاشرتی ناہمواریوں کا خاتمہ کر دیا جو امن کی راہ میں رکاوٹ تھیں، مثلاً معیشت، قانون اور حقوق میں عدل وانصاف قائم کر دیا جس سے پورا معاشرہ پرامن ہو گیا۔ اپنی ذات کو کسی معاملے میں بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ مسلمان لشکر کا استقبال کرتے تھے اور جن ممالک کو مسلمانوں نے فتح کیا، وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کا مذہب، حکومت، تہذیب اور زبان سب کچھ اپنا لیا اور آج تک وہ تمام علاقے اسلام کے زیر نگیں ہیں، سوائے اندلس کے۔ اور اندلس کو عیسائی ریاست بنانے کے لیے مسلمانوں کا جتنا خون بہایا گیا، یہ تاریخ انسانی کا بھیانک باب ہے۔

نبی رحمت ﷺ کا دیا ہوا اسلام ہی دنیا کے لیے امن کا پیامبر اور سلامتی کا دستور ہے، انسانوں کے دکھوں کا مداوا اور مسرتوں کا ضامن ہے۔ دنیا میں بہت سارے مذاہب وضع کیے گئے لیکن آج ان مذاہب کے ماننے والے امن کے لیے دوسرے نسخے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ تمام ادیان کے پیروکار دوسرے افراد یا گروہوں پر ظلم کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، ہندو کشمیر میں، یہودی فلسطین میں، بدھ برما میں، امریکا اور یورپ کے عیسائی (ناٹو کی شکل میں) افغانستان، عراق، شام سمیت کئی ممالک میں، کیمونسٹوں نے شمال میں بیسیوں ممالک کے کروڑوں انسانوں کو سرخ انقلاب کا ایندھن بنا دیا۔

جمہوریت پسندوں اور سیکولرازم کا نعرہ لگانے والوں نے عالمی جنگوں میں کروڑوں نفوس کو خاک وخون میں تڑپا دیا۔ پوری زمین پر صرف مسلمان ہیں جن کے پاس ساٹھ ملکوں کی حکومتیں، عیسائیوں کے بعد سب سے زیادہ آبادی، دنیا کے اکثر وسائل کے مالک ہونے کے باوجود دنیا کی کسی قوم پر ظلم نہیں کر رہے، کسی کے حقوق نہیں دبا رہے۔ پیغمبر امن کا لایا ہوا نظام جہاں پر جس حالت میں نافذ ہے، شرح جرائم وہاں آج بھی دوسروں سے بہت کم ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

بعض لوگ سوچتے ہیں کہ اگر پیغمبر اسلام ﷺ واقعی امن کے داعی اور اسلام حقیقتاً سلامتی کا دستور ہے، تو آج ساری دنیا ان کی مخالفت کیوں کر رہی ہے، نبی معظم ﷺ کے کارٹون کیوں بنائے جاتے ہیں، ساری دنیا کا میڈیا انھیں دہشت گرد ثابت کرنے پر کیوں تلا ہوا ہے۔

عرض ہے کہ اس پلان کے پیچھے صرف ایک گروہ ہے، یہود! جنھیں ساری دنیا اپنے یہاں سے دیس نکالا دے چکی ہے، یہ شروع سے بدطینت اور سازشی ٹولہ ہے، وہ دجال کا لشکر ہیں جو دنیا پر اس کی حکومت لانے کے لیے تیاری کر رہا ہے اور ان کے راستے کی واحد رکاوٹ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ ہیں۔ اسے وہ دور کرنا چاہتے ہیں لیکن سید المرسلین ﷺ نے واضح فرما دیا کہ دجال کی حکومت قائم نہیں ہو سکے گی، عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ دنیا کا امن اور انسانوں کی سلامتی اسلام سے وابستہ ہے، آج بھی اور کل بھی۔

بقیہ — نبی مکرم ﷺ .... عظیم منتظم

نے آپؐ کو عظیم منتظم بنا دیا:

1۔ آپ ﷺ کا حسن تدبیر

2۔ آپ ﷺ کا حسن انتظام

آپؐ نے جو مثالی ریاست قائم کی، وہ آپؐ کے تدبر اور انتظام کا نتیجہ تھی۔ آپ نے یہ کام اس دور میں انجام دیا جب انسان معمولی تبدیلی بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ بات مکی زندگی میں نبوت سے پہلے کے معاہدہ حلف الفضول میں شرکت کی ہو یا حجر اسود کی تنصیب کی، نبوت کے بعد مخالفتوں کے طوفان میں آپؐ کے تدبر کو دیکھیں یا نامساعد حالات میں دی جانے والی دعوت کی وسعت پر نظر ڈالیں، معاملہ حبشہ کا ہو یا بیت اللہ کا، آپؐ کا صبر و استقامت سے اپنی قوت کو ایک جگہ جمع کرنا آپؐ کے تدبر کی بہترین مثالیں ہیں۔

مدنی زندگی میں مواخات کے ذریعے مسلمانوں کو مستحکم کرنے کے معاملے کو لیں یا مدینہ کے مختلف طبقات کو میثاق مدینہ کے ذریعے باندھنے کو دیکھیں، آپ حسن تدبیر اور حسن انتظام کی بلندیوں پر نظر آتے ہیں۔ پھر آپؐ کے امور داخلہ میں استحکام امن کے ساتھ اخلاقی تربیت کے اہتمام کو دیکھیں یا اشاعت اسلام کی حکمت عملی اور نومسلموں کے لئے انتظامات کو دیکھیں یا ملکی تنظیم کو، آپؐ نے وہ تمام طریقے اختیار کئے جن سے داخلی طور پر ریاست مستحکم ہو۔ پھر خارجی امور میں دشمن کی قوت کو توڑنے کی تدبیر کو دیکھیں یا بیرون ملک اشاعت اسلام کو، آپؐ کا اسوہ ہر موڑ اور ہر مقام پر عظیم منتظم کی حیثیت میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کی ذات بابرکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نبی کریم ﷺ اور جہاد

ابوضیاء تنزیل عابد، چیچہ وطنی

سیرت النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ نے مکہ میں اپنی رسالت کا اعلان کیا۔ توحید کا جھنڈا لہرایا، لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ نبی کریم ﷺ کی بات پر چند لوگوں نے لبیک کہا۔ پھر ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے، کسی کو قید کر دیا، کسی کو قتل کر دیا، کسی کو گرم کوئلوں پر لٹایا گیا۔ نبی ﷺ کو بے شمار تکلیفیں دی گئیں۔

انہی حالات میں 13 سال گزر گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ہجرت کی۔ مدینہ تشریف لے آئے۔ مدینہ آ کر ایک

ہیں، امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں جہاد کے ذکر میں 176 ابواب باندھے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے جہاد کی اہمیت و فضیلت اور آداب پر 115، امام نسائی رحمہ اللہ نے 48 اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے 146 ابواب قائم کر کے احادیث نقل کی ہیں۔ آیئے چند احادیث سے جہاد کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ. (ابوداؤد)

”جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے

کی لید اور اس کا پیشاب سب قیامت کے دن اس کے ترازو میں (ثواب کے لیے) ہوگا۔“ (بخاری: 2853)

اگر ہم نبی کریم ﷺ کو دیکھیں تو راہ جہاد میں کبھی آپ ﷺ کے دانت شہید ہو رہے ہیں، کبھی آپ ﷺ زخمی ہو رہے ہیں، کبھی آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ علیہم آپ ﷺ کے لیے ڈھال بن کر کھڑے ہوئے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کر دیتے ہیں۔

عظیم سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی جہاد اور جنگ کے میدانوں میں گزاری ہے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امت مسلمہ کے نوجوانوں کے نام پیغام میں فرماتے ہیں کہ موت لکھی نہ ہو تو موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے۔ جب موت مقدر ہو تو زندگی دوڑتی ہوئی موت سے لپٹ جاتی ہے۔ زندگی پہلے سے زیادہ کوئی جی نہیں سکتا۔ دنیا کے بزدلوں کو میرا پیغام پہنچا دو، اگر میدان جہاد میں موت ہوتی تو خالد بن ولید کو کبھی موت بستر پر نہ آتی۔“

☆......اگر ہم نبی پاک ﷺ کی سیرت مطہرہ سے خوشہ چینی کرنے لگیں تو ہمیں پتہ چل جائے کہ آپ ﷺ نے ساری مدنی زندگی جہاد کرتے ہوئے گزاری۔ کبھی آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو کبھی سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کٹی پھٹی لاش نے آپ ﷺ کو تڑپایا۔

اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ساری مدنی زندگی جہاد کے میدانوں میں گزری ہے۔

جہاد اسلام کی چوٹی ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ بنفس نفیس 27 مرتبہ جہاد کے لیے نکلے اور بیسیوں مرتبہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد کے لیے روانہ کیا۔

جہاد وہ عظیم عمل ہے جس کے بارے میں دو چار آیات و احادیث نہیں بلکہ سینکڑوں آیات قرآنیہ ہیں۔ جہاں تک احادیث کا تعلق ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ”کتاب الجہاد والسیر کے عنوان سے 241 ابواب باندھ کر سینکڑوں احادیث نقل کی ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ کی کتاب صحیح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ نے 100 ابواب باندھے

جہاد کیا نہ اس کے دل نے جہاد کے بارے میں کبھی سوچا، اس کی موت نفاق کے ایک شعبہ پر ہوگی۔“

اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہمیں سوچنا چاہیے کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جگہ جگہ جہاد کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

اے شبابِ مسلم! زندگی تو ختم ہو ہی جاتی ہے۔ اچھے کام کر کے بھی، برے کام کر کے بھی۔ کیوں نہ اس جان کو اسلام کی عظمت و رفعت کے لیے نچھاور کر دیا

☆......نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس حالت میں مرا کہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ کبھی جہاد کے بارے میں سوچا تو اس کی موت منافقت کے ایک شعبہ پر ہوگی۔“ (ابوداؤد)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اللہ پر ایمان کے ساتھ اور اس کے ثواب کے وعدے کو سچا جانتے ہوئے اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا، اس

جائے۔ زندگی میں بھی سکون اور آخرت میں بھی سکون۔

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک جہاد کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھولا ہوا سبق یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رسول اللہ ﷺ سے محبت کا معیار.....

اطاعتِ رسول ﷺ یا جشن اور ڈانس؟

سیرت النبی ﷺ

اخت ابتسام ساجد۔ نوکھر اڈا

اطاعت عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب اتباع اور فرمانبرداری کے ہیں۔ جس طرح ایک اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح رسول ﷺ کی رسالت پر یقین رکھنا اور آپؐ کے احکام کی اطاعت کرنا بھی فرض ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی ادائیگی کے لئے قرآن مجید میں واضح طریقہ نہیں بتایا گیا، ان عبادات کو ادا کرنے کا طریقہ حضرت محمد ﷺ نے بتایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے آپ کی اطاعت ضروری ہے۔ آپؐ سے محبت اور تعظیم وتوقیر کا اظہار، آپؐ کے ارشادات کی تعمیل اور آپؐ کے احکام کی خوش دلی کے ساتھ اطاعت پیروی سے ہوتا ہے اور یہ کہ جن چیزوں سے آپؐ نے منع فرمایا ہے، بندہ ان سے دور رہے۔ اس کے بغیر آپؐ سے محبت اور تعظیم وتوقیر کا دعویٰ محض ایک جھوٹی بات ہی رہ جائے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی اطاعت و پیروی کرنے کو مختلف پیرایوں میں بار بار دہرایا ہے، فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ (الانفال)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی، اور اس سے منہ مت پھیرو جبکہ تم (اس کے احکام) سنتے بھی ہو۔'' اور فرمایا

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر) اور رسول اکرم ﷺ جو کچھ تمہیں عطا کردیں، وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے باز رہو۔

حتیٰ کہ رسول پاک ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمادیا ہے۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (النساء)

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

آپ کی اطاعت ہی ہدایت اور ہدایت کی راہ ہے، فرمایا:

وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۔ (النور)

اگر تم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروگے، (تب ہی) ہدایت پاسکوگے۔

آپ کی اتباع و پیروی اللہ عزوجل کی محبت اور گناہوں کی معافی کا سب سے بڑا سبب ہے، فرمایا

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران)

(اے پیغمبر!) انہیں بتادیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہو تو میری پیروی اور اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔''

رسول اللہ ﷺ کا محب صادق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو، آخرت کا امیدوار ہو، آپؐ کے فرامین اور طور طریقوں کا حریص اور شائق ہو۔ آپ کی منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرنے والا ہو۔ آپ کی سیرت کا متبع اور آپ کی سنت کا پیروکار ہو، جیسے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (الاحزاب)

☆......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیغمبر! انہیں بتادیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی اور اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے (یعنی) اس کے لئے جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو۔

مگر افسوس کہ علوم ومعارف کی اشاعت اور شہرت کے اس دور میں بھی مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے محبت ونصرت اور توقیر کا مفہوم بدل بلکہ بگاڑ ڈالا ہے کہ جب تک آپؐ کو غیب دان، مشکل کشا، غریب نواز، دستگیر، غوث، فریاد رس، ہر جگہ حاضر و ناظر، دعائیں سننے والا، بگڑی بنانے والا اور داتا وغیرہ نہ مان لیا جائے، آپؐ کی پیدائش کے جشن، بھنگڑے اور انڈین گانوں پر بے ہودہ فحش رقص نہ کرلیں، اس وقت تک معاذ اللہ ان لوگوں کی نظر میں آپ کی محبت اور تعظیم وتوقیر کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اور جو اہل توحید ان لوگوں کے ایسے خیالات کی تردید وتغلیط کریں، وہ ان کی زبان میں گستاخ رسول اور بے ادب لوگ ہیں۔

یا ضیعة للعلم و یاضیعة للادب۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی بڑی بری بھول ہے اور عوام الناس کے عقائد واعمال کی خرابی کا بوجھ ان نام نہاد مولویوں پر ہے جو علوم قرآن وحدیث کے سمندر میں غوطہ زن نہیں ہوئے اور شاید ہونا بھی نہیں چاہتے۔ ان نادان لوگوں کو آج اس دنیا میں اس کا احساس ہو نہ ہو، قیامت کو تو ضرور ہوگا اور پکار پکار کر کہیں گے:

اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسولؐ کی مانی ہوتی۔ اور کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کردیا۔ اے ہمارے رب! ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ (الاحزاب)

اور چاہیں گے کہ دنیا میں واپسی کا موقع ملے مگر کہاں؟ کہیں گے۔

اے ہمارے رب! ہم نے (سب) دیکھ لیا اور سن لیا۔ تو اب ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے کہ نیک اعمال کریں، بے شک ہمیں یقین آگیا ہے'' (السجدہ)

آپؐ کا کامل ترین احترام واعزاز: نبی کریم ﷺ کی توقیر وتعظیم جیسے کہ آپ کے مقام عالی شان کا تقاضا ہے، بندے کی طرف سے یہ آپؐ سے سچی اور اعلیٰ ترین محبت کی دلیل ہے۔

اسی لئے دنیا وآخرت میں کامیابی کے لئے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ضروری ہے، چاہے کوئی جس شعبہ سے بھی تعلق رکھتا ہو، اس پر اپنے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ — بعثتِ رسول ﷺ کے مقاصد

اسی بناء پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مسلمانوں پر لازم کیا ہے کہ یہ دینی فریضہ محض انسانی معاشرے ہی کی پاکیزگی اور درستی کا باعث نہیں بلکہ اقوام وملل کے عزوشرف کا محافظ بھی ہے۔ اس لیے آیئے وہ کام کریں جس کی بدولت ہم عذاب الٰہی سے محفوظ ہو جائیں اور ہمارے گھر شاد وآباد اور چہرے شاداب ہو جائیں۔

اور وہ کام ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا۔

10۔ تقسیمِ دولت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے تو تقسیم کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

اس فرمانِ نبویؐ سے دو چیزیں مراد ہیں:

1۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل معاشی نظام میں خامیاں، کمزوریاں اور ناہمواریاں تھیں، انہیں ختم کرنا اور لوگوں کو ایک صالح معاشی نظام مہیا کرنا آپ کی بعثت کا مقصد ہے۔ کیونکہ عہد جاہلیت میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ تھا، جب کہ نبیؐ نے اس سلسلے میں اپنے عمل اور فرمان سے عدل وانصاف کی بنیاد رکھی اور اس تقسیمِ دولت کا ایک بہترین نظام وضع فرمایا جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر تھی:

اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے خرید وفروخت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر ہے۔ (النساء۔29)

نبی ﷺ نے غنائم اور اس طرح کے دیگر اجتماعی و عوامی اموال کی اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی ہدایات کے مطابق تقسیم فرمائی۔ یہ تقسیم عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق تھی اور اس میں شک کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس طرح کا ایک واقعہ عہد نبوت میں ملتا ہے کہ جب آپ ﷺ جعرانہ میں مال غنیمت کی تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ (حرقوص بن زہیر) نے آپؐ کے عدل وانصاف کے بارے معترضانہ بات کی تھی تو آپ ﷺ نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا:

وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ 'تجھ پر افسوس! جب میں نے ہی عدل نہ کیا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں بھی عدل نہ کروں تو پھر نا کام ونامراد ہو جائے گا۔ یہی وہ شخص تھا جس سے خارجی گروہ نے جنم لیا تھا۔ (بخاری)

2۔ دوسرا اس سے اس عقیدے اور نظریے کی نفی مقصود ہے جو لوگوں میں عام پایا جاتا ہے کہ جو کچھ بھی ملتا ہے 'در مصطفیٰ' سے ملتا ہے۔ صحیح بخاری میں اس طرح سے الفاظ ہیں: میں تو صرف مال کی تقسیم کرنے والا ہوں' عطاء کرنے والا اللہ ہی ہے

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ آپ ﷺ نے اس فاسد عقیدے کی بھی تردید فرما دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور عطاء کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اعلیٰ وعمدہ اَخلاق کی تکمیل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ (مسند احمد)

اخلاقیات سے مراد ہر اچھا کام، عادت اور کردار ہے، جس کے اعلیٰ ترین درجے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سرفراز فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور یقیناً آپ بڑے اخلاق پر فائز ہیں۔ (القلم۔4)

آپ ﷺ نے اپنے عمل اور کردار سے لوگوں کو دعوت دی اور یہی چیز ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ (الاحزاب)

یہاں ہم کریمانہ وشریفانہ اخلاق کی ترغیب پر چند احادیث بیان کرتے ہیں:

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میزان میں اچھے اخلاق سے بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی۔ (سنن ابوداؤد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں سب سے عمدہ ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بے شک تم میں سے وہ لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں۔ (صحیح بخاری)

اس طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ کون سا عمل جنت میں جانے کا سبب بنے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق۔ (جامع ترمذی)

اخلاق کا لفظ بہت وسیع ہے۔ کتاب وسنت کی جملہ تعلیمات کو صدق دل سے اپنانا اچھے اخلاق کا نقطۂ آغاز ہے۔ چنانچہ ایک اچھے اخلاق کے مالک شخص کی جو صفات وعادات عام طور پر بیان کی جاتی ہیں' وہ یہ ہیں:

حیادار ہو، کسی کو ایذاء نہ دینے والا ہو، انتہائی نیک، سچا، کم گفتار، بہت عمل والا ہو، جس کی لغزشیں بہت کم ہوں، بے فائدہ کام اور بات نہ کرے، رشتہ داری جوڑنے والا، عزت ووقار کا مالک، صابر، قدر دان، راضی بہ رضا رہنے والا، حلیم الطبع، وفادار، خود کو رذائل سے بچانے والا، لعنت نہ کرنے والا ہو، جو گالی گلوچ نہ کرے' چغل خوری اور غیبت سے اجتناب کرنے والا، عجلت پسند نہ ہو، کینہ وبغض نہ رکھے، بخیل نہ ہو، حسد نہ کرے، ہشاش بشاش رہنے والا ہو، اس کی محبت ونفرت اور خوشی وناراضی محض اللہ کے لیے ہو۔

یہ تعریف بھی جزوی صفات کی حامل ہے وگرنہ یہ لفظ اور موضوع بہت ہی تفصیل طلب ہے۔

دین کو غالب کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرک برا مانیں۔ (التوبۃ۔33)

یہی آیت قرآن کریم میں تین جگہ آئی ہے۔ ایک مذکورہ مقام، دوسری جگہ سورت الفتح آیت 28 اور اسی طرح سورت الصف آیت نمبر 9 ہے۔

ان آیاتِ مبارکہ میں رسول عربی محمد کریم ﷺ کی بعثت کا ایک بہت ہی شاندار مقصد بیان ہوا ہے۔ وہ ہے دین الٰہی کو تمام ادیان پر غالب کرنا جو سچا اور خالص دین ہے۔

دنیا میں حق اور باطل کی کشمکش شروع سے ہی چلتی آرہی ہے اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی باطل ابھرنے لگا اللہ نے اس کی بیخ کنی کے لیے حق کو بھیج دیا۔

جاری رکھیں گے۔ مقررین نے یہ بھی کہا کہ بعض وزراء اقتدار کے لیے اپنا دین، ایمان بیچ رہے ہیں۔

حیدرآباد اور اندرون سندھ:

ملی مسلم لیگ، تحریک حرمت رسول ﷺ اور جماعۃ الدعوۃ کی اپیل پر آئین میں ختم نبوت کے حوالہ سے ترمیم کیخلاف ملک گیر یوم احتجاج منایا گیا۔ سندھ کے عوام بھی حرمت رسولؐ کے دفاع کے لیے میدان میں نکل آئے۔ حیدرآباد، میرپور خاص، بدین، نواب شاہ، سکھر، سانگھڑ، مٹیاری، نیو سعید آباد، ٹنڈو آدم میں مظاہرے کئے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں۔ علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین نے تحفظ ختم نبوت کو خطبات جمعہ کا موضوع بنایا اور نماز جمعہ کے اجتماعات میں مذمتی قراردادیں پاس کی گئیں۔ ملی مسلم لیگ اور تحریک حرمت رسول ﷺ کی جانب سے مرکز سعد بن معاذؓ حیدرآباد سے احتجاجی ریلی نکالی گئی جو کہ مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی پریس کلب پر اختتام پذیر ہوئی جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ مظاہرین نے بھرپور نعرے بازی کی اور موجودہ حکمرانوں کو خبردار کیا کہ اس طرح کی ترمیم کرنے سے باز رہا جائے اور اس کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

تحریک ختم نبوت ذمہ داروں کو سزا دینے تک جاری رہی گی۔

احمد پور شرقیہ میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس میں علماء کا عزم:

سالانہ سیرت النبی کانفرنس بسلسلہ ختم نبوت کے موضوع پر پروفیسر حافظ عبدالرحمان مکی، لیاقت بلوچ، محمد علی درانی، قاری محمد یعقوب شیخ، سیف اللہ خالد صدر ملی مسلم لیگ پاکستان، سید کفیل شاہ بخاری، حافظ عبدالرؤف، سید عبدالوحید شاہ، شیخ وقاص احمد، قاری عبدالغنی ثاقب اور اقبال دانش نے جامعہ عمر بن عبدالعزیز توحید چوک احمد پور شرقیہ میں ولولہ انگیز گفتگو کی۔ اس موقع پر حافظ عبدالرحمٰن مکی ﷾ نے کہا کہ پاکستان جن مسائل کا شکار ہے' ان کا حل سیرت النبی ﷺ پر عمل سے ہی ممکن ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کسی مسلک کا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ پاکستانی قوم نبی کریم ﷺ کی حرمت کے تحفظ کے لئے جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ آج کا پاکستان مسلم دنیا کے دفاع کے لئے کردار ادا کر رہا ہے۔ کشمیر کی آزادی، نئی نسل کی تہذیب کی حفاظت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تحریک چلائیں گے۔

محترم لیاقت بلوچ جنرل سیکرٹری جماعت اسلامی پنجاب نے کہا کہ نیب کی جگہ بھارتی طرز کا احتساب کمیشن لایا گیا تو قبول نہیں کریں گے۔

سابق وفاقی وزیر اطلاعات محمد علی درانی نے کہا کہ جماعۃ الدعوۃ کے سربراہ حافظ محمد سعید کو فوری رہا کیا جائے۔

قاری محمد یعقوب شیخ نے کہا کہ کشمیری تکمیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ حکمرانوں نے نااہل کے لئے قانون بنا لیا لیکن کشمیر کے مسئلہ پر خاموش ہیں۔ وطن عزیز نظریہ پاکستان کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ملک ہے۔ خدمت کی سیاست سے سیاسی منظر نامہ بدلے گا۔

جامعہ عمر بن عبدالعزیز سے امسال 13 طلبہ نے حفظ قرآن مجید مکمل کیا جبکہ 6 طلبہ نے قرأت مکمل کی۔

مہمان خصوصی پروفیسر حافظ عبدالرحمان مکی، لیاقت بلوچ، محمد علی درانی نے حفظ، تجوید مکمل کرنے والے طلبہ اور درس نظامی میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا میں انعامات، سرٹیفکیٹ، کتب اور نقد رقوم تقسیم کیں۔

بقیہ | سپہ سالار اعظم ﷺ

قائم کی۔ یہودیوں سے میثاق مدینہ طے پایا تا کہ مدینہ منورہ کے اندرونی حالات مضبوط تر ہو جائیں اور کسی بھی بیرونی آفت کے وقت اندرونی مصیبت سے دوچار نہ ہونا پڑے' داخلی استحکام کے بعد آپ ﷺ نے مشرکین سے ٹکر لی اور ان کی گھات لگا کر بیٹھ گئے' جس کے نتیجہ میں یوم الفرقان سامنے آیا تھا' اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر دشمن کی کڑی سے کڑی شرائط قبول کرنا بھی آپ ﷺ کی حربی فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پھیلانے کی کوشش کی اور قیصر و کسریٰ کو اسلام کی دعوت دی۔

ایک لیڈر ہونے کے اعتبار سے آپ ﷺ ہمیشہ حکمت عملی سے کام لیتے اور مفتوح قوم کے علاقہ کو فتح کرنے کے ساتھ ساتھ اس قوم کے دل بھی فتح کر لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ زخمیوں کی مرہم پٹی کا بندوبست کرتے' اسیران جنگ سے اچھا سلوک کرتے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''رحمۃ للعالمین'' کا عملی ثبوت پیش کرتے تھے جس کی وجہ سے کافروں نے اپنا کفر چھوڑ کر اسلام کی روشنی سے اپنے سینوں کو منور کیا۔

آپ ﷺ نے سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے اپنی فوج کے ہر دستے' ہر بٹالین اور ہر یونٹ کے ہر افسر اور ہر سپاہی کو یہ بات سمجھا دی تھی کہ کبھی بھی غیر مقاتل سے قتال نہیں کرنا' فصلوں کو تباہ نہیں کرنا' باغات کو نذر آتش نہیں کرنا' بوڑھوں' بچوں اور مستورات کو اپنے آلات حرب وضرب اور اپنی حرص وہوس کا شکار نہ بننے دینا' مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا۔ دشمن کی عزتوں سے نہیں کھیلنا جس کے نتیجہ میں لوگ اس سالار اعظم' رہبر اعظم' مقتدائے اعظم' پیشوائے اعظم کے گرویدہ ہو گئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اسلام کی خدمت میں اپنا حصہ پیش کرنے لگے۔

ایک سالار ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ بہترین منتظم بھی تھے۔ آپ ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر آنے والے احزاب کے ناپاک ارادوں کو اپنے اعلیٰ انتظام کی وجہ سے خندق کی گہرائیوں میں ہی دبا دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے غزوۂ احد میں پچاس تیر اندازوں کو مشتبہ درّے پر براجمان کیا لیکن آپ ﷺ کی حکم عدولی سے نقصان ہوا۔ الغرض یہ آپ ﷺ کی انتظامی سوچ کی بہترین عکاسی کرنے والی مثال ہے۔

قارئین کرام! چشم آفتاب نے بڑے بڑے سپہ سالار دیکھے ہوں گے' چشم فلک نے ہٹلر کی سالاری بھی دیکھی اور اس دھرتی پر سکندر اعظم نے بھی راج کیا' بخت نصر بھی اپنے جوہر دکھانے کے لیے آیا اور چنگیز خان نے بھی چنگاریاں سلگائیں' اس دھرتی پر نپولین بھی تڑپا اور اس کرہ ارض نے جارج واشنگٹن کو بھی جنم دیا۔ بہت سے جرمن اور امیرکن (American) جرنیل وفلاسفر گزرے لیکن آج تک چشم فلک نے امام کائنات' سالار کائنات' امام المجاہدین خاتم النبیین ﷺ جیسا عظیم و کریم سپہ سالار نہ دیکھا ہو گا' نہ ہی دیکھ رہی ہو گی اور نہ ہی قیامت کے دن صور پھونکے جانے تک دیکھ سکے گی' جس کی مدد کے لیے فرشتے بھی قطاریں بنا کر اتر پڑیں' جس کے آنے سے جبر ومحکومی کی زنجیریں ٹوٹ کر بکھر جائیں' جس کے آنے سے بنی نوع انسان کی ڈگمگاتی اور ڈوبتی ہوئی ناؤ کو سہارا مل جائے' جس کے آنے سے فکر انسانی کی تنویریں چمک اٹھیں' جس کے آنے سے عورتوں کی حرمت بحال ہو' جس کے آنے سے انسان کو جینے کا سلیقہ آیا اور سب سے بڑھ کر انسان کو ایک صاحب قرآن میسر آیا۔

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

سلسلہ نمبر 1

کیا شوہر کا بیوی سے بلا اجازت دُوسری شادی کرنا قابلِ سزا ہے؟

جاوید غامدی کے گمراہ کن فتووں کا تعاقب

تعاقب ===== الشیخ محمد یوسف طیبی ﷾ فاضل مدینہ یونیورسٹی

یکم نومبر کو ایک افسوسناک خبر آئی کہ پاکستان میں لاہور کی ایک مقامی عدالت نے بیوی سے اجازت لئے بغیر دوسری شادی کرنے والے شخص کو 6 ماہ قید اور 2 لاکھ جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسے چند کیسز میں شوہر کو دوسری شادی پر کم وبیش ایسی سزائیں دی جا چکی ہیں۔ شرعی طور پر پہلی بیوی سے اجازت کے بغیر شادی کرنے پر سزا کا قانون ہی سرے سے غلط ہے۔ اسلام میں شوہر کے لئے کہیں بھی دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا لازمی نہیں ہے۔ افسوس در افسوس یہ ہے کہ ایک نام نہاد سکالر جاوید غامدی بھی اپنے گمراہ کن فتووں کے ساتھ اس عدالتی فیصلے کی بلا دلیل حمایت میں لگے ہیں۔

روزنامہ دنیا 3 نومبر 2017 میں موصوف نے اپنے فتوے میں کہا ہے کہ دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کو نہ بتانا دھوکہ ہے۔ آیئے اس فتویٰ کا شرعی وعقلی ہر لحاظ سے جائزہ لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلی بیوی جب شادی کرتی ہے تو وہ دراصل چار بیویوں کے حق حاصل کر رہی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے جو بھی نئی بیوی آتی ہے، وہ پہلی بیوی کا حق نہیں لیتیں بلکہ اپنا اپنا حق واپس لیتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے تو یہ دھوکہ کیسے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے خود زوجین میں مصلحت کے لئے غلط بیانی کو روا رکھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَحِلُّ الْکَذِبُ إِلَّا فِی ثَلَاثٍ: یُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِیُرْضِیَهَا، وَالْکَذِبُ فِی الْحَرْبِ، وَالْکَذِبُ لِیُصْلِحَ بَیْنَ النَّاسِ))

[سنن الترمذی: ۱۹۳۹، قال الالبانی: صحیح]

"جھوٹ صرف تین امور کے لیے حلال ہے: آدمی کا اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولنا اور جنگ میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے لیے جھوٹ بولنا۔"

دوسری بات یہ ہے کہ عورت کا دوسری شادی کے خلاف ناراض ہونا ایک فطری عمل ہے، وہ اس کی اجازت کب دے گی اور وہ اجازت نہیں دے گی تو دوسری شادی کبھی بھی ممکن نہیں ہوگی۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قانون نے دوسری شادی کا راستہ مسدود کر کے رکھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تعدد ازواج کو صیغہ امر کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ [النساء: 3]

"عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں، ان سے نکاح کرلو، دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے، پھر اگر تم ڈرو کہ عدل نہیں کرو گے تو ایک بیوی سے یا جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوں (یعنی لونڈیاں)۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ تم انصاف سے نہ ہٹو۔"

غور کریں ایک شادی کو عدل نہ کرنے کی شکل میں مشروط کر کے بیان کیا ہے یعنی دو دو، تین تین اور چار چار کو صیغۂ امر یعنی حکم کے ساتھ بیان فرمایا اور کوئی شرط بیان نہیں کی اور ایک شادی تک محدود رہنے کی اجازت عدم عدل کی وجہ سے بیان فرمائی ہے۔

موصوف نے لکھا ہے کہ اللہ نے متعدد شادیوں کی مرد کو اجازت نہیں دی بلکہ زیادہ شادیوں سے صرف منع نہیں کیا یعنی زیادہ شادیاں کرنے پر صرف پابندی نہیں۔ اس جاہلانہ فلسفے سے یہ ثابت کرنے کی بے کار کوشش کی گئی ہے کہ شریعت میں جس کام کے کرنے سے منع نہ کیا گیا ہو، اس کو حکمران منع کر سکتا ہے اور پھر حکمران کے قانون کی حیثیت شریعت کے قانون کی طرح ہوتی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ "پابندی نہیں" کی بات تو تب ہم مانتے کہ اس مسئلہ پر شریعت خاموش ہوتی جبکہ یہاں تو قرآن کی آیت اس کو صیغۂ امر کے ساتھ بیان کر رہی ہے اور صیغۂ امر کا کم از کم اطلاق اجازت اور جواز پر ہوتا ہے۔

دوسری طرف مسند احمد اور ابن ماجہ میں ہے کہ غیلان ثقفی ﷛ جب مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے چار کو رکھو

☆...... علماء کرام سے بصد ادب عرض کہ جس طرح بعض مسائل پر اتحاد و الائنس بناتے ہو، اسی طرح سود، دوسری شادی پر پابندی وغیرہ کے قوانین کے خلاف بھی بھرپور توجہ دیں تو ان برائیوں کا بھی خاتمہ ممکن ہے۔ ان شاء اللہ

اور باقی بیویوں کو طلاق دیدو' اس کے علاوہ شادی کرنے کے وہ عموی حکم جو رسول اللہ ﷺ نے دیئے تھے وہ سب حکم بھی صرف کنواروں کے لئے نہیں بلکہ سب کے لیے تھے مثلاً فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ (ابوداؤد' نسائی' مسند احمد)

''زیادہ محبت کرنے والیوں اور زیادہ بچے پیدا کرنے والیوں سے شادی کرو! میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔''

تو ان تمام نصوص کے بعد یہ کہنا کہاں تک درست ہوگا ''کہ متعدد شادیوں کی اللہ نے اجازت نہیں دی بلکہ زیادہ شادیوں پر صرف پابندی نہیں ہے۔'' اور یہ کہ جب پابندی نہ ہو تو حکمران وقت اس پر پابندی لگا سکتا ہے؟

گویا کہ موصوف نے اشارہ دے دیا کہ طے شدہ منصوبہ کے تحت جو اگلا قانون تعدد ازواج کے مطلق امتناع کا آرہا ہے' اس کا جواز پیدا کر دیا جائے۔ پھر حکمرانوں کی پھرتیاں دیکھیں کہ چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کی طرح ادھر ایسا قانون بنتا ہے اور اگلے دن ہی اس پر عمل شروع ہو جاتا ہے گویا کہ اس عمل کے لئے ہی قانون بنایا جاتا ہے۔ قانون حقوق نسواں کو دیکھ لیں اور اب دوسری شادی پر پہلی بیوی کی اجازت نہ لینے پر سزا کا قانون۔ جج صاحب نے بھی مذکورہ کیس میں فوری سزا سنا کر گویا حکومت کے ذریعے اغیار کو (Ok) او کے کی رپورٹ دے دی ہے۔

دراصل مردوں کو مختلف حیلوں بہانوں اور شرطوں سے دوسری شادی سے روکنا ایک عالمی ایجنڈے کا حصہ ہے تاکہ ایک تو مسلمانوں کی آبادی کم کی جا سکے' دوسرے مسلمانوں میں درجنوں لڑکیوں سے بدکاری تو آسان اور عام ہو لیکن شادی اور نکاح مشکل سے مشکل بنا دی جائے۔ حالانکہ مرد کی ایک سے زائد شادیاں عورت کے ہی مفاد میں ہیں۔ اس وقت عالمی صورتحال یہ ہے کہ دنیا بھر میں مجموعی طور پر عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ رہی ہے۔ اور اوسط عمر بھی انہی کی زیادہ ہے۔ پھر جنگوں میں بھی مرد ہی زیادہ کام آتے ہیں تو بھی عورتیں بڑھ جاتی ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت کا کمال مظہر ہے۔

پاکستان میں بھی عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں یعنی اگر ہر عورت کو ایک شوہر میسر آ جائے تو پھر بھی لاکھوں عورتیں شوہر کے بغیر رہیں گی۔ آخر یہ لاکھوں زائد عورتیں کہاں جائیں گی۔ ان کے لئے شادی تو ناگزیر ہے۔

☆...... پاکستان میں بھی عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں۔ اگر ہر عورت کو شوہر میسر آ بھی جائے تو پھر بھی لاکھوں عورتیں شوہر کے بغیر رہیں گی۔ آخر یہ لاکھوں عورتیں کہاں جائیں گی۔ مرد کی دوسری شادی ہی حل ہے۔

جسمانی تقاضے تو پورے کرنے ہیں، اب یا تو حرام کاری کریں گی یا پھر دوسری یا تیسری بیوی بننے کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

اگرچہ اس دفعہ پاکستان کی حالیہ مردم شماری مردوں کی تعداد زیادہ بتا رہی ہے۔ یہ بات سمجھ نہیں آرہی، کوئی بعید نہیں کہ یہ اعداد و شمار کسی عالمی سازش اور دباؤ کا نتیجہ ہی ہوں۔ کراچی سے بھی اس مردم شماری کے نتائج پر سوال اٹھائے جا رہے ہیں۔

بفرض محال اگر یہ اعداد و شمار درست بھی ہوں تو یہ اور بھی خطرناک بات ہے کیونکہ اس کی وجہ عورتوں کی شرح پیدائش کی کمی ہے اور اس کی وجہ الٹرا ساؤنڈ رپورٹس ہیں۔ لوگ بیٹے کی تلاش میں قبل از وقت رپورٹ لے کر بچیوں کو زندہ در گور کر رہے ہیں۔ اس پر حقوق نسواں اور حقوق انسانی کے ٹھیکیدار خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور خود حکومت بھی اس پر کوئی کاروائی نہیں کر رہی۔ سرعام لوگ ہسپتالوں میں جا کر بچیوں کو ذبح کروا رہے ہیں۔ اس سے چونکہ فیملی پلاننگ کا عالمی فرعونی ایجنڈا پورا ہو رہا ہے' اس لیے سب خاموش ہیں۔

حقیقت میں اگر یہی صورتحال رہی تو مستقبل قریب میں بہت بڑا انسانی بحران بن سکتا ہے۔ سمجھ نہ آئے تو آج ہندوستان کی معاشرتی حالت دیکھ لیں۔ دو دو، تین تین بھائی ایک ہی مشترکہ دلہن گھر میں لا رہے ہیں۔ کیا پاکستان کا مسلمان معاشرہ اس کو برداشت کر سکے گا۔

اللہ کے فضل کے بعد عالم اسلام کا واحد سہارا ایٹمی پاکستان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم کفر نے عسکری و سیاسی میدان میں پاکستان کو ہدف بنایا ہوا ہے، اسی طرح معاشرتی طور پر بھی اس کو ہدف بنا رکھا ہے۔ سینکڑوں این جی اوز مسلمانوں کی نسل کشی پر کام کر رہی ہیں۔ دوسری طرف مغرب والوں کے ہاں بچوں کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ جڑواں پیدائش پر انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔

اب آیئے دنیا میں عورتوں مردوں کی تعداد پر ذرا ایک نظر ڈالیں اور حقائق سے آگہی حاصل کریں۔

ایک اندازے کے مطابق عورتیں دنیا میں 53% جبکہ مرد 47% فیصد ہیں۔

چند ایک ممالک کی رپورٹ

مشرقی کیریبین میں 84.5 مردوں کے لئے 100 خواتین، لیتھویا میں 84.8 مردوں کے لئے 100 خواتین' اسی طرح لیتھوانیا میں 85.3' نیدرلینڈ کے کوکو اوز جزیرے میں 85.6' ایل سیلواڈور میں 88.4، ہانگ کانگ میں 88.5' پرتگال میں 89.9' اروبا میں 90.6 اور ہنگری میں 90.8 مردوں کے لئے 100 خواتین کا تناسب ہے۔

پاک و ہند کے معاشرے میں ہندوانہ سوچ کی وجہ سے اس مسئلہ میں تنگ نظری پائی جاتی ہے۔ لوگ کسی نوجوان کی داشتاؤں کو اس کی بہادری کی علامت سمجھتے ہیں لیکن دوسری شادی کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ نظام اللہ تعالیٰ کی کمال شفقت اور رحمت کا نمونہ ہے۔ ایک عورت جب شادی کرتی ہے تو وہ اپنے شوہر کے پاس چار بیویوں کے حقوق حاصل کر رہی ہوتی ہے۔ دوسری بیوی آ جائے تو وہ دونوں دو کے حقوق حاصل کر رہی ہوتی ہیں اور چار مکمل ہو جائیں تو سب کو ان کے مناسب حقوق مل جاتے ہیں۔ ہر آنے والی بیوی پہلی بیوی کا حق غصب نہیں کر رہی ہوتی بلکہ اپنا حق واپس لے رہی ہوتی ہے۔ لیکن ہماری عورتیں اور عورت نما مرد یہ بات نہیں سمجھتے اور اسے الٹا سمجھتے ہیں جس سے معاشرہ میں شدید گھٹن پائی جاتی ہے۔ معاشرے کی اس گھٹن کا فائدہ استعماری قوتیں اور ان کی این جی اوز اٹھا رہی ہیں۔ وہ بدکاری کو بہت آسان کر کے پیش کر رہی ہیں۔ مظفر آباد میں ایک انگریزی این جی او نے اپنا نام بھی اسلامی رکھا ہوا ہے اور اپنے مونوگرام میں بھی مینار بنایا ہوا ہے۔ ہر وقت ان کی چار سو نظر آنے والی گاڑیوں میں کشمیر کی خوبصورت لڑکیاں نظر آتی ہیں جنہیں بھاری تنخواہوں پر ملازمت دی جاتی ہے۔

میرے ایک جاننے والے ڈسپنسر نے مجھے بتایا کہ کراچی میں ایک ڈسپنسر کی اسامی خالی تھی' میں بھی انٹرویو

باقی صفحہ 52 پر

سعودیہ میں بے لاگ مثالی احتساب

کرپشن کا خاتمہ: سعودی ولی عہد کا عزم

عالمِ اسلام

محمد شاہد محمود

کرپشن ، بددیانتی اوررشوت ستانی قوموں کوتباہ اورمعاشروں کوکھوکھلا کردیتی ہے۔کرپشن گھن ہے جو معاشروں کوچاٹ جاتی اورتباہ کردیتی ہے۔کسی بھی ملک کی تعمیر وترقی اورقوم کی فلاح وبہبود کے لئے کرپشن کاازالہ ازحد ضروری ہے۔کرپشن متضاد ہے‘دیانتداری و ایمانداری کے۔اسلام نے دیانتداری اورایمانداری کے وصف پر بہت زوردیاہے۔سچے اورایماندارتاجرکوقیامت کے دن انبیاء کا ساتھ نصیب ہوگا۔(ترمذی)

اس سے معلوم ہواکہ کاروباری ،ملکی اور گھریلو معاملات میں دیانتداری جہاں انبیاء کاوصف ہے‘وہاں یہ عبادت بھی ہے۔رسول اکرم ﷺ نے ساڑھے چودہ سوسال پیشترمدینہ کی بستی میں جو معاشرہ اورنظام حکومت قائم کیا‘اس کی بنیادسچائی،ایمانداری اوردیانتداری پر تھی۔خود رسول مقبول ﷺ نے اس ضمن میں ایسی اعلیٰ اورشاندار مثالیں قائم کیں کہ دنیاان کی نظیرپیش کرنے سے قاصر ہے۔

فرمایا:کہ اگرمیری بیٹی لخت جگر فاطمہ ؓ بھی چوری کرے تومیں محمد ﷺ اس کاہاتھ کاٹ دوں۔(سنن نسائی)

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان جب تک دیانتداری وایمانداری کے ان اوصاف پرقائم رہے‘ سربلند وسرفراز اورکامیاب وکامران رہے اورجب مسلمان ان اوصاف سے عاری ہوئے تو آسمان نے ان کوزمین پردے مارا۔

18 ویں صدی کے وسط میں محمد بن سعودؒ نے اپنے وقت کے عظیم مصلح محمد بن عبدالوہابؒ کے تعاون سے درعیہ نامی بستی میں ایک ایساہی معاشرہ قائم کیاجس کی بنیاددین محمدی،سچائی،ایمانداری اورخوف خداپرتھی۔ایک وقت آیاجب یہ معاشرہ پھلتاپھولتاہوااایک حکومت کی شکل اختیارکرگیا۔اس کے بعداس حکومت نے کئی مدوجزردیکھے آج یہ معاشرہ مملکت سعودی عرب کے نام سے دنیاکے نقشے پرقائم ہے۔

یہ بات طے ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ قوموں میں خرابیاں درآتی ہیں ان خرابیوں کی اصلاح ضروری ہوتی ہے۔جیساکہ سعودی عرب اس وقت کچھ خاص حالات سے گزررہاہے۔کچھ خرابیاں تھیں جن کا آپریشن ضروری تھا‘سو سعودی ولی عہدمحمد بن سلمان نے اس مقصد کی خاطر جرأتمندانہ قدم اٹھایاہے۔اس سلسلہ میں سعودی عرب کے اٹارنی جنرل شیخ سعود المجیب کا کہناہے کہ مملکت میں حالیہ کچھ عشروں کے دوران ایک کھرب ڈالرکی کرپشن کی گئی ہے جس کی بناپرانسدادِ بدعنوانی مہم کے تحت 201افرادکوپوچھ گچھ کے لیے حراست میں لیاگیاہے۔شیخ سعودالمجیب نے اپنے ایک بیان میں کہاکہ انسدادِ بدعنوانی مہم کے تحت کی جانے والی گرفتاریوں کے باعث سعودی عرب میں عام کاروباری سرگرمیاں اثرانداز نہیں ہوئیں،مہم کے تحت صرف گرفتارافراد کے ذاتی اکاؤنٹس ہی منجمد کیے گئے ہیں۔

بے لاگ احتساب نے سعودی شہزادوں کوعرش سے فرش پرسونے پرمجبورکردیا

شیخ سعود المجیب نے کہاکہ حال ہی میں قائم کی جانے والی انسدادِ بدعنوانی کمیٹی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی سربراہی میں بہت متحرک ہے۔کمیٹی کے پاس اگلی تحقیقات کے لیے واضح مینڈیٹ موجود ہے اوراس نے منگل کے روز بعض بینک اکاؤنٹ منجمد کردیے ہیں۔اس کمیٹی میں اب تک 208افرادکو تفتیش کے لیے بلایا گیاجن میں سے 7 کوچھوڑ دیاگیا ہے جبکہ 201افرادکوحراست میں لے کر تفتیش کی جارہی ہے۔سعودی عرب میں جاری حالیہ انسدادبدعنوانی مہم شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی ایماء پرشروع کی گئی ہے‘انہوں نے اینٹی کرپشن کمیٹی بنا کر ملک میں کرپشن کے خلاف تاریخی کریک ڈاؤن کیاہے۔

ولی عہدشہزادہ محمد بن سلمان کواینٹی کرپشن کمیٹی کا سربراہ مقررکرنے کے ساتھ ہی انتہائی اہم شخصیات کی گرفتاریاں شروع کردی گئی ہیں۔برطرف کی گئی شخصیات میں نیشنل گارڈز کے سربراہ شہزادہ متعب بن عبداللہ بھی شامل ہیں۔

سابق بادشاہ عبداللہ کے بیٹے کی جگہ شہزادہ خالد

☆......سعودی عرب کے ادارے امربالمعروف ونہی عن المنکر کے سربراہ نے انسداد بدعنوانی کے متعلق شاہی فرمان کاخیر مقدم کرتے ہوئے کہاکہ اس سے عدل وانصاف کی بنیادیں مستحکم ہوں گی اورحق کوحق ثابت کرنے کانظام مضبوط ہوگا۔(ڈائریکٹر:ڈاکٹرترکی)

بھارت کی اسلام دُشمنی کی اِنتہا

ڈاکٹر ذاکر نائیک جیسے عظیم صُلح جو سکالر کو بھی خطرناک ترین مطلوب دہشت گرد قرار دے دیا

فکر و نظر

سلیم اللہ عابدی

کون جانتا تھا کہ انتہائی کمزور و نحیف اور معمولی دھان پان جیسا جسم اور ڈیل ڈول رکھنے والا ایک شخص بھارت جیسی طاقت کے لئے سب سے زیادہ پریشانی اور تکلیف کا باعث بن جائے گا۔ شخص بھی وہ کہ جس نے شاید زندگی میں کبھی کسی آتشیں اسلحہ یا ہتھیار کو ہاتھ بھی نہ لگایا ہوگا۔ بھارت اور دنیا کے سب سے بڑے شہر ممبئی میں 18 اکتوبر 1965ء کو پیدا ہونے والے ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک جنہیں آج دنیا بھر میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نام سے جانا جاتا ہے، نے اپنی لکنت زدہ زبان اور اسی کے زورِ کلام سے سارے جہاں کو اپنی جانب متوجہ کر کر رکھا ہے۔ ایک ایسا شخص جس نے کسی اسلامی دینی مدرسے میں باقاعدہ کوئی دینی تعلیم حاصل نہیں کی، وہ گزشتہ اڑھائی دھائیوں سے اسلام کا سب سے بڑا مبلغ اور دنیا میں اسلام کو سب سے زیادہ پھیلانے والا بن گیا اور یہی بھارت جیسی اسلام کی سب سے بڑی دشمن ریاست میں اس کا سب سے بڑا اجرم بن گیا۔

ویسے تو بھارت میں ان کے دینی اجتماعات پر 2011ء سے تب سے پابندی عائد تھی جب انہیں ممبئی میں 10 روزہ سالانہ کانفرنس منعقد کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ یہ کانفرنس طویل عرصے سے جاری تھی اور اس میں جہاں دنیا بھر سے نامور علمائے کرام، مبلغین عظام بلکہ امام کعبہ، امام مسجد نبوی بھی تشریف لاتے تھے۔ بھارت اور دنیا کے کئی ملکوں سے لوگوں کی بڑی تعداد یہاں شرکت کرتی تھی۔

بھارت چونکہ ہندو اکثریتی ملک ہے، سو ان کی

☆......ڈاکٹر ذاکر نائیک کے ذریعے اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت مودی مافیا کو برداشت نہ ہو سکی۔

تقاریر اور خطابات سن کر بہت پڑھے لکھے ہندو مرد اور عورتیں بھی بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیتی تھیں اور پھر یہی ان کا جرم ٹھہرا۔ سب سے پہلے آر ایس ایس جس کے سارے بی جے پی ارکان بشمول وزیر اعظم نریندر مودی نے ملک میں ہنگامہ کھڑا کرنا شروع کیا کہ ایک مسلمان ان کی کتابوں سے ان کے مذہب کو غلط ثابت کرنے میں جُتا ہوا ہے تو وہ ہماری کتابوں کے ساتھ ساتھ ہمارے معبودوں کی بھی توہین کا مرتکب ہو رہا ہے، لہٰذا اس شخص پر

کسی علمی کانفرنس میں لاکھوں لوگوں کا آنا صرف ڈاکٹر ذاکر نائیک کی ہی کانفرنس میں ممکن تھا

پابندی لگا دی جانی چاہئے۔ بھارت، جہاں کے مسلمان سانس بھی ہندوؤں سے پوچھ پوچھ کے لیتے ہیں، میں ان کے مذہب کو کوئی مسلمان یوں چیلنج کر دے، بھلا ان کے لئے کب اور کیسے قابل قبول ہو سکتا تھا؟ سو ان کے خلاف طرح طرح کے الزامات کی بوچھاڑ شروع کرا دی گئی۔ فقط جان کی امان کے لئے بھارتی ''خداؤں'' کے سامنے جھکے مسلمانوں نے بھی ان کے خلاف فتوے دیے تاکہ راہ ہموار ہو۔ حد تو یہ ہوئی کہ اگر انہوں نے اردو میں بات کرتے ہوئے کوئی الفاظ آگے پیچھے بول دیئے یا سمجھنے والے ان کا مفہوم وہ سمجھ نہ پائے جو وہ کہنا چاہتے تھے تو اس پر بھی ان کا تعاقب کر کے ان کے خلاف فتوؤں کی بوچھاڑ کر دی گئی (اردو چونکہ ان کی حقیقی زبان نہیں کیونکہ جن تعلیمی اداروں میں انہوں نے پڑھا تھا، وہاں صرف انگریزی ہی تھی، سو وہ انگریزی پر ہی بھرپور دسترس رکھتے ہیں)

ہندو انتہا پسندوں اور حکومتی سازشوں سے ان کی ممبئی میں سالانہ کانفرنس پر پابندی لگی تو انہوں نے یہی کانفرنس چنائی میں منعقد کرنے کی منظوری لی لیکن وہاں بھی آر ایس ایس اور دیگر اسلام دشمن تنظیمیں پیچھے پیچھے تھیں اور وہاں بھی اس کانفرنس کو نہ ہونے دیا گیا اور پھر یہ کانفرنس اس کے بعد بھارت میں کبھی نہ ہو سکی۔ اس پر انہوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں دیگر ملکوں میں پھیلانا شروع کیں اور دنیا کے کئی ملکوں میں بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب شروع کیا۔ ان پر بھارتی حکومت اور آر ایس ایس اور اس جیسی دیگر مسلم کش ہندو تنظیموں کا غصہ تو تب شروع ہوا تھا جب 2003ء میں ڈاکٹر ذاکر نائیک مقبوضہ کشمیر آئے تھے اور اُنہوں نے پولو گراؤنڈ سرینگر میں لاکھوں افراد کے مجمعے سے خطاب کیا تھا۔

اپنی ایک تقریر Is Terrorism a

Muslim Monopoly? میں اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے بتایا تھا کہ مقبوضہ کشمیر کے اس وقت کے گورنر سکینہ نے ان کی عوامی مقبولیت سے متاثر ہو کر بعد میں اُن سے ملاقات کی تھی اور اُن سے درخواست کی تھی کہ وہ یعنی ڈاکٹر ذاکر نائیک کشمیر کے ریڈیو اور ٹی وی پر آیا کریں (اور کشمیریوں کو ''امن کا پیغام'' دیا کریں) اس پر ڈاکٹر ذاکر نائیک نے یہ کہہ کر انکار کیا تھا کہ کشمیریوں کی

☆......2001ء میں ذاکر نائیک حفظہ اللہ نے عیسائیوں کے بڑے پادری کیمپبل کو طویل مناظرہ میں شکست دی تو چالیس ہزار امریکیوں اور دیگر اقوام کے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔

اصل بات کو سمجھا جانا چاہیے' یعنی ڈاکٹر ذاکر نے کشمیریوں کے حق آزادی کی حمایت کردی تھی۔

اس کے بعد 20 جنوری 2006ء کو بنگلور میں' ہندوؤں کے سب سے بڑے مذہبی سکالر سری سری روی شنکر کو ''تصورِ خدا'' کے موضوع پر ہونے والے تاریخی مناظرے میں شکستِ فاش سے دوچار کردیا تھا جس کے بعد بہت سے ہندوؤں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ بھارت چونکہ خود کو سیکولر ملک کے طور پر دنیا میں پیش کرتا اور ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کے ہاں سب مذاہب کے لئے جگہ ہے، اسی لئے ذاکر نائیک کو اس وقت کچھ ڈھیل دے دی گئی لیکن ان کے خلاف شکنجہ کسنے کی تیاریاں ہر روز تیز کی جاتی رہیں۔ اس کے لئے فضا ہموار کرنے کے لئے بھارت نے سب سے پہلے اپنے حقیقی یار برطانیہ کا انتخاب کیا جہاں ڈاکٹر ذاکر نائیک کا 2010ء میں دورہ طے تھا اور بہت سے لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔

اس وقت برطانوی وزیر داخلہ موجوہ وزیر اعظم تھریسا مے تھی جس کی اسلام دشمنی اور بھارت دوستی شروع سے مسلّم ہے، اس نے ڈاکٹر صاحب کے برطانیہ داخلے پر یہ کہہ کر پابندی عائد کردی کہ ذاکر نائیک عالمی جنگوں کے معالات پر برطانیہ اور امریکہ کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور یوں بھارت کو ان کے خلاف کارروائی کا موقع ہاتھ آیا اور یوں اگلے ہی سال ان کی سب سے بڑی سالانہ کانفرنس کو روک دیا گیا۔

پیشے کے لحاظ سے ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنی دینی تبلیغی سرگرمیوں کا آغاز 1991ء میں ممبئی میں اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کر کے کیا۔ وہ دنیائے عیسائیت کو سب سے ٹف ٹائم دینے والے اور سب سے زیادہ عیسائیوں کو مسلمان بنانے والے شیخ احمد دیدات سے متاثر ہوئے تھے لیکن جب انہوں نے اس میدان میں قدم رکھا اور عالمی شہرت پائی تو 1994ء میں ہی احمد دیدات نے انہیں اپنے ساتھ ملاقات میں دیدات پلس کے لقب سے نوازا اور کہا کہ بیٹے جو کام میں نے 40 سال کی محنت کے بعد شروع کیا تھا تم نے 4 سال بعد ہی شروع کردیا۔ الحمدللہ

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے 2001ء میں امریکہ میں عیسائیت کے امام سمجھے جانے والے سکالر ولیم کیمپبل کو ایک طویل مناظرے میں جب شکست دی تھی تو صرف اس ایک مناظرے کو سننے کے بعد لگ بھگ 40 ہزار امریکیوں اور دیگر اقوام کے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کے یہ مناظرے آج بھی انٹرنیٹ پر موجود

☆......بھارت میں اینٹی ذاکر نائیک مہم میں اتنی شدت پیدا کردی گئی کہ ڈاکٹر صاحب نے وضاحتی پریس کانفرنس ممبئی میں کرنا چاہی تو کسی ہوٹل نے وقت اور جگہ نہ دی اور کوئی چینل ان کا موقف معلوم کرنے اور اسے پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہوا۔

ہیں۔ انہوں نے اپنے دعوتی پیغام کو پھیلانے کے لئے پیس ٹی وی کے نام سے ٹی وی چینل کا آغاز کیا۔ بچوں کی تعلیم کے لئے سکولز بنانا شروع کئے اور عالمی سطح پر اپنی سرگرمیاں تیز ترکیں تو ان کے مخالفین کی صفوں میں جہاں کھلبلی مچ گئی' وہاں دنیائے اسلام میں ان کی بھرپور پذیرائی ہونے لگی۔ انہیں دنیا کے کئی مسلم ممالک نے اعلیٰ ترین ایوارڈز سے نوازا جن میں ملائیشیا، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب بھی شامل ہیں۔ سعودی عرب میں انہیں مسلم دنیا کا نوبل انعام سمجھا جانے والا شاہ فیصل ایوارڈ دینے کے لئے فروری 2017ء میں خصوصی تقریب منعقد کی گئی جہاں شاہ سلمان خصوصی طور پر تشریف لائے اور ممتاز عالمی اور ملکی شخصیات کے سامنے انہیں ایوارڈ سے نوازا گیا۔

یہاں ان کی ایک تعارفی ویڈیو بھی دکھائی گئی جس میں ان کا کہنا تھا کہ میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے کہ میں قرآن کریم اور صحیح حدیث کی بنیاد پر دین اسلام کی دعوت کو ہر گھر تک پہنچادوں۔ اس کام کے لئے وہ تمام جدید ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کرتے ہیں اور آج ان کے خلاف مذموم مہم اور پراپیگنڈے کے باوجود صرف فیس بک پر ان کے فینز کی تعداد دو کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے۔

یکم جولائی 2016ء کو بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ کے سفارتی علاقے میں ایک دہشت گردانہ حملہ ہوا جس میں لگ بھگ 30 لوگ مارے گئے۔ چند روز بعد بنگلہ دیشی تحقیقاتی اداروں نے بتایا کہ انہوں نے جو حملہ آور پکڑے ہیں' ان میں سے ایک نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے ڈاکٹر ذاکر نائیک کی تقاریر بھی سنی ہیں اور ان کا فیس بک پیج بھی لائیک کیا ہے۔ بس پھر کیا تھا، بنگلہ دیش حکومت جو عملی طور پر بھارت کی مکمل کٹھ پتلی ہے' نے ان کی تنظیم اور ان کے پیس چینل جو بنگلہ زبان میں چلتا تھا' پر پابندی لگادی۔ اس کے ساتھ ہی بھارت میں جیسے زلزلہ آگیا اور سارا بھارتی میڈیا لٹھ لے کر کتنے دن کتنے ہفتے ان کے خلاف نان سٹاپ زہر اگلتا رہا حتیٰ کہ انہیں ہر روز بگڑتے حالات دیکھ کر بھارت چھوڑ کر پہلے سعودی عرب اور پھر ملائیشیا جانا پڑا۔ اس ساری مہم میں ان کی رائے کسی ایک بھارتی ٹی وی چینل نے ایک بار بھی معلوم کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی حتیٰ کہ انہوں نے اپنا موقف پیش کرنے کے لئے پریس کانفرنس منعقد کرنا چاہی تو ممبئی کا کوئی ہوٹل انہیں اس کے لئے وقت اور جگہ دینے پر تیار نہ ہوا۔

باقی صفحہ 52 پر

بقیہ — ## ڈاکٹر ذاکر نائیک

یوں طویل عرصے سے ان کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے بھارت نے ان کے خلاف جو کچھ ممکن تھا' وہ فوری طور پر سب کچھ کرنا شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کے تعلیمی اداروں پر پابندی' ان کی تمام جائیداد کی ضبطگی، ان کی تنظیم پر پابندی، ان کے چینلز پر پابندی، منی لانڈرنگ، ملک میں دہشت گردی کی ترویج، مذہبی منافرت، انتہا پسندی کی ترغیب، مذاہب میں نفرت پھیلانے جیسے تمام سنگین سے سنگین الزامات لگا کر سخت سے سخت اور ناقابل ضمانت مقدمات قائم کر دیئے گئے۔ حد تو یہ ہوئی کہ انٹرپول سے رابطہ کر کے عالمی دہشت گردوں کے انداز میں ان کے ریڈ کارنر نوٹس تک جاری کر دیئے گئے۔

بدنام زمانہ بھارتی خفیہ ایجنسی جو آج کل کشمیریوں کی تحریک آزادی کچلنے کے لئے دن رات مصروف ہے، کو ان کے پیچھے لگا دیا گیا۔ پھر چند ہی روز میں اس کی سفارش پر انہیں مفرور اشتہاری قرار دے کر ان کا پاسپورٹ تک منسوخ کر دیا گیا۔ اس پر انہوں نے سوشل میڈیا اور عالمی میڈیا کو جاری بیانات میں کہا کہ بھارت میں تمام اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کو زیر عتاب رکھا جاتا ہے اور ان کے خلاف یہ کارروائی بھی اسی سلسلے کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں بھارتی حکومت ہی نہیں' عدلیہ سے بھی کسی انصاف کی امید نہیں۔

ملائیشیا نے انہیں پہلے 5 سال اور پھر 10 سال بطور شہری قیام کا اجازت نامہ دیا تو بھارت سے خبریں آنے لگیں کہ بھارت اب ملائیشیا سے ان کی بطور اپنے شہری حوالگی کا مطالبہ کرنے لگا ہے۔ اس پر پہلے ملائیشین حکومت نے کہا کہ انہوں نے چونکہ ہمارے ہاں کوئی غیر قانونی سرگرمی انجام نہیں دی' اس لئے انہیں بھارت کے حوالے نہیں کیا جا سکتا لیکن بعد میں کہا گیا کہ ایسی کسی درخواست پر عمل کیا جائے گا اور انہیں حوالے کر دیا جائے گا۔ اس پر ملائیشیا کی حزب اختلاف کی جماعت پی اے ایس نے حکومت پر زور دیا کہ وہ ایسی کسی بھی بھارتی درخواست مسترد کر دے کیونکہ بھارتی حکومت کی جانب سے ان پر لگائے گئے الزامات کا مقصد ان کے اثر ورسوخ اور بین الاقوامی کمیونٹی میں مذہبی شعور و آگہی پھیلانے کی کوششوں کا راستہ روکنا ہے۔

کچھ بھی ہو' صرف اور صرف دعوت کے ذریعے اسلام کی بات اور پیغام پھیلانے والے ڈاکٹر ذاکر نائیک کے خلاف اس قدر خوفناک کارروائی سے یہ تو ثابت ہو چکا کہ بھارت اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے جس کا علاج اسی کی زبان میں ہی ممکن ہے اور وہ جہاد کی تلوار سے ہی ہونا ہے، جس کی بنیاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رکھی تھی اور جسے محمد بن قاسم نے آگے بڑھایا اور دین کو اس خطے میں محفوظ بنا کر ہم تک پہنچایا تھا۔ 3 کروڑ بتوں' خداؤں کے پجاری جاہل مشرک ہندو گماشتے یاد رکھیں کہ دین کی شمع کو تم جیسے دشمنان اسلام اول روز سے بجھانے کے لئے سرگرداں ہیں لیکن یہ شمع تمہارے تمام تر ہتھکنڈوں کے باوجود ہمیشہ کی طرح فروزاں ہی رہے گی۔ ان شاءاللہ

بقیہ — ## غامدی تعاقب

دینے گیا۔ اس تنظیم نے بھی ظاہر تو کچھ اور ہی کیا ہوا تھا مگر جب میں ان کو ملا تو انہوں نے بتایا کہ ہم زنا کاری کے لئے لڑکے تیار کر کے پیش کرتے ہیں۔ آپ کی ڈیوٹی یہ ہوگی کہ آپ نے ان کے طبی مسائل حل کرنے ہیں۔ میں یہ سن کر واپس آ گیا۔

میرے ایک اور جاننے والے نے بتایا کہ جب ہم سندھ کے دور دراز علاقوں میں ریسکیو کر رہے تھے ،لوگوں کو سیلابی پانی سے نکال رہے تھے، وہاں ایک تنظیم کا کیمپ نظر آیا۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو ہاتھ دھونے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ یورپ سے فنڈ آتا ہے اور جب گہرائی سے معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ لوگوں کا سروے کر رہے ہیں کہ انکو زنا کاری اور ہم جنس پرستی میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آ رہی ہیں تاکہ عالمی دباؤ ڈال کر رکاوٹوں کو ختم کروایا جا سکے۔

سابقہ صدر مشرف نے بجا طور پر تسلیم کیا تھا کہ حدود آرڈیننس میں غیر اسلامی ترمیم میں نے دباؤ میں کروائی تھی۔

اب حالیہ ترمیم جس میں ختم نبوت کے عظیم عقیدے کو بدلنے کی ناکام کوشش کی گئی' یہ بھی دباؤ کا شاخسانہ ہے اور اس سے قبل حقوق نسواں بل بھی اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کے لئے نہیں بلکہ سرمایہ دارانہ عقیدے کے پہلے ستون مرد و عورت کی نام نہاد "مساوات" پر عمل کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ سالہا سال سے ملک دہشت گردی کی آگ میں جلتا رہا اور کسی ایک قاتل، ڈکیت یا دہشت گرد کو سزائے موت نہیں ہوتی' اس کی انہیں پروا نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فراعینِ دوراں اپنے آقاؤں کے اشاروں پر ملک پاکستان میں بچے کھچے اسلام کو کھرچ کھرچ کر نکالنے پر دن رات کام کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے معاشرتی ڈھانچے کو گرا کر بے راہ روی اور بدکاری کو عام کر کے ان کے خاندانی نظام کو برباد کر کے مادر پدر آزاد معاشرہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وسائل عام کئے جا رہے ہیں اور سوشل میڈیا کو بے لگام کر کے اور سستا کر کے پیش کر رہے ہیں۔ ان کے نمک خوار' انسان نما بھیڑیے ان کے ان کارناموں کو اسلام کا لبادہ پہنانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ یہ ٹی وی شوز اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے اپنے گمراہ کن فتوے پھیلاتے رہتے ہیں۔

آج اسلام کے خلاف قوانین کو دھڑا دھڑ منظور کروایا جا رہا ہے اور فوری عمل ہو رہا ہے جبکہ سرکاری سطح پر سود ختم کرنے' اردو زبان لازمی اختیار کرنے کے متعدد قوانین ہنوز نفاذ کی راہ تک رہے ہیں۔

آخر میں علماء کرام سے بصد ادب عرض کرنا چاہوں گا کہ اسلام سارا ہی قابل توجہ و قابل اعتناء ہے۔ اسلام کی کوئی بات بھی نعوذ باللہ فضول نہیں ہے۔ علمائے کرام بعض مسائل پر توجہ دیتے ہیں' الائنس بناتے ہیں، اتحاد کرتے ہیں' احتجاج کرتے ہیں تو راتوں رات وہ خلاف شرع قوانین واپس بھی ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف سود کے خلاف دسیوں برس کے بعد فیصلہ بھی آ جاتا ہے اور دستور بھی سود ختم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حکومت بھی اسے ختم کرنے میں مخلص نہیں جبکہ علماء کرام بھی اس مسئلے پر پوری طرح سرگرم نہیں۔ اِکا دُکا کمزور آوازوں کے علاوہ کوئی خاطر خواہ احتجاج سامنے نہیں آتا۔ نہ اتحاد بنتے ہیں نہ ان مسائل کو مسائل کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ایسے پھسپھسے سے احتجاج خود علماء کرام اور دینی جماعتوں کے بکھرے ہوئے شیرازے پر احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ یہی حال دوسری شادی کے حالیہ قانون کے خلاف کمزور احتجاج کا ہے۔

علماء کرام ان مسائل کو بھرپور توجہ نہیں دیتے اور یہ مسائل گھن کی طرح امت کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور جن مسائل (قادیانیت، ختم نبوت وغیرہ) پر علماء کرام توجہ دیتے ہیں اور وہ مسائل حل بھی ہو جاتے ہیں۔ علماء سے گزارش ہے کہ اسلام کے باقی مسائل پر بھی برابر توجہ دیں۔ ان کی تھوڑی سی سنجیدہ توجہ سے اسلام کے خلاف بننے والے سب قوانین کا خاتمہ ممکن ہے۔ اس سے اللہ بھی خوش ہوگا اور سب کی دنیا و آخرت بھی سنور جائے گی۔

قرآن وسنت کی روشنی میں

مسائل واحکام

آپ کے سوال

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دارالعلوم المحمدیہ لوکوورکشاپ لاہور

کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام، مریم بنت عمران کے سگے بھائی تھے؟

س: کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اور مریم بنت عمران کے سگے بھائی تھے؟ رہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب

نہیں، ایسا نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور مریم بنت عمران کے درمیان بہت لمبا زمانہ پایا جاتا ہے۔ دراصل مریم بنت عمران کے بھائی کا نام اللہ تعالیٰ کے نبی ہارون علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا تھا۔

اس کی وضاحت اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نجران (عیسائیوں کا ایک علاقہ) میں آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تم (قرآن مجید میں) پڑھتے ہو یا اخت ہارون۔ (مریم 28) اے ہارون کی بہن حالانکہ موسیٰ علیہ السلام تو عیسیٰ علیہ السلام سے کافی لمبا زمانہ پہلے کے ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کچھ سمجھ نہ آئی کہ میں ان کو کیا جواب دوں۔ جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ۔ وہ اپنے سے پہلے انبیاء اور نیک لوگوں کے نام پر (اپنے بچوں) کے نام رکھتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الادب 2135 ترمذی، کتاب التفسیر باب ومن سورۃ مریم 3155)

ایک لاکھ پر کتنی زکوۃ ادا کرنا ہوگی؟

س: ایک لاکھ پر کتنی زکوۃ ادا کرنا ہوگی؟

الجواب بعون الوهاب

جب کسی کے پاس نصاب (جو ساڑھے باون ...... تولے چاندی ہے جس کی قیمت آج (8 نومبر، 2017ء) کے حساب سے تقریباً پینتیس ہزار (35000) روپے یا اس سے زائد رقم ایک سال موجود رہے تو اس سے چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک لاکھ روپے سے اڑھائی ہزار (2500) روپے ادا کیے جائیں گے۔

کیا مردے سنتے ہیں؟

س: کیا مردے سنتے ہیں؟

الجواب بعون الوهاب

عمومی لحاظ سے مردے دنیا کی کوئی چیز نہیں سنتے کیونکہ ان کا تعلق دنیا کے ساتھ نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ۔ (فاطر:22) بے شک اللہ جسے چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور تو ہرگز اسے نہیں سنانے والا جو قبروں میں ہے۔

دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ (النمل:80)

بے شک تو مردوں کو نہیں سناتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سناتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر پلٹ جائیں۔

ان دلائل کی روشنی میں بات واضح ہے کہ مردے دنیا کی کوئی بات نہیں سنتے۔ ہاں حدیث میں دو مواقع پر مردوں کے سننے کا ذکر آیا ہے۔ ان پر بھی ہمارا ایمان ہے' ایک تو یہ کہ جب انسان کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے لواحقین اسے چھوڑ کر واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ (بخاری کتاب الجنائز 1338)

دوسرا موقعہ یہ کہ جب غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے کافروں کو کنویں میں پھینکا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کے نام اور ان کے باپوں کے نام سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات خوش کرتی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے؟ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا' ہم نے یقیناً حق اور سچ پالیا تو کیا تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا' تم نے حق اور سچ پالیا؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا! اے اللہ کے رسولؐ! آپ ان جسموں سے کیا بات کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' تم ان سے زیادہ وہ باتیں سننے والے نہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں۔ (بخاری'' کتاب المغازی' باب قتل ابی جہل: 3976)

مردوں کے نہ سننے کے قرآنی دلائل اور مذکورہ دونوں واقعات جو حدیث میں ذکر ہوئے ہیں' کو سامنے رکھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مردے عام طور پر نہیں سنتے البتہ بدر کے مقتولوں کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے اللہ تعالی نے انہیں سنا دیا۔

اسی طرح قبر میں دفن کئے جانے کے بعد میت کے عزیز و اقارب کے جوتوں کی آواز میت سنتی ہے۔ کچھ لوگ حدیث میں ذکر کردہ واقعات سے مردوں کے عمومی سننے کا استدلال کرتے ہیں لیکن یہ قرآن مجید کے صریح انکار کے مترادف ہے۔ عمومی طور پر سننا قرآن و حدیث سے کہیں بھی ثابت نہیں۔ اللہ تعالی دین کی صحیح سمجھ سے نوازے۔

تین طلاق اکٹھی کے احکام

س: میں نے اپنی بیوی کو چھ ماہ پہلے تین طلاق اکٹھی دی تھیں' اب وہ معافی مانگتی ہے اور دوبارہ شادی کا کہتی ہے۔ قرآن وسنت میں میرے لئے کیا حکم ہے۔

(عبدالغفور)

الجواب بعون الوهاب

بصورت صحت سوال' واضح رہے کہ مذکورہ صورت میں اگرچہ تین طلاقیں دی گئی ہیں لیکن ایک وقت میں اور اکٹھی ہونے کی وجہ سے یہ ایک طلاق شمار ہوگی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً ۔ (صحیح مسلم' کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث: 1472)

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔

اس حدیث کی روشنی میں طلاق دینے کے پہلے اور دوسرے موقع پر یہ تین طلاقیں ایک رجعی طلاق شمار ہوں گی۔ رجعی طلاق کی صورت میں مرد عورت کی عدت کے اندر رجوع کر کے اس سے ازدواجی زندگی گزار سکتا ہے اور عدت گزر جائے تو نکاح جدید ہو سکتا ہے۔ مطلقہ رجعیہ کی عدت تین حیض ہے۔ اگر حیض نہ آتا ہو یا بند ہو گیا ہو تو عدت تین ماہ ہے۔ اگر عورت حاملہ ہو تو بچے کی ولادت سے پہلے پہلے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ صورت میں اگر حمل نہیں تو بظاہر عدت ختم ہو گئی ہے۔ اس لئے سائل اپنی سابقہ بیوی سے نکاح جدید کر سکتا ہے۔ نکاح جدید کے لئے عام نکاح کی طرح عورت کے ولی کی اجازت اور دیگر عمومی شروط نکاح ملحوظ رکھی جائیں گی۔

بعض لوگ مذکورہ صورت میں حلالہ کا فتویٰ دیتے ہیں جس کی ان کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لعن الله المحلل والمحلل له۔ (ابوداود 2076)

اللہ تعالی نے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت کی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے والے کو مانگا ہوا سانڈ قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ 1936) اللہ تعالی ہم سب کو زندگی کے ہر ہر شعبہ میں کتاب وسنت سے رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

تقسیم وراثت کا مسئلہ

سوال: محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فیملی میں پراپرٹی کی تقسیم کے لئے فتویٰ درکار ہے تاکہ شریعت کے عین مطابق تقسیم ہو اور کسی کی حق تلفی نہ ہو'

1۔ بیٹا موجود۔ رضوان بابر۔ ایک بیٹی

2۔ بیٹا موجود۔ امجد منیر بلال۔ ایک بیٹی

3۔ بیٹا موجود۔ طارق اللہ فاروق۔ دو بیٹے

4۔ بیٹا موجود۔ تنویر حسین اظہر۔ تین بیٹیاں' دو بیٹے۔

فوت ہونے والے افراد اور ان کی کیفیت

1۔ والد راجہ مزمل حسین فوت شدہ (1994)

2۔ والدہ بلقیس اختر فوت شدہ 2008

3۔ بیٹا تجمل حسین 2003 بیوہ موجود ہے' کوئی اولاد نہیں ہے۔ لے پالک لڑکی۔

4۔ عبدالرحمٰن مظہر بیٹا 1995ء بیوہ موجود ہے' چار لڑکے ایک لڑکی

5۔ بشریٰ کلثوم بیٹی۔ 2002ء خاوند موجود ہے ایک لڑکا دو لڑکیاں

قوی امید ہے کہ شریعت کے مطابق حقداروں کا تعین فرمائیں گے۔ شکریہ

فتویٰ کی طلبگار۔ کلثوم اختر بیوہ تجمل حسین مرحوم۔ طارق اللہ فاروق

الجواب بعون الوهاب

اول: میت: راجہ مزمل حسین

ورثاء: بیوہ بلقیس اختر۔ چھ بیٹے اور ایک بیٹی

بیوہ کو آٹھواں حصہ ملے گا: قرآن مجید میں ہے۔

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ ۔ (نساء 12) اگر تمہاری اولاد ہو تو ان (بیویوں) کے لئے اس میں آٹھواں حصہ ہے جو تم نے چھوڑا۔ باقی اولاد کو ملے گا کتاب اللہ میں ہے۔ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (نساء 12) اللہ تعالی تمہیں تمہاری اولاد کے متعلق تاکیدی حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔

اصل مسئلہ: 8 تصحیح: 104:13x8

بیوہ 1/8= 1= 13

اولاد باقی 7/8= 7= 91

اس مذکورہ حساب سے ہر ایک لڑکے کو 104 میں سے 14 حصص اور لڑکی کو 7 حصے ملیں گے

میت دوم: تجمل حسین

ورثاء: بیوہ کلثوم اختر'' والدہ بلقیس اختر اور چار بھائی

یاد رہے کہ تجمل حسین کی وفات سے پہلے اس کا ایک بھائی اور بہن فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ وارث نہیں ہوں گے اور لے پالک بچی بھی وارث نہیں بنتی۔ اس کی وراثت کا تعلق اس کے اصل والدین کے ساتھ ہے۔

ترکہ کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ بیوہ کو چوتھا حصہ ملے گا۔

ارشاد باری تعالی ہے۔ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ۔ (نساء12)

اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو ان (بیویوں) کے لئے اس میں سے چوتھا حصہ ہے جو تم نے چھوڑا' والدہ کے لئے چھٹا حصہ ہے' اللہ تعالی کا فرمان ہے: فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ۔ (النساء: 11) اگر میت کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔

بیوہ اور والدہ کو ان کا مقررہ حصہ دینے کے بعد باقی اس کے بھائیوں کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ۔ (نساء176)

اور وہ (بھائی) اس (بہن) کا وارث بنے گا اگر اس کی اولاد نہ ہو۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر ایک بھائی اپنی بہن کا وارث بنے گا تو ایک سے زائد بھائی ہوں گے تو وہ بھی بنیں گے اور اگر فوت ہونے والا بھائی ہو تو بھی بھائی اس کے وارث بنیں گے۔

تجمل حسین کی وراثت کی تقسیم کے لئے درج ذیل جدول بنے گا۔ اصل مسئلہ 12 اور تصحیح 48

ورثاء	حصہ	اصل مسئلہ سے	تصحیح سے
بیوہ	1/4	3	12
والدہ	1/6	2	8
بھائی چار	باقی	7	28

ہر ایک بھائی کو 7/48 حصے ملے گا۔

یاد رہے کہ صورت مسئولہ مناسخہ کی شکل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کے فوت ہونے کے بعد وراثت تقسیم ہونے سے پہلے ورثاء میں سے کوئی اور فوت ہو جائے' مناسخہ کے اصول کے مطابق کسر کے بغیر جائیداد کو تقسیم کرنے کے لئے طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے تصحیح کے عدد کو بڑھایا جائے گا۔ 24x104 : 2496

اس لحاظ سے راجہ مزمل حسین کی مکمل جائیداد کے کل حصے اور ان کے حقدار درج ذیل طریقہ کے مطابق ہوں گے۔

ورثاء	حصص
بیوہ بلقیس اختر کے لئے	312
ہر ایک بیٹے کے لئے	336
بیٹی کے لئے	168

بیٹوں کا کل حصہ 2016

اس لحاظ سے تجمل حسین کا حصہ یہ ہے: 336 اور اس کے ورثاء مندرجہ ذیل جدول کے مطابق حصص لیں گے۔

ورثاء	حصص
بیوہ	84
والدہ	56
چار بھائی	196

ہر ایک بھائی حصہ 49

یاد رہے کہ بلقیس اختر مزمل حسین کی بیوہ کی حیثیت اور تجمل حسین کی والدہ کی حیثیت میں وارث بن رہی ہے اور اس طرح اس کا حصہ یہ ہوگا 312+56= 368 اس جگہ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ عبدالرحمن کے ترکہ سے چھٹا حصہ اس کی والدہ بلقیس اختر کو ملے گا اور باقی اس کی بیوہ اور اس کی اولاد میں تقسیم ہوگا۔ اسی طرح بشریٰ کلثوم کے ترکہ سے بھی چھٹا حصہ والدہ بلقیس کا اور باقی اس کے خاوند اور اولاد کا ہوگا۔

بلقیس اختر کو خاوند مزمل حسین اور دو بیٹے اور ایک بیٹی (ان سب) کی طرف سے ملنے والا حصہ اس کا ترکہ ہے اور فی الوقت موجود چار بیٹے برابر اس کے ترکہ کے حق دار ہیں۔

نوٹ: عبدالرحمن اور بشریٰ کلثوم کے حصص کی تقسیم نہیں کی گئی۔ سائلہ کو اس کی ضرورت نہ تھی اور لکھنے کی فرصت بھی کم تھی۔

سائلہ کلثوم اختر بیوہ تجمل حسین کے حصص کا خلاصہ یہ ہے کہ کل حصص 2496 میں سے اسے 84 حصص ملیں گے یعنی کلثوم اختر کا حصہ یہ ہے: 84/2496=

رابطہ برائے استفسارات:

شعبہ ''آپ کے سوال'' ماہنامہ مجلّہ الحرمین (جواب صرف مجلّہ میں دیا جائے گا۔ ان شاءاللہ)

پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور فون برائے میسج 0320-4432378

وفیات:

○...... جماعۃ الدعوۃ سندھ کے مرکزی رہنما خالد سیف لغاری کے والد محترم محمد انور لغاری بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ بزرگ نہایت صالح' متقی اور تہجد گزار تھے۔ جماعت کے کاموں کے لیے وہ دل وجان سے فرش راہ رہتے۔ بڑے زندہ دل اور مہمان نواز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول کرے اور سیئات سے درگزر کرے۔ ○...... مدیر مجلّہ الحرمین محترم قاضی کاشف نیاز کی بھانجی کا جواں سالہ بیٹا حمزہ اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گیا۔ برخوردار بڑا نیک صالح تھا۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ بیٹے کی مغفرت اور والدین وپسماندگان کے لیے یہ صدمہ برداشت کرنے کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ ○...... مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مرکزی رہنما محترم قاری محمد حنیف ربانی ﷫ کے صاحبزادے صفی الرحمن ربانی ایکسیڈنٹ میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وفات پا گئے۔ ○...... سلیمانی دواخانہ چوبرجی کے حکیم عبدالوحید سلیمانی گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔ واضح رہے یہ حکیم عبداللہ جہانیاں'' والے کے بیٹے تھے جن کی کتب طبیہ کالجز میں پڑھائی جارہی ہیں۔ ادارہ لواحقین کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہے۔ ○...... حافظ محمد یحیٰ خطیب جامع مسجد اہلحدیث ملتان خورد چکوال کے والد گرامی مولانا محمد ابراہیم طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ انہوں نے تقریباً نصف صدی تک بطور امام خطیب ومدرس علوم دینیہ بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ نور توحید وسنت کی نشر واشاعت کا خوب کام کیا (رابطہ برائے تعزیت: 0332,5644697)۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ بھی مسلمین ومسلمات کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم وعافھم واعف عنھم۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔

روشن باتیں

پیارے پھولو اور کلیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

پیارے پھولو کلیو! جب بھی دسمبر کا مہینہ آتا ہے تو دل و دماغ پر لگے دشمن کے زخم جو اس نے ڈھاکہ' کھلنا' راجشاہی میں ہمیں لگائے' پھر سے تازہ ہو جاتے ہیں۔ یہ پاکستان لاکھوں نونہالان چمن کی قربانیوں سے جب معرض وجود میں آیا تو یہ دنیا میں آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑا مسلم ملک تھا۔ وسائل سے مالا مال تھا لیکن اپنوں کی غلطیوں اور دشمنوں کی سازشوں نے اس میں دراڑیں ڈال دیں۔ کل تک جو پاکستان کا جھنڈا اٹھا کر ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگاتے تھے' وہی ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے کیونکہ ہم نے سیرت طیبہ کو اسوہ حسنہ مان کر "ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے" کی بجائے مختلف نظریات کو اپنا لیا۔

پیارے پھولو کلیو! آج بھی ہمارے اتحاد کی بنیاد محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں مضمر ہے۔

سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام پر پورا پورا چلنے کی توفیق دے۔ آمین

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام آپ کے چاچو جان حمدان

امانت دار حکمران

مدینہ سے باہر حضرت عثمان بن عفانؓ اپنے گھر کے بالائی حصے میں مقیم تھے۔ اس روز گرمی بڑی سخت تھی۔ باہر لو چل رہی تھی...... ایک شخص کو دور سے دیکھا' وہ اس سخت گرمی میں دو اونٹوں کو ہانکتا ہوا آ رہا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے بڑے تعجب سے اس شخص کو دیکھا اور پھر کہنے لگے۔ اس شخص کو ایسی کون سی مجبوری یا ضرورت آن پڑی ہے جو اس شدید گرمی میں اونٹوں کو ہانکتا ہوا آ رہا ہے۔ کتنا اچھا ہوتا اگر یہ موسم کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کر لیتا...... پھر جب یہ شخص ذرا قریب آیا تو اپنے غلام سے کہنے لگے کہ ذرا دیکھو' یہ شخص کون ہے؟ غلام کہنے لگا: ایک شخص سر پر عمامہ باندھے ہوئے ہے' پہچاننے سے قاصر ہوں کہ ابھی دور ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص بالکل قریب آیا تو غلام کے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ تھے۔ غلام حضرت عثمان ؓ سے کہنے لگا' یہ تو امیر المومنین ہیں' اب انہوں نے اپنا سر دروازے سے باہر نکال کر دیکھا' شدید گرم ہوا چہرے کو جھلسائے دے رہی تھی' چہرہ اندر کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمر فاروق ؓ گھر کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ اب انہوں نے آواز دی کہ امیر المومنین ایسے شدید موسم میں آپ کہاں جا رہے ہیں۔ امیر المومنین کہنے لگے' صدقہ کے یہ اونٹ پیچھے رہ گئے تھے جبکہ دوسرے اونٹ چراگاہ میں پہنچ چکے ہیں۔ میں نے سوچا کہ ان کو بھی دوسرے اونٹوں کے ساتھ چراگاہ میں پہنچا دوں' کہیں یہ بچھڑ نہ جائیں اور کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں مجھ سے پوچھ نہ لیں۔ حضرت عثمان ؓ نے عرض کی' امیر المومنین تھوڑی دیر کے لئے اندر سایہ میں آ جائیں۔ پانی وغیرہ پی لیں' ہم آپ کی خدمت خاطر کریں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا' تم اپنے سایہ میں چلے جاؤ۔ حضرت عثمان ؓ نے عرض کیا! ہمارے پاس ایک ایسا آدمی ہے جو آپ کی خدمت بجا لا سکتا ہے۔ آپ سایہ میں تشریف لائیں...... اب حضرت عمر ؓ کی آواز بلند ہو چکی تھی' انہوں نے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے فرمایا! (میں نے تمہیں کہا ہے نا) سایہ میں واپس چلے جاؤ"

حضرت عثمان ؓ نے فرمایا!

جو کسی قوی اور امانت دار شخص کو دیکھنا چاہتا ہو' اس شخص کو دیکھ لے"

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو بھی ایسا ہی امانت دار حکمران نصیب فرمائے۔ آمین

(اسماء عبدالغفور۔ گوجرانوالہ)

مہلت

جامعہ میں عین الشمس اردن کی گولڈن جوبلی کے سلسلے میں ہونے والی تقریبات کے دوران زرعی شعبے کا ایک پروگرام تھا۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ کئی لوگ مغرب کی نقالی میں اسلام کا مذاق اڑا کر اللہ تعالیٰ کے بارے میں نازیبا الفاظ ادا کر کے خود کو بڑا ماڈرن اور روشن خیال ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب جیسی دقیانوسیت پر یقین نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ ادھر کے۔ یہ عجیب تضاد اور پریشان خیالی اور ژولیدہ فکری کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایک طالب علم زرعی شعبے کے اس فنکشن کے دوران کھڑا ہو گیا اور تقریباً چیخنے کے انداز میں کہنے لگا: اللہ اگر حقیقت میں موجود ہے تو مجھے فوت کر کے دکھائے۔ پروگرام میں بڑی عجیب صورت حال پیدا ہو گئی۔ کوئی کہنے لگا "اس نے اپنے برے انجام کو دعوت دی ہے۔ کوئی کہنے لگا' اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت اسے مہلت عطا کرے گا۔ کسی کا کہنا تھا" ایسی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا' بہر حال جتنے منہ اتنی باتیں۔ پھر وہ لڑکا متکبرانہ چال چلتا اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ نوجوان خوشی خوشی گھر پہنچا۔ فخر سے اس کا سینا پھولا ہوا تھا۔ آج میں نے ایک منطقی دلیل کے ساتھ سب لوگوں کے منہ بند کر دیئے ہیں اور ایک ایسی بات کہی ہے جسے مجھ سے پہلے ادارے میں کسی کو کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ گھر میں اس کی

ماں کھانا لگائے اس کی منتظر تھی۔ لڑکے نے والدہ سے کہا' میں ابھی چند منٹ میں باتھ روم سے فریش ہو کر آتا ہوں۔ اس نے غسل کیا اور پھر آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر خود کو تولیے سے خشک کر رہا تھا کہ اچانک ایک بے جان لاشے کی طرح زمین پر گر گیا' اس کی والدہ نے دیکھا کہ کافی دیر ہو گئی' میرا بیٹا باتھ روم سے نکلنے کا نام نہیں لے رہا۔ اس نے آوازیں دیں' بیٹا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ والدہ گھبرا کر باتھ روم پہنچی تو سامنے اس کے بیٹے کی لاش پڑی تھی۔ وہ لوگ اسے لے کر بھاگم بھاگ ہسپتال پہنچے کہ شاید یہ بے ہوش ہوا ہو۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ اس کی موت کان میں پانی جانے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ دراصل اس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا تو اللہ نے اسے گدھے کی موت مارا۔

گھوڑوں اور گدھوں کے متعلق علمی طور پر معروف ہے کہ اگر گدھوں کے کان میں پانی چلا جائے تو فوراً ان کی موت ہو جاتی ہے۔

(دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات)

(مرسلہ۔مومنہ قاسم)

میٹھی شرارتیں

☆...... ہماری کزن کشف کے ابو اس بار چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر 9 ماہ بعد اپنے گھر ملتان واپس آئے اور آٹھ دس دن گھر رہنے کے بعد بچوں سے چھپ چھپا کر واپس لاہور چلے گئے۔ اس پر کشف نے اسی دن ابو کو فون کیا اور پوچھا' ابو آپ کہاں ہو؟ ابو نے کہا کہ شونے بیٹے میں لاہور ہوں۔ اب کشف نے بڑے غصے سے کہا' ابو آپ صرف ایک منٹ ملتان رہے اور لاہور چلے گئے۔ کشف کے ابو نے کہا' اتنے دن تو آپ کے پاس رہا ہوں' ایک منٹ تو نہیں رہا۔ اس پر کشف جو حالانکہ ابھی کلاس ون میں ہے' اس کے باوجود اس نے بڑی ذہانت سے سارے مہینوں کا ٹھیک حساب لگا کر بتایا کہ ابو آپ یہ دیکھیں' لاہور میں آپ کتنے دن رہے۔ آپ فروری میں لاہور گئے تھے' مارچ' اپریل' مئی' جون' جولائی' اگست' ستمبر اور پھر اکتوبر میں جا کر آپ ملتان آئے۔ دراصل کشف یہ سمجھا رہی تھی کہ اتنے مہینوں کے مقابلے میں یہ 10,8 دن تو بس ایک منٹ ہی تھا۔ کلاس ون میں ہونے کے باوجود کشف کے اس حساب اور موازنے پر ہم سب بڑے حیران اور محظوظ ہوئے اور کشف کی ذہانت کی داد دی۔

☆...... کشف اور عطف کی چھوٹی بہن زینب بھی بڑی تیز شرارتی اور ذہین ہے۔ وہ ابھی پلے گروپ میں ہے' اس کی پیاری پیاری اداؤں اور معصومانہ باتوں کی وجہ سے ہر چھوٹا بڑا اسے بہت پیار کرتا ہے۔ ایک دن گھر میں آ کر کہنے لگی کہ ابو مجھے ٹیچر اور بچے کہتے ہیں' تم بڑی کُوٹ ہو ابو پہلے تو نہ سمجھے کہ یہ کُوٹ کیا کہہ رہی ہے؟ پھر سمجھ آئی کہ وہ کیوٹ (Cute) کہنا چاہتی ہے۔ اب وہ خود بھی کیوٹ ہی کہنے لگ گئی۔ ابو نے پوچھا 'کیوٹ کیا ہوتا ہے' فوراً کہنے لگی' ابو...... ڈول (Doll) یعنی گڑیا...... کیوٹ کا یہ ترجمہ کرنے پر ہم سب اس کی ذہانت اور معصومیت سے بڑے محظوظ ہوئے۔

☆...... زینب کے ابو اس بار 9 ماہ بعد ملتان آئے اور 10,8 دن بعد واپس لاہور چلے گئے تو چند دن بعد ہی زینب ابو کو فون پر کہنے لگی' ابو مجھے آپ کی یاد آ رہی ہے...... میں لاہور آپ کے گھر آ رہی ہوں۔ ابو نے کہا کہ لاہور کیسے آؤ گی' اس نے جواب دیا کہ میں پہلے موٹر سائیکل پر بیٹھوں گی' پھر رکشے پر' پھر بس پر' پھر رکشے پر اور پھر آپ کے پاس آ جاؤں گی۔ زینب کے اس معصومانہ جواب سے سارے بڑے محظوظ ہوئے۔ (ولید' معید۔ملتان)

آرٹ: سعد الرحمٰن۔شیخوپورہ

آرٹ: اخت وقاص۔نو کھر اڈا

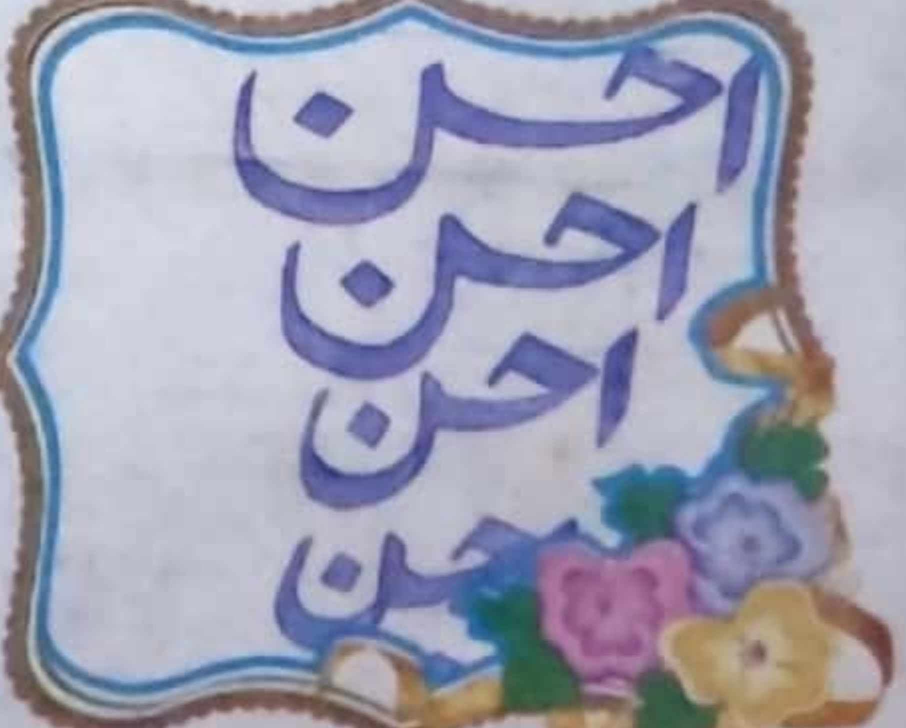

آرٹ: احسن۔لاہور

آرٹ: حامد۔لاہور

آرٹ: محمد ثوبان۔راولپنڈی

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو/300 روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

گذشتہ ماہ کا انعام یافتہ ڈیزائن

ایمان عبداللہ۔فیصل آباد

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجئے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ

رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

بچوں کی سائنس

صابن چلائے آپ کی ناؤ (کشتی)

سامان:

گتے کا ٹکڑا، صابن، پانی کا برتن۔

کتنی عجیب لگتی ہے یہ بات سننے میں کہ صابن ناؤ چلائے گا لیکن ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آپ نہ صرف خود ہی بنا کر چلا سکتے ہیں ایسی ناؤ (کشتی) بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی حیرت میں ڈال سکتے ہیں یہ تماشہ دکھا کر۔

ہلکے گتے سے کسی بھی شکل کی ایک ناؤ بنالیں، بس! شرط ایک ہی ہے کہ یہ ناؤ جیسی لگے۔ اس ناؤ کے پچھلے حصے دو کھانچے کاٹ کر ان میں صابن کے دو ٹکڑے الگ الگ پھنسادیں۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی ناؤ بجائے سیدھی جانے کے گول چکر میں گھومے تو اس میں پیچھے کی طرف گتے کا ایک ٹکڑا بھی پھنسادیں، جو ناؤ کے پتوار کا کام دے گا۔

بس! اب ناؤ کو صاف پانی سے بھرے برتن میں اتارتے ہی یہ اپنے آپ چلنا شروع کردے گی، مگر کیسے؟ اسے سمجھنے کے لیے ابھی ابھی اتنا ہی جان لیں کہ ناؤ کے پیچھے عقبی تناؤ (Surface Tension) کے گھٹ جانے سے ناؤ کا اپنے آپ آگے بڑھ پانا ممکن ہوتا ہے۔ اس لیے ایک کٹورے یا تسلے میں یہ کھیل تھوڑی دیر ہی ہو پائے گا کیونکہ کچھ ہی دیر کے بعد صابن سارے پانی کو متاثر کردیتا ہے جس سے اس کی پوری سطح پر ہی تناؤ گھٹ جاتا ہے اور ناؤ کے دونوں طرف عقبی تناؤ میں فرق نہ رہنے کے باعث ناؤ کھڑی رہ جاتی ہے۔

آپ کی ناؤ لگاتار چلتی رہے، اس کے لیے یا تو متواتر برتن کا پانی بدلتے جائیں، یا ممکن ہوسکے تو کسی تالاب یا ندی وغیرہ میں اسے چلائیں اور پھر اطمینان سے اس کا لطف اٹھائیں۔

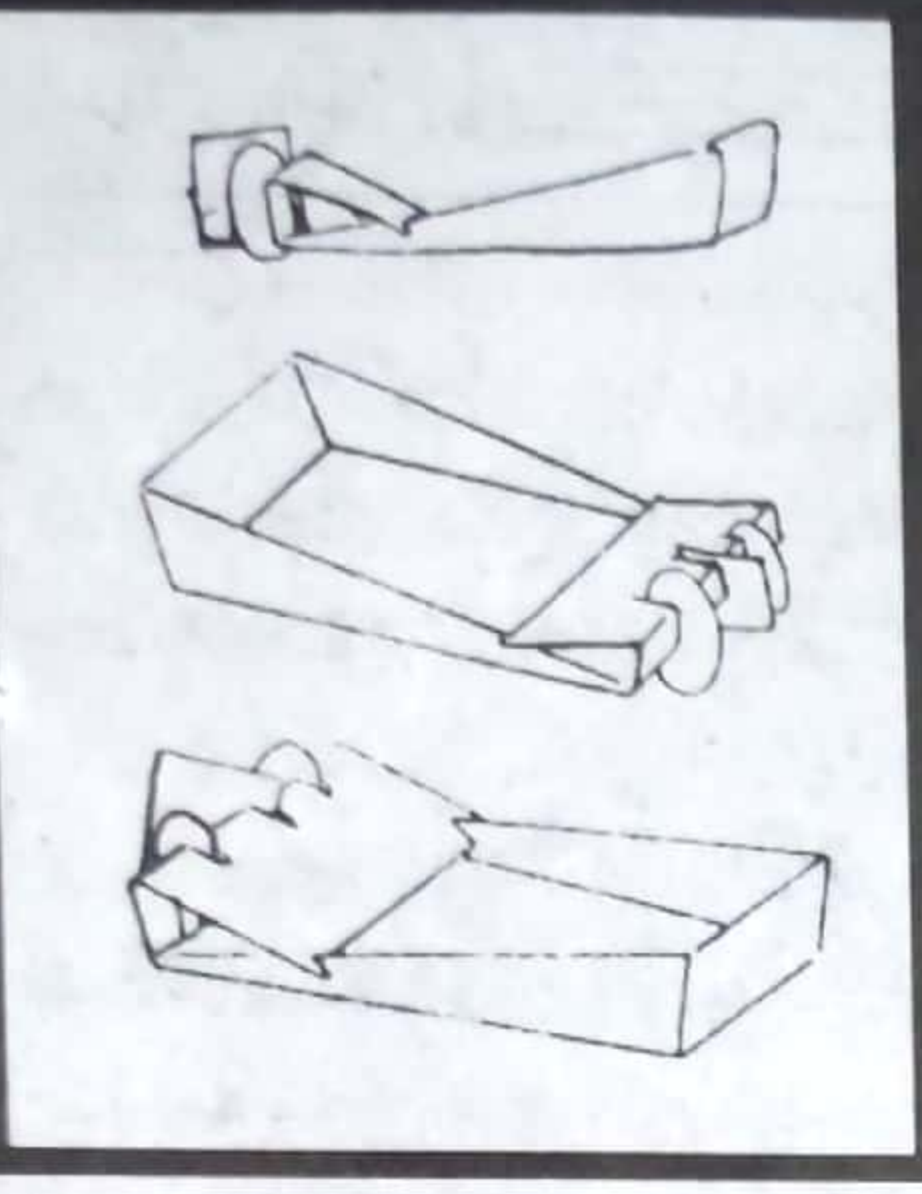

ذہانت آزمائیں، انعام پائیں

1- حضرت حلیمہ جنھوں نے نبی رحمت ﷺ کو دودھ پلایا، ان کا کس قبیلے سے تعلق تھا؟

① قریش ② بنو مخزوم ③ بنی سعد بن بکر

2- جب نبی رحمت ﷺ کا شق صدر کا واقعہ پہلی دفعہ ہوا تو آپ ﷺ کہاں تھے؟

① قبیلہ بنی سعد میں ② مکہ میں ③ مدینہ میں

3- معاہدہ حلف الفضول کس اسلامی مہینے میں ہوا؟

① ذی قعدہ ② ذی الحجہ ③ محرم

4- اُدھر تم اِدھر ہم کا نعرہ سب سے پہلے کس نے لگایا تھا؟

① یحییٰ خان ② جنرل نیازی ③ ذوالفقار علی بھٹو

5- جب اہل مکہ کے ظلم حد سے بڑھ گئے تو پیغمبر امن نے مقابلہ بازی کی فضا قائم کرنے کی بجائے اپنے ساتھیوں کو ہجرت کرنے کی ترغیب دی۔

یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے، نیز مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- قرآن کی آیت وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ امیہ بن خلف کے بارے نازل ہوئی۔

2- نبی ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

3- مدینہ کی طرف سب سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تھی۔

4- یوم الحاق پاکستان 19 جولائی کو منایا جاتا ہے۔

5- مذکورہ جملہ مجلّہ الحرمین نومبر کے صفحہ 50 پر ہے اور مضمون نگار محمد قاسم حمدان ہیں۔

نوٹ: سوالات کے جوابات بذریعہ SMS بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ تاہم انعام کے لیے ترجیح خط لکھنے والوں کو اور مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھیجنے والوں کو دی جائے گی تاکہ آپ کی آراء کی روشنی میں مجلّہ کو خوب تر بنایا جاسکے۔ نیز سوالات کے جوابات اور تبصرہ ہمیشہ الگ ورق پر لکھیں، ورق کی پچھلی سائیڈ پر کچھ نہ لکھیں۔ علاوہ ازیں کئی پھول اور کلیاں انعام کے حق دار ہوتے ہیں لیکن ان کا فون نمبر درج نہ ہونے کی بنا پر انہیں بیلنس نہیں بھیجا جاسکتا۔ لہٰذا آپ اپنا یا اپنے کسی بزرگ یا عزیز کا فون نمبر دے دیں تاکہ آپ کو بیلنس دیا جائے۔

(فون برائے SMS: 0320-4432378)

چار چیزیں

☆...... چار چیزوں سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے:

1۔ زیادہ کلام سے پرہیز۔ 2۔ استاد کا ادب کرنا 3۔ صحبت صالحین 4۔ علماء کی ہم نشینی

☆...... چار چیزیں جسم کو کمزور کرتی ہیں۔

1۔ فکر۔ 2۔ غم۔ 3۔ بھوک۔ 4۔ بے خوابی

(محمد ثمامہ۔ مرکز البدر شورکوٹ)

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

(قرعہ اندازی میں ترجیحاً انہیں شامل کیا جاتا ہے جو سوالوں کے جواب کے ساتھ مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھی لکھ کر بھیجتے ہیں)

1- سعد الرحمٰن، کراچی — 300 روپے بیلنس بمع کتب

2- صائم سلیم، فیصل آباد — 200 روپے بیلنس بمع کتب

3- حافظ محمد ارشد، کراچی — 150 روپے بیلنس بمع کتب

خصوصی انعامات

1- محمد اسلم شاہین، بہاولنگر — 100 روپے بیلنس

2- حافظ محمد راشد، خانیوال — 100 روپے بیلنس

3- خدیجہ ضیاء، خانیوال — 100 روپے بیلنس

سمارٹ فون کی چند مفید موبائل ایپس

سائنس وٹیکنالوجی

ابوعبداللہ عمر نعیم الاسلام

آج کا دور موبائل کا دور ہے اور بلامبالغہ اس وقت کروڑوں نہیں' اربوں لوگ ہیں جو کہ کمپیوٹر سے زیادہ نیٹ کا استعمال موبائل پر کرتے ہیں۔ جیسے کمپیوٹر کیلئے مختلف سافٹ ویئرز ہوتے ہیں' ویسے ہی مختلف آپریٹنگ سسٹم پر مشتمل موبائل کے لئے ان کے مطابق ایپس تیار کی جاتی ہیں۔ یہ ایپس کمپیوٹر کے بھاری بھرکم سافٹ ویئرز کے مقابلے میں نہایت ہلکی پھلکی لیکن ان کی نسبت اپنے مخصوص مزاج کو لے کر زیادہ کارآمد اور آسان ہوتی ہیں۔

عام طور پر جب آپ کوئی نیا موبائل خریدتے ہیں تو وہ کتنا بھی مہنگا کیوں نہ ہو' خالی خولی ہی نظر آتا ہے لیکن پھر جب آپ اس موبائل کے ایپ سٹور کا رخ کرتے ہیں تو وہ اپنے سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کے مطابق مختلف خصوصیات کی حامل ایپ انسٹال کرنے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ ایپس فری بھی ہوتی ہیں اور کم زیادہ پیسوں پر برائے فروخت بھی۔ ہر نیا صارف (User) جب پہلی بار ایپ سٹور کا رخ کرتا ہے تو وہاں ہزاروں بلکہ لاتعداد فری ایپس پا کر الجھ جاتا ہے۔

حالیہ سال کی ابتدا میں ان ایپلی کیشنز نے صارف (User) کے لیے کام آسان بنا دیا تھا۔ اس سال میں کئی اینڈرائیڈ ایپس ایسی آئی ہیں جو کہ صارفین میں بہت مقبول ہوئیں تاہم آنے والے نئے سال میں لوگ مزید جدید ٹیکنالوجی کی حامل ایپس اور گیجٹز (Gadgets) سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔

موبائل آپریٹنگ سسٹم اینڈرائڈ کی مقبولیت بہت بڑھ چکی ہے اور سستے چینی موبائل فونز اور ٹیبلٹس کی بدولت اب یہ ہر ایک کی پہنچ میں ہے۔ اس کے علاوہ لوگ نئی چیز کے شوق میں ایسے موبائلز خرید تو لیتے ہیں لیکن اکثر اس کا بھرپور استعمال نہیں کر پاتے جس کی بنیادی وجہ معلومات کا نہ ہونا ہے۔ آج کل ہر شخص سمارٹ فونز میں اچھی ایپس کروانا چاہتا ہے لیکن کچھ ایسی ایپس ہیں جو آپ کے فون میں ضرور ہونی چاہئیں۔ ان ایپس کا فائدہ آپ کو کبھی نہ کبھی ضرور مل جاتا ہے۔ آئیے آپ کو چند ایسی ایپس کے بارے میں بتاتے ہیں۔

☆ ایم ایس آفس ایپس:

عام کمپیوٹر پر تحریر وخطوط لکھنے کے لیے مائیکروسافٹ ورڈ' حساب کتاب کے لیے ایکسل (Ms Excel) اور سلائیڈز کے لیے (Power Point) استعمال ہوتے ہیں جو اب موبائل کے لیے بھی مفت دستیاب ہیں۔

اس سال موبائل آپریٹنگ سسٹم اینڈرائیڈ کا غلبہ کچھ اس طرح کا رہا کہ 2015ء میں دنیا کی سب سے بڑی سافٹ ویئر کمپنی کو اپنے کامیاب ترین سافٹ ویئر پروڈکٹ کو اینڈرائیڈ سمارٹ فون کے لیے نہ صرف تیار کرنا پڑا بلکہ اپنی ایپس بھی مفت میں بانٹنا پڑیں۔ مائیکروسافٹ نے اینڈرائیڈ پر اپنے ورڈ، پاور پوائنٹ اور ایکسل کو اس سال لانچ کیا۔

80ء کے عشرے کے بعد اس سافٹ ویئر نے کمپیوٹر کی دنیا بدل کر رکھ دی تھی۔ چونکہ اینڈرائیڈ سمارٹ فون اب دنیا کا سب سے بڑا موبائل آپریٹنگ سسٹم ہے۔ لہٰذا مائیکروسافٹ نے اپنے سب سے زیادہ کامیاب سافٹ ویئر پروڈکٹ کو اینڈرائیڈ کے لیے خاص طور پر وضع کیا۔ بس گوگل پلے سٹور پر جائیے اور اپنے سمارٹ فون پر اسے مفت ڈاؤن لوڈ کر لیجیے۔ مائیکروسافٹ اور گوگل ایک دوسرے کے حریف ہیں اور ذاتی کمپیوٹر کی دنیا میں مائیکروسافٹ کے سافٹ ویئر دنیا بھر میں پسند کیے جاتے ہیں لیکن اب سمارٹ فون سے چلنے والی دنیا میں مائیکروسافٹ کو اپنا رنگ تبدیل کرنا پڑ رہا ہے۔

☆...... گوگل ٹرانسلیٹ کے ذریعے اردو سمیت دنیا کی 50 بڑی زبانوں کا آپس میں ترجمہ حاصل کیا جاسکتا ہے' آڈیو ترجمہ بھی سن سکتے ہیں۔

☆(Google Translate)
گوگل ٹرانسلیٹ:

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے' ایک ترجمہ کرنے والی ایپ ہے، یہ ایپ بہت ہی سادہ انداز میں ڈیزائن کی گئی ہے اور وزن بھی تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے، آپ اس ایپ کے ذریعے اردو سمیت دنیا کی پچاس بڑی زبانوں کا آپس میں ترجمہ حاصل کر سکتے ہیں، یوزر فرینڈلی انٹرفیس کے ساتھ یہ ایپ آپ کے لئے بہت ہی زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے ترجمہ کو وہیں سے براہ راست فیس بک، ٹویٹر، گوگل پلس، سکائپ یا سوشل میڈیا کے کسی بھی پلیٹ فارم پر شیئر کر سکتے ہیں بلکہ اگر اسے اپنے پاس کاپی کرنا چاہیں تو بھی کر سکتے ہیں۔ اس ایپ کی سب سے بڑی ایک اور خوبی کہ دوسری زبان کا ترجمہ آڈیو کی صورت بھی آپ سن سکتے ہیں جس سے آپ اس زبان کا ٹھیک تلفظ بھی سیکھ سکتے ہیں۔

(Multi-Ling Keyboard)

موبائل میں ہر جگہ اردو لکھنے کیلئے شاید ہی کوئی اس سے زیادہ بہتر ایپ دستیاب ہو۔ یہ مکمل طور پر فری ہے۔ اس میں اور بھی بہت سی زبانیں ہیں۔ انسٹالیشن کے بعد جب پہلی بار ایپ اوپن ہوتی ہے' آپ باقی ساری زبانوں کو ان چیک کر کے صرف اردو اور انگلش کو رہنے دیں یا پھر جو بھی زبان آپ رکھنا چاہیں' اس میں پنجابی اور پشتو کی بورڈ (Key board) تک دستیاب ہیں۔ انسٹالیشن کے بعد تمام دیگر اور ڈیفالٹ کی بورڈ کو ڈس ایبل کر دیں اور صرف اسے آن رہنے دیں۔ ایک زبان سے دوسری زبان کے کی بورڈ کو منتخب کرنے کے لئے سپیس بار کو ٹیپ سلیکٹ کیے رکھیں۔

(Clipper Clipboard Manager)

اکثر اوقات ہمیں کوئی لنک یا ٹیکسٹ وغیرہ کاپی کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، موبائل میں یہ کام

ڈیسک ٹاپ کی طرح آسان نہیں ہوتا لیکن اگر یہ ایپ آپ انسٹال کر لیتے ہیں تو آپ کا مسئلہ ختم، اس ایپ کی انسٹالیشن کے بعد کہیں سے بھی ٹیکسٹ وغیرہ کو کاپی کرنے کیلئے ٹیکسٹ پر کچھ دیر تک ٹیپ کریں۔ آپ کے پاس سلیکٹ کرنے کا آپشن آ جائے گا۔ اس کے ذریعے نہایت آسانی کے ساتھ اپنے مطلوبہ حصے کو سلیکٹ کریں اور کاپی کر لیں، آپ ایک ہی وقت میں یکے بعد دیگرے بہت سی الگ الگ جگہوں سے بھی مواد کو کاپی کر سکتے ہیں، اب جہاں پیسٹ کرنا ہو وہاں خالی جگہ پر دو سیکنڈ ٹیپ رکھیں اور پیسٹ کے آپشن پر کلک کر دیں۔

(True caller)

یہ ایک بہت ہی حیرت انگیز ایپ ہے، اگر یہ آپ انسٹال کر لیتے ہیں تو اس کے بعد کوئی شخص آپ کے لئے انجان نہیں رہتا، یعنی اگر کوئی شخص آپ کے پاس فون بک وغیرہ میں ایڈ نہ بھی ہو تو بھی کال آنے کی صورت میں کال کرنے والے کا نام اور ملک یا شہر آپ کے فون پر لکھا نظر آئے گا۔ ستر فیصد لوگوں کے نام تو یہ ایپ بتا دیتی ہے۔

(Automatic Call Recorder)

یہ ایک مکمل طور پر فری ایپ ہے، جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے۔ یہ دوران کال دوطرفہ گفتگو کو ریکارڈ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، اس کی سب سے بڑی خوبی یہ کہ مکمل طور پر آٹومیٹکلی کام کرتی ہے یعنی آپ کو ہر بار کوئی کال ریکارڈ کرنے کے لئے بٹن آن آف کرنے کی ضرورت نہیں، یہ آپ کی تمام کالز ریکارڈنگ کی تاریخ اور وقت کے ساتھ مکمل ریکارڈ بھی محفوظ رکھتی ہے اور اس کی ریکارڈنگ کسی بھی طرح کال کی کوالٹی پر اثر انداز نہیں ہوتی، سب سے بڑی بات کہ اس کی ریکارڈنگ کا وزن بہت کم ہوتا ہے۔ دس پندرہ منٹ کی گفتگو بھی بمشکل دو تین ایم بی جگہ لیتی ہوگی۔

میپ فیکٹر اور جی پی ایس:

(Map Factor & GPS Navigation)

ویسے تو جی پی ایس کے لئے تقریباً ہر اینڈرائیڈ فون میں گوگل میپ بائے ڈیفالٹ شامل ہوتا ہی ہے لیکن اس کی خامی یہ ہے کہ وہ استعمال میں خواہ مخواہ نسبتاً زیادہ مشکل محسوس ہوتا ہے جبکہ وہ کام بھی تب ہی کرتا ہے جب نیٹ کسی نہ کسی صورت دستیاب ہو، جبکہ مذکورہ ایپ ایک تو نہ صرف یہ کہ نہایت آسان ہے بلکہ اس میں موجود ایک آپشن کے ذریعے آپ اپنے شہر کا نقشہ ایک بار ڈاؤن لوڈ کر لیں۔ پھر نیٹ نہ ہونے کی صورت میں بھی یہ آپ کو رستہ دکھائے گی، آپ جی پی ایس کو آن کریں۔ یہ فوراً آپ کو آپ کی لوکیشن سے آگاہ کرتی ہے۔ پھر آپ منزل کا اندراج کریں یہ آپ کو دستیاب تمام روٹ سے آگاہ کر دیتی ہے۔ بلکہ آواز کے ذریعے بھی آپ کو گائیڈ کیا جاتا ہے کہ آگے موڑ پر آپ مڑ جائیں۔ سب سے بڑی بات ان تمام خوبیوں کے ساتھ یہ بالکل فری ہے۔

☆فون بیٹری کی زندگی بڑھانے کے لیے ایپ کیسپر سکائی

(KasperSky)

موبائل فون کے ہارڈ ویئر میں ہم سب سے زیادہ فکر مند بیٹری کے بارے میں ہوتے ہیں۔ مفت میں دستیاب انتہائی کارآمد کیسپر سکی بیٹری لائف آپ کی زندگی آسان بنا سکتی ہے۔ فوری طور پر لانچ ہونے والی اس ایپ کے ذریعے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ بیٹری کتنی دیر میں مکمل چارج ہوگی۔ یہ بیٹری کا درست اسٹیٹس بھی بتاتی رہتی ہے کہ بیٹری کتنے گھنٹے یا منٹوں کے بعد خاموش ہو جائے گی۔ اسی طرح ایپ بتاتی ہے کہ کن کن ایپلی کیشنز کو بند کر کے آپ بیٹری کی توانائی خرچ ہونے سے بچا سکتے ہیں۔ ابھی یہ ایپ بی ٹا ورژن (ٹیسٹنگ) میں ہے لیکن اب بھی بہت کارآمد ہے جو bit.ly/battery427 پر دستیاب ہے۔

☆......Azar نامی ایپ کو انسٹال اور اوپن کرنے کے بعد آپ ایک صارف کا نام دیں، پھر اس کے بعد سکرین کو بائیں طرف سوائپ کریں تو پوری دنیا سے کوئی بھی آپ کا مطلوبہ یوزر ہوگا، آپ سے رابطہ میں آ جائے گا۔

☆(Azar)

کیا دور تھا بچپن میں جب ہم کہانیاں سنتے تھے کہ کیسے ایک جادوگر آئینہ نکالتا اور اس میں دیکھتے ہوئے دنیا میں کسی بھی جگہ مطلوبہ شخص سے مخاطب ہو جاتا، آج کے دور میں وڈیو کال کوئی اتنی بڑی بات نہیں، درجنوں ایسی ایپس موجود ہیں جو بالکل فری یہ سہولت فراہم کرتی ہیں لیکن یہ ایپ (Azar) ان سب میں بالکل ممتاز ہے اور اس کی وجہ اس ایپ کا زبردست طریقہ کار ہے۔ سکائپ، وائبر وغیرہ میں ہم پہلے کسی کی آئی ڈی حاصل کرتے ہیں اور پھر ان سے رابطہ کرتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ پچھلے زمانے میں یاہو کا چیٹ روم ہوا کرتا تھا جہاں سے ہم کسی کو بھی کال کر سکتے تھے لیکن یہ ایپ ان سب سے مختلف ہے۔ آپ اسے انسٹال کریں اور ایپ کو اوپن کرنے کے بعد صرف ایک صارف (User) کا نام دیں۔ اس کے بعد سکرین کو بائیں طرف سوائپ کریں۔ پوری دنیا سے کوئی بھی شخص جو اس ایپ کو یوز کر رہا ہو خود کو آپ کے روبرو پائے گا، اگر کسی شخص سے بات نہ کرنی ہو تو دوبارہ سکرین کو بائیں طرف سوائپ کریں، دو سیکنڈ میں نیا بندہ آپ کے سامنے ہوگا۔ کبھی پاکستان، کبھی یورپ، کبھی افغانستان، دنیا بھر کے مختلف گوشوں سے بذریعہ وڈیو لوگ آپ سے جڑتے جائیں گے۔ جو بندہ دوستی کے قابل لگے آپ اسے فرینڈ لسٹ میں شامل بھی کر سکتے ہیں ورنہ بغیر فرینڈ بنائے بھی دنیا بھر میں بکھرے ہوئے ہزاروں لاکھوں لوگوں سے روزانہ وڈیو بات چیت کی جا سکتی ہے۔

☆(Cam scaner)

کسی کتاب کا پیج اس ایپ کے ذریعے سکین کیا جائے تو سکینر جیسا نہایت اعلیٰ رزلٹ آتا ہے، کمپیوٹر کے ساتھ جڑے کسی مہنگے سکینر جیسا رزلٹ واقعی ناقابل یقین بات ہے، یہ بہت تیز رفتار اور سادہ ہے۔ کوئی پیچیدگی نہیں اور سکین کرنے کے بعد اس میں جو مختلف موڈز کا آپشن ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

☆جان بچانے والی ایپ فرسٹ ایڈ۔ (ایلی ویٹ)

برطانوی ریڈ کراس کی جانب سے تیار کردہ یہ ایک بہت کارآمد ایپ ہے جس میں ہر قسم کے حالات کی ابتدائی طبی امداد کی تفصیل موجود ہے۔ ذیابیطس سے لے کر بے ہوشی اور دل کے دورے تک ہر ہنگامی حالت میں فراہم کی جانے والی ابتدائی طبی امداد پر باتصویر معلومات یہ ایپ فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح گھر میں ہونے والے حادثات اور چوٹوں سے بچاؤ کا طریقہ بھی موجود ہے۔ ویب ایڈریس نوٹ فرما لیجیے

bit.ly/redcross427

دماغ لڑاؤ اور اسے طاقتور بناؤ۔ ایلی ویٹ

دماغی صلاحیت کو بہتر بنانے والی ہزاروں ایپس موجود ہیں لیکن ماہرین ایلی ویٹ کو ان میں سے قدرے بہتر قرار دیتے ہیں۔ یہ ایپ کئی طرح کی دماغی مشقیں اور ایکسرسائز فراہم کرتی ہیں جو یادداشت کو بہتر بنانے، توجہ اور ارتکاز، ریاضی کے مسائل حل کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ ایپ آپ کی ذہنی کارکردگی پر بھی نظر رکھتی ہے۔

www.elevateapp.com

ام مہدیہ

آیئے قرآن سیکھیے

تفسیر سورۃ آل عمران

آیت نمبر: 57 تا 59

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ہ ذٰلِکَ نَتْلُوْهُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَ الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ

ترجمہ وتفہیم:۔

البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے انہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ آیت ذکر اور حکمت سے لبریز تذکرے ہیں جو ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں۔

بلاشبہ اللہ کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم جیسی ہے، جسے اللہ نے مٹی سے پیدا کیا، پھر اسے حکم دیا کہ ''ہو جا'' تو وہ ہوگیا۔''

تشریح وتوضیح:

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل حقیقت یہ ہے جو بیان ہوئی، ان کا جو درجہ و مرتبہ بھی ہے اللہ کے ایک بندے اور اس کے نبی و رسول کی حیثیت سے ہے۔ خدا کی خدائی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

اللہ اپنے نبی علیہ السلام کو مخاطب کر کے یہی بتلا رہے ہیں کہ اللہ نے جو بات بتلا دی وہ حق ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا خواہ ساری دنیا بھی اس کا انکار کرتی رہے، دنیا کے انکار کرنے سے سچ کا چہرہ گدلا نہیں ہوتا۔ سچ جھوٹ نہیں ہوتا، سچ باطل نہیں ہوسکتا۔

اللہ کے علاوہ کوئی الٰــــہ نہیں، اس کے علاوہ کوئی قانون نہیں، کوئی اللہ کا بیٹا نہیں، وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ یقیناً اللہ غالب حکمت والے ہیں۔

ایک طرف تو عیسائیوں کا یہ عقیدہ اللہ کا مقدس اور پیارا بیٹا، نعوذ باللہ و استغفر اللہ عیسائی کہتے ہیں۔ بیچارگی کی موت مرا، کہتے ہیں آخری وقت عیسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ اے اللہ! تو نے ان کو مجھ پہ کیوں غالب کیا، مجھے آخری وقت میں کیوں چھوڑ دیا ہے، روتے پیٹتے جا رہے تھے، ان کی حالت بہت بری تھی، ان کی یہ تصویر عیسائی پیش کرتے ہیں کہ مظلومیت کی موت مارا گیا۔

جیسا کہ یہودیوں کا کہنا ہے کہ بیچارہ ذلّت کی موت مرا۔ نعوذ باللہ، اللہ دونوں فریقین کو سنا رہے ہیں:

''اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الحکیم ''

اللہ تو غالب ہے تم ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے رہے کہ بیچارہ مسکنت اور بیچارگی کی موت مر گیا اور اپنے اللہ سے یہ شکوہ کرتے مر گیا کہ تو نے میرا دھیان نہیں رکھا، مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔

اگر وہ اللہ ہوتے تو ایسی بات نہ کرتے، اللہ تو غالب ہے حکمت والا ہے، اس پر کون غالب آسکتا ہے۔

اتنی ساری باتیں اللہ کہتے ہیں، ان کو سمجھا دی ہیں، اب بھی اگر وہ نہ مانیں، حق کا انکار کریں۔

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ علیم بالمفسدین﴾

''اللہ فسادیوں کو خوب جانتا ہے''

اور وہ فساد جو منکرین توحید، توحید کا انکار کر کے پھیلاتے تھے وہ اللہ کے نزدیک ایک عظیم فساد تھا، اور دنیا میں جس قدر فسادات بھی رونما ہوتے رہتے ہیں، وہ سب کے سب عقیدہ توحید سے انحراف کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ سارے فسادیوں کو جانتے ہیں، اللہ نے سارا حساب اور ریکارڈ رکھا ہوا ہے اور اللہ دنیا و آخرت میں بھی ان کے ساتھ نمٹنا جانتے ہیں۔

پتہ چلا کہ توحید ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان ایک مشترک حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے، وضاحت کی محتاج نہیں، تورات و انجیل سے واقف شخص اس بات کو بخوبی جانتا ہے۔

اصلاح کی بات کرنی ہے تو ابتدا وہاں سے ہوگی جو میری اور تمہاری اصل ہے، جو ازلی حقیقت ہے، وہاں آؤ اگر اس پر ہمارا اتفاق و اتحاد ہو جائے گا تو ہم بات کو بھی آگے چلا سکیں گے سوا اسی چیز کو بنیاد بنا کر دیکھیں تو دوسرے مذاہب تو کیا اپنے مسلمان فرقوں کے درمیان ہمارا آپس میں جب بھی اتحاد ہو سکتا ہے تو اتحاد کی بنیاد ہمیشہ یہ رہے گی۔

یہ آیت اس معنی میں بہت واضح ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے کی اجازت کہاں تک دیتا ہے، اسلام کی پالیسی کیا ہے؟ کیا وہ عناد رکھنا ہے، دشمنی کا تعلق رکھنا ہے، دوستی کا تعلق رکھنا ہے یا پیار و محبت کا تعلق رکھنا ہے، یا محض دعوت اور خدا خوفی کا تعلق رکھنا ہے۔

یہ آیت ایک برہان ہے، اور بڑی کھلم کھلا دعوت ہے، لہٰذا اللہ رب العزت نے دوسرے مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے کے لیے اصول وضوابط دے دیئے ہیں؟

اِلیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا: کسی ایسے فریق کے بارے میں جسے ہم حق سے ہٹا ہوا سمجھتے ہیں، ان سے بات کہاں سے شروع کرنی ہے۔ بات اللہ کی توحید سے شروع کرنی ہے؟ کیونکہ اس کائنات کی سب سے بڑی سچائی اور حق یہی ہے، جو اس حق پر چلنے کے لیے ہمارا ساتھ دے اس کے ساتھ دوسری اور تیسری بات ہو سکتی ہے، بصورت دیگر ابتدا ہی ہماری اور اس کی لائن فرق ہو گئی، ہم کسی کے ساتھ دو قدم بھی چل سکتے ہیں تو صرف اس بات پہ کہ وہ توحید کے موضوع پر ہمارے ساتھ چلتا ہے اور اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرتا ہے، کہ میرا اور اس کا رب اللہ ہے، ایسے ہی بندے سے ہمارا کوئی رشتہ بن سکتا ہے۔

اور جس کے ساتھ تعلق میں درمیان میں اللہ کا واسطہ نہیں آیا اس کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں بنے گا۔ کیا فرمایا:

﴿تعالوا اِلیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا و بینکم﴾

'' آؤ ایسے کلمے کی طرف آؤ، ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان قدر مشترک ہے، جس پر ہمارا تمہارا اتفاق ہے، جو بات ہم نے بھی مانی تم نے بھی مانی وہ بات توحید کی بات ہے، یہ بات ثابت شدہ ہے کہ دوستی کی بنیادی دعوت توحید کی دعوت ہے۔

پتہ چلا کہ توحید ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان ایک مشترک حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے، وضاحت کی محتاج نہیں، تورات وانجیل سے واقف شخص اس بات کو بخوبی جانتا ہے۔ توحید کی واضح تعلیمات کی موجودگی میں اہل کتاب سے قرآن کا یہ مطالبہ کتنا معقول اور مناسب ہے کہ وہ بھی اپنے ان دلائل کی روشنی میں اپنے عقائد کا جائزہ لیں اور جو باتیں ان کے خلاف بعض بدعات و متشابہات کی پیروی کر کے انہوں نے اپنے عقائد میں شامل کر لی ہیں، ان سے اپنے عقائد کو پاک کریں، پھر آخر میں مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر یہ لوگ اپنے ہی نبیوں اور صحیفوں کی تعلیمات سے منہ موڑتے ہیں تو تم ان پر یہ بات واضح کر دو کہ ہم تو ان حقائق سے منہ موڑنے والے نہیں، ہم تو اپنے آپ کو ایک ہی اللہ کے حوالے کرتے ہیں اور یہی درحقیقت اسلام ہے۔

﴿لا یتخذ بعضنا بعضاً اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللہ﴾

'' اہل کتاب نے اس ہدایت کے خلاف عمل کیا، احبار ورھبان کو اپنا رب بنا لیا''

اس پر بعض اہل کتاب کی طرف سے نبی ﷺ نے جواباً فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ جس چیز کو وہ حرام ٹھہرا دیں تم اس کو حرام ٹھہرا دیتے ہو، جس کو وہ حلال ٹھہرا دیں تم اس کو حلال۔ سائل نے اقرار کیا کہ یہ بات تو ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو ان کو رب بنا دینا ہے، جب اس طرح کسی کی اطاعت کی جائے کہ اس کے لیے حلال وحرام کا حق تسلیم کر لیا جائے تو یہ چیز درحقیقت اس کی عبادت کرنے کے ہم معنی ہے، اگرچہ بظاہر اس کو رکوع وسجدہ نہ کیا جائے۔

پتہ چلا کہ اگر کوئی اپنی بنیاد پہ ٹھیک کھڑا ہے تو وہ آگے بھی ٹھیک چل سکتا ہے، جو اپنی بنیاد سے ہٹ گیا وہ آگے کیسے ٹھیک چل سکتا ہے، اس سے اچھائی کی توقع کیسے ممکن ہے، یہ بات تو سمجھنے کی ہے کہ جو اپنی بنیاد چھوڑ بیٹھے، اپنی اصل سے نکل جائے وہ تو خراب ہی خراب ہے، لہٰذا اصلاح کی بات کرنی ہے تو ابتدا وہاں سے ہوگی جو میری اور تمہاری اصل ہے، جو ازلی حقیقت ہے، وہاں آؤ اگر اس پر ہمارا اتفاق واتحاد ہو جائے گا تو ہم بات کو بھی آگے چلا سکیں گے سوا اسی چیز کو بنیاد بنا کر دیکھیں تو دوسرے مذاہب تو کیا اپنے مسلمان فرقوں کے درمیان ہمارا آپس میں جب بھی اتحاد ہو سکتا ہے تو اتحاد کی بنیاد ہمیشہ یہ رہے گی۔

''تَعَالَوْا اِلیٰ کَلِمَۃٍ سواءٍ بیننا و بینکم اَنْ لَا نَعْبُدَ اِلَّا اللہ''

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ عیسائیت میں عقیدہ تثلیث آیا کہاں سے؟ ورنہ عیسیٰ علیہ السلام بھی وہی مذہب لے کر آئے جو سارے انبیا کرام علیہم السلام کی دعوت تھی، پچھلی آیات میں ہم عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کھل کے پڑھ چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے:

''اِنَّ اللہ رَبِّی وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ''

سارے نبیوں نے اللہ کی توحید کی دعوت دی ہے دوسرا اللہ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے اپنی اتباع کی دعوت دی ہے، بلکہ دعوت کا تیسرا نقطہ بھی سامنے رہے۔

۱) اللہ کی وحدانیت کی دعوت

۲) اللہ کا پیغمبر ہونے کی وجہ سے انبیا علیہم السلام کی دعوت

۳) اللہ کے بندے ہونے کی حیثیت سے اس کی حاکمیتِ اعلیٰ کو تسلیم کرنے کی دعوت کہ ہم کسی اور کا قانون نہیں مانیں گے، ہم کسی اور کی دی ہوئی شریعت پر نہیں چلیں گے۔

یعنی اللہ کی کلی اطاعت کی دعوت اس کی فرمانبرداری کی دعوت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور یہ دعوت عیسائیوں کے درمیان موجود رہی ہے۔

یہ واقعات جو ہم پڑھتے سنتے رہتے ہیں کہ یہودیوں نے عیسائیوں پر اتنے ظلم ڈھائے تو وہ یہی عیسائی تھے ناں جو صحیح عقیدے پہ قائم تھے اور ان پر ظلم ڈھائے گئے۔ مثلاً واقعہ اصحاب الاخدود ہم پڑھتے رہتے ہیں کہ بادشاہ نے ساری بستی کو آگ میں ڈال دیا۔ اپنی ساری رعایا کو جو ایمان لائی تھی حتیٰ آگ کے الاؤ میں جھونک دیا یہ داستان عیسائیت ہی تو ہے۔

اسی طرح خباب بن ارت کا واقعہ نبی ﷺ کے پاس گئے کہ اے اللہ کے نبی ﷺ آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ ان لوگوں پہ اللہ کا عذاب ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا خباب رضی اللہ عنہ ابھی سے حالانکہ تم سے پہلے وہ قومیں گزری ہیں جنہیں ایک گڑھے میں کھڑا کر کے لوہے کے آرے سے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان

انہوں نے جا کر بادشاہ کو ہدیے پیش کیے جا کے رنگین قسم کی داستان سنائی کہ ہماری قوم میں ایک فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ بھائی بھائی سے لڑ رہا ہے، یہ ہو گیا وہ ہو گیا وہی فتنہ پرور قوم بھاگ کر آپ لوگوں کے پاس آگئی ہے اور سیاسی پناہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمارے ان مجرموں کو ہرگز پناہ نہ دیجیے گا۔

کے جسم کا گوشت الگ کر دیا جاتا پھر بھی وہ دین پہ قائم رہتے یہ عذاب عیسائیوں نے برداشت کیے ہیں۔

عیسائیت کے اندر جب یہودی سازشیں در آئیں تو تثلیث کا عقیدہ پیدا ہوا، ورنہ وہ عقیدہ توحید پہ قائم تھے۔

جس وقت نبی ﷺ تشریف لائے اور حکمرانوں کو خطوط لکھنے شروع کیے تو آپ ﷺ نے ہرقل کی طرف جو خط لکھے اس میں یہی آیت لکھی، آپ ﷺ کا نمائندہ جب ہرقل کی طرف خط لے کر گیا، تو اس نے کہا ہے کہ کوئی عرب کا بندہ جو ہمارے علاقے میں پھرتا ہے۔ بلاؤ میں اس سے پتہ کروں کہ خط لکھنے والے صاحب کون ہیں؟ پتہ چلا ان دنوں شام میں ابوسفیان تجاتی قافلہ لے کر آئے ہوئے ہیں، وہ ہرقل کے پاس ابوسفیان کو لے گئے، بہر حال بڑی شاندار اور لمبی حدیث ہے، مختصراً بیان کیے دیتی ہوں، ہرقل نے ابوسفیان اور اس کے ساتھ قافلے کے لوگوں کو بھی بٹھا لیا، ابوسفیان سے کہنے لگا میں تمہارے سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔

اس شخص کے بارے میں جس نے دعویٰ نبوت کیا ہے تو مجھے ان کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا اور جو لوگ پیچھے بٹھائے تھے، اگر یہ کہیں ڈنڈی مارے گا تو تم لوگ بتا دینا کہ یہ غلط کہہ رہا ہے۔ ہرقل نے ابوسفیان سے بڑے زبردست سوال کیے نہ صرف سوال کیے بلکہ ساتھ ساتھ تبصرہ بھی کرتا رہا۔

ہرقل نے ابوسفیان سے کہا کبھی تم نے اسے جھوٹا پایا؟

ابوسفیان نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا سنو انبیاء علیہم السلام کبھی جھوٹے نہیں ہوا کرتے۔

ہرقل: تم میں سے جس بندے نے دعویٰ نبوت کیا ہے یہ کس حیثیت کا ہے؟

ابوسفیان: اعلیٰ ترین نسل کا۔

تو اس نے کہا سنو! اللہ انبیاء علیہم السلام کو قوم کی اعلیٰ ترین نسل سے ہی پیدا کرتے ہیں۔

ہرقل نے کہا: کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟

ابوسفیان نے کہا: نہیں اس نے کہا اگر کوئی بادشاہ گذرا ہوتا تو میں کہتا یہ بادشاہت چھیننے کے چکروں میں یہ باتیں کر رہا ہے۔ حالانکہ ایسی بات بھی نہیں ہے یعنی ہر بات کو نبی ﷺ کی نبوت کی دلیل بنا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ واقعی وہ سچے نبی ﷺ ہیں۔'' (بخاری: 7)

اسی طرح نجاشی کا واقعہ دیکھیے صحابہ کرامؓ نے 5 ہجری میں حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی۔ نجاشی کے پاس گئے جب مسلمان حبشہ پہنچے تو کفار کو بڑی تکلیف ہوئی ادھر مسلمان پہنچے، ادھر کافروں نے اپنے ایلچی بھیج دیئے تحفے تحائف دے کر، سیاسی رشوتیں دے کر کہ جاؤ جا کے حبشہ کے بادشاہ کو تحائف پیش کرو اور انہیں کہو کہ ہماری قوم کے کچھ بھگوڑے تمہارے پاس آگئے ہیں وہ ہمارے سیاسی مجرم ہیں، تم انہیں پناہ نہیں دو، ادھر یہ گئے ادھر نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ بات بھانپ گئے۔

انہوں نے جا کر بادشاہ کو ہدیے پیش کیے جا کے رنگین قسم کی داستان سنائی کہ ہماری قوم میں ایک فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ بھائی بھائی سے لڑ رہا ہے، یہ ہو گیا وہ ہو گیا وہی فتنہ پرور قوم بھاگ کر آپ لوگوں کے پاس آگئی ہے اور سیاسی پناہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمارے ان مجرموں کو ہرگز پناہ نہ دیجیے گا۔

عیسائی بادشاہ عقلمند تھا، اس نے کہا ہدیہ ابھی آپ اپنے پاس ہی رکھو، اس نے قبول نہیں کیا، کہا جو بھگوڑے آئے ہیں ان کو پیش کیا جائے تاکہ میں تحقیق کر سکوں معاملہ کیا ہے؟

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سے آگے بڑھے بولے کہ ہم گمراہ تھے، اللہ نے ہماری ہدایت کا بندوبست کیا ایک نبی ﷺ ہم میں سے معبوث فرمایا، ہم حرام کھاتے تھے، اولاد کے ساتھ زیادتی کرتے تھے، والدین کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے، اس نے ہمیں صلہ رحمی اور حسن سلوک کا سبق پڑھایا، اللہ کی بندگی کا حکم دیا۔ بادشاہ نے کہا تم جاؤ۔

ادھر مسلمان مطمئن ہوئے، ادھر کافروں کو تکلیف ہوئی کہ یہ کیا ہو گیا، اب انہوں نے ایک اور چال چلنے کی کوشش کی، اگلے دن جا کر نجاشی بادشاہ سے کہتے ہیں، ذرا ان سے پوچھو تو سہی یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں، یہ تو تمہارے نبی علیہ السلام کو جھوٹا کہتے ہیں، نجاشی نے پھر ان کو بلا لیا، ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتہ چل گیا کہ انہوں نے دوبارہ چال چلی، اب ہم سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال ہوگا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں بیٹھ کے بات طے کی کہ جو حق ہے وہ حق ہے، جو اللہ نے اس کے بارے میں بتلایا، جا کر بتلا دیں گے، خیر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

نجاشی نے جعفر بن اب طالب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انہوں نے نجاشی کے دربار میں کھڑے ہو کر سورہ مریم کی تلاوت کی، سورہ مریم میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ ہے کہ اللہ نے کیسے ان کو بشارت دی؟ مریم کے ساتھ کیا گذری؟ وہ کیسے پیدا ہوئے؟ وہ قوم میں لے کر آئیں، عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے باتیں کی اور بتلایا میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں۔

ان آیات کی تلاوت نجاشی بڑے دھیان سے سنتا رہا، اس کے آنسو بہتے رہے، جس وقت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے تلاوت ختم کی تو نجاشی نے زمین سے تنکا اٹھایا اور کہا جو تم نے کہا، عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکا بھی آگے پیچھے نہیں۔

یعنی یہ وہ دور تھا کہ عیسائیت توحید کو جانتی تھی، وہ الگ بات ہے کہ عیسائیت سینٹ پال کا مذہب ہے، ایک پولس یہودی نے اسلام کا لبادہ اوڑھا، اس نے ڈرامہ رچایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا، ہونا تو چاہیے تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے پاس جاتا، ان سے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات حاصل کرتا، اس کے برعکس اس نے اپنے دین کی بنیاد مکاشفوں پر رکھی۔

پڑھا لکھا آدمی تھا، اس نے حکمرانوں کو خطوط لکھے، عیسائیت کی دعوت دینا شروع کی، اپنی دعوت میں رنگینی بھرنے کے لیے اس نے بعض مشکل احکامات ساقط کر دیئے، شراب حلال کر دی، خنزیر کا گوشت حلال کر دیا، آسان سا دین عیسائیت بنا کے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور حکمرانوں کو بتایا کہ مجھے عیسیٰ علیہ السلام نے اس کام پر مامور کیا ہے۔ لوگوں کو اپنے دین پر لایا۔ عیسائیت میں جو تثلیث آئی ہے، یہ اس سینٹ پال کے کمال سے آئی ہے۔

آئینہ نیوز

جمع و ترتیب: ادارہ

بھارتی مسلمانوں کی سیاسی جماعت نا گزیر

اس وقت بھارت میں مسلمان سب سے زیادہ مسائل کا شکار ہیں۔ تعلیم روزگار اور سیاست میں انہیں سب سے پیچھے دھکیلنے کی پالیسی روز اول سے ہر حکمران سیاسی جماعت نے اپنائی۔ کانگریس ہو یا بی جے پی سب کی پالیسی یکساں رہی ہے، ہندوتوا ہو یا سیکولر ازم ہر جماعت نے اپنے نعروں کے برعکس مسلمانوں کو بد سے بدتر زندگی گذارنے پر مجبور کیا۔

اس سے بڑا ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ مذاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان ہندوستان کا صدر تو ہو سکتا ہے مگر ایک پڑھا لکھا مسلمان کسی سرکاری دفتر میں چپڑاسی بھرتی نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان تعلیم، روزگار اور سیاسی صف بندی میں سب سے پیچھے ہیں۔

ان حالات میں ایک برطانوی سیاستدان اور مبصر نے صائب مشورہ دیا ہے کہ:

”مسلمان اگر حالات میں بہتری چاہتے ہیں تو انہیں اپنی ایک الگ سیاسی جماعت بنانا ہوگی“

یہی ایک حقیقت ہے ورنہ مختلف سیاسی جماعتوں میں شامل ہونے اور ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے سے ان کی آواز کبھی مؤثر ثابت نہیں ہوگی۔ ایک متحدہ سیاسی جماعت ہی ان کی جاندار سیاسی طاقت ہوگی جسے پھر کوئی نظرانداز نہیں کر سکے گا۔

اب اس بیان کے بعد تقسیم ہند کے مخالف کیا فرمائیں گے، کیا یہ بیان قائداعظم کے دو قومی نظریہ کی تصدیق نہیں کر رہا، کیا مسلمانوں کو ایک بار پھر اپنی علیحدہ اور مضبوط شناخت کی راہ نہیں دکھا رہا......؟؟ یہی سچائی کی جیت ہے اور دو قومی نظریہ کے مخالفین کی سب سے بڑی شکست، اب یہ کس منہ سے بھارت سے دوستی اور محبت کی بات کریں گے......؟؟؟

فرانس میں چند برسوں کے دوران مساجد کی تعداد

پیرس (این این آئی) فرانس میں مساجد کی تعداد 2200 تک جا پہنچی ہے۔ بہت سی چھوٹی مساجد رجسٹرڈ نہیں کی گئیں، وہ ان کے علاوہ ہیں۔

مساجد کی تعمیر گذشتہ چند عشروں کے دوران بڑھی کیونکہ 1970ء تک فرانس میں صرف ایک سو مساجد تھیں۔

بھارت نے کشمیریوں کی جدوجہد کچلنے کے لیے اسرائیل سے مدد مانگ لی

جموں (نیوز ایجنسیاں) بھارتی حکومت نے مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں کی پرامن جدوجہد کو کچلنے کے لیے اسرائیل سے مدد مانگ لی ہے۔ اس سلسلے میں اسرائیل کا اعلیٰ سطح کا فوجی وفد مقبوضہ کشمیر پہنچ گیا ہے، گذشتہ روز بھارتی فوج کی شمالی کمانڈ کے ہیڈکوارٹر ادھم پور میں اسرائیلی فوجی وفد اور بھارتی فوجی حکام کے درمیان دن بھر مشاورت کا سلسلہ جاری رہا۔

بھارتی فوجی ترجمان کرنل این این جوشی نے جموں میں اخبار نویسوں سے گفتگو کے دوران تصدیق کی ہے کہ اسرائیل کا فوجی وفد میجر جنرل براک کی قیادت میں جموں و کشمیر کے دورے پر ہے۔ ریاستی اخبار کے مطابق اسرائیل کے اعلیٰ فوجی کمانڈر کی قیادت میں ایک وفد نے منگل کو ادھم پور میں قائم فوج کی شمالی کمان کا دورہ کر کے سینئر فوجی افسران کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔ اسرائیلی کمانڈر کے ہمراہ ان کی اہلیہ اور ریٹ براک کے علاوہ نئی دلی میں قائم اسرائیلی سفارت خانے کے سینئر اہلکار بھی تھے۔

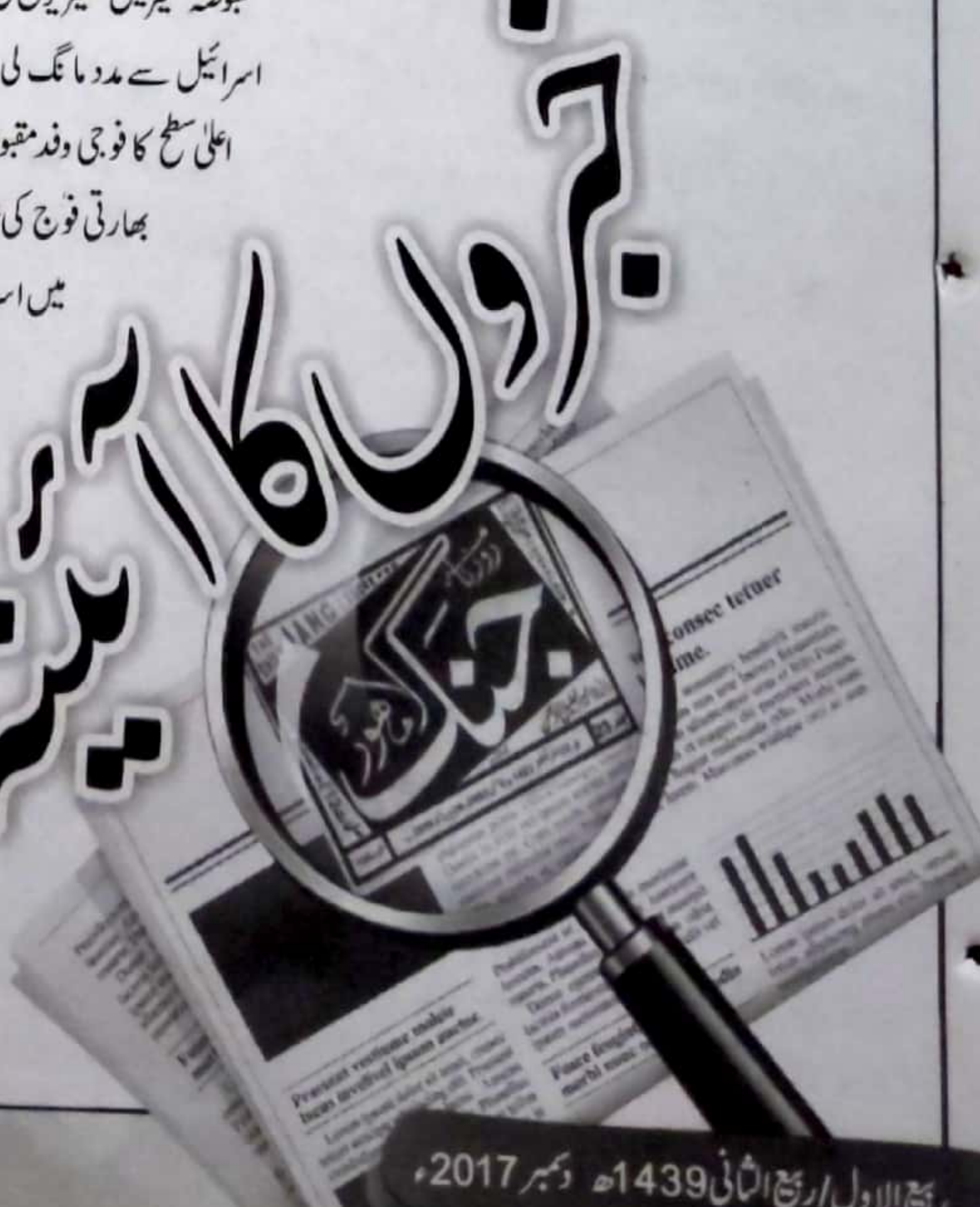

امریکہ عدالت سے سزا کا حکم

واشنگٹن (صباح نیوز) امریکہ کی ایک عدالت میں اس وقت جذباتی منظر دیکھے گئے جب مسلمان باپ نے نوجوان بیٹے کے قتل کے سزا یافتہ مجرم کو معاف کر دیا جس پر خاتون جج بھی اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکیں۔

یہ امریکہ کی لیگزنگٹن کاؤنٹی کی ایک عدالت میں تھائی لینڈ سے تعلق رکھنے والے شہری ڈاکٹر عبدالمنعم کے نوجوان بیٹے صلاح الدین کے قتل کا مقدمہ زیر سماعت تھا۔ عدالت نے سماعت مکمل ہونے کے بعد فیصلہ سناتے ہوئے صلاح الدین کے قتل کے مجرم 31 سالہ سیاہ فام نوجوان ٹرے ریلفورڈ کو 31 سال قید کی سزا کا حکم دیا۔

تاہم عدالت میں اس وقت جذباتی مناظر دیکھنے کو ملے جب ڈاکٹر عبدالمنعم جج کی جانب سے فیصلہ سناتے ہوئے آگے بڑھے اور مختصر بات کرتے ہوئے مجرم کو مخاطب کیا اور کہا کہ میں تمہیں اپنے بیٹے کے قتل کا الزام نہیں دیتا بلکہ شیطان نے تمہیں یہ جرم کرنے پر مجبور کیا۔

میرا 24 سالہ بیٹا بہت بہادر، شرمیلا اور ملنسار تھا لیکن اسلام میں معافی سب سے بڑا صدقہ ہے اس لیے میں اپنے بیٹے کے قاتل کو معاف کرتا ہوں، ڈاکٹر عبدالمنعم اپنی بات کہنے کے بعد آگے بڑھے اور مجرم کو گلے سے لگا لیا یہ مناظر دیکھ کر کمرہ عدالت میں موجود افراد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، یہاں تک کہ خاتون جج بھی اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکیں اور سماعت کچھ دیر کے لیے ملتوی کر دی۔

تھوڑی دیر بعد خاتون جج کمرہ عدالت میں واپس آئیں تو ٹرے ریلفورڈ کی والدہ کٹہرے میں آئیں اور کہا کہ انہیں نوجوان کے قتل پر بے حد افسوس ہے اور ڈاکٹر عبدالمنعم کی جانب سے معاف کرنے نے انہیں حیران کر دیا۔

والدہ کے بعد ٹرے ریلفورڈ نے روسٹرم روم پر کھڑے ہو کر کہا کہ وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہیں اور معاف کرنے پر ڈاکٹر عبدالمنعم کے شکرگزار ہیں۔

جاوید اسماعیل

نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ غذائیں

آپ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سیرت نبی ﷺ کی صورت میں تاریخ کے آئینہ میں محفوظ ہے، کھانے پینے میں جہاں اعتدال کا راستہ قرآن حکیم نے بتایا ہے وہاں نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اللہ تعالی کی تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہونا اور اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا ہی مسنون طریقہ ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے کسی بھی کھانے کی چیز سے نفرت نہیں کی مگر چند غذائیں ایسی ہیں جو نبی مکرم ﷺ کو بے حد پسندیدہ اور مرغوب تھیں۔

دودھ

ان غذاؤں میں سب سے زیادہ محبوب غذا دودھ تھی، جب آپ ﷺ معراج کے سفر پر تشریف لے گئے تو نبی کریم ﷺ کو دو مشروب پیش کیے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو ہی پسند کیا۔ نبی ذیشان ﷺ کی طرف سے دودھ کی پسندیدگی اس کی اہمیت اور افادیت کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

دودھ کے بارے میں جدید تحقیقات کے مطابق یہ ایک مکمل غذا ہے۔ شیر خوار بچوں کی ابتدائی غذا دودھ ہی ہے اور بچے کے لیے ماں کا دودھ ہی سب سے زیادہ عمدہ مفید اور مکمل غذا ہے۔

آج کے دور میں سارا یورپ گائے کے دودھ میں خود کفیل ہی نہیں بلکہ اس کو برآمد بھی کرتا ہے۔

برصغیر ہندو پاک میں گائے کے علاوہ بھینس کے دودھ کی وافر مقدار موجود ہے اور اسے تمام اقسام پر ترجیح اور فوقیت دی جاتی ہے۔ تاہم دوسرے صحرائی علاقوں میں بکری اور بھیڑ کا دودھ بھی میسر ہے۔

عرب کے وسیع و عریض خطہ میں اونٹنی کے دودھ کی تجارت عام ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں درجنوں اقسام میں خشک دودھ، بند ڈبوں میں سیال دودھ، اور چائے میں ملانے کے لیے Tea Whitner موجود ہیں جو کہ سب کے سب بے کار ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں بکری اور اونٹنی کے دودھ کو بکثرت استعمال کیا۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف خود اونٹنی کا دودھ استعمال کیا بلکہ اس کو استقا میں بے حد مفید قرار دیا۔ اس نقطہ نظر سے یہ جگر کے تمام امراض میں شفا بخشنے کا ذریعہ ہے۔

فوائد و ثمرات

جدید سائنس کے مطابق دودھ ہڈیوں، کیلشیم اور عام جسمانی کمزوری کے لیے بے حد مفید ہے۔ بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ دودھ کے استعمال سے بلغم اور تبخیر جیسے امراض جنم لیتے ہیں، دودھ میں معمولی مقدار میں دارچینی اور الائچی کو ڈال کر جوش دے کر استعمال کریں تو اس پریشانی سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے دودھ کو کھجور اور شہد کے ساتھ استعمال کیا۔ بلغمی مزاج والوں اور پیٹ میں گیس ہونے کی صورت میں آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا جائے تو اس کے منفی اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں عموماً دودھ رات کو کھانا کھانے کے بعد سوتے وقت پینے کا رواج ہے جو اس مرض کا سبب ہے۔ اگر دودھ کو مکمل غذا سمجھ کر صبح ناشتے میں یا پچھلے پہر اگر خالی معدہ استعمال کیا جائے تو دودھ ہضم بھی ہو جاتا ہے اور یہ شکایت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اونٹنی کا دودھ اب بڑے شہروں میں بھی عام مل جاتا ہے۔

شہد

نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ اور مرغوب غذاؤں میں شہد کو بڑی اہمیت حاصل ہے، رب کائنات نے شہد کے بارے میں "**شفاء الناس**" کے جامع الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو شہد سے جو رغبت تھی وہ سورہ تحریم سے واضح ہو جاتی ہے۔

جوں جوں سائنسی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں،

آج کے ترقی یافتہ دور میں درجنوں اقسام میں خشک دودھ، بند ڈبوں میں سیال دودھ، اور چائے میں ملانے کے لیے Tea Whitner موجود ہیں جو کہ سب کے سب بے کار ہیں۔

کھجور اب محض عربوں کا پھل نہیں رہا بلکہ پوری دنیا کھجور اور شہد کی افادیت کی وجہ سے ان کی پیداوار بڑھانے کی طرف متوجہ ہے۔ عالمی سطح پر شہد اور کھجور کی تجارت تیزی سے فروغ پا رہی ہے۔

شہد کی طبی افادیت نمایاں تر ہوتی جارہی ہیں۔

امراض کے لیے:

نبی کریم ﷺ نے ماء العسل کو فالج، لقوہ اور اعصابی امراض کا علاج قرار دیا ہے۔ معدہ کے امراض کے لیے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے ایک طویل حدیث مبارکہ موجود ہے۔ امراض چشم میں شہد کا استعمال بے حد مفید ہے۔ یہ بینائی کو قائم اور تیز رکھتا ہے۔ آج یورپ میں بعد از آپریشن زخم مندمل کرنے کے لیے شہد بطور اینٹی سپٹک استعمال کیا جارہا ہے۔

گرمیوں میں پانی ملا کر شہد کا شربت اور سردیوں میں شہد اور زنجبیل کا قہوہ اپنی افادیت کے اعتبار سے ثانی نہیں رکھتا۔ شہد کو دودھ میں ملا کر استعمال کرنا سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔

کھجور

نبی ذیشان ﷺ کی پسندیدہ اور مرغوب غذاؤں میں کھجور کو اہم مقام حاصل ہے۔ جدید سائنس تصدیق کرتی ہے اور وہ کیوں نہ کرے؟ کیونکہ دنیا کا سچا ترین دین اسلام اس کی وضاحت فرماتا ہے، کھجور میں تمام قسم کے وٹامن، فاسفورس، آئرن، کیلشیم اور سب ہی اجزاء وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ کھجور کو جدید سائنس مکمل غذا قرار دیتی ہے، کتنے جری اور باہمت لوگ تھے جو چند کھجوریں کھا کر روزہ رکھتے تھے اور روزہ کی حالت میں اہم غزوات میں شریک ہوئے۔

کھجور اب محض عربوں کا پھل نہیں رہا بلکہ پوری دنیا کھجور اور شہد کی افادیت کی وجہ سے ان کی پیداوار بڑھانے کی طرف متوجہ ہے۔ عالمی سطح پر شہد اور کھجور کی تجارت تیزی سے فروغ پا رہی ہے۔

طبی نقطہ نظر سے:

شہد اور کھجور کا دودھ سے تیار کردہ مرکب بڑھاپے کا سہارا، جوڑوں جیسے درد کا مداوا ہے۔ ایسے افراد جو کہ بلڈ پریشر کے مریض ہیں اور ایسی خواتین جو زچگی کے بعد کمزور ہو جاتی ہے، یہ ان کے لیے لاجواب ٹانک ہے۔ اکثر مرد و خواتین حضرات کمر درد کی شکایت کرتے ہیں۔ سبب چاہے کچھ بھی ہو کھجور، دودھ اور شہد کا یہ مرکب اس مرض میں بے حد مفید ہے۔

جو:

نبی اکرم ﷺ کی پسندیدہ اور مرغوب غذاؤں میں جو کے ستو کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ عبادت اور ریاضت کے لیے جن ایام میں نبی کریم ﷺ نے غار حرا میں کئی کئی روز قیام کرتے تو اسی غذا کا استعمال فرماتے۔

امراض کا علاج

❁ جو کا دلیہ (تلبینہ) امراض معدہ بالخصوص السر جیسے تکلیف دہ مرض میں بے حد مفید ہے۔

ماء الشعیر: جو کا شیرہ، ٹائیفائیڈ کے مریضوں کے لیے مکمل غذا ہے، اب جو یرقان، حدت کبر مثانہ اور جگر کی گرمی کے لیے بہترین مشروب ہے۔

❁ جو کھانے والے وہ صحرا نشین کیا تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کو فتح کیا اور جس طرف چلے گئے، فتح کے جھنڈے لہرا کر اسلام کی حقانیت کو تسلیم کروایا۔

❁ جو زود ہضم ہے، ہاتھ اور پاؤں کی جلن کو

دور کرتا ہے، یورپ جو کی شراب کے نشہ میں غرق ہو رہا ہے جبکہ ہم اس کو سنت نبوی ﷺ سمجھ کر ستو کی صورت میں اور دلیہ کی غذا کے طور پر استعمال کر کے نیکی کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

کدو:

سبزیوں میں کدو نبی مکرم ﷺ کی من پسند اور مرغوب غذا تھی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ کی ایک درزی نے دعوت کی، آپ ﷺ نے یہ دعوت قبول فرمائی، آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ میزبان نے جو کی روٹی اور کدو کے شوربے سے تواضع فرمائی۔ نبی کریم ﷺ شہادت کی انگلی سے شوربہ سے کدو کے ٹکڑے کھاتے اور اللہ رب العالمین کا شکر ادا کرتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اپنے نبی کریم ﷺ کی کدو سے یہ رغبت دیکھی تو میں نے ہر کھانے میں کدو کو شامل کرنے کی کوشش کی۔''

فوائد و ثمرات:

کدو کے بارے میں جدید تحقیق ہے کہ معدہ کے امراض کا خاتمہ کرتا ہے۔ قبض جیسے ام الامراض کا حتمی علاج ہے۔

❁ جگر کی گرمی کا خاتمہ کرتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کی جلن دور کرتا ہے۔

❁ شدت پیاس کو کم کرتا ہے، بھوک لگاتا ہے۔

❁ بینائی کو تیز کرتا ہے۔

❁ پیٹ کے انتہائی تکلیف دہ کیڑوں کا کدو کے دانے سے علاج کریں۔ کدو کے بیج پیس کر روٹی پر شہد لگا کر کدو کے بیج کا پاؤڈر لگا کر کھائیں، اللہ کے فضل سے کدو دانے لگانے سے کیڑوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

❁ جلدی امراض اور چہرے کی چھائیوں پر اس کو ملنا بے حد مفید ہے۔

❁ روغن زیتون میں جوش دے کر سر میں ملنا نیند کی کمی کو دور کرتا ہے، سر کی خشکی اور سکری کا حتمی علاج ہے، اس کی سر پر مالش نیند کی کمی یا نیند نہ آنے کو دور کرتی ہے۔ سکون بخش ہے۔

❁ کدو کا پانی یرقان کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔

زیتون:

نبی ذیشان ﷺ کی من پسند اور مرغوب غذاؤں میں زیتون کو بھی خاص مقام حاصل ہے۔ زیتون اور انجیر کی قسم رب کائنات نے قرآن پاک میں بھی کھائی ہے۔

افادیت:

زیتون کئی قسم کے اچاروں کی صورت میں اور درجنوں اقسام کے خوردنی تیل کی صورت میں دستیاب ہے۔

طبی فوائد:

❁ زیتون کمر درد، گردہ کے تمام امراض، آنکھوں کی بینائی کو تیز کرنے اور، بالوں کو سفید ہونے سے روکنے، جوڑوں کے درد میں مالش کرنے اور خوردنی طور پر بھی بے حد مفید ہے۔

❁ شہد اور روغن زیتون کو باہم پھینٹ کر اس کا تسلسل سے استعمال گردہ کے تمام امراض میں بے حد مفید ہے اور یہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے۔ KidneyFaliure عام مرض ہے۔ مذکورہ نسخہ گردوں کو نئی زندگی بخشتا ہے، نبی کریم ﷺ کا مرغوب طبع ہونے کے باعث زیتون ہر حال میں ہمارے لیے مفید ہے۔

انجیر:

انجیر بھی نبی کریم ﷺ بکثرت استعمال فرماتے تھے۔

❁ انجیر پھیپھڑوں کو مضبوط کرتی ہے، بلغم کو قابل اخراج بناتی ہے، آواز کے بیٹھ جانے کی صورت میں (بحۃ الصوت) اس کا لعاب فائدہ مند ہے۔

❁ پیٹ کے کیڑوں کا خاتمہ کرتی ہے، دائمی قبض کا علاج ہے، سرکہ میں بھگو کر اس کا استعمال شوگر میں مفید ہے۔

❁ خونی بواسیر میں انجیر کو دودھ میں جوش دے کر دو تین روز تک روزانہ رات کو پینا مرض کے خاتمے کی نوید ہے۔

❁ انجیر برص (پھلبہری) میں بھی فائدہ دیتی ہے۔

بہی

سفر جل (بہی) مربہ کی صورت میں عام مل جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس پھل کو بے حد پسند فرماتے تھے۔

❁ دل کے دھڑکنے یعنی خفقان میں مفید ہے۔

❁ بھوک لگاتی ہے۔

❁ نکسیر، بواسیر کا خون اور جریان خون کی ہر قسم میں مفید ہے۔ یہ قدرت کا انمول تحفہ میرے پیارے نبی کریم ﷺ کو بے حد پسند اور مرغوب پھل تھا۔

ثرید:

نبی ذیشان ﷺ گوشت کے شوربہ میں روٹی بھگو کر استعمال فرماتے۔ مریضوں کے لیے یہ زود ہضم اور مفید غذا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دین و دنیا کی بھلائی سمیٹ سکیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے کہ دین اسلام پر عمل پیرا ہو کر حب رسول میں سنت نبوی ﷺ پر عمل کریں نہ کہ کفار کے چلن اپنا کر بازاری کھانے اور غیر ملکی کھانا کھانے کی بجائے اپنے آقا ﷺ کی پسند کو ہی ترجیح دیں یہی اصل کامیابی ہے۔

(از طب نبوی ﷺ)

اخلاقیات

سچائی عجب شئے دنیا میں ہے

ابورضوان جاوید

انسانی عادات میں ''سچ بولنا'' بھی ایک بہت ہی بڑی اعلیٰ اور عظیم انسانی صفت ہے، اور وہی انسان کامیاب ہے جو سچ بولتا ہے۔ کیا ہم بھی دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ایمان وعمل کے بعد ہمیشہ کے لیے دنیا کے ہر موڑ پر اس اعلیٰ صفت ''سچ بولنا'' کو اپنایئے اور جھوٹ جیسی بری ترین خصلت سے ہمیشہ کوسوں دور رہیے، یہی مسلمان اور مومن کی شان ہے اور اعلیٰ کامیابی کی اک عجیب نشانی ہے۔

اس صفت کو رب کائنات قرآن حکیم فرقان حمید میں کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں، سچ بات کو جھوٹ کے پردوں میں نہ چھپاؤ اور اگر تمہیں سچائی کا علم ہو تو اس کو جان بوجھ کر اپنے تک نہ روکے رکھو۔

اور اس عظیم صفت اور خصلت ''ہمیشہ سچ بولنا'' کی صداقت تسلیم کرتے ہوئے خود بھی اس صفت کو اپنا کر ''وہ انسان بہت سچا ہے'' کی محفل میں شامل ہو کر خوش نصیب انسان بننے کی سعی وکوشش کرتا ہے۔

تاریخ برصغیر سے سچائی پر مبنی ایک واقعہ ہے۔

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس زمین کو حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے ہیں ہمارا ہے اور ہندو کہتے ہیں کہ یہ ہمارا ہے اس طرح بات عدالت تک جا پہنچی اور یہ ایک خاص مقدمہ بن گیا، یہ مقدمہ پھر انگریز کی عدالت میں جا پہنچا تھا، جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمانوں نے اعلان کیا کہ وہ اس جگہ کو حاصل کر کے اس پر مسجد تعمیر کریں گے، ہندو اس بات پر ڈٹ گئے کہ وہ اس جگہ کو حاصل کرنے کے بعد اس جگہ مندر بنائیں گے، انڈیا میں یہ مقدمہ خاص اہمیت کا حامل بن گیا، کیونکہ دونوں قوموں کا مذہبی اور عزت کا خاص معاملہ تھا، یہ مقدمہ دونوں قوموں کے درمیان انا کا مسئلہ بن گیا اور وہ دونوں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے ایک کے حق میں ہونے کی صورت میں حالات انتہائی کشیدہ ہو سکتے تھے اور جس سے امن وامان کو سخت خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ عدالت اس حساس معاملہ پر انتہائی پریشان دکھائی دے رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

انگریز جج تھا وہ بھی بہت پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے، ایسا نہ ہو کہ یہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے گا، انگریز جج نے مقدمہ سننے کی بجائے ایک تجویز دی یعنی پیش کی کہ ہم آپ کو ایک ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجیے اور ان سے پوچھ لیجیے، اگر وہ کہیں کہ یہ زمین مسلمانوں کی ہے تو ان کو دے دیجیے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی نہیں ہے تو ہندوؤں کو دے دیں۔

جب جج نے دونوں فریقوں سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے۔ مسلمانون کے دل میں یہ تھا کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہو تو وہ مسجد بنانے کی ہی بات کرے گا، چنانچہ انگریز جج نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بابا جی کو بھی لاؤں گا۔

اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے، سب کود رہے تھے، سب نعرے لگا رہے تھے، ہندوؤں نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان کو حاکم بنایا ہے کہ وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا، اسی پر فیصلہ ہو گا، اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے لیکن وہ انتظار میں تھے کہ آئندہ پیشی میں کیا ہوتا ہے۔

چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کا نام بتایا جو شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ رب العالمین نے ان کو سچی زندگی عطا فرمائی تھی۔

اللہ اللہ کر کے مقررہ دن بھی آ ہی پہنچا مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے۔ چنانچہ جب انگریزوں نے پوچھا کہ بتایئے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟ چونکہ انگریز جج کو معلوم تھا کہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ چنانچہ اس نے انصاف کی ترازو ایک خوش نصیب اور عظیم مسلمان کے ہاتھ میں تھما دی۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جب اللہ رب العزت سچے ہیں، نبی کریم ﷺ اللہ رب العزت کے سچے نبی ہیں، دین اسلام دنیا میں ایک ہی سچا اور عالمگیر مذہب ہے، کلمہ توحید ایک سچا اور عظیم کلمہ ہے اور کوئی اور سچا اور پکا مذہب نہیں ہے، دین اسلام میں مسلمانوں جیسی سچ اور عظیم قوم اور دوسری نہیں ہے۔

اس اللہ کے ولی اللہ کو جب ایک سچا گواہ اور سچائی کا جھنڈا تھمایا گیا تو اس کے دل میں بھی یقین تھا کہ آخرت میں خالق کائنات کی عدالت میں پیش ہونا پڑے گا، اس روز صرف حق اور سچ کے ہی فیصلے ہوں گے۔ اب بھلا کون اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تباہی اور بربادی میں ڈالے اور یہ دنیا کی عارضی پر مرمٹے اور وہ اپنی آخرت تباہ کر کے دوزخ کا ایندھن بن جائے۔

بس پھر کیا تھا دائیں اور بائیں مسلمان اور ہندو ان کی زبان سے ادا ہونے والے عظیم الفاظ سننے کے منتظر تھے، انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا

مفتی صاحب نے فرمایا کہ جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہے کریں، گھر بنائیں، یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے، چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز جج نے اپنے فیصلے میں عجیب وغریب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد لکھا: ”آج اس، مقدمہ میں مسلمان ہار گئے ہیں مگر اسلام جیت گیا۔“

ہے۔ اب جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہندوؤں کا ہے تو انگریز جج نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو اس پر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہے کریں، گھر بنائیں، یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے، چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز جج نے اپنے فیصلے میں عجیب وغریب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد لکھا:

”آج اس، مقدمہ میں مسلمان ہار گئے ہیں مگر اسلام جیت گیا۔“

جب انگریز جج نے یہ بات کہی تو اس وقت کے ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے فیصلہ تو دے دیا ہے تو ہماری بات بھی سن لیجئے:

”ہم اسی وقت کلمہ پڑھتے ہیں اور یوں مسلمان ہوتے ہیں اور آج ہی یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے، بھلا اب ہم کیسے اس سچے اور پکے عظیم مذہب دین اسلام کو اختیار کرنے سے پیچھے رہیں۔“

یہ بھی ایک انداز تھا دعوت وتبلیغ کا، دین اسلام کی حقانیت کے بارے میں پوری جانفشانی اور ساری دنیاوی توانائیوں کو صرف کر کے اپنے مالک کائنات کی خوشنودی حاصل کرنے کا اور دنیا میں کامیاب وکامران اور خوش نصیب انسان بن کر جنتوں کی لازوال دولتوں کو حاصل کر کے جنت الفردوس کے عظیم بادشاہ بننے کا۔

ان شاء اللہ

دنیا میں پھر ایسے بھی ولی اللہ تھے جو اپنے رب کریم سے ڈرنے والے، اپنے ہاتھ سے انصاف، سچائی، ایمانداری اور دیانتداری، عدل وانصاف کرنے والے۔ گفتار وکردار کے نمازی نہ تھے بلکہ کردار کے اصلی سچے نمازی تھے اور جن کو پوری دنیا اور غیر مسلم بھی مانتے تھے اور ان کی عظیم اور مثالی کردار کو دیکھ کر سچے دین اسلام کے پیرو کار بن کر دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ٹھہرے اور وہ یوں رب کریم کی جنتوں کے مہمان بن گئے۔

واقعی یہ بڑے ہی نصیب کی بات اور یہ توفیق خوش نصیب لوگوں کو ملتی ہے جنہوں نے اپنے کردار سے ثابت کر دیا۔ تاریخ اسلام سنہرے واقعات سے بھری پڑی ہے جن کی مثالیں پیش کر کے دل والے حیران وپریشان رہے کہ کبھی ایسے مسلمان ومومن بھی تھے جو واقعی اللہ والے تھے عامل قران ہو کر۔

عقل تو یہی کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بول کر مسجد بنے گی مگر اللہ رب العزت کے ایک ”ولی اللہ“ نے ایک عظیم صفت ”سچائی عجب شئے دنیا میں ہے“ کو اپنایا اور سچ کا بول بالا ہوا، پھر سچے رب ذوالجلال نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھلا دی۔ کئی مرتبہ نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے اور سچ کانٹوں بھرا راستہ مگر نہیں، یہ راستہ تو دراصل جنت میں لے جاتا ہے۔

جھوٹے سے رب کائنات نفرت کرتے ہیں، انسان بھی نفرت کرتے ہیں، اس سے انسان اپنا اعتماد کھو بیٹھتا ہے، اسے ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے کئی جھوٹ بولنا پڑتے ہیں، لہٰذا جھوٹی زندگی گذارنے کی بجائے سچی زندگی کو اختیار کیجئے اس پر رب کریم آپ کی ضرور مدد فرمائیں گے اس کے لیے یقین اور آزمائش شرط اول ہے۔

تو پھر آج ہی پکا ارادہ اور سچا وعدہ فرما لیجئے کہ آئندہ زندگی میں بھی اور کسی بھی موڑ پر ذرا برابر بھی جھوٹ نہیں بولنا اور ہمیشہ کے لیے سچائی کا ساتھ دے کر سچوں کے ساتھ شامل ہو جانا ہے کیونکہ یہ بھی بڑی کامیابی ہے۔ اور پھر کہیے تو:

سچائی عجب شئے دنیا میں ہے
اس سے بڑھ کر نہیں کوئی شئے

(تاریخ اسلام کے سچے واقعات سے اقتباس)

بقیہ: ہم کو حصوں میں بٹنا گوارا نہیں

خان، شیخ مجیب الرحمٰن اور ذوالفقار علی بھٹو کا نام لیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ شیخ مجیب کو اس فہرست سے نکال دیتے ہیں۔ کچھ بھٹو کو مورد الزام نہیں ٹھہراتے لیکن سانحہ مشرقی پاکستان کے ذمہ دار صرف ان تینوں کو ٹھہرانا بھی غلط ہے۔ سانحہ مشرقی پاکستان کا سب سے بڑا ذمہ دار بھارت ہے اور اس کے بعد لارڈ ماؤنٹ بیٹن ہے جس نے متحدہ ہندوستان کی تقسیم ہی غلط کی۔ یحییٰ، مجیب اور بھٹو تو صرف شطرنج کے مہرے تھے۔ متحدہ پاکستان کی بدقسمتی تھی کہ اسے ان جیسی قیادت ملی، جو لوگ بھٹو کو مورد الزام نہیں ٹھہراتے ان سے سوال کیا جانا چاہیے:

”اِدھر ہم اور، اُدھر تم“ کا نعرہ کس نے لگایا تھا؟؟؟

جو مجیب کو اس کا ذمہ دار نہیں سمجھتے وہ بتا دیں:

”مجھے اسلام آباد کی سڑکوں سے پٹ سن کی خوشبو آتی ہے“ کا زہر اگلنے والا کون تھا؟؟؟

اور جنرل یحییٰ کو بے قصور سمجھنے والے 46 سال پہلے کے حالات کا مطالعہ کریں اور ایمانداری سے قوم کو بتائیں کہ سنگین تر حالات میں بھی نشے میں دھت کون رہا کرتا تھا؟؟؟

اقتدار کی ہوس، طاقت کے نشے میں چور، نااہل لوگوں کی بدولت ہم ملک کا آدھا حصہ گنوا بیٹھے۔ بقول فیض احمد فیض:

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی مدارتوں کے بعد
پھر بنیں گے آشنا کتنی ملاقاتوں کے بعد

مشرقی پاکستان کا المیہ 16 دسمبر کو ہمیں اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی یاد تازہ کراتا ہے۔ کاش آج بھی ہمارے حکمران ہوش کے ناخن لیں اور پاکستان کے اصل دشمنوں کو پہچانیں اور اس وطن کے دفاع کے لیے اپنی خارجہ پالیسیوں اور کمی کوتاہیوں کو درست کریں تا کہ تاریخ دوبارہ اپنے آپ کو نہ دہرائے۔ آمین!

جویریہ بتول

جس طرح ایک صحتمند وتوانا جسم کے لیے متوازن خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، بعینہ روح کی بالیدگی، قلب کی خوشی اور ذہن کی طراوت کے لیے متوازن رویے بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں، یعنی یہ سفر زندگی عبادات ہوں یا معاملات ہم سے توازن کا متقاضی ہے۔

اپنی زندگی میں توازن کی مہک بھرئیے......!!!

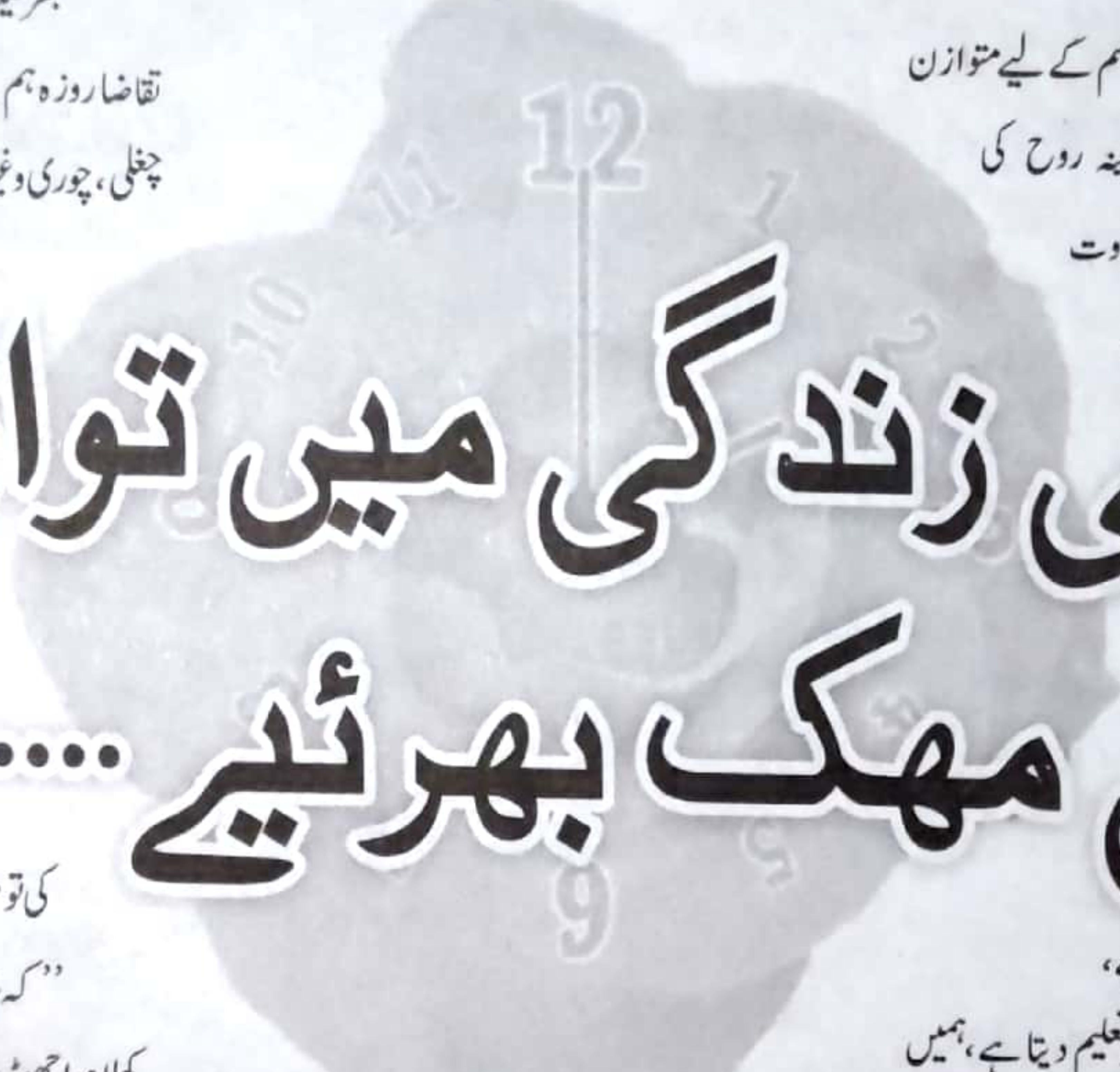

اپنی زندگی میں توازن پیدا کیجیے، زندگی میں توازن کی بہت زیادہ اہمیت ہے، ہر کام میں توازن، ہر شئے میں توازن، مہذب پن کا عکاس لگتا ہے۔ سونے میں توازن، آرائش و زیبائش میں توازن ہماری زندگیوں کو خوشگوار بنا سکتا ہے، اگر ہم ایک لمحے کے لیے اپنا جسمانی توازن برقرار نہ رکھ سکیں تو دھڑام سے گر جاتے ہیں نا......؟؟

جس طرح ایک صحتمند وتوانا جسم کے لیے متوازن خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، بعینہ روح کی بالیدگی، قلب کی خوشی اور ذہن کی طراوت کے لیے متوازن رویے بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں، یعنی یہ سفر زندگی عبادات ہوں یا معاملات ہم سے توازن کا متقاضی ہے۔ اسلام دین اعتدال ہے، میانہ روی کی چال کو پسند کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے، ہمیں عبادات ہوں یا معاملات سبھی کے لیے بہترین گائیڈ لائن فراہم کرتا ہے، نماز ہی کو لیجیے تو دن میں پانچ اوقات بندہ مسلمان پر فرض کی گئی ہے اور وہ وقت پر ادا کرنے کا پابند ہے۔ پھر نماز کی ٹائمنگ پر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے موتِ صغریٰ سے بیداری کے بعد فجر کی نماز کا حکم ملا کہ جاگتے ہی انسان اپنے خالق حقیقی سے تعلق مضبوط کر لے، اس کی حمد و ثناء بیان کرے، دعا و مناجات کرے، توبہ واستغفار کرے، اوقات سحر میں اپنے خالق کو وہ پیغام بھیجے کہ جس کی روشنائی آنسو اور کاغذ رخسار ہوں، پھر دن کے معاملات کو نمٹائے اور کسب معاش کی فکر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے لمبا وقفہ فراہم کیا گیا تا کہ یکسوئی سے اپنے کام بجالائے جا سکیں۔

پھر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء تک اپنے بندہ ہونے اور حق بندگی بجالانے کے طریقے سکھائے گئے۔ روزہ کی بات کی جائے تو سال میں ایک مہینہ ریفریشر کورس کروا کر باقی گیارہ مہینے عملی مشق کے اعادہ کی تلقین کی گئی یہ نہ ہوا کہ سال بھر ہی روزہ سے رہو، پھر مزید ترغیب دلاتے ہوئے، نیکی کی حرص دلاتے ہوئے نبی محترم ﷺ نے فرمایا:

''جو رمضان کے روزے رکھے، پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔''

(صحیح مسلم: 2758)

یعنی ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے تو رمضان کے (30) اور شوال کے (6) روزوں کا ثواب (360) دنوں کے برابر ہوا۔ یعنی (36) دن روزے رکھ کر انسان پورا سال یوں محسوس کرے کہ وہ روزہ سے ہی ہے اور نیکیاں نامہ اعمال میں درج ہو رہی ہیں۔

اللہ اکبر

بشرطیکہ ان حدود کو ہر حال میں ملحوظ رکھے جن کا تقاضا روزہ ہم سے کرتا ہے، برائی، فحاشی، جھوٹ، غیبت، چغلی، چوری وغیرہ۔

صدقہ وخیرات کو لیجیے تو حکم ملا کہ ایسا صدقہ کر جو تجھے تنگ دست نہ بنا دے، اسی طرح معاملات زندگی میں اسراف کی مذمت اور اعتدال کی توصیف کی گئی:

''کہ نہ ہاتھ گردن سے باندھ کر رکھ اور نہ بالکل کھلا ہوا چھوڑ دے ورنہ تھکا ہارا ہو کر بیٹھا رہے گا۔''

(سورہ الاسراء: 29)

دنیاوی زندگی میں یہ تجربہ کی بات ہے کہ جو لوگ بھی فضول خرچی اور اسراف کو اپنا شعار بناتے ہیں، درماندہ و نادم ہو کر بھی بیٹھنا پڑتا ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جو متوازن زندگی گذارتے ہیں۔

ہاں جب بات آجاتی ہے اسلام کو ہمارے مال اور جان کی ضرورت کی تو پھر ابوبکر جھاڑو پھیر کر سب کچھ خدمت نبوی ﷺ میں لا کر ڈھیر کرتے نظر آتے ہیں، عمر نصف مال کے ساتھ آ حاضر ہوتے ہیں، یہی نقوش ہمارے لیے آج بھی مشعل راہ ہیں کہ ہنگامی حالات کے تقاضے بھی ہنگامی ہی ہوا کرتے ہیں اور زیادہ مستعدی سے

جذبہ قربانی، پھر میدانوں میں باپوں کی بھی قربانی ہے، بھائیوں کی بھی قربانی ہے، شوہروں کی بھی، چار چار بیٹوں کی بھی، سب کچھ لٹا کر بھی اگر غلبہ اسلام ہے تو سب غالب ہے، کوئی غم نہیں، پرواہ نہیں۔

حج کی بات آئی تو حکم ملا، زندگی میں ایک بار حج ضرور فرض ہے جو اس گھر تک جانے کی قوت رکھتا ہے، زادہ راہ رکھتا ہے، پھر بھی سستی و کوتاہی کا مرتکب ہو تو گناہ گار ہے ایک بار کی ادائیگی سے فرض ساقط ہو گیا اگر وہ اسباق حج کو خود پر لاگو کر لے، پھر حکم نہیں ملا کہ کما کر بچوں پر خرچ نہ کرو، بیوی کو نہ دو، انسانیت کی فلاح کے لیے خرچ نہ کرو بلکہ پھر حج ہی کا ارادہ کر لو، ہاں وہ بیت امن، بیت عتیق دل کی دنیا میں تلاطم ضرور برپا رکھتا ہے کہ بار بار اس کا طواف کیا جائے...... پھر سوئے حرم لے چل...... جب بات علم دین کی آئی تو فرمایا:

"اور ممکن نہیں کہ ایمان والے سب کے سب نکل جائیں سو ان کے گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے؟ تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور تاکہ جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں ڈرائیں تاکہ وہ بچ جائیں۔" (سورہ التوبہ: 122)

یہ بھی زندگی کا حصہ ہیں کہ دنیا کی

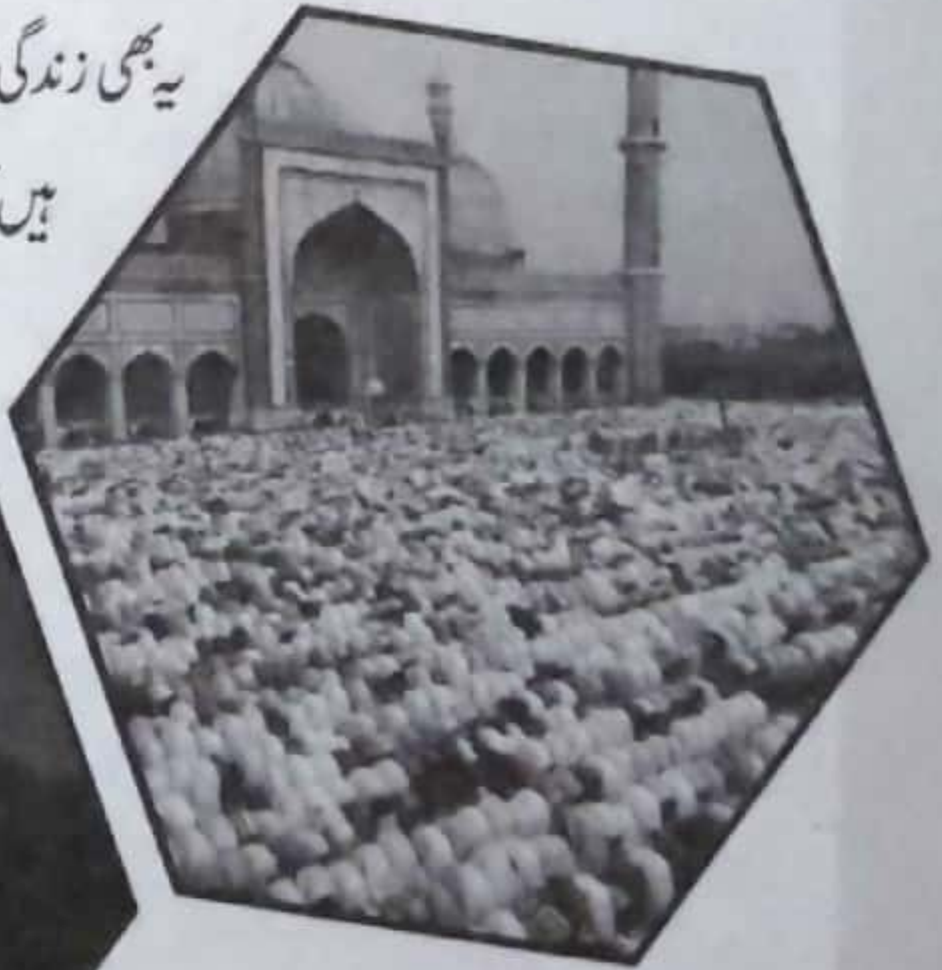

تمام رنگینیوں اور کمائیوں پر ہی سارا وقت نہ صرف کر دیا جائے بلکہ اس کا رنگ بدلنے کے لیے خود کو "**صبغتہ اللہ**" میں رنگنے کے لیے کچھ وقت فہم دین کے لیے بھی ضرور نکالنا چاہیے چند ایام ہوں یا مہینے، یا پھر سال...... پھر راہ علم سے عمل کی منزل کی طرف بھی قدم بڑھائیے کہ یہ بڑا امتحان ہے۔

یہ بھی زندگی کا حصہ ہیں کہ دنیا کی تمام رنگینیوں اور کمائیوں پر ہی سارا وقت نہ صرف کر دیا جائے بلکہ اس کا رنگ بدلنے کے لیے خود کو "صبغتہ اللہ" میں رنگنے کے لیے کچھ وقت فہم دین کے لیے بھی ضرور نکالنا چاہیے چند ایام ہوں یا مہینے، یا پھر سال...... پھر راہ علم سے عمل کی منزل کی طرف بھی قدم بڑھائیے کہ یہ بڑا امتحان ہے۔

ہماری زندگیاں توازن سے خالی ہیں اگر دنیا پانے کے لیے نکل کھڑے ہوں تو دین و ایمان کی پروا نہیں رہتی اور اگر دین کی طرف آنے کا سوچیں تو دنیا سے کٹ جانا ہے یہ دونوں رویے ناپسندیدہ ہیں۔ سیرت کا مطالعہ کریں تو یہ بات بآسانی سمجھ آتی ہے کہ نبی محترم ﷺ سر بسجود بھی نظر آتے ہیں سربکف بھی، وہ اس طرف، وہ اُس طرف بھی، گھر والوں کے حقوق بھی ہیں، صحابہ کرام ؓ کی مجلسیں بھی، تعلیم و تربیت بھی ہے، لطف مزاح بھی، غرض زندگی کے تمام پہلوؤں کا خوب صورت احاطہ ہے، پھر اسی طرح گھر بنانے کی بات آئے تو یہ متکبرانہ سوچ ہمارے ذہن میں در آتی ہے کہ میرا گھر ایسا ہو کہ کم از کم محلے میں کسی کا نہ ہو، ہم یہ نہیں سوچتے کہ مکانوں سے زیادہ مکینوں کی آرائش کردار ضروری ہے، اور رہنے کو چھت اور سادہ ٹھکانہ بھی کافی ہے، میرے مال سے اگر کسی بیوہ، یتیم یا بے گھر فرد کو عارضی چھت یا گھر میسر آ جائے تو

میرے لیے بہترین زاد آخرت یہی چیز ہے۔

لباس کا مسئلہ آ کھڑا ہوا تو ہمارے ذہنوں میں یہی فکر پروان چڑھتی ہے کہ دین اپنی جگہ، نماز، روزہ بھی اچھا، سادگی و انکساری کا بھی مقام مگر محفل میں کم از کم میرے جیسا لباس کسی کا نہ ہو چاہے ادھار لے کر ہی لینا پڑے۔ چاہے ضروریات دیگر کے لیے خوار ہونا پڑے، مگر محفل کے لیے ہزاروں کا ڈریس ہونا لازمی ہے، بیوٹی پارلر کا پھیرا لگانا ضروری ہے، چاہے پسینہ سارے سرخی پاؤڈرز بہانہ لے جائے، تو سچے اور کھرے چہرے نکل کر اس وقت اور پیسے کا ضیاع رُلا رُلا دیں۔

مگر یہ خیال کبھی کسی کو نہیں آتا کہ میں اوسط درجے کا لباس خرید کر ساتھ کسی غریب کی بچی کے لیے بھی چند سو کے سوٹ کا بندوبست کر دوں جو صدقہ جاریہ بھی ہے۔

یاد رکھیے!

کہ یہ ساری چیزیں تکلفات کے زمرے میں آتی ہیں اور جس کے لیے انسان کو ذہنی اور جسمانی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں تو کیوں نہ ہم اپنے اعتدال پسند دین اور سادہ و آسان شریعت پر عمل کر کے باوقار فرد اور دوسروں کے بھی ہمدرد بنیں، اپنی ذات سے آگے بڑھ کر سوچنے والے بن جائیں۔

اسی طرح گھریلو کام کاج

اور نہ وہ خرچ کرتے ہیں کوئی چھوٹا خرچ اور نہ کوئی بڑا اور نہ کوئی وادی طے کرتے ہیں مگر وہ ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ انہیں اس عمل کی بہترین جزا دے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

میں بھی خواتین بالخصوص توازن کا ماحول بنائیں، مثلاً ہر روز کے کام کو (Renew) کر دینا بہت فائدہ مند رہتا ہے، روزانہ ہلکا سا جھاڑو لگا دینا، کپڑے دھونا، جو برتن استعمال کریں اسے فوراً دھو دینا، یہ وقت کی بچت کے ساتھ ساتھ ہماری دیگر سرگرمیوں کے لیے بھی آسانی کا باعث ہے۔ نماز، تلاوت، مطالعہ، حالات حاضرہ سے آگاہی، دینی محفلوں میں جانا وغیرہ۔

اب اگر برتن اتنے جمع کر لیے جائیں کہ ان کی صفائی میں دھلائی میں دن صرف ہو جائے تو باقی کاموں کا کیا بنے گا؟ شور شرابہ، گلے شکوے الگ، سارا شیڈول درہم برہم..............!!!

اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والی روٹین بنائیں

کچن کی مصروفیات اس انداز میں ترتیب دیں کہ نماز کے ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو، سہیلیوں اور مہمانوں سے میل ملاقات کا وقت فارغ اوقات میں رکھیں اور پورا وقت دیں۔ یہ نہ ہو کہ کوئی آیا بیٹھا ہو تو نماز کے لیے، نوافل کے لیے بھاگ دوڑ ہو رہی ہو یا پھر بچوں کو نہلانے، دھلانے اور تیاری کا ہنگامہ ہو۔

سحر خیزی خواتین کے لیے بہت مفید چیز ہے، وہ بروقت اپنا کام کاج نمٹا کر اپنی سرگرمیوں کو بجا لا سکتی ہیں، پھر کہیں جانے سے پہلے اطلاع بھی ضرور کریں۔

نظام فطرت سے ہٹ کر آج شہری نظام زندگی جہاں راتیں جاگتیں اور دن سوتے ہیں، نظام زندگی کو متاثر کیے ہوئے ہیں۔ دیہاتی طرز زندگی آج بھی فطرت کے قریب تر مانا جاتا ہے، عام مشاہدے اور تجربے کی بات ہے کی اکثر شہری زندگی والوں سے رابطہ کرنے کی بات آتی ہے تو اوقات صبح سویا جا رہا ہوتا ہے، پھر بارہ بجے کا ناشتہ اور رات گئے کا کھانا ہماری صحتوں کو بری طرح سے متاثر کر رہا ہے۔

ہمارے آباؤ اجداد صحتمند اور کامیاب کیوں تھے؟؟

کہ انہوں نے زندگیوں کو فطرت کے قریب گذارا تھا، خوراک میں، لباس میں، سونے جاگنے میں، ملنے ملانے میں، مگر ہم......؟؟

رات کو جلدی سونا اور سویرے جلدی اٹھنا آج بھی کئی امور کی بجا آوری کے لیے ایک مفید نسخہ ہے اور مانا جاتا ہے۔ پھر اسی طرح اپنے رشتہ داروں، اپنے احباب، ملنے، چاہنے والوں کی عزت نفس کا خیال رکھنا، ان کے لیے دن میں مخصوص وقت رکھنا، آج چونکہ نیٹ و موبائل کی دنیا ہی آسان رابطہ ہے تو خود کو اتنا مصروف ہرگز ظاہر نہ کیجیے کہ جتنے آپ نہ ہوں، کسی کی بات کا جواب دے کر، کسی کو فون کر کے خیریت دریافت کر کے، کسی کے مسئلے کو حل کر کے روزانہ کا کام روزانہ نمٹائیں، یہ دوسروں کے دل جیتنے اور قریب آنے کا ذریعہ بھی ہے۔

اب تو یہ فیشن بن چکا ہے کہ کام کر رہے ہوں یا نہیں، خود کو مصروف بتانا، دین کے کاموں اور میدان میں تو یہ چیز اور زیادہ فعالیت کا تقاضا کرتی ہے، اب اگر ایک بندے کو معمولی سے کام کے لیے ہفتہ یا دس دن تک جواب کا انتظار کرنا پڑے تو اس کی ذہنی کیفیت کیا ہو گی......؟

چھوٹی چھوٹی چیزیں کامیابی کے بڑے بڑے بُرج تعمیر کرتی، چھوٹے چھوٹے قطرے بڑے دریا بناتے اور ریت کے چھوٹے چھوٹے ذرے ہی خوبصورت زمین بناتے ہیں۔

ایک دفعہ کہیں پڑھا تھا کہ بے نظیر بھٹو ہر شام اپنے پارٹی ورکروں کے ای میل پیغامات دیکھتی اور پھر ایک وقت مختص کر کے ضرور جواب دیتی تھیں اور وہ یہ کام ہر روز کرتی تھیں۔ ایک سیاسی پارٹی کی سربراہ کو اپنے مشن کی تکمیل اور ورکروں کا اتنا خیال تھا، تو دین کے مقدس مشن سے وابستہ لوگوں کی کاوشیں تو مزید عزت افزائی مانگتی ہیں، پھر اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اسی وجہ سے بہت سا ٹیلنٹ یا وقت دینے والے ہم کھو دیتے ہیں۔

کہ انہیں مرتبہ کی مناسبت سے اہمیت اور مقام نہ دیا جائے تو انسانی نفسیات ہے کہ راستہ بدل جائے، کیونکہ ہر انسان کا الگ مزاج و سوچ ہے کتنا عظیم ہے یہ سفر اور اس کے ساتھ وابستہ ادنیٰ سے ادنیٰ سی بھی کاوشیں۔ کہ فرمایا:

”یہ اس لیے کہ اللہ کے راستے میں انہیں نہ کوئی پیاس پہنچتی ہے اور نہ کوئی تکان، اور نہ کوئی بھوک اور نہ کسی ایسی جگہ پر قدم رکھتے ہیں جو کافروں کو غصہ دلائے اور نہ کسی دشمن سے کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں، مگر اس کے بدلے میں ان کے لیے عمل صالح لکھ دیا جاتا ہے، یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اور نہ وہ خرچ کرتے ہیں کوئی چھوٹا خرچ اور نہ کوئی بڑا اور نہ کوئی وادی طے کرتے ہیں مگر وہ ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ انہیں اس عمل کی بہترین جزا دے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

(سورہ التوبۃ: 121,120)

زندگی آسانی کا نام ہے، ہاں زندگی تو جینے کا نام ہے، طوفانوں سے ٹکرا کر بھی، خزاؤں سے الجھ کر بھی، مسکرانے کا نام ہے۔ اپنی اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے اور ہمارا دین مبین تو مسکرا کر دیکھنے کو بھی صدقہ کہتا ہے۔ تکلفات سے دور رہتے ہوئے زندگی میں توازن کی مہک بھریے، اس کامل دین کے غلبہ کے لیے، ادنیٰ سہی یا اعلیٰ، جس صورت میں بھی ہو جاری رکھیے۔

مقدس مشن سے وابستگی کو پختہ تر کیجیے۔ اپنے سے جڑے ہوؤں کا خیال رکھیے، مصروفیات کو خود پر نہیں، خود کو کاموں پر غالب رکھیے کہ یہی آپ کے اور میرے عزم مصمم کی دلیل ونشانی ہے، نہ حد سے گذریئے، نہ حد سے گریئے۔..........!!!

(وما علینا الا البلٰغ)

حرمت رسول ﷺ

عبداللہ حماد

محبت شافع محشر کی الفت کا حوالہ ہے

مسئلہ ختم نبوت ایک نہایت اہم اور حساس معاملہ ہے۔اس مسئلے سے لوگوں کے جذبات وابستہ ہوتے ہیں۔پچھلے دنوں حکومت نے ختم نبوت کے قانون کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی،جس کے نتیجے میں ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوگیا،عوام کے احتجاج پر حکومت نے قانون میں کی جانے والی ترمیم کو واپس لے لیا،لیکن تب سے اس مسئلے پر ملک بھر میں بحث چھڑ گئی ہے۔

ناموس رسالت ہر مسلمان کے ایمان کا ایک اہم جزو ہے۔اسلام کے آغاز سے لے کر آج تک جب بھی ناموس رسالت پر کسی نے حملہ کیا تو مسلمانوں نے اس کا منہ توڑ جواب دیا۔نبی ﷺ کے عہد مبارک میں گستاخ رسول کی سزا موت مقرر کی گئی،لیکن جب بھی کسی گستاخ کو موت کے گھاٹ اتارا گیا تو پہلے نبی ﷺ نے خود اس بات کی اجازت دی۔

ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے بعد کی تمام اسلامی حکومتوں میں بھی قانون سازی کی گئی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمام حکومت سنبھالتے ہی سب سے پہلے ان زندیقوں کا خاتمہ کیا جو دعویٰ نبوت کر رہے تھے اور توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے تھے۔صحابہؓ نے اپنی زندگی میں ناموس رسالت پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔

سلطان صلاح الدین ایوبی جیسا نرم دل انسان جو دشمنوں کو معاف کرنے کے لیے مشہور ومعروف ہے جب توہین رسالت کی بات آتی ہے تو اس گستاخ کے لیے سلطان کے ہاں صرف ایک ہی سزا تھی سزائے موت۔

سلطان نے اپنی حمیت ایمانی کا ثبوت الکرک کے قلعہ دار رینالڈ کی گردن کاٹ کر دیا۔

ناموس رسالت کے معاملے میں مسلمان نرم دل نہیں بلکہ غیرت مند ہوتا ہے۔اپنے پیارے نبی ﷺ کی عزت پر حملہ کرنے والے گستاخوں کے لیے وہ جلاد بن جاتا ہے لیکن اسلام جذباتیت کا دین نہیں بلکہ فہم وشعور رکھنے والے لوگوں کا دین ہے۔گستاخ رسول ﷺ کو سزا دینے کے لیے بھی ایک باقاعدہ نظام ہے۔

ریاست مدینہ میں کعب بن اشرف یہودی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا،لیکن کسی مسلمان نے اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا مگر جس لمحے مدینے کے والی محمد مصطفیٰ ﷺ نے محمد بن مسلمہ اور ان کے جانثاروں کو کعب بن اشرف کا سر قلم کرنے کی اجازت دے دی تو پھر وہ اس کا سر کاٹ کر ہی واپس لوٹے۔

آج کل مسلمان بٹے ہوئے ہیں،ان گنت گروہوں میں تقسیم ہیں،نماز سے لے کر کلمے تک ہر جگہ تفریق نظر آتی ہے۔لیکن اس دور پر آشوب میں بھی ایک مسئلہ ایسا ہے،جس کے بارے میں امت مسلمہ کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے،ہر مسلک اور ہر گروہ کے عالم دین اور پیروکار اس بات پر متفق ہیں کہ:

گستاخ رسول ﷺ کی ایک ہی سزا ”سر تن سے جدا۔“

کفار ہمارے دشمن ہیں۔یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے،جنگ کے دوران سب سے پہلے دشمن کے مضبوط ترین گڑھ پر حملہ کیا جاتا ہے،کفار یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں اور اسی لیے انہوں نے مسلمانوں کے مضبوط ترین قلعے ناموس رسالت پر بارہا حملے کیے ہیں۔

انہیں پتہ ہے کہ مسلمانوں کو متحد کرنے والا صرف یہی ایک مسئلہ ہے۔اس لیے وہ بار بار مختلف طریقوں سے مسلمانوں کی غیرت پر حملہ کر کے اس معاملے میں ان کے جوش کو کم کرنا چاہتے ہیں،لیکن وہ ہر بار کی طرح اس بار بھی منہ کی کھائیں گے۔**ان شاء اللہ**

صلح حدیبیہ کے وقت جب کفار کا سفیر سہیل بن عمرو مسلمانوں سے صلح کی بات چیت کرنے کے لیے آیا تو واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھ کر آیا ہوں،جتنی محبت وہ اپنے نبی ﷺ سے کرتے ہیں اتنی محبت کوئی بھی اپنے رہنماؤں سے نہیں کرتا،وہ تو اپنے نبی پاک ﷺ کا لعاب بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے۔کفار آج بھی مسلمانوں کی اس محبت سے خائف ہیں۔

پاکستان کے عوام نے بروقت کفار کی موجودہ سازش کا نوٹس لیا۔حکومت جو غیر ملکی طاقتوں کے کہنے پر ختم نبوت کے حلف نامے کو تبدیل کرنے کے لیے راضی ہوگئی تھی،اس

ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے بعد کی تمام اسلامی حکومتوں میں بھی قانون سازی کی گئی۔حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زمام حکومت سنبھالتے ہی سب سے پہلے ان زندیقوں کا خاتمہ کیا جو دعویٰ نبوت کر رہے تھے اور توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے تھے۔صحابہؓ نے اپنی زندگی میں ناموس رسالت پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔

احتجاج کرتے وقت مذہبی جماعتوں کو عام لوگوں کے بارے میں بھی تھوڑا سا سوچنا چاہیے، راستوں کو بند کرنا سنت رسول نہیں، بلکہ راستوں سے کانٹے اٹھانا ہمارے نبی ﷺ کا اصل طریقہ ہے۔

بات سے بھی طرح واقف نہیں تھی کہ اس کے کتنے خطرناک اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ قانون میں اس کے ساتھ ہی یہ ترمیم بھی شامل کرنے کی کوشش کی گئی کہ جھوٹ بولنے والا شخص نااہل نہیں ہوگا۔یعنی کل کو کوئی بھی اسلام کا دشمن اس بات کا اقرار کر کے اسمبلی میں جاسکتا تھا۔کل کو اپنے راز کے افشاں ہونے پر وہ نااہل ہونے سے بھی بچ جاتا۔

اس سارے معاملے میں حکومت کے محکمہ قانون کی نااہلی صاف نظر آتی ہے،حکومت نے اگر ختم نبوت کا قانون بنایا ہے تو اس پر عمل درآمد کروانا بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔اگر حکومت خود ہی اس قانون سے چھیڑ چھاڑ کرے گی تو عوام اس قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے گی اور ناموس رسالت اور ختم نبوت پر حملہ کرنے والے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے گی۔

اس قانون کے حکومت سے کئی لوگوں نے مطالبہ کیا کہ وزیر قانون کو برطرف کیا جائے لیکن حکومت نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔وزیر قانون کا کہنا ہے کہ وہ بالکل بے گناہ ہے،لیکن وزیر قانون ہونے کی حیثیت سے یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ انہیں آئین میں ہونے والی تمام ترامیم کی اچھی طرح خبر ہو۔اگر وہ اس ترمیم سے ناواقف تھے تو اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح نہیں نبھا رہے۔ایسے وزیر قانون کو برطرف ہی کر دینا چاہیے۔کیونکہ ان کی لاپرواہی کی وجہ سے کل کو جس کا جی چاہے آئین میں اپنی مرضی کی ترمیم کر لے،اس لیے کہ ہمارا وزیر قانون بے خبر سو رہا ہے۔

20 کروڑ لوگوں کے ایمان اور جذبات سے کھیلنا حکومت کو زیب نہیں دیتا۔وزیر قانون کو یہ سوچنا چاہیے کہ میں اتنے لوگوں کے ایمان پر دن دیہاڑے ڈاکہ ڈالنے سے بے خبر کیسے رہا......؟؟ اگر وزیر قانون کے دل میں محبت رسول ﷺ ہے تو انہیں خود ہی ندامت کے مارے استعفیٰ دے دینا چاہیے۔

بعض لوگ اتنے اہم اور حساس مسئلے پر بھی تفرقہ پھیلانے والی باتیں کرنے سے باز نہیں آتے۔

کئی لوگوں کا یہ کہنا ہے جناب آپ لوگ ختم نبوت کے معاملے پر چپ کیوں ہیں؟ آپ اس معاملے میں کیا کر رہے ہیں؟ ایسے لوگوں کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اس مقصد کے لیے ہم نے بہت پہلے ہی تحریک حرمت رسول ﷺ قائم کی تھی جس کے کنوینئر ہمارے مرکزی رہنما مولانا امیر حمزہ صاحب ہیں۔جب یہ مسئلہ سامنے آیا اسی وقت تحریک حرمت رسول ﷺ کے پلیٹ فارم کے ذریعے ہم نے ملک کے تمام بڑے شہروں میں احتجاجی مظاہرے کیے۔اس موضوع پر ہماری تمام مساجد میں خصوصی خطبات جمعہ دیئے گئے،ہم نے اپنے تمام رسالوں میں اس مسئلے کو اجاگر کیا،کیونکہ یہ مسئلہ کسی کا ذاتی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ کسی خاص مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا مسئلہ ہے۔بلکہ یہ اہل پاکستان کے ایمان کا مسئلہ ہے۔جہاں ایمان کی بات ہو وہاں باقی سب لکیریں مٹا دینی چاہئیں،کیونکہ یہی اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

اب جب کہ حکومت کو منہ کی کھانی پڑی ہے اور اس نے اس ترمیم کو واپس لے لیا ہے وہیں ہمیں حکومت کی اس بات پر تھوڑی سی تعریف بھی کرنی چاہیے کہ اس نے ختم نبوت کے متعلق قوانین کو اور سخت کر دیا ہے،ہمارے سیاسی رہنما اس بات پر غور کریں کہ ایمان کے معاملے میں سیاسی پوائنٹ سکورنگ کے بجائے متفق ہو کر کوئی ٹھوس فیصلہ کیا جانا چاہیے۔

حکومت کا یہ کہنا ہے کہ اس کی تحقیقات جاری ہیں کہ اس ترمیم کے پیچھے کون تھا......؟؟ لیکن ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ اصل مجرم کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اس معاملے کو کسی کلرک کی غلطی قرار دے کر دبانے کی کوشش نہ کی جائے اگر حکومت نے ایسی حرکت کی تو پاکستان کی ساری عوام سڑکوں پر ہوگی۔

ابھی بھی کئی جماعتیں حکومت کے خلاف احتجاج کر رہی ہیں۔احتجاج کرتے وقت مذہبی جماعتوں کو عام لوگوں کے بارے میں بھی تھوڑا سا سوچنا چاہیے،راستوں کو بند کرنا سنت رسول نہیں،بلکہ راستوں سے کانٹے اٹھانا ہمارے نبی ﷺ کا اصل طریقہ ہے۔نبی ﷺ کی محبت ہر مسلمان کا قیمتی اثاثہ ہے مسلمانوں کے دامن میں سب سے قیمتی چیز حب رسول ﷺ ہے۔کفار ہم سے ہمارا یہ اثاثہ چھیننا چاہتے ہیں،لیکن وہ نہیں جانتے کہ محبت چھینی یا دبائی نہیں جاسکتی۔محبت ایک آفاقی شے ہے۔محبت دنیا سے ہو تو انسان کو رسوا کر دیتی ہے۔محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہو تو انسان سرخرو ہو جاتا ہے۔ہمیں اپنی متاع کو جانچنا چاہیے۔فرمان نبوی ﷺ ہے:

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔'' (بخاری، کتاب الایمان)

محبت صرف زبانی کلامی دعوؤں کا نام نہیں بلکہ محبت ثبوت مانگتی ہے،نبی ﷺ سے محبت کے نعرے لگا کے محبت کا حق ادا نہیں ہوتا،ہم محبت رسول ﷺ کا حق ادا کر ہی نہیں سکتے لیکن ہم حرمت رسول ﷺ کا تحفظ تو کر سکتے ہیں تا کہ روز محشر ساقی کوثر کے سامنے شرمندہ ہو کر نا جانا پڑے۔

ہمارے نامہ اعمال میں حب رسول ﷺ کا کوئی تو ثبوت ہونا چاہیے۔اس لئے ہمیں ناموس رسالت پر پہرہ دینا ہوگا اور کفار کے تمام ترمذموم عزائم کو ناکام بنانا ہوگا۔تبھی ہم محبت رسول ﷺ کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

محبت کا مقدر دو جہانوں کا اجالا ہے
محبت شافع محشر کی الفت کا حوالہ ہے
محبت نے ہمیشہ بے سہاروں کو سنبھالا ہے
محبت نے ادب کو خلق کے قالب میں ڈھالا ہے
یہی روح قرار بندگی بھی ہے
محبت جب تلک ہے زندگی بھی ہے
اندھیروں میں یہی ہے جو چراغ راہ جلاتی ہے
شب دیجور میں اہل حمیت کو یقین کی راہ پہ چلاتی ہے
محبت فیصلہ کن ہے محبت جیت جاتی ہے

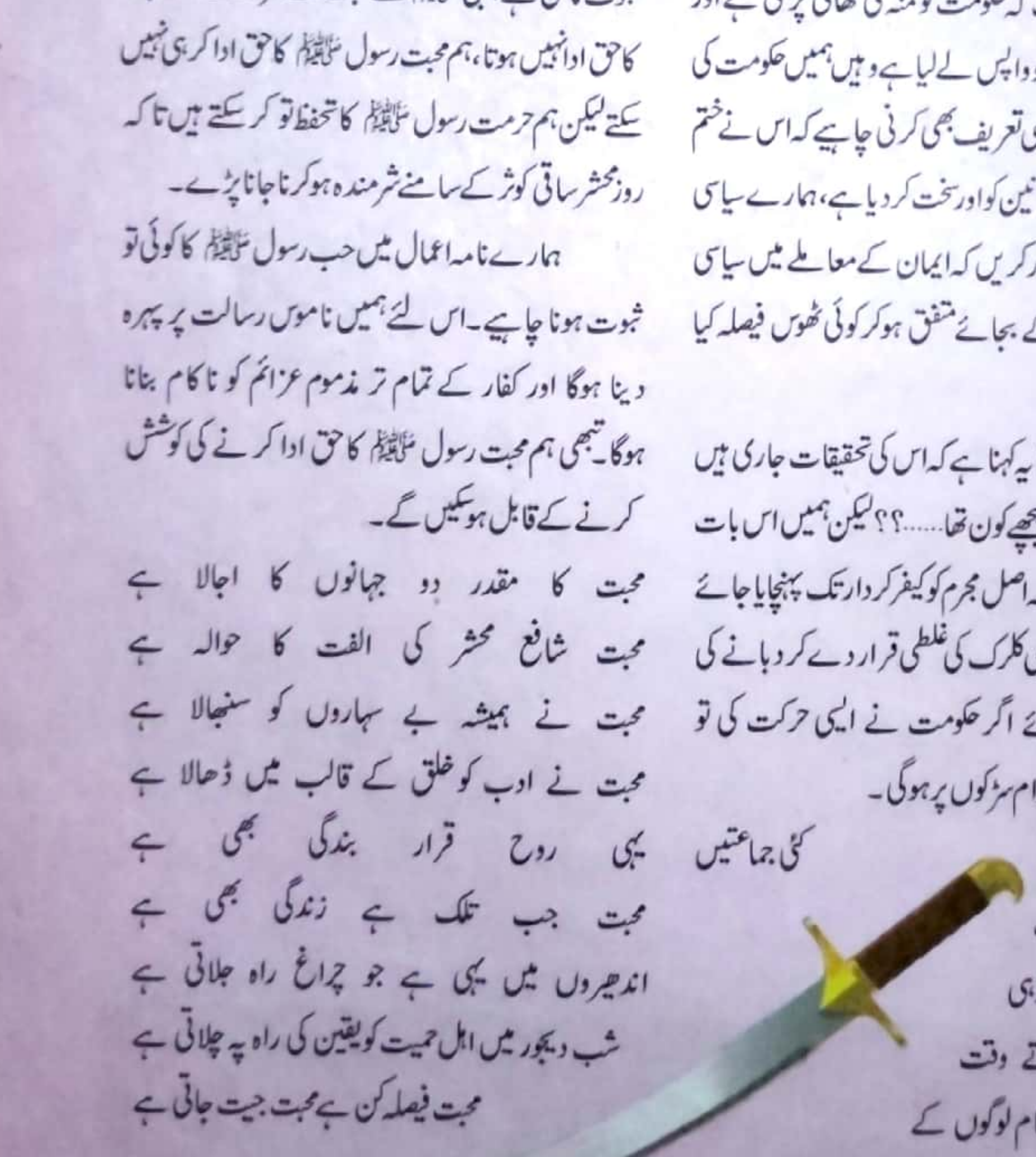

حفاظتِ مصحف

شہید قرآنی اوراق

کی حفاظت میں غفلت کیوں......؟

ارشاد احمد ارشاد

علم تحفہ ربانی، عطیہ خداوندی ہے جو خالق کائنات نے روز ازل حضرت آدم علیہ السلام کو ودیعت کیا تھا۔ علم کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر برتری وفضیلت حاصل ہوئی تھی۔ بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے یہ علم نسل انسانی تک پہنچا ہے، اس سے علم کی اہمیت وفضیلت کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

علم جہاں تحفہ ربانی ہے وہاں علم ایک ایسی قیمتی دولت بھی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی بلکہ اسے جتنا استعمال کیا جائے بڑھتی ہی چلی جاتی ہے، علم معرفت الٰہی کا ذریعہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث ہے۔ علم ایک ایسا نور ہے جس کے ذریعے انسان پر سچ جھوٹ، حق وصداقت اور رشد وہدایت کی راہیں کھلتی ہیں، علم اللہ کا نور بھی ہے یہ نور صرف اس کو حاصل ہوتا ہے جو اس کا ادب احترام کرے۔

علم کے ادب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس سے متعلق تمام امور ومعاملات اور مواد کی عزت وتوقیر کی جائے۔ علم سے متعلقہ جتنے بھی امور ومعاملات ہیں ان کی عزت وتوقیر کے بغیر کوئی انسان علم کی گہرائی، پنہائی، وسعت اور رموز کو نہیں پاسکتا۔ اسی وجہ سے اہل علم کا ادب بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔

علم کے ادب کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان اوراق اور کتابوں کا ادب کیا جائے جن پر علمی باتیں یا اسمائے مقدمہ لکھے ہوئے ہوں۔ علمی کتابوں کی عزت وتوقیر نہ کرنے والا علم کی بے توقیری کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسا شخص کبھی علم میں پختہ نہیں ہوسکتا۔ علم کی بہت سی اقسام ہیں۔ اصل علم وہ ہے جو قرآن مجید فرقان حمید میں موجود ہے اس لیے کہ علم کا اصل سرچشمہ قرآن مجید فرقان حمید ہے، لہٰذا قرآن مجید کو صرف پڑھ لینا ہی کافی نہیں بلکہ جس ورق پر قرآن مجید کا ایک لفظ بھی لکھا ہو، سیپارہ ہو، قاعدہ ہو یا کپڑے کا کوئی ایسا ٹکڑا ہو جس پر قرآن مجید کا ایک لفظ بھی لکھا ہو اس کا ادب بھی نہایت ضروری ہے۔

فی الوقت نفسا نفسی کا دور ہے، ہر طرف مادیت کا غلبہ ہے، لوگ زبانی کلامی اسلام قرآن سے محبت وعقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن عملاً ہمارے مذہبی جذبات سرد پڑ چکے ہیں۔ وفاقی وزارت مذہبی امور کے ایک سروے کے مطابق پاکستان میں سب سے زیادہ طبع ہونے والی کتاب قرآن مجید ہے۔ اسی طرح ہر سال لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں سیپارے قاعدے بھی چھپتے ہیں، ان میں سے قرآن، سیپارے اور قاعدے شہید بھی ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح فی زمانہ پرنٹ میڈیا، اخبارات وجرائد کی طباعت کا کام بہت بڑھ چکا ہے۔ ایک وقت تھا جب لوگوں کے اندر دین کا ادب ولحاظ موجود تھا۔ وہ شہید قرآنی اوراق کا ادب واحترام تو کرتے ہی تھے وہ ایسے خطوط اور کاغذ بھی سنبھال کر رکھتے تھے۔ جن پر کسی مقدس ہستی کا نام لکھا ہوتا تھا۔

ہمارے ملک میں قرآن مجید، سیپاروں، قاعدوں کے شہید اوراق اور قرآنی آیات پر مشتمل رسائل وجرائد کی حفاظت کے لیے کئی ایک طریقے رائج ہیں۔ بعض مقامات پر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں نے گلی محلے کے چوراہے پر ٹین ڈبہ نصب کر رکھا ہوتا ہے۔ اس ڈبے میں شہید اوراق ڈال دیے جاتے ہیں۔ یا مقدس اوراق کے لیے قبرستان میں ایک جگہ مخصوص کی ہوتی ہے۔ وہاں اوراق ڈال دیے جاتے ہیں۔ لیکن ایسا کرنے سے بعض اوقات ان کی کی بہت بے حرمتی ہوتی ہے۔ لوگ بروقت ڈبے خالی نہیں کرتے اور مقدس اوراق باہر نکل کر بکھر جاتے ہیں۔ بعض اوقات تیز ہوا چلنے سے کاغذ اڑ کر ناپاک جگہ پر گر جاتے ہیں۔

بعض لوگ مقدس اوراق پانی میں بہا دیتے ہیں

علم کے ادب کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان اوراق اور کتابوں کا ادب کیا جائے جن پر علمی باتیں یا اسمائے مقدسہ لکھے ہوئے ہوں۔ علمی کتابوں کی عزت وتوقیر نہ کرنے والا علم کی بے توقیری کا مرتکب ہوتا ہے۔

لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید جلد کروا کر رکھ دینا اور انہیں نہ پڑھنا بھی کوئی مستحسن عمل نہیں۔ قرآن مجید اللہ نے صرف رکھنے کے لیے نازل نہیں کیا بلکہ پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے نازل کیا ہے۔

لیکن یہ بھی کوئی محفوظ طریقہ نہیں ہے اس لیے کہ ہمارے ملک کے دریاؤں، ندی نالوں میں اب اتنا پانی نہیں رہا کہ جس سے یہ اوراق مسلسل بہتے چلے جائیں یہاں تک کہ ان کا وجود اور ان پر لکھے حروف مٹ جائیں۔ لاہور شہر کے درمیان بہنے والی نہر میں اہل لاہور شہید اوراق بڑی تعداد میں ڈالتے ہیں، اول تو اس نہر کا پانی گندہ ہے، نالیوں گٹروں کا پانی بھی نہر میں شامل ہوجاتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس نہر کا پانی بھی کم ہے۔ جس سے مقدس اوراق نہر کے گارے میں پھنس جاتے ہیں۔ جب نہر کا پانی بند ہوتا ہے تو اس میں سے ہزاروں قرآن مجید، سیپارے، قاعدے نکالے جاتے ہیں جو اصل حالت میں موجود ہوتے ہیں اور ان پر قرآن مجید کے چھپے ہوئے حروف اصل حالت میں ہوتے ہیں۔

لاہور میں شہید قرآنی اوراق کو محفوظ کرنے کا کام کرنے والے حاجی ناظم الدین کہتے ہیں کہ اگر اہل لاہور دیکھ لیں کہ نہر میں حفاظت کی غرض سے وہ جو شہید قرآن مجید ڈالتے ہیں اور ان کی کس قدر بے حرمتی اور بے ادبی ہوتی ہے تو وہ کبھی بھول کر بھی اس نہر میں شہید قرآن مجید سیپارے اور قاعدے نہ ڈالیں۔

بعض حضرات بوسیدہ اوراق جلا دینے کو بہتر خیال کرتے ہیں کیوں کہ ایسا کرنے سے توہین اور بے حرمتی کے تمام پہلو ختم ہوجاتے ہیں نیز دھو کر ان کے حروف صاف کر دیئے جاتے ہیں۔ تو لازماً اس پانی کو زمین پر بہانا ہوگا تو یہ اپنے اندر بے حرمتی کا پہلو رکھتا ہے۔ بعض دوسرے حضرات کا خیال ہے کہ اس کے حروف کو دھو کر صاف کرنا بہتر ہے پھر پانی کو کسی پاکیزہ جگہ بہا دیا جائے، لیکن یہ اقدام موجودہ دور میں ناقابل عمل ہے کیونکہ پریس کی ایجاد کے بعد ان حروف کو دھونا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو چکا ہے۔

امر واقعی یہ ہے کہ موجودہ دور میں مقدس اوراق خصوصاً قرآن مجید کے اوراق کو بے ادبی سے بچانے میں خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، کیونکہ پہلے ان اوراق کو زمین میں دفن کر دیا جاتا تھا، اب تو زمین ہی نہیں ملتی، قبرستان کے لیے جگہیں تنگ پڑ گئی ہیں تو اوراق دفن کرنے کے لیے جگہ کہاں ملے گی۔

ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا گیا ہے کہ چند مقامات پر شہید قرآن مجید کے نسخوں کو لاکھوں روپے لگا کر جلدیں بنا کر کے عمدہ الماریوں میں محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ ان نسخوں کو نہ تو پڑھا اور نہ ہاتھ لگایا جاتا ہے صرف نمائش کے لیے رکھ

دیا جاتا ہے۔ اگر چہ یہ کام خلوص نیت سے کیا جاتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ امت کو کیا فائدہ ہے......؟

لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید جلد کروا کر رکھ دینا اور انہیں نہ پڑھنا بھی کوئی مستحسن عمل نہیں۔ قرآن مجید اللہ نے صرف رکھنے کے لیے نازل نہیں کیا بلکہ پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے نازل کیا ہے۔

پاکستان میں وفاقی سطح پر مقدس اوراق کو محفوظ کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ البتہ پنجاب حکومت نے پنجاب قرآن بورڈ قائم کیا ہے یہ بورڈ ایک طرف قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے قائم کیا گیا ہے تو دوسری طرف اس کا مقصد شہید قرآنی اوراق کی حفاظت بھی ہے۔

پنجاب حکومت نے اس مقصد کی خاطر رائیونڈ روڈ پر ''قرآن ویلز'' بنائے ہیں، یہ ویلز بھر چکے ہیں اور ان میں مزید اوراق محفوظ کرنے کی جگہ نہیں ہے، باقی صوبوں میں کچھ افراد یا تنظیمیں اپنے طور پر ایسا کر رہی ہیں۔

سندھ میں مقدس اوراق جمع کرنے کا سرکاری سطح پر کوئی نظام موجود نہیں البتہ پاک بحریہ، شہری انتظامیہ اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کے تعاون سے ہر ماہ میں 100 ٹن مقدس اوراق سمندر برد کیے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوجاتا ہے، شہریوں کی جانب سے ہر ہفتہ کئی ٹن اوراق سڑک کنارے رکھ دیے جاتے ہیں۔ مقدس اوراق کے بارے میں سے تحقیقات پر پتہ چلا ہے کہ شہر میں اولڈ سٹی ایریا کے علاقے رنچھوڑ لائن میں مقدس اوراق کا بڑا گودام موجود ہے۔ جس کے کرتا دھرتا انجمن تحفظ اوراق کے سربراہ حاجی قاسم ہیں۔

حاجی قاسم نے بتایا کہ وہ 1986ء سے کراچی میں مقدس اوراق جمع کرنے کا کام کر رہے ہیں اور کراچی میں ہر ماہ 100 ٹن مقدس اوراق کو سمندر میں بہا دیا جاتا ہے، رنچھوڑ لائن میں واقع انجمن تحفظ اوراق کے گودام میں ہر ہفتہ ٹنوں کے حساب سے مقدس اوراق جمع کیے جاتے ہیں جنہیں پاک بحریہ اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کے تعاون سے گہرے سمندر میں ریت تلے برد کیا جاتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ ہر جمعہ 25 ٹن سے زائد مقدس اوراق کو سمندر میں بہانے کے لیے لے جاتے ہیں۔ اس دوران انہیں صرف 5 ملازمین لے جانے کی اجازت ہوتی ہے جو باوضو

لیکن اب حکومت نے خود یہ بیڑہ اٹھالیا ہے۔ وزارت مذہبی امور اسلام آباد میں اوراق کی ری سائیکلنگ کے لیے پلانٹ لگائے گی جس کے ذریعے انہیں دوبارہ قابل استعمال کاغذ کی شکل دی جائے گی جو قرآن مجید اور دیگر دینی کتب کی جلد سازی اور چھپائی میں کام آسکیں گے۔ وزارت مذہبی امور کے مطابق ری سائیکلنگ پلانٹ کی تنصیب کا عمل جلد مکمل ہوجائے گا اور اس کے ذریعے روزانہ ایک ٹن کاغذات کی ری سائیکلنگ کی جاسکے گی۔

ہوتے ہیں، اس کے علاوہ پاکستان نیوی اور پورٹ ٹرسٹ کا عملہ ساتھ جاتا ہے۔

انہوں نے بتایا کہ مقدس اوراق جمع کرنے کے لیے سرکاری ادارہ کام نہیں کر رہا، البتہ انجمن تحفظ مقدس اوراق کو بلدیہ عظمیٰ کراچی کی جانب سے مقدس اوراق جمع کرنے کے لیے رنچھوڑ لائن میں ایک گودام اور دو ٹرک دیے گئے ہیں جن کا ڈیزل بھی شہری انتظامیہ ہی کی جانب سے ملتا ہے اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کی جانب سے ہر جمعہ کو خصوصی جہاز فراہم کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے مقدس اوراق کو گہرے سمندر میں ریت تلے دفن کیا جاتا ہے، تاہم مقدس اوراق جمع کرنے کے لیے رکھے جانے والے ملازمین کو انجمن خود تنخواہ ادا کرتی ہے۔ انجمن کے پاس 5 ملازمین اور 2 ڈرائیور ہیں۔ انجمن کا ماہانہ خرچ 60 ہزار روپے تک آتا ہے، جسے انجمن کے سربراہ اور ان کے دوست مل کر اٹھاتے ہیں۔

مقدس اوراق کی حفاظت ایک مستقل مسئلہ ہے لہذا اس کا حل بھی مستقل بنیادوں پر ضروری ہے، خوش آئند بات ہے کہ وفاقی حکومت نے مقدس اوراق کو ری سائیکل کر کے دوبارہ استعمال میں لانے کے لیے اسلام آباد میں ری سائیکلنگ پلانٹ لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف کہتے ہیں کہ مقدس اوراق کو بے حرمتی سے بچانے کے لیے ری سائیکلنگ کی جائے گی۔ باقاعدہ قانون سازی کی جا رہی ہے جامعہ الازہر اور دیگر مفتیان کرام سے فتویٰ لیا گیا ہے۔ مقدس اوراق اس میں ڈالیں گلی محلوں میں لگے ایسی عبارت والے ڈبے کافی ثابت نہ ہوئے، شہری کہیں کھمبوں تو کہیں دیواروں میں مقدس اوراق ڈال کر انہیں بے حرمتی سے بچانے کی کوشش کرتے رہے لیکن اب حکومت نے خود یہ بیڑہ اٹھالیا ہے۔ وزارت مذہبی امور اسلام آباد میں اوراق کی ری سائیکلنگ کے لیے پلانٹ لگائے گی جس کے ذریعے انہیں دوبارہ قابل استعمال کاغذ کی شکل دی جائے گی جو قرآن مجید اور دیگر دینی کتب کی جلد سازی اور چھپائی میں کام آسکیں گے۔ وزارت مذہبی امور کے مطابق ری سائیکلنگ پلانٹ کی تنصیب کا عمل جلد مکمل ہوجائے گا اور اس کے ذریعے روزانہ ایک ٹن کاغذات کی ری سائیکلنگ کی جاسکے گی۔ حکومت کا یہ فیصلہ بہت اچھا ہے لیکن عملدرآمد کی ضرورت ہے فیصلے کتنے ہی اچھے کیوں نہ کر لیے جائیں اگر عمل نہیں تو بھی کچھ نہیں۔ ایمان کا تقاضا ہے مقدس اوراق کی ری سائیکلنگ کا پلانٹ پہلی فرصت میں شروع کیا جائے اور اس کی تکمیل کی جائے۔

دینِ حنیف

ذکر الٰہی ایک عظیم عبادت

ابو بلال یاسر

یوں تو دین اسلام نے اپنے مخلص بندوں کو ایک سے بڑھ کر ایک عظیم عبادت سکھائی ہے جس کا اجر و ثواب بھی بے انتہا ہے تو پھر کیوں نہ ہر عبادت ہی دین اسلام کی اور سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق کر کے بھر پور اجر لے کر جنت الفردوس کا عظیم تحفہ حاصل کریں۔ اور یقیناً یہی دنیا اور آخرت کی بڑی کامیابی و کامرانی ہے۔

ذکر عربی زبان میں ''ذکر یذکر'' کا مصدر ہے اس کے لغوی معنی بھولی ہوئی چیز کی یاد تازہ کرنا، یا کسی چیز کو بار بار ذہن میں لانے کے ہیں۔ اسلام کی اصطلاح میں ذکر سے اللہ کریم کو یاد کرنا مراد ہیں۔ ذکر کے بالمقابل غفلت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور انسان ہمیشہ اسی چیز کو ہی یاد کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا خاص لگاؤ ہوتا ہے اور یہ دلی لگاؤ مختلف وجوہ و اسباب کی بناء پر ہو سکتا ہے۔ یہ وجوہ اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔

ایک مومن کامل کی دلی محبت اور مخلصانہ الفت صرف ذات الٰہی اور اس کے محبوب کریم ﷺ سے ہوتی ہے۔ بلاشبہ محبت ماں، باپ، بہن، بھائی، بیوی اور اولاد، عزیز و اقارب کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور یہ محبت ناجائز بھی نہیں بلکہ شرعاً جائز اور درست ہے۔ انسان قریبی عزیزوں کو بھی اکثر یاد کرتا رہتا ہے مگر مومن کامل کا جو خصوصی تعلق ذات حق کے ساتھ ہوتا ہے وہ دنیا کی کسی بھی چیز سے زیادہ ہوتا ہے۔

اللہ رب کریم نے قرآن کریم میں خود ارشاد فرمایا کہ:

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ سے محبت میں کہیں زیادہ ہیں۔''

(البقرہ: 165)

اور پھر جب تک ہم اپنے آقا ﷺ سے اپنی جان، مال، اولاد سب سے بڑھ کر محبت نہیں کرتے تو ہمارا ایمان اس وقت تک کامل ہو ہی نہیں سکتا، چنانچہ اپنے رب قدوس سے محبت کا تقاضا ہے کہ ذکر الٰہی ہر لمحہ ورد زبان رہے سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ:

''کان یزکر اللہ فی کل احیانہ''

(ترمذی: 3384)

''آپ ﷺ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے''

اور مومن کی شان بھی یہی ہے کہ وہ اللہ کو ہر دم یاد کرے، خود مالک کریم نے مومنین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

''وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔''

(سورہ آل عمران: 191)

اور پھر جب بندہ اپنے مالک حقیقی کو یاد کرتا ہے تو محبت کی یہ تحریک دونوں سے ہوتی ہے۔ جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو دوسری جانب اللہ بھی اسے یاد فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ:

''سو تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔''

(البقرہ: 152)

بندے کی معراج ہے کہ اس کا ذکر خود رحمٰن کرے۔ قرآن کریم میں ذکر الٰہی کا حکم ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ:

''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔''

(سورۃ الاحزاب: 41)

مالک الملک نے خود ہی اس ذکر الٰہی کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔''

(سورۃ العنکبوت: 45)

یہ وہ چیز ہے جسے نماز اور جہاد سب عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عبادت

سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' (بخاری: 6407)

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آدم کے بیٹے کا کوئی عمل اللہ کی یاد سے بڑھ کر نہیں جو اسے اللہ کے عذاب سے بچائے۔'' (ترمذی:3377)

ہے ہی نہیں۔ اسی لیے تو ذکر الٰہی میں مشغول رہنے اور اس سے غفلت نہ برتنے کو علامات ایمان قرار دیا گیا ہے۔

محبوس وہ نہیں جسے قید کر دیا جائے بلکہ محبوس وہ ہے جس کا دل اللہ کے ذکر سے رک جائے، اسیر وہ نہیں جو قید ہو جائے بلکہ اسیر تو وہ ہے جو خواہشات کا اسیر ہو جائے۔ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے مکہ کی طرف سفر کرتے ہوئے جمدان پہاڑ سے گزرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''مفردون سبقت لے گئے۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مفردون کون لوگ ہیں؟ فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔''

(صحیح مسلم: 2676)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے لیے اس کے ہونٹ ہلتے رہتے ہیں۔''

(مستدرک حاکم: 496/1)

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آدم کے بیٹے کا کوئی عمل اللہ کی یاد سے بڑھ کر نہیں جو اسے اللہ کے عذاب سے بچائے۔'' (ترمذی: 3377)

حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''کوئی مجلس ایسی نہیں ہے جس میں بیٹھ کر لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہوں اور فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ نہ کرتے ہوں، اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ ان کا ذکر ان لوگوں کے پاس کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں یعنی ملائکہ، مقربین۔ (مسلم: 2700)

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ: ''اے ایمان والو! جب تم کسی طرف سے مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔'' (سورہ الانفال: 45)

سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انسان پر جو گھڑی خالی گذری وہی قیامت کو حسرت کا باعث ہوگی۔''

(سلسلہ صحیحہ: 2197)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہیبت و جلال الٰہی سے جو تم اس کی تہلیل و تکبیر اور تحمید کرتے ہو وہ اللہ کے عرش کے گرد و نواح گھومنے لگ جاتا ہے اور شہد کی مکھیوں کی طرح آوازیں کرتی ہیں اور اپنے فاعل کو یاد کرتی ہیں کیا تمہیں پسند نہیں کہ تمہیں بھی کوئی چیز عرش الٰہی کے پاس یاد کرے اور تمہارا تذکرہ کرے۔''

(ابن ماجہ: 3809)

ذکر کرنے والے ذاکر کی شان یہ ہے کہ اللہ اس کے لیے جنت میں درخت لگا دیتا ہے۔ مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''میری معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ اے محمد ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام دینا اور کہنا کی جنت کی زمین بھی نہایت اعلیٰ ہے اور اس کا پانی بھی میٹھا ہے، مگر وہ صاف چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے ہیں سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اکبر ھیں۔'' (ترمذی: 3462)

ذکر الٰہی سے جو انعامات حاصل ہوتے ہیں ہر عمل کی جزا اپنی اپنی جگہ ہے وہ رب العالمین جسے چاہے جتنا چاہے عنایت فرمائے۔

حضرت عبد اللہ بن بسیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے پیارے نبی کریم ﷺ اسلام کے احکامات کی مجھ پر کثرت ہو چکی ہے لہذا آپ ﷺ مجھے کوئی آسان سی چیز بتا دیں جس پر میں عمل کرتا رہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔''

انا للہ و انا الیہ راجعون — تعزیت نامہ

گجرات کی شعبہ خواتین کی ضلعی مسئولہ آپا ام سلیمان کے دیور جو جرمنی میں تھے، دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

ان کی جواں سالہ موت جو کہ آپا ام سلیمان صاحبہ ان کے شوہر ڈاکٹر افتخار صاحب اور دیگر تمام اہل خانہ کے لیے شدید صدمے کا باعث ہے، اس پر اللہ تعالیٰ انہیں عظیم صبر عطا کرے۔ تین سال قبل ان کی شادی ہوئی تھی، انہوں نے پسماندگان میں والدین، بہن بھائیوں کے علاوہ سوگوار بیوہ کو چھوڑا ہے۔

اس عظیم صدمے میں شعبہ خواتین کی تمام مسئولات و کارکنان بہنیں ان کے غم میں برابر کی شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھرانے کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین

تمام قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجتہ فی المھدیین.

مدیرہ الصافات

جماعت الدعوۃ کے مرکزی راہنما سعید طیب بھٹوی کا بھانجا اور کامونکی کے معروف عالم دین حنیف ربانی کا جواں سالہ بیٹا صفی الرحمٰن ایک ٹریفک حادثے میں اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

مرحوم دین کا طالب علم تھا اور نہایت کم عمری میں خطبہ جمعہ پڑھایا کرتا تھا، چار بہنوں کا اکلوتا بھائی ہونے کے ناطے بہت لاڈلا تھا اور کچھ عرصہ بعد اس کی شادی تھی۔ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجتہ فی المھدیین. **مدیرہ الصافات**

ذکر کرنے والے ذاکر کی شان یہ ہے کہ اللہ اس کے لیے جنت میں درخت لگا دیتا ہے۔

مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''میری معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ اے محمد ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام دینا اور کہنا کہ جنت کی زمین بھی نہایت اعلیٰ ہے اور اس کا پانی بھی میٹھا ہے، مگر وہ صاف چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے ہیں سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اللہ اکبر ''(ترمذی:3462)

(ترمذی: 3375)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ سے سنا: ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل ذکر **لا الہ الا اللہ** اور افضل دعا **الحمد للہ** ہے۔''

(ترمذی: 3383)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو قوم اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور رحمت انہیں گھیرے رکھتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ (بطور فخر) ان کا تذکرہ اپنے فرشتوں سے کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔''

(صحیح مسلم: 2700)

❁ ذکر الٰہی شیطان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے اور اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

❁ ذکر الٰہی سے دل کو سکون میسر ہوتا ہے، مسرت حاصل ہوتی ہے اور بدن کو تقویت ملتی ہے۔

❁ ذکر الٰہی سے دلوں میں اللہ کی ہیبت اور عظمت و توقیر و جلال کا سکہ بیٹھتا ہے۔

❁ ذکر کرنے والے ذاکرین کا ذکر جو اللہ کرتا ہے اس سے ذاکر کے دل کو زندگی اور تازگی محسوس ہوتی ہے۔

❁ ذکر الٰہی سے اللہ رب العزت تنگدستیاں دور فرما دیتا ہے اور انسان لغویات سے محفوظ رہتا ہے۔

❁ ذکر کی وجہ سے انسان اللہ کا برگزیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

❁ ذاکر کو ذکر کی برکتوں کی وجہ سے وہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جو مانگ کر لینے سے بھی نہیں مل سکتیں۔

❁ ذکر اللہ سب عبادات سے افضل اور آسان عبادت ہے۔

❁ ذاکر کی دنیا بھی اللہ تعالیٰ خوبصورت بنا دیتا ہے اسکی قبر بھی روشن اور آخرت بھی روشن فرما دیتا ہے۔

❁ ذکر الٰہی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

❁ جیسے جہاد اور صدقہ و خیرات ہیں ویسے ہی یہ بھی عظیم عبادات میں سے ایک ہے۔

❁ ذکر الٰہی سے دل کی سختی دور ہو کر نرمی میں بدل جاتی ہے۔

❁ ذکر الٰہی دل کی دوا اور قلب کی شفاء ہے۔

❁ ذکر اللہ ہر قسم کے شکر سے اعلیٰ ترین شکر ہے جو مزید بڑھتا ہے۔

❁ ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فرشتوں کی دعاؤں کا موجب ہے، ذکر الٰہی پر ہمیشگی اختیار کرنے والا ذاکر اطمینان سے جنت میں داخل ہو گا۔

❁ تمام اعمال ذکر الٰہی کے دوام اور ہمیشہ باقی رکھنے کے لیے ہیں، مقابلہ اعمال میں اللہ کا ذکر کرنے والے جیت جائیں گے۔

❁ ذکر الٰہی انسان اور جہنم کے درمیان دیوار بن جاتا ہے۔ فرشتے اللہ کے ذاکر کے لیے دعا مغفرت کرتے ہیں۔

❁ کثرت سے ذکر کرنے والے کو نفاق سے نجات مل جاتی ہے، قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والوں اور والیوں کے لیے رب کائنات نے بخشش کے ساتھ اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''**سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر** کہنا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی تمام دنیا سے بہتر ہے)۔''

(صحیح مسلم: 2695)

ذکر الٰہی ایک فریضہ کے طور پر ادا کیا جاتا ہے اگر آدمی اس پر کاربند رہے اور باقاعدگی سے اس کو ادا کرتا رہے تو یہ اس کی طبیعت میں راسخ ہو جاتا ہے اور پھر زبان و دل ذکر الٰہی سے منور رہتے ہیں۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔''

بقیہ صفحہ 37 پر

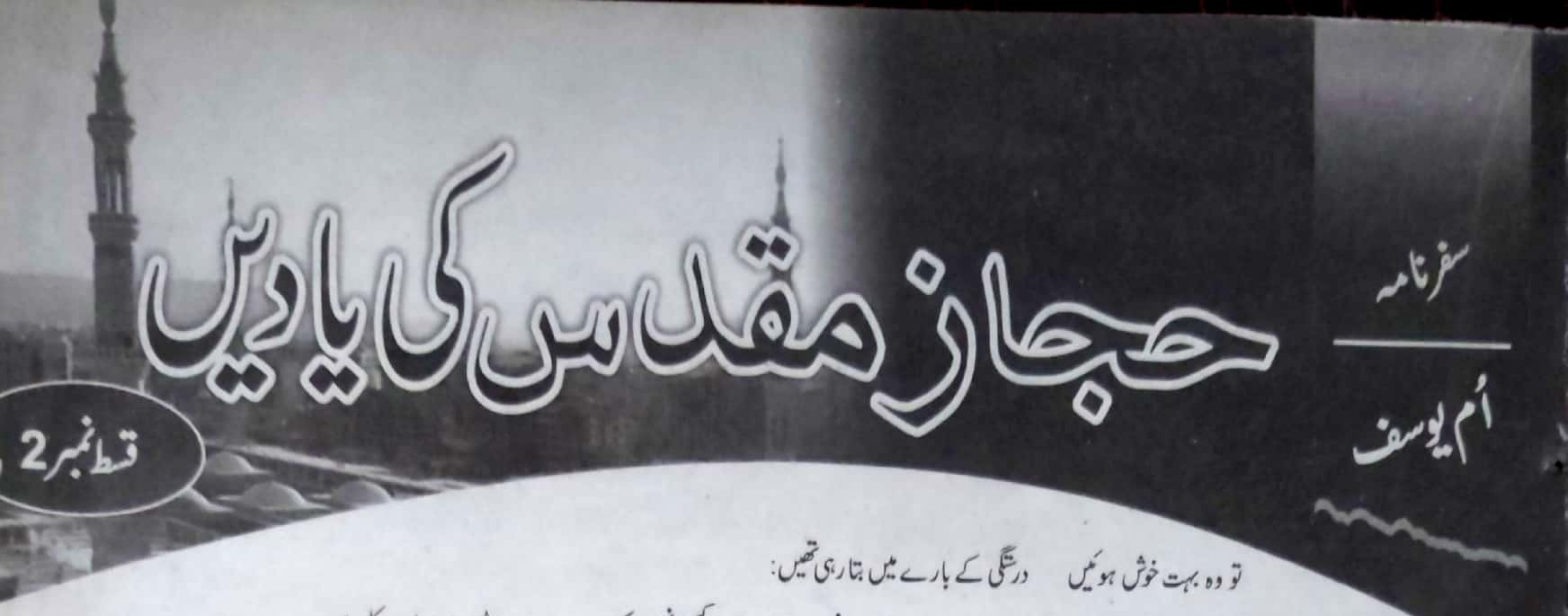

سفرنامہ

حجاز مقدس کی یادیں

اُم یوسف

قسط نمبر 2

تو وہ بہت خوش ہوئیں مجھے پیار کیا اور اس کے بعد تقریباً چھ دن وہ آئیں۔ میں پاکستانی عورتوں کو اکٹھا کرتی، پھر کچھ وہ درس دیتیں اور کچھ میں۔ اس باجی نے بتایا کہ جب حرم میں سٹاف ڈیوٹی کی میٹنگ ہوتی ہے تو پاکستانی خواتین کی مجھے بہت سی شکایتیں ملتی ہیں سب سے پہلی یہ کہ ہمارا لباس درست نہیں ہے۔

اکثر ممالک کا لباس ان کے پیروں تک ہے، پھر اوپر عبایا بھی ہے، ہمارے ملک کا کرتا گھٹنوں تک ہے، وہ بھی سائیڈوں سے چاک بنانے میں کاٹ دیا جاتا ہے، اکثریت بہنوں کے پیٹ ننگے ہورہے ہوتے ہیں پھر عبایا بھی نہیں پہنتیں، سمٹا ہوا لان کا سوٹ، اوپر لان دوپٹہ جو ستر کے کسی حصے کو ڈھانپنے میں ناکام ہوتا ہے۔ میں ماؤں، بہنوں سے گذارش کرتی ہوں کہ اوڑھنی یا عبایا کے بغیر کبھی گھر سے باہر نہ نکلا کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں نے معراج کی رات بہت سی عورتوں کو بے پردگی کی وجہ سے جہنم میں جلتے دیکھا ہے۔''

درس والی باجی کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ میری پاکستانی بہنوں کی نماز درست نہیں ہے۔ ایک وہ سجدہ کی درستگی کے بارے میں بتا رہی تھیں:

میرے پاک پیغمبر ﷺ نے یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ:

''فاطمہؓ تیری نماز اس طرح ہے اور علیؓ کی نماز اس طرح ہے۔''

سامعات میں سے دو بہنیں جو مسلسل ان کے خلاف بول رہی تھیں، کہنے لگیں کہ جس طرح آپ سجدہ کرتی ہیں، اس طرح سارا جسم اکڑ جاتا ہے اور خشوع و عاجزی کیسے آئیگی، پھر میں نے ان کو بتایا کہ پاک پیغمبر کو عاجزی کیسے آتی تھی۔

میں نے باجی سے پوچھا کہ میں نے عمرہ میں پردہ کا فتویٰ لینا ہے، وہ کہنے لگیں ہمیں فتویٰ دینے کی اجازت نہیں، یہ سامنے کمرے میں عورتوں کی ٹیم ہے، ساتھ والے کمرے میں مردوں کی ٹیم ہے، ان سے فتویٰ لیں۔ میں وہاں گئی، ادھر سے مجھے مفتی اعظم مملکت عربیہ کا پمفلٹ ملا، پہلے آکر اسے مکمل پڑھا، اس میں لکھا تھا کہ احرام کے ممنوعہ کام:

☆ بال کاٹنا

☆ ناخن کاٹنا

☆ احرام کے بعد خوشبو کا استعمال کرنا

☆ مردوں کا سر ڈھانپنا

☆ عورت کا نقاب یا دستانے استعمال کرنا

اسی بات نے مجھے کشمکش میں ڈالا ہوا تھا۔ میں عورتوں والے کمرے میں دوبارہ گئی، ان سے عربی زبان میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ باندھنے والا نقاب استعمال نہیں کرنا، صحابیات، امہات المومنین ؓ اپنے چہروں پر اوڑھنیاں کھینچ لیتی تھیں جسے گنڈ نکالنا کہتے ہیں۔

کچھ لوگ بڑے فخر سے ننگے منہ حج و عمرہ کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے جبکہ یہ غلط بات ہے۔ تین چار سال سے اُدھر تصویر کشی یعنی کہ ویڈیو سیلفی بہت زیادہ ہیں اسی پر بس نہیں پھر اسے اپنے عزیز واقارب کو بھیجا جاتا ہے، جس میں رکا الناس آجاتا ہے۔ تصویر بھی اسلام میں منع، دکھلاوا بھی منع۔

ایک دن ایک بھائی ایک بوڑھی عورت کو (جو غالباً ان کی ماں ہونگی) کرسی پر طواف کروا رہے تھے، رکن یمانی پر رک کر اپنی ماں کو سہارا دے کر بوسہ دلواتے ہوئے کسی سے کہا کہ میری اور امی کی تصویر بناؤ۔ جب امی بوسہ لے رہی تھیں، اس آدمی نے

اکثر ممالک کا لباس ان کے پیروں تک ہے، پھر اوپر عبایا بھی ہے، ہمارے ملک کا کرتا گھٹنوں تک ہے، وہ بھی سائیڈوں سے چاک بنانے میں کاٹ دیا جاتا ہے، اکثریت بہنوں کے پیٹ ننگے ہورہے ہوتے ہیں پھر عبایا بھی نہیں پہنتیں، سمٹا ہوا لان کا سوٹ، اوپر لان دوپٹہ جو ستر کے کسی حصے کو ڈھانپنے میں ناکام ہوتا ہے۔ میں ماؤں، بہنوں سے گذارش کرتی ہوں کہ اوڑھنی یا عبایا کے بغیر کبھی گھر سے باہر نہ نکلا کریں۔

انہیں اٹھا رکھا تھا، اسی وقت تصویر بنی، میں ادھر کھڑی یہ بات سوچنے لگی کہ جب تیری ماں نے تجھے راتوں کو جاگ جاگ کر پالا، مصیبتیں اٹھائیں، کیا وہ بھی ویڈیو بنا کر لوگوں کو دکھاتی تھی؟؟؟

اکثر بہنوں کے پرس کے ساتھ بھالو لٹک رہا ہوتا میں انہیں سمجھاتی تو وہ سمجھ جاتیں۔ کچھ بچیوں نے بڑے بڑے بھالو والے بیگ پیچھے کندھے پر ڈالے ہوتے جس سے مجھے لگتا کہ ہماری عبادت بھی قبول نہ ہو گی۔ ایک عربی عورت کو میں نے اس کی بیٹی کے بیگ کی طرف اشارہ کر کے سمجھایا کہ اس کی بیٹی نے بھالو والا بیگ ڈالا ہوا ہے۔ وہ بچی اپنے چھوٹے بھائیوں اور باپ کے ساتھ تھی، میں نے سعی کے دوران اس کے بیگ کو الٹا کرنا چاہا، بچی نے چیخ ماری، لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے، اس کا باپ بھی۔

ابو یوسف نے بتایا کہ ھـذا صـور پھر ان کو آیت سنائی ﴿کنتم خیر امة اُخرِجَتْ للنّاس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر ﴾ جب وہ لوگ چلے گئے ابو یوسف مجھے سمجھانے لگے کہ آئندہ کسی کو منع نہ کرنا لوگ سمجھیں گے یہ بیگ چھینتی ہے، چور ہے۔

تو میں نے کہا کیا ایسی ہی تصویریں نہ تھیں، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پردے پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر رک گئے تھے ایک ہفتہ کے بعد ہم مدینہ پہنچ گئے۔ وہاں ارادہ تو تین دن رکنے کا تھا مگر ہم نو دن رہے کیونکہ ابو یوسف نے ادھر حدیث سنی کہ جس نے مسجد نبوی میں تعلیم حاصل کی اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ انہوں نے صبح و شام تجوید کی کلاس میں داخلہ لے لیا تھا۔

مسجد نبوی کے 3 نمبر گیٹ پر میں نے قرآن محل دیکھا۔ ہم اندر گئے، ادھر 1400 سو سال پرانے پتھروں پہ لکھے قرآن، ہر قسم کے قرآن دیکھے ساتھ ساتھ ایک پاکستانی لڑکا قرآن کی فضیلت و اہمیت پر درس دے رہا تھا۔ آخر میں اس نے بتایا کہ 13 نمبر گیٹ پر اسماء الحسنٰی کے بارے میں جائیے۔ اسی دن سات بجے میں ادھر پہنچ گئی، شائید میں وہاں نہ جاتی تو میری عبادت بے کیف رہتی، مجھے عبادت میں اتنا سرور نہ آتا۔

ادھر ایک پاکستانی لڑکا ایک ویڈیو پر درس دے رہا تھا، وہ ویڈیو القَوِیُّ پہ چل رہی تھی، اس میں چند سال قبل آندھی سے تباہ شدہ بستیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے بتایا آج دنیا کی نظر میں امریکہ القَوِیُّ سپر پاور ہے۔ اگر امریکہ سپر پاور ہوتا تو اس آندھی و طوفان سے اپنے آپ کو بچا لیتا...... صرف اللہ کی ذات ہی سپر پاور ہے۔ اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ثابت کر دی۔

پھر وہ بھائی لوگوں کو اگلی ویڈیو کی طرف لے گیا اس پر الحفیظ کی وضاحت جاری تھی۔ سمندر میں بہت بڑی کشتی چل رہی تھی وہ کشتی پہاڑ کی مانند معلوم ہو رہی تھی جیسا کہ قرآن میں بھی ذکر ہے مگر اتنی بڑی کشتی کے اوپر سمندر کی بڑی بڑی لہریں آئیں جس سے کشتی ڈوب

مرکز طیبہ مرید کے کے استاد شبیر حسین جو تدریب کی کلاس میں ہمارے انچارج تھے ان کو ساتھ لے کر ابو یوسف اسماء الحسنٰی کے مرکز میں گئے اور مجھے آ کر خوشخبری سنائی کہ وہ بھائی جو بہت اچھا درس دیتا ہے وہ آپا جی امّ حماد کا بیٹا زید ہے، جس کی مجھے از حد خوشی ہوئی۔ اللہ اسے مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ یقیناً وہ ایک عظیم عورت کا ہی بیٹا ہو سکتا ہے۔

جاتی ۔لہریں جانے کے بعد کشتی پھر اوپر آجاتی ،زبان سے بے اختیار نکلتا **سبحان اللہ** ،اللہ ہی الحفیظ ہے،سمندوں میں بھی حفاظت کرنے والا۔

مختلف وڈیو کے بعد آخر میں جب القہار پہ آئے تو اس میں کبھی پہاڑ پھٹتے تو آتش فشاں سے آگ کے انگارے نکلتے اور کبھی اس میں پانی جاری ہو جاتا، میرے اس بھائی نے بتایا کہ یہ اللہ کے ڈر سے پھٹتے ہیں ، بہت سخت پہاڑ اللہ کے خوف سے پھٹ جاتے ہیں مگر اے انسان! تیرا یہ دل یہ چھوٹا سا گوشت کا لوتھڑا، اللہ سے کیوں نہیں ڈرتا تو بھول گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات القہار ہے ،تیرا یہ دل دنیا کے دکھ میں تو روتا ہے ،رشتہ داریوں کے لیے تو آنسو بہاتا ہے مگر اللہ کے ڈر سے کیوں نہیں روتا، اب سب لوگ میرے سمیت اونچی آواز میں رو رہے تھے، اس بھائی نے آخر میں کہا! یاد رکھنا اللہ بندے سے ناراض ہوکر روٹی کا نوالہ نہیں چھینتا، اللہ جب ناراض ہوتا ہے تو دولت نہیں چھینتا بلکہ بندے کو دین سے دور اور اس کی آنکھ سے آنسو خشک کر دیتا ہے۔

اب اللہ کے خوف سے لبریز دل لے کر میں مسجد میں آئی، عشاء کی نماز پڑھی ،تقریباً آدھا گھنٹہ اللہ کے خوف سے رونا آتا رہا، دعا مانگتی رہی اور اس بھائی کو دعائیں دیتی رہی جس نے میرے دل کی کایا پلٹی ،اب نماز کے بعد کمرے میں جاتے ہوئے ابو یوسف کو ساری بات بتائی۔

مرکز طیبہ مریدکے کے استاد شبیر حسین جو تدریب کی کلاس میں ہمارے انچارج تھے ان کے ساتھ ابو یوسف اسماء الحسنیٰ کے مرکز میں گئے اور مجھے آکر خوشخبری سنائی کہ وہ بھائی جو بہت اچھا درس دیتا ہے وہ آپا جی ام حماد کا بیٹا زید ہے ،جس کی مجھے از حد خوشی ہوئی۔ اللہ اسے مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ یقیناً وہ ایک عظیم عورت کا ہی بیٹا ہوسکتا ہے۔

اب نو دن کے بعد مکہ مکرمہ آئے تو رش بہت ہی کم تھا، ہر ملک کی فلائٹس تیزی سے جارہی تھیں جس کی مجھے بہت خوشی ہوئی پہلے دن ہی اللہ نے حجر اسود کا بوسہ دلوا دیا رات ہوئی تو پہلی دفعہ ملتزم پر جگہ مل گئی کیونکہ اب ادھر صرف عرب کے لوگ ہی تھے، وہ عورتیں رات دس بجے سے دو بجے تک ملتزم پر جگہ لے لیتی تھیں میں بھی رات بارہ بجے کے بعد ملتزم والی لائن میں کھڑی ہوکر دعا کرتی ، رمضان کے دروس میں ہر روز یہ شعر پڑھا کرتی تھی:

کوئی ایسا کرم کما میرے مولا
پڑھاں اک تے لاکھ بنا میرے مولا
جتھے منگیاں دعاواں نبی ﷺ پیارے نے
اوتھے کملیاں وانگ روا مولا

ملتزم کے پاس کھڑے ہوکر بڑی آس سے یہ اشعار پڑھتی ،تھوڑی دیر بعد میری باری آجاتی میں پھر اپنا سینہ اور رخسار ساتھ لگا کر دعائیں کرتی۔ تقریباً سات دن مسلسل بوسہ اور ملتزم کا مل جانا یہ اللہ کا بہت بڑا انعام تھا اور میں سمجھتی تھی کہ یہ امیر کی اطاعت کا ثمر بھی ہے کیونکہ ہمارا عمرہ امیر کی اطاعت کی وجہ سے ہی لیٹ ہوا تھا۔

آخری دنوں میں ہمیں تدریب کے عظیم استاد مولانا عبدالغفار مدنی ملے ، ہم ان کو اپنی رہائش پر لے گئے ان کی دعوت کی ، وہ بہت زیادہ خوش ہوئے ، بہت دعائیں دیں ، کہنے لگے آپ تو اصل جنت میں ہو، ہوٹل بالکل حرم کے ساتھ ہے ، دیندار بیوی آپ کے ساتھ ہے، راتیں بھی حرم میں گذارتے ہیں ، کہتے ہیں مجھے زیادہ خوشی آپ سے مل کر اس لیے ہوئی کہ آپ میاں بیوی دونوں میرے شاگرد ہیں۔ حج کی فلائٹ سے ایک دن قبل ہم واپس آئے ، اللہ ہمارا عمرہ قبول کرے اور جو بھی کمی یا کوتاہی ہوئی ہیں اس کو معاف فرماد ے۔ (آمین)

بقیہ ذکر الٰہی

(بخاری: 6407)

اس کے برعکس ذکر الٰہی سے انحراف اپنے نفس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ:" اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ (کے احکامات) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا اور ایسے ہی لوگ نا فرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔اور جو اللہ کے ذکر پاک سے انحراف کرتے ہیں اللہ ان کی معیشت کو تنگ کر دیتا ہے۔"(سورة الحشر:19)

چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ:" جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی (اللہ اس کی زندگی تنگ کر دیتا ہے) اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا یا الٰہی مجھے تو نے اندھا کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھتا تھا ؟ (جواب ملے گا)اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تجھے بھی بھلا دیا جاتا ہے۔

(سورة طٰہٰ 124تا126)

اس تنگی سے بعض نے مراد لی ہے۔جس میں اللہ کی یاد سے غافل بڑے بڑے دولت مند مبتلا ہیں ، اور بعض نے (وہ تعلق واضطراب ، بے چینی و بے کلی)جو اس تنگ زندگی کی عذاب برزخ سے بھی تفسیر کی گئی ہے جبکہ دینوی اور برزخی دونوں زندگیاں اس کی زد میں آتی ہیں ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" جو لوگ اپنی مجلس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ایسی مجلس باعث حسرت اور نقصان دہ ہوتی ہے۔"

(سلسلہ صحیح: 5510)

اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو معاف فرمادے ۔ اللہ کریم ہمیں اپنے ذکر کی حقیقی لذتوں سے آگاہ فرماکر ہمیں ہر لمحہ اپنی یاد اور اپنے نبی کریم ﷺ کی یاد اور سنت مطہرہ کی بے مثال، لازوال ، با کمال دولت سے سرفراز فرما کر امت مسلمہ کی انفرادی اور اجتماعی مشکلات کو اپنی رحیمی و کریمی صفات سے آسان فرما دے اور ہمیں صالح حکمران عطا فرمائے ، ہماری خطاؤں کی معافی عطا کرے اور ملک پاکستان کی حفاظت فرما کر اس میں نظام مصطفیٰ جاری وساری فرمائے ۔ آمین

پاکستان کی ایک بیٹی کی فریاد

تذلیل نسواں

ایک معصوم کے قلم سے

کیا یہی ہے پاکستان کا اصلی چہرہ، جرم مرد کریں اور اس جرم کی سزا عورت بھگتے۔ کمسن نابالغ اور کنواری بہنیں اور بیٹیاں بھگتیں۔ کچھ کیس جو میڈیا کی وجہ سے سامنے آجاتے ہیں۔ ان پر تو عدالت اور سول سوسائٹی آواز اٹھالیتی ہے لیکن میڈیا چند دن شور مچاتا ہے، پھر خبر اندرونی صفحات کے کونوں کھدروں میں دب جاتی ہے اور لوگ بھول جاتے ہیں۔ نہ جانے کتنی عورتوں اور بچیوں کی عزتیں گاؤں کی پنچائت کے ایما پر سر عام لوٹی گئی ہوں گی لیکن بے کس اور مجبور اپنے باپ بھائیوں کے آگے روند ڈالی جاتی ہیں اور ان کا کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ ''باعزت مرد'' اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو خود ''ونی'' کر دیتے ہیں۔

کہیں 70 سالہ بوڑھے کو 13 سالہ بچی ونی کر دی جاتی ہے، کہیں پنچائت کے زبردستی کے فیصلوں سے بیٹیوں کو وڈیروں کے نکاح میں دے دیا جاتا ہے اور کہیں ان بیٹیوں پر ایسے فیصلے مسلط کر دیے جاتے ہیں جن سے زمین پھٹ جاتی اور آسمان شرما جاتا ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں گزشتہ دنوں کچھ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ جہاں بااثر غنڈوں نے لڑکی کو دشمنی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ 16 سالہ معصوم لڑکی کو برہنہ کر کے گلیوں میں گشت پر مجبور کیا گیا۔ تھانہ ''چودھوان'' کی حدود میں گرہ مٹ کے 5 مسلح افراد نے ذاتی مخالفت کے باعث خاندان کی 16 سالہ لڑکی کو اس وقت برہنہ کر کے گاؤں میں گھومنے پر مجبور کیا جب وہ پانی بھر کے گھر واپس آرہی تھی۔ ان غنڈوں، مسٹنڈوں، جاہلوں، کم عقلوں اور بے تربیتوں نے اس چیختی چلاتی اور مدد کے لیے پکارتی برہنہ بچی کو چادر تک نہ لینے دی، کسی کے گھر میں پناہ بھی نہ لینے دی۔ مظلوم لڑکی جب بھی کسی کے گھر میں داخل ہوتی تو مسلح حملہ آوروں کے ڈر سے لوگ اسے باہر نکال دیتے۔

بربریت کا یہ ''رقص'' ایک گھنٹہ جاری رہا، حوا کی مظلوم بچی کی مدد کو کوئی انسان سامنے نہ آیا۔ بچی کے ورثاء تھانے رپورٹ درج کرانے گئے تو پہلے پولیس انہیں ٹالتی رہی لیکن جب خبر میڈیا تک پہنچی تو چودھوان تھانہ کی پولیس نے 5 ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا، مگر حوا کی بیٹی نے لٹنا تھا، لٹ گئی، برباد ہونا تھا ہوگئی، لاچار ہونا تھا ہوگئی، اب یہ حوا کی بیٹی موت سے بھی بدتر زندگی گزارے گی۔ اس حوا کی بیٹی نے ماں باپ، بہن بھائیوں سمیت سب نے قیامت سے پہلے قیامت دیکھ لی۔ وہ ایک گھنٹہ اس خاندان پر کس قدر بھاری گزرا ہوگا کہ جس پل چاہ کر بھی موت نہ آسکی، حوا کی بیٹی حیا کے لباس کے بغیر جب گلیوں میں بھاگ رہی ہوگی تو یقیناً وہ اللہ سے التجا کر رہی ہوگی کہ اے خدا زمین پھٹ جائے اور میں اس میں جا گروں کہ شاید مزید لٹنے سے بچ جاؤں!

آج وہ گھر جس میں کسی کونے میں بیٹھ کر اس نظام کا نوحہ ضرور پڑھ رہی ہوگی کہ اسلامی سلطنت میں ایک بیٹی، بہن، بیوی یا ماں محفوظ نہیں۔۔۔! جہاں دن دیہاڑے عزتوں کی بولیاں لگتی ہیں مگر مجال ہے کوئی مدد کو آن پہنچے۔ بقول شاعر ساحر لدھیانوی:

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی
پیمبر کی امت زلیخا کی بیٹی
یشودھا کی ہم جنس رادھا کی بیٹی
کہاں ہیں، کہاں ہیں محافظ خودی کے
یہ کوچے یہ گلیاں یہ منظر دکھاؤ
ثنا خوان تقدیس مشرق کو لاؤ
ثنا خوان تقدیس مشرق کہاں ہیں

آج حوا کی بیٹی اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہی ہے کہ اسے جس عزت کا پاس تھا وہ اب اس کے پاس نہیں رہی، وہ لکھ رہی ہے کہ:

اس دھرتی پر میرے ساتھ ہونے والا یہ پہلا ظلم نہیں مجھ جیسی بہت سے لڑکیاں دن دیہاڑے اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہیں، کبھی لڑکیوں کی پیدائش پر صف ماتم بچھ جاتی ہے تو کبھی چولہے پھٹنے کی جھوٹی کہانیوں میں تیزاب سے جلا دینے، عصمت فروشی، شوہر کے تشدد، زبردستی حمل ضائع کروا دینے اور گھریلو تشدد سے دوچار رہنے کی خبریں روز نظر سے گزرتی ہیں، مگر بدقسمتی سے کمزور عدالتی نظام اور عورت کی آزادی نہ ہونے کے باعث بہت سے جرائم رپورٹ بھی نہیں ہو پاتے۔

میرے پیارے اللہ!

آپ نے اس جہاں کو بنایا، آپ خالق کائنات ہیں، مرد وزن بھی آپ ہی کی تخلیق ہیں۔ کائنات کا کون سا ایسا ذرے سے بھی چھوٹا راز ہوگا جو آپ پر منکشف نہ ہو۔ دلوں کے بھید، خوشی وشادمانی یا پھر سوز وغم کا عالم، آپ سے کچھ چھپا نہیں۔ مگر اس خط میں آپ کو اپنی کہانی سنانے جا رہی ہوں جو آپ کے علم میں تو بلاشبہ ہے مگر آپ کی مخلوق، بنی آدم کے بیٹوں کے علم میں شاید نہ ہو اور اگر علم رکھتے بھی ہیں تو بھی ان کے نزدیک یہ کہانی درد بھرے افسانے یا بدقسمت عورت کی رام کتھا سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

میں نے کبھی خط نہیں لکھا اور نہ ہی کوئی قصہ خواں ہوں، سو میرے ٹوٹے پھوٹے لفظوں اور بے ترتیب جملوں کی کڑیاں بھی آپ ہی جوڑیے گا۔ یہ کہانی ہے ایک عورت کی، آپ کی بنائی اس دنیا میں پیدا ہونے والی ایک بیٹی، ایک بہن، ایک بیوی اور ایک ماں کی، ان حوا کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی جو باپ کی لاڈلی، ماں کا سکون اور بھائی کی آنکھوں کا تارا تھی، لیکن درندوں اور بھیڑوں کے لیے وہ ایک ''شکار'' کے سوا کچھ نہیں تھی۔

میری تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی تھی، جہاں باپ کے سامنے جاتے وقت دوپٹہ سر سے سرک جاتا تو میرے لیے وہی مرنے کا مقام ہوتا، بھائی کے ساتھ آنکھ ملا کر بات کرنے کی جرات نہیں تھی، ماں سے دوستی ضرور تھی مگر شرم وحیا کی ایک حد درمیان میں ضرور آڑے آجایا کرتی تھی، لیکن جب میں گھر سے باہر نکلتی وہی لوگ، وہی بھوک، وہی کھا جانے والی نظریں، وہی ترازو اور وہی اس کا جسم۔ لیکن یہ سب کچھ قابل برداشت مگر میرے لیے ایسا لمحہ کیوں لایا گیا کہ جس سر کو ڈھک کر باپ بھائی کے سامنے جایا کرتی تھی وہی نیلام ہوگیا۔ جس شرم کو آج تک خود سے چھپاتی رہی، آج وہ سر بازار سب نے دیکھ لی محسوس بھی کرلی اور ذہن میں نقش بھی کرلی۔ میں کس منہ سے اس دنیا کا سامنا کروں گی۔ اور جب عدالت میں مجھ سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ کیا ہوا؟ اے اللہ! یہ سب کچھ میں کیسے بتاؤں گی؟ کیسے دہراؤں گی؟ اور جب کہا جائے گا کہ ملزمان کی پہچان کرو، اور جب وہ میرے سامنے آئیں گے تو اے اللہ! میری ہستی مجھے مار دے گی۔ کیا تری بارگاہ میں ایسا انصاف مل سکتا ہے کہ حوا کی بیٹیوں کو اسی وقت انصاف مل سکے۔

اے میرے پیارے اللہ!

اس دھرتی پر میرے ساتھ ہونے والا یہ پہلا ظلم نہیں مجھ جیسی بہت سے لڑکیاں دن دیہاڑے اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہیں، کبھی لڑکیوں کی پیدائش پر صف ماتم بچھ جاتی ہے تو کبھی چولہے پھٹنے کی جھوٹی کہانیوں میں تیزاب سے جلا دینے، عصمت فروشی، شوہر کے تشدد، زبردستی حمل ضائع کروا دینے اور گھریلو تشدد سے دوچار رہنے کی خبریں روز نظر سے گزرتی ہیں، مگر بدقسمتی سے کمزور عدالتی نظام اور عورت کی آزادی نہ ہونے کے باعث بہت سے جرائم رپورٹ بھی نہیں ہو پاتے۔ معاشرے کا یہ خوفناک پہلو مذہب اور ثقافت کے نام پر عورتوں پر مظالم اور مردوں کے معاشرے پر غلبے کی عکاسی کرتا ہے۔ جب کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمیشہ عورتوں کو عزت دی، ان پر کبھی تشدد نہیں کیا۔ اور ہمیں بھی یہی حکم دیا۔

اے اللہ! آج میں التجا کرتی ہوں کہ اس رہتی دنیا تک کسی بیٹی سے ایسا خوفناک عمل نہ دہرایا جائے ورنہ تشدد کی داستانوں سے یہ معاشرہ بھرا ہے۔ آج نہ تو کہیں سے انصاف کا بول بالا کرنے والے حکمرانوں کی آمد ہوتی ہے۔ وطن عزیز کے مختلف گوشوں میں ہر روز کہیں نہ کہیں عورتوں پر تشدد اور جرائم ہو رہے ہوتے ہیں اور کچھ معاشرتی وثقافتی اثرات کی وجہ سے انہیں سزا دی جاتی کیونکہ ان کے بارے میں بات کرنا ناقابل قبول سمجھا جاتا ہے۔ زیادتی کے واقعات میں مظلوم ہی کو قصوروار ٹھہرا کر عزت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ مسائل معاشرے میں ناسور کی طرح پھیل چکے ہیں۔ آج میں یہی دعا کروں گی کہ مجھ سمیت جتنی لڑکیاں ان بدرسموں کے بدلے اور پنچائت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں انہیں انصاف عطا کردے ورنہ انہیں موت نصیب فرما! آمین۔

فقط پاکستان کی بیٹی

میرا عظیم قائد

اُم عبداللہ

قائداعظم

ایک عہد ساز شخصیت

بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کراچی اور پھر اعلیٰ تعلیم اندرون و بیرون ملک بہترین تعلیمی اداروں سے حاصل کی۔ انگلستان سے بیرسٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے وہ ہندوستان واپس آ گئے اور ممبئی میں وکالت شروع کر دی لیکن شاید قدرت کو ان سے کوئی بڑا کام لینا تھا۔ انہوں نے پہلے کانگریس اور بعدازاں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر کے مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے قیام کے لیے جدوجہد شروع کر دی اور مسلمانانِ برصغیر نے ان کی قیادت میں متحد ہو کر 14 اگست 1947ء کو دنیا کے نقشے پر پاکستان کی صورت میں ایک اسلامی مملکت کو وجود دے کر مفکر اسلام علامہ اقبالؒ کے خواب کو سچ کر دکھایا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے علیحدہ وطن کی تحریک میں انتھک محنت اور حوصلے سے کام لیا۔ قائد جنوبی ایشیاء کی ایک تاریخ ساز شخصیت تھے جنہوں نے اپنے عزم واستقلال، یقین محکم سے ایک آزاد وطن تخلیق کیا۔ آپ کا قانون کی بالادستی پر بھی پختہ یقین تھا اور انہیں بلاشبہ جمہوری اقدار کا ترجمان کہا جا سکتا ہے۔

آپ بڑے دور اندیش، صاحب بصیرت، مرد امتحان اور ہندو کے مزاج شناس تھے۔ آپ عظیم قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور آپ کے دل میں عوام کے لیے محبت اور خدمت کا گہرا جذبہ موجزن تھا۔ قائد ایک متحرک رہنما، عظیم سیاسی مدبر، بے مثال پارلیمنٹیرین اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عہد جدید میں قوم کی تعمیر کرنے والی عظیم شخصیت تھے۔ پوری زندگی نظم وضبط اور بے داغ کردار کے ساتھ گزاری اور آپ ہر معاملے کو بڑے احسن طریقے سے حل کرنے کی خداداد صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔

آپ نے ایک پسی ہوئی اقلیت کو حقوق کی جدوجہد کے لیے ساتھ ملایا اور انہیں اپنا وطن لے کر دیا۔ 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے واضح کہا کہ حکومت کی

> آپ بڑے دور اندیش، صاحب بصیرت، مرد امتحان اور ہندو کے مزاج شناس تھے آپ عظیم قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے اور آپ کے دل میں عوام کے لیے محبت اور خدمت کا گہرا جذبہ موجزن تھا۔ قائد ایک متحرک رہنما، عظیم سیاسی مدبر، بے مثال پارلیمنٹیرین اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عہد جدید میں قوم کی تعمیر کرنے والی عظیم شخصیت تھے۔

غرض اور مقصد یہ ہونا چاہیے کہ عوام کی خدمت کیسے کی جائے اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے کیسے طریقے وضع کیے جائیں؟ ان کا کہنا تھا کہ حکومت کو اقتدار میں لانا یا اقتدار سے رخصت کرنا صرف عوام کا حق ہے۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن اپنی یادداشتوں میں تحریر کرتا ہے کہ "جناح کی شخصیت بھی ممتاز اور نمایاں تھی۔ چٹان کی طرح اپنے مقام پر مستحکم اور سخت اس کے ساتھ انتہائی درجے کا ٹھنڈے دل ودماغ رکھنے والا انسان۔ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ تم ان کے سینے کی گہرائیوں میں اتر سکو، نہایت ذہین وفطین۔ وہ میرے دلائل کو نہایت آسانی سے سمجھ جاتے لیکن اس کے بعد محسوس ہوتا جیسے انہوں نے اپنے اور میرے درمیان کوئی حجاب حائل کر دیا ہو۔ وہ تمام دلائل کو ایک طرف رکھ دیتے اور میں ان کے جواب کے لیے ان کے دماغ میں ذرا سی تحرک پیدا کرنے میں بھی ناکام رہتا۔"

قیام پاکستان کے بعد بی بی سی لندن کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ایک انٹرویو دیا۔ دوران انٹرویو ان سے سوال کیا گیا "کیا آپ کے عہد میں ہندوستان کو متحد رکھنے کا کوئی امکان تھا؟" لارڈ نے جواب دیا "میں ہندوستان گیا ہی اس مقصد کے لیے تھا کہ اسے کسی طور پر متحد رکھ سکوں۔ میں نے اس مقصد کی خاطر انتہائی کوشش کی لیکن اس کی راہ میں ایک ایسا شخص حائل تھا جو پہاڑ کی طرح ڈٹا ہوا تھا، یہ تھا محمد علی جناح" بلاشبہ یہ قائداعظم کی ذہانت اور مستقل مزاجی ہی تھی کہ انہوں نے اپنے اٹل ارادوں

کے آگے کسی
کو بند نہیں باندھنے
دیا اور متحدہ ہندوستان کے
ارادے رکھنے والوں کو پاکستان کے قیام پر
رضامند ہونا پڑا۔ بانی پاکستان کی عظیم شخصیت میں وہ بہت
کچھ تھا جو حریف کو جھکنے پر مجبور کردیتا تھا۔ اسی لیے
انہوں نے مسلمانوں اور
پاکستان کا وجود منوالیا
۔جسے علیحدہ اور جداگانہ
تشخص دینے کے لیے
کوئی بھی تیار نہیں تھا۔
23 جنوری
1948ء کو جہاز
''دلاور'' کے افتتاح کے
موقع پر فوجی افسران سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم
نے فرمایا'' پاکستان کو دفاع کو مضبوط سے مضبوط بنانے
میں آپ میں سے ہر ایک کو اپنی جگہ انتہائی اہم کردار ادا کرنا
ہے۔ اس کے
لیے آپ کا نعرہ ہونا چاہیے کہ ''ایمان
تنظیم اور اتحاد'' آپ کو یہ کمی ہمت، استقلال اور بے لوث
فرض شناسی سے پوری کرنی پڑے گی۔

قیام پاکستان کے بعد بی بی سی لندن کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ایک انٹرویو دیا۔ دوران انٹرویو ان سے سوال کیا گیا'' کیا آپ کے عہد میں ہندوستان کو متحد رکھنے کا کوئی امکان تھا؟'' لارڈ نے جواب دیا ''میں ہندوستان گیا ہی اس مقصد کے لیے تھا کہ اسے کسی طور پر متحد رکھ سکوں۔ میں نے اس مقصد کی خاطر انتہائی کوشش کی لیکن اس کی راہ میں ایک ایسا شخص حائل تھا جو پہاڑ کی طرح ڈٹا ہوا تھا۔''

آپ نے ارشاد فرمایا'' میں احباب نوازی اور اقربا
پروری ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔ آپ انتہائی اصول پرست
انسان تھے۔ آپ کی اصول پرستی کا ایک واقعہ کیپٹن گل حسن
نے لکھا ہے جو بعد میں پاکستانی فوج کے سربراہ بھی بنے۔ وہ
جب قائداعظم کے اے ڈی سی تھے تو ایک روز قائداعظم کے
بڑے بھائی گورنر جنرل ہاؤس میں آئے اور اپنے نام کے کارڈ
پر ''قائداعظم کا بھائی'' کے الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کارڈ اندر
قائداعظم کے پاس گیا اور انہوں نے اس پر قائداعظم کا بھائی
کے الفاظ سرخ پنسل سے کاٹ دیئے اور اے ڈی سی سے کہا
کہ ان سے کہو کہ آئندہ میرا حوالہ نہ دیں اور پہلے سے وقت
طے کر کے ملاقات کے لیے
آئیں۔
قائداعظم پاکستان میں
استحصال سے پاک اور عدل
وانصاف پر مبنی معاشرہ قائم
کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے
قائداعظم نے دولت مندوں
کو اپنا انداز فکر تبدیل کرنے
کا مشورہ دیا اور سرکاری افسروں پر زور دیا کہ وہ ایسی فضا

بقیہ صفحہ 44 پر

صحیح معنوں میں امیر محترم حافظ سعید صاحب کی یہ بات پشاور میں سمجھ آئی کہ: ”ملی مسلم لیگ کا قیام دعوت و جہاد کے پھیلاؤ کا ہی ایک دروازہ ہے اور آپ کو جلد ہی اس بات کا یقین ہو جائے گا۔ یہ وقت کی ضرورت ہے جو اللہ نے ہمیں یہ راہ سجھائی ہے“

ہوتے ہیں ان کے اعتراضات کے باوجود امّ اسماعیل صاحبہ مسئولہ ضلع لاہور اور مسئولہ شعبہ طالبات پاکستان نے دن رات محنت شاقہ کے ساتھ ایک منظم اور مؤثر تحریک چلا کر خواتین کی ٹیمیں تشکیل دیں۔

جن میں قریباً 400 خواتین و طالبات نے حصہ لیا اور اُمّ سارہ، اُمّ معوذ، اُمّ ثوبان، اُمّ عبدالصمد، اُمّ ذکاء اللہ، اُمّ خزیمہ اور اُم حمزہ صاحبہ، اُمّ فیصل قصور، اُمّ عابد گوجرانوالہ نے حلقہ این اے 120 میں لوگوں کو غلبہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے احیاء کے لیے تحریک چلائی اور پاکستان کی سالمیت اور استحکام کو درپیش خطرات سے آگاہ کر کے فرقہ پرستی، خاندانی ذات پات اور برادری کی سیاست سے نکل کر اسلامی قانون کی بالادستی کے لیے اپنے ووٹ کو استعمال کرنے کے لیے بھرپور تحریک چلائی۔

اگر چہ ووٹوں کی گنتی کے اعتبار سے کامیابی کے معیار کو جانچنے والوں کے لیے ملی مسلم لیگ کو کامیابی نہ مل سکی لیکن ہماری خواتین کامیابی اس میں سمجھتی ہیں کہ انہوں نے گلی گلی، کوچہ کوچہ، گھر گھر جا کر دین کی دعوت نبوی ﷺ طریقے پر پیش کر کے صرف پیٹ بھرنے کے لیے جینے اور کمانے والوں کو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اسلام کے تقاضوں سے آگاہ کیا اور لوگوں کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے علاوہ قومی سیاست کو ایک نیا اسلوب دیا اور اسی شاندار اسلوب کو اختیار کر کے جب ملیّ مسلم لیگ پشاور حلقہ این اے 4 پہنچی تو صوبہ سرحد میں لسانی عصبیت اور نسلی تفریق سے گندھے ماحول میں جہاں ہر غیر پختون کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

شعبہ خواتین کو شاندار پذیرائی اور حوصلہ افزائی ملی جس کی ایک فیصد بھی توقع نہ تھی، صحیح معنوں میں امیر محترم حافظ سعید صاحب کی یہ بات پشاور میں سمجھ آئی کہ:

”ملی مسلم لیگ کا قیام دعوت و جہاد کے پھیلاؤ کا ہی ایک دروازہ ہے اور آپ کو جلد ہی اس بات کا یقین ہو جائے گا۔ یہ وقت کی ضرورت ہے جو اللہ نے ہمیں یہ راہ سجھائی ہے“

واقعی امیر محترم کے الفاظ سچ ثابت ہوئے اور صوبہ سرحد میں گذشتہ پندرہ سال سے دعوت و جہاد کا کام جس سرد مہری اور تعطّل کا شکار تھا صرف پندرہ دنوں میں حالات کا رخ بدل گیا اور یہ پندرہ سنہرے ناقابل یقین فراموش دن جن میں پشاور کے شہر سے لے کر وسیع و عریض مضافاتی دیہات میں ملنے والی محبتوں کے خزانے اور قومی وحدت کے جذبات کے ساتھ یہ یقین ملا کہ نظریہ پاکستان کی تحریک کو دوبارہ زندہ کر کے ہی پاکستان سے دہشت گردی اور اسلام دشمن قوتوں کو جڑ کاٹی جا سکتی ہے۔

ملی مسلم لیگ کا پشاور میں بیس روزہ قیام اور سیاست کو دینی ڈھانچے میں ملفوف کر کے قرآن و سنت پر مبنی نظام قائم کرنے کے لیے گلی گلی خواتین بہنوں و طالبات، اہل شہداء کی جو زنجیر بنی اور جس گرم جوشی سے دعوت کا یہ انداز افراد کو جوڑنے میں تیز رفتار اور مؤثر ثابت ہوا اس نے خواتین کو دعوت دین کے نئے جذبے سے سرشار کر دیا۔ وہ آئندہ شمارے میں پیش کیا جائے گا۔

ان شاء اللہ

بقیہ قائد اعظم

پیدا کریں کہ ہر شخص کے ساتھ انصاف ہوتا نظر آئے اور ہر شخص کو اپنا حق مل سکے۔ سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور نوابوں کو تنبیہ کرتے ہوئے آپ نے بڑے واضح الفاظ میں کہا کہ ”پاکستان میں کسی بھی طبقے کو لوٹ مار کرنے اور اجارہ داری کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کو یکساں مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ پاکستان امیروں، سرمایہ داروں اور نوابوں کی لوٹ مار کے لیے نہیں بنایا گیا۔ پاکستان غریبوں کی قربانیوں سے قائم ہوا ہے، یہ غریبوں کا ملک ہے اور غریبوں کو ہی یہاں حکومت کرنے کا حق ہے۔

اسلام نے ہمیں اسلامی مساوات، انصاف اور ہر ایک کے ساتھ رواداری کا درس دیا ہے۔ ہم ان عظیم روایات کے وارث اور امین ہیں۔ پاکستان کے آئندہ دستور کے معماروں کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے بخوبی آگاہ ہیں۔

بحیثیت گورنر جنرل قائداعظم کی حیثیت بے مثل تھی۔ ان کی حیثیت مروجہ طرز حکومت میں محض ایک روایتی سربراہ مملکت کی نہیں تھی بلکہ انہیں وہ حیثیت حاصل تھی جو کہ بانی پاکستان اور بابائے قوم کے لیے وقف تھی۔ قائداعظم کے کارناموں اور تاریخی کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے اسٹینلے والپرٹ نے تحریر کیا کہ ”چند افراد نے تاریخ کے دھارے کو بدلنے کی نمایاں کوشش کی اور صرف چند نے دنیا کا نقشہ تبدیل کیا، لیکن شاید ہی کسی رہنما کو قومی ریاست قائم کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہو۔ محمد علی جناح نے یہ تینوں کارنامے سرانجام دیئے۔“

قائداعظم ایک ہمہ گیر سرگرم عمل سیاسی رہنما تھے۔ یہ ان کی سچی اور پرخلوص جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ بے شمار دشواریوں اور رکاوٹوں کے باوجود ایک مقتدر مملکت پاکستان وجود میں آئی۔ وہ ایک عظیم پارلیمانی رہنما تھے۔ ان کا منطقی استدلال لاجواب ہوتا تھا۔ وہ ایک ایسے رہنما تھے جن کو خریدا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ انتہائی اخلاقی جرأت کے پیکر تھے۔ انہوں نے بلاخوف و ڈر مسلمانان برصغیر کے مفاد کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ کی شخصیت تدبر، حوصلہ، احساس ذمہ داری سالمیت، بے باکی اور مقصد سے وابستگی کا آئینہ دار تھی۔

موسمیاتی تبدیلیاں

ام ایمن

سموگ

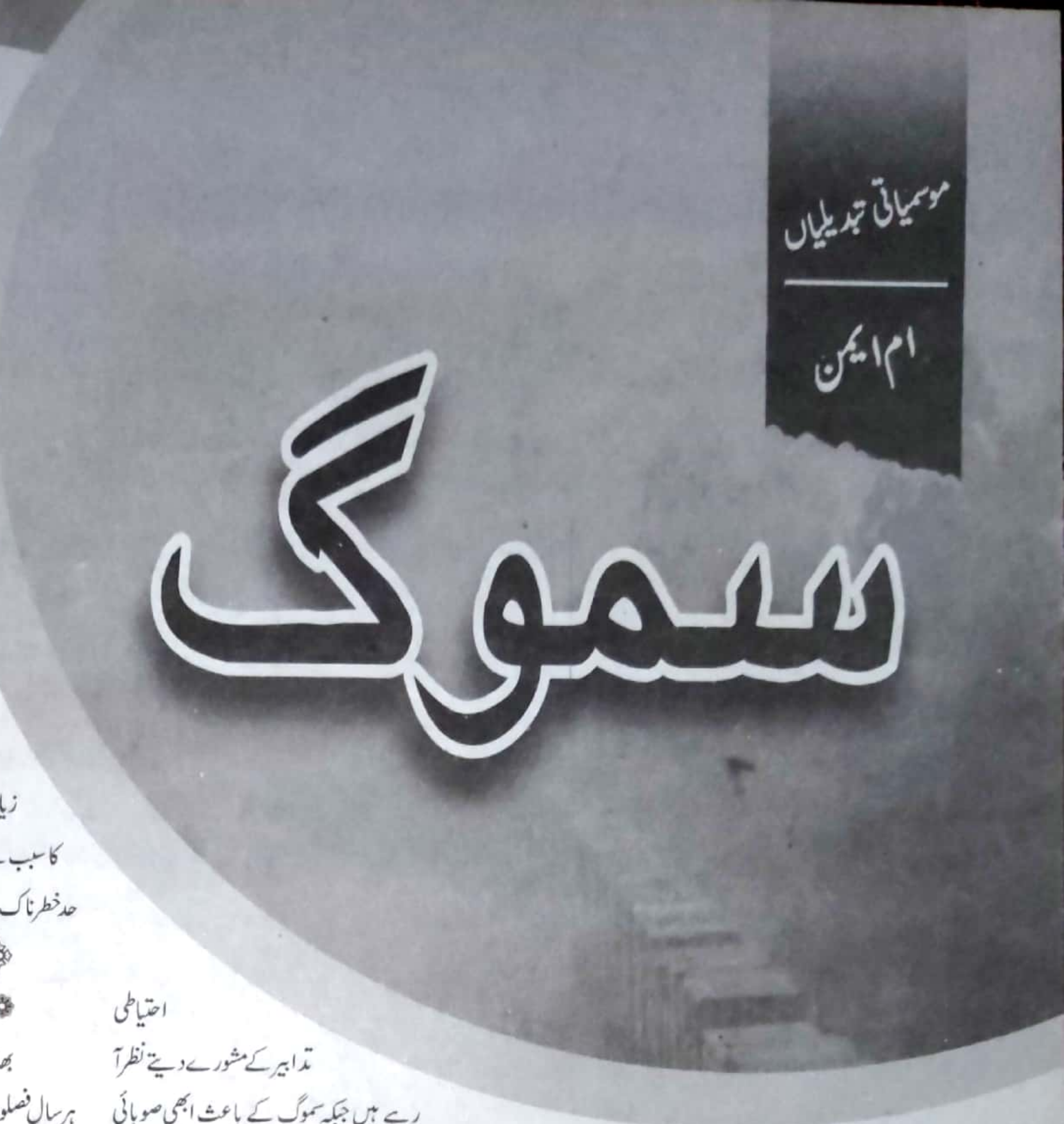

نومبر کا مہینہ شروع ہوتے ہی ہم نے لاہور کو دھند میں لپٹے پایا، لیکن یہ دھند سورج کی کرنیں پڑتے ہی زمین کی جانب نہیں بھاگی اور نہ ہی اس کے اثرات ختم ہوئے، فضاء میں بھی عجیب سی نمی اور چبھن واضح طور پر محسوس کی جانے لگی۔

دو چار دن جب اس دھند کا یہی وطیرہ رہا تو سمجھ میں آیا کہ اصل میں جسے ہم فوگ سمجھ رہے تھے وہ تو سموگ ہے۔ گذشتہ برس بھی یہ سموگ آشوب چشم اور پھیپھڑوں کی چند بیماریاں چھوڑ کر رخصت ہوگئی۔ اس برس بھی جوں جوں موسم سرد ہونے لگا ہے ویسے ہی سموگ نے پھر سے صوبہ پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا ہے۔

لاہور سے شروع ہونے والی سموگ دیگر شہروں میں بھی بیماری کا سبب بننے لگی ہے۔ ماہرین شہریوں کو احتیاطی تدابیر کے مشورے دیتے نظر آ رہے ہیں جبکہ سموگ کے باعث ابھی صوبائی دارالحکومت کے باسی ہی بیماریوں سے نہیں نکلے کہ دوسرے شہروں کے ہسپتال بھی بھرنے لگے۔ کوئی کھانستا چلا آرہا ہے اور کوئی گلے کا روگ بتا رہا ہے لیکن ڈاکٹر کہتے ہیں احتیاط علاج سے بہتر ہے۔

شہری منہ ڈھانپ کر باہر جائیں اور بچوں کو بھی سموگ سے بچائیں ،لاہور کے شمالی حصے میں تقریباً 300 سٹیل ملز موجود ہیں۔ آج دنیا بہت زیادہ ترقی کر چکی ہے۔ جدید مشینوں کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے ،لوگ تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے لیے بھی گاڑی یا موٹر سائیکل کا استعمال کرتے ہیں، اس کے علاوہ ٹریفک کا دھواں بڑھتا جا رہا ہے۔ فیکٹریوں اور کارخانوں سے نکلنے والے دھوئیں اور ٹریفک کے دھوئیں کے باعث جلد اور سانس کے امراض شدید نوعیت اختیار کر رہے ہیں۔

وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی نے سائنس کے عالمی دن کے موقع پر سموگ سے متعلق کہا کہ:

''پنجاب کے مختلف علاقوں میں سموگ کی حالیہ صورت حال ایک اور ماحولیاتی چیلنج ہے جس پر ہمارے سائنسدان کام کر رہے ہیں۔''

چند سالوں سے سموگ کا عذاب دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ ان میں سے چند بڑے ممالک پاکستان بھارت اور چین اس کا زیادہ شکار ہو رہے ہیں، سموگ نہ صرف فضائی آلودگی کا سبب ہے بلکہ یہ انسانی صحت اور جان کے لیے بھی بے حد خطرناک ہے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہے:

وجوہات

فصلوں کی باقیات

بھارتی اور پاکستانی پنجاب میں نومبر کے مہینے میں ہر سال فصلوں کی باقیات سٹہ یا بھوسہ جلانے سے فضاء میں سموگ پیدا ہو جاتی ہے۔ انڈین چومسکی نامی صارف کا کہنا ہے کہ انڈیا کی نسبت پاکستان اپنے شہریوں کی حفاظت کے لیے مستعد اور ہوشیار ہے، اس نے کہا کہ پاکستانی صوبے پنجاب کی تقلید کرتے ہوئے بھارتی صوبے پنجاب کے حکمرانوں کو بھی اپنے شہریوں کی حفاظت کے لیے ہنگامی نوعیت کے اقدامات کرنے چاہیئے۔

دوسری اہم وجہ

دوسری اہم وجہ فضائی آلودگی ہے جس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کا بہت زیادہ مقدار میں فضاء میں جمع ہونا ہے جو کہ گاڑیوں کے دھوئیں اور جلنے کے عمل کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہائیڈروجن سلفائیڈ ،فضائی آلودگی اور گلوبل وارمنگ سموگ کی بڑی وجہ ہیں، فضاء میں موجود کیمیکل اجزاء فضاء کو زہریلا کر رہے ہیں، جس کی بڑی وجہ بھارت کے کسانوں کی طرف سے فصلوں کے 32 ٹن فضلہ جلانے سے کاربن مونو آکسائیڈ کا بننا اور شمالی اور شمال مشرق لاہور میں سینکڑوں فیکٹریوں کے فضلہ اور نالیوں سے خارج ہونے والی گیسز ہیں۔

اور جب تک بارش نہ ہوگی، فضاء صاف نہ ہوگی، اس سموگ کے خاتمہ کے لیے بارش کا ہونا بہت ضروری ہے، اور بارش کے لیے زیادہ سے زیادہ درخت اگانے ہونگے، فیکٹریوں سے نکلنے والا فضلہ اور کارخانوں، گاڑیوں کے دھوئیں کو کنٹرول کرنا ہوگا۔

دو چار دن جب اس دھند کا یہی وطیرہ رہا تو سمجھ میں آیا کہ اصل میں جسے ہم فوگ سمجھ رہے تھے وہ تو سموگ ہے۔ گذشتہ برس بھی یہ سموگ آشوب چشم اور پھیپھڑوں کی چند بیماریاں چھوڑ کر رخصت ہوگئی۔

سموگ کی اصل وجہ:

سموگ کی اصل وجہ یہ ہے کہ حضرت انسان نے قدرت کے ساتھ کھلی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں بہت سی آفات نازل ہو رہی ہیں اور یہ سب انسان کی اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی آفتیں ہیں، ان میں سے بعض انسان کے اعمال کا نتیجہ ہیں اور بعض افعال کا نتیجہ ہیں اور اعمال کی سزا تو قیامت کے دن بھگتنا ہوگی مگر افعال کی سزا تو اسی وقت مل جایا کرتی ہے جیسا کہ دنیا بھر میں ایٹمی اسلحے کے ڈھیر اور ان کے متلون مزاج حکمران نہ صرف دنیا بھر کے لیے خطرہ ہیں بلکہ انسانی جانوں کے لیے بھی خطرناک ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے دنیا کو ہوش میں آنے میں ابھی کافی وقت لگے گا جب کہ دنیا بھر میں کروڑوں ٹن بارود پہلے ہی آپریشنل حالت میں موجود ہے۔

ایٹمی ممالک کے پاس 15 ہزار وار ہیڈز ہیں جن میں سے زیادہ تر امریکہ اور روس کے پاس ہیں، پھر بھارت اور چین کے پاس...... یہ ہتھیار کتنے مہلک خیز ثابت ہوسکتے ہیں؟

دنیا میں اس وقت 14 ہزار 900 ایٹم بم ہیں جو کروڑوں انسانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا سکتے ہیں اور وہ درجنوں شہروں کو ملیامیٹ کر سکتے ہیں، ابھی یہ ہتھیار استعمال نہیں کیے جا رہے، صرف تیار کئے جا رہے ہیں اور حالیہ چند برسوں میں فضاء میں موجود دھند اور سموگ میں جو خطرناک اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے اس کا اہم سبب یہی ایٹمی اور ہائیڈروجن ہتھیار ہیں جن کی تجرباتی بنیادوں پر تیاری کے اثرات اس فضائی آلودگی کا اہم سبب ہے۔

آج سے 20، 25 برس پہلے سموگ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ جو کہ آج کل بہت سی بیماریوں کے علاوہ حادثات کا سبب بھی بن رہی ہے۔

اثرات

سموگ نے نہ صرف کاروبار زندگی کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے بلکہ یہ مختلف امراض کا سبب بھی ہے۔ بچوں کی سکول ٹائمنگ 7:30 سے 9:30 بجے کر دی گئی۔ پروازوں کا شیڈول بری طرح متاثر ہو چکا ہے۔ سموگ کی وجہ سے ٹریفک حادثات میں بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ آنکھوں میں جلن، نزلہ زکام، گلے اور سانس کے امراض میں بے تحاشہ اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔

سموگ سے زیادہ منفی اثرات بچوں، کھلے مقامات پر کام کرنے والے لوگ، حاملہ خواتین اور سانس کی بیماری میں مبتلا مریض متاثر ہوتے ہیں۔ جب ہوا میں موجود کیمیکلز، دھول، مٹی اور زہریلی گیسز ناک کے ذریعے پھیپھڑوں میں جاتی ہیں جس سے بعد میں ٹی بی کا مرض لاحق ہوسکتا ہے۔ گلا خراب، آواز بیٹھ جاتی ہے۔ مسلسل خشک کھانسی چھینکیں آنی شروع ہوسکتی ہیں۔ حلق میں ریشہ اور دمہ کی شکایت ہوسکتی ہے۔

سموگ دو الفاظ کا مرکب ہے، فوگ + سموک۔

سموگ کی اصطلاح سب سے پہلے لندن میں 1900ء میں استعمال ہوئی۔ اس وقت دنیا بھر میں سموگ بڑھ رہی ہے، یہ پوری دنیا کا روگ بن چکی ہے، آنے والے وقت میں سموگ سے بچنے کی تدبیر کرنی ہوگی۔ اس تدبیر اور احتیاط پر سب سے پہلے عمل ہو جانا چاہیے کیونکہ سموگ اچانک پیدا نہیں ہوتی۔

1952ء میں لندن میں سموگ پیدا ہوئی تو لندن دنیا کا ترقی یافتہ اور آلودہ ترین شہر تھا، اس کے علاوہ امریکہ کے دس بڑے شہروں میں سموگ خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ موسمیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں بدلتا موسم، ماحولیاتی آلودگی، روز بروز کے زلزلے اور سمندری طوفان، تباہ کن زلزلے، برف باری، قحط سالی، گلیشیرز کا پگھلنا، زمین

بقیہ صفحہ 62 پر

بچوں کی دنیا

ترتیب: رامین حماد

پیش لفظ:

پیارے بچو! کیا احوال ہیں؟؟ امید ہے سب خیریت سے ہوں گے۔

16 دسمبر سقوط ڈھاکہ کا دن ہے، یہ وہ دن ہے جب اسلامی نظریہ حیات کی بناء پر وجود میں آنے والی مملکت پاکستان کفار کی عیاریوں اور سازشوں کی وجہ سے دو ٹکڑے ہوگئی تھی، یہ وہ دن ہے جب گھر میں دیوار اٹھ گئی، جب ایک گھر کے دو دروازے بنا دیے گئے، جب دشمن کی تلوار نے اسلامی اخوت و بھائی چارے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھ دیا تھا۔

گھر بھی دو ہو گئے در بھی دو ہو گئے
ٹکڑے کر ڈالا دشمن کی تلوار نے

پیارے بچو! جب پاکستان وجود میں آیا تو دو صوبوں کی صورت میں موجود تھا، مشرقی پاکستان اور سمندر کے دوسری جانب مغربی پاکستان، ایک بھائی مشرقی پاکستان میں رہتا تھا تو دوسرا مغربی پاکستان میں رہتا تھا۔

جب 16 دسمبر 1971ء کا سورج طلوع ہوا تو سورج کی کرنیں ہر خاص و عام پر بجلی بن کر گریں۔ اس وقت کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشک بار نہ تھی، ماؤں اور بہنوں کی آہیں دل دہلا دینے والی تھیں، یہ وہ وقت تھا جب بھائی بھائی سے جدا ہوگیا، مملکت پاکستان دو ٹکڑوں میں بٹ گئی، کفار اپنی سازشوں میں کامیاب ہو گئے اور ہم سے ایک بھائی کو ہمیشہ کے لیے جدا کر ڈالا۔

پیارے بچو! بنگلہ دیش تو الگ ہو گیا اور سقوط ڈھاکہ کی صورت میں تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لیے رقم ہو گیا لیکن کشمیر جو پاکستان کا حصہ ہی نہ بننے دیا گیا، کشمیری جو ہندو ظلم و ستم سہنے کے بعد بھی پاکستان کے حق میں نعرے لگا رہے ہیں، ہمیں ان کشمیریوں کی مدد کرنا ہوگی اور الحاق کشمیر کے لیے کام کرنا ہوگا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم کشمیریوں کے ساتھ کھڑے ہوں اور بھارت کو یہ پیغام دے دیں۔

ہم ہیں کشمیری ہمارا طوفان نہ رکنے پائے گا
اے ہند تجھے تنکوں کی طرح لہروں میں بہالے جائے گا

آیئے 16 دسمبر کے دن عہد کرتے ہیں کہ ہم آئندہ دشمن کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ **ان شاء اللہ** آپ کی آپی رامین حماد

بچوں کے قائد

25 دسمبر 1876ء کا سورج طلوع ہوا اور پونجا جناح کے گھر ایک بچے نے آنکھ کھولی، وہ بڑا ہوا تو ایک قابل وکیل بنا۔

شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے جب ایک اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر وجود میں آنے والی مملکت پاکستان کا خواب دیکھا تو اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ان کی نظر انتخاب جس مرد مجاہد پر ٹھہری وہ یہی پونجا جناح کا بیٹا تھا۔

اس کی وکالت کے چرچے سنے، اور اس کا عملی مظاہرہ دیکھا تو علامہ اقبالؒ سمجھ گئے کہ برصغیر پاک و ہند کے 45 کروڑ مسلمانوں کے لیے وہ جس رہبر کی تلاش میں تھے وہ یہی نوجوان ہے، جو مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لیے ہندو بنیے اور عیار انگریز سے لڑ سکتا تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ اس مرد مجاہد، اس نوجوان نے برصغیر کے مسلمانوں کی تقدیر بدل دی۔

اس نے کام، کام اور صرف کام کو بنیاد بنا کر دن رات محنت کی اور وہ مثال قائم کی کہ اس کے نتیجے میں ہم ایک آزاد وطن میں سانسیں لے رہے ہیں۔

جی ہاں! ہم جس نوجوان کی بات کر رہے ہیں وہ نوجوان قائد اعظم محمد علی جناحؒ ہی تھے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کام، کام اور صرف کام کو خلوص دل سے

سرانجام دینے کو کامیابی کی ضمانت قرار دیا۔

پیارے بچو! ہمیں قائد اعظم کے قول پر پورا اترنا ہے اور اتنی محنت کرنی ہے کہ کفار حیران رہ جائیں ہمیں دنیا کے ہر میدان میں اللہ رب العزت کے بھروسے اور رحمت کے نتیجے میں کفار کو پیچھے چھوڑنا ہے۔ ان شاء اللہ

گر چاہتے ہو عزت، محنت سے وہ ملے گی
ہے جس کا نام دولت، محنت سے وہ ملے گی
محنت کرو عزیزو، محنت سے نام ہوگا

﴿رامین حماد﴾

انسانی اعضاء کی قدر و قیمت

پیارے بچو:

ایک بین الاقوامی رپورٹ کے مطابق انسانی اعضاء کو معیاری انداز میں تبدیل کرنے (Transplanting) پر آنے والے اخراجات درج ذیل ہیں۔

- آنکھ کا ڈھیلا (Comea):
اوسط اخراجات 30 ہزار ڈالر
- دل (Heart):
اوسط اخراجات 1 لاکھ 60 ہزار ڈالر
- گردہ (Kdney):
اوسط اخراجات 62 ہزار ڈالر
- پھیپھڑا (Lung):
اوسط اخراجات 1 لاکھ 50 ہزار ڈالر
- جگر (Liver):
اوسط اخراجات 1 لاکھ 50 ہزار ڈالر
- معدے کا لبلبہ (Pancreas):
اوسط اخراجات 98 ہزار ڈالر

اتنے بیش قیمت اعضاء سے شب و روز فائدہ اٹھانے والا انسان پھر بھی اپنے رب کی ناشکری کے بول بولتا ہے۔ ﴿ام عبداللہ﴾

میرا دیس

* بے مثل آموں اور گنوؤں کا دیس۔

* کائنات کے ہر موسم سے سجا، تھر کی چاندنی، صنوبر پہ گرتی برف، سورج اور دھوپ اور گل لالہ کے کالے پھول سے سجا میرا دیس۔

* قراقرم اور ہمالیہ میں لپٹا، نیلگوں منوڑہ اور سبز پانیوں والا گوادر، سرسوں کے پیلے ساحل، چلغوزوں کا جنگل اور خوبانی سے بھرے درختوں سے اٹا میرا دیس۔

* مری کی خنک شامیں، زیارت کی بھید بھری ٹھنڈک، اسلام آباد کی گلابی دھوپ، لال سوہانرا کی خاموشی، لاہور کی شاداب صبحیں اور آباد راتوں سے بسا ہوا میرا دیس۔

* مدرسے کو جاتے بچے، گلیوں میں گہما گہمی، دروازوں میں کھڑی باتوں میں مگن عورتیں، محلے میں پھیری والے کی آوازیں اور شادیوں کے مسائل سے گھرا ہوا میرا دیس۔

* سنہرے کھلیان اور گہرے پانی، بالتورو اور آنسو جھیل، کنکورڈیا اور راکا پوشی، استور اور خنجراب چولستان اور وادی یسین، تم اور میں میرا دیس پاکستان۔

﴿ام کلثوم، لاہور﴾

اللہ کا دوست

پھٹے پرانے جوتوں کے ساتھ وہ پلاسٹک کی گیند سے کھیل رہا تھا، مجھے بہت دکھ ہوا، میں نے بازار سے نیا جوتا خریدا اور اسے دیتے ہوئے کہا ”برخوردار لو“ یہ جوتا پہن لو“، لڑکے نے فوراً جوتے نکالے اور پہن لئے۔

اس کا چہرہ مسرت سے دمک اٹھا تھا، وہ میری طرف پلٹا اور میرا ہاتھ تھام کر پوچھا ”آپ خدا ہیں؟“ میں نے گھبرا کر ہاتھ چھڑایا اور کانوں کو ہاتھ لگا کر کہا ”نہیں بیٹا، نہیں، نعوذ باللہ میں خدا نہیں“ لڑکا پھر مسکرایا اور کہا ”تو پھر ضرور اللہ کے دوست ہوں گے، کیونکہ میں نے کل رات صرف اللہ سے کہا تھا کہ مجھے نئے جوتے دے دیں۔“

اب میں مسکرایا اور اس کے ماتھے کو شفقت سے پیار کر کے اپنے گھر کی طرف چل پڑا، اب میں بھی جان چکا تھا کہ اللہ کا دوست ہونا کوئی مشکل کام نہیں۔

ریحانہ امجد، جہلم

دعاؤں کی قبولیت ایک امتحان

جس طرح کلی کو پھول بننے میں کچھ وقت لگتا ہے، طالب علم کو سارا سال پڑھ کر امتحان دینا ہوتا ہے، پھر اسے کامیابی کی سند ملتی ہے، اسی طرح ہماری خواہشات کی تکمیل اور دعاؤں کی قبولیت کے لیے وقت درکار ہوتا ہے، ہمیں صبر کے ساتھ کوشش اور انتظار کرنا چاہیے۔

اپنی امیدیں اسی کے در سے تم ساری رکھو
کیسی تاریکی ہو پھر بھی کوششیں جاری رکھو

﴿عائشہ صدیقہ﴾

میرے چند پسندیدہ اشعار

بھارتی فوج کی ٹولیوں سے لڑو
لہو لہو تن میں تو ہولیوں سے لڑو
جو میسّر ہے ان گولیوں سے لڑو
کچھ نہیں ہے تو پھر سنگ باری رہے
جنگ جاری رہے جنگ جاری رہے

﴿زونیرہ ارزق﴾

میرے رب تیری نصرت کے ہیں طالب ہم مدد کرنا
کہ گلشن پہ ہے اترا درد کا موسم مدد کرنا

﴿عائشہ حماد﴾

میرے مجاہد قدم بڑھاؤ کہ زندگی یہ گذر نہ جائے
حسین موسم شہادتوں کا ہے اب کہیں یہ گذر نہ جائے

﴿وردہ صغیر﴾

جھپٹنا، پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

﴿عزیمت حماد﴾

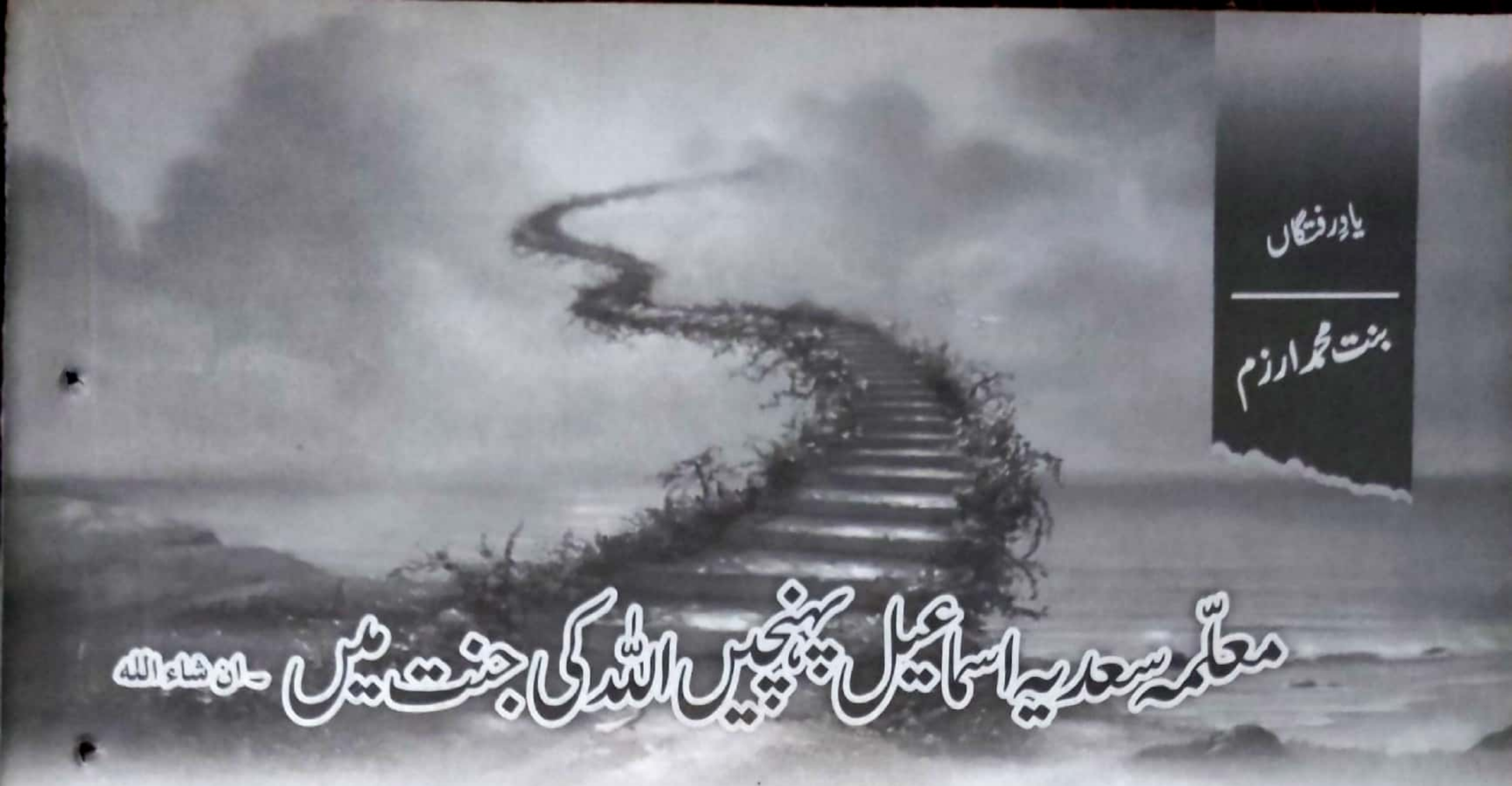

یادِ رفتگاں

بنت محمد ارزم

معلّمہ سعدیہ اسماعیل پہنچیں اللہ کی جنت میں ۔ان شاء اللہ

کل نفس ذائقة الموت. ''ہر جاں موت کو چکھنے والی ہے۔''

موت ایک اٹل حقیقت ہے کوئی دنیا میں ایک دن رہے۔ایک سال رہے یا سو برس رہے اسے ایک نہ ایک دن دنیا سے چلے جانا ہے کیونکہ یہ دنیا عارضی ہے اور ابدی زندگی موت کے بعد کی زندگی ہے۔کوئی بچپن میں چلا جاتا ہے،کوئی جوانی میں چلا جاتا ہے اور کوئی بڑھاپے میں غرضیکہ ہر ایک کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دنیا کی زندگی میں اس قاعدے اور قانون کے تحت اپنے حصے کی زندگی گزار کر عین جوانی میں ام شریم ہم لوگوں کو اپنے عزیز واقارب ،والدین ،بہن بھائیوں اپنے شوہر اور ننھے منے بچوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔اللہ ان کی مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔آمین

ان کی یادیں اور اچھی باتیں قلم کے ذریعے قارئین کی نظر کرنا چاہتی ہوں۔میں جب 1999ء میں جامعہ اثریہ جہلم گئی تو وہ اس وقت درس نظامی کے آخری سالوں میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا کام بھی سر انجام دے رہی تھیں ،خوبصورت خدوخال کی مالک ،نرم مزاج تحمل مزاج ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بات کرنے والی چلنے میں تھوڑا رعب ودبدبہ اچھی شخصیت کی مالک اور اچھے اخلاق وکردار کے ساتھ ساتھ حافظہ اور خوبصورت آواز میں قراءت قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی یہ شخصیت باجی سعدیہ تھیں جن کی شخصیت تمام طالبات اور معلمات کے لیے ایک آئیڈیل تھی ،بہت نیک اور باعمل تھیں ،پڑھانے کا انداز بھی بہت اچھا تھا ،ہر چیز بہت اچھی طرح سے سمجھاتی تھیں ،بہت رعب تھا۔تمام طالبات ان سے بہت ڈرتیں اور ان کے پیریڈ بہت پابندی سے لیتیں۔

باقی جامعہ کے معاملات میں بھی پرنسپل صاحبہ زیادہ تر ذمہ داریاں ان کو ہی سونپا کرتیں اور وہ ہر ذمہ داری کو بخوبی نبھاتیں۔تمام طالبات کو درس دینا ،سمجھانا ،رہنے سہنے کے آداب سکھانا ،صبح اسمبلی کروانا ،تہجد کے لیے بیدار کرنا ،نمازوں میں پابندی کرنا ،نماز باجماعت ادا کروانا اور ان تمام اصولوں پر عمل کرنے کے لیے سختی کرنا۔یہ تمام ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے انہیں کوئی چودہ سے پندرہ سال کا عرصہ گزر گیا۔

اس عرصے میں کتنی طالبات آئیں اور چلی گئیں اور بہت سی ٹیچرز بھی آئیں اور گئیں لیکن وہ پوری توجہ اور خوش اسلوبی سے ہر کام اور ذمہ داری سرانجام دیتی رہیں۔وہ پردے کی بہت پابند تھیں ،شرم وحیا والی تھیں ،وہ ہمیشہ مسکراتی ،ہنستی بہت کم تھیں ،لیکن جب کبھی ہنستی تو کھلکھلا کر ہنستیں اور بہت اچھی لگتیں۔بچوں سے بہت پیار کرتیں ،کلاس اور پڑھانے کے اوقات سے ہٹ کر ایسے رہتیں کہ بالکل دوست لگتیں۔غریب اور نادار بچوں کا خیال رکھتیں۔ہر خوبی ان میں پائی جاتی۔خوبصورت انداز میں نعت پڑھا کرتیں اور کسی بھی نعت خواں کی ہو بہو نقل کر لیا کرتیں اور پھر بہت شوق سے پڑھا کرتیں ،جب جماعت کرواتیں۔تو خوبصورت آواز میں قراءت کرتیں۔قرآن کی یہ والی سورتیں نماز میں زیادہ پڑھتیں۔سورۃ الغاشیہ ،سورۃ الاعلیٰ اور یہ والی آیت:

''اللہ نور السموات اور فاذ برق البصر

میری ٹیچر بتارہی تھی کہ روزانہ میری فون پر بات ہوتی تو وہ انتہائی تکلیف میں ہونے کے باوجود بالکل صبر میں ہوتیں اور ہمیشہ کہتی کہ اللہ کا شکر ہے میں پہلے سے بہتر ہوں۔ دعا کرنا میں ان شاء اللہ جلدی ٹھیک ہو جاؤں گی۔

وخسف القمر.

انہوں نے مجھے قرآن پاک کی تلاوت بھی سکھائی تھی۔ ان کی وہ نعتیں وہ باتیں آج بھی کانوں میں گونج رہی ہیں۔ اس تمام عرصے کے بعد جب وہ جامعہ چھوڑ کر جارہی تھیں تو تمام طالبات معلمات اور عملہ بہت پریشان تھا اور انہوں نے اپنی زندگی کے بہت سے قیمتی ماہ وسال جہاں گزارے تھے اس جگہ کو چھوڑ کر جاتے ہوئے وہ خود بھی پریشان تھیں۔

جانے کے بعد ان کی شادی ہوگئی، بعد میں ایک دو دفعہ جامعہ آئی تھیں۔ بہت خوش اور مطمئن تھیں، جامعہ سے جانے کے بھی انہوں نے اپنا تعلق دین سے جوڑے رکھا اور منڈی بہاؤالدین جامعہ میں پڑھاتی رہیں، اس کے ساتھ ہی وہ جماعۃ الدعوۃ سے منسلک تھیں اور منڈی میں خواتین کی ضلعی مسئولہ بھی تھیں۔

انہیں اللہ نے اولاد کی نعمت سے بھی نوازا، اور وہ چار بچوں کی دینی تربیت کرنے والی ماں تھیں۔ غرض نو سے دس سال گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا، وقت تیزی سے گزرتا گیا اور وہ تھوڑی بیمار رہنے لگیں اور انہیں بہت موذی مرض سرطان نے آگھیرا۔ ان کے گھر والوں کے مطابق وہ پھر بھی کمزور نہ پڑیں، ہمت حوصلے اور صبر کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کرتی رہیں۔ ہر تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کیا اور اللہ سے پر امید رہیں کہ وہ جلد صحت یاب ہوجائیں گی۔ ان کی ہمشیرہ جو میری کلاس فیلو بھی تھی بتارہی تھی کہ جب وہ بہت زیادہ کمزور ہوگئیں تو لیٹی ہوتیں۔ میں جاتی تو مذاق کرتی کہ اللہ کی بندی لیٹی ہوئی نہ ملا کرو۔ تو وہ کہتیں دعا کرو میں جلدی ٹھیک ہوجاؤں اور اپنے بچوں کے کام خود کروں۔

میری ٹیچر بتارہی تھی کہ روزانہ میری فون پر بات ہوتی تو وہ انتہائی تکلیف میں ہونے کے باوجود بالکل صبر میں ہوتیں اور ہمیشہ کہتی کہ اللہ کا شکر ہے میں پہلے سے بہتر ہوں۔ دعا کرنا میں **ان شاء اللہ** جلدی ٹھیک ہو جاؤں گی۔ ان کا سب سے چھوٹا بیٹا جو شاید اب تین سال کا ہے وہ کہتا کہ امی آپ ٹوٹی ہوئی ہو جب جڑ جاؤ گی تو مجھے اٹھا لینا اور اپنے پاس سلا لینا۔ بچے بھی کیسی پیاری باتیں کرتے ہیں۔ اس معصوم کو کیا معلوم کہ آنیوالے وقت میں میری ماں مجھ سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ جائے گیا۔ اللہ کی ذات اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتی ہے۔ اور پھر جو اللہ کو منظور تھا۔ وہ صبر کرتے شکر کرتے نماز پڑھتے دعائیں کرتے 4 جون 8 رمضان المبارک اللہ کو پیاری ہوگئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ خبر سن کر دل سکتے میں آگیا، بہت دکھ ہوا۔ آنسو جاری ہو گئے لیکن جو رب کی رضا وہ اس جہاں سدھار گئیں جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں آتا وہ ہمیشہ کے لیے چلی گئیں۔ اپنے معصوم بچوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر وہ رب رحیم کے پاس جا پہنچیں۔

زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے؟

وہ ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئیں، وہ اس دار فانی کو خیر باد کہہ کر ابدی نیند سوگئیں۔ اللہ دنیاوی تکلیفوں کے بدلے اور ان کے اچھے صبر کے بدلے انہیں اپنے ہاں سرخرو کرے۔ آمین۔

یقیناً وہ اللہ کی جنت میں اللہ کی مہمان ہوں گی۔ **ان شاء اللہ**

۔اللہ ان کے بچوں کا حامی وناصر ہو۔

آتی رہے گی آپ کی باتوں کی خوشبو ہمیشہ باجی سعدیہ
گلشن آپ کی یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

انہوں نے جو سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں طالبات کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا اللہ ان سب کو اور مجھے ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور انہیں فردوس بریں میں جگہ دے۔ آمین

حیات کل کی ہے محسوس ہوتا ہے یوں
جیسے بچھڑے ہوئے اک زمانہ ہوا

اللھم ادخلہ الجنۃ الفردوس

میڈیکل کالم

ورده طارق

اچھی صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور صحت کی حفاظت کرنا ہم سب پر فرض ہے۔

﴿اسباب﴾

فیکٹریوں، کارخانوں سے نکلنے والے دھوئیں اور ٹریفک کے دھوئیں کے باعث جلدی امراض شدید نوعیت اختیار کر رہے ہیں۔ جلدی امراض بڑھنے کی بہت سی وجوہات ہیں، اب تو میڈیکل سائنس نے کافی ترقی کر لی ہے جس کے باعث امراض کا جلد ہی علم ہو جاتا ہے، مگر ایسے ہوتے ہیں جن کا مکمل علاج تو موجود نہیں ہے مگر احتیاطی تدابیر کو اپناتے ہوئے ان امراض سے بچا جا سکتا ہے۔

انسانی جسم کے اندرونی عوامل بھی جلدی امراض بڑھانے کا سبب بنتے ہیں، مختلف قسم کا میک اپ اور رنگ گورا کرنے والی سستی کریموں کے استعمال سے بھی انسان جلدی امراض میں مبتلا ہو جاتا

مرض میں جلد پر سفید دھبے پڑ جاتے ہیں، اس مرض میں جلد کے ساتھ ساتھ بال بھی متاثر ہوتے ہیں اس کے علاوہ اگر جلد کے کینسر کی بات کی جائے تو یہ ایک ابھار ہے۔

سکن کینسر کی اگر جلد تشخیص ہو جائے تو اس کا علاج ممکن ہے اور انسان کافی دیر تک زندہ رہ سکتا ہے۔ ویسے تو سکن کینسر بیرون ممالک میں زیادہ پایا جاتا ہے اور پاکستان میں اس کی شرح بہت ہی کم ہے۔

آج کل ہر لڑکی گورا رنگ چاہتی ہے اور اسی چکر میں وہ مختلف رنگ گورا کرنے والی کریمیں لگا لیتی ہے، جس سے جلد کی تہہ پتلی ہو جاتی ہے اور اکثر مختلف قسم کے مضر

سورائسس

کے مریضوں کو ساری زندگی اس کے ساتھ رہنا پڑتا ہے

کچھ امراض موروثی ہوتے ہیں جو نسل در نسل چلتے ہیں۔

اسی طرح چند امراض کا علاج بہت مہنگا ہوتا ہے جو کہ عام آدمی کی دسترس سے باہر ہوتا ہے اور چند امراض ہے۔ اس کے علاوہ وٹامن ڈی کی کمی کے باعث جلدی امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ چہرے پر کیل مہاسے اکثر ہارمونز میں تبدیلی سے آتے ہیں لہٰذا ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ مستند ڈاکٹر سے رجوع کیا جائے۔

اس کے علاوہ سگریٹ نوشی سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔ سورائسس کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ وٹی ہو گو، جلد کی ایک بیماری ہے اس

اثرات بھی پڑتے ہیں۔ جلد کی بہت سی بیماریاں ایسی ہیں جن میں جلد کے ٹشوز ختم ہو جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ارد گرد خون کی فراہمی بھی متاثر ہو تی ہے۔

جلد کے مختلف امراض اور سورائسس کے حوالے سے ہم نے معروف کنسلٹنٹ ڈرماٹولوجسٹ لیزر سپیشلسٹ کاسموٹولوجسٹ ڈاکٹر جمشید بٹ سے بات چیت کی جو قارئین کی نذر ہے۔

﴿احتیاطی تدابیر﴾

سورائسس جیسا کہ پاکستان میں بہت عام ہے جیسے کہ شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض احتیاطی تدابیر کو اپناتے ہیں بالکل اسی طرح سورائسس کے مریض کو بھی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا پڑتی ہیں۔ اس مرض کا ابھی تک پاکستان میں کوئی مستقل علاج موجود نہیں ہے، البتہ باہر

آج کل ہر لڑکی گورا رنگ چاہتی ہے اور اسی چکر میں وہ مختلف رنگ گورا کرنے والی کریمیں لگا لیتی ہے جس سے جلد کی تہہ پتلی ہو جاتی ہے اور اکثر مختلف قسم کے مضر اثرات بھی پڑتے ہیں۔ جلد کی بہت سی بیماریاں ایسی ہیں جن میں جلد کے ٹشوز ختم ہو جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ارد گرد خون کی فراہمی بھی متاثر ہوتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ چنبل کے مرض میں مریض کے جسم کے کسی بھی حصے پر زخم بنتا ہے اور وہ اسے الرجی سمجھ لیتا ہے، یہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک گیلی ہوتی ہے جو کہ اصل میں چنبل ہوتی ہے اور دوسری جو خشک ہوتی ہے وہ سورائسس کہلاتی ہے۔

کے ممالک میں ایک انجکشن دریافت تو ہوا ہے جو نہایت مہنگا ہے لیکن ابھی بھی یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس مرض کا مکمل خاتمہ کر دے لہٰذا سورائسس کے مریض کو ساری زندگی اس مرض کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔

انہوں نے مزید بتایا کہ مختلف احتیاطی تدابیر کو اپناتے ہوئے ان امراض سے بچا جا سکتا ہے جیسے کہ اگر کوئی مکینک ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دستانوں کا استعمال کرے، اسی

طرح گھریلو خواتین بھی ہاتھوں پر دستانے پہن کر پانی میں کام کیا کریں۔

Contact Eczema بھی بہت عام ہے، خواتین کو آرٹیفیشل جیولری پہننے سے بھی مرض لاحق ہو جاتا ہے، جلد خشک ہونے کی صورت لوشن کا استعمال کرتے رہنا چاہیے تا کہ جلد نارمل رہے اور خشکی ختم ہو جائے۔

انہوں نے بتایا کہ چنبل کے مرض میں مریض کے جسم کے کسی بھی حصے پر زخم بنتا ہے اور وہ اسے الرجی سمجھ لیتا ہے، یہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک گیلی ہوتی ہے جو کہ اصل میں چنبل ہوتی ہے اور دوسری جو خشک ہوتی ہے وہ سورائسس کہلاتی ہے۔

سورائسس کا مرض نومولود بچوں سے لے کر بڑوں تک کو بھی لاحق ہو سکتا ہے، دراصل خشک چنبل کو سورائسس کہتے ہیں، جلد کے جو امراض ہم دیکھتے ہیں ان میں دس سے پندرہ فیصد کیس اگیزیما کے آتے ہیں جو کہ ایک بڑی تعداد میں ہے اور تشویشناک صورتحال ہے۔

جن بچوں کو پیدائشی طور پر یہ مرض لاحق ہوتا ہے ان بچوں کی جلد خشک ہوتی ہے اور جلد کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔ بعض اوقات زخم میں سے پانی بھی نکلنے لگ جاتا ہے جس کو گیلا اگیزیما کہتے ہیں۔ اس مرض میں مبتلا اس افراد کی تعداد زیادہ ہے جن کو موروثی طور پر یہ مرض لاحق ہے۔

ڈاکٹر جمشید نے بتایا کہ پاکستان میں جلد کی بہت سی بیماریاں ہیں جیسا کہ Acne, Eczema, Psoriasis وغیرہ۔

﴿اقسام﴾

eczyma کی کئی اقسام ہیں جیسا کہ:

- houswwife eczeman یہ ان خواتین کو ہوتا ہے جن کی جلد بہت زیادہ خشک ہوتی ہے، پانی اور صابن والے کام زیادہ کرتی ہیں۔
- Occupational eczema ان افراد کو زیادہ ہوتا ہے جو مختلف کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف اقسام کے کیمیکلز اور ربڑ کے استعمال سے یہ مرض شدت اختیار کر جاتا ہے۔

سورائسس کے مرض میں دنیا میں دو سے پانچ فیصد لوگ مبتلا ہیں جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے، جبکہ پاکستان میں دو سے تین فیصد لوگ مبتلا ہیں۔

﴿علاج﴾

اکثر لوگوں کے سر میں خشکی ہوتی ہے اور اس کو لوگ Eczema سمجھتے ہیں مگر بعض افراد کو سر میں شدید قسم کی خشکی ہوتی ہے، خشکی کی اس قسم میں سکیل بڑھ جاتے ہیں اور اس کو بھی سورائسس کہتے ہیں۔ ہر خاندان میں ایک نہ ایک فرد کو سورائسس ہوتا ہے۔ جب سر میں سورائسس ہوتا ہے تو کچھ لوگ مختلف شیمپو استعمال کرتے ہیں جس سے وقتی طور پر تو فائدہ ہو جاتا ہے مگر اس کے لیے ادویات کا استعمال بھی نہایت ضروری ہے۔

سورائسس ایک autommnue بیماری ہے اگر جسم کے کسی حصے پر یہ مرض ہوتا ہے تو اس کے لیے ادویات لگانی اور کھانی ہوتی ہیں، مطلب یہ کہ آپ ادویات استعمال کرتے رہیں گے تو مرض قابو میں رہے گا۔

جلد پر مختلف پروڈکٹس استعمال کرنے سے چہرہ اکثر سرخی مائل ہو جاتا ہے، خارش اور سوجن کا عنصر بھی بڑھ جاتا ہے، آلودہ ماحول اور نامناسب دیکھ بھال کے باعث جلد کے حفاظتی سیلز کی تہہ خراب ہو جاتی ہے۔ حساس جلد کو زیادہ نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔

سورائسس کا عام علاج سستا اور عام آدمی کی دسترس میں لیکن جدید علاج بہت مہنگا ہے۔ انہوں نے

بقیہ صفحہ 62 پر

گوشہ صحت

فرزانہ سلیم

اچھی نیند

ہم اپنی زندگی کا ایک تہائی حصہ سونے میں گزار دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں شاید ہی کبھی غور کرتے ہیں۔ نیند بہت مفید ہے اس کے بغیر ہماری ذہنی اور جسمانی سوچیں محدود ہو جاتی ہیں۔ سائنس دانوں کے مطابق نیند کی دو اقسام ہیں، ایک وہ جس میں آنکھیں تیزی کے ساتھ حرکت کرتی ہیں جسے RAM کہتے ہیں اور دوسری قسم NON REM کہلاتی ہے، جس میں آنکھوں کی حرکت وقوع پذیر نہیں ہوتی۔

ذہنی دباؤ کی وجہ ہماری زندگیوں میں بہت عام ہے اس کی مثال تناؤ پیدا کرنے والے واقعات مثلاً غصہ، طلاق یا گھریلو اور ماحولیاتی مسائل وغیرہ ہیں۔ اگلی صبح کسی مشکل کام کرنے کا خیال بھی ایک اہم وجہ ہوسکتا ہے، جسمانی بیماریاں جس میں جسمانی خلل جیسے جوڑوں کا درد، بار بار پیشاب آنا خصوصاً رات کو ایسے مسائل بھی وجہ بنتے ہیں۔

ہم RAM نیند کے دوران خواب دیکھتے ہیں، خواب اہم خیال کیے جاتے ہیں، کیونکہ یہ دن کے دوران میں ہونے والے واقعات کو ''فائل'' کی شکل میں ترتیب رکھتے ہیں، NON REM نیند کے دوران توانائی بحال ہوتی ہے اور ترتیب نو کا عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔

بے خوابی ایک ایسا مسئلہ ہے، جس سے بہت سے لوگ کبھی نہ کبھی متاثر ہوتے ہیں، عام طور پر بے خوابی مختصر وقت کے لیے ہوتی ہے یا اس کا پریڈ وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہتا ہے، اگرچہ ہمارے سونے کا وقت آٹھ گھنٹہ ہے، تاہم یہ فرداً فرداً مختلف ہوتا ہے، کچھ لوگ دن بھر میں چھ گھنٹے سوتے ہیں جب کہ کچھ افراد کی نیند کا دورانیہ دس گھنٹے ہوتا ہے۔

انسومنیا کسی ایک واقعے سے یا فرد کے طرز زندگی سے متعلق ہوسکتا ہے۔ بعض اوقات نیند میں خلل کسی دوا کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے یا کوئی ایسی چیز ہوسکتی ہے، جس سے فرد متاثر ہوتا ہے، جیسے جوڑوں کا درد وغیرہ۔

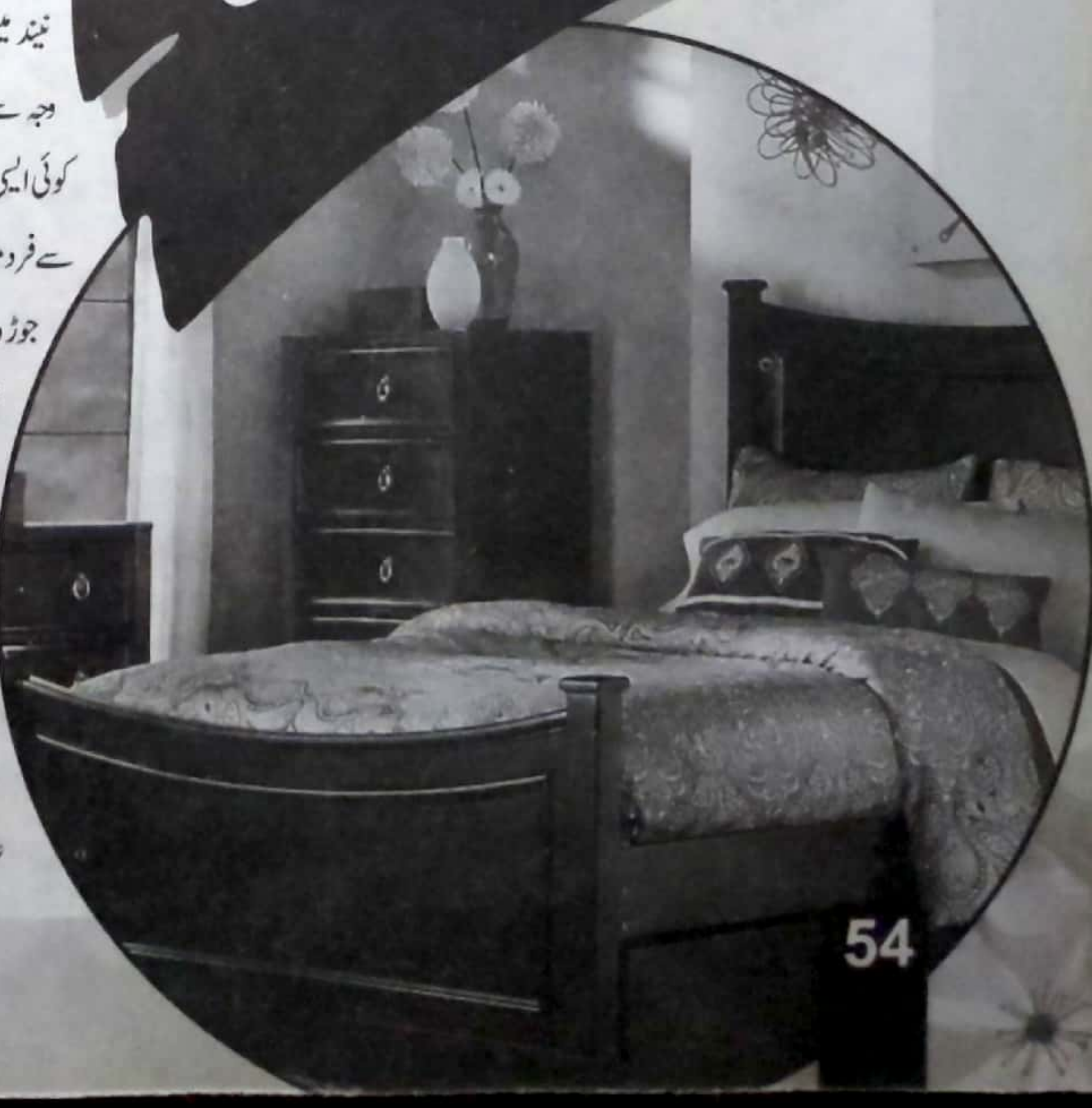

نیند کی صلاحیت سے محرومی ہمیں متاثر کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جہاں ڈاکٹر اس کا سبب معلوم کر کے علاج کے لیے ایک منصوبہ بنا سکتا ہے، نیند میں خلل کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں مثلاً سونے کے دوران آنکھ کھلنا اور دوبارہ سونے میں مشکل کا سامنا، صبح سویرے عموماً 4 بجے جاگ جانا، صبح کے وقت آنکھ کھلنا اور تھکاوٹ محسوس کرنا (جو کہ دی گئی وجوہ میں کسی ایک کی بنا پر ہوسکتی ہے۔)

اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ آپ کے سونے کے انداز کیا ہیں کیونکہ یہ ڈاکٹر کے لیے وجوہات تلاش کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں، بے خوابی کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں، جن میں چند اہم وجوہات میں ذہنی دباؤ، جسمانی بیماریاں، ماحولیاتی عوامل، طرز زندگی قابل ذکر ہیں۔

ذہنی دباؤ کی وجہ ہماری زندگیوں میں بہت عام ہے اس کی مثال تناؤ پیدا کرنے والے واقعات مثلاً غصہ، طلاق یا گھریلو اور ماحولیاتی مسائل وغیرہ ہیں۔ اگلی صبح کسی مشکل کام کرنے کا خیال بھی ایک اہم وجہ ہوسکتا ہے، جسمانی بیماریاں جس میں جسمانی خلل جیسے جوڑوں کا درد، بار بار پیشاب آنا خصوصاً رات کو ایسے مسائل بھی وجہ بنتے ہیں۔

ماحولیاتی عوامل میں غیر آرام دہ بستر بھی نیند کو متاثر کرتا ہے، بہت سے لوگ شور کی شکایت کرتے ہیں، جیسے خراٹے وغیرہ یا شور پیدا کرنے والے ہمسائے، بیڈ روم میں روشنی بھی مشکل پیدا کرتی ہے، طرز زندگی یعنی شام کے وقت بہت زیادہ چائے، کافی یا مشروبات جن میں کیفین شامل ہو نیند میں خلل کا باعث بنتی ہے۔ رات کی شفٹ میں کام کرنے والے نیند کے پیٹرن میں مشکل محسوس کرتے ہیں، بالکل ایسا ان لوگوں کے ساتھ بھی ہوتا

ہے جو کسی مشکل دور سے گذر رہے ہوں یا امتحان کے دنوں سے گذر رہے ہوں، اس کے علاوہ لمبے دورانیہ کا سفر بھی نیند کو متاثر کرتا ہے۔

ہر شخص کی نیند کی ضرورت مختلف ہوتی ہے، اور سونے کے انداز کے بارے میں رائے بھی مختلف ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح بے خوابی کا کوئی ایک علاج نہیں ہے نیچے دیے گئے اہم نکات مجموعی طور پر Sleephygiene کہلاتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر آپ بے خوابی کی شکایت کو دور کر سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ مختلف لوگوں کے لیے مختلف نکات کارآمد ثابت ہو رہے ہیں۔

اجتناب کریں

کیفین، نکوٹین، شراب وغیرہ اور دیگر جگائے رکھنے کی صلاحیت کی حامل اشیاء سے جو دیر تک جگا سکتی ہیں۔

مائعات کم سے کم استعمال کریں

رات کو باتھ روم جانے کی ضرورت کو کم کیا جا سکتا ہے اگر سونے سے پہلے مائع کی مقدار نہ لی جائے۔

ورزش

دوپہر کے بعد یا شام کے وقت ورزش کریں اور سونے سے پہلے سخت جسمانی ورزش نہ کریں۔

پرسکون رہنے کی کوشش کریں

کتاب پڑھنا پرسکون ہونے میں مدد دیتا ہے، آپ کو سونے کے دور میں لے آتا ہے۔ سونے سے قبل کا ایک گھنٹہ خاموش رہنے کی کوشش کریں تاکہ نیند کی طرف جانے میں آسانی ہو اگرچہ یہ ہر وقت ممکن نہیں ہوتا۔

بستر پر کام کرنے

اپنے بستر کو سونے کی جگہ کے طور پر رکھیں، بستر پر اس خیال سے نہ جائیں کہ نیند آنے تک کام کر لیا جائے، یا ٹی وی دیکھا جائے کیونکہ اس طرح سے نیند آسانی سے نہیں آئے گی۔

بستر آرام دہ ہو

اوسطاً ایک گدا دس سال سے زیادہ عرصہ کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ نیا گدا خرید لینا چاہیے لیکن اس کے لیے رنگ اور قیمت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ یہ دیکھیں کہ گدا آرام دہ ہے۔

☆ عموماً نیند کا مسئلہ بہت کم عرصہ کے لیے ہوتا ہے اور آپ اس پر قابو پا سکتے ہیں اگر آپ اوپر دی گئی ہدایات کے مطابق عمل کریں۔

پیٹ کے بل یعنی اوندھے منہ نہیں سونا چاہیے کیونکہ یہ طبی طور پر بھی مضر ہے اور تہذیب و وقار کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ناقل ہیں کہ: ''ایک روز صبح کے وقت میں مسجد نبوی ﷺ میں پیٹ کے بل (یعنی اوندھا) لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر مجھے بلایا اور کہا: ''بے شک لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ کو ناپسند ہے۔''

لیٹنے اور سونے کے اسلامی آداب

اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو اور کئی نعمتوں کو اپنے انعامات اور احسانات میں شمار کیا ہے وہاں نیند بھی حق تعالیٰ شانہ کے خاص انعامات میں سے ایک ہے، چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

''اور اپنی رحمت سے اس نے تمہارے لیے رات اور دن پیدا کیے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور تاکہ تم اس کا فضل ڈھونڈو اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔''

(سورہ القصص:73)

لہٰذا ایسی کارآمد اور مفید نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس کی بجا آوری اور شریعت کے بنائے ہوئے آداب پر عمل کرنا چاہیے، وہ آداب درج ذیل ہیں۔

حدیث مبارکہ ہے:

✵ ''نبی کریم ﷺ نماز عشاء سے قبل سونے اور نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔''

✵ بہتر یہ ہے کہ اگر وضو نہ ہو تو سونے سے قبل وضو بھی کر لیا جائے تاکہ پوری طرح پاک ہو کر سویا جائے، چنانچہ ارشاد نبوت ﷺ ہے:

''جب تو بستر پر سونے کے لیے آئے تو وضو کر لیا کر جس طرح تو نماز کے لیے وضو کرتا ہے۔''

(مسلم:6882)

✵ سونے سے قبل بستر کو احتیاطاً جھاڑ لینا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بستر خالی دیکھ کر کوئی جانور یا کیڑا بستر میں جا گھسا ہو۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو پہلے اس کو جھاڑ لے، معلوم نہیں اس کے پیچھے کیا چیز اس پر آ پڑی ہو۔'' (مسلم:6892)

✵ سوتے وقت اپنی دائیں کروٹ پر داہنے ہاتھ کو سر کے نیچے رکھ کر سونا چاہیے۔

چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''جب تو سونے کے لیے بستر پر آئے تو نماز جیسا وضو کر اور اپنی دائیں جانب لیٹ جا۔''

(مسلم:6882)

✵ پیٹ کے بل یعنی اوندھے منہ نہیں سونا چاہیے کیونکہ یہ طبی طور پر بھی مضر ہے اور تہذیب و وقار کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ناقل ہیں کہ:

''ایک روز صبح کے وقت میں مسجد نبوی ﷺ میں پیٹ کے بل (یعنی اوندھا) لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آ کر مجھے بلایا اور کہا:

''بے شک لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ کو ناپسند ہے۔''

(ترمذی:2768)

صحابی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے جو دیکھا تو یہ ہلانے والے جناب محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔''

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

''یہ اہل جہنم کے سونے کا طریقہ ہے۔''

(ابن ماجہ:3724)

بقیہ صفحہ 62 پر

سقوط ڈھاکہ

ہم کو حصوں میں بٹنا گوارا نہیں

ایمن طارق

کیا فسانہ کہوں ماضی و حال کا
شہر تھا میں بھی اک ارض بنگال کا
شرق سے غرب تک میری پرواز تھی
ایک شاہین تھا میں ذہن اقبال کا
ایک بازو پہ اڑتا ہوں میں آج کل
دوسرا دشمنوں کو گوارا نہیں
قبر اقبال سے آرہی تھی صدا
یہ چمن مجھ کو آدھا گوارا نہیں

ہر سال کہر آلود شاموں، دھندزدہ صبحوں اور سنسان راتوں سے سجا ہوا دسمبر جب اپنی آمد کے ساتھ سال کے اختتام کا اعلان کرتا ہے تو ایک نامعلوم سی اداسی ہر کس وناکس کے وجود کو گھیرے میں لے لیتی ہے، لیکن چند محب وطن دردمند لوگوں کے لیے دسمبر کی آمد حد درجہ ناگوار گذرتی ہے۔46 سالہ پرانے زخم کی کھرچن سے پھر خون رسنے لگتا ہے، ماضی کے زخم ہرے ہونے لگتے ہیں وہ لمحے یاد آنے لگتے ہیں جب ایک گھر کا بٹوارہ ہو گیا تھا۔

ایک جسم کے اپنوں کی غداری اور غیروں کے حسد کے باعث دوٹکڑے ہو گئے تھے۔دسمبر کے آتے ہی اہلیان پاکستان 46 سالہ پرانا وقت یاد کرنے لگتے ہیں، جب اپنی نااہلی کے سبب ہم نے اپنا ایک حصہ ہمیشہ کے لیے کھودیا اور اندرا گاندھی نے بڑے فخر سے اعلان کیا:

"آج ہم نے دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال میں ڈبودیا۔"

قوموں کی زندگی میں ایام کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔خوشی کے مواقع ان کو عظمت کی بلندیوں سے روشناس کرواتے ہیں جب کہ دکھ اور غم کے ایام قوموں کو ماضی میں کی گئی غلطیوں سے سبق سکھاتے ہیں، کچھ ایسا ہی معاملہ اہل پاکستان کے ساتھ ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں مختلف ادوار میں تین سقوط بہت اہمیت کے حامل ہیں۔سقوط بغداد، سقوط غرناطہ، سقوط ڈھاکہ۔سقوط بغداد وسقوط غرناطہ صدیوں قبل وقوع پذیر ہوئے لیکن دردمند اہل اسلام کے اذہان سے اس شکست کے نقوش آج تک کم نہیں ہو سکے۔سقوط بغداد سے سقوط ڈھاکہ تک تاریخ کے صفحات کا مطالعہ کریں تو ایک ہی وجہ سمجھ آتی ہے اور وہ ہے نااتفاقی۔قرآن کریم میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ تعالی کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔"

(آل عمران:103)

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کو تب تک کوئی قوم شکست نہ دے سکی، جب تک وہ آپس میں متحد رہے لیکن جب آپس کے اختلافات اور جھگڑے عروج پر پہنچ گئے تو دشمنان اسلام نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو شکست فاش دی۔

46 سال قبل 16 دسمبر 1971ء کو مسجدوں کے شہر ڈھاکہ میں طلوع ہونے والا سورج اس وقت دنگ رہ گیا جب ایک بہادر قوم کے بزدل سالار نے لاکھوں لوگوں کی موجودگی میں دشمن کو اپنے ہتھیار پیش کر دیے، 16 دسمبر تو اس فیصلے کا دن تھا جس کا مقدمہ 1947ء میں درج ہو چکا تھا۔

پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی ہندوستان کی ناپاک نظروں نے پاکستان کو نشانے پر رکھ لیا، نوزائیدہ مملکت کے دوحصے تھے اور زمینی راستہ ہندوستان میں سے ہو کر گزرتا تھا، دارالحکومت مغربی پاکستان میں بنایا گیا تو حکومتی مشینری اور انتظامیہ کا زیادہ تر دھیان لامحالہ مغربی پاکستان کی طرف تھا۔کچھ رابطے کا فقدان اور بہت حد تک ارباب اختیار کی لاپرواہی نے ہمیں 16 دسمبر 1971ء کا سیاہ دن دیکھنے پر مجبور کر دیا، ہماری لاپرواہی کا ہمارے عیار دشمن نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

مشرقی پاکستان کی انتظامیہ اور تعلیم کے شعبے پر ہندو چھائے ہوئے تھے۔یونیورسٹیز کالجز اور اسکولز کسی بھی معاشرے کی نوجوان نسل کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ہندو بنیے نے اس ریڑھ کی ہڈی پر اپنی توجہ مرکوز رکھی، یہی وجہ تھی کہ مشرقی پاکستان کے ہر ادارے میں ہندو اساتذہ چھائے ہوئے تھے، انہوں نے طلباء کی ذہن سازی پر توجہ دی۔

مغربی پاکستان کے حساس لوگوں میں اس خطرے کا احساس پیدا ہو رہا تھا، ارباب اختیار کو مطلع کیا جا رہا تھا کہ آنے والے خطرے کا ادراک کرتے ہوئے اس کا سدباب کیجیے لیکن کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور نتیجے میں ہمیں

مغربی پاکستان کے حساس لوگوں میں اس خطرے کا احساس پیدا ہو رہا تھا، ارباب اختیار کو مطلع کیا جا رہا تھا کہ آنے والے خطرے کا ادراک کرتے ہوئے اس کا سدباب کیجیے لیکن کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔

دسمبر کے آتے ہی اہلیان پاکستان 46 سالہ پرانا وقت یاد کرنے لگتے ہیں، جب اپنی نااہلی کے سبب ہم نے اپنا ایک حصہ ہمیشہ کے لیے کھو دیا اور اندرا گاندھی نے بڑے فخر سے اعلان کیا: **''آج ہم نے دو قومی نظریہ کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا۔''** قوموں کی زندگی میں ایام کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ خوشی کے مواقع ان کو عظمت کی بلندیوں سے روشناس کرواتے ہیں جب کہ دکھ اور غم کے ایام قوموں کو ماضی میں کی گئی غلطیوں سے سبق سکھاتے ہیں۔

خون دیا چھی۔۔۔۔خون سا چھی

آمار ابانگلا۔ تومار ابانگلا

بانگلہ دیش

عام سپاہی اسی امید میں تھا کہ جب بھی حکم ہوگا ہم 65ء کے جوش وجذبے کے ساتھ میدان میں اتریں گے اور دشمن کو باور کرادیں گے کہ ہم آج بھی اپنی پاک سرحدوں کی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ بہادر فوجی بس یہ سننے کے انتظار میں تھے کہ:

''میرے بہادر سپاہیو دشمن پر ٹوٹ پڑو

اسے علم نہیں کہ اس نے کس قوم کو للکارا ہے''

لیکن کلیجے اس وقت غم سے پھٹ گئے، آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے، ہر محب وطن خون کے آنسو رو دیا جب ہیڈ کوارٹر سے حکم جاری ہوا:

Gentle man case fire ,we arelooser

پھر ہتھیار ڈال دیے گئے، صرف نیازی کا سر جگجیت سنگھ اڑوڑہ کے سامنے نہیں جھکا تھا، بلکہ کروڑوں پاکستانیوں کے سر شرم سے جھک گئے تھے۔ میدان میں بہادری سے لڑی جانے والی جنگ اقتدار کے ایوانوں میں ہاری گئی تھی۔ وہ میدانوں کی جنگ جب ہم ایوانوں میں ہارے تھے، عدو کی صف میں اس دن کھڑے محسن ہمارے تھے۔ جب قوموں کے سربراہ اور فوجوں کے سالار نشے میں دھت رہیں تو ذلت ورسوائی اقوام کا مقدر بن ہی جایا کرتی ہے۔

وجوہات

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی وجوہات پر ویسے تو کتاب لکھی جاسکتی ہے لیکن چیدہ چیدہ وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

- صوبے کی معیشت اور تعلیم ہندوؤں کے قبضے میں تھی۔ قومی دولت کے 80 فیصد پر ہندو قابض تھے۔
- صوبے میں موجود 1290 اسکولز، 47 کالجز پر ہندوؤں کا قبضہ تھا۔ جہاں پر موجود 95 فیصد ہندو اساتذہ نے بنگالی نوجوانوں کو بھڑکانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ اساتذہ طلباء کے لیے جو کتب تجویز کرتے تھے ان میں زیادہ تر مواد پاکستان مخالف ہوتا تھا۔
- بھارت سے پاکستان مخالف لٹریچر اسمگل ہوکر پاکستان آنا شروع ہوا۔ علاوہ ازیں مشرقی پاکستان کے دانشوروں کا ایک بڑا طبقہ پاکستان مخالف اور بھارت نواز تھا۔
- بنگالی کو سرکاری زبان قرار دینے کے مطالبے نے لسانی فساد کھڑا کردیا۔ جو بالآخر تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔
- بھارت نے اس وقت مکتی باہنی کو تربیت دے کر 1965ء کی ہزیمت کا بدلہ بھی چکانا تھا۔ بھارت 1965ء کی شکست نہیں بھولا تھا۔ اس نے پاکستان کو ٹکڑے کرنے کی قسم کھا رکھی تھی، اسے یہ موقع وقت کے حکمرانوں کی نااہلی، اقتدار پرستی اور ناعاقبت اندیشی نے فراہم کیا تھا۔
- 1947ء میں تقسیم کے وقت جو بددیانتی کی گئی درحقیقت اس بددیانتی نے ہی بنگلہ دیش کی بنیاد رکھ دی تھی۔
- وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، قیام بنگلہ دیش کی ایک بہت بڑی وجہ تھی۔

سقوط مشرقی پاکستان کے

ذمہ داران

مشرقی پاکستان کے سقوط کے ذمہ داران میں یحییٰ

بقیہ صفحہ 15 پر

آبگینے

بنتِ انور

جو خاموش رہا، اس نے نجات پائی

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص خاموش رہا، اس نے نجات پائی۔''

(جامع ترمذی: 2501)

یہ مختصر حدیث صرف ایک چھوٹے سے جملے، بلکہ صرف تین لفظوں پر مشتمل ہے، لیکن اس میں دنیا اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بتا دیا گیا ہے کہ اگر انسان فضول بولنے کی عادت ترک کر دے اور حتیٰ الامکان کم سے کم گفتگو کا راستہ اختیار کر لے تو دنیا میں فتنوں سے اور آخرت میں گناہوں سے اس کی نجات ہو جاتی ہے۔

''جو خاموش رہا، اس نے نجات پائی۔''

زبان انسانی جسم میں گوشت کا وہ چھوٹا سا لوتھڑا ہے، جو انسان کو جنت تک بھی پہنچا دیتا ہے اور جہنم میں اوندھے منہ گرا دیتا ہے۔ زبان اور دل سے کلمہ طیبہ پڑھ کر قبول کر لیا جائے تو ستر برس کا کافر بھی جنت میں چلا جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ اس زبان کو غلط استعمال کیا جائے تو اس کے نقصانات بھی بے شمار ہیں۔

اقوال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

✿ امیر تکبر کریں تو بُرا ہے لیکن غریب کریں تو بہت بُرا ہے۔

✿ زبان کو شکایت سے روک لو، خوشی کی زندگی عطا ہو گی۔

✿ اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھو۔

✿ حکمران دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ بد بخت ہوتے ہیں۔

✿ زندگی سادہ اور مختصر ہونی چاہیے ورنہ قیامت کے دن حساب میں بڑی پریشانی ہو گی۔

✿ اس دن پر آنسو بہا جو تیری عمر سے کم ہو گیا اور اس میں نیکی نہ تھی۔

✿ میوہ دار درخت کو مت کاٹنا۔

✿ ہر شئے کے ثواب کا اندازہ ہے مگر صبر کے ثواب کا اندازہ نہیں۔

✿ چوری اور خیانت سے بچو، یہ افلاس پیدا کرتی ہیں۔

✿ دنیا کے ساتھ مشغول ہو جانا جاہل کا بد ہے لیکن عالم کا بدتر ہے۔ ﴿اخت حذیفہ﴾

ہماری ذات، لوگوں کی نظر میں

مصر کے مشہور عالم اور ادیب شیخ علی طنطاوی رحمہ اللہ ایک جگہ بڑی قیمتی بات کہتے ہیں، فرماتے ہیں:

✷ جو لوگ ہمیں نہیں جانتے ان کی نظر میں ہم عام ہیں۔

✷ جو ہم سے حسد رکھتے ہیں ان کی نظر میں ہم مغرور ہیں۔

✷ جو ہمیں سمجھتے ہیں ان کی نظر میں ہم خاص اچھے ہیں۔

✷ جو ہم سے محبت کرتے ہیں ان کی نظر میں ہم خاص ہیں۔

✷ جو ہم سے دشمنی رکھتے ہیں ان کی نظر میں ہم برے ہیں۔

ہر شخص کا اپنا ایک الگ نظریہ اور دیکھنے کا طریقہ ہے، لہٰذا دوسروں کی نظر میں اچھا بننے کے پیچھے اپنے آپ کو مت تھکائیے۔ اللہ آپ سے راضی ہو جائے، یہی آپ کے لیے کافی ہے۔

لوگوں کو راضی کرنا ایسا مقصد ہے جو کبھی پورا نہیں ہو سکتا، اللہ کو راضی کرنا ایسا مقصد ہے، جس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ تو وہ چیز جو مل نہیں سکتی اسے چھوڑ کر وہ چیز پکڑیے جسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔

چمکتے دمکتے انڈیا کے بارے میں چند دلچسپ حقائق

☆ دنیا میں سب سے زیادہ غریب انڈیا میں پائے جاتے ہیں۔

☆ دنیا میں سب سے زیادہ ان پڑھ انڈیا میں پائے جاتے ہیں۔

☆ دنیا میں سب سے زیادہ بے روزگار انڈیا میں پائے جاتے ہیں۔

☆دنیا میں سب سے زیادہ چوہے کھانے والے انڈیا میں پائے جاتے ہیں جن کی تعداد دو کروڑ سے اوپر ہے۔

☆دنیا میں سب سے زیادہ ریپ کیسز انڈیا میں ہوتے ہیں۔

☆دنیا میں سب سے زیادہ جسم فروشی انڈیا میں ہوتی ہے۔

☆انڈیا کی 70 فیصد آبادی کے پاس بیت الخلا کی سہولت موجود نہیں۔

☆دنیا میں سب سے زیادہ جسمانی اعضاء انڈین بیچتے ہیں، انڈیا دنیا کا واحد ملک ہے جہاں گاؤں کے باہر اشتہار لگا ہوتا ہے کہ اس گاؤں میں ہر بندے کا گردہ برائے فروخت ہے۔

☆دنیا میں سب سے زیادہ فٹ پاتھ پر سونے والے بھی انڈیا میں پائے جاتے ہیں جہاں فٹ پاتھوں پر پورے پورے خاندان تین پشتوں سے بستے ہیں۔

☆غربت کے ہاتھوں دنیا میں سب سے زیادہ خودکشیاں انڈیا میں ہوتی ہیں۔

☆انڈیا میں سب سے زیادہ خودکشیاں غریب مقروض کسان کرتے ہیں

☆انڈیا پر 500 ارب ڈالر سے زائد بیرونی قرضہ ہے۔

☆انڈیا کے پاس 377 ارب ڈالر کے زرمبادلہ کے ذخائر موجود ہیں جو اس کے اپنے نہیں بلکہ 8 فیصد شرح سود پر بینکوں سے لی گئی رقوم ہیں۔ بھارتی معیشت ہوا میں کھڑی ہے۔

☆بھارت کے 29 صوبوں میں سے 22 صوبوں میں آزادی کی تحریکیں چل رہی ہیں۔

☆کم از کم 100 پرائیویٹ افواج بھارتی حکومت کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

☆انڈیا کے کم از کم 40 فیصد حصے پر انڈیا حکومت کی رٹ تقریباً ختم ہو چکی ہے۔

☆بھارت کے مختلف صوبوں میں پاکستانی جھنڈے لہرانا معمول ہے۔

☆دنیا میں پڑوسیوں کے ساتھ سب سے زیادہ بُرا سلوک کرنے والا ملک انڈیا ہے۔

☆ اقلیتوں کے ساتھ سب سے برا سلوک بھی انڈیا میں کیا جاتا ہے۔

☆ کارگل کی جنگ کی وجہ سے انڈیا کے این اے 32 طیارے گراؤنڈ ہو چکے ہیں جن کی اپ گریڈیشن Up Gradation کے لیے یوکرین سے معاہدہ کیا گیا ہے

☆ کارگل جنگ میں ان کی 200 انتہائی مہنگی سٹیٹ آف دی آرٹ بوفرتو پیں تباہ ہو چکی ہیں اور دو آرمڈ ڈویژن Division ناکارہ۔

☆دنیا میں سب سے زیادہ ایڈز بھارت میں پھیل رہا ہے، بھارت دنیا کا واحد ملک ہے جہاں ایڈز کے مریضوں کی باقاعدہ ٹرین چلتی ہے۔

☆بھارت کے 80 فیصد پل 100 سال سے زیادہ پرانے ہیں۔

☆بھارت میں بچیوں کو ماؤں کے پیٹ میں قتل کرنے کی شرح سب سے زیادہ ہے۔

ہمارے ہاں کچھ لوگ روتے رہتے ہیں کہ:

''ہم انڈیا سے الگ کیوں ہوئے......''

ہمیشہ مثبت سوچیں

ایک مشہور مصنف نے اپنے مطالعے کے کمرے میں قلم اٹھایا اور ایک کاغذ پر لکھا:

✵ گزشتہ سال میرا آپریشن ہوا اور پتا نکال دیا گیا، بڑھاپے میں ہونے والے اس آپریشن کی وجہ سے مجھے کئی ہفتے تک بستر کا ہو کر رہنا پڑا۔

✵اسی سال ہی میری عمر ساٹھ سال ہوئی اور مجھے اپنی پسندیدہ اور اہم ترین ملازمت سے سبکدوش ہونا پڑا۔ میں نے نشر و اشاعت کے اس ادارے میں اپنی زندگی کے تیس سال گذارے تھے۔

✵اسی سال ہی مجھے اپنے والد صاحب کی وفات کا صدمہ اٹھانا پڑا۔

✵اس سال ہی میرا بیٹا میڈیکل کے امتحان میں فیل ہو گیا، وجہ اس کی کار کا حادثہ تھا جس میں زخمی ہو کر اسے کئی ماہ تک پلستر کرا کر گھر میں رہنا پڑا۔ کار کا تباہ ہو جانا علیحدہ سے نقصان تھا۔

صفحہ کے نیچے اس نے لکھا: آہ! یہ کیا ہی برا سال تھا......!!!

مصنف کی بیوی کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ اس کا خاوند غمزدہ چہرے کے ساتھ خاموش بیٹھا خلاؤں میں گھور رہا تھا، اس نے خاوند کی پشت کے پیچھے کھڑے کھڑے ہی کاغذ پر یہ سب لکھا دیکھ لیا۔

خاوند کو اس کے حال پر چھوڑ کر خاموشی سے باہر نکل گئی اور جب وہ کچھ دیر بعد واپس لوٹی تو اس نے ایک کاغذ تھام رکھا تھا جسے لا کر اس نے خاوند کے لکھے ہوئے کاغذ کے برابر رکھ دیا، خاوند نے کاغذ دیکھا تو اس پر لکھا تھا:

✵ گذشتہ سال میں آخر کار مجھے اپنے پتے کے درد سے نجات مل گئی جس کی وجہ سے میں سالوں سے کرب میں مبتلا رہا۔

✵میں اپنی پوری صحت مندی اور سلامتی کے ساتھ ساٹھ سال کا ہو گیا، سالوں کی ریاضت کے بعد مجھے اپنی ملازمت سے ریٹائرمنٹ ملی ہے تو میں مکمل یکسوئی اور راحت کے ساتھ اپنا وقت کچھ بہتر لکھنے کے لیے استعمال کر سکوں گا۔

✵اسی سال ہی میرے والد صاحب پچاسی سال کی عمر میں بغیر کسی تکلیف اور درد کے آرام کے ساتھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

✵اسی سال اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو ایک نئی زندگی عطا فرما دی اور ایسے حادثے میں جس میں فولادی کار تباہ ہو گئی تھی، مگر میرا بیٹا کسی معذوری کے بغیر زندہ و

سلامت رہا۔

✵ آخر میں مصنف کی بیوی نے یہ فقرہ لکھ کر تحریر مکمل کی تھی کہ:

''واہ ایسا سال! جسے اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر بھیجا اور بخیر وخوبی گذرا۔''

ملاحظہ کیجیے: بالکل وہی حوادث اور بالکل وہی احوال لیکن ایک مختلف نقطہ نظر سے......

بالکل اسی طرح اگر جو کچھ ہو گذرا ہے اسے اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے جو اس کے برعکس ہوتا، تو ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شاکر بن جائیں گے۔

اگر ہم بظاہر کچھ کھو بیٹھے، اسے مثبت زاویے سے دیکھیں تو ہمیں جو کچھ عطا ہوا، وہ بہتر نظر آنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''اور بے شک تیرا رب تو لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔''

سردیوں کا تحفہ، مچھلی اور انڈا

✦ مچھلی

✵ گرم تر مزاج کی حامل ہے۔

✵ بلغم، خون اور مادہ تولید بڑھاتی ہے۔

✵ دماغ کو بے حد طاقت دیتی ہے۔

✵ دیر ہاضم ہوتی ہے اور پیاس لگاتی ہے۔

✦ انڈہ

✵ قدرے گرم مزاج کا حامل ہوتا ہے۔

✵ بے حد طاقتور ہے اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔

✵ خون صالح پیدا کرتا ہے اور جسم کی پرورش کرتا ہے۔

✵ دق اور سل کے مریضوں، قلت خون کے لیے بے حد مفید ہے۔

✵ اعصاب رئیسہ اور کمزور اعضاء کے لیے ایک زود اثر غذا ہے۔

✵ سفیدی اور زردی دونوں کھانے سے گرم مزاج والوں کو بھی موافق آجاتا ہے۔

آپ کا باورچی خانہ

سردیوں کی آمد کے ساتھ ہی مچھلی کھانے والوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ مچھلی ہر چھوٹے بڑے کی من پسند غذا ہے اور سبھی اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ مچھلی میں اومیگا تھری فیسٹی ایسڈ وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں جو انسانی صحت کے لیے بہت مفید ہیں۔

ہم نے اس دفعہ آپ کے لیے مچھلی سے تیار ہونے والی ڈشز منتخب کی ہیں، امید ہے آپ کو ضرور پسند آئیں گی۔

﴿آپ کی باجی﴾

﴿تلی ہوئی مچھلی﴾

اجزا:

مچھلی	آدھا کلو
دہی	آدھا پاؤ
گھی یا تیل	ایک پاؤ
سرکہ	آدھی پیالی
نمک	ڈیڑھ چائے کا چمچ
بیسن	ایک چھٹانک
پسی مرچ	ایک چائے کا چمچ
ہری مرچ	چھ عدد
پودینہ	ایک گٹھی

ترکیب:

☆ پودینہ اور ہری مرچیں پیس لیں۔

☆ تمام مصالحہ جات بیسن میں مکس کر لیں اور بعد ازاں اس میں سرکہ ڈال دیں۔

☆ مچھلی کو دھو کر اس پر مصالحہ لگائیں۔

☆ کچھ دیر بعد اس کو گھی یا تیل میں تل لیں۔

☆ مزے دار مچھلی نان کے ہمراہ سرو کریں۔

مچھلی کا سالن

اجزاء:

مچھلی کے قتلے	ایک کلو
نمک	حسب پسند
لہسن کے جوئے	دو سے چار عدد
ادرک (پسا ہوا)	ایک کھانے کا چمچ
پیاز	ایک عدد
لال مرچ (پسی ہوئی)	ایک کھانے کا چمچ
دھنیا (پسا ہوا)	ایک چائے کا چمچ
ہلدی	ایک چائے کا چمچ
املی کا رس	آدھی پیالی
ناریل کا دودھ	آدھی پیالی
تیز پات	ایک عدد
پودینہ	چند پتے
کوکنگ آئل	چار کھانے کے چمچ

ترکیب:

✿ پیاز اور لہسن کو باریک کتر لیں۔

✿ بھاری پیندے کے فرائی پین میں دو کھانے کے چمچ کوکنگ ڈال کر اس کو درمیانی آنچ پر دو منٹ تک تیز گرم کریں اور احتیاط سے مچھلی فرائی کر کے نکال لیں۔

✿ اب علیحدہ فرائی پین میں بقیہ کوکنگ آئل درمیانی آنچ پر دو منٹ گرم کریں اور اس میں لہسن کو اور پیاز کو نرم ہونے تک فرائی کریں۔

✿ اب اس میں لال مرچ، ادرک، ہلدی، تیز پات، دھنیا، نمک اور املی کا رس ڈال لیں۔

✿ اس آمیزے کو ہلکی آنچ پر دس منٹ تک پکائیں پھر اس میں مچھلی ڈال کر ڈھک دیں اور دوبارہ دس منٹ کے لیے ہلکی آنچ پر دم رکھ دیں۔

✿ اب اس میں ناریل کا دودھ ڈال کر پانچ منٹ تک پکائیں اور چولہے سے اتار لیں۔

✿ ڈش میں نکال کر باریک کٹے ہوئے پودینے سے سجائیں اور چپاتی کے ساتھ پیش کریں۔

بقیہ سموگ

کے درجہ حرارت کا بڑھنا سب انسانوں کی اپنے ہاتھ کی کمائی ہے۔ موسمیاتی تبدیلیاں آج کل دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ بن چکی ہیں، جس کے لیے بروقت اقدامات کرنا بہت ضروری ہے۔ دنیا کے تمام مکتبہ فکر، سائنسدانوں اور ماہرین کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا، اور جلد از جلد اس مسئلے کا حل تلاش کرنا ہوگا۔

اور جب تک بارش نہ ہوگی، فضاء صاف نہ ہوگی، اس سموگ کے خاتمہ کے لیے بارش کا ہونا بہت ضروری ہے، اور بارش کے لیے زیادہ سے زیادہ درخت اگانے ہونگے، فیکٹریوں سے نکلنے والا فضلہ اور کارخانوں، گاڑیوں کے دھوئیں کو کنٹرول کرنا ہوگا۔

﴿احتیاطی تدابیر﴾

❁ موبائل ایپ سے موسم کے حالات سے واقف ہوکر گھر سے باہر نکلیں، کئی موبائل ایپ اس سلسلے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

❁ سموگ میں بغیر کسی اشد ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اگر جانا ضروری ہو تو رش والے اوقات میں باہر نہ جائیں، اس وقت جائیں جب ٹریفک کا زور کم ہو۔

❁ گھر سے باہر نکلتے وقت ماسک پہنیں۔ ماسک خریدتے وقت دھیان رکھیں کہ اس میں ہوا کو صاف کرنے والا فلٹر لگا ہو۔

❁ اس کے علاوہ فضائی آلودگی پھیلانے والے عوامل جیسے پلاسٹک، بھوسہ، کوڑا کرکٹ، پولی تھین بیگ جلانے پر پابندی ہونی چاہیے اور حکومت کو اس سلسلے میں کڑے اقدامات کرنے ہونگے۔

آج کل بعض لوگ فیس بک اور واٹس ایپ پر اس آلودگی کو سورہ دخان میں بیان کیے گئے دھواں سے تشبیہ دے رہے ہیں اور اللہ کا عذاب قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ ایسے نام نہاد دانشور اپنے ہاتھوں کی کمائی (فضائی آلودگی) کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو کہ ایک درست صورت حال نہیں ہے۔ اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور ساتھ ساتھ افعال کی اصلاح بھی کریں تا کہ دنیا میں مزید آلودگی کا سبب حضرت انسان نہ بنے اور ہم اللہ کی بنائی ہوئی اس دھرتی سے مزید مستفید ہوسکیں۔ **ان شاء اللہ**

کیونکہ نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے ورنہ وہ ہم سے چھین لی جاتی ہیں۔

بقیہ سورائسس

مزید بتایا کہ سر کی خشکی ختم کرنے کے لیے سادہ تیل استعمال کرنے سے خشکی کے سکیلز اتر جاتے ہیں اس سے وقتی طور پر فائدہ ملتا ہے مگر یہ مکمل علاج نہیں ہے اس کے علاوہ زیادہ تر مریض گھریلو ٹوٹکے استعمال کرنے کے بعد ہی ہمارے پاس آتے ہیں۔

جلدی امراض سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی خوراک میں پھلوں اور سبزیوں کا استعمال بڑھا دیں اور پانی زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ بعض اوقات جلد پر چھوٹے چھوٹے دانے بن جاتے ہیں ان کو فنگس انفیکشن کہتے ہیں۔

﴿پرہیز﴾

مرغن غذاؤں اور تیز مصالحوں سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے اندرونی نظام کو متاثر کرتے ہیں جب ہمارا اندرونی نظام ہی ٹھیک نہیں ہوگا تو اس کے اثرات سب سے پہلے ہمارے چہرے پر نمایاں ہونگے۔

اگیزیما ایک تکلیف دہ مرض ہے اس کے علاوہ کئی اور جلدی امراض بھی موسمی تبدیلیوں کے باعث لاحق ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر جمشید بٹ نے بتایا کہ الرجی گندی چیزوں کو چھونے سے ہوتی ہے اور جن چیزوں سے ہمیں یہ ہوتی ہے ان کو الرجنز کہتے ہیں، انسانی جسم میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت موجود ہوتی ہے اس لیے 80 فیصد الرجی اپنا اثر جلد پر دکھاتی ہے۔

جن کو پیدائشی طور پر اگیزیما ہوتا ہے ان کو ساتھ ساتھ دمہ بھی ہو جاتا ہے جن افراد کو سانس اور جلد دونوں کا دمہ ہوتا ہے ان کو کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کروایا جاتا ہے جیسا کہ چاکلیٹ، انڈے وغیرہ، اس کے علاوہ ایسے مریضوں کو پودوں کے قریب جانے سے گریز کرنا چاہیے اور مریض کو جن چیزوں سے الرجی محسوس ہوتی ہے اس کو ان چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر جمشید بٹ نے کہا کہ ہمیں اپنی صحت کا بھرپور طریقے سے خیال رکھنا چاہیے کیونکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے، اگر ہم خود ہی اپنا خیال نہیں رکھیں گے تو اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح پورا کریں گے......؟؟

بقیہ اچھی نیند

✵ ''ایک پاؤں اٹھا کر اس پر دوسرے پاؤں کو رکھ کر لیٹنا نہیں چاہیے۔''

(ترمذی: 2767)

✵ سوتے وقت کسی شخص کے بارے میں اپنے دل میں بغض اور کینہ وغیرہ رکھ کر نہ سوئے۔ بلکہ تمام مسلمانوں کے بارے میں سینہ صاف رکھ کر سوئے۔

رات کو سوتے وقت سارے دن کے گناہوں سے توبہ کر کے سوئے، اور اگر کسی کا حق اس کے ذمہ ہو اول تو اس کو ادا کر کے سوئے نہیں تو کسی کو بتادے کہ فلاں کا حق میرے ذمہ ہے۔

رات کو تہجد پڑھنے کی نیت کر کے سوئے، ہوسکتا ہے کہ اللہ اس نیت پر ہی اس کو تہجد کا ثواب یا تہجد کی توفیق عطا فرما دیں، جیسا کہ حدیث میں ہے:

''جو شخص تہجد کی نیت کر کے سویا لیکن پھر نیند نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلی، اس کے لیے تہجد کا ثواب لکھا جائے گا اور یہ نیند اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے صدقہ ہو جائے گی۔''

(النسائی: 1785)

✵ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹتے، پھر یہ دعا فرماتے:

﴿اللھم و باسمک اموت واحیی﴾

''اے اللہ! میں تیرے نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوتا ہوں۔'' (مسلم: 6887)

✵ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ جب اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو ''قل ھو اللہ احد''، ''قل اعوذ برب الفلق''، اور ''قل اعوذ برب الناس'' پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مارتے اور پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے، پہلے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر، منہ اور جسم کے سامنے حصہ پر لے جاتے۔ آپ ﷺ تین بار ایسا کرتے۔'' (بخاری: 5017)

غرض اس میں ہر طرح کے کام آجاتے ہیں، کہ یہ صدقہ جاریہ بھی ہے، معاشرے کی ضرورت بھی اور سیکھنے کے لیے کمانے کا ذریعہ بھی۔ اس لیے جو شخص ان امور کو سکھائے گا یا ان امور کو سیکھنے پر پیسے لگا کر مدد کرتا ہے اسے بھی اجر ملے گا۔

زندگی گذارتے تھے۔

نیز یہ کہ کسی کو ہنر سکھادینا صدقہ ہے اور یہ ایک ایسا صدقہ ہے کہ وہ آدمی جب دوسروں کو سکھائے گا تو وہ اس کی طرف صدقہ سے بن جائے گا، ہنر سکھانے کے مختلف انداز اور کام ہوسکتے ہیں:

❁ کسی کو گھریلو کاموں کی تربیت دینا اس میں بنیادی ذمہ داری تو ماں کی ہے لیکن دادی، نانی، چچی، تائی، خالہ، پھوپھو یا کوئی بھی رشتہ ہوسکتا ہے۔

❁ جو لڑکیاں سکول یا مدرسے میں پڑھتی ہیں ان کی استاد بھی انہیں گھریلو کاموں میں مہارت، سلیقہ اور کفایت شعاری سکھاسکتی ہیں۔

❁ گھریلو صنعتیں بھی سکھائی جاسکتی ہیں جیسے کپڑے سینا، قالین بنانا، کروشیے سے کام کرنا، لفافے بنانا، چیزوں کی پیکنگ کرنا وغیرہ۔

❁ مردوں اور لڑکوں کو بھی ہر کام سکھایا جاتا ہے اور سکھانا چاہیے خصوصا باپ اور ماں کی ذمہ داری ہے کہ انہیں گھریلو امور سکھائیں۔

❁ باہر کے کسی استاد سے اس طرح کے کام سیکھے جاتے ہیں، جیسے بجلی کا کام، کپڑے سینے کا کام، گاڑیاں ٹھیک کرنا، موٹر سائیکل ٹھیک کرنا، پانی کی ترسیل کا کام، سوئی گیس کی ترسیل کا کام، کمپیوٹر ٹھیک کرنا، موبائل، گھڑیاں، سلائی مشین، پانی کی موٹر وغیرہ ٹھیک کرنا، لکھنا سکھانا، پڑھنا سکھانا، قرآن کریم سکھانا، دینی یا دینوی تعلیم میں مدد کرنا۔

غرض اس میں ہر طرح کے کام آجاتے ہیں، کہ یہ صدقہ جاریہ بھی ہے، معاشرے کی ضرورت بھی اور سیکھنے کے لیے کمانے کا ذریعہ بھی۔ اس لیے جو شخص ان امور کو سکھائے گا یا ان امور کو سیکھنے پر پیسے لگا کر مدد کرتا ہے اسے بھی اجر ملے گا۔

یہ یاد رہے کہ بالغ ہونے کے بعد انسان خود کمانے کے قابل ہو جاتا ہے، اس لیے اسے چھوٹی عمر میں ہی کام سیکھ لینا چاہیے، اگر بڑے ہو کر سیکھے گا تو درست ہے لیکن مالی بوجھ کسی پر نہ ڈالے، گذر اوقات کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرے جیسے آج کل ڈاکٹری، انجینیرنگ وغیرہ طویل المدت اور کثیر المال منصوبے ہیں اس میں اسی کو جان ماری کرنا چاہیے جس کے پاس وسائل ہیں۔

یا جو اس طرح کی ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ بعض اوقات انسان کچھ دوسرے ہنر سے بھی واقفیت رکھتا ہے، جیسا کہ کمپیوٹر پروگرامنگ، اکاؤنٹنگ اور کمپوزنگ وغیرہ یہ ہنر بھی دوسروں کو سکھائے جاسکتے ہیں۔

لڑکیاں زیادہ تر پڑھائی لکھائی کرتی ہیں اور سوشل میڈیا پر وقت برباد کرتی ہیں، وہ اگر فالتو اشیاء اور گتے یا پلاسٹک سے کارآمد اشیاء بنائیں، اور انہیں گھر کی سجاوٹ میں استعمال کریں تو اس کی مدد سے وہ گھر کی سجاوٹ میں اضافہ کرسکتی ہیں، اور بعض ہنر جیسے باغبانی اور مرغبانی وغیرہ۔

مرغبانی سے نہ صرف گھر کا بجٹ کنٹرول کرسکتی ہیں بلکہ اپنے وقت کا بہترین استعمال کرسکتی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ بلکہ اس طرح کے کئی بے شمار ہنر وعلوم نہ صرف سیکھنے چاہیے بلکہ اپنے اردگرد رہنے والے دیگر افراد کو بھی سکھانا چاہیے۔

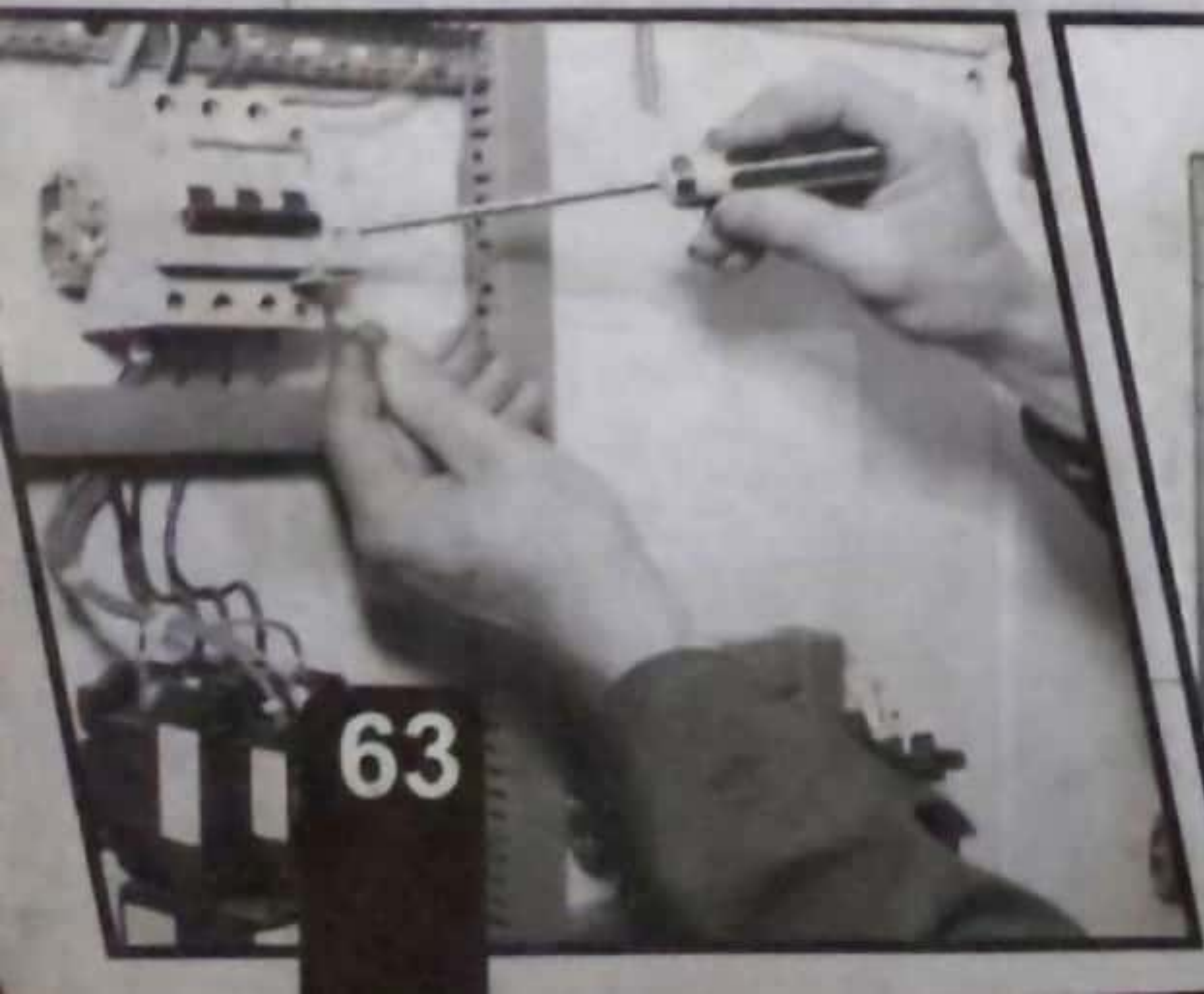

کسی کو ہنر سکھانا اور اس پر اجر

تعلیم و تعلم

اُم مقیط

جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اسے کوئی ہنر سیکھنا پڑتا ہے تاکہ وہ معاشرے میں کسی کا محتاج بن کر نہ رہے بلکہ عزت مندانہ طریقے سے کمانے کے قابل ہو جائے۔

کوئی بھی شخص دنیا میں پہلے سے کسی ہنر کو نہیں جانتا بلکہ اس کو سکھانے کے لیے کسی سکھانے والے کی ضرورت ہوتی ہے یہاں تک کہ بچے کو پہلے والدین کپڑا پہننا سکھاتے ہیں، اسے جوتا پہننا اور دائیں بائیں کا شعور دیتے ہیں، اسے روٹی کھانا سکھایا جاتا ہے۔ غرض جو کام بظاہر کسی استاد سے سیکھے بغیر بھی ہو سکتے ہیں ان میں بھی بہر حال کسی سکھانے والے کی ضرورت پڑتی ہے۔

جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اسے کوئی ہنر سیکھنا پڑتا ہے تاکہ وہ معاشرے میں کسی کا محتاج بن کر نہ رہے بلکہ عزت مندانہ طریقے سے کمانے کے قابل ہو جائے۔ دور حاضر میں علوم و ہنر بہت زیادہ ہیں اور ان کے لیے کئی سال لگانے پڑتے ہیں جب کہ سابقہ ادوار میں کسی ہنر کو سیکھنے کے لیے اتنی محنت اور پڑھائی کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، دل چسپ بات یہ ہے کہ کتابی علم اتنا زیادہ حاصل کرنے کے باوجود وہ شخص بغیر تجربے کے کچھ نہیں ہوتا۔

ایک ڈاکٹر چھ سال پڑھتا ہے، دو سال پری میڈیکل میں، 4 سال MBBS، اس کے بعد اس کی عملی مشق جسے ہاؤس جاب کہتے ہیں شروع ہو جاتی ہے، اور مریضوں کو دیکھنے پر تین ماہ پڑھائی کے بعد اور کم از کم چھے ماہ سپیشلسٹ بننے کے لیے صرف کرتا ہے لیکن پھر بھی وہ تجربہ کار ڈاکٹر یا کامیاب ڈاکٹر نہیں کہلا سکتا۔

اس کے برعکس سابقہ ادوار میں ایک شخص چند سال حکیم کی معیت میں رہتا اور عملی تجربہ حاصل کرتا تھا اور پھر طبابت کا کام کرنا شروع کر دیتا تھا، اسی طرح ایک معمار کو کتابی علم معمار نہیں بناتا بلکہ اسے تجرباتی علم ہی معمار بناتا ہے، بہر حال ہنر سیکھنے کا ہر شخص محتاج ہے اور اسلام میں ایک باہنر آدمی کا کسی دوسرے آدمی کو ہنر سکھا دینا باعثِ اجر ہے جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: ''کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو سب سے قیمتی اور مالک کی نظر میں عمدہ ہو، میں نے عرض کیا: ''اگر میں نہ کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کاری گر کی مدد کر یا کسی بے ہنر کا کام کر دے۔ میں نے کہا: ''اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ کہ یہ بھی صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے۔''

(بخاری: 1445)

ایک بار رسول اللہ ﷺ ایک غلام کے پاس سے گذرے، وہ ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے کہا: ''ایک طرف ہو جاؤ میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ (کھال کیسے اتارتے ہیں)؟'' آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ کھال اور گوشت کے اندر ڈالا اور اسے اندر تک دھنسایا، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا ہاتھ بغل تک گیا اور کھال اتار دی۔ پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

(ابی داؤد: 185)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ چھوٹے چھوٹے کام بھی اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے، دوسرے یہ کہ آپ ﷺ غلام کا ہاتھ بٹانے یا اسے کچھ سکھانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ ایک عام آدمی جیسی

بقیہ صفحہ 63 پر

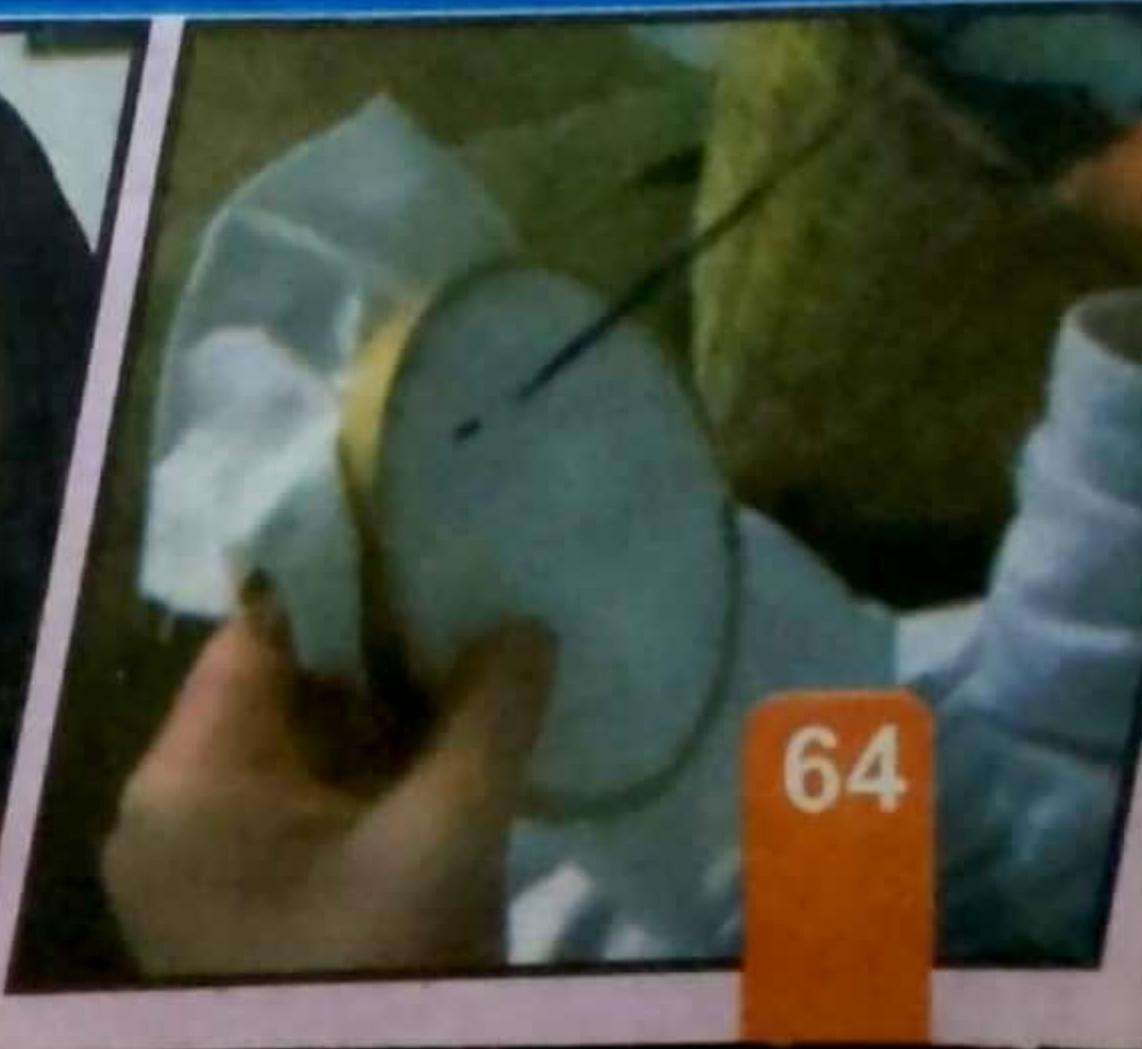

ام مہدیہ

تفسیر سورۃ آل عمران

آئیے قرآن سیکھیے

آیت نمبر: 65 تا 67

هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

ترجمہ:

اے اہل کتاب تم ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو۔ حالانکہ تورات اور انجیل تو نازل ہی ان کے بعد ہوئی تھیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے تم وہ لوگ ہو جو ان باتوں میں جھگڑا کر چکے ہو جن کا تمہیں کچھ علم تھا مگر ایسی باتوں میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں انہیں اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے ہٹ کر اللہ کا حکم ماننے والے تھے اور وہ مشرک نہیں تھے۔

تشریح و توضیح:۔

ایسی ہی بات اللہ رب العزت سورۃ البقرۃ میں یہود سے کہہ چکے ہیں۔ اور یہاں بات اللہ اب عیسائیوں سے کہہ رہے ہیں یعنی جھگڑا ہمیشہ سے ہی رہا ہے۔ چونکہ ابراہیم تمام مذاہب کے درمیان محترم تھے اس وقت دنیا میں تین الہامی مذاہب موجود ہیں۔ عیسائیت، یہودیت، اسلام۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ تینوں مذہب اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ابراہیمؑ ہمارے جد امجد ہیں۔ ہمارے پیشوا ہیں۔ ہم دین ابراہیم کے پیروکار ہیں۔

اب دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ ان تینوں مذاہب کے نام لیواؤں کا کہنا ہے کہ ہم ابراہیمؑ کے متبع ہیں۔ جب کہ دوسری طرف تینوں مذاہب ایک دوسرے سے انتہائی حد تک دور ہیں۔ ہمارے پیش رو اور مقتدا ابراہیم کی شخصیت میں تین چیزیں تو جمع نہیں ہوسکتیں تھیں، وہ تو ایک ہی شخصیت تھے۔ اب یہ بات عمل کی روشنی میں دیکھنے والی ہے کہ ابراہیم کس سے ملتے تھے کس سے نہیں ملتے تھے کہ کون ابراہیم کے طریقے پر ہے اور کون نہیں۔ اور کس جماعت/مذہب کو یہ اختیار حاصل ہے اور یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس بات کا دعویٰ کرسکتا ہے کہ ابراہیم ہمارے امام ہیں۔ ہمارے مقتدا ہیں۔

اس بات سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ابراہیم بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں ہی کے خاندانی و روحانی پیشوا تھے۔ اسی وجہ سے یہود نصاریٰ اور مشرکین تینوں گروہ اپنی اپنی بدعات و خرافات کی حمایت میں ان کے نام کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہودیوں کا کہنا تھا ابراہیم ہمارے طریقے پر ہیں۔ عیسائیوں کا کہنا تھا ابراہیمؑ ہمارے طریقے پر ہیں۔ اور اسی طرح مشرکین عرب کا کہنا تھا ہمارے طریقے پر ہیں۔ لیکن اسلام کی دعوت شروع ہونے کے بعد اس کی مخالفت میں خاص دعویٰ جو ان تینوں گروہوں نے کیا کہ یہ نیا دین دین ابراہیمی کے خلاف ہے۔ اصل دین ابراہیمی کے حامل ہم ہیں۔ اور نعوذ باللہ محمد ﷺ ہمیں ہمارے اصلی جدی دین سے ہٹا کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن نے یہاں اس پراپیگنڈا کی تردید کی ہے۔

اصل میں عیسائیت اور یہودیت کیا ہے؟

عیسائیت:۔ عیسیٰؑ کے بعد ایک یہودی پوپس کی کوششوں سے عیسیٰؑ کی تعلیمات کو ختم کر کے شرک و بت پرستی کا نام عیسائیت ہے۔

یہودیت:۔ موسیٰؑ کے بعد یہود کی روایات و خرافات اور ان کے ربیوں کی توریت میں کی گئی ترامیم اور متوں کا نام قرار پایا۔

یہودی کون لوگ تھے جن کا دعویٰ تھا کہ ہم اصلاً تورات پر چلنے والے ہیں۔ عیسائیوں کا کہنا تھا ہم وہ لوگ ہیں جو انجیل پہ چلنے والے ہیں۔ چونکہ عیسیٰؑ کی تعلیمات انجیل میں ہیں۔ ہم انجیل کو فالو کرنے والے ہیں۔ عیسائیت انجیل کے پیروکاروں کا مذہب تھا۔ یہودیت تورات کے پیروکاروں کا مذہب تھا۔

تورات و انجیل) اب اللہ کہتے ہیں۔

"لما تحاجون" اے اہل کتاب تم کہتے ہو

اس بات سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں ہی کے خاندانی و روحانی پیشوا تھے۔

مسلماً: ۔وہ مسلم تھے۔اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا تھا وہ کسی شخص کے فتووں پہ نہیں چلتے تھے بلکہ صرف اللہ کے نازل کردہ احکام پر چلتے تھے۔یاد رہے۔اللہ رب العزت کے احکام پر چلنے والا مسلم ہوتا ہے مشرک نہیں۔

ابراہیم ہمارے وہ کہتے ہیں ابراہیم ہمارے نہ صرف یہ کہتے بلکہ جھگڑا بڑھتے بڑھتے بات کہاں پہنچ گئی۔ یہودی کہنے لگے ابراہیم یہودی تھے عیسائی کہنے لگے ابراہیم عیسائی تھے۔ اللہ رب العزت کہتے ہیں تورات وانجیل تو ابراہیم کے جانے کے بہت بعد میں اتری ہیں، پھر وہ یہودیت یا نصرانیت پر کس طرح ہوئے۔

بے وقوفی کی بات کے لیے آخر کوئی نہ کوئی چھوٹی موٹی بنیاد ہوا کرتی ہے۔ بلاوجہ تم ابراہیم کے بارے میں بحث ومباحثہ کرتے ہو کتنی مضحکہ خیز بات ہے۔

تم بعض ایسے موضوعات پر بعض ایسے معاملات میں اس سے پہلے بھی جھگڑا کر چکے ہو۔ مثلاً عیسیٰؑ کے بارے میں مباحثہ کیا۔ بعض فقہی موضوعات پر بھی مجادلہ کیا۔ جب تمہیں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنے کا کہا گیا تو تم نے روگردانی کی۔ یہ دونوں موضوعات تو ایسے تھے جن کے بارے میں تمہیں کچھ نہ کچھ سوجھ بوجھ تھی۔ تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا۔

رہے وہ معاملات اور باتیں جو تمہارے وجود سے پہلے کی ہیں۔ تمہاری کتابوں سے پہلے کی ہیں۔ تمہارے اس دین سے پہلے کی ہیں۔ جس پہ تم آج عمل پیرا ہو۔ نہ تمہارے پاس اس کی کوئی سند ہے نہ علم ہے۔ ان باتوں میں تمہارا مباحثہ کرنا صرف بحث برائے بحث ہوگا۔ محض تیر تکے چلانا موضوع سے ہٹ کر بے تکی باتیں کرنا ہوگا۔ بے مقصد باتیں کرنے کے مترادف ہوگا۔ جن لوگوں کا یہ حال ہو وہ ہرگز قابل اعتبار نہ ہوں گے بلکہ ایسے لوگوں سے بات کرنا اور ان کی بات پہ کان دھرنا نامناسب ہے۔

"افلا تعقلون" میں اللہ رب العزت کہتے ہیں حق کی مخالفت وعداوت کا یہ کیسا جنون ہے کہ اتنی موٹی بات بھی تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ کوئی پیچیدگی نہیں کوئی پیچ وخم نہیں۔ بات تو بڑی واضح ہے۔ ابراہیمؑ کے جانے کے کتنی مدت بعد موسیٰ آئے۔ اس وقت تورات نازل ہوئی ہے تو رات کو ماننے والے بھی اپنے آپ کو یہودی کہتے تھے۔

یہ تو بعد میں چوں چوں کا مربہ بنا کچھ اپنے حالات اور ماحول اپنے آباؤ اجداد کی روایات اور کچھ تحریف شدہ تورات تھی۔ اس کی تعلیمات مل جل کے جو ملغوبہ تیار ہوا۔ اس کو انہوں نے مذہب یہودیت کا نام دے دیا۔

ابراہیمؑ یہودی کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو یہ بالکل ایسی ہی بات ہے۔ جیسے ہمارے ہاں فرقہ وارانہ لڑائیاں ہوتی ہیں۔ یہ شافعی ہیں۔ یہ حنبلی ہیں۔ مالکی ہیں۔ ان کے درمیان لڑائی ہو تو شافعی کہیں ہمارا موقف حدیث کے مطابق ہے حنبلی کہیں حدیث کے مطابق تو ہمارا موقف ہے۔ لڑائی بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچ جائے حنبلی کہنے لگ جائیں نبی ﷺ حنبلی ہیں۔ شافعی کہیں شافعی ہیں۔ مالکی کہیں مالکی ہیں۔ کتنی بعید از عقل بات ہے۔

"ھاَنتم ھوء لاء حاججتم فیما لکم بہ علم"

'ھا' یہاں تنبیہ کے لیے ہے۔ اللہ کہتے ہیں ہاں سنو! تم وہی لوگ ہو جو ان معاملات میں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں پتہ ہی نہیں۔ جو بات میرے اور آپ کے علم میں ہے۔ اس پر جھگڑنا تو سمجھ آتا ہے کہ نہیں نہیں بھئی بات یوں نہیں یوں ہے۔ اللہ رب العزت کہتے ہیں ایسے احمق ہیں یہ لوگ اس بات پر جھگڑتے ہیں جو ان کی پیدائش سے پہلے کی ہے۔ جس کے بارے میں انہیں خاک پتہ نہیں۔ جو ان کی عقل وفہم سے ماوراء ہے۔

نہ تم نے ابراہیمؑ کو دیکھا نہ ان کے بارے میں تمہیں کسی نے بتایا اور تم ان کے بارے میں خواہ مخواہ بحث کر رہے ہو۔ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے انبیاء کے سامنے چڑھ چڑھ کے باتیں کرتے ہو۔ حالانکہ اللہ کہتے ہیں:

"واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ما کان یھودیا ولا نصرانیا۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے ابراہیم سے تین باتوں کی نفی کی ہے۔ پہلی نفی کی فرقہ واریت یا یہودیوں عیسائیوں کے دعویٰ کی ہے۔ اللہ نے ان کا رد کرتے ہوئے بھرپور طریقے سے مذمت کی ہے کہ ابراہیم نہ یہودی تھا نہ ہی عیسائی تھے۔ اب سوچنے کی بات تو یہ ہے۔ کہ وہ کیا تھے۔ اللہ کہتے ہیں:

"ولکن کان حنیفا" وہ پکے ٹھکے یکسو مسلمان تھے۔ انہیں اللہ کے علاوہ کچھ نہ سوجھتا تھا۔ اللہ کی محبت ان کے دل میں راسخ ہو چکی تھی۔ وہ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ ہر وقت یہ فکر ان کے دامن گیر رہتی۔ میرا رب مجھ سے راضی ہو۔ بہت بڑے موحد تھے۔ وہ اللہ ہی کے ہو کر رہ گئے۔ اپنے تمام معاملات اور تمام حاجات میں صرف اللہ کی طرف رخ کرتے۔ اسی کی طرف رجوع کرتے۔ اسی کی ذات پر بھروسہ وتوکل کرتے۔ صرف اسی سے امید رکھتے تھے۔ ان کا رجحان بس اللہ کی طرف تھا۔ وہ اسی کے احکام پر چلتے تھے اور اسی کی عبادت کرتے تھے۔

مسلماً: وہ مسلم تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ کسی شخص کے فتووں پہ نہیں چلتے تھے بلکہ صرف اللہ کے نازل کردہ احکام پر چلتے تھے۔ یاد رہے۔ اللہ رب العزت کے احکام پر چلنے والا مسلم ہوتا ہے مشرک نہیں۔

ادھر ابراہیمؑ کا حال تو یہ تھا کہ ان کو اللہ کے علاوہ کسی اور کی پرواہ ہی نہیں تھی۔ ادھر یہودیت کا کیا حال ہے وہ اپنی نسل کے لیے مرمٹتا ہے۔ انہیں اللہ کی پرواہ ہی نہیں یہی حال نصاریٰ کا ہے۔ انہیں اللہ یاد ہی نہیں۔ اپنی ناک اونچی رکھنے کے لیے۔ اپنے اپنے مذاہب کی شان بلند کرنے کے لیے اور جن جن چیزوں کو انہوں نے اپنے لیے وجہ افتخار بنا لیا ہے۔ انہیں کے لیے جھگڑ رہے ہیں نہیں پتہ تو اللہ کا نہیں پتہ۔

تم ابراہیمؑ کے بارے میں کیسے کہتے ہو کہ وہ یہودی تھے یا عیسائی تھے۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے جو تم کہتے ہو۔ تم تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ابراہیم تمہارے کچھ لگتے تھے۔ ابراہیمؑ کو تو اللہ نے اپنا خلیل بنایا۔ خلیل کی محبت کیسی ہوتی ہے۔ ایسی محبت کہ دل سے اپنے محبوب کا خیال کسی حال میں نہ نکلے سوتا ہو جاگتا ہو۔ اس کے دل میں اپنے محبوب کا خیال ہو۔ وہ اسی فکر میں غرق اسی سوچ میں ڈوبا ہو۔ اسی کو راضی کرنے سوتا ہو۔ اسی کی رضا کے لیے جاگتا ہو۔ اسی کی رضا کے لیے کھاتا پیتا ہو۔ اس کے دل میں اور کسی کا خیال نہ آئے یہ ہوتی ہے محبت جسے عربی زبان میں "خلت" کہا جاتا ہے۔

ابراہیمؑ کے تمام رشتے ناتے چھوڑنے کا کسے نہیں پتا۔ باپ کا گھر چھوڑا، خاندان چھوڑا رشتہ داریاں

بقیہ صفحہ 60 پر

ختم نبوت

قاضی کاشف

پاکستان کے خلاف قادیانی سازشیں

انگریز نے مسلمانوں میں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کیلئے قادیانیت کا پودا لگایا......

اسلام کی آمد کے روز اول سے ہی دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ کی یہ کوشش رہی ہے کہ اگر کسی طرح اسلام کے قصر نبوت میں کوئی شگاف ڈال دیا جائے تو ان کا کام آسان ہو جائے گا اور پھر امت مسلمہ کا خاتمہ ممکن ہو جائے گا۔ لیکن چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی دشمنان اسلام اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور ہر بار ایسی کوشش پر انہیں بری طرح منہ کی کھانی پڑی۔

برصغیر پر جب انگریزوں نے قبضہ کیا تو انہیں اپنے غاصبانہ اقتدار کے خلاف سب سے بڑی مزاحمت مسلمانوں سے پیش آئی ، پھر انہوں نے مسلمانوں کے دین کا پوری طرح گہرائی سے مطالعہ کیا اور تحقیق سے معلوم کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے مسلمان اللہ کے سوا کسی کی غلامی قبول نہیں کرتے اور دین کے لیے قربان ہونے اور شہید ہونے کے لیے بھی آسانی سے تیار ہو جاتے ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنی تحقیق سے دو بڑے نتائج اخذ کیے۔

اوّل انہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اندر خالص توحید کا جذبہ ایسا احساس پیدا کر دیتا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان اللہ کے سوا ذہنی طور پر کسی کی غلامی کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ دوسرا نکتہ جذبہ جہاد ہے، جس میں مسلمانوں کو بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنے دین اور عقیدہ توحید کی حفاظت کے لیے جہاد کریں اور کسی کافر، مشرک، طاغوت کے آگے سر نہ جھکائیں چاہے جان ہی کیوں نہ چلی جائے اور یہ گھاٹے کا سودا نہیں کیونکہ یہ شہادت کی موت ہے اور شہید کے لیے اللہ سب سے زیادہ انعام و اکرام رکھتے ہیں۔

چنانچہ انہی دو نکات کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے اپنی ایک سٹریٹجی (حکمت عملی) بنائی۔ انگریزی غلبہ کے آغاز میں ہی عرب میں فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب ﷺ کی عقیدہ توحید کی بنیاد پر چلائی جانے والی تحریک خاصی مقبول ہوئی یہاں تک کہ جس عرب میں دوبارہ غیروں سے لے کر درختوں تک کی پوجا شروع ہو گئی تھی، وہاں نئے سرے سے توحید کا غلبہ ہوا۔ شرک کے سارے مظاہر ختم ہو گئے اور عصر حاضر میں قرآن و سنت کی بنیاد پر سعودی عرب جیسا پہلا اسلامی ملک دنیا میں وجود میں آیا۔

محمد بن عبدالوہاب ﷺ کی اس تحریک سے وقت کی سپر پاور برطانیہ کو جس کا سورج دنیا میں کہیں غروب نہ ہوتا تھا، اب اپنے غلبے واقتدار کا سورج ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا، چنانچہ انگریزوں نے توحید کی اس خالص تحریک کو بدنام کرنے کے لیے یہ ہتھکنڈا استعمال کیا کہ خالص عقیدہ وتوحید کے حاملین کو گستاخ رسول کہہ کر بدنام کرنا شروع کر دیا۔

دوسرے نمبر پر جہاد کا مسئلہ تھا جس کی وجہ سے برصغیر میں بھی برطانیہ کا اقتدار بری طرح لرز رہا تھا، اس کا سد باب اور کاؤنٹر کرنا انہیں سب سے مشکل محسوس ہوا، بالآخر بڑی سوچ و بچار کے بعد وہ اس نکتے پر پہنچے کہ مسلمانوں سے جہاد اس وقت تک ختم نہیں کر سکتے جب تک ختم نبوت کا مسئلہ ختم نہ کیا جائے کیونکہ ان کے نزدیک کسی نئے نبی کے کہنے پر ہی مسلمان جہاد چھوڑ سکتے ہیں ورنہ مسلمان کسی صورت جہاد چھوڑنے والے نہیں۔

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ انگریزوں نے جب مرزا غلام احمد کی صورت میں اپنا خود کاشت شدہ پودا، جھوٹا نبی کھڑا کیا تو اس نے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنی چکنی چپڑی باتوں اور تاویلوں سے مسلمانوں کے ایک طبقے سے اپنے آپ کو نبی منوا لیا اور کچھ چیلے چانٹے بھی تیار کر لیے تو حالات موافق دیکھتے ہی اس نے اصل ہدف جہاد پر ضرب

اس کذاب کا انجام سب سے پہلے تو دنیا نے یہ دیکھا کہ اس نے ممتاز اہلحدیث عالم دین اور فاتح قادیان مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو مباہلے کا چیلنج دیا کہ جو جھوٹا ہو گا وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو لیٹرین میں پیچش کے ہاتھوں بیت الخلاء میں اپنے انجام کو پہنچا اور رہتی دنیا تک یہ نشان عبرت بن گیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے مرنے کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔

لگائی اور جہاد کے خاتمے کا یہ تکرار اعلان کرنے لگا کیونکہ یہی تو اس کا اصل ہدف ومنتہا اور جھوٹا نبی بننے کا اصل مقصد و مشن تھا۔ چنانچہ کذاب مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب میں لکھا:

''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا' خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے، وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تلوار سے جہاد ختم ہو جائیں گے، سو اب میرے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں یعنی ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔''(تبلیغ رسالت جلد 9'ص:49)

ایک اور جگہ اس ملعون نے اپنی انگریز نوازی کا حق ادا کرتے ہوئے لکھا:

''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی' وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے ساتھ شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی اور عربی میں تالیف کر کے اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطیہ اور بلاد شام اور مصر، کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا' اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں سے ان کے دلوں میں تھے۔'' (ستارہ قیصریہ'ص:4,4)

غرض کذاب مرزا قادیانی کا خبث باطن کھل کر سامنے آ گیا کہ اس کا اصل ہدف و مشن کیا ہے؟ چنانچہ ایک طرف انگریزوں نے پہلے مجاہدین کو بدنام کیا اور لاکھوں کی تعداد میں انہیں پھانسی پر لٹکایا اور جو باقی عام مسلمان بچے ان میں جہاد کا مسئلہ سرے سے ہی ختم کرنے کے لیے اس جھوٹے نبی کے ذریعے جہاد کے خاتمے کا اعلان کروا دیا لیکن دنیا جانتی ہے کہ کذابوں کا مشن نہ پہلے کبھی پورا ہوا اور نہ آئندہ پورا ہوگا۔ **ان شاء اللہ**

اس کذاب کا انجام سب سے پہلے تو دنیا نے یہ دیکھا کہ اس نے ممتاز اہلحدیث عالم دین اور فاتح قادیان مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو مباہلے کا چیلنج دیا کہ جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو لیٹرین میں پیچش کے ہاتھوں بیت الخلاء میں اپنے انجام کو پہنچا اور رہتی دنیا تک نشان عبرت بن گیا، اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس کے مرنے کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔

قادیانی پاکستان کو اپنے مکروہ عزائم کی راہ میں رکاوٹ سمجھ کر اس کے خلاف پہلے دن سے ریشہ دوانیوں میں مشغول ہو گئے۔ پاکستان کے پہلے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے اسرائیل میں بھی قادیانیوں کے لیے کمین گاہیں بنوا دیں، اسرائیل ان کی پوری سرپرستی کرتا رہا اور جب سے انہیں 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر 17 دن کی بحث اور دونوں فریقین کا مکمل

موجودہ حکومت نے انتخابی اصطلاحات کی آڑ میں ان تمام شقوں کو ختم کر دیا، یہ کھیل اتنی باریکی سے کھیلا گیا کہ اپوزیشن سمیت کسی پارٹی کو بھی ختم نبوت میں لگائے گئے اس نقب کے بارے میں پتہ نہ چل سکا۔ تاہم یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا کہ وہی جماعتیں اور شخصیات جو اس ترمیم کی منظوری میں شامل تھیں' ان کی نیت جیسی بھی تھی' بہر حال انہوں نے حقیقت معلوم ہونے پر اس ترمیم کے خلاف بھرپور آواز بلند کی۔

آپ چاہے معمولی مفاد اور اقتدار کے لیے بک جائیں لیکن پاکستان کے 22 کروڑ محبان رسول ﷺ جاگ رہے ہیں ان کے جاگتے ہوئے نہ یہاں امریکی مشن کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ بھارت، نا قادیانیوں کا نہ انہیں نوازنے والوں کا۔ان شاء اللہ

موقف سن کر غیر مسلم قرار دیا اس دن سے وہ پاکستان کے خلاف سازشوں میں دن رات مصروف ہوگئے۔

بھٹو اور ضیاء کے ادوار اور پھر 2002ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے، شعائر اسلام استعمال کرنے سے انہیں روکنے اور ان کے تمام گروپوں قادیانی، ربوی یا لاہوری سب کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے قوانین بنائے گئے۔ آخری دور کے قوانین کا مقصد یہ تھا کہ قادیانی بحیثیت مسلمان انتخابی عمل میں شریک نہ ہوسکیں۔ ختم نبوت کے ان قوانین کو بدلنے کے لیے امریکہ اور مغرب نے ہمیشہ بڑا زور لگایا لیکن ان کی کبھی دال نہ گلی۔ اب بڑے عرصے بعد قادیانیوں نے اپنے چند وزراء کے ذریعے انتخابی عمل میں اصطلاحات کے نام پر مختص حلف نامے کو اقرار نامے میں بدلنے کی کوشش کی جیسا کہ:

قسمیہ حلف (I Swear) کی بجائے صرف اقرار (I Declare) کے الفاظ ڈال دیئے' مقصد یہ تھا کہ قادیانی بھی مسلمان بن کر آسانی سے مسلمان سیٹوں پر منتخب ہوسکیں اور انہیں اپنی مرضی سے ملک کو سیکولر بنانے کا موقع مل سکے۔

ختم نبوت کے قانون میں اس حوالے سے چند اور شقیں بھی شامل تھیں۔ ترمیمی بل کی شق نمبر 7بی کے تحت کہا گیا تھا کہ قادیانیوں' احمدیوں اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم تصور کیا جائے گا جبکہ بل کی شق سی کے تحت کوئی بھی شخص ووٹرلسٹ میں بطور مسلمان درج قادیانی ووٹر پر اعتراض دائر کر سکے گا۔ مذکورہ اتھارٹی اے 15 یوم کے اندر روبرو پیش ہو کر عقیدہ ختم نبوت پر غیر مشروط اور مکمل ایمان رکھنے کے حلف نامے پر دستخط کا تقاضا کرے گی اور انکار کی صورت میں اسے غیر مسلم تصور کیا جائے گا اور اس کا نام مشترکہ ووٹر لسٹ سے حذف کر کے ضمنی فہرست میں بطور غیر مسلم درج کیا جائے گا۔

موجودہ حکومت نے انتخابی اصطلاحات کی آڑ میں ان تمام شقوں کو ختم کر دیا، یہ کھیل اتنی باریکی سے کھیلا گیا کہ اپوزیشن سمیت کسی پارٹی کو بھی ختم نبوت میں لگائے گئے اس نقب کے بارے میں پتہ نہ چل سکا۔ تاہم یہ اللہ تعالی کا فضل و کرم تھا کہ وہی جماعتیں اور شخصیات جو اس ترمیم کی منظوری میں شامل تھیں' ان کی نیت جیسی بھی تھی' بہر حال انہوں نے حقیقت معلوم ہونے پر اس ترمیم کے خلاف بھرپور آواز بلند کی۔

ادھر 22 کروڑ اسلامیان پاکستان بھی اس دریدہ دہنی پر مشتعل ہوگئے چنانچہ حکومت کو پرانی ترمیم بحال کرنا پڑی۔ لیکن حکومت اس بار بھی چال چل گئی، حکومت نے صرف حلف نامہ بحال کیا اور ختم نبوت کے حوالے سے باقی شقیں بحال نہ کیں، فوری طور پر تو حکومت اور مغرب نواز میڈیا نے بھی عوام کو مطمئن کر دیا کہ جیسے صرف حلف والی شق ہی ختم ہوئی تھی اور کوئی ایسی بات نہیں تھی لیکن عوام کو بہر حال حقیقت کا پتہ چل گیا۔ باقی شقوں کی بحالی کے لیے مختلف دینی و سیاسی جماعتوں نے دوبارہ تحریک شروع کردی۔

ادھر اسلام آباد ہائیکورٹ کے محب رسول ﷺ اور غیور جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ختم نبوت کے متعلق تمام ترامیم پرانی حالت میں بحال کرنے کا حکم جاری کر دیا چنانچہ حکومت کو قومی اسمبلی کے ذریعے اگلے ہی دن یہ ساری شقیں بھی بحال کرانا پڑیں۔ حلف کی بحالی کے وقت حکومت نے یہ تاثر دیا کہ جیسے یہ سب کچھ نادانستگی میں ہو گیا لیکن جلد ہی یہ حقیقت سامنے آگئی کہ ختم نبوت کے حوالے سے ابھی کچھ اور شقیں بھی ہیں جو ابھی تک بحال نہیں کی گئیں اور اب جب دینی جماعتوں کی تحریک نے دھرنے اور ہائیکورٹ کے حکم کی وجہ سے حکومت کو یہ شقیں بحال کرانا پڑیں تو اب اچھی طرح واضح ہوگیا کہ حکومت نے سوچے سمجھے طریقے سے ختم نبوت کا قانون ختم کرنے کی کوشش تھی تا کہ اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کیا جاسکے۔

افسوس صد افسوس! کہ ہمارے حکمران اپنے اقتدار کے لیے اور قرضوں کی معافی کے لالچ میں دنیا میں خود کو لبرل اور روشن خیال ظاہر کرنے کے لیے ایسی گھٹیا سودے بازی کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، اس حکومت کے اصل سرپرست اعلی کے طور پر نواز شریف یقیناً اس کے ذمہ دار ہیں اور وہ اس قدر لبرل اور بھارت و امریکہ نواز بننے کی سزا اللہ کی طرف سے بھگت بھی رہے ہیں لیکن ہمارے دوسرے سیاستدان بھی اقتدار کی ہوس میں کسی نہ کسی طرح ایسے انداز میں حرکتیں کرتے ہی رہتے ہیں۔ باری دینے کی التجائیں ہمارے سیاستدانوں کی اس ہوس اقتدار کو ظاہر کرتی ہیں جس کی وجہ سے وہ وقت آنے پر کبھی سودے بازی کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

اب حکمرانوں سمیت تمام سیاستدانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ آپ چاہے معمولی مفاد اور اقتدار کے لیے بک جائیں لیکن پاکستان کے 22 کروڑ محبان رسول ﷺ جاگ رہے ہیں ان کے جاگتے ہوئے نہ یہاں امریکی کا مشن کامیاب نہ ہوسکتا ہے اور نہ بھارت، نا قادیانیوں کا نہ انہیں نوازنے والوں کا۔ **ان شاء اللہ**

اب حکومت کا فرض ہے کہ وہ صرف ترامیم کی بحالی پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس کے اصل ذمہ دار وزیر قانون زاہد حامد اور دیگر ملوث لوگوں کو بے نقاب کرنے کے لیے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں جو کمیٹی بنائی ہے اس کی رپورٹ منظر عام پر لائی جائے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے، شاید اسی سے حکمرانوں کے اس سنگین جرم کا ازالہ ہو جائے ورنہ حکمران پارٹی جس طرح آج کل مکافات عمل کا شکار ہے، یہ انجام اور زیادہ عبرت ناک بھی ہوسکتا ہے۔

اسماء عبدالغفور

پردہ

9

تمام زندگی

...سوال لازمی ہے۔

﴿حصہ اوّل﴾

قرآن

سوال نمبر1:

” وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ
وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ
وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا
...هِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ
...لَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ
...آءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
... اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ
...یْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ
...هِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ
... اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ
...رْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ
...طِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ
...ا عَلٰی عَوْرٰتِ
... وَ لَا یَضْرِبْنَ
... لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ
...هِنَّ وَ تُوْبُوْٓا اِلَی
...یْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ
...لِحُوْنَ ہ “

(النور:31)

...سول ﷺ! مومن
...سے کہہ دو کہ وہ اپنی
...ں رکھا کریں اور اپنی
...ں کی حفاظت کیا
...ر اپنی زینت کو ظاہر
...ر جو خود سے ظاہر ہو

جائے اور اپنے دوپٹے اپنے پہلوؤں پر ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوند سے یا اپنے باپوں سے یا اپنے خاوند کے باپوں سے یا اپنے خاوند کے بیٹوں سے یا اپنے بھائیوں سے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں سے (بھتیجے) یا بہنوں کے بیٹوں (بھانجے) یا اپنی عورتوں سے یا اپنی لونڈی، غلاموں سے یا ان خادموں سے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کی پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں۔ اور اپنے پاؤں ایسے زمین پر نہ ماریں (کہ جھنکار کانوں تک پہنچے) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے ہاں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ“

اس آیت کی روشنی میں آپ (حصہ دوم کے سوال نمبر1) کے مطابق ستر (چہرے کی ٹکیا اور ہاتھ پاؤں کے علاوہ) ڈھانپ کر رکھیں اور محرموں کی فہرست جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے ان کے سامنے جا سکتی ہیں۔ مگر اس کے علاوہ تمام غیر محرموں سے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں بھی چھپائیں گی۔ یہ گھر کے اندر کا پردہ ہے اور اس کا قیامت کے روز سوال ہو گا؟؟؟

نوٹ: شوہروں کے چچا، ماموں، بھتیجے، بھانجے اور اسی طرح اپنے خالو، پھوپھا نیز ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، چچا زاد مزید برآں بہنوئی، دیور اور جیٹھ سب غیر محرم ہیں ان سے چہرے کا پردہ ضروری ہے۔

سوال نمبر2:

گھر کے باہر چہرے کا پردہ

”یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ.“

(الاحزاب:59)

ترجمہ:

”اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن

عورت کا اصل مستقر اس کا گھر ہے، اسے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت گھر میں رہ کر کام کاج اور بچوں کی تربیت پر صرف کرنا چاہیئے۔ رہے باہر کے کام تو وہ صرف مرد کے ذمہ ہیں، عورت باہر کے کام مکمل پردے میں رہ کر (بحالت مجبوری) کر سکتی ہے۔

عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیا کریں، یہ کام ان کے لیے موجب شناخت ہوگا تو ان کو کوئی ایذا (تکلیف) نہ دے گا۔"

یہ آیت گھر سے باہر پردے کے متعلق ہے۔ کہ گھر سے باہر جانا ہو تو چہرے کا پردہ ضرور کرنا ہے، اس آیت کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ آپ سے سوال کریں گے......!!!

سوال نمبر 3:

حجاب

"وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ۔"

(الاحزاب:53)

ترجمہ:۔

"(نبی پاک ﷺ کی بیویوں سے) اگر تم نے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے لیے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے بہترین طریقہ ہے۔"

نوٹ: حجاب ایسی حائل ہونے والی چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے دونوں چیزیں ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ غیر محرم یا اجنبی سے بات کرنا ہو یا کوئی لین دین کرنا ہو تو آپ دونوں کے درمیان پردہ ہونا کس قدر ضروری ہے۔ اس آیت کو سامنے رکھ کر آخرت کے لیے جواب تیار کریں۔

سوال نمبر 4:۔

تین چیزیں

"یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۚ"

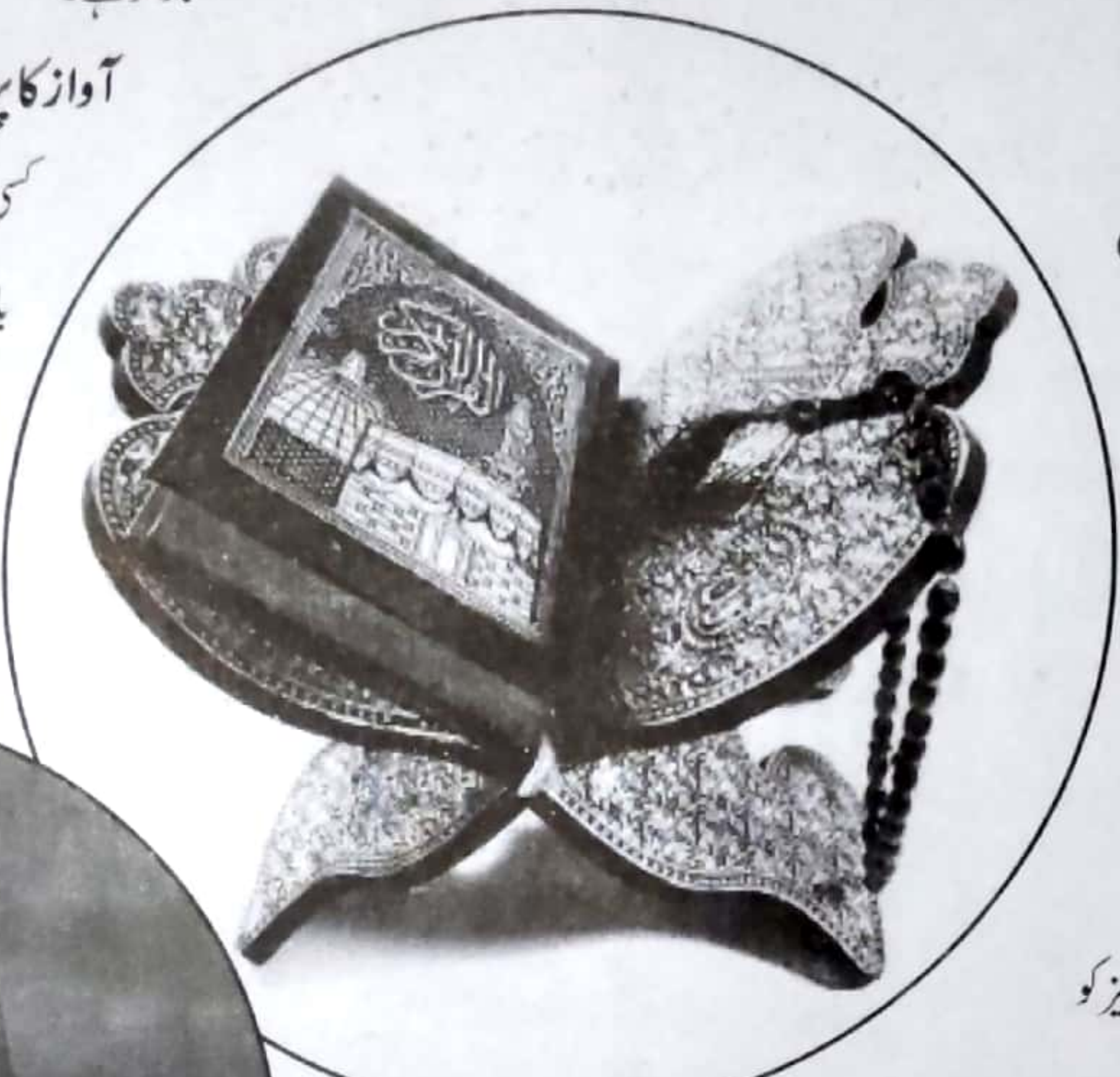

(الاحزاب:32,33)

ترجمہ:

"اے نبی ﷺ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو (غیر محرم سے) نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو، ایسے کرنے سے دل کی خرابی میں مبتلا شخص خوانخواہ ہی کوئی امید لگا بیٹھے گا۔ لہٰذا عام دستور سے بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں وقار سے ٹھہری رہو اور سابقہ دور جاہلیت کی طرح اپنی زینت و آرائش نہ دکھاتی پھرو۔"

اس آیت مبارکہ میں تین مندرجہ ذیل باتوں کا ذکر ہے۔

آواز کا پردہ:۔

کسی غیر محرم سے یا اجنبی سے نرم لہجہ میں بات نہ کریں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"نرم لہجے سے مراد روکھے لیکن مہذب لہجے میں بات کرے، اس کی آواز میں نرمی، لوچ، بانکپن اور شیرینی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اذان نہیں کہہ سکتی اور نماز باجماعت کے دوران اگر امام غلطی کر جائے تو سبحان اللہ کہہ سکتی ہے اور نہ لقمہ دے سکتی ہے، بلکہ

اس کے لیے الٹے ہاتھ پر ہاتھ مار کر متنبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

عورت کا اصل مستقر:۔

عورت کا اصل مستقر اس کا گھر ہے، اسے اپنا زیادہ سے زیادہ وقت گھر میں رہ کر کام کاج اور بچوں کی تربیت پر صرف کرنا چاہیئے۔ رہے باہر کے کام تو وہ صرف مرد کے ذمہ ہیں، عورت باہر کے کام مکمل پردے میں رہ کر (بحالت مجبوری) کر سکتی ہے۔

تبرج:۔

شرح میں 5 چیزیں شامل ہیں جن سے بچنا ضروری ہے:

☆ اپنے جسم کے محاسن کی نمائش

☆ زیورات کی نمائش اور جھنکار

☆ پہنے ہوئے کپڑوں کی نمائش

☆ چال ڈھال سے بانکپن اور ناز وادا

☆ خوشبو کا استعمال جو غیروں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔

ان باتوں کا جواب اچھی طرح سمجھ کر دیں ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس آیت کو سنا کر سوال کریں گے؟؟؟

حصہ دوم

✷ حدیث

سوال نمبر 5:

ستر

"اے اسماءؓ! عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ اس کے (جسم سے) اس کے سوا کچھ دیکھا جا سکے اور آپ ﷺ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔"

(ابی داؤد، کتاب اللباس، صحیحہ البانی: 4104)

ایک دفعہ اسماء بنت ابو بکرؓ باریک لباس میں ملبوس آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے فوراً منہ پھیر لیا اور یہ حدیث ارشاد فرمائی جو آپ پڑھ چکے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کے چہرے کی ٹکیا اور ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم ستر ہے۔ عورت کا عورت سے ستر اتنا ہی ہے جتنا مرد کا دوسرے مرد سے یعنی ناف سے اوپر تک گھٹنے کا درمیانی حصہ۔

آج ہمارے معاشرے میں رواجی پردہ ہے، شرعی ستر کے مطابق پردہ نہیں ہے، یعنی سر اور گردن ڈھانپنے کے لیے صرف دوپٹے کا رواج ہے اور وہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ دوپٹہ اتنا باریک اور چھوٹا ہوتا ہے کہ اس سے ستر کے ڈھانپے رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے فرمان نبی ﷺ کے مطابق شرعی پردہ تب ہوگا جب ستر ڈھکا ہو ورنہ رواجی پردہ ہمارے کام نہ آئے گا۔ آپ کا روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے نبی ﷺ کی اس حدیث کا کیا جواب ہوگا......؟؟

سوال نمبر 6:

✷ گھر کے اندر غیر محرم سے پردہ

ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ (ازدواج مطہرات) آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں، اتنے میں نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ آ گئے۔ آپ ﷺ نے دونوں بیویوں سے فرمایا اس سے پردہ کرو، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ یہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"افعمیا وان انتما الستما تبصرانہ"

"کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھتیں؟۔"

(الترمذی: 2728)

ہمارے نبی ﷺ نے نابینا صحابی سے ہماری ماؤں کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے تو اے مسلمان عورتو! تم دیکھنے والوں سے پردہ کیوں نہیں کرتی ہو اور غیر محرموں کو کیوں دیکھتی ہو......؟؟؟

ہمارے ہاں ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ پردہ تو دل کا ہوتا ہے اور حیا آنکھوں میں ہوتی ہے، اس لیے چہرے کا پردہ ضروری نہیں ...... تو اے مسلمان عورتو! تمہارے دل کا پردہ اور تمہاری آنکھوں کی حیا تمہاری ماؤں اور نبی ﷺ کی بیویوں سے زیادہ ہے......؟؟؟

جو کہ تمام مسلمانوں کے لیے تا قیامت نمونہ ہے، کس دل اور کس منہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سامنا کریں گی؟؟ بہت اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس کا جواب تیار کریں......

سوال نمبر 7:

✷ خاوند اور بیوی کے رشتہ دار

"خبردار! عورتوں پر داخل نہ ہوا کرو۔"

ایک انصاری صحابیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! دیور کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

" دیور یا جیٹھ تو موت ہیں۔"

(بخاری: 5232)

خاوند کے باپ کے علاوہ دیور اور جیٹھ سے پردہ کا حکم آپ ﷺ کی اس حدیث سے بخوبی معلوم کر سکتی ہیں۔ اسی طرح عورت کا اپنے بہنوئی سے پردہ بھی ضروری ہے جس طرح ہمارے معاشرے میں مقولہ ہے:

"سالی آدھی گھر والی"

ایک مرد اگر بدلتا ہے تو صرف مرد ہی بدلتا ہے اور اگر ایک عورت بدلتی ہے تو پورا گھر بدلتا ہے اور اس طرح معاشرے اور اقوام کی تقدیر بدلتی ہے۔

اس ضرب المثل پر غور فرمایئے اور اس کے نتائج و عواقب بھی سامنے لایئے کیا اس سے بڑی بھی کوئی فحاشی ہوسکتی ہے......؟؟

اس لحاظ سے دیور، جیٹھ، بہنوئی سب سے پردہ ضروری ہے۔ اس کا مطلب غفلت برتنے سے موت یعنی جہنم، اس سوال کا جواب خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر دیں، نبی ﷺ نے اس کو زندگی اور موت کا مسئلہ قرار دیا ہے۔

سوال نمبر 8:

احکام لباس

حدیث میں ہے:

''وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، مردوں کی طرف مائل ہونے والی اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں وہ جنت میں نہ داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے۔''

(موطا، کتاب الجامع:)

اس حدیث کے مطابق ان عورتوں کو وعید ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

✷ کپڑے اتنے باریک ہیں کہ ان سے بدن نظر آرہا ہے، جیسے جالی دار یا باریک ریشم، لان وغیرہ۔

✷ کپڑے خواہ موٹے ہوں لیکن اتنے فٹ یعنی چست ہوں کہ بدن کے سب نشیب و فراز نظر آرہے ہوں۔ جیسے تنگ قمیص یا چوڑی دار پائجامہ، یا لیگ ان یا پینٹ نما پائجامہ وغیرہ۔

✷ کپڑے ایسے ہوں کہ بدن کا کچھ حصہ ڈھانپا گیا ہو اور کچھ ننگا چھوڑا گیا ہو۔ جیسے آدھے بازو والی قمیص یا ساڑھی یا اونچی شلوار جس سے ٹخنے نظر آرہے ہوں۔

اس حدیث میں دوسری بات جو بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ عورت جو مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہو، جب وہ ایسی دلکش ادائیں اختیار کرتی ہے اور بنی سنوری ہوتی ہے کہ مرد اس کی طرف مائل ہوں تو اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

✿ آواز میں لوچ ہو۔

✿ پاؤں میں زیور کی جھنکار، رفتار میں بانکپن اور ادائیں۔

✿ خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا

اس میں چھ صورتیں بیان کی گئی ہیں جن میں کئی ایک میں نہ جنت ہے نہ جنت کی خوشبو۔ بڑی احتیاط سے عمل کریں، کیونکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کہ یہ حدیث تم تک پہنچی۔ تم نے عمل کیا کہ نہیں......؟؟؟

جواب آپ کے اختیار میں ہے......

حصہ سوم

معروضی سوالات

سوال نمبر 9:

ہاں یا ناں میں جواب دیں۔ ہاں کے بدلے جنت اور ناں کے بدلے جہنم۔

☆ کیا آپ نے اس پورے پرچے کو تین بار پڑھ کے ستر، حجاب، محرم یا نامحرم، گھر کا پردہ، گھر کے باہر کا پردہ اور احکام لباس کو سمجھ کر اس پر عمل کا ارادہ کیا ہے......؟؟؟

☆ کیا آپ گھر میں ایک موٹا اور بڑا دوپٹہ اوڑھے رکھیں گی، اور گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں ایک بڑی چادر سے اپنے پورے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لیں گی اور چادر کا ایک حصہ چہرے کے آگے لٹکائیں گی یا برقعہ اوڑھ کر باہر نکلیں گی جس کے نقاب سے آنکھیں بھی چھپ جائیں اور برقعہ ڈھیلا ڈھالا ہو جس سے ستر پوشی کا اصل مقصد پورا ہو۔

☆ کیا اب اگر کوئی غیر محرم آئے تو اسے علیحدہ کمرے میں بٹھائیں گی خواہ وہ دیور، جیٹھ یا بہنوئی کوئی بھی غیر محرم ہو اور اس سے پردہ کرتے ہوئے گفتگو کریں گی......؟؟؟

''حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جو سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے والی تھیں، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اترانے والی عورت کا سنگھار اپنے شوہر کے سوا دوسروں کے لیے کرنا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے اندھیرا قیامت کے دن اس میں روشنی بالکل نہیں۔''

(ترمذی، کتاب الرضاع: 1167)

اس حدیث کو سمجھنے کے بعد آپ تیل، مہندی وغیرہ کے لیے بالکل تیار نہیں ہوں گی اور نہ ہی شمع محفل بنیں گی۔

☆'' عورتوں پر مدد کرو ان کو ننگا رکھ کر (کم کپڑے دے کر) کیونکہ ان میں جب کسی کا لباس خوشنما ہوتا ہے اور سنگھار بہترین ہوتا ہے تو اسے گھر سے نکلنا اچھا لگتا ہے۔''

(مجمع الذوائد: 138/5)

اس حدیث کے پڑھنے کے بعد آپ اپنی الماریوں کا جائزہ لیں اور اپنے گھر والوں سے تعاون کرتے ہوئے نبی پاک ﷺ کے فرمان پر عمل کریں۔ آخر میں آپ خود سوچ لیں کہ آپ نے جنت میں جانا ہے یا جہنم میں۔

کہیں آج ہمارے معاشرے میں فحاشی و بے حیائی کی وجہ سے ہی تو ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں......؟؟؟

حاصل کلام یہ ہے کہ:

''ایک مرد اگر بدلتا ہے تو صرف مرد ہی بدلتا ہے اور اگر ایک عورت بدلتی ہے تو پورا گھر بدلتا ہے اور اس طرح معاشرے اور اقوام کی تقدیر بدلتی ہے۔''

حافظ عبدالغفار

علم سے استفادہ کیسے......؟

سیدنا ابو ہریرہؓ کو علم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ نہ دھوپ دیکھتے اور نہ سایہ نہ بھوک و پیاس کی پروا کرتے بلکہ ہر وقت علم کی تڑپ لیے مسجد نبوی میں حاضر رہتے۔

علم انسان کو دنیا میں حقیقی کامیابی سے ہمکنار کرنے کے ساتھ ساتھ اشرف المخلوقات میں شامل کرنے آیا تھا مگر افسوس! ہمارے معاشرے کے اکثر لوگ اہل علم ہونے کے باوجود آدمیت کے نچلے درجے سے بھی نیچے گر گئے ہیں۔

آج معاشرے میں انسانیت کو جتنا پڑھا لکھا طبقہ شرمندہ کر رہا ہے شاید اس کی مثال زمانے میں کہیں اور نہ مل سکے۔ چوری سینہ زوری، غنڈہ گردی، قتل ہو یا آبرو ریزی، کرپشن ہو یا رشوت، ہر میدان میں پڑھا لکھا طبقہ ملوث نظر آئے گا، آخر ایسا کیوں ہے؟

❁ علم ایک ایسی زینت ہے جس کی دوستوں میں نمائش کی جاتی ہے۔

❁ علم ایک ایسا پودا ہے جو دل و دماغ کی سرزمین پر لگایا جائے تو اس پر عقل کا پھل لگتا ہے۔

❁ علم ایک ایسی روشنی ہے جس سے دنیا کی تاریکی ختم کی جا سکتی ہے۔

علم کی دولت کے آگے دنیا کا سامان و متاع کچھ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ دنیا کے مال کی حفاظت کرنا پڑتی ہے جبکہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

علم کی فضیلت کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے بہت سے فرامین ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

❁ حصول علم سے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔

❁ مجلس علم کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پر جھکا دیتے ہیں۔

زمین و آسمان کی تمام اشیاء طالب علم کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہیں۔

(ابو داؤد: 3641)

❁ آپ ﷺ نے طالب علم کو خوش آمدید کہا ہے۔

(مجمع الزوائد: 131/1)

علم سے استفادہ کرنے کا دوسرا بڑا ذریعہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں علم کی تڑپ اور لگن ہونی چاہیے۔ ہمارے اسلاف میں علم کی لگن بہت زیادہ تھی اسی وجہ سے وہ دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے، اس لگن اور تڑپ کا اندازہ درج ذیل واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا جابرؓ نے صرف ایک حدیث کی خاطر

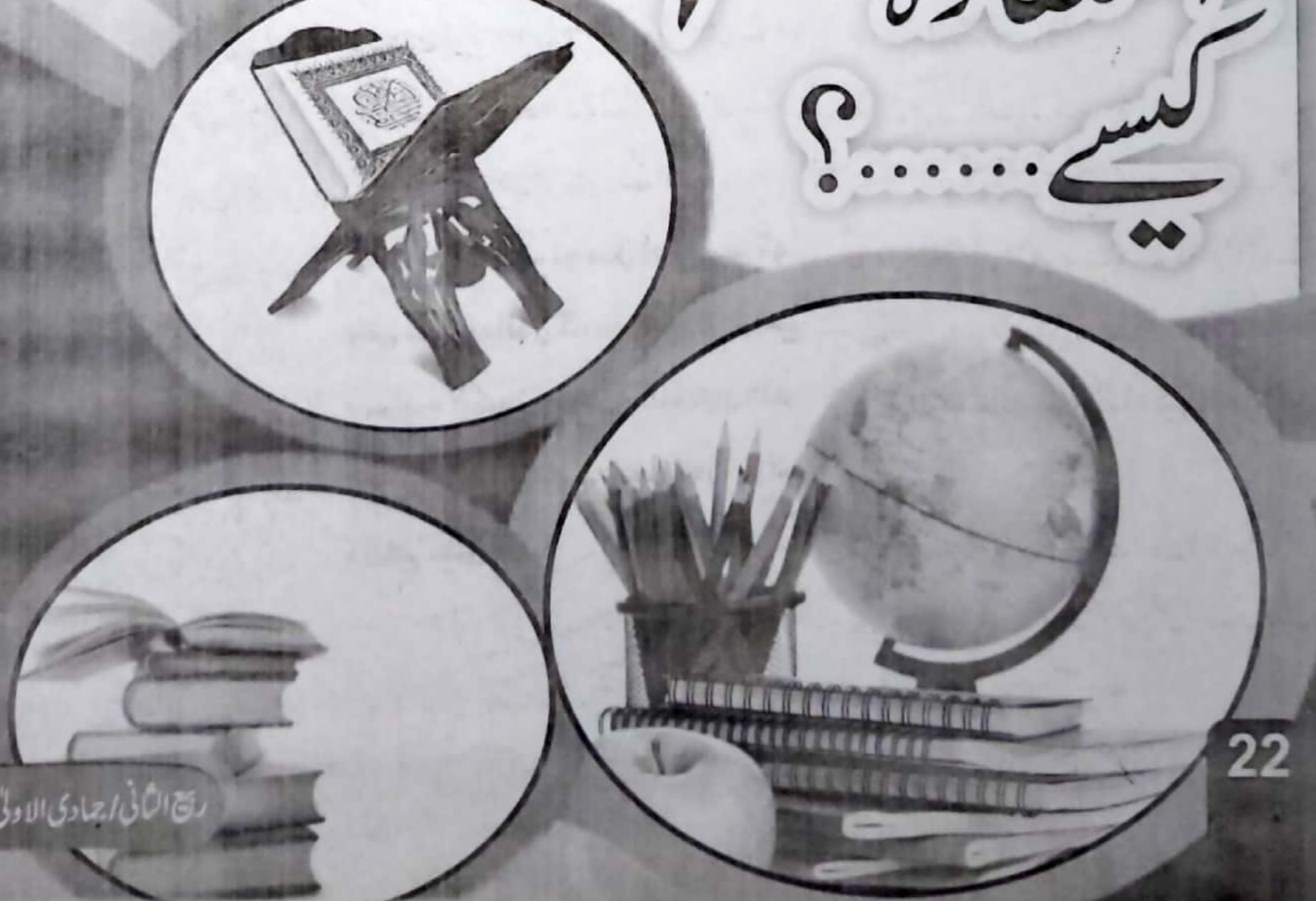

علم سے استفادہ کرنے کا دوسرا بڑا ذریعہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں علم کی تڑپ اور لگن ہونی چاہیے۔ ہمارے اسلاف میں علم کی لگن بہت زیادہ تھی اسی وجہ سے وہ دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

مدینہ سے شام تک کا سفر کیا اور یہ سفر ایک ماہ کی مسافت کا تھا۔(بخاری:78)

❁ سیدنا ابو ہریرہؓ کو علم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ نہ دھوپ دیکھتے اور نہ سایہ نہ بھوک و پیاس کی پروا کرتے بلکہ ہر وقت علم کی تڑپ لیے مسجد نبوی میں حاضر رہتے۔ بعض دفعہ بھوک کی شدت کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ پر غشی طاری ہو جایا کرتی تھی۔

❁ امام مالکؒ کی مجلس علم میں بہت سے لوگ بیٹھے تھے، کسی نے کہا کہ ہاتھی آیا ہے، سب لوگ مجلس کو چھوڑ کر ہاتھی دیکھنے چلے گئے لیکن یحییٰ بن یحییٰ اندلسی بیٹھے کتاب پڑھتے رہے، امام مالکؒ نے پوچھا کہ اے یحییٰ! تم ہاتھی دیکھنے کیوں نہیں گئے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''میں مغرب سے چل کر یہاں علم حاصل کرنے آیا ہوں نہ کہ گلی کوچوں میں ہاتھی دیکھنے۔''

(تاریخ المشاہیر ص:46)

آج ہمارے معاشرے کے اکثر نوجوانوں کا یہ المیہ بن چکا ہے کہ ان کے دل و دماغ میں علم کا شوق نہیں ہوتا، جو شخص محض دنیا کے لیے علم حاصل کرتا ہے تو علم اس کے دل میں جگہ نہیں پکڑتا، وہ شخص علم کی حقیقی روشنائی اور لذت سے محروم ہو جاتا ہے۔

ایسے شخص کے بارے میں (جو دنیا کمانے کے لیے علم حاصل کرتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

(ابن ماجہ:252)

گویا کہ علم حاصل کرنے کا سب سے اہم ترین تقاضا خلوص نیت ہے، ایک دفعہ ایک شخص سیدنا ابو الدرداءؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں حدیث سننے آیا ہوں تو سیدنا ابو الدرداءؓ نے اس کا امتحان لیا اور پوچھا کہ آپ ادھر تجارت کے لیے تو نہیں آئے؟ تو اس اللہ کے بندے نے جواب دیا کہ میں صرف حدیث ہی سننے آیا ہوں۔ یہ بات سن کر سیدنا ابو الدرداءؓ نے اسے حدیث سنائی۔

(ابو داؤد:3641)

اس لیے علم حاصل کرنے کا بنیادی اور اہم تقاضا خلوص نیت ہے جب نیت خالص ہوگی تو اللہ تعالیٰ بھی علم کے راستے کشادہ کریں گے۔ ایک دن مامون الرشید اپنے استاد کے پاس لیٹ آیا تو استاد نے اسے سات، بید رسید کیے، مامون رونے لگا، اسی اثناء میں اس کے باپ کا وزیر جعفر برمکی آیا، اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو مامون نے آنسو صاف کیے اور اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جعفر نے مامون سے کوئی بات کہی اور چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو استاد نے مامون سے کہا کہ میں نے سوچا تھا کہ آپ اسے میرے مارنے کے متعلق بتائیں گے لیکن آپ نے اسے کچھ نہیں کہا، مامون نے جواب دیا:

''یہ بات تو میں اپنے باپ کو بھی نہیں بتاؤں گا، تو جعفر کو کیسے بتاتا؟ کیونکہ میں جانتا ہوں علم مجھے آپ کے ذریعے حاصل ہوا، ان کے ذریعے نہیں۔''

زندگی کا تجربہ بتاتا ہے کہ انسان اگر ذہین و فطین نہ بھی ہو لیکن علم کے حصول میں خلوص نیت رکھتا ہو، اپنے اساتذہ کا احترام کرتا ہو تو جو مقام اسے ملتا ہے وہ شاید کسی ذہین شاگرد کو بھی نہ ملے۔

علم میں رسوخ حاصل کرنے کے لیے علم کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان اپنے وقت کی قدر کرے، اسی لیے کسی انگریز نے کہا تھا:

Time and Tide wait for non.

''وقت اور لہر کسی کا انتظار نہیں کرتے''

جو کوئی وقت کی قدر نہیں کرتا، وقت اس کی قدر نہیں کرتا۔ آج کل ہمارے طالب علم اکثر ناکام ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس وقت کا احترام نہیں ہوتا۔ اگر وہ کسی جگہ گپ شپ کے لیے بیٹھیں تو گھنٹوں برباد کر دیتے ہیں، اپنے وقت کی منصوبہ بندی نہیں کرتے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے وقت کی منصوبہ بندی کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

علم کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان جو بھی علم حاصل کرے، اس پر عمل کرے، اگر عمل نہیں تو وہی علم اس کے لیے وبال بن کر، بربادی کا پیغام لے کر آئے گا۔ اسی وجہ سے تو قرآن نے بے عمل علماء کے بارے میں کہا ہے کہ:

''وہ گدھوں کی طرح کتابوں کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں۔'' (سورہ جمعہ:5)

لیکن ان پر عمل نہیں کرتے، اسی قسم کے بے عمل عالموں پر جہنم کو بھی بھڑکایا جائے گا۔ جب امام شافعیؒ نے اپنے استاد سے حافظہ کی شکایت کی تو استاد نے کہا:

''شافعی گناہ کے کاموں کو چھوڑ دو۔''

گویا علم پر عمل کرنے سے انسان کا حافظہ بھی تیز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

نعیمہ صدیقہ

خواتین میں معاشرتی بے راہ روی

تفصیل کے مطابق بستی لاشاری میں فاروق لاشاری کی بیٹی آسیہ عرف شمو کی شادی دو ماہ قبل برادری کے سربراہ محمد اکرم لاشاری کے بیٹے محمد امجد سے ہوئی تھی۔

آسیہ اس شادی پر راضی نہ تھی۔ آسیہ اپنے قریبی رشتہ دار سے شادی کرنا چاہتی تھی، آسیہ کے میکہ اور سسرال ایک ساتھ آباد ہیں اور قریبی رشتہ دار بھی ہیں ۔آسیہ شوہر سے لڑ کر میکے چلی گئی لیکن اس کے والد اور نانا نے واپس سسرال بھیج دیا۔، شاہد نے آسیہ کو اپنے شوہر امجد سے جان چھڑانے کے لیے کہا اور خاندان کے تین افراد آسیہ، شاہد اور زرینہ نامی خاتون نے امجد کے قتل کا ایک خوفناک منصوبہ تیار کیا۔ منصوبہ کے تحت شاہد نے مارکیٹ سے چوہے مار زہر خریدا اور زرینہ نامی خاتون کے حوالے کیا جس نے وہ موت کی پڑیا آسیہ تک پہنچائی ، آسیہ نے بھی اس جبری شادی سے جان چھڑوانے اور اپنی محبت کو پانے کے لیے منصوبہ پر عمل شروع کردیا۔

17 اکتوبر کی رات آسیہ نے امجد کے لیے دودھ تیار کیا اور اس میں زہر ملا دیا لیکن امجد نے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ امجد کی والدہ نے دودھ کا وہی زہر یلا گلاس اس دودھ میں شامل کر دیا جس سے صبح صبح لسی اور مکھن تیار کیا گیا ۔ دیہاتی ماحول کے مطابق رشتہ داروں نے بھی لسی پی اور گھر کے دیگر افراد جس میں مرد خواتین کے علاوہ بچے بھی شامل تھے،سب نے لسی پی اور مکھن سے ناشتہ کیا، جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بگڑنے لگی اور سب باری باری بے ہوش ہونا شروع ہو گئے۔مناسب طبی سہولیات نہ ہونے کے سبب، نیز ڈاکٹرز اور پولیس کی غفلت سے 27 افراد میں سے 16 افراد جان کی بازی ہار گئے۔

یہ خوفناک اور ہولناک واقعہ صرف ایک نہیں بلکہ لاتعداد ایسے واقعات ہمارے معاشرے میں سر اٹھائے پھر رہے ہیں اور بے گناہ افراد ان کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ایسے واقعات کے رونما ہونے کی وجہ کیا ہے؟اس بات پر آج غور و فکر کرتے ہیں۔

جہالت کا دور دورہ تھا ، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر انسانیت پر خصوصاً عورت پر بے شمار احسانات کیے۔ ماں بنی تو نیک برتاؤ کرنے کا حکم دے دیا، بیٹی ہوئی تو بیٹیوں کی پرورش پر جنت کی بشارت دے دی ، بیوی بنی تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت فرما دی، عورت کو جائیداد میں حصہ دار بنا دیا، شادی میں پسندیدگی کا اختیار دے دیا، اسے زندہ درگور کرنے والے کو جہنم کی وعید سنا دی ، باپ ، سسر، بھائی ، خاوند، چچا، بیٹا ، ماموں ، نانا ، دادا سرپرست اور محرم بنا دیئے گئے تا کہ اس کی عزت کی رکھوالی ہوتی رہے۔ اگر بیٹی ہے تو اس کی کفالت والدین کے ذمے ہے، اگر بیوی ہے تو اس کی کفالت خاوند کی ذمہ داری ہے، اگر ماں ہے تو اولاد اس کے لیے سامانِ راحت فراہم کرے گی ، اگر بہن ہے تو بھائی اس کی نگہداشت اور ضروریات کے ذمہ دار ہوں گے۔

یوں عورت زندگی کے کسی بھی درجے میں اور عمر کی کسی سطح پر بھی کسی درجے کی معاشی یا معاشرتی پریشانی کا شکار نہیں ہوتی۔ لیکن افسوس صد افسوس ہم نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احسانات کو قبول نہ کیا ،اور اسی جہالت کے دور میں ہی زندگی گزارتے رہے۔

اولاد کی بے راہ روی اور بگاڑ کا 80 فیصد سبب

جہالت کا دور دورہ تھا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر انسانیت پر خصوصاً عورت پر بے شمار احسانات کیے۔ ماں بنی تو نیک برتاؤ کرنے کا حکم دے دیا، بیٹی ہوئی تو بیٹیوں کی پرورش پر جنت کی بشارت دے دی۔

کہیں بے پردگی وعریانی، کہیں مردوزن کا اختلاط، کہیں عشق ومعشوقی کے قصے، کہیں ترقی وشہرت کا لالچ، یہ سب باتیں ایمان کو ختم کرنے والی ہیں......اور جب ایمان ختم ہوجاتا ہے تو پھر عورت، عورت نہیں رہتی۔

والدین ہیں۔ جنہوں نے اولاد کی تربیت میں اسلام کے اصولوں کی بجائے یورپی اور غیر مسلم اصول اپنائے، ان کو بے لگام آزادی دی۔ مثلاً حجاب وپردہ نہ کروانا، موبائل اور انٹرنیٹ کی سہولت دے کر آنکھیں بند کرلینا، غیر محرموں کو اپنا بھائی، بیٹا بنانا، مدارس کی بجائے کالج ویونیورسٹیوں میں اکیلے ہی بھیج کر اعلیٰ تعلیم دلوانا، اولاد کے شب وروز کے معمولات پر نظر رکھنے کی بجائے اندھا اعتماد کیا، پھر جب شادی کی باری آئی تو اپنی انا پرستی، اپنا رعب ودبدبہ، اپنی برادری کے سامنے اولاد کو مجبور کیا۔

اس وقت تک اولاد مکمل طور پر ہاتھوں سے نکل چکی ہوتی ہے، پھر مختلف واقعات پیش آتے ہیں، کچھ خودکشی کرلیتے ہیں، کچھ گھروں سے بھاگ جاتے ہیں، کچھ گھر والوں کو منوا لیتے ہیں اور کچھ آسیہ جیسے حادثات کا باعث بن جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہِ۔" (متفق علیہ)

"تم سب کے سب (سرپرست) حکمران ہو، اور تم سب سے اپنی اپنی رعایا کے بارے میں (قیامت کے دن) سوال ہوگا۔"

دوسری طرف میڈیا کی پوری کوشش ہے کہ عورت میں سے ایمان جیسی نعمت کو نکال دیا جائے اور وہ اس پروپیگنڈے میں دن رات مصروف ہے...... کہیں بے پردگی وعریانی، کہیں مردوزن کا اختلاط، کہیں عشق ومعشوقی کے قصے، کہیں ترقی وشہرت کا لالچ، یہ سب باتیں ایمان کو ختم کرنے والی ہیں...... اور جب ایمان ختم ہوجاتا ہے تو پھر عورت، عورت نہیں رہتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ۔"

(ترمذی)

"شرم وحیا جزوایمان ہے اور ایمان جنت میں داخلے کا باعث ہے اور بے حیائی جفا ہے اور جفا دوزخ میں داخلے کا باعث ہے۔"

شریعت میں "حیا" اس صفت کا نام ہے جو انسان کو ان تمام چیزوں کے چھوڑنے پر ابھارے جو شریعت میں قبیح ہیں۔ اسی لیے تو محسن انسانیت ﷺ

نے فرمایا:

"اَلْحَیَاءُ لَا یَأْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ۔"

(بخاری، کتاب الادب:)

"حیا خیر ہی کی موجب ہوتی ہے۔"

ایک عشق اور دوسرے دین سے دوری کا بھیانک انجام ایک ہی خاندان کے 16 افراد کی جانیں لے گیا، بدنامی، رسوائی، ذلت اور جیل خواری الگ۔

ہمارے وطن میں ایک المیہ یہ بھی ہے کہ عدالتوں میں نافذ ہونے والے قانون بہت ہی نرم اور دین سے دور کردیئے گئے ہیں۔ حدود کی پامالی، رشوت، اور ناانصافی کا دور دورہ ہے۔ جس کی وجہ سے وطن عزیز میں بے راہ روی عام ہوچکی ہے۔

یہ ذمہ داری حکمرانوں پر بھی آتی ہے کہ وہ ملک کے اندر اسلامی قوانین، اور اسلامی حدود کو قائم کریں اور سختی سے ان پر عمل کروائیں۔ میڈیا کی بے لگامی کو لگام دیں۔ تاکہ گھروں میں بڑھتے ہوئے جھگڑے، طلاقیں اور خلع کے کیسوں کا سلسلہ ختم ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا:

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ"

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلاشبہ تم میں سے وہی زیادہ معزز ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرتا ہو۔"

(الحجرات:13)

اور فرمایا:

"وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔"

(سورۃ النحل:90)

"اور وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں بے حیائی، برائی اور سرکشی وبغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں (خاص) نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (غور وفکر کرو)۔"

اگر کوئی سمجھے تو...... اسلام کے اصولوں پر قرآن وحدیث کے احکامات پر اور اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہی ہماری بقا اور خیر ہے۔

مریم بتول

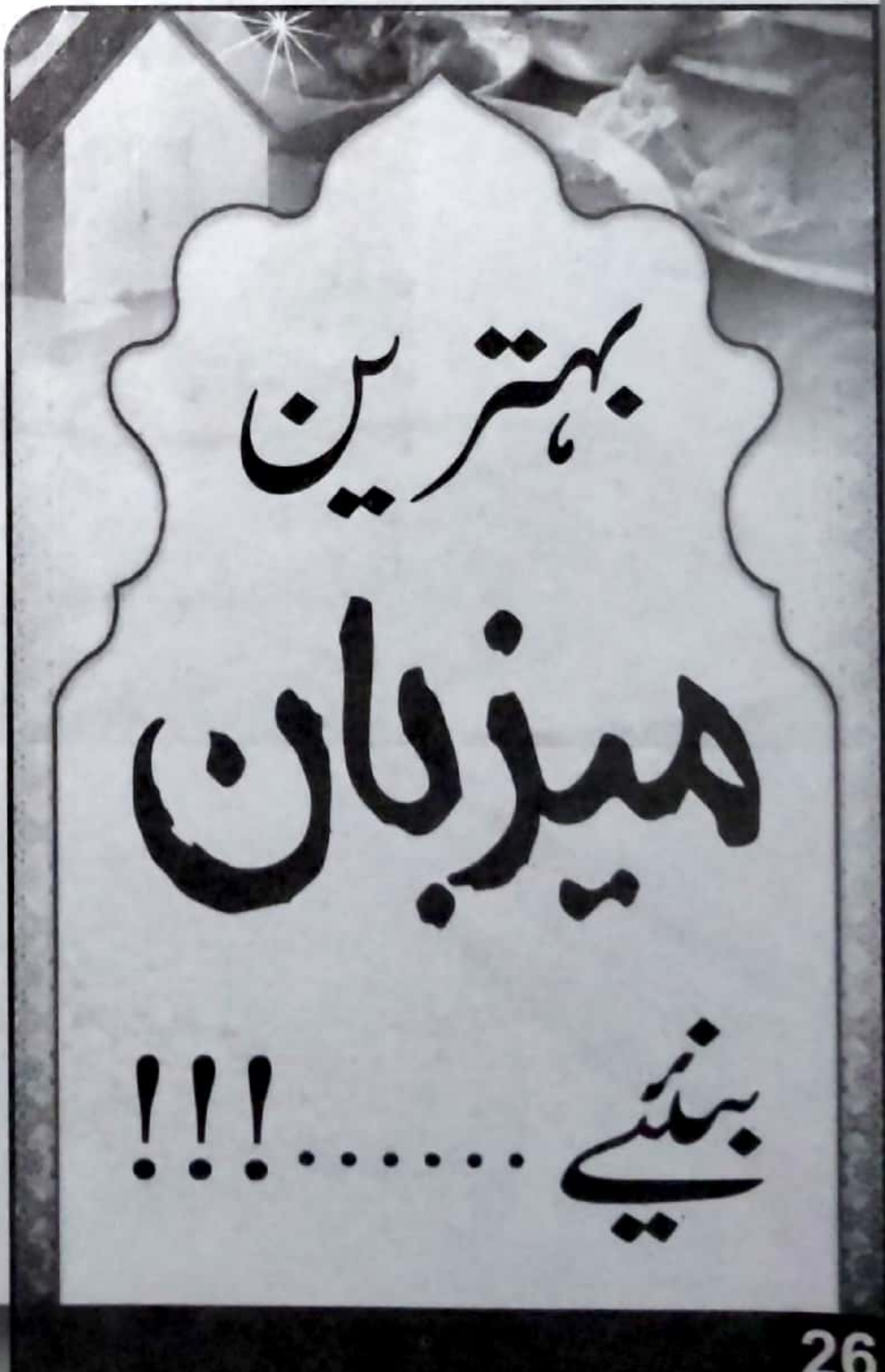

بہترین میزبان بنیئے......!!!

مانا کہ آج کا انسان ایجادات و اختراع کے میدان میں بہت آگے ہے اور دنیا اس کے ہاتھوں کے گرداگرد گھومتی ہے، مگر یہی ماڈرن انسان سماجی رویوں اور اخلاقیات سے کوسوں دور کسی اور دنیا کا باسی دکھائی دیتا ہے۔

جدید دور اور اس کے جدید تقاضوں نے انسان اور اس کی زندگی کو فقط اپنی دنیا میں مگن اور محدود کر دیا ہے۔ انسان روبوٹ کی مانند صبح سے لے کر شام تک اپنی غیر ضروری مصروفیات اور لگژری ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ سب اپنی جگہ درست اور انسانی ضروریات کے مطابق سہی، لیکن آج کے اس جدّت بھرے دور میں انسانی اقدار اور اسلامی روایات ہماری زندگی سے محو ہوتی جا رہی ہیں، آج ہمارے بزرگ اپنی زندگیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، دوسرے کے خوشی و غم اور دکھ سکھ میں شریک ہونے کی کہانی سناتے ہیں تو وہ باتیں آج کی زندگی میں ناپید دکھائی دیتی ہیں، آج ہر انسان سر پر مصروفیات کا بھوت سوار کیے اپنے آپ کو سب سے زیادہ مصروف ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔

''مصروفیت بس مصروفیت'' کی اس تکرار میں سبھی سماجی پہلو متاثر تو بے حد ہوئے لیکن مہمان و میزبان کے بیچ بھی مصروفیت نے دوری کو ہوا دی، آج ''مہمان صاحب'' کمال عقل و فراست سے کام لے کر اپنی مصروفیت کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں کہ:

''آج تو فلاں صاحب سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، بچوں نے سیر کے لیے جانے کی فرمائش کی تھی، بازار جانے کے لیے بیگم نے کہہ رکھا تھا، چھوٹے موٹے کام نمٹانے تھے، یہ اور بہت کچھ، مہمان جب ''میزبان صاحب'' کی حد سے زیادہ بیچارگی ملاحظہ کرتے ہیں تو فوراً سے پہلے واپسی کی راہ اختیار کرنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ آج کسی گھر میں مہمان داخل ہوں تو ''میزبان صاحب'' میں سے کوئی آنکھوں کی پتلیاں گھما کر استقبال کرتا ہے، تو کوئی منہ بسورتے ہوئے کہ ابھی تو سارے کام دھرے تھے، اس کو کیا پڑی ملاقات کرنے کی؟؟

فارغ لوگ انہیں اپنا تو کچھ کام نہیں دوسروں کے ہاں چڑھ دوڑتے ہیں، ٹائم گذارنے کے اگلے مرحلے پر مہمان کی خاطر تواضع کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے، تو سبھی افرادِ خانہ مشینی انداز میں دوڑ دھوپ شروع کر دیتے ہیں کہ مہمان گھر میں آ جو گیا تو اس کی ''ضیافت'' کیسے کی جائے؟؟

حالانکہ اسلام نے تو بلا تکلف جو چیز میسر ہو، خوشدلی کے ساتھ مہمان کو دینے کی ترغیب دی ہے نا کہ ڈھیروں کھانے اور بعد میں ہفتوں اس کی گنتی اور اخراجات کی گنتی کرنے کی زحمت کا درس دیا ہے، لیکن ہمارے ہاں مہمان کے کھانے کے لیے حد سے زیادہ تکلف تو برتا جاتا ہے، مگر مہمان کے جاتے ہی اس کے حلق سے اترنے والی ہر چیز کی لسٹ آویزاں کر دی جاتی ہے، کہ اتنا کھایا، یہ کھایا وہ کھایا اور ساتھ ہی غیبت کا گناہ بھی بلا چوں چراں سر پہ لے لیا جاتا ہے کہ ہم تو ان گھر گئے تھے پوچھا بھی نہیں تھا، کوفتے کباب کیا کھانے تھے، سادہ پانی بھی نہیں ملا تھا۔

اس میزبانی کا ثواب اللہ دے دے تو اس کی رحمت بے کنار رہے ورنہ؟؟

آہ! وہ کیسے عظیم میزبان تھے کہ مہمان کی مہمان نوازی کا حق یوں ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پسندیدگی کا اظہار اپنے پیارے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے کروایا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا، آپ ﷺ نے تمام ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ان کے کھانے کے لیے پوچھا، تو تمام ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہلا بھیجا کہ گھر میں اس وقت کوئی چیز نہیں سوائے پانی کے۔ آپ ﷺ نے یہ جواب سُن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کون ہے جو آج

حالانکہ اسلام نے تو بلا تکلف جو چیز میسر ہو، خوشدلی کے ساتھ مہمان کو دینے کی ترغیب دی ہے نا کہ ڈھیروں کھانے اور بعد میں ہفتوں اس کی گنتی اور اخراجات کی گنتی کرنے کی زحمت کا درس دیا ہے۔

رات اپنے اس بھائی کی تواضع کرے؟؟؟

ایک انصاری ؓ اٹھے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں یہ کام کروں گا، اور مہمان کو ساتھ لے گئے گھر گئے تو بیوی سے پوچھا، کیا کھانے کو کچھ ہے.....؟؟

وہ بولیں، گھر میں فقط اس کھانے کے جو میں نے بچوں کے لیے سنبھال رکھا ہے اور کچھ نہیں، تو انصاری صحابی ؓ فوراً بولے کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو اور ہم یہ کھانا مہمان کو دے دیتے ہیں اور ہاں جب مہمان کھانا کھانے لگے، تو چراغ گل کر دینا تا کہ وہ یہ سمجھے کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں اور کھانے کی کمی کا احساس نہ ہو، اس با کمال تدبیر کے ساتھ مہمان نے تو انصاری صحابی ؓ کے گھر سے کھانا کھا کر پیٹ بھرا اور میزبان اور ان کے بچے بھوکے سو گئے۔ یہ انداز میزبانی اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند آیا اور نبی کریم ﷺ نے صبح ہوتے ہی ان صحابی ؓ کو یہ خوشخبری سنا دی کہ تمہاری میزبانی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ٹھہری۔

(صحیح مسلم: 2054)

ہمارے ہاں جہاں ہر معاملے میں چہرے دیکھے جاتے ہیں کہ فلاں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا ہے فلاں کے ساتھ ایسا، وہیں میزبانی کے معاملے میں بھی یہی رویہ پیش نظر ہوتا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے، کہ وہ لوگ اگر کہا جائے کہ ان کے منہ میں سونے کا چمچ ہے تو بے جا نہ ہوگا، لیکن وہ بھی مہمانوں کی مختلف کیٹیگریز بنائے دکھائی دیتے ہیں۔ کسی کی خدمت میں بیسیوں ڈشیں نچھاور کر دی جاتی ہیں اور کسی کے سامنے باسی دال رکھ کر مہمان کو اس کی اوقات یاد دلائی جاتی ہے۔ ہم اتنے بھرے پن کا شکار کیوں ہو گئے اور یہ سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں کہ مہمان آخر مہمان ہی ہوتا ہے، یہ تقسیم تو ہماری پیدا کردہ ہے۔

مہمان کے بارے میں تمام ضروریات کا خیال رکھنا میزبان کی ذمہ داری ہے، مہمان کے کھانے پینے اور سونے کا مناسب اور الگ انتظام کرنا چاہیے۔ حضرت ایوب انصاری ؓ نے بھی مہمان اعظم حضور نبی کریم ﷺ کے آرام کے لیے گھر کا ایک حصہ مخصوص کر دیا اور گھر کے ایک حصے میں خود مقیم رہے، لیکن ہمارے ہاں مہمان کے آرام و سکون کے بارے میں انتہائی مضحکہ خیز انداز اپنایا جاتا ہے اور ''مہمان صاحب'' کی خوب کوریج کی جاتی ہے، دوران آرام مہمان کے کمرے میں بار بار جانا، دروازوں اور کھڑکیوں کو زور زور سے پٹخنا، بچوں کا خوب چیخ و پکار کرنا، گویا ہر زاویے سے مہمان کے خوب لتے لیے جاتے ہیں، اس طرح کہ مہمان دوبارہ کبھی نہ آنے کا عہد لے کر لوٹے۔

مانا کہ آج کا انسان ایجادات و اختراع کے میدان میں بہت آگے ہے اور دنیا اس کے ہاتھوں کے گرد اگرد گھومتی ہے، مگر یہی ماڈرن انسان سماجی رویوں اور اخلاقیات سے کوسوں دور کسی اور دنیا کا باسی دکھائی دیتا ہے۔

کیا ہمارا پیارا مذہب اسلام ہمیں مضحکہ خیز رویے اپنانے کی اجازت دیتا ہے، جس سے انسانی وقار مجروح ہو، ہر گز نہیں، یہ مذہب تو انسانیت کی خاطر جدت و لذت سے بھرپور تعلیم و تربیت فراہم کرتا ہے۔ اسی اسلام نے تو ہمیں تعلیم دی ہے کہ مہمان کی عزت و اکرام کرو تا کہ ایمان کی تکمیل ہو سکے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت و اکرام کرے۔''

(صحیح مسلم: 4513)

لیکن آج کا انسان اپنی مصروفیات نمٹانے کے چکر میں تو دن رات ایک کر دیتا ہے مگر اپنے گھر میں آنے والے معزز مہمان کو اپنائیت کا احساس دینے کی بجائے اکھڑ پن، جھنجھلاہٹ اور کوفت سے بھرپور رویے کو اپنا کر

بقیہ صفحہ 60 پر

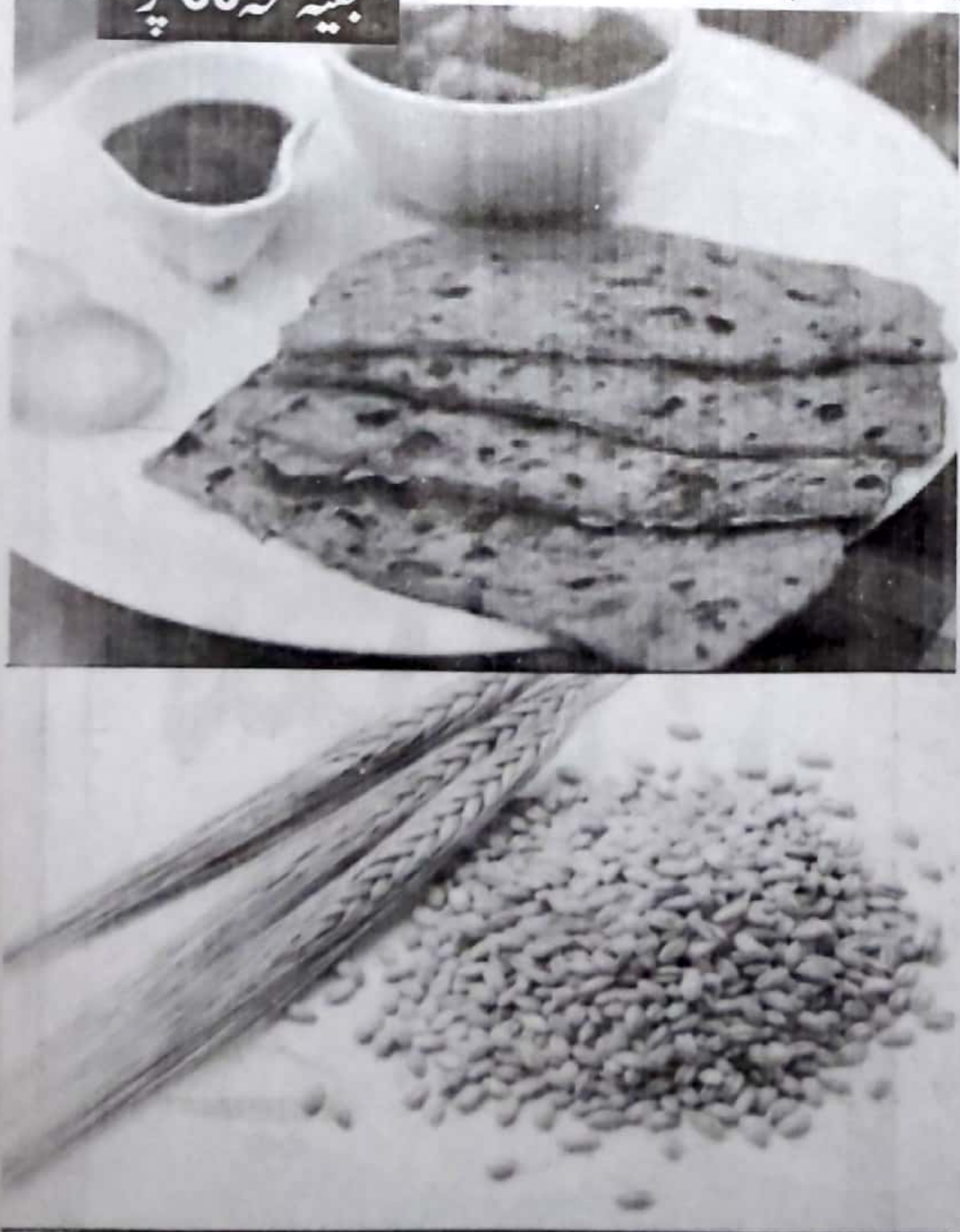

میڈیکل کالم

امین بیگ

ڈائی بیٹک فُٹ

(ذیابیطس کے مریض کا پاؤں)

ذیابیطس کے مریضوں کے لیے اپنے پیروں کی حفاظت اوران کی دیکھ بھال ایک اہم مسئلہ ہے، اگر اس مرض میں پیروں کی حفاظت نہ کی جائے تو، پیروں میں مختلف بیماریاں، زخم اور انفیکشنز پھیل جاتے ہیں، جن کے سنگین نتائج سامنے آتے ہیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کے لیے اپنے پیروں کی حفاظت اورانہیں مختلف انفیکشنز سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ نا صرف پیروں کو صاف رکھا جائے بلکہ آپ کے جوتے بھی آرام دہ ہوں، تاہم محض آرام دہ جوتے ہی کافی نہیں ہیں بلکہ جرابوں کی اہمیت کو بھی سمجھنا ضروری ہے، ایسے لوگ جو ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہیں، انہیں جوتے، جرابوں کے بغیر نہیں پہننے چاہئیں۔ جرابیں آپ کی جلد سے پسینے کو خشک کرتی ہیں اور جراثیم کے بڑھنے کے رفتار کو سست بناتی ہیں۔

ایسے لوگ جو ذیابیطس کی اعصابی پیچیدگی میں مبتلا ہیں اوران کے پیروں کی حس کم ہے وہ سفید جرابیں اس لیے پہنتے ہیں کہ اگر پیروں میں زخم ہو جائے تو خون یا مواد جو زخم سے خارج ہورہا ہوتا ہے، اس کو دیکھ سکیں اور محتاط ہو جائیں، لیکن اگر آپ اپنے پیروں کا معائنہ روزانہ باقاعدگی سے کریں تو کسی بھی قسم کے جلد کے زخم یا خراش کو دیکھ سکتے ہیں، اس لیے آپ کو خون یا مواد کے دھبوں پر انحصار نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ کی جرابوں کے کھردرے جوڑ حساس پیروں کو متاثر کرسکتے ہیں۔

ایک مشترکہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ جرابوں کے بڑے جوڑ یا ٹانکے پیروں پر دباؤ دس گنا بڑھا دیتے ہیں، اس لیے ہموار اور بغیر کسی جوڑ یا ٹانکے کی جرابیں جن کو بن کر بنایا گیا ہو، ایسے لوگوں کے لیے بہترین ہیں جن کے پیروں کی حس شوگر کے مرض کی وجہ سے کم ہے، اس لیے جرابیں خریدتے وقت جرابوں کے اندرونی حصے کو الٹ کر اچھی طرح سے دیکھ لیں اور اس بات کا اطمینان کرلیں کہ جوڑ یا ٹانکے ہموار اور نرم ہیں۔

تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ دبیز جرابیں پیروں پر دباؤ کو تیس فیصد کم کردیتی ہیں۔

پیروں پر دباؤ Calluses اور زخم بننے کی ایک خاص وجہ ہے۔ پیروں میں زخم کو روکنے سے ہم انہیں انفیکشن اور ناسور سے بچاسکتے ہیں اور اس طرح پیروں کو کٹنے سے بچایا جاسکتا ہے، کیونکہ ذیابیطس کے مریضوں کے لیے پیروں میں ایک چھوٹا سا زخم بھی ناسور بن جاتا ہے۔

اگر آپ کے پاس پرانے جوتے ہیں تو آپ باریک جرابوں کے ساتھ جوتے پہنیں، نئی دبیز جرابیں جوتے کے اندر کی جگہ کو گھیر کر بہت زیادہ تنگ کردیں گی، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ دبیز جرابیں نہ خریدیں، تاہم اس بات کا اطمینان کرلیں کہ آپ کے جوتے تنگ نہ ہوں۔ اگر آپ جوتے خریدیں تو دن کے

بقیہ صفحہ 61 پر

ایک مشترکہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ جرابوں کے بڑے جوڑ یا ٹانکے پیروں پر دباؤ دس گنا بڑھا دیتے ہیں، اس لیے ہموار اور بغیر کسی جوڑ یا ٹانکے کی جرابیں جن کو بن کر بنایا گیا ہو، ایسے لوگوں کے لیے بہترین ہیں جن کے پیروں کی حس شوگر کے مرض کی وجہ سے کم ہے، اس لیے جرابیں خریدتے وقت جرابوں کے اندرونی حصے کو الٹ کر اچھی طرح سے دیکھ لیں اور اس بات کا اطمینان کرلیں کہ جوڑ یا ٹانکے ہموار اور نرم ہیں۔

بنتِ جاوید

قسط:1 موسم سرما کے انمول تحفے

رب کریم نے اپنی مخلوق کے لیے کیسے کیسے بہترین سے بہترین تحفے، نعمتیں اور انواع واقسام کی اشیاء پیدا فرما کر انسان پر اپنی عنایتوں اور مہربانیوں کی انتہا کر دی۔ تا کہ انسان انہیں دن رات استعمال کر کے اپنے رب کریم کا شکر ادا کرے اور وہ رب کبریا اسے اور زیادہ نوازے اور اس پر اپنی رحمتوں، برکتوں اور عطاؤں کی بارش برسادے۔

کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی بہار، کبھی برسات اور ان موسموں میں پھل اور پھول، انواع واقسام کے کھانے نظارہ کرنے کے لیے حسین وجمیل اور شاداب مناظر، ٹھنڈی ہوائیں، برسات کی بہاریں، دلفریب وادیاں، چہچہاتے پرندے اللہ رب العزت کی حمد وثناء بیان کرتے حسین نظارے۔ سبحان اللہ، اللہ تیری قدرت!

مزے مزے کے دلفریب رنگوں اور کئی طرح کے ذائقے ایک سے بڑھ کر ایک۔

اے انسان! ذرا غور وفکر تو کر، کہ تیری صحت، تندرستی اور پرورش، فائدے، عیش وآرام میں کمال سے کمال کر دیا۔ کاش تو بھی اسی خالق کا تابعدار بن جائے اور وہ تجھ سے خوش ہو کر تجھے بڑی کامیابیوں سے نواز دے اور جنت الفردوس کا مہمان بنا دے۔

موسم سرما کے ساتھ ہی ذہن میں گرما گرم بھاپ اڑاتا سوپ، خوشبودار کافی، مزیدار خشک میوہ جات کا تصور ابھرنے لگتا ہے۔ سردیوں کی طویل راتوں میں کسی اچھی سی کتاب (سیرت صحابیات، طیبات، امہات المومنین، نساء الانبیاء وغیرہ) کے ساتھ خشک میوہ جات کی ایک پلیٹ کا ساتھ کتنا بھلا ہے......؟؟؟

آدھی رات کو تہجد کا اہتمام اور رب کریم سے معافی کی تمنا کرنا۔ کبھی آپ بھی ایسا تجربہ کر کے دیکھیں، دل بھی خوش ہوگا اور رب کریم کی مہربانی سے ایمان کی تازگی بھی حاصل ہوگی، ساتھ ہی ہاتھ ذرا آہستہ [illegible] اور پھر ان حسین نظاروں سے خوب خوب جی بھر کے لطف اٹھائیے۔

خشک میوہ جات سردیوں کی خاص سوغات سمجھے جاتے ہیں، موسم سرما کے آغاز کے ساتھ ہی جگہ جگہ مونگ پھلی کی ریڑھیاں سج جاتی ہیں۔ چلغوزے، خشک خوبانی، اخروٹ، پستہ، کاجو..... سبھی کے من بھاتے کھاجے ہیں۔ اگر ہم اپنی دیہی روایات کی طرف جائیں تو مونگ پھلی، الائچی، بادام، خشک گاجر، سونف، گری (ناریل) کشمش وغیرہ سے تیار کردہ گڑ لذت اور غذائیت میں کسی دوسرے مہنگے ڈرائی فروٹ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔

اس گڑ میں سونف اور دوسرے خشک میوہ جات شامل کر کے اس کے ذائقے اور تاثیر میں بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ کبھی کبھی دیہات سے ہماری ''نانی، دادی جان'' ''پنیوں'' کی سوغات بھی بھیجتی ہوں گی۔

''پنیاں'' جس سے ہماری آج کی نسل نامانوس ہو چکی ہے بہت مختلف اور انوکھا ڈرائی فروٹ ہے۔ پنیوں کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں ''السی، دال، چاول، ہلدی، پیٹھا، تل، ناریل، گوند کی'' پنیاں مشہور ہیں۔

میوہ جات کو ذائقے اور اس لیے بھی استعمال کرتے ہیں، کیونکہ ان کی تاثیر گرم ہوتی ہے اور سردیوں میں یہ میوہ جات سردی سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ ہیں۔

یہ خیال غلط نہیں ہے کہ ان کے کچھ نہ کچھ طبعی

موسم سرما کے ساتھ ہی ذہن میں گرما گرم بھاپ اڑاتا سوپ، خوشبودار کافی، مزیدار خشک میوہ جات کا تصور ابھرنے لگتا ہے۔ سردیوں کی طویل راتوں میں کسی اچھی سی کتاب (سیرت صحابیات، طیبات، امہات المومنین، نساء الانبیاء وغیرہ) کے ساتھ خشک میوہ جات کی ایک پلیٹ کا ساتھ کتنا بھلا ہے......؟؟؟

فائدے بھی ہیں۔ خشک میوہ جات کسی بھی قسم کے ہوں، یہ ذہنی، اور جسمانی توانائی کا باعث ہوتے ہیں، یہی نہیں بلکہ غذائیت کے اعتبار سے بھی صحت مند، صحت بخش ہیں۔

ان میں موجود غذائی اجزاء انسانی صحت کے لیے بے حد اہم ہیں۔ بادام، پستہ، اخروٹ، کاجو، مونگ پھلی، چلغوزے، خوبانی، ناریل، کشمش، انجیر اگر اعتدال سے استعمال کیے جائیں تو یہ آپ کی صحت کے لیے بہترین ہیں اور ان میں کون کون سے اہم غذائی اجزاء شامل ہیں یا ان کے طبعی خواص کیا ہیں۔ ذرا دیکھیے تو......

بادام:۔

❁ غذائیت

یوں تو بادام کی کئی اقسام ہیں، دیسی، کابلی، ہائی بئیرڈ، اس کی گریاں واقعی بڑی ہی مزیدار ہوتی ہیں، جو کہ مختلف کھانوں اور ڈشز میں بادشاہی حیثیت سے شامل ہوتا ہے۔ بادام چھوٹے بڑوں سب کا پسندیدہ میوہ ہے۔

❁ افادیت

صرف ایک بادام میں تقریباً تیرہ ہزار حرارے ہوتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ اس میں وٹامن بی، ای اور کیلشیم بھی پایا جاتا ہے، طبعی فوائد کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ بیماریوں میں بھی بہت مفید ہے، بادام جگر کی کمزوری کو دور کرتا ہے، پیٹ میں خوراک کے بھاری پن کو ختم کرتا ہے، طبعی لحاظ سے یہ دماغ کی کارکردگی کو بڑھاتا ہے، اس کا تیل چہرے کی خشکی کو دور اور جلد میں تروتازگی پیدا کرتا ہے۔ آنتوں کی مختلف بیماریوں میں بہت مفید ہے۔

گھنٹیا، جیسے امراض میں اکسیر بواسیر اور اعصابی امراض میں بھی شافی ہے۔

اخروٹ:۔

❁ غذائیت اور افادیت

اخروٹ میں فولاد، کیلشیم، پوٹاشیم، پروٹین، زنک فائبر، سوڈیم، سلیلیم اور میگنیشم پایا جاتا ہے اور بے شمار وٹامنز بھی۔ روزانہ چار سے پانچ اخروٹ کھانے والے شوگر سے محفوظ رہتے ہیں، دوران حمل اس کا استعمال ماں کے بلڈ پریشر کو نارمل رکھتا ہے اور پیدا ہونے والے بچے کی آنکھوں اور دماغ کے لیے مفید ہے۔ سردیوں میں اکثر جوڑوں کے درد کی تکلیف بڑھ جاتی ہے، اس لیے اخروٹ کے تیل کی مالش کریں تو دردوں میں افاقہ ہوتا ہے۔ مغز اخروٹ گلے کی خراش، کھانسی اور دمہ میں فائدہ مند ہے۔ اخروٹ کھانے سے بھی کولیسٹرول نارمل رہتا ہے، یہ موٹاپے سے بچاتا ہے۔

مونگ پھلی:۔

❁ غذائیت

خشک میوہ جات میں منفرد مقام رکھنے والی رب کریم کی عظیم کھانے والی نعمت کو میوہ جات کی ''شہزادی'' کہہ دیں تو یقیناً بے جا نہ ہوگا۔ ہلکی ہلکی گرم، تازہ بھُنی اور خستہ لذتوں اور مزوں کی جان پہچان، کم قیمت اور ہر دل کی پسند ''مونگ پھلی'' ہر محفل کی جان ہے۔

مونگ پھلی سردیوں کا من بھاتا کھاجا ہے، جو ہمارے یہاں تقریباً ہر گھر کا پسندیدہ ڈرائی فروٹ ہے، اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ مونگ پھلی سستا میوہ ہونے کی وجہ سے سب کی قوت خرید میں ہے۔

❁ افادیت

اس میں وٹامن ای اور بی ون، پروٹین، کیلشیم اور فاسفورس شامل ہے۔ طبعی لحاظ سے یہ مقوی اعصاب، دبلے پتلے لوگوں کے لیے مفید ہے۔ کیونکہ اس کی تاثیر خشک ہے تو خارش میں اس کا استعمال نہ کرنا بہتر ہے، ذیابیطس ٹائپ ٹو میں مونگ پھلی کا استعمال کرنا فائدہ مند ہوتا ہے، اس میں موجود فولاد خون کے نئے خلیات بنانے میں مدد کرتا ہے۔

انجیر:۔

❁ غذائیت

تازہ پکی ہوئی انجیر نہایت لذیذ اور مزے دار ہوتی ہے۔ خشک میوہ کی صورت میں بھی مزیدار ہوتی ہے، اس عظیم پھل کا ذکر قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر آیا ہے۔

❁ افادیت

یہ بیماریوں میں شفا دیتی ہے۔ قبض کشا ہے، تیزابیت کو دور کرتی ہے، بواسیر کے مرض میں بہترین ہے، ہاضمہ درست کرتی ہے، گردہ اور مثانہ کے امراض میں اکسیر ہے۔ اور سب سے خاص خواتین کے لیے اگر وہ انجیر کا استعمال کریں تو یہ چہرے کی رنگت کو گورا گلابی بناتی ہے۔

جاری ہے

علم اور آگاہی

مشہور مسلمان سائنسدان ابن الہیثم جب شام کے علاقے میں گئے تو وہاں ایک آدمی نے کہا کہ میں آپ سے علم حاصل کرنا چاہتا ہوں؟

ابن الہیثم نے فرمایا کہ میں پڑھانے پر ایک مہینے کی ایک سو اشرفیاں لوں گا۔ وہ شخص راضی ہو گیا اور پڑھنے لگ گیا، وہ شخص تین سال تک ماہانہ سو اشرفیاں دے کر پڑھتا رہا، جب فارغ ہو کر جانے لگا تو ابن الہیثم نے اس کے تین سالوں کی دی ہوئی ساری رقم اسے واپس کرتے ہوئے کہا، یہ بھی لے جاؤ، میں نے تو تجھے آزمانے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا کہ تم علم حاصل کرنے کے لیے کتنی قربانی دو گے؟

مجھے اس رقم کی ضرورت ہی نہیں، جب مجھے پتہ چلا کہ واقعی تم علم حاصل کرنے میں مخلص ہو تو میں نے بھی اپنی پوری توجہ اور محنت سے تمہیں پڑھا دیا ہے، اب یہ علم اور دولت تمہیں مبارک ہو۔ ﴿بنت اسلام﴾

ہمارا پیارا، سوہنا پاکستان

ہماری اسلامی، قومی و مذہبی اور دینی کتاب اللہ (قرآن مجید)

ہماری دینی، اسلامی، الہامی، قومی و مذہبی کتاب کتاب اللہ ہی ہے۔ یہ دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اشاعت، عملی، حکمت کے موتیوں سے لبریز، لبالب بھری ہوئی ہے اور جو کہ پر اثر اور دلوں میں انقلاب برپا کر دینے والی عظیم کتاب اللہ ہے۔

اور یہ اپنے بندوں پر رب کریم کی خاص مہربانی کی انتہا ہے، کتاب اللہ کے سینکڑوں زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔

سنہرے اقوال

* انسان خود عظیم نہیں ہوتا..... لیکن اس کا کردار اسے عظیم بنا دیتا ہے۔
* ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں، معافیاں غلطیوں کی ہوتی ہیں، زیادتیوں کی نہیں۔
* کبھی بھول کر بھی کامیابی کو دماغ میں اور ناکامی کو دل میں جگہ نہ دیں کیونکہ...... کامیابی دماغ میں جگہ پا لے تو تکبر اور ناکامی دل میں جگہ پا لے تو مایوسی بڑھ جاتی ہے۔
* راستے کی دھوپ اور ویرانی سے ڈرنے والے کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔
* کسی کو معاف کر کے اچھے بن جاؤ، مگر...... اس پر دوبارہ اعتبار کر کے بیوقوف مت بنو۔
* گلاب کی ان پتیوں کی طرح بنو جو اپنے مسلنے والے کے ہاتھوں میں بھی خوشبو دیتی ہیں۔
* اگر آپ ڈاکٹر، وکیل، انجینئر اور پروفیسر ہونے کے باوجود اللہ کے نافرمان ہیں تو یقین کر لیں کہ آپ غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ ﴿فریحہ عارفہ﴾

ایرانی دیو آمدند دیو آمدند پکار اٹھے

حضرت عمرؓ کے عہد میں جب مسلمان مدائن پر حملہ کرنے کے لیے گئے تو ایرانی سپاہ نے مدائن کے قریب دجلہ کا پل توڑ دیا تا کہ لشکر اسلام آگے نہ بڑھ سکے۔ لشکر جب دجلہ کے پاس پہنچا تو دریا عبور کرنے کے لیے کوئی راستہ نہ تھا، چنانچہ لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اللہ کا نام لے کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، انہیں دیکھ کر سارا لشکر دریا میں اتر گیا اور اطمینان سے دریا عبور کر لیا۔

ایرانی یہ منظر دیکھ رہے تھے وہ بے اختیار پکارا ٹھے "**دیو آمدند دیو آمدند**" کہ ہماری طرف دیو اور جنات بڑھ رہے ہیں، جو دریاؤں میں پیدل مارچ کرتے ہیں۔ اس لشکر میں شریک ایک مجاہد کا پیالہ دریا میں گر گیا، اس نے پیالہ پکڑنے کی کوشش نہ کی بلکہ اللہ سے دعا کی کہ الٰہی! "میرا پیالہ مجھے ملنا چاہیے" جب وہ مجاہد کنارے پر پہنچا تو ہوا اور دریا کی لہروں نے وہ پیالہ مجاہد کے آگے ڈال دیا، اس نے اپنے نیزے کی نوک کے ساتھ وہ پیالہ اٹھایا اور لشکر کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھا۔ (حوالہ دلائل النبوۃ، اصبہانی)

﴿صائمہ عبدالستار﴾

میرے پسندیدہ اشعار

قرآن ہے بہت اچھا
سنت ہے بہت اچھی
اگر اس پر چلے امت
تو امت ہے بہت اچھی

﴿ایمن عبدالغفور﴾

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر

﴿سنیلہ افضال﴾

اک مسلمان کی بیٹی پر جب ستم ہوا تھا
کھل گئے تھے ابن قاسم کی شجاعت کے علم
ارے بیٹیاں برباد ہیں بنگال میں، کشمیر میں
جوش کیوں نہیں آتا اسلام کی شمشیر میں

﴿مسفرہ عبدالغفور﴾

محبت کرنی ہے تو پھر حالات سے ڈرنا کیسا
جنگ لازم ہو تو لشکر نہیں دیکھے جاتے

﴿امۃ الرحمٰن﴾

ہمیں یقین ہے ڈھلے گی اک دن
ستم کی یہ شام اے فلسطین

﴿عزیمت حماد﴾

قوت دین سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

﴿اسماء عبدالغفور﴾

بقیہ صفحہ 61 پر

آبگینے

بنتِ انور

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے ایک شخص سے کہا جائے گا" زمین میں جو کچھ ہے اگر وہ تیرا ہو جائے تو کیا تو اس سب کو دوزخ کی سزاؤں کے بدلے دے دے گا......؟ وہ کہے گا' ہاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا" میں نے تجھ سے اس کی نسبت بہت کم چاہا تھا۔ میں نے تجھ سے اس وقت وعدہ لیا تھا جب کہ تو اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا لیکن تو نے پھر بھی شرک کا ارتکاب کیا۔"

(بخاری ومسلم)

اسلام کے عظیم اعزازات

عظیم پیغمبر

دنیا کے عظیم پیغمبر نبی کریم ﷺ جیسی عظیم شخصیت مسلمانوں کو حاصل ہے جن کے اسوہ حسنہ یعنی سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنا ایمان کی علامت ہے، دنیا کے کفار، ان جیسی عظیم خوبیوں والی شخصیت پیش نہیں کر سکتے۔ جن کی اک اک ادا قیامت تک رہے گی۔

عظیم ترین دین

دنیا کا عظیم ترین دین، دین اسلام ہے، اور اللہ رب العلمین کے نزدیک دین اسلام ہی پسندیدہ ترین دین ہے اور کوئی نہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب پر اسے فوقیت اور اولیت حاصل ہے، جو کہ کسی دوسرے مذہب کو حاصل نہیں ہے، نہ پھر رب کریم کی خاص عنایت اور مہربانیوں کی عظیم کامیابی اور کامرانی۔ (بنت رضوان)

دنیا کی ساری دولت ایک گلاس پانی کے برابر بھی نہیں

ایک بادشاہ نے اپنی رعایا پر ظلم وستم کر کے بہت سا خزانہ جمع کیا تھا' شہر سے باہر جنگل بیابان میں ایک خفیہ غار میں چھپا دیا۔ اس خزانے کی دو چابیاں تھیں، ایک بادشاہ کے پاس اور ایک اس کے معتمد وزیر کے پاس، ان دونوں کے علاوہ کسی کو اس خفیہ خزانے کا پتہ تک نہیں تھا۔ ایک صبح بادشاہ سیر کو نکلا، اپنے خزانے کو دیکھنے کے لیے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

خزانے کے کمروں میں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، ہیرے جواہرات الماریوں میں سجے ہوئے تھے، دنیا بھر کے نوادرات کونے کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا، ادھر سے بادشاہ کے معتمد وزیر کا گذر ہوا، اس نے خزانہ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا تو حیران رہ گیا، اسے گمان ہوا کہ کل رات جب وہ خزانہ دیکھنے آیا تو شاید دروازہ اس سے کھلا رہ گیا تھا، اس نے جلدی سے دروازہ بند کیا ادھر بادشاہ جب اپنے من پسند خزانے کا معائنہ کر کے واپس آیا تو دروازہ کو مقفل پایا۔ اس نے دروازہ کو زور زور سے پیٹنا اور چیخنا شروع کر دیا لیکن افسوس!

اس کی آواز سننے والا کوئی نہیں تھا، وہ لوٹ کر پھر اپنے خزانے کی طرف گیا اور اس نے دل بہلانے کی کوشش کی لیکن بھوک اور پیاس کی شدت نے اسے تڑپانا شروع کر دیا۔ وہ پھر بھاگ کر دروازے کی طرف آیا لیکن وہ بدستور بند تھا، وہ زور سے چیخا چلایا لیکن اس کی فریاد سننے والا کوئی نہ تھا۔ وہ بھوک اور پیاس سے بری طرح تڑپنے لگا اور ہیروں کی تجوری تک گیا، اس نے خوشامدانہ لہجے میں کہا کہ اے لکھ پتی ہیرو! مجھے ایک وقت کا کھانا دے دو، اسے ایسے لگا جیسے وہ ہیرے زور زور سے قہقہے لگا رہے ہوں، اس نے ان ہیروں کو دیوار پر دے مارا، پھر قیمتی موتیوں کے پاس جا کر ایک گلاس پانی کی بھیک مانگی مگر وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے:

"اے دولت کے پجاری! کاش تم نے دولت کی حقیقت سمجھ لی ہوتی، تیری ساری عمر کی کرپشن تجھے ایک وقت کا کھانا نہیں دے سکی"

بادشاہ چکرا کر گر گیا، اس نے پتھر سے اپنی انگلی کچلی اور بہتے ہوئے خون سے دیوار پر کچھ لکھ دیا، اگلے چند دن کے بعد وزیر کو خزانے کے معائنہ کا خیال آیا تو دیکھا کہ

بادشاہ ہیرے جواہرات کے ڈھیر پر مرا پڑا ہے اور سامنے دیوار پر خون سے لکھا تھا:

"یہ ساری دولت ایک گلاس پانی کے برابر بھی نہیں"

کاش کہ آج کے حکمران یہ بات سمجھ پاتے!

﴿بنت اسلام﴾

﴿غرور کس چیز پر......؟؟﴾

✵ پیارے نبی ﷺ گھر تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا گرا ہوا دیکھا، آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر صاف کیا اور کھا لیا۔ کھانے کے بعد فرمایا: "اے عائشہ ؓ! عزت دار چیز کی عزت کرو، جب اللہ کسی قوم کا رزق چھین لیتا ہے تو نسلوں تک واپس نہیں کرتا۔"

✵ دنیا کے سارے راستے قبرستان کی طرف جاتے ہیں، چاہے وہ امیر کے محل سے نکلتے ہوں یا غریب کی جھونپڑی سے۔

✵ بطور انسان پیدا ہونا ہمارا اختیار نہیں بلکہ قدرت کی عطا ہے لیکن اپنے اندر انسانیت کو زندہ رکھنا ہمارا اپنا انتخاب ہے۔

✵ مخلص رشتے اللہ کی نعمت ہوتے ہیں، انہیں کبھی ضائع مت ہونے دینا، چاہے جیسی بھی مجبوری ہو، کیونکہ مجبوری تو ختم ہو جائے گی لیکن رشتے دوبارہ نہیں ملیں گے۔

✵ اچھی کتابیں اور اچھے لوگ ہر کسی کی سمجھ میں نہیں آتے۔

﴿تانیہ عارف﴾

﴿پھلوں کی حسین دنیا﴾

جنت کے میوے

سنگترہ

سنگترہ خون صاف کرتا ہے، اس کے چھلکے بھی فائدہ مند ہوتے ہیں، آپ سنگترہ کے چھلکوں کو اپنے ہاتھوں کہنیوں اور پیر پر متواتر ملیں اور پھر ٹھنڈے پانی سے دھو لیں، سنگترے کے چھلکے ہاتھوں اور پیروں کو نرم بنائیں گے۔

لیموں

لیموں کا رس یا گودا چہرے پر ملا جائے تو چھائیاں دور ہو جاتی ہیں، اگر دانتوں اور مسوڑھوں پر لیموں کا رس ملا جائے تو دانتوں پر جما ہوا سخت میل بھی اترنے لگتا ہے اور پائیوریا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اگر لیموں کے چھلکوں کو باریک پیس کر حسب ضرورت کسی بھی کریم میں ملا کر آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں پر لگایا جائے تو حلقے دور ہو جاتے ہیں۔

﴿بنت جاوید﴾

گھریلو حادثات ماؤں کی غفلت سے ہوتے ہیں......

آمنہ کپڑے استری کرنے کے بعد جلدی جلدی کچن کا کام نمٹا رہی تھی۔ اسی اثناء میں اسے اپنے دو سالہ بیٹے فرقان کے رونے کی آواز آئی۔ وہ سب کام چھوڑ کر کمرے میں گئی تو دیکھا فرقان زار و قطار روتے ہوئے اپنا ہاتھ سہلا رہا ہے، قریب استری رکھی ہوئی تھی۔

آمنہ فوراً سمجھ گئی کہ اس کے بیٹے نے گرم استری پر ہاتھ رکھ دیا ہے، غلطی آمنہ کی تھی، جو کپڑے فرش پر رکھ کر استری کر رہی تھی اور وہیں استری رکھ کر آ گئی تھی۔ اب آمنہ کو اپنے کیے پر افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے اتنی لاپروائی کیوں کی؟ اگر وہ استری کر کے اسی وقت اسے محفوظ جگہ پر رکھ دیتی تو فرقان کا ہاتھ نہ جلتا۔

روزمرہ کی زندگی میں اکثر ایسے واقعات سننے اور دیکھنے میں آتے ہیں کہ فلاں بچے نے کھیل کھیل میں سوئچ بورڈ میں ہاتھ ڈال دیا، جس کے باعث اسے کرنٹ لگ گیا، سنگھار میز سے میک اپ کا سامان اٹھا کر ادھر اُدھر پھینک دیا، کبھی لپ اسٹک لگا کر اپنا حلیہ بگاڑ لیا تو کبھی فاؤنڈیشن پیک توڑ دیا۔ کبھی کچن کی درازوں سے چھری، چاقو نکال لیے، اکثر لوگ باتھ روم میں پانی کی بالٹی بھر کر رکھتے ہیں، جس میں اکثر بچے گر کر اپنا توازن کھو بیٹھتے ہیں اور موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

یہ خطرناک چیزیں بچوں کی پہنچ سے دور رکھنی چاہییں لیکن عموماً مائیں غفلت برتتی ہیں، ماؤں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بچے جب گھٹنوں گھٹنوں چلنا شروع کرتے ہیں تو ہر چیز کی طرف لپکتے ہیں، اس لیے وہ خیال رکھیں کہ کوئی ایسی چیز فرش یا ایسی جگہ نہ رکھیں جس سے بچوں کو نقصان پہنچے۔

﴿اُم احمد﴾

میں فلسطین ہوں

میرے دامن میں ایماں پلتا رہا
ریت پر رب کا فرماں پلتا رہا
میرے بچے لڑے آخری سانس تک
میرے سینوں میں قرآن پلتا رہا
ذرہ ذرہ میں اللہ اکبر لیے
خوش نصیبی ہے میں صاحب دین ہوں
میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں
آئے تھے اک دن میرے گھر آئے تھے
دشمنوں کو بھی تنہا نظر آئے تھے
اونٹ پر اپنا خادم بٹھائے ہوئے
میری اس سر زمین پر عمرؓ آئے تھے
زخمی زخمی میں اک وہ شاہین ہوں
میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں
چاک دامن رفو کر کے لکھتا ہوں میں
زخم سے گفتگو کر کے لکھتا ہوں میں
درد گانے کو بھی حوصلہ چاہیے
آنسوؤں سے وضو کر کے لکھتا ہوں میں
اپنی سانسوں میں آباد رکھنا مجھے
میں رہوں نہ رہوں یاد رکھنا مجھے

میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں
یہ میری قوم کے حکمران بھی سنیں
میری اُجڑی ہوئی داستاں بھی سنیں
جو مجھے ملک تک مانتے ہی نہیں
ساری دنیا کے وہ حکمران بھی سنیں
صرف لاشیں ہی لاشیں میری گود میں
کوئی پوچھے میں کیوں اتنا غمگین ہوں
میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں
نہ ہی روئیں گے اور نہ ہی مسکائیں گے
صرف نغمے شہادت کے ہی گائیں گے
اپنا بیت مقدس بچانے کو
تو ابابیل بن جائیں گے
جو ستم ڈھا رہے ابرہہ کی طرح
ان کی خاطر میں سامانِ توہین ہوں
میں فلسطین ہوں میں فلسطین ہوں

﴿اُخت جنید﴾

آپ کا باورچی خانہ

موسم سرما کی سب سے مقبول اور دلعزیز غذا سوپ ہے جو کہ ایک خوش ذائقہ اور صحت مند کھانا بھی ہے کیونکہ یہ مزیدار اور غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے، اس کے علاوہ یہ بنانے میں بھی بہت آسان ہے۔

سوپ دنیا کے ہر روایتی پکوان کا حصہ ہے، چینی، اطالوی، تھائی، پاکستانی اور ہندوستانی ہر طرح کے سوپ کی اقسام موجود ہیں۔

ماہرین کے مطابق سوپ گرم ہوتا ہے اس لیے اسے محتاط رہ کر استعمال کرنا چاہیے۔ ان کے مطابق اس کی تاثیر اس وقت گرم ہوتی ہے جب اس میں گرم تاثیر والے اجزا شامل کیے جائیں ورنہ سوپ کی ہر قسم گرم نہیں ہوتی۔

دراصل سوپ ایک بھرپور غذا ہے جو طبی طور پر صحت کے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ ان میں حراروں کی تعداد انتہائی کم ہوتی ہے۔ یوں تو سوپ کی تمام اقسام ہی صحت بخش کہی جاتی ہیں لیکن سبزیوں کے سوپ کی افادیت سب سے زیادہ ہے۔

تاہم جب ٹھنڈ بڑھ جائے تو ناشتے، دوپہر کے کھانے اور رات کے کھانے میں سوپ کا ایک پیالہ ضرور شامل کریں یہ جسم کو تمام توانائی بحال کرنے میں مدد دے گا۔ ڈائٹنگ کرنے والے افراد کے لیے سوپ کا استعمال بہترین ہے۔ موسم اور افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سوپ کی ترکیب دی جا رہی ہے۔ سردیوں کی راتوں میں اسے بنائیں اور لطف اندوز ہوں۔

﴿آپ کی باجی﴾

وائیٹ سوپ

اجزاء:

باریک مکئی (اُبلی ہوئی)	دو کھانے کے چمچ
کارن فلور	چار کھانے کے چمچ
چائنیز نمک	ایک چائے کا چمچ
انڈے	تین عدد
چکن (بون لیس)	دو کپ
سادہ نمک	حسب ضرورت

ترکیب:

❁ چکن کو دھو کر نمک ڈال کر ابال لیں اور گل جانے پر ہڈیاں الگ کر لیں اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔

❁ مکئی ذرا سی بھون کر چکن میں ملا دیں۔

❁ یخنی اور چائنیز نمک ملا کر پکنے کے لیے رکھ دیں۔

❁ پھر انڈوں کی سفیدی خوب پھینٹ کر اس میں ڈال دیں اور چمچ ہلاتے رہیں

❁ تقریباً دو تین منٹ تک اسے پکنے دیں۔ پھر کارن فلور کو تھوڑے سے پانی میں گھول لیں اور ایک منٹ بعد چولہے سے اتار لیں۔

❁ ذائقے کی لذت کو دوبالا کرنے کے لیے چلی ساس، سرکہ اور کٹی ہوئی سبز مرچوں کے ساتھ پیش کریں۔

کھجور کا حلوہ

اجزاء:

کھجور	آدھ کلو
دودھ	دو کلو
چینی	آدھا کلو
دال چنا	ایک پاؤ
گھی	ایک پاؤ
کیوڑہ	چار بڑے چمچ
پستہ	حسب ضرورت
بادام	حسب ضرورت
سبز الائچی	حسب ضرورت

ترکیب:

✳ کھجور تازہ اور بڑی ہونی چاہیے، ان کو دھو کر گٹھلیاں نکال لیں۔

✳ چنے کی دال کو دھو کر صاف کر لیں اور دودھ میں ڈال کر اُبالنے کے لیے رکھ دیں۔

✳ جب دال گل جائے تو دودھ خشک کر اتار لیں اور اس آمیزے کو گرینڈ کر لیں۔

✳ اب کھجوریں مسل لیں اور پسی ہوئی دال میں ملا دیں۔

✳ ایک کڑاہی میں گھی ڈالیں اور اس میں دال ملی کھجوریں ڈال کر بھون لیں۔

✳ جب خوب بھن جائے تو پھر اس میں چینی ڈال دیں اور بھونتے جائیں۔

✳ جب چینی کا پانی خشک ہو جائے تو اس میں الائچی کے دانے پیس کر ڈال دیں، اور کیوڑہ ملا کر اتار لیں۔

✳ آخر میں پستہ بادام باریک کاٹ کر ڈال دیں۔

ابو بلال یاسر

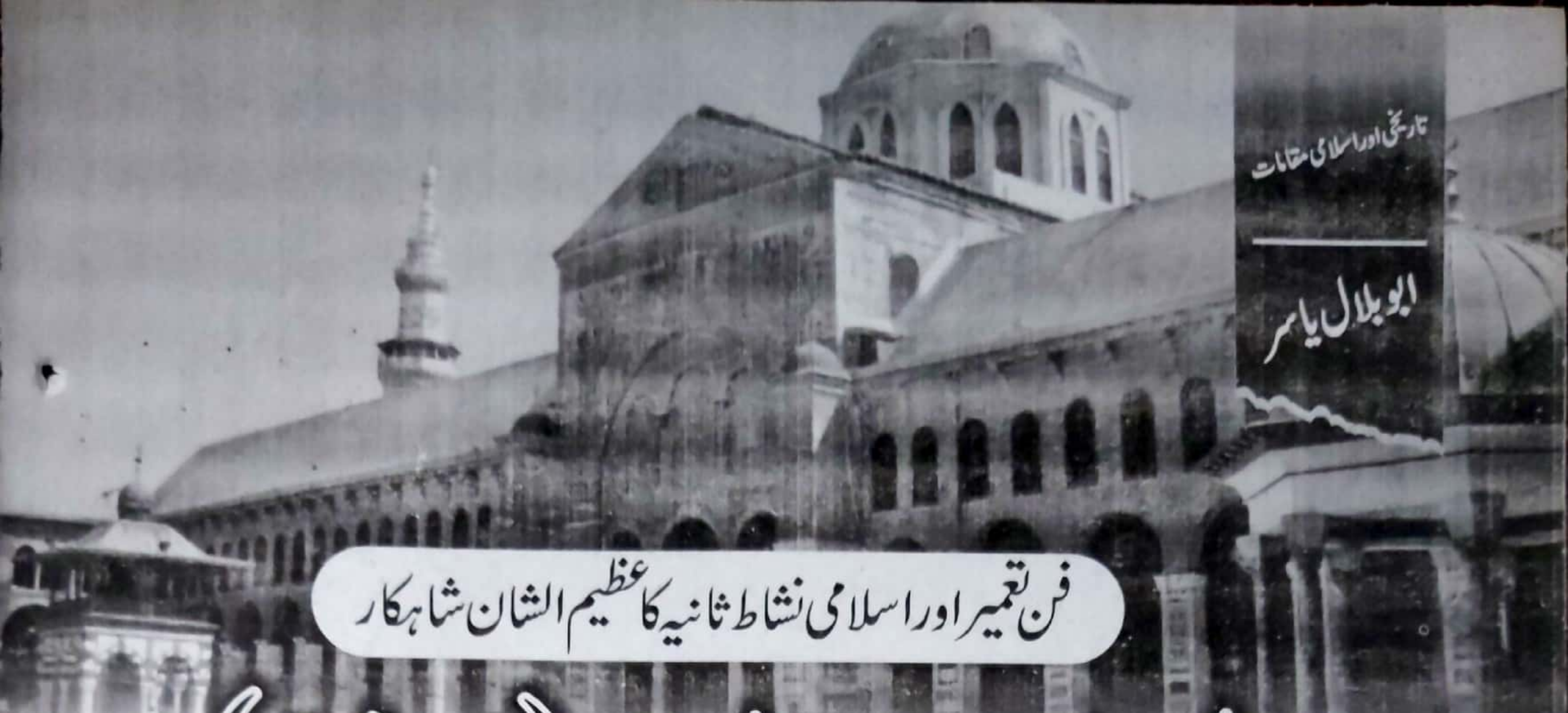

فن تعمیر اور اسلامی نشاط ثانیہ کا عظیم الشان شاہکار

جامعہ مسجد اموی (دمشق)

"وہ مقدس مقام جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلوہ افروز ہو کر اسلامی لشکر کی قیادت سنبھالیں گے"

شام کے قدیم شہر دمشق کی قدیم ترین اور عظیم الشان "جامعہ مسجد اموی" اموی طرز تعمیر اور اسلامی نشاط ثانیہ کا عظیم الشان شاہکار ہے۔ عربوں نے 634ء میں دمشق کو فتح کیا تو ایک عیسائی گرجا گھر کی جگہ پر مسجد اموی کی تعمیر کی گئی۔

اسلامی روایات کے مطابق قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسجد اموی میں جلوہ افروز ہوں گے۔ مسجد اموی کی شمالی دیوار سے متصل ایک دیدہ زیب اور خوبصورت ترین باغ ہے جس میں مسلمانوں کے عظیم لیڈر ہیرو اور فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا مزار بھی واقع ہے۔

تعمیر اور تزئین و آرائش کی تاریخ

قبل از اسلام کا دور:

جس جگہ پر مسجد اموی تعمیر ہوئی یہ مقدس مقام "لوہے کے دور" سے عبادات و مناجات کا مرکز ہے، قبل از اسلام دمشق ارمانیہ کی سلطنت کا دارالحکومت تھا۔ مسجد اموی کے مقام پر "طوفان اور بارش کے دیوتا" حداد رامان کا بہت بڑا مندر تعمیر کیا گیا تھا۔ ارمانیہ دور کی نشانی کے طور پر بادشاہ ازائیل کے قلعہ کا ایک پتھر آج بھی دمشق کے نیشنل عجائب گھر میں موجود ہے۔ طوفان اور بارش کے دیوتا حداد رامان کے مندر نے سلطنت ارمانیہ کی ترقی اور خوشحالی میں بنیادی کردار ادا کیا (ماننے والوں کے عقیدہ کے مطابق) جب رومیوں نے 64ء قبل مسیح میں دمشق کو فتح کیا تو انہوں نے حداد رامان کے مندر کی جگہ اپنے دیوتا جوپیٹر کی عبادت گاہ تعمیر کر دی، عیسائی شہنشاہ تھیوڈوسلیس نے 391ء میں جوپیٹر کی عبادت گاہ کو کیتھڈرل میں تبدیل کر دیا۔ دنیا بھر کی عیسائی برادری کا دعوی ہے کہ یہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام کا سر مبارک دفن کیا گیا تھا۔

اموی دور حکومت میں تعمیر و تزئین

اسلام کے عظیم سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے 631ء میں دمشق فتح کیا، اموی خاندان کے خلیفہ نے 661ء میں دمشق کو اسلامی حکومت کے دارالحکومت کا درجہ دے دیا۔ اموی خاندان کے چھٹے خلیفہ الولید نے 706ء میں بازنطینی گرجا گھر کی جگہ مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا، عیسائیوں کو گرجا گھر میں عبادت کرنے کی اجازت تھی لیکن گرجا گھر کے جنوب مشرقی حصے میں مسلمانوں کے لیے مصلیٰ کے نام سے علیحدہ ہال تعمیر کیا گیا تھا۔

مسجد کی تعمیر نے عمارت کی ترتیب اور نقشہ کو مکمل طور پر بدل دیا، مسجد کے معمار نے چرچ کے ستونوں اور محرابوں کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا۔ عیسائیوں نے گرجا گھر کی جگہ مسجد کی تعمیر کرنے پر احتجاج کیا تو الولید نے ازالے کے طور پر عیسائی برادری کو حکومت کے زیر قبضہ دوسرے چرچ واپس کر دیئے، دسویں صدی کے ایرانی

اسلامی روایات کے مطابق قیامت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسجد اموی میں جلوہ افروز ہوں گے۔ مسجد اموی کی شمالی دیوار سے متصل ایک دیدہ زیب اور خوبصورت ترین باغ ہے جس میں مسلمانوں کے عظیم لیڈر ہیرو اور فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی واقع ہے۔

تاریخ دان کے مطابق اموی دورِ حکومت میں مجموعی طور پر مسجد اموی کی تعمیر اور تزئین و آرائش پر چھ سے دس لاکھ دینار خرچ کیے گئے۔

جدید دور میں مسجد اموی کی تزئین اور آرائش

شام کے صدر حافظ الاسد نے 1980ء اور 1990ء کی شروعات میں مسجد اموی کی توسیع و آرائش پر خاص توجہ دی۔ پاپ جان پال دوم نے 2001ء میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی باقیات کی زیارت کے لیے اموی مسجد کا دورہ کیا۔ شام میں موجود سول وار کا آغاز 15 مارچ 2011ء کو جامع مسجد اموی سے ہوا، جب 40 سے 50 نمازی مسجد کے باہر جمع ہوئے اور انہوں نے پیچیدہ اور عوام کو درد کے سمندر میں غوطہ دینے والی جمہوریت کے خلاف کھل کر احتجاج کیا۔ اموی مسجد کا گراؤنڈ پلان مستطیل (نما 156 میٹر x 97 میٹر) ہے۔

ایک بڑا صحن مسجد کے شمالی حصے کا احاطہ کرتا ہے جبکہ حرم جنوبی حصے میں واقع ہے، مسجد کا صحن چار بیرونی دیواروں سے منسلک ہے، مسجد کی تاریخ میں ہونے والی کئی مرمتوں کی وجہ سے فرش کی سطح غیر معمولی ہوگئی تھی لیکن حالیہ مرمت نے فرش کو کافی خوبصورت اور دیدہ زیب بنادیا ہے۔

محراب والی گلیاں صحن سے گھری ہیں جنہیں پتھر کے ستونوں اور محرابوں نے گھیر رکھا ہے۔ مسجد کے ہر ستون کے درمیان ایک محراب ہے کیونکہ 1759ء میں آنے والے زلزلے کی بدولت مسجد کے صحن کا شمالی حصہ تباہ ہوگیا تھا۔ حرم کے اندرونی طرف تین محرابیں ہیں، جو قبلہ کی سمت متعین کرنے کے لیے معاون ہیں۔ حرم کی محرابوں کو

شام میں موجود سول وار کا آغاز 15 مارچ 2011ء کو جامع مسجد اموی سے ہوا، جب 40 سے 50 نمازی مسجد کے باہر جمع ہوئے اور انہوں نے پیچیدہ اور عوام کو درد کے سمندر میں غوطہ دینے والی جمہوریت کے خلاف کھل کر احتجاج کیا۔

مضبوط پتھروں سے بنے ستونوں کی دو قطاروں نے سہارا دے رکھا ہے۔

مسجد کا گنبد

اموی مسجد کا سب سے بڑا گنبد عقاب کا گنبد (قوبت النصر) کہلاتا ہے اور نماز ہال کے مرکز میں واقع ہے۔ اصل قوبت النصر لکڑی کا بنا ہوا تھا لیکن 1893ء میں لگنے والی آگ کے بعد ایک تعمیراتی پتھر سے بدل دیا گیا۔

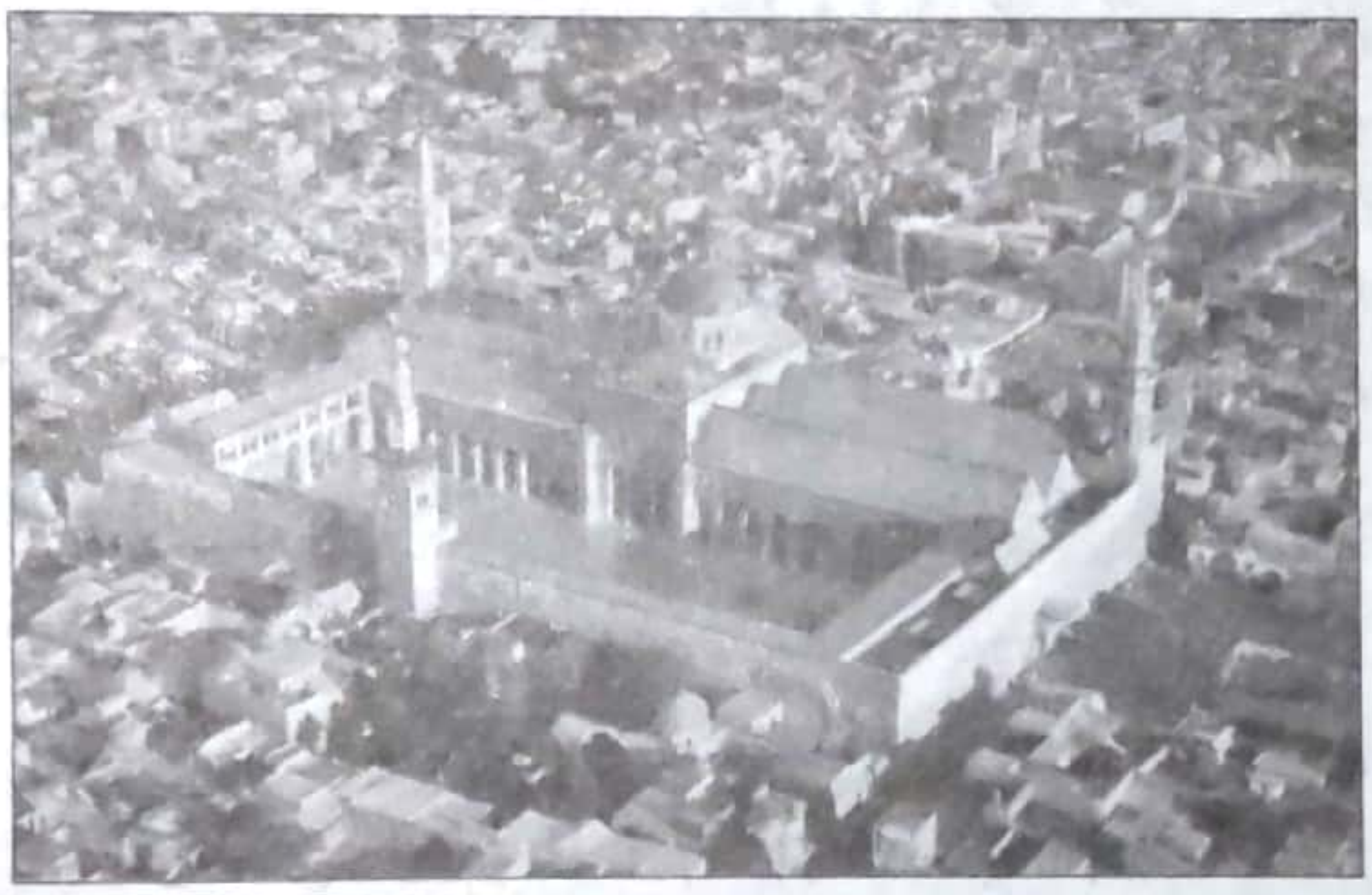

گنبد عقاب کے سر سے مشابہہ ہے جبکہ نماز ہال کے مشرقی اور مغربی مینار عقاب کے پروں کی مانند ہیں، عقاب کے گنبد کی اونچائی 36 میٹر ہے۔

مسجد کے مینار

اموی مسجد کی عمارت میں تین مینار ہیں، مسجد کی تعمیر کے بعد سب سے پہلے دلہن کا مینار تعمیر ہوا تھا، دلہن کا مینار مسجد کی شمالی دیوار پر واقع ہے، مینار کی تعمیر کا صحیح سال معلوم نہیں ہے، قیاس ہے کہ دلہن کے مینار کا نچلا حصہ عباسی دورِ حکومت (نویں صدی) میں تعمیر ہوا تھا کیونکہ تاریخ میں کسی جگہ ذکر نہیں کہ مسجد کی شمالی دیوار کا مینار اموی خلیفہ الولید کے دور میں تعمیر ہوا تھا۔

دمشق نویں صدی عیسوی میں عباسی خاندان کے کنٹرول میں تھا۔ شہرہ آفاق جغرافیہ دان مقدسی نے 985ء میں مسجد اموی کا دورہ کیا اور لکھا تھا کہ دلہن کا مینار حال ہی میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مسجد کے جنوب مشرقی کونے پر مینار عیسیٰ علیہ السلام واقع ہے۔ یہ مینار ان تینوں میناروں سے بلند ہے اور اس کی اونچائی 77 میٹر ہے۔

اسلامی روایات کے مطابق جب قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو وہ اسی مینار سے مسجد اموی (مسجد امیہ) میں تشریف لائیں گے۔

مسجد کا مغربی مینار قیامت کے مینار کے طور بھی جانا جاتا ہے۔ اس مینار کی تعمیر مملوک سلطان قایتبے نے 1488ء میں کی، مغربی مینار مصری فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے جس کی مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔ مؤرخین کے مطابق مغربی مینار قدیم رومی میناروں کی بنیاد پر تعمیر کیا گیا ہے لیکن بعض مسلم علماء اس خیال کی مخالفت کرتے ہیں۔

مذہبی اہمیت

مسجد اموی اسلامی تاریخ میں خاص اہمیت کی حامل ہے، سانحہ کربلا کے بعد عراق جانے سے پہلے آل محمد ﷺ کی باپردہ عورتوں اور معصوم بچوں کی پہلی منزل مسجد اموی تھی۔

دعوتی سرگرمیاں

رپورٹ شعبہ خواتین

بحمد اللہ وبفضل اللہ تعالیٰ! شعبہ خواتین جماعۃ الدعوۃ پاکستان باہمت خواتین پر مشتمل شعبہ ہے۔ جس کی سرپرستی محترمہ آپا جی ام حماد صاحبہ اور نگرانی محترمہ ام اسماعیل صاحبہ کر رہی ہیں۔

امیر محترم حفظہ اللہ کی نظربندی کے دوران بھی ہر لمحہ اور ہر مہم میں بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ گھر گھر دعوت دین پھیلانے کے لیے پاکستان بھر مختلف شہروں علاقوں میں چھوٹے بڑے کم وبیش ۔۔۔ پروگرام کیے۔ جن میں حالات حاضرہ کے ساتھ ساتھ برما، شام، فلسطین اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار بذریعہ پروجیکٹر دکھائی گئی اور ذمہ داریاں واضح کی گئیں۔

پروگرامز کے ساتھ ساتھ لٹریچر کی ترسیل کا کام پہلے سے زیادہ ہوا۔ الحرمین، ننھا مجاہد، اخبار طلباء وغیرہ کی کل تعداد کم بیش ۔۔۔ رہی اور مجلّہ الصافات کی تعداد کم وبیش ۔۔ رہی۔

مجلّہ الصافات میں حالات حاضرہ، تزکیہ نفس، حقوق اللہ وحقوق العباد، اسلاف کی خواتین کے باہمت کارنامے، پاکستان کی حکمرانی مدینہ منورہ کی حکمرانی جیسی ہونی چاہیے۔ دعوت واصلاح جسے موضوعات کیساتھ برما، شام، کشمیر، فلسطین کے حالات پر پر اثر تحاریر شائع ہوئیں۔

دورہ صفہ مرید کے میں محترمہ آپا جی ام حماد صاحبہ کی زیر نگرانی 21 روزہ دورہ صفہ میں پاکستان بھر سے طالبات وخواتین نے تزکیہ نفس کے ساتھ عقیدہ کی اصلاح کی اور زندگی کے مقاصد اور طریقے سیکھے۔

رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں مختلف شہروں اور علاقوں میں ترجمہ کلاسز، دورہ قرآن، تراویح اور دروس کا اہتمام کیا۔ مظلوم مسلمانوں تھرپارکر کے غریب وبے سہارا لوگوں اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے فنڈ کی اپیل کی گئی۔

عیدالاضحیٰ میں قربانی اور کھالوں کی مہم میں بھی شعبہ خواتین کی کارکردگی نمایاں رہی۔

ستمبر 2017ء حلقہ NA120 لاہور کے الیکشن میں پاکستان بھر سے خواتین وطالبات ومعلمات کارکنان ومسئولات نے بھرپور حصہ لیا۔ لاہور، گوجرانوالہ، مرید کے، فیصل آباد کی مسئولات وکارکنان مرکزی ذمہ داران میں شامل رہیں۔ سب کو باقاعدہ ٹریننگ دی گئی اور پھر اپنی یونیفارم میں دھوپ، گرمی، پیاس اور بھوک کی پرواہ کیے بغیر گھر گھر کیمپین چلائی گئی۔ جماعت کا تعارف، مقاصد اور خدمات واضح کیں۔

اس کے بعد اکتوبر 2017ء میں NA4 پشاور کے الیکشن میں بھی آپا جی ام اسماعیل صاحبہ کی زیرنگرانی سینکڑوں کارکنان ومسئولات پنجاب سے پشاور پہنچیں اور وہاں کے مختلف دور دراز علاقوں میں پرتھکن سفر کر کے جماعت کی طرف سے لگائے گئے فری میڈیکل کیمپوں میں جا کر خواتین کو دعوتی دروس دیے۔ قبائلی اور متعصب لوگوں پر مشتمل علاقہ ہونے کے باوجود الحمدللہ نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

اب امیر محترم کی رہائی کے بعد بھی پہلے سے زیادہ ذوق وشوق اور زور وشور سے بہنوں نے اپنے کام کو آگے بڑھایا ہے اور پرعزم جذبات رکھتی ہیں۔

تعزیت نامہ

انا للہ وانا الیہ راجعون

جامعہ عائشہ صدیقہؓ رینالہ خورد کی ناظمہ ام عمارہ صاحبہ کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ لکھوی خاندان کی متقی وپرہیزگار خاتون تھیں اور طویل عرصہ سے بستر علالت پر تھیں۔ ادارہ الصافات اور اس کی مدیرہ اہل خانہ کے دکھ میں برابر کی شریک ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین

2018

نئے سال کے آغاز پر خواتین

اپنی صحت اور شخصیت میں کیسے بہتری لائیں.......؟؟

امیدِ سحر

اُمِ ایمن

● خواتین اپنی صحت اور شخصیت میں کیسے بہتری لائیں؟

● خواتین اپنی شخصیت کو کیسے نکھاریں؟

● خواتین اپنی صحت پر کیسے توجہ دیں؟

ہم نئے عیسوی سال کے آغاز پر جہاں اور بہت سے کاموں (ٹارگٹ) کی منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ اس سال یہ کام کرنا ہے، وہ کام کرنا ہے، نیا گھر بنانا ہے یا بچوں کا سکول وغیرہ تو اس کے ساتھ ہی اگر ہم خواتین اپنی صحت اور شخصیت کو بھی بہتر بنانے کا عہد کر لیں تو مجھے امید ہے کہ ہم بہت سی دیگر پریشانیوں سے بچ سکتی ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے کام کرنے کی صلاحیت کو بھی بڑھا سکتی ہیں۔ ان شاء اللہ

● خواتین اپنی صحت پر کیسے توجہ دیں؟

مشرقی خواتین جو کہ زیادہ تر ہاؤس جاب کرتی ہیں وہ اکثر اپنی صحت کی طرف سے لاپرواہ ہوتی ہیں اور اسی لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ وہ وقت سے پہلے ہی بوڑھی نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ خواتین اپنے لائف سٹائل میں تھوڑی سی تبدیلی پیدا کریں تاکہ ایک صحت مند زندگی گذار سکیں جو نہ صرف ان کی آئندہ زندگی کے لیے ضروری ہے بلکہ ان کے خاندان کی بہترین نگہداشت کے لیے بھی ازحد ضروری ہے۔

ہم جو بھی غذا کھاتے ہیں اس کو بہتر طور پر جزو بدن بنانے کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آپ اپنے جسم سے خوب ڈٹ کر کام لیں۔

با مقصد بھاگ دوڑ، جسمانی کارکردگی اور سرگرمی کے باعث کھائی ہوئی خوراک ہضم ہو کر زیادہ سے زیادہ جزو بدن بنتی ہے۔ آپ اس قدر کام کریں کہ آپ کو پسینہ آنے لگے، آپ کو یقیناً اس کام کے بعد ایک خوشگوار اطمینان حاصل ہوگا۔ آیئے ان چیدہ چیدہ امور پر نظر ڈالیں جو خواتین کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

● کھانے کی مقدار کو کم کر دیں

زیادہ وزن خواتین کو ہمیشہ پریشان کرتا ہے، اس لیے سب سے پہلے اپنے وزن کو کنٹرول میں لائیں، دوسرے کھانے کی مقدار کو کم کر دیں، اپنی غذا میں نمایاں طور پر تبدیلی لائیں تاکہ آپ کو بہتر طور پر غذائیت حاصل ہو سکے۔

اس کام کے لیے آپ کو ایک چارٹ مرتب کرنا ہوگا، جس میں جسم کے لیے ضروری وٹامن اور پروٹین پر مبنی غذاؤں کو ترجیح دیں۔ آپ تین کی بجائے چھ بار غذا لیں، لیکن سادہ اور متوازن۔ تاکہ آپ میں مطلوبہ توانائی کی مقدار ہمیشہ قائم رہے۔

ایک بات کا خیال رکھیے کہ زیادہ خوراک بھی صحت کے لیے تباہ کن ہے، اس لیے جو بھی کھائیں اسے اچھی طرح جزو بدن بنائیں اور اس قدر کام کریں کہ وہ اچھی طرح ہضم ہو جائے، کیونکہ زیادہ مقدار میں لیے جانے والے وٹامنز اور کیلشیم اگر اچھی طرح استعمال نہ ہوں تو بیماری کا سبب بن جاتے ہیں۔

● اپنے جذبات واحساسات کا کھل کر اظہار کریں......

آپ اپنے چہرے اور طرز عمل پر سنجیدگی طاری نہ کریں، اس طرح آپ کی دانشوری کا رعب پڑے گا نہ آپ کی ذات کو کوئی فائدہ پہنچے گا، اس کی بجائے آپ اپنی قلبی، جسمانی اور ذہنی کیفیات، جذبات اور محسوسات کا اظہار کھل کر کیا کریں، آپ کی زبان اور چہرے سے

آپ کے جذبات کا اظہار کھل کر ہونا چاہیے، یہی سچی، کھری اور خالص حکمت عملی ہے، اس طرح آپ کے رفقاء، رشتہ دار آپ کی خوشی اور غمی میں برابر کے شریک ہوں گے، آپ محسوس کریں گی کہ وہ آپ کے کس قدر قریب ہیں اور آپ ''تنہا'' نہیں ہیں۔

❁ اپنے جمالیاتی ذوق میں اضافہ کریں......

آپ اپنے جمالیاتی حس اور ذوق میں اضافہ کریں اور اپنے طرزِ عمل سے اس کا برملا اظہار کریں، آپ کی شخصیت، لباس، گھر اور آپ کے پورے ماحول میں جمالیاتی تاثر آپ کے ذہن و قلب کو تر و تازہ اور خوش گوار رکھے گا، لوگ آپ کے رکھ رکھاؤ، نفاست اور خوبصورتی کی تعریف کریں گے تو آپ کے باطن میں طمانیت کا احساس پیدا ہوگا، آپ ایک روحانی خوشی محسوس کریں گے۔

❁ سیر و تفریح اور ورزش میں باقاعدگی پیدا کریں......

اپنے آپ کو فٹ رکھنے کے لیے اور باطنی طور پر خود کو مضبوط کرنے کے لیے صبح و شام کی سیر اور چہل قدمی بہت ضروری ہے۔ نیز روزانہ کی ورزش سے آپ اپنے اندر باقاعدگی کے ساتھ ساتھ جسمانی اور اعصابی مضبوطی بھی پیدا کرسکتی ہیں۔ واک اور ورزش سے آپ کی غذا جزوِ بدن بنے گی، آپ کو پرسکون نیند بھی آئے گی اور آپ کی قوتِ تخلیق کو جلا بھی حاصل ہوگی، آپ کے خیالات میں مثبت پہلو غالب آنے لگیں گے۔

❁ مطالعہ، باغبانی، پولٹری فارمنگ جیسی مفید سرگرمیوں میں حصہ لینا......

آپ فنونِ مفیدہ سے ضرور تعلق رکھیں، آپ پڑھنا لکھنا، باغبانی اور پولٹری فارمنگ جیسی دیگر سرگرمیوں میں عملی دلچسپی لیں، یہ صحت مند سرگرمیاں نہ صرف آپ کو ذہنی سکون مہیا کریں گی، بلکہ آپ جسمانی طور پر چستی اور تازگی بھی محسوس کریں گی۔ آپ کی دن بھر کی معاشی کارکردگی پر ان مشاغل کے خوش کن اثرات مرتب ہوں گے، آپ کے اندازِ فکر میں وسعت اور روشن خیالی کا عنصر غالب آئے گا۔

❁ صبح کی تازہ ہوا میں گہرے سانس لیں......

یہ انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے کہ قدرت نے ہمیں آکسیجن سے پُر تازہ ہوا ''مفت'' دے رکھی ہے، آپ قدرت کے اس انمول تحفے کے شکر کے طور پر ہر روز صبح کے وقت کھلی فضا میں کم از کم پندرہ منٹ کے لیے لمبے لمبے سانس لینے کو معمول بنالیں۔ اس عمل سے نہ صرف جسم کے تمام نظام بہتر طور پر کام کرتے رہیں گے بلکہ آپ کا ذہن بھی تازگی محسوس کرے گا۔

❁ محبت اور اچھے اخلاق کو اپنائیں

یاد رکھیں دنیا میں خوش رہنے، خوشیوں کو جذب کرنے، دوسروں میں اپنی خوشیاں بانٹنے کے عمل میں سچی طمانیت کا راز مضمر ہے، اگر آپ دلکش اور حسین نظر آنا چاہتی ہیں تو آپ کو اپنے اندر محبت اور حسن سلوک اور اچھے اخلاق جیسی اعلیٰ صفات پیدا کرنا ہوں گی۔ کیونکہ اچھے اخلاق سے ہی انسان خوبصورت نظر آتا ہے۔

❁ کوئی نہ کوئی تخلیقی کام کریں......

جب ماں ایک بچے کو جنم دیتی ہے تو وہ تخلیقی عمل سے گذرتی ہے، تخلیق کے اس تکلیف دہ عمل کے بعد وہ اپنے اندر ایک عجیب کی مسرت اور طمانیت محسوس کرتی ہے، جس طرح کوئی مصور کسی کینوس پر رنگوں سے شاہکار تخلیق کرتا ہے۔ ایک سائنسدان اپنی لیبارٹری میں کوئی کارنامہ انجام دیتا ہے جس سے دنیا کو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں تو ان کی خوشی اور مسرت کا اندازہ آپ نہیں لگا سکتیں۔ اس لیے آپ بھی کوئی ایسا تخلیقی کام ضرور کریں جس سے آپ کو دلی مسرت حاصل ہو، یہ یقیناً آپ کے لیے ایک خوش کن تجربہ ہوگا۔ آپ ہر ہفتے یا ہر ماہ فارغ وقت نکال کر کوئی تخلیقی کام کرلیا کریں۔

❁ آنے والے ہر ''کل'' کے لیے پر امید رہیں......

قدرت عالیہ کا بہت شکر ہے کہ وہ ہمیں ہر آنے والے کل کے حالات و واقعات کی آگہی سے بے خبر رکھتی ہے، یہ ''بے خبری'' حقیقت میں خیریت و عافیت اور اطمینان کا خزانہ ہے اور ہر خوف و اندیشوں سے نجات کا ایک خوبصورت بہانہ۔ آپ ہر آنے والے کل کے لیے اچھی اور خوش کن امید رکھیں، آپ کی یہ خوش فہمی یا حسن ظن آنے والے کل کے لیے خوشی کے حصول کی ٹھوس ضمانت ہے، اس لیے آپ آج کو بہتر بنائیں اور کل کی فکر اللہ و بزرگ و برتر پر چھوڑ دیں۔

ایسے عہد نہ کریں کہ جنہیں

آپ پورا ہی نہ کرسکیں بلکہ اپنے ذہن اور مزاج میں مثبت تبدیلی لاکر اپنے حال کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔

❁ اپنے آپ کو ہر وقت متحرک رکھیں

اگر آپ نے یہ جملہ نہیں سنا تو جان لیں کہ بیٹھنے کی عادت آپ کو آہستہ آہستہ مار ڈالتی ہے۔ مختصر مدت کے لیے کرسی سے چپکے رہنا آپ کے پٹھوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوتا ہے، کیونکہ یہ جسم سے دوران خون کی گردش کو متاثر کرتا ہے۔ یہ عادت موٹاپا، امراض قلب، ذیابیطس حتیٰ کہ کینسر جیسی جان لیوا بیماریوں کا سبب بن رہی ہے۔

آپ کوشش کریں کہ روزانہ تیس منٹ واک کریں یا پندرہ منٹ کی ورزش ضرور کریں اور اپنے روز مرہ کے امور جیسے کہ کھانا پکانا، کپڑے اور برتن دھونا یہ سب کھڑے ہو کر انجام دیں۔ اپنے چھوٹے چھوٹے کام جیسے پانی پینا، موبائل چارج کرنا، کپڑے استری کرنا۔ کوشش کریں کہ خود اٹھ کر کریں اور دوسروں پر انحصار کم کریں، کھڑے رہنے کی عادت کو اپنا کر آپ اپنی قیمتی جان بچا سکتی ہیں۔

اللہ کے پیارے نبی ﷺ اپنے سارے کام خود کیا کرتے تھے، اسوہ نبی ﷺ پر چلیں، دنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹیں۔

❁ کولڈ ڈرنکس، چائے، کافی سے دوری......

انسان ہمیشہ سے ہی مٹھاس کا دیوانہ رہا ہے۔ مگر ماضی میں کبھی ہمارے آباؤ اجداد کو بہت زیادہ چینی اور کیلوریز سے بھرپور کولڈ ڈرنکس جیسی چیز نہیں ملی تھی۔ اس لیے وہ کینسر، فالج، موٹاپے اور ذیابیطس جیسی جان لیوا بیماریوں سے بچ رہے تھے۔ گرمیوں میں کولڈ ڈرنکس اور سردیوں میں حد سے زیادہ چائے، کافی کا استعمال ہماری ہڈیوں کو کمزور اور صحت کو تباہ کر رہا ہے، ان اشیاء کے استعمال سے ہم پانی سے دور ہو رہے ہیں جو ہماری زندگی کا اہم ترین جزو ہے۔

❁ اپنی مصروفیت سے تھوڑی دیر کے لیے چھٹی لے لیں......

گھر اور دفاتر سے کچھ دیر کے لیے چھٹی لے لینا مزاج کو خوش گوار بنانے اور تخلیقی سوچ کو جلا دینے کا تیز رفتار طریقہ ہے، چہل قدمی کو معمول بنا لینے سے نہ صرف یادداشت مضبوط ہوتی ہے، بلکہ اس سے خواتین میں بریسٹ کینسر کا خطرہ بھی کم ہو جاتا ہے۔

❁ شکر گذاری کا تحریری اظہار......

سننے میں عجیب تو لگے گا مگر چھوٹی چھوٹی باتوں پر شکر گذاری کا رویہ اپنائیں۔ ہم اگر شکر کا تحریری اظہار کسی بھی فرد کے ساتھ کریں تو اس کے اثرات رشتوں پر دیر پا مرتب ہونگے۔ حالیہ تحقیقی رپورٹس کا مطابق ہفتہ وار شکر گذاری کا تحریر کی صورت میں اظہار انسان کے اندر امید کی کرن جگاتا ہے اور زندگی پر اطمینان بڑھاتا ہے۔

❁ اپنے مقاصد کو ضبطِ تحریر میں لائیں......

مثبت سوچ طاقتور ہوسکتی ہے مگر اپنے تصور کو خیال کی حد تک رکھنا مقصد کے حصول کے لیے کافی ثابت نہیں ہوتا، ایک حالیہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ اپنے مثبت خیالات اور اپنے ذاتی رویے کے بارے میں لکھنا زندگی کے لیے طے کردہ مقاصد کا سب سے بہترین راستہ ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ ہم بعض اوقات جو سوچتے ہیں وہ چند گھنٹے یا چند دن گذر جانے کے بعد بھول جاتے ہیں مگر اپنے خیالات کو تحریر کی شکل میں ہم محفوظ کر لیتے ہیں اور ان سے جب چاہیں مستفید ہوسکتے ہیں اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اعمال کو لکھنے کا مستقل بندوبست کر رکھا ہے۔

❁ لفٹ کی جگہ سیڑھیوں کا استعمال کریں......

لفٹوں میں ہجوم کا حصہ بننے کی بجائے سیڑھیوں کا راستہ اپنائیں جو کہ ایک ورزش سے کم نہیں، سیڑھیاں چڑھنے کا دورانیہ چاہے چند منٹ ہی کیوں نہ ہو اس سے جسم کو متعدد فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق کچھ منٹ کی یہ ورزش پورا دن جسم کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے اور اس سے انہیں وہ فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جو لوگ عام طور پر روزانہ آدھے گھنٹے تک ورزش کر کے حاصل ہوتے ہیں۔

❁ کھلی ہوا یا کھڑکی کے قریب رہنا......

کھڑکی کے قریب باہر کا نظارہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ عادت آپ کے مزاج کو بھی خوشگوار بناتی ہے اور دن بھر دماغ کو چوکس رکھنے اور رات جلد سونے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ قدرتی روشنی میں رہنے سے خاص طور پر دن کے آغاز میں جسم کی اندرونی گھڑی کو درست طریقے سے کام کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جو افراد کھڑکیوں سے دور رہتے ہیں ان کو راتوں میں سونے میں مشکل پیش آتی ہے اور اوسطاً ہر ماہ پندرہ گھنٹے کی نیند سے محروم رہتے ہیں۔

گھروں میں کوشش کریں بالکل بند گھر نہ ہوں، مناسب تعداد میں کھڑکیاں اور روشن دان ضرور ہونے چاہیے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ ان میں سے چند باتوں پر ضرور عمل کریں گے اور ہاں اپنی نماز اور عبادات میں باقاعدگی ضرور رکھیں یہ آپ کی دین اور دنیا دونوں کے لیے بہتر ہے۔

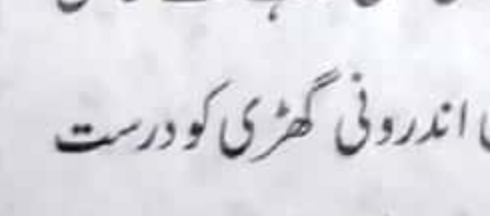

بقیہ درسِ قرآن

چھوڑیں۔ ہجرت کر کے وطن علاقہ چھوڑا۔ پھر اللہ نے ابراہیمؑ کو بچہ دے دیا۔ تو کیا کہا۔ بیوی اور بچے کو پھر کہیں چھوڑ آؤ۔ بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ اللہ اکبر۔ ابراہیم نے دونوں کو بے آباد، بیاں وبنجر وادی میں چھوڑ آئے۔ پھر جب بچہ بڑا ہوا۔ باپ کو اچھا لگنے لگا۔ باپ کے قدم کے ساتھ قدم ملا کے چلنے لگا۔ تو خواب آگیا کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ ابراہیم جیسا حنیف بھی کوئی ہوسکتا ہے۔ اللہ کی محبت کی خاطر اکلوتے بڑھاپے کے بیٹے کی گردن پر چھری چلاوی۔

یہ ہیں حنیفاً مسلماً کیا نسبت ان کو ابراہیم سے کیا مقام ابراہیمؑ کیا شان ابراہیمؑ کی اور کہاں یہ لوگ۔ ابراہیم کی تیسری شان بیان کرتے ہوئے اللہ فرماتے ہیں۔

"وماکان من المشرکین."

ابراہیمؑ حنیف تھے۔ یہ بات کہنے کے بعد من المشرکین کہنے کی ضرورت تھی۔ بات تو وہی ہے لیکن یہاں تاکید مزید کے لیے دہرائی گئی تاکہ بات مزید پختہ ہوجائے۔ دوسرے الفاظ میں یہود ونصاریٰ کے دل پہ چوٹ لگانے کے لیے کہ تم آخر کن وجہ سے دعویٰ کرتے ہو کہ ابراہیمؑ تمہارے ہیں۔ تم عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنے والے عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہنے والے اس کے برعکس ابراہیمؑ نے نہ تو اللہ کا بیٹا بنایا نہ بیٹی۔ نہ انہوں نے علماء ومشائخ کی تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال کر ان کو اپنا رب بنایا۔ نہ ہی وہ بتوں اور غیر اللہ کے آستانوں کی پوجا کرتے تھے۔ ابراہیم کی اسی توحید اور تسلیم ورضا کا ذکر کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین." (الانعام)

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ابراہیمؑ کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ . وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ . وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ . وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ . وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ (الشعراء : 78 تا 82)

الغرض اللہ رب العزت نے اہل کتاب کی خوش فہمیوں کی بڑے واشگاف الفاظ تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ ابراہیم توحید پر بڑی مضبوطی سے قائم تھے۔

بقیہ عقیدہ ختم نبوت

✲ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے چھ باتوں میں انبیا کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔

☆ مجھے جامع مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔

☆ مجھے رعب کے ذریعے نصرت بخشی گئی۔

☆ میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے۔

☆ میرے لیے زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔

☆ مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا۔

☆ میرے اوپر انبیا کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم: 1167)

✲ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے کفر مٹایا جائے گا میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں اکٹھے کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں، عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔"

(بخاری: 3532)

ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، یہ شریعت محمدی ﷺ کی اساس اور بنیاد ہے، قرآن وحدیث میں ان ارشادات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے حضرت آدم سے جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نبی خاتم حضرت محمد ﷺ پر مکمل ہوا اور آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ہیں، نبوت و رسالت کی آخری اینٹ اور آخری کڑی ہیں۔ آپ ﷺ پر دین کی تکمیل کر دی گئی آپ ﷺ کی عطاء کردہ شریعت رشد و ہدایت کا ابدی سرچشمہ ہے، اسلام دین کامل اور ابدی ضابطہ حیات ہے، اس کی اتباع ہی دین و دنیا میں کامیابی کی ضمانت اور آخرت میں نجات کی کلید ہے۔ رشد و ہدایت کا سلسلہ اور ایمان سے وابستگی درحقیقت عقیدہ ختم نبوت پر ایمان سے وابستہ ہے اس پر ایمان بندگی کا لازمی تقاضا ہے جس کے بغیر دین اسلام کا تصور بھی محال ہے۔

بقیہ بہترین میزبان بنیے.......!!!

اس کی دل شکنی کا باعث بنتا ہے۔ کیا ہماری مصروفیات اور ضروریات نے ہمیں اس قدر جذباتی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار کر دیا ہے کہ ہم اسلامی اقدار کو روندتے چلے جائیں۔

کیا چند لمحوں، گھنٹوں یا دو تین دنوں تک آنے والا مہمان ہمیشہ کے لیے ہماری مصروفیات کا قلع قمع کر جاتا ہے یا ہماری نظر میں وہی وقت تمام کام نمٹانے کے لیے موزوں ہوتا ہے۔ ہمیں تو گھر آنے والے ہر انسان کی اسی طرح سے تواضع کرنی چاہیے کہ وہ پھر آنے کی حامی بھرے نہ کہ ایک دفعہ جائے تو پھر بھولے سے بھی آنے کا نام نہ لے۔

ہم میں سے ہر کوئی کبھی مہمان کے روپ میں ہوتا ہے اور کبھی میزبان کے روپ میں، ہم اگر کسی کے ہاں جائیں تو میزبان کی توقعات پر پورا اتریں لیکن اگر کوئی ہمارے ہاں آئے تو حد درجہ فراخدلی اور محبت کے ساتھ میزبانی کا حق ادا کریں۔ بے جا نفسیاتی تناؤ، گھبراہٹ، بے چینی اور مصروفیت کا ڈھونگ رچا کر ہم جہاں مہمان کی دل شکنی کرتے ہیں، وہیں اسلام کی آفاقی تعلیمات کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ مہمان نوازی یوں تو ایک ایسا شیوہ ہے، جس سے لوگ بے حد متاثر ہوتے ہیں اور زندگی بھر اس کی قدر کرتے ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ وطن عزیز کے باسیوں کا شمار بھی مہمان نوازی کے حوالے سے چند اہم ممالک کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بہرحال تیز رفتار زندگی نے مہمان نوازی کے جذبے کو بہت حد تک ماند کر دیا ہے اور مہمانوں کی آمد میزبانوں کے لیے پریشانی کی وجہ بن جاتی ہے جو کہ قابل افسوس ہے، اس لیے کہ ہر انسان کبھی میزبان ہوتا ہے اور کبھی مہمان۔ اس لیے سب سے بہترین میزبان بن کر اپنی اور دوسروں کی خوشی کا خاص خیال رکھیے۔

(وما علینا الا البلغ)

بقیہ میڈیکل کالم

آخری حصے میں خریدیں کیونکہ اس وقت آپ کے پیر صبح کے مقابلے میں زیادہ سوجے ہوئے ہوں گے۔

یہ اُن لوگوں کے لیے زیادہ اہم ہیں جو ذیابیطس کی اعصابی پیچیدگی میں مبتلا ہوں۔

ایسے لوگ جو اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوتے ہیں ان کو جوتوں کے تنگ ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا، اس کے علاوہ اگرچہ گداز دبیز جرابیں خریدنی چاہئیں لیکن جرابیں خریدتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ زیادہ بڑی نہ ہوں کیونکہ یہ پیچھے کی شکل میں ایڑھی یا پیر کی انگلیوں پر جمع ہوسکتیں ہیں اور اس طرح سے رگڑ کا باعث بن سکتی ہیں اور چھالے یا پیر میں زخم (Ulcer) پیدا کرسکتی ہیں۔

خشک پیر گرم ہوتے ہیں اور پیروں کی پھپھوندی کی بیماری کا باعث کم بنتے ہیں۔ جراثیم اور پھپھوندی کے پھلنے پھولنے کے لیے نم گرم اور تاریک جگہیں زیادہ موزوں ہیں اس لیے جوتے کا اندرونی حصہ ان جراثیم اور پھپھوندی کی افزائش نسل کے لیے بہت موزوں جگہ ہے۔

کچھ جرابیں بنانے والوں نے اس مسئلے کا حل اپنی مصنوعات میں ایک خاص قسم کے باریک اور مہین ریشے کے اضافے سے کیا ہے جو جراثیم اور پھپھوندی کی نشوونما کو روک دیتا ہے، یہ ہمارے لیے فائدہ مند ہے، لیکن، اگر آپ کو یقین ہو کہ آپ جلد یا ناخن کی پھپھوندی کے انفیکشن میں مبتلا ہیں تو آپ فوراً جلد کے معالج سے رجوع کریں، اس انفیکشن کا علاج ان لوگوں کے لیے بہت اہم ہے جو ذیابیطس کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

پیروں کی حفاظت کیسے......

☆ اپنے جوتوں اور جرابوں کا انتخاب احتیاط سے کریں۔

☆ ننگے پیر نہ چلیں۔

☆ اپنے پیروں کا روزانہ معائنہ کریں۔

☆ زخم، چھالوں اور دیگر جلد کی بیماریوں کا علاج فوراً کریں۔

☆ ہر وزٹ پر اپنے معالج سے پیروں کا معائنہ ضرور کروائیں۔

☆ اپنے پیروں کو گرم اور ٹھنڈے درجہ حرارت سے بچائیں۔

☆ تمباکو نوشی سے پرہیز کریں۔

☆ اپنے پیروں کو تولیے سے نہ رگڑیں۔

☆ کوئی بھی دوا پیروں پر لگانے سے پہلے اپنے معالج سے رجوع کریں۔

بقیہ خبروں کا آئینہ

وفاداری کا انعام

فارق عبد اللہ کی زبان کاٹنے والے کو 21 لاکھ انعام دوں گا' سربراہ دہشت گردی فرنٹ۔

کشمیر کے سابق کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ فاروق عبد اللہ نے آزاد کشمیر کو پاکستان کا حصہ کیا کہہ دیا، انتہا پسند بھارتیوں کو آگ سی لگ گئی ہے، وہ یہ بھی بھول گئے کہ غدار شیخ خاندان کا یہ فرزند بھارت کا ہی پروردہ ہے۔ بھارت کی گود میں بیٹھ کر کئی مرتبہ وزارت عالیہ کے مزے لوٹ چکا ہے، مگر کیا مجال ہے جو کسی نے اس کی بابت ذرا بھی سوچا ہو، ادھر کڑوا سچ فاروق عبد اللہ کی زبان سے پھسلا، ادھر بھارت کے کونے کھدروں میں ہانپتے کانپتے انتہا پسندوں نے اسے سبق سکھانے، غداری کا مقدمہ چلانے اوقات یاد دلانے کے بعد اب اس کی زبان کاٹنے والے کو 21 لاکھ انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔

اب معلوم نہیں کہ یہ انسداد دہشت گردی فرنٹ ہے کون سی بلا؟؟ یہ بھی مسلم دشمن انتہا پسند غنڈوں کی ہی کوئی بغل بچہ تنظیم ہوگی، ورنہ صرف 21 لاکھ روپے کی اوقات کیا ہے۔ کیا معلوم اب فاروق عبد اللہ جو اب ویراش سندھیلیہ کی زبان کاٹنے والے کے لیے کشمیر کے فری 3 ماہ کے دورے کے تمام اخراجات ادا کرنے کا اعلان کردیں، تو پھر کیا ہوگا سندھیلیہ تمہارا......؟؟؟

جنت نظیر کشمیر کی سیر، کروڑوں بھارتیوں کا خواب ہے، اس کی تعبیر پانے کے لیے کوئی بھی سر پھرا ہندو ہی کہیں آپ کی دراز زبان نہ کاٹ پھینکے، پھر آپ کس زبان سے دھمکیاں دیتے پھریں گے، ویسے کہتے ہیں: ''تھوتھا چنا باجے گھنا''

خالی برتن ہی زور سے بجا کرتے ہیں، اس لیے فی الحال فاروق عبد اللہ کو آپ کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں ہو رہی۔

بقیہ بچوں کی دنیا

آخرت اور امتحان

آخرت کیا ہے......؟؟

جس طرح سارا سال پڑھنے کے بعد لازمی امتحان دینا ہے اور نتیجہ بھی آئے گا۔

زندگی، ہمارا وقت ہے۔

نصاب...... کتاب اللہ ہے۔

دنیا...... ہماری امتحان گاہ ہے۔

موت...... امتحان کے ختم ہونے کا اعلان ہے۔

برزخ...... نتیجے کا انتظار ہے۔

آخرت...... نتیجہ ہے۔

پرچہ اچھا ہو یا برا...... رزلٹ تو سامنے آنا ہے۔

اصلی گھر کے واسطے کام کوئی کر تو لیں
دنیا دنیا کرتے کرتے اک زمانہ ہو گیا

بنت احمد

زمانہ جاہلیت کے طریقے جو آج بھی ہمارے معاشرے میں رائج ہیں

* قبر پرستی، اوہام پرستی، فالیں نکالنا، قسمت کا حال معلوم کرنا، نجومیوں اور پامسٹ سے قسمت معلوم کرنا اور دیگر مشرکانہ عقائد۔

* قتل اولاد: پہلے لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا اب حمل ضائع کروا دیا جاتا ہے۔

* بے پردگی وفحاشی بالخصوص (Free Sex)

* اپنے حق سے بڑھ کر مانگنا اور دوسروں کو ان کے حق سے کم دینا۔

* اپنے اعمال پر نظر رکھنے کی بجائے اپنے حسب ونسب، خاندان، جغرافیائی اور ثقافتی نسبتوں پر فخر کرنا۔

* اپنی تقریبات اور رسومات میں زمانہ جاہلیت کے طریقوں پر چلنا، مثلاً:

☆ شادی بیاہ کے موقع پر ہندوانہ رسمیں۔

☆ ایسے تہوار منانا جن کی اسلام میں کوئی بنیاد نہیں جیسے'' بسنت جو دراصل رام چندر کی واپسی کا تہوار ہے، اس وجہ سے ہر سال کئی قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے وغیرہ۔

حلال وحرام میں تمیز نہ کرنا۔ اخت حذیفہ

جب کوئی طالب علم اپنی غلطی پر اڑا رہے تو معلم کو اس کے سرپرست کی طرف ایک خط بھیجنا چاہیے اور اس سے گزارش کرنی چاہیے کہ آپ اسے سمجھائیں اگر باز نہ آئے تو کچھ سزا دیں۔اس طرح مدرسے اور گھر کے درمیان طلباء کی تربیت میں تعاون بڑھتا ہے۔

ہیں، وہ پیشاب مکمل کرتا ہے، پھر رسول اکرم ﷺ اسے بلاتے ہیں) رسول اکرم ﷺ (دیہاتی سے مخاطب ہو کر) فرماتے ہیں:

''ان المساجد لا تصلح لشی من هذا البول والقدر ،انما هی لذکر الله والصلاة وقراء القرآن.''

''یہ مسجدیں اس پیشاب اور گندگی کے لائق نہیں، یہ تو ذکر الٰہی ،نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔ پھر رسول اکرم ﷺ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر) فرماتے ہیں:

''انما بعثتم میسرین ،ولم تبعثوا معسرین ،صبوا علیه دالو من الماء.''

''تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ تنگی کرنے والے،اس پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔'' بدوی آدمی کہتا ہے ''اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ رحمت فرما اور ہمارے ساتھ کسی کو شامل نہ فرمانا۔رسول اکرم ﷺ یہ سن کر فرماتے ہیں:

''لقد تحجرت واسعا.''

''یہ دعا کر کے تو نے ایک وسعت والی چیز کو بند اور تنگ کرنا چاہا ہے۔''

(بخاری ومسلم:6025)

ماتھے پر شکنیں ڈالنا:

جب استاد طلباء کی جانب سے انتشار اور غلطی دیکھے تو ماتھے پر تیوری چڑھا کر ان کو غصے سے دیکھے،اس طرح وہ سہم جائیں گے ،کلاس کا نظام بھی خراب نہ ہوگا اور استاد کی ہیبت بھی بچوں کے دلوں پر بیٹھ جائے گی،ان پر بالکل نرمی کرنے اور چشم پوشی کرنے کے بجائے یہ طریقہ ابتداء میں بہتر ہے پھر جب وہ اس سے بڑھ جائیں ،تجاوز کریں اور باز نہ آئیں تو ان کو جسمانی سزا دے۔

ڈانٹ ڈپٹ:

استاد سے جو طلباء سبق ضائع کرنے کے لیے کثرت سے سوالات کرتے ہیں یا استاد کے احترام میں بے پرواہی اختیار کرتے ہیں یا دوسری غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو استاد کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے ،ان کو زبان کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کرے، جب کوئی استاد بچوں کو ڈانٹتا ہے اور ان کو اس سے منع کرتا ہے تو وہ خاموشی اختیار کرتا ہے اور ادب سے بیٹھ جاتا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے بھی یہ طریقہ استعمال کیا اس وقت کہ جب پہلی دفعہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی بات پر عمل نہ کیا۔

ہوا یوں ''کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو حج کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا ،وہ پیدل چل رہا تھا اور اس کے ساتھ قربانی کا اونٹ بھی موجود تھا۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ارکبها'' ''اس پر سوار ہو جا'' اس آدمی نے کہا'' یہ تو قربانی کا اونٹ ہے'' رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ فرمایا'' ارکبها'' اس پر سوار ہو جا'' وہ آدمی اس پر سوار ہو گیا اور آپ ﷺ کے ہمراہ سوار ہو کر چلنے لگا اور اس کے اور اس کے اونٹ کے گلے میں قربانی کے لیے مخصوص ہونے کی علامت (جوتا لٹکانا) بھی موجود تھی۔

(بخاری:2754)

کام سے روکنا:

جب استاد طلباء کو دوران سبق باتیں کرتے دیکھے تو ان کو بلند آواز سے کہے:

''کہ اس گفتگو سے رک جاؤ۔''

رسول اکرم ﷺ نے بھی ایک شخص سے یہی مطالبہ کیا تھا،اس نے آپ ﷺ کی موجودگی میں تکلف سے زور سے ڈکار لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''کف عنا جشاءک۔''

''ہم سے اپنے ڈکار کو روک رکھ''

(صحیح الجامع:4491)

منہ پھیر لینا:

دوسرے پر اثر انداز ہونے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنے بچے یا اپنے شاگرد سے کسی جھوٹ کو یا غیر مناسب سوالات کو یا دوسرے برے اعمال کو دیکھے تو اس سے منہ پھیر لے۔اس کا غصے کے ساتھ یہ منہ موڑنا اس طالب علم اور اولاد پر بہت گراں گزرے گا۔اور وہ شدت سے اسے محسوس کر کے اپنی غلطی سے باز آجائے گا۔

قطع تعلقی اور بول چال بند:

استاد،باپ یا کوئی ذمہ دار شخص جب بچے کو نماز میں سستی کرتا دیکھے یا سینما میں آتے جاتے دیکھے یا سبق کے آداب کے منافی کام کرتا دیکھے تو اس سے بول چال بند کر دے اس کو چھوڑ دے لیکن اس کی زیادہ سے زیادہ حد تین دن ہے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاث۔''

''کسی مسلمان بھائی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دنوں سے زیادہ تک چھوڑ رکھے۔''

(صحیح الجامع:7660)

اس قطع تعلقی سے بچے اور طالب علم کو سخت دھچکا

لہٰذا والدین کو اپنے بچوں کے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے اگر وہ اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم دونوں کا بستر الگ الگ کر دیں اور ان کی مسلسل نگرانی رکھیں۔

لگتا ہے کہ میرے ساتھ پیار کرنے والی ایک ہستی مجھ سے روٹھ گئی، یوں وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر اس سے باز آجاتا ہے۔ ایک شاعر نے بھی اس کی ترجمانی کی ہے:

یا قلب صبر ا علی هجر الاحبة لا

تجزع لذلک فبعض الهجر تادیب

ترجمہ: ''اے دل! محبوبوں کو چھوڑنے پر صبر کر، اس پر پریشان نہ ہو، کیونکہ بسا اوقات یہ چھوڑنا بھی ادب سکھلانا ہے۔''

جھڑکنا:

جب کسی بچے کو نصیحت وخیر خواہی اور رہنمائی فائدہ نہ دے تو گناہ کے موقع پر اسے جھڑکنا چاہیے اور اس سے مراد ہوتا ہے کہ ایسے انداز میں ملامت کرنا کہ گناہ کرنے والا ذہنی تکلیف محسوس کر کے اس کام سے باز آجائے۔

اکڑوں بٹھانا:

جب معلم محسوس کرے کہ طلبا کی سستی بڑھتی جارہی ہے یا ان میں سے کوئی بے شرم ہوتا جارہا ہے یا کسی اور خرابی پر مصر ہے کہ جس سے چشم پوشی کرنا مناسب نہیں رہا تو وہ طالب علم کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اپنے سامنے اکڑوں بیٹھنے کا حکم دے، جس کی صورت کان پکڑوانا سے ملتی جلتی ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ تلووں کے بل اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے کھڑے رہیں، اس کے ساتھ طالب علم کو کافی مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ آئندہ کے لیے اس سزا سے بچنے کے لیے اپنی غلطی کو دور کرتا ہے اور اگرچہ اس سے طالب علم کی ذہنی رو بہک سکتی ہے لیکن تھپڑ لگانے سے یا ڈنڈے مارنے سے بہر حال یہ بہتر سزا ہو سکتی ہے۔

والد یا سرپرست سے سزا دلوانا:

جب کوئی طالب علم اپنی غلطی پر اڑا رہے تو معلم کو اس کے سرپرست کی طرف ایک خط بھیجنا چاہیے اور اس سے گزارش کرنی چاہیے کہ آپ اسے سمجھائیں، اگر باز نہ آئے تو کچھ سزا دیں۔ اس طرح مدرسے اور گھر کے درمیان طلباء کی تربیت میں تعاون بڑھتا ہے۔

ڈنڈا لٹکانا:

معلم، مربی اور باپ کے لیے مستحسن ہے کہ وہ کوڑا یا ڈنڈا دیوار پر لٹکائے تاکہ بچوں کی اس پر نگاہ پڑتی رہے اور وہ متنبہ رہیں کہ اگر ہم غلطیاں کریں تو اس طرح ہمیں اس کے ساتھ سزا ملے گی۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''علقو االسوط حيث يراه اهل البيت فانه ادب لهم۔''

''جہاں گھر والوں کی نظر پڑتی ہے وہاں کوڑا یا ڈنڈا لٹکا دیا کرو کیونکہ یہ ان کو ادب سکھلانے کا طریقہ ہے۔''

(اس حدیث کو علامہ البانی نے الجامع الصحیح میں حسن قرار دیا ہے: 4022)

ابن انباری کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ان کو مارنے کا ارادہ نہیں کیا، کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا کسی کو حکم نہیں دیا بلکہ آپ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ ان کو ادب سکھانا نہ چھوڑو۔

*یره اهل البيت: سے مراد ہے کہ وہ اسے دیکھ کر برے اور گھٹیا کام کرنے سے رکے رہیں گے تاکہ کہیں ان کو اس ڈنڈے سے سزا نہ ملے۔

*فانه ادب لهم: سے مراد یہ ہے کہ یہ ڈنڈا ان کو ادب سکھاتا رہے گا اور ان کو عمدہ اخلاق اور اعلیٰ خوبیاں اپنانے اور اختیار کرنے پر ابھارتا رہے گا۔ (اسے مناوی نے فیض القدیر میں ذکر کیا ہے)

ہلکی مار:

والد اور معلم کو چاہیے کہ وہ طالب علم اور اولاد کو وقتاً فوقتاً ہلکا ہلکا مارتا بھی رہے لیکن اس صورت میں جب کہ پچھلے وسائل اور طریقے کارگر ثابت نہ ہوں، خصوصاً جب اس کی عمر دس سال ہو اور وہ نماز میں سستی کرے تو اسے مارو کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''علمو اولادكم الصلاة اذا ابلغوا سبعا ،واضربوهم عليها اذابلغو اعشرا،وفرقوابينهم فى المضاجع.''

''اپنی اولاد کو نماز سکھاؤ جب کہ وہ سات سال کی عمر کو پہنچے اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو تو ان کو نماز میں سستی کرنے پر مارا کرو اور ان کے بستر الگ کر دو۔''

(ابو داؤد: 495)

سوتے وقت بچوں کے بستر الگ الگ کرنا بہت اہمیت والا کام ہے، خصوصاً بچے اور بچیوں کے درمیان تو جدائی لازمی ہے، تاکہ والد اپنی اولاد کے کردار کو بچپن ہی میں سیدھے راستے پر رکھے اور کسی انحراف اور ٹیڑھا پن کا شکار نہ ہونے دے اور آج کے دور میں تو یہ بہت لازمی ہے جب کہ بچوں کو جنسی تعلقات کی تصویریں اور حیا باختہ فلمیں اور ڈرامے دیکھنے کے مواقع مل جاتے ہیں۔ سینما، ٹیلی ویژن اور موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ اس کام میں پیش پیش ہیں۔ فحش اور بے ہودہ گانوں کی خوب بھرمار ہے۔

لہٰذا والدین کو اپنے بچوں کے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے اگر وہ اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم دونوں کا بستر الگ الگ کر دیں اور ان کی مسلسل نگرانی رکھیں۔

تربیت میں مفید سزائیں

اُخت ابتسام ساجد

> اس قطع تعلقی سے بچے اور طالب علم کو سخت دھچکا لگتا ہے کہ میرے ساتھ پیار کرنے والی ایک ہستی مجھ سے روٹھ گئی، یوں وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر اس سے باز آ جاتا ہے۔

سزا یا تادیب بچوں کی بہتر کردار سازی کے لیے اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ تعریف اس لیے کچھ ایسی سزائیں بھی دی جاسکتی ہیں جو تربیت کے لحاظ سے بہت فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں اور اساتذہ کو چاہیے کہ جو طلباء استاد یا سبق یا مدرسے کے آداب کی مخالفت کرتے ہوں ان کے لیے انہی سزاؤں میں سے کوئی سزا مناسب حال دیکھ کر منتخب کردے، ان سزاؤں کے برے انجام کا خطرہ نہیں بلکہ ان میں بچے کی تربیت اور اصلاح ہی اصلاح کی ضمانت ہے۔ **ان شاء الله**

ان کی کئی اقسام ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

نصیحت و رہنمائی:

تعلیم و تربیت کے سلسلے میں یہ ایک بنیادی طریقہ ہے جس سے بچے کو غلطی سے روکا جاتا ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یہ چھوٹوں، بڑوں سب پر کارگر ثابت ہوتا ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ یہی طریقہ استعمال کرتے تھے۔ بچوں کے ساتھ اس طریقے کا استعمال کرنے کی ایک مثال یہ ہے:

''رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک لڑکا کھانا کھا رہا تھا اور اس کا ہاتھ کھانے کے برتن میں گھوم رہا تھا۔ کبھی دائیں اور کبھی بائیں، کبھی اپنے آگے سے اور کبھی اپنے ساتھ والے کے آگے سے اٹھا اٹھا کر کھانا تناول کر رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے کھانے کا طریقہ یوں بتایا:

'یا غلام سم الله تعالی و کل بیمینک و کل مما یلیک۔''

''اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھا اور دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا۔''

(بخاری و مسلم: 5376)

بڑوں کے ساتھ اسی طریقے کو اصلاح کے لیے استعمال کرنے کی بھی کئی ایک مثالیں ہیں جن میں سے ایک مشہور و معروف قصہ ایک بدوی آدمی کا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

''انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران ایک بدوی (اس وقت کا دیہاتی آدمی) آیا اور کھڑے ہو کر مسجد ہی میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرامؓ (چیخ چیخ کر کہنے لگے) رک جا، رک جا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''لا تذرموہ دعوہ'' اس کا پیشاب منقطع نہ کرو، اسے چھوڑ دو۔''

(صحابہؓ اسے چھوڑ دیے

بقیہ صفحہ 62 پر

درسِ قرآن

ام مہدیہ

تفسیر سورۃ آل عمران

آیت نمبر 68 تا 70

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ہ

وَدَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یُضِلُّوْنَکُمْ وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ہ

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ اَنْتُمْ تَشْھَدُوْنَ ہ

ترجمہ: بے شک سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم علیہ السلام کے قریب یقیناً وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور اللہ ہی ایمان والوں کا دوست ہے۔"

معانی و مصادر:

اَوْلٰی:

مادہ اس کا و۔ل۔ی۔ ہے۔

باب (ح)

لفیف مفروق واحد مذکر اسم تفضیل

وَلِیَ، یَلِیْ، وِلَایَۃً، وَ وَلَاک

والی ہونا، بااختیار ہونا، مددگار ہونا، قریب ہونا۔

اتَّبَعُوْہُ:۔ جمع مذکر غائب

ضمیر منصوب متصل

فعل ماضی افتعال باب صحیح

ت۔ب۔ع ہے۔

تَبِعَ تَسْبِیْعَ تُبَعاً، تَبَاعاً، تَبَاعَۃً

پیچھے چلنا، ساتھ چلنا، مطیع و فرمانبردار ہونا، کھوج لگانا

اَلْمُؤْمِنِیْن:۔ جمع مذکر

ء۔م۔ن

افعال باب مہموز اللام اسم فاعل

اَمِنَ یَأمَنُ، اَمُنَ یَامُنُ، اَمَانَۃً، اَمْناً اَمَانَۃً

امین ہونا، مطمئن ہونا

وَدَّتْ:۔ و۔د۔د (س)

مضاعف فعل ماضی

وَدَّ، وَدًّا، وُدًّا، وَلَادًا، وُدَادًا، وَوَدَادَۃً، مِوَدَّۃً، مَوْدِدَۃً، مَوْدُوْدَۃً

چاہنا، محبت کرنا، خواہش کرنا۔

واحد مونث غائب

یُضِلُّوْنَکُمْ:۔ ض۔ل۔ل

افعال مضاعف مضارع معروف

اَضَلَّ یُضِلُّ اِضَالاً

گمراہ کرنا، گمراہ پانا، ضائع کرنا، ہلاک کرنا

ضمیر منصوب متصل جمع مذکر غائب

یَشْعُرُوْنَ:۔ ش۔ع (ن، ک، س)

صحیح مضارع معروف

شَعَرَ، شَعُرَ، یَشْعُرُ، شَعَرَ، شَعِرَ، یَشْعَرُ، شعراً، شُعُرٰی، شُعُوْرًا

جاننا، محسوس کرنا، سمجھنا

تَکْفُرُوْنَ:۔ ک۔ف۔ر (ن)

صحیح مضارع معروف

کَفَرَ، یَکْفُرُ، کُفْراً، کُفُوْرًا، کُفْرَاناً

ڈھانکنا، چھپانا، انکار کرنا، ناشکری کرنا، لعنت کرنا

تَشْھَدُوْنَ:۔ ش۔ہ۔د (س)

صحیح فعل مضارع

شَھِدَ، یَشْھَدُ، شُھُوْدًا، شَھَادَۃً

گواہی دینا، معاینہ کرنا، مجلس میں حاضر ہونا

تشریح و توضیح:

اِنَّ اَوْلَی النَّاس: اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام سے یہودی اور عیسائی ہونے کی برأت کرتے ہوئے انہیں ان چیزوں سے پاک قرار دیتے ہوئے فرمایا:"میں بتاتا ہوں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تعلق جتانے کا حق کون رکھتا ہے، کون نہیں رکھتا۔

لوگوں میں سے وہ بندہ جو ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتا ہے، جو اس کے بتلائے ہوئے رستے پر چلنے والے ہیں جو اس کے طریقے کو اپنا طریقہ بنانے والے ہیں، جو اس کی منزل کو اپنی سمجھنے والے ہیں۔ رہے وہ لوگ جو ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کو نہیں اپناتے، بلکہ اپنا طریقہ گھسیٹ لائیں وہ کیسے کہہ سکتے ہیں...... کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تعلق تو اس کا ہوسکتا ہے جو ان کا متبع ہو وہ کہہ سکتا ہے کیونکہ کسی کو اپنا بنانے کے لیے اپنا سب کچھ سونپنا پڑتا ہے۔

یعنی اہل کتاب کو یہ بات بتلا دی گئی کہ یہ انسیت صرف خاندان اور نسب سے حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اتباع اور اطاعت سے ہے۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ اولیٰ واقرب یہ پیغمبر محمد ﷺ اور ان پر ایمان لانے والے ہیں۔

لہٰذا اگر تم اسے اپنا بنانا چاہتے ہو تو 100 فیصد ان کے طریقے پر چلو، 100 فیصد اپنا آپ ان کے طریقے پر ڈھالو۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو منایا تھا، ویسے ہی تم بھی اپنے رب کو مناؤ۔ طریقہ ابراہیمی کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اب تم ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ کرسکتے ہو۔

یعنی اہل کتاب کو یہ بات بتلا دی گئی کہ یہ انسیت صرف خاندان اور نسب سے حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اتباع اور اطاعت سے ہے۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ اولیٰ واقرب یہ پیغمبر محمد ﷺ اور ان پر ایمان لانے والے ہیں۔

وجہ اس کی کیا ہے؟ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین جسے تم نے مسخ کر ڈالا، جس کا حلیہ تم نے بگاڑ ڈالا اس دین کو اس کی صحیح شکل وصورت میں دوبارہ پیش کرنے والے یہ نبی محمد ﷺ ہی تو ہیں اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والے لوگ جو اصل میں ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہیں۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا نام بس ان کی زبانوں سے ہی یہ بات بجتی ہے۔ ان کے مونہوں کا یہ بات کہنا روا اور بجا ہے۔

بلکہ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ اپنا تعارف یوں کروایا کرتے تھے:

"انا دعوة أبی ابراهیم علیہ السلام"

﴿میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں﴾

کون سی دعا جو ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کی تھی۔

اسے دوسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر نبی کے لیے نبیوں میں سے کچھ دوست ہیں، جن سے ان کا خصوصی تعلق ہوتا ہے اور میرا دوست میرا باپ، میرے رب کا خلیل ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے زیر شرح آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی:

آپ ؐ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے بھی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نسبت کا حق رکھتے ہیں کیونکہ ہم نے نبی ﷺ کے طریقے کو اپنا بنایا، اور آپ ﷺ کی اتباع وپیروی کو سعادت سمجھتے ہوئے حق مانا ہم نے نبی ﷺ کی اتباع کی تو گویا ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کی۔

کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر ہوں اور انہی کے دین پر ہوں۔"

﴿مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ﴾

ابراہیم علیہ السلام مسلمان تھے الحمد للہ ہم بھی مسلمان ہیں، جو طریقہ جو قبلہ ابراہیم علیہ السلام کا ہے وہی طریقہ وقبلہ ہمارا ہے، لہٰذا راسخ الایمان مسلمان ہی ابراہیم علیہ السلام سے تعلق کا حق رکھتے ہیں۔ بگڑے دور کے وہ مسلمان جنہوں نے دین کو اپنے آباء کی آراء سے لیا، ملۃ ابراہیمی سے ان کا کچھ تعلق واسطہ نہیں۔

یہ بتانے کے بعد کہ نبی ﷺ اس دین کا احیاء کرنے والے ہیں اور مسلمان اس دین پر چلنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آگے اس سے بھی بڑے بات کرتے ہیں:

کہ دوستیوں کے لیے اگر کسی بڑی شخصیت کا نام لیا جاسکتا ہے تو سب سے بڑی ہستی اللہ کی ذات ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

"ابراہیمؑ تو ابراہیمؑ ہیں، ابراہیم علیہ السلام کی ولایت تو ابراہیم علیہ السلام کی ولایت ہے، ایمان والے بنو تو سہی اللہ خود مومنوں کا ولی ہے، ابراہیم کا رب تمہارا ولی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ تم اپنے اندر وہ جوہر پیدا کرو، وہ خاصہ پیدا کرو، کہ تمہیں ولایت کا حق ملے، جسے اللہ کی ولایت ملے اسے اور کیا چاہیے۔ پھر صرف ابراہیمؑ ہی نہیں بلکہ سارے نبی اس کے ولی ہیں۔ فرشتے بھی اس کے ولی ہیں، جب اللہ مومنوں کا ولی ہے، تو اللہ کے سب ولی مومنوں کے ولی ہیں تم نے ابراہیمؑ کو ولی کہہ کر کیا کمال کرلیا۔"

اصل کامل تو یہ ہے کہ اللہ خود مومنوں کا ولی ہے۔تم اپنے زعم میں ابراہیم کو اپنا ولی قرار بھی دے لیتے ہو اور اس کے ولی بنتے بھی ہو، اللہ تو تمہارا ولی نہیں بنا، جب اللہ تمہارا ولی نہیں تو پھر کون ہے جو تمہارا ولی ہے اور اللہ کا کوئی ولی بھی نہیں، تمہارا ولی نہیں، جبکہ تمہارے فریق مخالف مومنوں کو اللہ کی ولایت حاصل ہے۔ جو تمام ولایتوں سے بڑھ کر ولایت ہے۔

وَدَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ......

دیکھیے اللہ رب العزت کی کرم نوازی اللہ کی حق پسندی کہ اہل کتاب کی بڑائی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''کہ سارے اہل کتاب کا یہ کام نہیں بلکہ ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے، عیسائیت کے سرکردہ لیڈر ہیں اور جو سب کو خراب کرنے والے ہیں، انہیں سے اہل کتاب کی جماعت یہ چاہتی ہے، کاش! وہ تمہیں گمراہ کردیں، اپنی الٹی سیدھی تاویلوں کے ساتھ اپنے شکوک وشبہات کے ساتھ وہ تمہیں بھی گمراہ کردیں۔

ان آیات میں اللہ رب العزت یہ بتا رہے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اہل کتاب یہ مجادلہ، یہ بحث ومباحثہ کیوں کرتے ہیں؟ اس میں صیغہ راز کیا ہے؟ ان کا مقصد صرف مسلمانوں کو دین حنیف سے ہٹا کر اپنے مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کرنا اور ان کے مذہب اسلام سے کمتر ثابت کرنا اور انہیں اپنے مذہب میں شامل کرنا ہے، لیکن وہ مسلمانوں کو کیا گمراہ کریں گے وہ تو خود اپنی گمراہی اور بدبختی میں اضافہ کر رہے ہیں اور وہ اس بات سے لاعلم ہیں کہ وہ اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾

''اے ایمان والو! (خبردار ہو جاؤ) بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی مخلص اپنے قلبی حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں۔''

(البقرہ:109)

اللہ رب العزت نے ان کے گھناؤنے جرم ان کے فعل بد کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا اللہ کی طرف سے پھر ان کے لیے دعوت ہے۔

کہ دوستیوں کے لیے اگر کسی بڑی شخصیت کا نام لیا جا سکتا ہے تو سب سے بڑی ہستی اللہ کی ذات ہے۔

لِمَ تَكْفُرُوْنَ:۔حالانکہ تمہیں تو گواہ بنایا گیا تھا، تم ہی تو گواہ ٹھہرائے گئے، انتم تشھدون کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱) ایک ''یہ کہ آج تم اللہ کی جن آیات کا انکار کر رہے ہو، تمہارے دل اس بارے میں گواہی دے رہے ہیں کہ یہ واقعی اللہ کی آیات ہیں اور تم اس بات کے بھی شاہد ہو کہ یہ آیات حق ہیں اور محمد ﷺ رسول اللہ ہے، برحق ہیں لیکن زبان سے محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار کرتے ہو۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ رسول اللہ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، وہ ایمان نہیں لاتے۔

۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ آج حسد اور عداوت کے جوش میں تم جس حق کو جھٹلانے کے لیے اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہو، اس کی تائید وتصدیق اس کی شہادت دینے کا تم سے عہد لیا جا چکا ہے، اور تم اس ذمہ داری اٹھانے کا وعدہ کر چکے ہو۔

فرمایا:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾

(آل عمران:89)

مذکورہ بالا دونوں آیات میں اللہ رب العزت اہل کتاب سے مخاطب ہیں اور دونوں میں ''یا اہل الکتاب'' کی تکرار سے حسرت اور ملامت کا اظہار ہو رہا ہے، کہ افسوس ہے اہل کتاب ہو کر تم نے رہنمائی کے بجائے گمراہ کرنے اور اظہار حق کا پیشہ اپنے لیے پسند کیا اور نبی ﷺ کے بارے میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ لوگوں کو بتلاؤ گے اور نبی ﷺ کا ساتھ دو گے۔

ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ جس انسان کو خزانے کا مالک بنایا جائے، امین ٹھہرایا جائے وہ خود ہی اٹھ کر خزانہ لوٹنے لگ جائے، دوسروں سے حفاظت کرنے کی بجائے، یہ ظلم تو دگنا چگنا ہوا۔ بندہ راہبری کی بجائے راہزنوں میں جائے، ان آیات میں اللہ رب العزت انہیں ان باتوں کا ہی احساس دلا رہے ہیں۔

حفصہ افضل

> حضرت عمرؓ کہتے ہیں: ”جب میں تم میں سے کسی فارغ کو دیکھتا ہوں تو مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔اسی طرح میں کسی سے پوچھتا ہوں کہ کیا کرتے ہو تو وہ جواب دیتا ہے کچھ نہیں تو وہ شخص میری نظروں سے گر جاتا ہے۔“

انسان کی سب سے قیمتی چیز اس کی اپنی زندگی ہے اور زندگی میں سب سے قیمتی چیز اس کا وقت ہے۔ وقت ہر انسان کو دن ورات میں 24 گھنٹوں کا ملا ہے، چاہے وہ امیر ہے یا غریب ،بڑا ہے یا چھوٹا کامیاب ہے یا ناکام۔مگر ہر انسان کا وقت استعمال کرنے کا مختلف طریقہ ہے اور کامیاب وہی ہے جو اس وقت کو اچھے طریقے سے گزار جائے۔

سال کیا ہے؟

سال مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔مہینے ہفتوں پر، ہفتے دنوں پر، دن گھنٹوں پر، گھنٹے منٹ پر، منٹ سیکنڈ پر اور سیکنڈ لمحات پر مشتمل ہوتے ہیں۔اصل چیز (اب) جو ہمارے پاس ہے یہ وقت ہمارا ہے۔ ہر آنے والا لمحہ گزرتا جارہا ہے، جیسے پہاڑوں پر پڑی ہوئی برف قطرہ قطرہ کر کے ختم ہوجاتی ہے ۔اسی طرح زندگی خواہ سو سال کی ہو۔سال سال، مہینے مہینے، لمحہ لمحہ کر کے گزر جاتی ہے اور جو وقت گزر گیا وہ کبھی ہاتھ نہیں آنے والا۔اس کو کسی قیمت پر بھی واپس نہیں لایا جاسکتا،اس کا غم منانے کا بھی فائدہ نہیں،اگر غم منایا تو غم منانے والا وقت بھی ہاتھ سے نکل جائے گا اور آنے والا وقت تو بالکل ہی غیر یقینی سی چیز ہے اس کے بارے میں تو کوئی کچھ کہہ ہی نہیں سکتا۔اس لیے جو چیز ہاتھ میں نہیں، آپ کے پاس نہیں،وہ آپ کی اپنی کیسے؟اور جو آپ کی نہیں اس پر خوشی کس بات کی؟

اصل کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم اپنے آج کو دیکھیں،اس وقت کو دیکھیں کہ یہ کس کام میں گزر رہا ہے، دنیا کی کوئی چیز وقت کے مقابل نہیں، بڑی سے بڑی دولت آپ سنبھال سکتے ہیں۔

سونا، چاندی، روپیہ پیسہ، روک سکتے ہیں، ان پر آپ کا بس چلتا ہے، لیکن وقت ہیرے جواہرات سے بھی زیادہ قیمتی ہے، اس پر آپ کا بس نہیں چلتا ،یہ آپ کے ہاتھ میں نہیں، آپ کے اختیار میں نہیں۔

بس کامیاب وہی ہے جو اس کو بہتر طریقے سے استعمال کرے کیونکہ جس نے اس کو استعمال کرلیا، وقت اس کا ہوگیا۔یہ گزرنے کی چیز نہیں ،کاٹنے کی چیز نہیں، صرف استعمال کرنے کی چیز ہے ۔پھر یہ کہ کون اسے بہتر سے بہتر اور اہم کاموں میں استعمال کرتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے لوگ کما حقہ فائدہ نہیں اٹھاتے وہ ہیں صحت اور فراغت۔“

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ابن آدم کے دونوں قدم اپنے رب کے سامنے سے نہیں ہٹیں گے ۔جب تک اس سے 5 چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے۔

☆ اس نے عمر کہاں صرف کی؟

☆ اپنی جوانی کس کام میں لگائی ؟

☆ اس نے مال کہاں سے کمایا؟

☆ کس کام میں مال خرچ کیا؟

☆ اپنے علم میں سے کتنا عمل کیا؟

ایک بزرگ کا قول ہے:

”تم ہر لمحہ یہ دیکھتے رہو کہ اللہ سے کتنے قریب ہوئے؟ شیطان سے کتنے دور ہوئے؟ جنت سے کتنے قریب ہوئے؟ دوزخ سے کتنے دور ہوئے؟“

کامیاب لوگ اپنا وقت کس طرح گزارتے تھے؟

> وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝
>
> قسم ہے زمانے کی بلاشبہ انسان خسارے میں ہے

سونا، چاندی، روپیہ پیسہ، روکا جاسکتا ہے، ان پر آپ کا بس چلتا ہے، لیکن وقت ہیرے جواہرات سے بھی زیادہ قیمتی ہے، اس پر آپ کا بس نہیں چلتا، یہ آپ کے ہاتھ میں نہیں، آپ کے اختیار میں نہیں۔

❁ عامر ابن قیس (تابعی) سے ایک شخص نے کہا آؤ بیٹھ کر باتیں کریں۔ انہوں نے جواب دیا سورج کو بھی ٹھہرا لو تو ہم گپ شپ کر لیں گے۔

❁ ابن رشد اپنی شعوری زندگی میں صرف دو راتوں کو مطالعہ نہیں کر سکے۔

❁ فتح بن خاقان خلیفہ عباس المتوکل کے وزیر تھے۔ وہ اپنی آستین میں کوئی نہ کوئی کتاب رکھتے تھے اور جب انہیں سرکاری کاموں سے فرصت ملتی تو آستین سے کتاب نکال کر پڑھنے لگ جاتے۔

❁ امام بخاریؒ کے استاد کا ایک دفعہ لکھتے لکھتے قلم ٹوٹ گیا تو انہوں نے آواز لگائی کہ کوئی مجھے اپنا قلم ایک دینار میں دے دے۔ تو لوگوں نے قلموں کی بارش کر دی، انہوں نے فوراً بہترین قلم پکڑا تاکہ ان کے وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک وقت دینار کے مقابلے میں زیادہ قیمتی چیز تھی۔

عقلمند شخص پر لازم ہے کہ اس پر جو گھڑیاں گزر رہی ہیں اس میں سے ایک گھڑی ایسی ہو جس میں اپنے رب سے باتیں کرے۔ عقل مند شخص کو ایک گھڑی ایسی گزارنی چاہیے کہ جس میں وہ اپنی ذات کا احتساب کرے ایک ایسی گھڑی جس میں خدا کی تخلیق میں غور فکر کرے اور ایک ایسی گھڑی جس کو وہ اپنے کھانے پینے کی ضرورتوں میں استعمال کرے۔ پھر بھی اگر فارغ ہو تو:

﴿فاذا فرغت فانصب، والی ربک فارغب﴾

''مومن کبھی بھی فارغ نہیں ہوتا، فارغ ہونے کا مطلب وقت ضائع نہیں کرتا۔''

وقت کون ضائع کرتا ہے......؟

✷ جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے۔

✷ جو خواہشات کا بندھا ہوتا ہے۔

✷ جو اللہ کی ملاقات کو بھول جاتا ہے۔

✷ جو حساب و کتاب کو بھول جاتا ہے۔

✷ جو قبر میں جانا بھول جاتا ہے۔

✷ جو منکیر نکیر کے سوالات کو بھول جاتا ہے۔

اور وہی انسان خسارے میں ہو جاتا ہے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''قسم ہے وقت کی بے شک انسان خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین اور صبر کی بھی تلقین۔

(سورۃ العصر: 1 تا 3)

وقت کا استعمال 2 طریقوں سے

✦ ذاتی استعمال کا وقت

✦ انسانوں کے ساتھ گزارا ہوا وقت

خود اچھا بننے سے بات نہیں بنے گی، جب تک دوسروں کو بھی اچھائی کی طرف نہ لایا جائے کیونکہ انسان تنہا کچھ نہیں کر سکتا اور انسان کا ہر اوقت انسانوں کے ساتھ ہی گزرتا ہے۔ اس لیے اپنے وقت کو اچھا بنانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو وقت کے ضیاع کا احساس دلاتے رہیں۔

فراغت کی قسمیں

﴾ فراغ عقلی (عقل کی فراغت)

﴾ فراغ قلبی (دل میں احساس نہ ہونا)

﴾ فراغ نفسی (اپنی ذات کے بارے میں بے فکری)

ابن القیم الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ تم تین مواقع پر اپنے دل کا جائزہ لو۔

1۔ قرآن پڑھتے وقت۔

2۔ ذکر کی مجلسوں میں۔

3۔ فراغت کے اوقات میں (تنہائی میں)

اگر ان تین مواقع پر دل متوجہ نہ پاؤ تو اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں قلب سلیم سے نوازے۔ کیونکہ تمہارے پاس دل ہی نہیں۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں:

''جب میں تم میں سے کسی فارغ کو دیکھتا ہوں تو مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح میں کسی سے پوچھتا ہوں کہ کیا کرتے ہو تو وہ جواب دیتا ہے کچھ نہیں تو وہ شخص میری نظروں سے گر جاتا ہے۔''

وقت ضائع کرنے کے اسباب

☆ ہماری ذاتی کیفیات (خواہشات، سستی)

☆ کثرت کلام

☆ لوگوں میں مقبول ہونے کا شوق

☆ ہر کام اپنی مرضی سے کرنا۔

☆ اپنی صلاحیتوں کو کم درجہ کے کاموں میں لگانا

☆ ٹال مٹول

☆ کاموں کو ادھورا چھوڑنا

☆ معاشرتی وجوہات

وقت بچانے کے لیے

☆ اپنی ترجیحات کی لسٹ بنائیں۔

☆ اپنے مقاصد کو وقت کے ساتھ ترتیب دیں۔

☆ اپنا ٹائم ٹیبل بنائیں۔

☆ احتساب کریں جو سوچا تھا کیا کہ نہیں۔

☆ اپنے اہداف مقرر کریں۔

☆ مشکلات میں اللہ سے دعا مانگیں۔

☆ عبادات، معاملات، تعلقات میں اعتدال پیدا کریں۔

☆ جو بھی کام کریں مکمل یکسوئی کے ساتھ کریں۔

☆ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ فائدہ مند کام سمیٹنے کی کوشش کریں۔

اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ سب سے مہنگی چیز جنت ہے اس کو ہم وقت کے اچھے استعمال سے ہی خرید سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخری قسط

موسم سرما کے انمول تحفے

بنتِ جاوید

خالق کائنات نے اپنی مخلوقات اور اپنے بندوں کی ضروریات کو اپنی مہربانیوں اور احسان مندیوں سے ایسے نواز دیا کہ کوئی اندازہ بھی نہیں کرسکتا اور ہر لمحہ ہر سانس شکر گزار بن جائے تب بھی حق ادا نہیں کر سکے گا۔

خشک میوہ جات سردیوں کی خاص سوغات سمجھے جاتے ہیں، موسم سرما کے آغاز کے ساتھ ہی جگہ ڈرائی فروٹ کی ریڑھیاں سج جاتی ہیں۔ میوہ جات کو ذائقے اور اس لیے بھی استعمال کرتے ہیں کہ یا تاثیر میں گرم ہوتے ہیں اور سردیوں میں سردی سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ بھی ہیں۔ آیئے آپ کو چند اور خشک میوہ جات سے روشناس کراتے ہیں۔

کھوپرا یا ناریل:۔

غذائیت

تازہ ناریل اس کی بہترین پہچان ہے، ذائقے اور خوشبو میں بے مثال اور کمال نظیر ہے، دل کش اور نہایت حسین۔ اس کی لمبی لمبی قاشیں مزے کی دنیا میں کمال کا درجہ رکھتی ہیں۔ ناریل کا پانی فرحت بخش ہوتا ہے، جو پانی پینے والوں کو رب کریم کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے بارے میں بار بار دعوت سخن دیتا ہے، گھر کی مختلف ڈشز میں اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔

افادیت

یہ انسانی زندگی کے لیے فائدہ مند ہے۔ ناریل خون پیدا کرتا ہے اور بصارت کے لیے مفید ہے۔ حاملہ عورتوں کی جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ عموماً پیٹ کے کیڑوں کی صورت میں کھانا مفید ہے۔

چلغوزہ:۔

غذائیت

خشک میوہ جات میں چلغوزہ کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ مگر یہ بہت مہنگا تحفہ ہے، نہایت ہی مزیدار ہوتا ہے۔ کھانے والے بڑے مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔

افادیت

چلغوزہ کو سردیوں میں خاص طور پر بڑی اہمیت حاصل ہے، اور ہر کوئی اسے پسند کرتا ہے، یہ پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ گردوں کے لیے مفید ہے، بدن کو طاقت مہیا کرتا ہے، جسم میں حرارت لاتا ہے، مثانہ کی پتھری کو دور کرتا ہے اور مدد فراہم کرتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ ہمارے دل کو طاقت فراہم کر کے دل کی مضبوطی کا باعث ہے۔

کشمش یا سوگی:۔

غذائیت

انگور کی خشک شکل کشمش کہلاتی ہے، یہ کئی رنگوں میں دستیاب ہے، مگر سبز کشمش سب سے اعلیٰ اور مقبول ہے مختلف میٹھے کھانوں میں استعمال ہوتی ہے، نہایت لذیذ اور مزیدار ہوتی ہے۔

افادیت

سبز کا اپنا کمال ہے، دوسری کشمش کے مقابلے میں زیادہ تاثیر کی حامل ہے، اس میں پوٹاشیم، کاپر اور فولاد شامل ہیں۔ کھانسی، نزلہ زکام میں کھانا فائدے مند ہے، بخار میں کھانے سے کمزوری دور ہوتی ہے۔

کاجو:۔

غذائیت

کاجو نہایت مزیدار ہوتا ہے۔ ویسے بھی کھایا جاتا ہے، مگر سردیوں میں تو خصوصی اہمیت رکھتا ہے، اکثر لوگ اس کے نہایت شوقین ہوتے ہیں۔

افادیت

یہ دل کو تقویت پہنچاتا ہے، جسم کو فربہ کرتا ہے اور بے حد فائدہ مند بھی ہے، دماغ کے لیے بھی بہت مفید مانا جاتا ہے۔ جذام یعنی کوڑھ میں فائدہ مند ہے، منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے۔

خوبانی:۔

غذائیت

دیکھنے میں نہایت ہی دلکش اور حسین پھل ہے، تازہ اور پکی ہوئی یہ بڑی شیریں اور خوشبودار ہوتی ہیں۔نہایت ہی رسیلا پھل ہے، جسے نہایت ہی شوق سے کھایا جاتا ہے۔خشک میوں میں اس کا مقام بہترین ہے۔

❁ افادیت

خوبانی کا معدے کی سوزش میں استعمال مفید ہوتا ہے۔ دمہ اور الرجی کے مریضوں کے لیے اس کا استعمال بہتر نہیں ہے۔موسم سرما میں ڈرائی فروٹس استعمال کریں، ان کے طبعی فوائد کو پہلے مدنظر رکھا جائے تا کہ کوئی مسئلہ یا مشکل پیش نہ آئے۔

پستہ:۔

❁ غذائیت

اسے خشک میوہ جات کی جان کہا جائے تو بجا نہ ہوگا بہت ہی مزیدار اور لذیذ ہوتا ہے۔مہنگی آئٹم ہے مگر پھر بھی اسے بہت پسند کیا جاتا ہے، یہ نمک میں بھونا ہونے کے باعث بہت مزیدار ہوتا ہے۔پستہ کو ہم روزمرہ بننے والے کھانوں میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

❁ افادیت

یہ بھی دوسرے میوہ جات کی طرح کئی بیماریوں میں مفید ہے۔طبی لحاظ سے پستہ کھانے سے جسمانی وزن کنٹرول میں رہتا ہے، یہ کولیسٹرول کی سطح کو بدن میں مناسب حد تک برقرار رکھتا ہے جو دل کے لیے نہایت مفید ہے۔

کھجور:۔

❁ غذائیت

پھلوں کی ملکہ، تازہ بھی نہایت شیریں، خوش ذائقہ اور مزیدار ہوتی ہے۔خشک ہونے پر بھی اپنی حیثیت اور مقام برقرار رکھتی ہے۔ ماہ رمضان میں اسے نہایت خوش دلی سے استعمال کیا جاتا ہے۔

❁ افادیت

جسم کی کمزوری دور کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی یہ بہت سی بیماریوں میں مفید ہے، طبی نقطہ نظر سے بہترین فوائد کی حامل ہے۔

چھوہارے:۔

ہوٹل، کیفے، ریستوران، ٹی سٹال، آج سب کچھ ہمارا فیشن اور اندھا شوق ہے۔ اس شوق نے ہماری صحت کو تباہ کر دیا ہے۔اور جو لوگ ان چیزوں سے دور رہتے ہیں وہ صحت مند ہیں۔آپ بھی ان سردیوں کی سوغاتوں سے لطف اندوز ہوں اور اپنے رب کی نعمتوں کے شکرگزار بنیں۔" فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ " "پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔" (سورہ الرحمن)

❁ غذائیت

یہ بھی خشک میووں میں نہایت مزیدار پھل ہے، یہ بھی کھجور کی ہی ایک اعلیٰ قسم ہے، اکثر لوگ اسے دودھ میں ابال کر استعمال کرتے ہیں۔ بیاہ شادیوں میں بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

❁ افادیت

سردی کی شدت کو کم کرتا ہے۔طبی لحاظ سے بھی اس کے بہت سے فائدے ہیں۔

آلو بخارا:۔

❁ غذائیت

یہ پھل تازہ پکا ہوا بھی نہایت رسیلا اور مزیدار ہوتا ہے۔خشک آلو بخارا بھی مختلف ڈشز میں استعمال کیا جاتا ہے۔

❁ افادیت

اس کے بہت سے فائدے ہیں، طبی لحاظ سے بھی بہت اہم ہے۔اس کی تیار کردہ چٹنی گرمی کی شدت کو دور رکھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ گرمیوں میں آلو بخارے اور املی کو ملا کر جوس کی شکل میں استعمال کرنے سے گرمی کی حدت میں کمی واقع ہوتی ہے۔اس سے بنائے گئے کھانوں سے وزن کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

مزید سوغاتیں اور عمدہ تحفے

مرغ یخنی یا سوپ:

سردیوں کی سوغاتوں میں مرغ یخنی یا سوپ گرم بھاپ اڑاتی اور ذائقے میں کمال کا درجہ رکھتا ہے۔مگر یہ بازاری مصالحوں اور کیمیکل پاؤڈر سے تیار شدہ پینے کی بجائے اگر آپ اسے اپنے ہاتھوں سے خالص اجزاء شامل کر کے تیار کریں اور استعمال کریں۔تو زیادہ بہتر ہے اور اس کے زیادہ اچھے نتائج حاصل ہونگے۔ بازاری کھانوں سے جو کہ سستے اور ناخالص چیزوں سے بنائے جاتے ہیں پرہیز کرنا چاہیے، جو کہ اکثر بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

سوہن حلوہ:

سردیوں میں سوہن حلوہ کی بھی اپنی الگ پہچان ہے، نہایت مزے سے کھایا جاتا ہے اور اسے بھی خشک میووں سے تیار کیا جاتا ہے۔حافظ کا ملتانی سوہن حلوہ بہت مقبول ہے، مگر منافع خوروں نے اسے بھی حقیقی معیار سے غیر معیاری بنا دیا ہے، جس کا کھانا صحت کے لیے مضر ہے۔

مچھلی:

رب کریم کی عظیم نعمتوں میں سے مچھلی بھی ایک عظیم نعمت ہے، خاص کر سردیوں میں تلی، بھنی ہوئی، سالن یا روسٹ، بھاپ میں پکائی ہوئی یا کوئلوں پر بھنی ہوئی، اس کے پکانے کے کئی انداز ہیں۔اور یہ ہر شکل اور ذائقے میں لاجواب ہے۔

چائے اور انڈے

سردیوں میں چائے اور انڈوں سے بھی خوب لطف اٹھایا جاتا ہے اور رب کریم کا شکر بھی ادا کیا جاتا ہے۔

جلیبی:

سردیوں میں گرما گرم جلیبی سے بھی بھرپور لطف اندوز ہوتے ہیں۔مگر زیادہ کھانے سے صحت کی بربادی ہوتی ہے، منہ، گلا، معدہ، دانت اور پیٹ زبردست متاثر ہوتے ہیں، اس لیے احتیاط ضروری ہے۔

بقیہ صفحہ 39 پر

آبگینے

بنتِ انور

جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت کیا ہوگی......؟؟؟

سیدنا صہیب ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

''جنت والے جب جنت میں داخل ہو نگے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اور کسی چیز کی تم کو چاہت ہے......؟

وہ کہیں گے کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ اور ہمیں آگ سے نہیں بچایا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: '' حجاب دور کیا جائے گا (جس سے اہل جنت دیدار الٰہی سے مشرف ہو نگے) وہ اپنے رب کے دیدار سے بڑھ کر کسی اور نعمت سے نہیں نوازے جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

'' لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ''

''جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے نہایت اچھا بدلہ اور کچھ زیادہ ہے۔''

(صحیح مسلم: 181)

﴿صالحہ فردوس﴾

اسلام کے عظیم اعزازات

(اسلامی نظام حکومت)

خالق کائنات نے اپنی مخلوق یعنی مسلمانوں کے لیے دنیا کے عظیم ترین نظام یعنی اسلامی نظام حکومت کو منتخب کیا، جو زندگی کے ہر شعبہ کے لیے بہترین نمونہ ہے مگر ہم مسلمانوں نے اس کی قدر نہ جانی اور کافرانہ نظام حکومت کو اپنا کر دنیا اور آخرت میں ناکام و نامراد ہی ٹھہرے، اگر مسلمان غور وفکر کر کے اسے اپنالیں اور اصلیت کی طرف لوٹ جائیں تو دنیا ایسا نظام حکومت پیش نہیں کر سکتی۔ ان کے خود ساختہ نظام حکومت نے دنیا کو ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا ہے۔

﴿اُم کلثوم﴾

اخلاق وکردار

❁ خوبصورت چہرہ نیک سیرت کے بغیر ایسا ہے جیسے کہ خوشبو کے بغیر گلاب کا پھول۔

❁ زندگی ہر شخص کو عزیز ہوتی ہے لیکن...... نیک نامی کے لیے عزت زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

❁ کسی سے مستقل لڑائی جھگڑے کی کیفیت برقرار نہ رکھو۔

❁ خوش مزاجی سے امن وسلامتی حاصل ہوتی ہے۔

﴿عارف الرحمٰن﴾

قیمتی موتی

❁ خوف الٰہی میں گرنے والے آنسو قیمتی موتیوں سے کم نہیں درحقیقت یہ اپنے اعمال پر ندامت کے آنسو ہوتے ہیں یہ آنسو رب تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتے ہیں۔

بقول علامہ اقبال ؒ:

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

﴿امۃ الحفیظ﴾

مجھ کو رب قیمتی سمجھے، جیسے سیپ میں موتی

(I am the Pearl of Islam)

تم جانتی ہو کہ میں کون ہوں......؟؟؟

میں ایک موتی ہوں...... جسے اللہ نے قیمتی کہا ہے اور موتی بھی وہ جو تمام جواہرات سے بڑھ کر ہے......

ہاں! صحیح سمجھی، میں سچا موتی ہوں، میں **لؤلؤ و المرجان** ہوں، اس کا راز حیا ہے، لوگوں کی نگاہوں سے میرا دور رہنا ہے۔

اور جانتی ہو! موتی تمام سامانِ زینت سے زیادہ قیمتی کیوں ہوتا ہے......؟؟ کیوں کہ وہ سمندر کی تہہ میں موجود انتہائی خوبصورت سیپ میں ایک قطرے سے وجود میں آتا ہے۔ قطرہ سیپ میں بند ہو کر موتی کی شکل اختیار

کرتا ہے، یوں سال ہا سال سے اسی میں بند رہتا ہے۔ سمندری مخلوق کی بصیرت سے دور...... پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اسے باہر نکلنا ہوتا ہے، وہ بہت خوفزدہ ہوتا ہے۔ سمندر سے نکل کر وہ انسانوں اور دیگر مخلوقات سے چھپتے ہوئے ان تمام مراحل سے گذرتا ہے جو اسے اور بھی بہت سارے قیمتی موتیوں کے ساتھ خوبصورتی سے پرو دیتے ہیں اور پھر اسے ایک باکس میں ڈال کر جیولری شاپ میں بھیج دیا جاتا ہے۔

جب کسی گاہک کو دوسری چیزیں نہیں لبھاتیں تو وہ Pearl کی ڈیمانڈ کرتا ہے، دکاندار پوچھتا ہے "Sure?"۔ گاہک "ہاں" کہہ دیتا ہے، پھر وہ بہت احتیاط سے نرم ہاتھوں میں ایک باکس لاتا ہے، اسے کھول کر کپڑے میں لپٹے ہوئے موتی کے ایک سیٹ کو باہر نکالتا ہے جو بڑی محنت سے پرویا گیا تھا۔ اس سیٹ کی قیمت تمام زیورات پر بھاری ہوتی ہے جو اس دکان میں موجود ہوتے ہیں۔

Pearl کی اتنی قدر و قیمت کیوں......؟؟ اسی لیے نہ کہ وہ ازل سے ابد تک چھپا رہا، اسے چھپائے رکھا گیا...... میرے لؤلؤ والمرجان کی وجہ بھی میرا چھپنا ہے، میرا غیروں کی نگاہوں سے دور رہنا ہے، مجھ میں بھی موتی جیسی حیا ہے، میں نازک آبگینہ ہوں۔

لیکن! میری خوبصورتی میں اضافہ تبھی ہوگا جب میرا دل شفاف، نگاہ پاک، گفتگو پاکیزہ اور کردار خوبصورت ہوگا۔ مجھے رب کی پسندیدہ بندی بننا ہے، جنت میں جگہ پانے کے حیا جیسی صفت کو اپنانا ہے۔ میری رول ماڈل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی شخصیات ہیں۔

حیا میرا وقار ہے...... میری شناخت حجاب ہے، میں مؤمنہ بندی ہوں۔

ہاں! میں لؤلؤ والمرجان ہوں!

حیا اور ایمان ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں، جب ان میں سے ایک اُٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح)

''اے اللہ! میرے نفس کو پرہیزگاری عطا کر، اسے پاک کر، تو ہی اسے بہتر پاک کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا نگران اور آقا ہے۔'' (مسلم)

راتوں کو اٹھ کر، خیالوں میں کھو کر، یادوں سے ہو کر
تمہیں کیا خبر ہے، میں اپنے خدا سے کیا مانگتی ہوں
ویرانوں میں جا کر، دامن پھیلا کر، آنسو بہا کر
تمہیں کیا خبر ہے، میں اپنے خدا سے کیا مانگتی ہوں
میں آدم کے بیٹے کی آنکھوں سے جاتی حیا مانگتی ہوں
میں حوّا کی بیٹی کے سر سے اترتی ردا مانگتی ہوں
میں خوں ریزیوں سے پناہ مانگتی ہوں
میں اس کڑے وقت میں بس اپنے وطن کی بقا مانگتی ہوں

بنت احمد

ربِّ رحمٰن کی عظمت کا شاہکار

(انسانی چہرہ)

انسانی چہرہ ننھے منے خوردبینی کیڑوں کا گھر ہوتا ہے۔ (تحقیق) راولپنڈی ایک بین الاقوامی ریسرچ کے مطابق انسانی چہرہ ہزاروں ننھے منے خوربینی کیڑوں کا گھر ہوتا ہے، یہ کیڑے ہر وقت چہرے پر رینگتے رہتے ہیں لیکن نہایت چھوٹی جسامت کے باعث انسانی آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں بلکہ یہ صرف خورد بین سے ہی دیکھے جا سکتے ہیں۔

1842ء میں پہلی بار اس کیڑے کا پتہ لگایا گیا کہ یہ کان میں جمع میل میں پرورش پا رہا تھا، اس ننھے منے کیڑے کے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں اور یہ مکڑیوں کے نزدیکی رشتہ دار ہوتے ہیں تاہم ابھی ان کیڑوں کے متعلق یہ بات واضح نہیں تھی کہ یہ انسانی چہرے پر رہتے ہیں یا نہیں لیکن اب سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ دو اقسام کے خوردبینی جاندار انسانی چہرے پر رہنا پسند کرتے ہیں دونوں کی ساخت کیڑوں جیسی ہوتی ہے۔ اور ان کے پیر بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

جن کی مدد سے یہ چلتے ہیں جبکہ یہ چہرے کی جلد کے اندر رہتے ہیں، سائنسدانوں کی جانب سے کیے جانے والے دعوے کی اہم بات جس نے لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچی ہے وہ یہ ہے:

''مرنے کے بعد یہ کیڑے پھوٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے سارے بیکٹریا چہرے کی جلد پر بکھر جاتے ہیں نارتھ کیرولینا یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر میگن تھامس نے بتایا کہ ان کیڑوں کی غذا انسانی جلد ہوتی ہے۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ کیڑے انسانی جلد کے مردہ خلیات کھاتے ہیں۔ جبکہ کچھ کا خیال ہے کہ یہ جلد کے غدود سے نکلنے والے آئل کو پیتے ہیں، ویسے تو چہرے پر رہنے والے ان کیڑوں کا کوئی خاص نقصان نہیں لیکن انہیں بہت سے جلدی مسائل کا ذمہ دار مانا جاتا ہے، ان کی وجہ سے جلد میں دانے ہو جاتے ہیں اور چہرہ لال دکھنے لگتا ہے جو لوگ ان تمام مسائل کا شکار ہیں ان کی جلد میں یہ کیڑے عام لوگوں سے 10 گنا زیادہ ہوتے ہیں، تاہم انہیں علاج کے ذریعے جلد سے ختم کرنا ممکن ہے۔ دوسری طرف انسانی مدافعتی نظام بھی ان کیڑوں سے پہنچنے والے نقصان میں کمی کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

جب انسان مر جاتا ہے تو ہر ایک خلیہ پر ایک بیکٹر یا سوار ہو جاتا ہے اور اسے ڈی کمپوز کر دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں گلنے سڑنے سے بدبو پیدا ہوتی ہے اور دوسرے کیڑے اس بدبو کی وجہ سے حملہ آور ہو کر انسانی جسم کو کھا جاتے ہیں۔

کبھی فنا نہیں جسے وہ بس خدا کی ذات ہے

پھلوں کی حسین دنیا

سیب

ایک درمیانے سائز کے سیب میں 80 کیلوریز

ہوتی ہیں اور ایک طاقتور اینٹی آکسیڈنٹ کیورٹیش اس کا حصہ ہوتا ہے، وہ دماغی خلیات کی تنزلی کی روک تھام کرتا ہے، جو الزائمر جیسے مرض کا باعث بنتے ہیں۔ جو افراد سیب کھانے کے شوقین ہوتے ہیں ان میں ہائی بلڈ پریشر کے مرض کا امکان نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ یہ کولیسٹرول کی سطح کو کم کرنے کے ساتھ ساتھ آنتوں کے کینسر سے بھی تحفظ دیتا ہے، یہ دانتوں کی صحت کے لیے بہترین پھل ہے اور جسمانی وزن بھی کم کرتا ہے۔ اس کے چھلکے میں بھی بیماریوں سے لڑنے والے اجزاء کی کافی مقدار شامل ہوتی ہے جو امراض قلب کا خطرہ کم کرتے ہیں۔

مثل مشہور ہے کہ روزانہ ایک سیب کھانے والا معالج سے دور رہتا ہے۔ صبح ناشتے میں اس کا استعمال صحت کے لیے بے حد مفید ہے۔ اگر چکنی جلد کی حامل خواتین سیب کدوکش کر کے چہرے پر لگائیں اور دس منٹ کے بعد ٹھنڈے پانی سے منہ دھوئیں تو اس طرح چہرے کی چکناہٹ کا خاتمہ ممکن ہوسکتا ہے۔

آپ کا باورچی خانہ

ترکی کے کھانوں میں لیمب (چھوٹا گوشت) بیف، مچھلی، چاول، بینز اور ڈرائی فروٹ کا استعمال بہت زیادہ کیا جاتا ہے، یہ کھانے ذائقے سے لبریز اور خوشبو سے معطر ہوتے ہیں۔

آیئے! ہم آپ کو کچھ ترکش کھانوں کی ڈشز کے بارے میں بتائیں، امید ہے آپ کو ضرور پسند آئیں گی۔ اپنی آراء سے ہمیں آگاہ ضرور کیجیے گا۔ ﴿آپ کی باجی﴾

ترکش میٹ رائس

اجزاء:

گوشت	آدھا کلو
چاول (دھو کر بھگولیں)	750 گرام
پیاز (چوپ کیا ہوا)	2 عدد
ٹماٹو پیوری	1 کپ
دہی	آدھا کپ
لہسن اورک پیسٹ	1 کھانے کا چمچ
گرم مصالحہ پاؤڈر	1 چائے کا چمچ
نمک	حسب ذائقہ
تیل	آدھا کپ

ترکیب:۔

✳ سوس پین میں تیل گرم کر کے پیاز ڈال کر سنہرا کر کے ایک پلیٹ میں نکال لیں۔ اسی تیل میں گوشت ڈال کر فرائی کریں، ساتھ ہی نمک اور لہسن ادرک پیسٹ ڈال کر دو سے تین منٹ تک بھونیں اور حسب ضرورت پانی ڈال کر درمیانی آنچ پر ڈھک کر پکائیں۔

✳ گوشت گل جائے تو ٹماٹو پیوری، دہی اور فرائی کی ہوئی پیاز ڈال کر بھون لیں۔

✳ پھر اس میں چاول اور حسب ضرورت پانی ڈال کر تیز آنچ پر پکائیں۔

✳ پانی خشک ہو جائے تو گرم مصالحہ ڈال کر 8 سے 10 منٹ دم پر رکھیں۔

✳ تیار ہونے پر سرونگ ڈش میں نکال کر گرما گرم سرو کریں۔

مہالبی

یہ ترکی میں بنائی جانے والی ایک پڈنگ (کھیر) ہے جس کو میٹھے میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔

اجزاء:

چاولوں کا آٹا	ایک سو گرام
دودھ	آدھا لیٹر
چینی	آدھا پاؤ
فریش کریم	آدھی پیالی
ونیلا ایسنس	چند قطرے
موتی چور کے لڈو	تین سے چار

ترکیب:

❁ پہلے ایک پیالے میں چاولوں کے آٹے میں آدھا لیٹر میں سے تھوڑا سا دودھ حل کر لیں۔

❁ باقی بچا ہوا دودھ اور چینی ایک کڑاہی میں گرم ہونے کے لیے رکھ دیں۔

❁ جب چینی مکس ہو جائے تو حل کیا ہوا چاولوں کا آٹا اس میں تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں اور پکاتے جائیں۔

❁ جب یہ تھوڑا سا گاڑھا ہونے لگے تو فریش کریم، ونیلا ایسنس اور تین سے چار عدد میں سے ایک موتی چور کا لڈو چورا کر کے اس میں شامل کر دیں۔

❁ اب چولہا بند کر دیں اور الگ الگ برتن میں باقی بچے موتی چور کے لڈو کو چورا کر کے ڈال دیں۔

❁ پھر اس پر چاولوں کی کریم ڈالیں اور ٹھنڈا کر کے سرو کریں۔

آلو کا حلوہ

اجزاء:

ابلے آلو	آدھا کلو
چینی	دو کپ
گھی	دو کپ
دودھ	250 ملی لیٹر
باریک کٹے ہوئے بادام	3 بڑے چمچ
باریک کٹا ہوا پستہ	3 بڑے چمچ
باریک کٹا ہوا کاجو	3 بڑے چمچ

ترکیب:۔

✦ گھی گرم کریں اور اس میں آلو پیس کر ڈال دیں اور خوب بھونیں۔

✦ جب ہلکے براؤن ہو جائیں تو اس میں دودھ ڈالیں اور مسلسل چمچ ہلاتی رہیں۔

✦ جب آمیزہ گاڑھا ہو جائے تو اس میں چینی ڈال دیں اور گھی چھوڑنے تک بھونتی رہیں۔

✦ آخر میں ڈش میں نکال کر پستہ، بادام، کاجو سے سجائیں اور سرو کریں۔ لیجیے مزیدار حلوہ تیار ہے۔

اُمِ فریحہ

نیک ماؤں کا مثالی کردار

ام اسماعیل علیہا السلام کا بے مثال کردار

یہ منظر بڑا ہی عجیب ہے۔ شوہر اپنی بیوی اور شیر خوار اکلوتے بیٹے کو پہاڑوں کے درمیان گھری ہوئی لق ودق اور ایک ایسی سنسان وادی میں ایک مقام پر تنہا چھوڑ کر جارہا ہے جہاں دور دور تک نہ کوئی درخت دکھائی دیتا ہے اور نہ سبزہ، دور و نزدیک نہ کوئی کنواں ہے اور نہ کوئی نہر۔ چرند، پرند اور انسان بھی نظر نہیں آتے، اس کے آس پاس تو کیا سینکڑوں میل دور تک کسی آبادی کا نام ونشاں بھی نہیں ملتا۔ تپتا ہوا ریگستان، دور دور تک سبزے کا فقدان، آگ اُگلتی پہاڑیاں، جن سے آنکھوں میں بھی تپش اور جلن کا احساس پیدا ہوتا ہے اور پھر تند و تیز شعاعوں کی حدت سے پہاڑی وادیاں بھی تندور کی مانند بن چکی ہیں، اس سخت گرم ماحول میں یہ شخص اپنی بیوی اور دودھ پیتے اکلوتے بچے کو لیے ہوئے سفر کر رہا ہے۔ ایسے عالم میں سفر کرنا ایک مرد توانا کے لیے بھی سخت مشکل اور پر آزمائش ہوتا ہے لیکن یہاں تو ایک صنف نازک اور اس کا دودھ پیتا بچہ بھی ہمراہ ہے۔

یہ شخص کون ہے اور کیا چاہتا ہے......؟؟

یہ اللہ کے خلیل، جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں...... نبیوں کے باپ...... جہاں آج کل خانہ کعبہ واقع ہے، یہاں پہنچ کر وہ اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ ان سے رخصت ہو کر چلے جاتے، بیوی نے کہا:

"آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟؟ اس سنسان اور بیابان مقام پر، جہاں نہ کچھ کھانے کو نظر آتا ہے، نہ پانی ہے اور نہ ہی رہنے کو کوئی محفوظ مقام اور گھر بار وغیرہ دکھائی دیتا ہے۔"

لیکن شوہر خاموشی سے چلتا رہتا ہے، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کوئی جواب دینا چاہتے ہیں لیکن کچھ سوچ رہے ہیں، بیوی بھی بچے کو اٹھائے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ چلی جارہی ہے، شوہر کی طرف سے جواب نہ پاکر تھوڑی دیر بعد پھر شوہر سے سوال کرتی ہے:

"میرے سرتاج! آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا! کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے؟"

جناب ابراہیم علیہ السلام بیوی کے سوال سن کر اپنی بیوی اور بچے پر ایک شفقت و محبت بھری نظر ڈالتے ہیں اور پھر رک کر جواب دیتے ہیں:

"ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، میں تمہیں یہاں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ہی چھوڑے جا رہا ہوں، اگرچہ بظاہر یہاں کھانے پینے اور رہنے کے لیے کوئی سامان اور اسباب نظر نہیں آتے لیکن تمہیں اس مالک الملک پر بھروسہ کرنا ہوگا جو اس کائنات کے تمام اسباب کا خالق بھی ہے اور ان اسباب پر ملکیت اور تقسیم کا کلی اختیار بھی رکھتا ہے، جو اس پتھر کے اندر موجود کیڑے کو بھی رزق فراہم کر رہا ہے جو بغیر کسی سوراخ کے بالکل بند ہوتا ہے۔"

یہ باتیں سن کر وہ خاتون کسی قسم کی فکر اور پریشانی کا اظہار نہیں کرتیں بلکہ نہایت اطمینان سے شوہر کو کہتی ہیں:

"یہ بات ہے تو پھر مجھے کوئی غم نہیں، مجھے اللہ پر ہی بھروسہ ہے، وہی ہماری مدد کرے گا اور ہمیں بے آسرا

"ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، میں تمہیں یہاں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ہی چھوڑے جا رہا ہوں، اگرچہ بظاہر یہاں کھانے پینے اور رہنے کے لیے کوئی سامان اور اسباب نظر نہیں آتے لیکن تمہیں اس مالک الملک پر بھروسہ کرنا ہوگا جو اس کائنات کے تمام اسباب کا خالق بھی ہے اور ان اسباب پر ملکیت اور تقسیم کا کلی اختیار بھی رکھتا ہے، جو اس پتھر کے اندر موجود کیڑے کو بھی رزق فراہم کر رہا ہے جو بغیر کسی سوراخ کے بالکل بند ہوتا ہے۔"

بی بی ہاجرہ پہلے اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلاتی ہیں اور پھر وہ خود بھی پیتی ہیں، پانی پی کر انہیں اس پانی کی عجیب خاصیت محسوس ہوئی۔ وہ یہ کہ اس پانی سے ماں، بیٹا دونوں کی پیاس بجھ رہی ہے اور وہ غذا کا کام بھی دے رہا ہے۔

ہرگز نہ چھوڑے گا۔''

موسم اور ماحول دہشت ناک ہے، ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کا تصور بھی سامنے ہے۔ بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس صورت حال میں ماں کے دل پر کیا گزر سکتی ہے لیکن وہ ماں صبر و رضا کی تصویر بنی ہوئی پورے یقین و ثبات کے ساتھ قدرت الٰہی کی طرف سے مثبت نتائج کی منتظر ہے۔

اللہ پر بھروسہ کرنے والی اور صبر و رضا کی پیکر یہ خاتون بی بی ہاجرہ علیہا السلام ہیں جنہیں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے شرف زوجیت حاصل ہے اور جو بچہ ان کے ساتھ ہے، تاریخ اسے اسماعیل علیہ السلام کے نام سے جانتی ہے، یہی بچہ بڑا ہو کر ایک نبی بنتا ہے، جناب ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بیٹے کو چھوڑ کر کبھی کے جا چکے ہیں، جاتے ہوئے وہ ان کے لیے پکی ہوئی چند روٹیاں، تھوڑی سی کھجوریں اور پانی کا ایک مشکیزہ چھوڑ جاتے ہیں، جو نصف کے قریب بھرا ہوا ہے۔

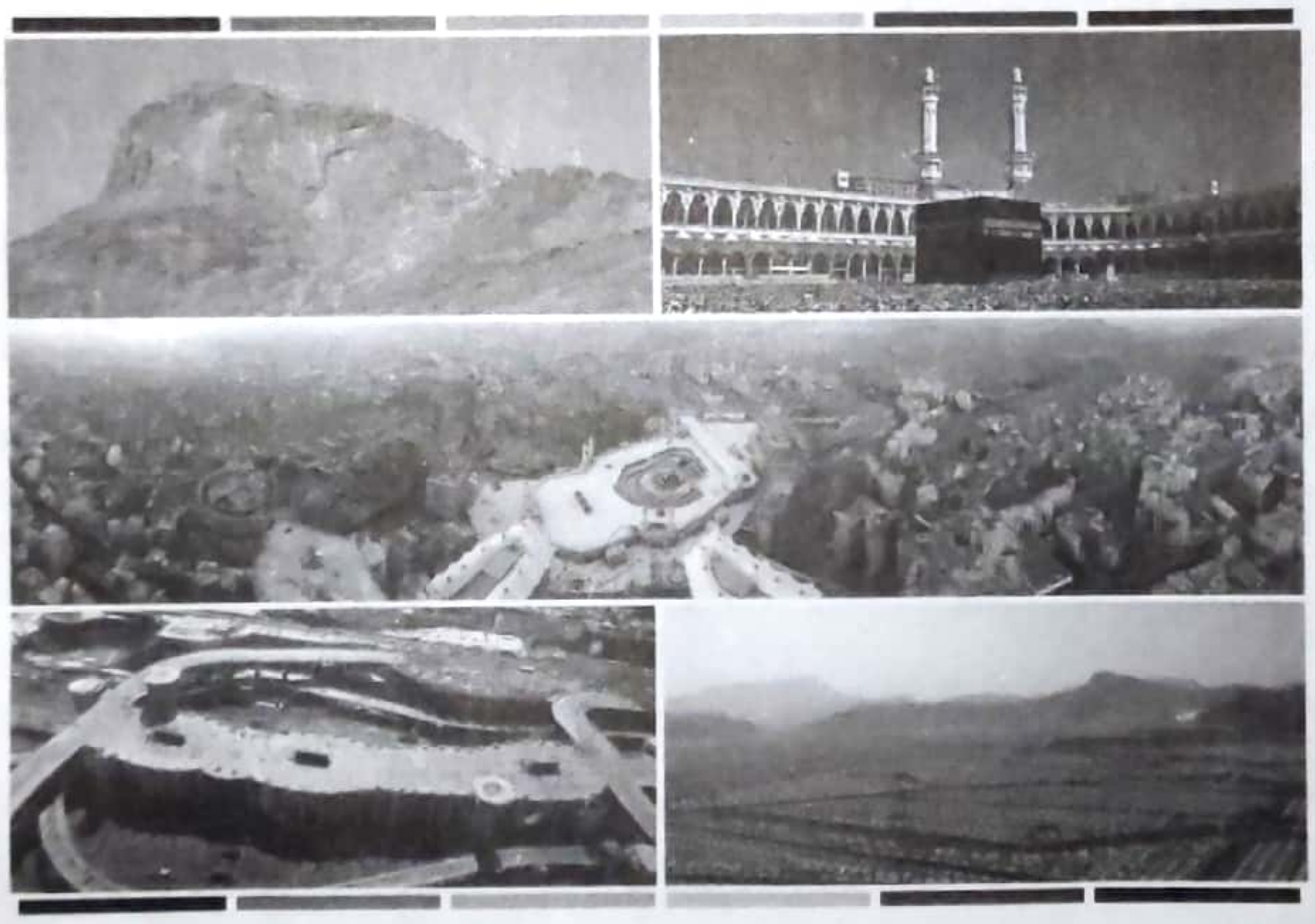

بی بی ہاجرہ کا دل پوری طرح مطمئن ہے، وہ اللہ کی رضا پر راضی ہیں، شوہر کے جانے کے بعد وہ زمین پر بیٹھ جاتی ہیں، لیکن گرمی کی شدت سے جلد ہی متاثر ہو کر وہ چاروں طرف نظریں دوڑاتی ہیں کہ شاید کسی طرح کوئی درخت یا کوئی سایہ ہی نظر آ جائے، لیکن ندارد! اسی طرح وقفے وقفے سے وہ چاروں طرف دیکھتی ہیں لیکن ہر بار ناکامی ہوتی ہے۔

وقت مسلسل گزرتا چلا جا رہا ہے، شدت کی اس گرمی میں پیاس بجھانے کے لیے سیدہ ہاجرہؑ مشکیزے کا پانی خود بھی پیتی ہیں اور اپنے بیٹے کو بھی پلاتی ہیں۔ بھوک کے ازالے کے لیے روٹیوں اور کھجوروں پر ہی گذارا ہوتا ہے، انہیں اپنی بھوک اور پیاس سے زیادہ اپنے بیٹے کی بھوک و پیاس کی فکر ہوتی ہے، وہ کوششیں کرتی ہیں کہ بیٹے کے لیے یہ سامان خورد و نوش زیادہ دیر تک باقی رہے۔

شدت کی اس گرمی میں پیاس سے گھبرا کر بچہ بار بار پانی پیتا ہے اور یوں مشکیزے میں موجود پانی مسلسل کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ویسے بھی مشکیزے کا پانی ہوتا بھی کتنا ہے! بالآخر پانی ختم ہو گیا، ابھی پانی کو ختم ہوئے چند لمحے ہی گذرے تھے کہ اسماعیل علیہ السلام کو شدید پیاس نے پھر سے ستانا شروع کر دیا۔

بی بی ہاجرہ بار بار چاروں طرف نظریں دوڑاتی ہیں کہ شاید امید کی کوئی کرن نظر آ جائے اور کبھی بیٹے کو دیکھتی ہیں جو پیاس کی شدت اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے بلبلا رہا ہے۔ ان کی یہ پریشانی انسانی فطرت کا تقاضہ ہے، اسباب کی دنیا بھی عجیب ہے، اسباب کو پیدا کرنے والی محض اللہ رب العالمین کی ذات ہے لیکن ان اسباب سے نفع اٹھانے کے لیے اللہ کا قانون صرف اسی فرد کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے جو تلاش اسباب کی اپنی سی کوشش کر کے ان سے کام لے۔

چنانچہ اسی خیال کے تحت سیدہ ہاجرہؑ بھی متحرک ہوتی ہیں، اچانک ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ پانی کو ادھر اُدھر تلاش کیا جائے، اور پھر وہ بیٹے کو لٹا کر پانی کی تلاش میں نکلتی ہیں، اس سلسلہ میں وہ کبھی ایک طرف جاتی ہیں اور کبھی دوسری طرف۔ پانی کی تلاش کے لیے نکل کر وہ جب بھی کسی طرف جاتی ہیں تو ہر بار جلدی واپس آ جاتی ہیں کیونکہ بچے کی جان بھی خطرے میں پڑ چکی ہے وہ ایک عجیب کیفیت اور کشمکش میں مبتلا ہو چکی ہیں، تلاش آب میں جانے کے لیے بچے کو چھوڑنے کو دل بھی نہیں کرتا اور اگر بچے کو لیے بیٹھی رہتی ہیں تو پانی کہاں سے لائیں؟؟

وہ جگہ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے، وہاں سے کچھ دور ایک پہاڑی (جو بعد میں ''صفا کی پہاڑی'' کے نام سے مشہور ہوئی) نظر آ رہی تھی، وہ سوچتی ہیں: ''شاید اس پہاڑی کے اوپر چڑھ کر دیکھنے سے کسی طرف پانی کے آثار نظر آ جائیں یا کوئی انسان ہی نظر جائے جس سے پانی کے حصول میں مدد مل سکے۔''

اسی خیال کے تحت وہ دوڑتی ہوئی اس پہاڑی پر چڑھ کر چاروں طرف نظریں دوڑاتی ہیں لیکن پانی کے آثار بالکل ناپید دکھائی دیتے ہیں۔ اس پہاڑی کے سامنے ایک اور پہاڑی (مروہ کی پہاڑی) نظر پڑتی ہے، وہ پہلے تو تیزی سے اتر کر دوڑتے ہوئے بیٹے کے پاس جاتی ہیں، پھر اس کی بے چینی اور بے قراری کو دیکھ کر خود بھی بے چین

بلند مرتبت ماں نے مشکل گھڑی میں اپنے خالق و مالک پر بھروسہ کیا، اسی کو مسبب الاسباب سمجھا اور اس آزمائش کی گھڑی کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا، جس سے وہ اللہ کے حضور سرخرو ہوگئیں۔ یہ ایک صالح و دین دار اور صابرہ ماں کا بے مثال کردار تھا۔

ہو جاتی ہیں اور نہایت تیزی سے دوڑتے ہوئے اس دوسری پہاڑی پر جا چڑھتی ہیں۔ وہاں سے چاروں طرف دیکھنے سے بھی دور دور کہیں پانی نظر نہیں آتا۔

پھر اسی کشمکش میں وہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیانی راستے پر دوڑتی پھر رہی ہیں، لیکن پانی کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ آخر کار بلکتے ہوئے بچے کی پیاس اور بے چین ماں کی دوڑ دھوپ کو دیکھ کر رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے، زمین کو حکم ملتا ہے کہ اسی مقام سے، جہاں بچہ لیٹا ہوا پریشانی کی حالت میں زمین پر پاؤں مار رہا ہے، فوراً ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ جاری کر دے۔ حکم الٰہی کی فوراً تعمیل ہو جاتی ہے اور وہیں سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔

اس وقت بی بی ہاجرہ ساتویں بار چکر لگا کر واپس آ رہی تھیں جب وہ ادھر آئیں تو اچانک انہیں قریب سے آواز آتی محسوس ہوئی۔ انہوں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس طرف دیکھا جہاں اسماعیل علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے، وہاں انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا، وہ یہ کہ ان کے لیٹے ہوئے بچے کے اردگرد پانی پھیلا ہوا ہے اور ان کا شیر خوار طفل نیم خاموشی سے ہاتھ پاؤں چلا رہا ہے، بچے کی حرکات سے یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے اس کی بے قراری ختم ہوگئی ہے، اس کی ہلکی پھلکی آوازوں سے بھی یہی محسوس ہوتا تھا گویا وہ خوش ہے۔ بی بی ہاجرہ دوڑ وہاں پہنچتی ہے اور پھر سارا منظر دیکھ کر وہ خوشگوار طور پر حیران و ششدر رہ جاتی ہیں، پانی پر ایک نظر ڈالتے ہی سارا معاملہ ان کی سمجھ میں آجاتا ہے۔

اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں کے بالکل قریب سے ایک چشمہ ابل رہا ہے، یہ سارا منظر دیکھ کر ان پر جو کیفیت طاری ہوئی، وہ اہل ایمان خواتین کے لیے قندیل راہ کی حیثیت رکھتی ہے، پانی ملنے کی اس خوشی میں وہ اپنے مالک، اللہ مالک الملک کو نہیں بھولتیں بلکہ فوراً سجدے میں گر کر اس کی قدرت کے اس کرشمے پر شکر بجالاتی ہیں۔ سجدے سے اٹھ کر انہوں نے دوبارہ پانی کی طرف دیکھا، چشمہ مسلسل ابل رہا تھا، اور پانی اردگرد بہت تیزی سے پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ انہوں نے جلدی سے اسماعیل علیہ السلام کو اٹھا کر چوما اور گلے سے لگا لیا، پھر انہوں نے پانی سے کچھ قدموں کے فیصلے پر لٹا کر چشمے کے پانی کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لیے پانی کے اردگرد چھوٹے چھوٹے پتھر اور پتھریلی مٹی کی ایک منڈھ باندھ دی۔ پانی زمین سے مسلسل ابل رہا ہے، مسرت و شادمانی کے اسی عالم میں بی بی ہاجرہ نے پانی کو ''زم زم'' کہہ کر پکارا جس کا مطلب ہے ''ٹھہر جا ٹھہر جا'' ادھر اللہ کا حکم بھی آ گیا اور پانی اسی وقت ٹھہر گیا۔ بعد میں وہ چشمہ ''زم زم'' کے نام سے ہی مشہور و معروف ہوگیا اور تا قیامت اس چشمے کی اسی نام کے حوالے سے شناخت موجود رہے گی، **ان شاء اللہ!**

بی بی ہاجرہ پہلے اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلاتی ہیں اور پھر وہ خود بھی پیتی ہیں، پانی پی کر انہیں اس پانی کی عجیب خاصیت محسوس ہوئی۔ وہ یہ کہ اس پانی سے ماں، بیٹا دونوں کی پیاس بجھ رہی ہے اور وہ غذا کا کام بھی دے رہا ہے۔

ابھی کچھ ساعت ہی گزرتی ہے چاروں اطراف سے مختلف نوع کے پرندے اڑانیں بھرتے ہوئے اس طرف آنا شروع ہو جاتے ہیں، وہ اڑتے ہوئے آرہے ہیں، ان میں سے کچھ چشمے کے اردگرد بنی ہوئی منڈیر کے اوپر بیٹھتے جا رہے ہیں اور پھر اڑ کر چشمے میں ڈبکیاں لگاتے ہوئے اپنی پیاس بھی بجھا رہے ہیں اور جسم کو ٹھنڈک بھی پہنچا رہے ہیں، جب کہ کچھ سیدھے ادھر آتے ہی ادھر پانی پینا شروع ہو جاتے ہیں، شاید دور دراز کے علاقوں کے ان پرندوں کو پانی خوشبو پہنچ گئی تھی جسے محسوس کر کے وہ اڑتے ہوئے اس طرف آکر اس پانی سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

وہ چشمہ آج بھی ''زم زم'' کے کنویں کی صورت میں موجود ہے، ہر سال حج پر جانے والے لوگ اس بابرکت پانی کو خود بھی خوب سیر ہو کر پیتے ہیں اور اپنے ساتھ اپنے وطن بھی لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بی بی ہاجرہ کی یہ دوڑ دھوپ ایسی پسند آئی کہ رہتی دنیا تک کے لیے اپنے بندوں کو حکم دے دیا کہ ہاجرہ کی تقلید میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتے ہوئے چکر لگائیں، اسی طرح آپ کا یہ عمل دین کے ایک اہم رکن...... حج کا باقاعدہ حصہ بنا دیا گیا۔ چنانچہ آج بھی ہر سال حج کے موقع پر اللہ کے لاکھوں بندے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے ہوئے ''سعی'' کرتے ہیں۔ یوں بی بی ہاجرہ کی یاد تازہ ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

بی بی ہاجرہ کا یہ بے مثال کردار ہر فرد کے لیے زبردست طور پر متاثر کن ہے۔ پوری تاریخ انسانیت میں رضائے الٰہی پر صبر و رضا، حب مادر اور خلوص و ایثار کے حوالے سے یہ واقعہ منفرد ہے۔ اس پورے واقعہ میں بی بی ہاجرہ کا کردار سراسر پیکر تسلیم و رضا والا ہے، جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اگرچہ یہ واقعہ وحی الٰہی اور دو برگزیدہ انبیا علیہم السلام کی ذات ہائے گرامی سے بھی منسلک ہے، لیکن اس میں بحیثیت انسان بالعموم اور بحیثیت ماں بالخصوص بی بی ہاجرہ کا کردار نہایت متاثر کن ہے۔

بلند مرتبت ماں نے مشکل گھڑی میں اپنے خالق و مالک پر بھروسہ کیا، اسی کو مسبب الاسباب سمجھا اور اس آزمائش کی گھڑی کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا، جس سے وہ اللہ کے حضور سرخرو ہوگئیں۔ یہ ایک صالح و دین دار اور صابرہ ماں کا بے مثال کردار تھا، جس کی تقلید ماؤں کے لیے مصائب و مشکلات میں ان کی نوعیت کے مطابق آج بھی نہ صرف ممکن ہے بلکہ نتائج کے اعتبار سے بہتر اور نفع بخش بھی ہے۔

آیئے لکھنا سیکھئے

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ

﴿الصّٰفّٰت میں نئے لکھنے والوں کے لیے ''نٓ وَالْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ'' کے عنوان سے ایک مستقل کالم شروع کیا گیا ہے۔ اس میں لکھنے کا ذوق رکھنے والی بہنوں کی تحاریر شامل کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی، نیز لکھنے لکھانے کے رموز و اوقاف سے آگہی بھی دی جائے گی۔ امید ہے یہ کالم مشقِ سخن جاری رکھنے اور تحریری پختگی کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

''نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ'' کے سلسلے میں ہمیں آپ کی تحاریر و آراء کا انتظار رہے گا۔﴾

جزاکم اللہ خیرا

﴿منجانب: مدیرہ الصافات﴾

0301.5939289

بنت اسلام

کشمیر کے لیے آخری معرکہ

آخری معرکہ ہے خون سے تحریر کرو
لوحِ تاریخ پہ کشمیر کو تصویر کرو
یہ سفر چاند کا محتاج نہیں ہو سکتا
مانگ کر دل سے ضیاء رات کو تنویر کرو
کشتیاں اپنی جلا ڈالو کنارِ دریا سے
موج کو زیر کرو ، وقت کو تسخیر کرو
کاٹ کر راستے پسپائی کے آگے نکلو
نوکِ شمشیر سے حالات کی تعبیر کرو
کل پہ قربان ہوئے جاں سے گذرنے والے
ان کی تکریم کرو ان کی بھی توقیر کرو

﴿شاہدہ لطیف﴾

بلیک فرائڈے

بلیک فرائڈے کرسمس سے کچھ عرصہ پہلے نومبر کے آخری جمعہ کو منایا جاتا ہے، جس میں چیزوں کی قیمتیں بہت کم کر دی جاتی ہیں حتیٰ کہ آدھی سے بھی کم قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خریداری کر کے کرسمس یعنی اپنے سب سے بڑے مذہبی تہوار کی تیاری کر لیں۔ اس دن سے کرسمس کی تیاریوں کا باقاعدہ آغاز کر دیا جاتا ہے۔

پچھلی چند دہائیوں سے مغربی تہذیب اور ان کے تہوار کو ہمارے ملک میں بھی رواج دیا جا رہا ہے، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے Fun اور تفریح کے نام پر ایسے تہواروں کو ہماری تہذیب و ثقافت کا حصہ بنایا جا رہا ہے، بھیڑ چال کے فارمولے پر چلنے والی عوام دھڑا دھڑ ان سب کو بغیر سوچے سمجھے اپناتی ہے کہ ان سب کا مقصد کیا ہے......؟ ہماری زندگی اور ہمارے معاشرے پر اس کے کیا اثرات ہیں......؟ ان سب کے پیچھے کیا سازشیں پوشیدہ ہیں اور ان سب کے ذریعے ہماری اسلامی اقدار کس طرح مجروح کی جا رہی ہیں؟

ہم ان لوگوں کی تہذیب و ثقافت کو کیوں اپناتے ہیں......؟ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم ان سے اور ان کی تہذیب سے مرعوب ہیں اور اپنے شاندار ماضی سے نا آشنا ہیں، وقتی اور کھوکھلی خوشی کے حصول میں ایسا کرتے ہیں اسی بات کی پیشن گوئی نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے:

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ پہلی امتوں کے طریقہ کی قدم بقدم پیروی کرو گے یہاں تک کہ وہ لوگ کسی ساہنہ (جانور کا نام) کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہوں گے۔'' ہم (صحابہ) نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی پہلی امتوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: '' پھر کون ہو سکتا ہے۔'' (ان کے علاوہ)

(صحیح مسلم: 6781)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: '' جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو اس کا شمار انہی میں ہوگا۔''

(صحیح الجامع: 2831)

سوال یہ ہے کہ کرسمس کا تہوار منانا شرعی لحاظ سے درست ہے؟ اگر نہیں تو پھر اس سے وابستہ ہر چیز غلط ٹھہرے گی، بحیثیت ایک امتی کے کیا ہمارا ان کے تہوار کی اس تیاری کا غیر محسوس طور پر حصہ بننا درست ہے؟

نام ''بلیک فرائڈے'' یعنی نام بھی برا دیا گیا، اسلام میں تو (جمعہ) ہفتے کے تمام دنوں میں افضل ترین دن ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' وہ بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم تخلیق کیے گئے اور اسی دن جنت میں

سدا بہار زعفران اور اس کے فوائد (لال گلاب)

اُخت حیدر

تاریخ

زعفران کو انگریزی میں Saffron کہتے ہیں ،اس کا دوسرا نام کیسر ہے۔کیسر کشمیر سے آیا ہے، جہاں اس کی کاشت عام اور وسیع پیمانے پر ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے وادی کشمیر اس کے رنگوں میں کھو جاتی ہے۔مقبوضہ کشمیر کی تحصیل پام پیہرع میں ہزاروں ایکڑ رقبے پر اس کی کاشت ہوتی ہے۔کیسر پودے کے علاوہ انسانی نام کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

کاشت

زعفران کی کاشت ایک ایسی اونچی زمین میں کرتے ہیں جہاں پانی بالکل نہیں ٹھہرتا ، برف سے ڈھکے پہاڑوں کے درمیان زعفران کے پھول انتہائی تیز خوشبو بکھیرتے ہیں۔زعفرانی قصبہ کے نام سے مشہور پام پیہرع سری نگر سے محض ایک گھنٹے کی مسافت پر ہے۔لیکن آج کل کشمیر میں زعفران کی کاشت کا رقبہ کم ہوتا چلا جا رہا ہے، یہ پانچ ہزار ایکڑ سے کم ہو کر تین ہزار سات سو پچاس ایکڑ رہ گیا ہے۔

شکل وہیئت

زعفران کا درخت چھوٹا، پتے لمبے اور پتلے ہوتے ہیں ،زعفران کا پودا پیاز سے ملتا جلتا ہے، 45 سینٹی میٹر لمبا ہوتا ہے، اس کی جڑ آلو کی طرح ہوتی ہے۔اس کا پھول نیلے رنگ کا ہوتا ہے جو نومبر دسمبر میں نکلتا ہے، اس پھول کے اندر نارنجی رنگ کے ریشے کو زعفران کہتے ہیں۔

کاشت

زعفران کے بیج کو کئی علاقوں میں سات سے دس سال تک ایک بار بویا جاتا ہے، ایک بار بونے پر کئی سالوں تک اس کی فصلیں خود بخود رشد و نمو کر کے تیار ہو جاتی ہیں زعفران ایک مہنگا پودا ہے جس کی کاشت کے لیے کسانوں کو زیادہ خرچہ نہیں کرنا پڑتا۔جب اس کے پھول کھلنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کو بہت سویرے تاروں کی چھاؤں میں توڑتے ہیں اور پھر ان کے ریشوں کو چن کر سفید کاغذ پر پھیلا کر انہیں حرارت دے کر خشک کر لیتے ہیں۔یہی زرگل خشک حالت میں بطور زعفران تجارتی طور پر فروخت ہوتے ہیں اور دیگر استعمالات میں لائے جاتے ہیں۔

پیداوار

گرمیوں کے آنے سے پہلے زعفران کے پتے سوکھے اور پیلے ہو جاتے ہیں ،اس کے 30 ہزار پھولوں سے 250 گرام کے قریب زعفران نکلتی ہے،اس کے ریشے کے دونوں سرے برابر ہوتے ہیں ، اس کا سوکھا ہوا ریشہ بالکل باریک اور ہلکا ہوتا ہے۔

یہ دنیا کی قیمتی ترین بوٹیوں میں سے ایک ہے۔دنیا میں ہر سال تقریباً 250 ٹن زعفران پیدا ہوتا ہے۔

زعفران کا استعمال

زعفران اکثر برصغیر کے کھانوں میں استعمال ہوتا ہے، اب مہنگا ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال کم ہوتا جا رہا ہے، زعفران کے استعمال کرنے کا طریقہ ایسا ہے کہ زعفران کو پہلے پیستے ہیں اور اس پیسے ہوئے پاؤڈر کو استعمال کرتے ہیں۔زعفران کے استعمال سے کھانا مزیدار بنتا ہے، اس کا استعمال کھانے کے رنگ اور خوشبو کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ پرانے زمانے میں زعفران کو کپڑا رنگنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

زعفران کو اتنا ہی پیس کر رکھیں جتنا استعمال کرنا ہو، کیونکہ زعفران پاؤڈر لمبے عرصے میں نہ صرف اپنے

اہم خواص کو کھو دیتا ہے، بلکہ اس کے رنگ اور خوشبو میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ زعفران کو ایسی جگہ پر رکھنا چاہیے جہاں روشنی اور نمی نہ ہو۔

زعفران کو پلاسٹک کے برتنوں میں نہیں رکھنا چاہیے، اس کو دھاتی یا گلاس کے برتن میں رکھیں، کیونکہ پلاسٹک کے برتن میں زعفران کو رکھنا اس کی کوالٹی اور خوشبو کو کم کر دیتا ہے۔

افادیت

زعفران میں وٹامن اے، وٹامن سی، پوٹاشیم، میگنیشیم، فاسفورس، سیلنیم اور زنک پایا جاتا ہے۔

غذائیت

زعفران کو زبان پر رکھیں تو زبان پر تھوڑی سی جلن ہوتی ہے اور زبان سے خوشبو آتی ہے، اس کا مزاج بہت زیادہ گرم نہیں ہوتا، یہ دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے میں خشک ہے۔

زعفران کی خوبیاں

✦ زعفران طبیعت کو فرحت بخشتی ہے۔

✦ گردہ، مثانہ اور جگر کو قوت اور طاقت بخشتی ہے۔

✦ جسم پر ہر طرح کی سوجن اور ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔

✦ گردے کے درد کو کم کرتی ہے۔

✦ آنکھ میں زعفران کو پانی کے ساتھ ملا کر سلائی سے ڈالنے سے آنکھ کے درد اور سرخی میں کمی آتی ہے۔

✦ جسم میں سردی کی وجہ سے ہونے والے درد اور پسلی کے درد میں فائدہ مند ہے۔

✦ اگر کسی مریض کو خارش نے بہت تنگ کیا ہو تو پانی میں تین ماشہ زعفران گھول کر پلائیں، خارش ٹھیک ہو جائے گی۔

✦ اگر بخار کے مریض کو ایک رتی زعفران پانی میں مکس کر کے کھلائیں تو دن میں دو بار ایسا کرنے سے بخار اتر جائے گا۔

✦ اگر کسی کو ورم جگر ہو تو کریلے کا رس ایک چمچ اور زعفران حل کر کے 15 دن پلائیں تو ورم جگر تحلیل ہو جائے گا۔

✦ اگر کسی کو بھوک لگنا بند ہو گئی ہو تو ایک بڑا چمچ کاغذی لیموں کا رس لے کر اس میں ایک چٹکی زعفران حل کر کے دیں، بھوک کھل جائے گی۔

✦ اگر کسی کو شوگر کا عارضہ لاحق ہو تو ایک بڑا چمچ گھی لے کر اس میں تین ماشہ زعفران ملا کر ایک ہفتہ صبح و شام کھلائیں، شوگر میں افاقہ ہوگا۔

✦ زعفران تشنج میں بھی مفید ہے۔

✦ زعفران کا استعمال کرنے سے بلغم کا اخراج بآسانی ہو جاتا ہے۔

✦ زعفران ڈپریشن میں بھی مفید ہے۔

✦ زعفران الزائمر میں بہت فائدہ دیتا ہے۔

✦ زعفران وزن کم کرنے میں مددگار ہے۔

زعفران کے بیج کو کئی علاقوں میں سات سے دس سال تک ایک بار بویا جاتا ہے، ایک بار بونے پر کئی سالوں تک اس کی فصلیں خود بخود رشد و نمو کر کے تیار ہو جاتی ہیں زعفران ایک مہنگا پودا ہے جس کی کاشت کے لیے کسانوں کو زیادہ خرچہ نہیں کرنا پڑتا۔

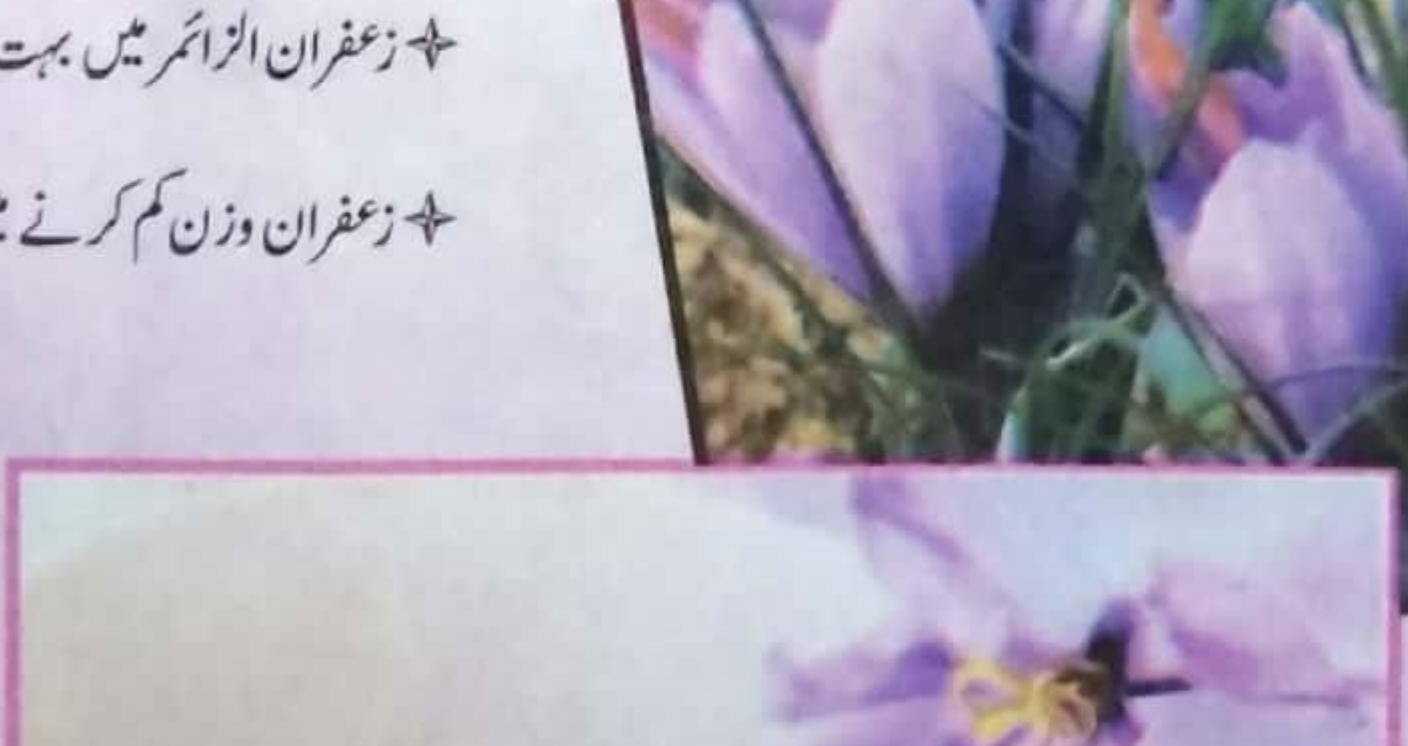

بچوں کی دنیا

ترتیب: رامین حماد

پیش لفظ

السلام وعلیکم!

پیارے بچو! کیا احوال ہیں......؟؟

امید ہے آپ سب صحت و ایمان کی بہترین حالت میں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب سے اپنے دین کا بہت سا کام لے۔

(آمین یا رب المجاھدین)

پیارے بچو! 5 فروری یوم یکجہتی کشمیر کا دن ہے، 2017ء کشمیر کی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے جو آ کر گزر گیا کونسا ایسا ظلم تھا جو اس دن کشمیریوں پر نہ ڈھایا گیا ہو۔ کشمیری خواتین کی رہنما اور رہبر آسیہ اندرابی اور دختران ملت کی سیکرٹری فہمیدی صوفی کا یہ سال اپنے پیاروں سے بہت دور جیل کی کوٹھڑیوں میں گزر گیا۔

کشمیری نوجوانوں کے آئیڈیل اور کشمیر میں لشکر طیبہ کے چیف کمانڈر ابو دجانہؒ کی شہادت کے بعد ان کے جنازے کے وقت کون سی آنکھ تھی جو نم نہ ہوئی ہو۔۔

2017ء میں کتنے ہی لخت جگر اپنی جانوں کا نذرانہ تحریک آزادی جموں و کشمیر کو پیش کر گئے، ابو دجانہ، ماجد زرگر، بشیر لشکری اور بھی کتنے ہی عظیم مجاہد جو شہیدوں کے رتبے پر فائز ہو کر رہتی دنیا تک اپنا نام روشن کر گئے ہیں اور اپنے بعد آنے والوں کے لیے یہ پیغام دے گئے ہیں:

ہم شمع یقیں کے پروانے شعلوں سے محبت کرتے ہیں
اے زیست ہماری راہ سے ہٹ ہم موت کی عزت کرتے ہیں
مقتل کی طرف اب جاتے ہیں اے موت تیرے لب چوم کے ہم
لے جامِ شہادت پیتے ہیں ساقی کی ادا پہ جھوم کر ہم

شہیدانِ کشمیر تو اپنے حصے کا فرض ادا کر چکے، لیکن ہم اپنے حصے کا قرض کب چکائیں گے؟

ہمیں بچوں میں اور نوجوان نسل میں آگاہی، سوچ پیدا کرنے کی ضرورت ہے، ہمارے بچے کتنے ہی بچے ایسے ہیں جن کو مسئلہ کشمیر کے بارے میں کچھ پتا نہیں، جو بچے مقرر یا لکھاری ہیں، وہ اپنا ہر موضوع کشمیر سے جوڑ لیں، مثال کے طور پر قرارداد پاکستان اور کشمیر، اقبال اور کشمیر، قائد اور کشمیر وغیرہ۔

آزادی قربانیاں مانگتی ہے، آزادی پاکستان کے وقت ہمارے ساتھ ساتھ کشمیریوں نے بھی قربانیاں دی تھیں تو آج ہمیں ان کے لیے قربانیاں دینی ہیں۔ ہمیں نظموں کے علاوہ عملی زندگی میں یہ ثابت کرنا ہے کہ:

پاکستان سے ہونا ہے کشمیر کا اب الحاق
دل دل ہے کشمیر جان جان پاکستان

ان شاء اللہ والسلام

فقط آپ کی آپی

بہادر کشمیری مجاہد

جمعہ کی درمیانی شب تھی، مجاہدین ہندی کتوں کے ساتھ زوردار معرکہ کے بعد پہاڑوں پر لگائے گئے اس چھوٹے سے خیمے میں اپنے بھائیوں کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھے۔ یخ بستہ پہاڑوں پر آسمان سے برف پڑ رہی تھی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ:

"آزمائش اللہ کے پیاروں پر آتی ہے"

اس وقت اللہ رب العالمین اپنے پیاروں کا امتحان لینے میں مصروف تھا۔ مجاہدین پورے دن کے معرکے میں 13 ہندو فوجی اہلکار اور ایک میجر جہنم واصل کرنے کے بعد زخموں سے چور اس برفانی رات میں اپنے رب کریم سے راز و نیاز میں مصروف تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے:

اے اللہ! کل کے معرکے میں ہمیں شہادت نصیب کر دینا، ان کے پاس وسائل نہیں تھے، ہتھیار نہیں تھے لیکن...... وہ ایمان کی دولت اور شہادت کی چاہت سے مالا مال تھے۔

انڈین آرمی کے وسائل 22 گھنٹوں کے اس معرکے میں بھی ان کے جذبہ حریت کے آڑے نہیں آ سکے تھے۔ اگلے دن کا سورج طلوع ہوا، رات کی سیاہی کی جگہ روشنی نے لے لی، برف باری بدستور جاری تھی، کشمیری حریت پسند جذبہ جہاد کے ساتھ سینے پر بم باندھے نکل کھڑے ہوئے، ان سے ذرا فاصلے پر ان پہاڑوں میں انڈین آرمی کی چھاؤنی تھی، جب سوئے ہوئے انڈین کتوں پر گولیوں کی بوچھاڑ پڑی تو وہ اپنے سرہانوں پر رکھے ہتھیار اٹھا کر باہر نکل آئے۔

ان مٹھی بھر حریت پسندوں کے سامنے کئی سو ہندو فوجی بندوقیں تانے کھڑے تھے۔ ان عظیم مجاہدین کے عظیم کمانڈر نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور یہ مٹھی بھر حریت پسند دشمن پر پل پڑے۔ جب انڈین کرنل نے دیکھا کہ یہ سارے حریت پسند اپنے کمانڈر کی ہدایات کے مطابق جگہ تبدیل کر کے حملہ کر رہے ہیں تو اس نے اپنے ایک دستے کو حکم دیا کہ وہ جنگل میں پیچھے سے جا کر اس شخص کو ختم کر دیں، وہ عظیم کمانڈر اور اس کے جانباز اللہ

اور اس کے رسول ﷺ سے کیا گیا وعدہ نبھا رہے تھے۔

﴿نحن الذین بایعوا محمداً علی الجهاد ما بقینا ابدا﴾

٭ ’’ہم وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے، جہاد کرتے رہیں گے۔‘‘

انڈین آرمی کا دستہ اس حریت کمانڈر تک پہنچ چکا تھا، جب اس عظیم کمانڈر کو اس بات کا احساس ہوا تو وہ تنہا ان 25 کتوں سے معرکہ میں مصروف ہو گیا، رقت آمیز منظر تھا۔

ایک طرف چند حریت پسند، انڈین آرمی کو ناکوں چنے چبوا رہے تھے تو دوسری طرف ان کا عظیم کمانڈر ان 25 ہندو فوجیوں سے تنہا لڑ رہا تھا۔

یہ معرکہ حق و باطل تقریباً 14 گھنٹے تک جاری رہا وہ عظیم کمانڈر 17 ہندو فوجیوں کو جہنم واصل کرنے کے بعد جنت کے سفر پہ روانہ ہوا اور دوسری طرف وہ مٹھی بھر حریت پسند کتنے ہی ہندو فوجیوں اور کرنل کو جہنم واصل کرنے کے بعد اپنے رب سے ملاقات کرنے روانہ ہوئے۔

اس شدید برف باری میں یخ بستہ پہاڑوں پر جب مجاہدین کا گرم خون گرا تو پہاڑ اس خون کی عظمت سے لرز اُٹھے۔ کہنے والے کہتے تھے ’’ہوا اتنی تیز تھی کہ پاؤں نہیں جمتے تھے‘‘ اس معرکہ حق و باطل میں مٹھی بھر مجاہدین اس ڈیڑھ ارب کی امت مسلمہ کا حق ادا کر رہے تھے جو خواب خرگوش میں مصروف دن چڑھے تک سونے کی عادی ہے۔

یخ بستہ پہاڑوں پر لہو گرم گرا ہے
جمتے ہی نہیں پاؤں عجب تیز ہوا ہے
توقیر مجاہد کسی کافر کی سزا ہے

یہ مٹھی بھر مجاہدین کمانڈر بشیر لشکری اور ان کے ساتھی تھے جو 2017ء میں دوسرے شہیدان کشمیر کے ساتھ اپنا نام رہتی دنیا تک روشن کر گئے۔

ہمیں یقین ہے کہ ان شہیدوں کے لہو سے کشمیر ضرور آزاد ہو گا، ہمیں اپنی منزل ضرور ملے گی۔ کشمیر پر چھایا ہوا خزاں کا موسم ضرور چھٹ جائے گا، بے قرار دلوں کو قرار آجائے گا۔ **ان شاء اللہ**

راستے منزلوں میں بدل جائیں گے
فاصلے جس قدر ہیں سمٹ آئیں گے
یہ خزاں کی جو بدلی ہے چھٹ جائے گی
بے قراری کو چین آخر آجائے گا

﴿ربیعہ حارث﴾

سنہرے اقوال

حقیقی کامیابی لگاتار محنت سے حاصل ہوتی ہے۔

٭ کام کو جلدی کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ بہتر طور پر سرانجام دینے کی کوشش کرو۔

٭ کام کرنے والے کو ایک شیطان ستاتا ہے جبکہ کاہل کو ہزاروں۔

٭ ترقی کی راہ میں سرپٹ دوڑنے والے اکثر ٹھوکر کھا کر گر جاتے ہیں جبکہ معتدل چال سے چلنے والے منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔

٭ برے راستے پر مت چلو خواہ راستہ کتنا آسان ہی کیوں نہ ہو۔

٭ سیدھی اور صاف بات کرنے سے فائدہ زیادہ اور نقصان کم ہوتا ہے۔

﴿اسماء عبدالغفور: گوجرانولہ﴾

وادی کشمیر
چند معلومات پہ اک نظر

کشمیری زبان میں چند سبزیوں اور پھلوں کے نام

(اردو	: کشمیری)
پیاز	گنڈء
مولی	مُجء
کدو	الء
شہتوت	شاہ ٹُل
ناریل	گوج
اخروٹ کی گری	کوج
اخروٹ	ڈُون
بینگن	وانگن
سیب	ژُونٹھ
اسٹرابیری	اشٹابری
ساگ	ہاکھ
گاجر	گازرء
لہسن	رُہن
آلو	اُلوء

﴿رملہ تاثیر﴾

میرے پسندیدہ اشعار

ہم ہیں کشمیری ہمارا طوفان نہ رکنے پائے گا
اے ہند! تجھے تنکوں کی طرح لہروں میں بہا لے جائے گا

﴿عائشہ احمد﴾

یا شہادت پائیں گے یا ہوں گے اب ہم کامیاب
لائیں گے کشمیر میں اسلام کا ہم انقلاب

﴿اریج آصف﴾

اک چاند ہے پاکستان کشمیر ستارہ ہے
کشمیر ہمارا ہے کشمیر ہمارا ہے

﴿زونیرہ ارزق﴾

ہم اہل پاکستان یہ اعلان کرتے ہیں
یہ مال اور جاں اپنا کشمیر کے نام کرتے ہیں

﴿عائزہ احمد﴾

ہواؤں تم ہی بتلا دو میرا بھائی کہاں ہوگا
شہیدوں میں ہے وہ شامل یا غازی بن گیا ہوگا

﴿مسکان اقبال﴾

میرا کشمیر سنوارا کیوں جب اس کو یوں اجڑنا تھا
خوشنما منظر کیوں جلایا اے خدایا لوٹا دے کشمیر دوبارا

﴿وردہ صغیر﴾

تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابو عمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

جہاں اللہ کی آیات واحکام کا مذاق اڑایا جارہا ہو وہاں بیٹھنا مومن کے لئے جائز نہیں

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا (138) الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
أَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ (139) وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۡ ۖ إِنَّكُمْ إِذًا
مِّثْلُهُمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ (140) الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَإِنْ
كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا أَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۡ ۖ وَإِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ
عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (141) (النساء 138-141)

ترجمہ: ۔(اے نبیؐ) منافقوں کو خبردار کر دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ لوگ جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں' کیا وہ ان کافروں کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں؟ پھر بے شک عزت تو ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور اس نے اس کتاب میں تمہارے لئے نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہو یا ان کا مذاق اڑایا جارہا ہو تو تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں ورنہ تم بھی اس وقت یقیناً انہی جیسے ہوگے' بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔ وہ لوگ جو تمہارے انجام کا انتظار کرتے رہتے ہیں' پھر اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح حاصل ہو تو وہ کہتے ہیں' کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو کچھ غلبہ ملے تو ان سے کہتے ہیں' کیا ہم تم پر پھر غالب نہ آنے لگے تھے اور (کیا) ہم نے تمہیں مومنوں سے نہیں بچایا؟ پھر قیامت کے دن اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ اور اللہ کافروں کو مومنوں کے خلاف ہرگز کوئی راستہ نہیں دے گا۔

مفردات:

1۔ يُسْتَهْزَأُ۔ کا مادہ ۔ ھ ز ء ہے اور یہ اِسْتَهْزَأَ يَسْتَهْزِئُ (باب استفعال) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ہے اور اس کا معنی ہے مذاق کا نشانہ بنانا۔

2۔ يَخُوضُوا کا مادہ خ و ض ہے اور یہ خَاضَ يَخُوضُ (باب نَصَرَ يَنْصُرُ) سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے۔ اس کا معنی ہے کسی کام یا کسی بات میں مشغول ہونا۔

3۔ يَتَرَبَّصُونَ کا مادہ ر ب ص ہے اور یہ تَرَبَّصَ يَتَرَبَّصُ (باب تفعل) سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم' اس کا معنی ہے کسی معینہ مدت کا انتظار کرنا۔ یا اس بات کا انتظار کرنا کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

4۔أَ + لَمْ نَسْتَحْوِذْ کا مادہ۔ح و ذ ہے اور یہ اِسْتَحْوَذَ يَسْتَحْوِذُ (باب استفعال) سے جمع متکلم فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی کسی پر غلبہ وتسلط حاصل کرنا۔ کسی کو اپنے کنٹرول میں کرسکنا۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں اہل ایمان کو ایمان پر ثابت قدم رہنے اور ہر حال میں انصاف قائم کرنے کی تلقین کی گئی تھی کیونکہ کفر پر مرنے والوں کی مغفرت اور بخشش نہیں ہوگی اب ان آیات میں اہل کفر کی بدترین قسم منافقین کی علامات اور ان کے طرز عمل کا تذکرہ ہے چنانچہ

ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسولؐ! ان منافقین کو دردناک عذاب کی بشارت دیجئے۔ عذاب کی خبر کو بشارت اور خوشخبری بطور طنز کہا گیا ہے۔

اگلی آیت میں ان کے عذاب کا سبب بیان کیا گیا ہے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستی اور محبت کرتے ہیں' جیسا کہ سورہ بقرہ کے شروع میں بھی گزر چکا ہے۔ منافقین کفار کو جا کر کہتے کہ حقیقت میں تو ہم تمہارے ساتھی ہیں' مسلمانوں سے تو ہم یونہی استہزاء کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کافروں سے ان کی دوستی کا مقصد قوت اور غلبہ حاصل کرنا ہے' یہ ان کی خام خیالی ہے کیونکہ عزت تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' وہ جسے چاہتا ہے عزت وغلبے سے نوازتا ہے اور اس کے مستحق صرف اس کو ماننے والے اور اس پر ایمان لانے والے ہی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا

جو عزت کا طالب ہے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ عزت سب کی سب اللہ ہی کے لئے ہے۔ (فاطر۔10)

اور فرمایا: اور عزت صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے لیکن منافق (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔ (المنافقون۔8)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں تمہارے لئے حکم اتار چکا ہے کہ اے مسلمانو! جب تم سنو کہ کسی مجلس میں اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو تم ایسی مجلس میں مت بیٹھو اور اگر بیٹھے رہو گے تو تم انہی جیسے ہوجاؤ گے کیونکہ ان کے ساتھ بیٹھنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی آیات سے انکار واستہزاء پر تم راضی ہو تو پھر تم کفر اور جہنم کے مستحق ہونے میں انہی جیسے ہوجاؤ گے۔ لہٰذا ان سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے اور اسی طرح کا حکم سورۃ الانعام کی آیت 8 میں بھی گزر چکا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ مجلس جس میں قرآن و سنت کا مذاق اڑایا جارہا ہو' اس سے اجتناب کرنا فرض ہے مثلاً وہ مجلس جس میں مقلدین قرآن وسنت سے دلائل پیش کرنے والے عالم کا مذاق اڑائیں اور لوگوں کو باور کرائیں کہ اس نے ان کے امام کے قول کی مخالفت کرکے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ نے موضح القرآن میں فرمایا' جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کا عیب سنے' پھر انہی میں بیٹھے' اگرچہ خود کچھ نہ کہے' وہی منافق ہے۔ آج کل عموماً امراء اور فیشن ایبل مغرب زدہ حلقوں اور شادی بیاہ کی تقریبات میں شعائر اسلام اور اس کی پابندی کرنے والے حضرات وخواتین کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے (ایسی دعوت میں شریک نہ ہو) جہاں شراب کا دور چلتا ہو۔ (مسند احمد: 14124)

حدیث: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلم کتاب الایمان باب کون النہی عن المنکر من الایمان)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ایک ایسی صفت بیان کی ہے جو مسلمانوں کو ان سے نفرت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ یہ ہر وقت مسلمانوں کی فتح یا شکست کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور ہر حال میں انہیں اپنا مقصد اور مفاد عزیز ہوتا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو نصرت وفتح ملتی ہے تو فوراً کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے' تمہاری فتح میں ہمارا بھی دخل ہے' اس لئے مال غنیمت میں ہمارا بھی حصہ ہے اور اگر پانسہ پلٹ جاتا ہے اور کافروں کو وقتی طور پر غلبہ حاصل ہوجاتا ہے جیسا کہ جنگ احد میں ہوا تو وہی منافقین کافروں کو جا کر کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے' کیا ہم تمہیں قتل نہیں کرسکتے تھے اور اور کیا ہم تمہیں گرفتار کرکے قیدی نہیں بنا سکتے تھے۔ یقیناً ہم یہ سب کچھ کرسکتے تھے لیکن ہم نے یہ نہیں کیا اور تمہیں اپنا ساتھی سمجھ کر چھوڑ دیا اور مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچایا۔ اور ہم مسلمانوں کی ہمت اور حوصلے پست کرتے رہے یہاں تک کہ تم ہماری اس دوغلی پالیسی کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب آگئے جو ہم نے مسلمانوں میں ظاہری طور پر شامل ہوکر اپنائے رکھی ورنہ تم تو حوادث ومصائب کا شکار ہوچکے تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا' یعنی منافقین اس سے دھوکے میں نہ آجائیں کہ زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینے کی وجہ سے اگر دنیا میں ان کی جان بچی ہوئی ہے تو قیامت کے دن بھی وہ بچ جائیں گے۔ قیامت کے دن ان کی یہ ظاہرداری ہرگز ان کے کام نہ آئے گی اور دنیا میں منافقین کی یہ تمنا بھی پوری نہیں ہوگی کہ مسلمانوں کا وجود ہی ختم ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر کبھی بھی ایسا غلبہ اور تسلط نہیں دے گا کہ انہیں بالکل ختم کردے۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز تسلط نہیں دے گا مگر اس وقت معاملہ اس کے برعکس ہے تو اس کا

باقی صفحہ 53 پر

تدریس الحدیث

كِتَابُ الصَّلٰوۃ

نماز کے مسائل

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کا ترجمہ وتشریح

ترجمہ: الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ
تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ باب نمبر: 7 ۔ نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

220۔ وَعَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ (وَلَا الضَّالِّينَ) فَقَالَ آمِينَ وَيَقُولُ كُلَّمَا سَجَدَ وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ

حضرت نعیم مجمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھی تو انہوں نے پہلے بسم اللہ تلاوت فرمائی، پھر بعدازاں ام القرآن (سورہ فاتحہ) پڑھی حتی کہ جب آپؓ وَلَا الضَّآلِّينَ پر پہنچ گئے تو آمین کہی اور جب بھی سجدہ کرتے اور جب بھی بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر سلام پھیر کر فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں نماز کی ادائیگی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تم سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ (میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بہت مشابہ ہے۔) اسے نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے

تخریج: اسنادہ صحیح اخرجہ النسائی' الافتتاح باب قراء ة بسم الله الرحمن الرحيم' حديث 906 وابن خزيمة : 251/1 حديث 499)

فوائد ومسائل:

1۔ یہ حدیث بسم اللہ اور آمین بالجہر کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے' اس لئے کہ جو آدمی (امام سے متصل صف سے) پچھلی صف میں ہوگا' اسے امام کی قرأت اور آمین اسی صورت میں سنائی دے گی جب کہ امام بلند آواز سے پڑھے (ورنہ اسے سنائی نہیں دے گی)

2۔ بسم اللہ اور آمین کے بلند آواز سے کہنے میں اختلاف ہے' باعتبار دلیل قابل ترجیح بات یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو آہستہ اور آمین بلند آواز سے کہی جائے۔

3۔ سورہ فاتحہ کے اختتام و اتمام پر آمین کہنا بالاتفاق مسنون ہے' خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔

4۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک آمین کہنا واجب ہے اور اسے چھوڑنے والا گناہگار ہے۔

5۔ آمین کے معنی ہیں: اے اللہ! میری دعا قبول فرما۔

باقی صفحہ 53 پر

بقیہ ننھی پری سے زیادتی و قتل

پاکستان اس وقت جنسی ادویات کے سمگلروں کے لئے ایک بڑی مارکیٹ بن چکا ہے اور 2015-16 کی ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت پاکستان میں اندازاً 8 بلین امریکی ڈالر کی جعلی ادویات فروخت ہو رہی ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ امریکہ اور اس جیسے ممالک پاکستان میں اپنی انہی ادویات کی فروخت بڑھانے کے لئے جنسی تعلیم پر زور دے رہے ہیں تاکہ جہاں ایک طرف خاندان تباہ ہوں، وہیں دوسری طرف ان کی ادویات کی خوب فروخت بڑھے کیونکہ وطن عزیز میں جنسی ادویات کا استعمال نوجوان نسل میں ایک نشے کی طرح سرایت کر چکا ہے اور اسے بیچنے والے اپنے مفادی کی خاطر کبھی بھی ان کے مضر صحت ہونے کا نہیں بتائیں گے۔

ہم نے مغربی جنسی نظریے کا جائزہ لیا۔ اب آئیے !اسلامی جنسی نظریے کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔

جنسی خواہش ایک فطری اور پاکیزہ جذبہ ہے۔ جنس کے خالق نے جنسی معاملات میں جو راہنمائی کی ہے وہ نہ صرف کافی ہے بلکہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اور اس راہنمائی کی مُروجہ علوم کے پس منظر میں مزید تشریح کی جاسکتی ہے اور کی جانی بھی چاہیے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر مسلم ماہرین جنسیات بھی قرآن وحدیث کی ان تعلیمات کو یکسر نظر انداز کر کے مغربی ماہرین جنسیات کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک مسلم اکثریتی معاشرے میں قرآن وحدیث سے ہٹ کر جنسی تعلیم دینے سے جنسی انارکی، کنفیوژن اور فحاشی تو پھیل سکتی ہے لیکن شادی شدہ لوگوں کی آسودگی اور غیر شادی شدہ لوگوں کی تربیت کا باعث نہیں بن سکتی جبکہ یہی تعلیم ایک غیر مسلم معاشرے میں غیر مسلموں کے لئے مفید قرار پاتی ہے۔ پس اس بات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ کہ جنسی تعلیم کا جو نصاب ایک غیر مسلم معاشرے کے لیے سود مند ہے، وہی نصاب مسلم معاشرے کے لیے بہت خطرناک ہے کیونکہ اہل مغرب کسی بھی چیز کو پردے میں رکھنے کے قائل نہیں جبکہ اسلام نے ہر چیز کو اس کی درست جگہ پر رکھا ہے کہ جہاں اسے ہونا چاہیے۔

جنس کے خالق نے جنسی ضروریات کے جائز طریقے اور ضابطے بھی فراہم کئے ہیں اور ان سے انحراف کی صورت میں سورہ نور کی شکل میں تنبیہ بھی کی ہے۔

ذرا دیکھئے تو اللہ نے کیا الفاظ استعمال کئے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

کہ یہ احکام ہم نے نازل کئے ہیں اور ہم نے ہی فرض بھی کئے ہیں یعنی یہ سفارشات نہیں کہ جی چاہا تو مان لیا اور جی نہ مانا تو رد کر دیا بلکہ یہ فرض ہیں کہ خالق کے مقرر کردہ جنسی ضابطوں سے انحراف کی شکل میں یہ سزائیں دی جانی فرض ہیں اور آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے، جب تک یہ سزائیں نافذ العمل رہیں، تب تک اسلامی معاشرے امن وسکون کی مثالیں بنے رہے اور آج کے جدید تہذیبی معاشرے میں مغربی ممالک انہی سزاؤں کو ختم کرنے کے در پے ہیں تاکہ مسلم معاشرے انارکی و انتشار کا شکار ہو جائیں۔ اللہ ہمیں ان گمراہیوں سے بچا کر اسلام کے دائرے میں رہ کر اپنے مسائل کے حل کی توفیق دے۔ اسی میں ہماری نجات ہے ورنہ باقی سب راہیں مزید تباہی و بربادی کے غاروں میں گرنے والی باتیں ہیں۔

☆......اخباری رپورٹس سے تو معلوم ہو رہا ہے جیسے ہمارا معاشرہ درندوں کا ہو، درندوں کی حکومت ہو اس میں بیٹھا ہوا درندہ دوسرے کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اتنی وحشت اور درندگی تو دور جہالت میں بھی نہ تھی۔

بقیہ معصوم فرشتوں سے ہولناک واقعات

اس نے چیخ ماری، تو چیئرمین نے سپاہیوں سے پوچھا کہاں تک اس کی چیخ سنائی دی ہے۔ کہا گیا' نصف کلومیٹر کے دائرے میں۔ کہا: جس جگہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہاں سے نصف کلومیٹر کے دائرے میں تمام مردوں کو گرفتار کر لو۔ اس طریقے سے آدھے گھنٹے میں مجرم قانون کے کٹہرے میں لاکھڑا کر دیا گیا۔

غالبًا ایوب دور میں پنجاب میں ایک لڑکا اغوا ہو گیا۔ کئی دنوں تک لڑکا برآمد نہ ہوا۔ گورنر پنجاب نواب آف کالاباغ امیر محمد خان نے اپنے دور حکومت میں مغوی بچہ بازیاب نہ کرانے پر پولیس کے تین اعلی افسران کے بچے اغوا کرالیے اور حکم دیا کہ جب تک مغوی بچہ بازیاب نہیں ہوگا' افسران کے بچے واپس نہیں ملیں گے۔ نواب آف کالاباغ کے اس اقدام کے بعد پولیس نے 24 گھنٹے سے بھی پہلے مغوی بچہ بازیاب کرالیا۔

1978 میں پپو قتل کیس ہوا تھا، ایسے ہی ایک چھ برس کے بچے کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا تھا، جو تین افراد اس جرم میں پکڑے گئے' انہیں ہمارے مرد آہن جنرل ضیا نے لاہور کے شادمان چوک میں سرعام پھانسی دی تھی۔ پھر دس سال تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔

جبکہ اب حالت یہ ہے کہ زینب کو محلے کی گلی سے اغوا کیا جاتا ہے، پانچ دن اسی محلے میں رکھا جاتا ہے، پھر ساتھ والی گلی میں پھینک دیا جاتا ہے، اس سے پہلے اسی علاقے میں ایک سال میں 12 بچیاں ریپ ہوتا اور قتل ہوتی ہیں، ڈی این اے ٹیسٹ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جنسی درندہ ایک ہی شخص ہے مگر پولیس سال بھر میں اسے گرفتار نہیں کر سکتی۔ تو میرے خیال میں وہاں کے پولیس افسران، خفیہ ایجنسی کے ذمہ داران، مخبر اور اسپیشل برانچ کے اہلکاروں کو جو قوم کے اربوں روپے کا فنڈ لے رہے ہیں' پھانسی پر چڑھا دینا چاہئے۔ کم از کم انھیں سال بھر کی تنخواہیں واپس لے کر نوکری سے نکال باہر کرنا چاہئے۔ میرا ایک دوست کہتا ہے کہ پاکستان سے پولیس کا محکمہ ختم کر دیا جائے تو پچاس فیصد جرائم ویسے ہی ختم ہو جائیں گے۔

اس سانحے کی آڑ میں مختلف این جی اوز اپنا ایجنڈا سامنے لے آئی ہیں، وہ sex education شروع کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ جس کی اگلی منزل Free sex ہوتی ہے۔ درست طریقہ یہ ہے کہ بچوں اور بچیوں کو انتہائی قریبی رشتہ داروں کے علاوہ باقی سب سے ایک فاصلہ رکھنے اور ان سے کوئی چیز یا پیسہ نہ مانگنے کا عادی بنایا جائے۔ مگر اس کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں میں پاکیزہ خیالات پروان چڑھانے کے لیے والدین اور اساتذہ کو بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔ اپنے ننھے پھولوں اور کلیوں کو سیلف ڈیفنس کی باتیں سمجھانی چاہئیں نہ کہ جنسی تعلیم دینی چاہئے۔ اس حوالے سے انڈیا میں عامر خان نے بچوں کے ساتھ ایک پروگرام کیا ہے، میرا خیال ہے کہ والدین کو چاہئے کہ وہ یہ پروگرام بچوں کو دکھائیں۔ مزید اسلام کے مطابق ان کی تربیت کریں تاکہ ہمارے بچے جنسی درندوں سے بچ سکیں۔

زمین کیوں نہ پھٹ پڑی ...... آسمان کیوں نہ گر پڑا

معصوم فرشتوں سے زیادتی وقتل کے ہولناک واقعات

مجرم پکڑنے کی پھرتیاں لیکن ..... میڈیا پر بڑھتی ہوئی فحاشی وعریانی کے اصل سبب اور اسلامی حدود کے اصل ومستقل تدارک سے مجرمانہ چشم پوشی

اصلاحِ معاشرہ

عبدالرحمٰن عزیز

بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت ، شفقت ، رأفت اور محبت کا روپ ، ایثار اور وفاداری کا مجسمہ ، مہر ووفا کا نمونہ ، زمین کا حسن ، کائنات کی خوبصورتی ، خالق کی صنعت کاری کا نازک اندام اور حسین ترین شاہکار ہیں۔

بیٹیاں کلیاں ہیں جو کھلتی ہیں تو گھر کو جنت بنا دیتی اور خوشیاں بکھیر دیتی ہیں ، اداس دلوں میں راحت اور تسکین پیدا کرتی ہیں۔ سوچ میں نفاست ، زبان میں پاکیزگی اور آنکھوں میں حیا کا بیج بو دیتی ہیں ۔ تواضع ، انکساری ، خدمت اور برداشت کا مظہر ہوتی ہیں ، حلم اور بردباری کا مجسمہ ، شرافت ، عزت اور غیرت کا استعارہ اور وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال ہیں ۔ بیٹیاں رشتوں کا سنگم ، تعلقات کا حسن اور حسن کی نزاکت ہیں۔

بیٹیاں پھول ہیں جو ماں باپ کے آنگن میں جنم لیتی ہیں ، ماں کی آنکھوں کی چمک ، باپ کی قرۃ العین اور بھائی کے لیے عزت وعفت کا معیار قرار پاتی ہیں۔ لطافت اور رأفت کا مجسمہ ہیں۔ ایک شاخ سے کٹتی ہیں مگر...... سوکھتی ہیں نہ ٹوٹتی ہیں ، نئی شاخ پر کچھ نئے پھول کھلا دیتی ہیں ۔ ایک گھر کو اداس کرتی ہیں مگر...... دوسرے آنگن میں مسرت وشادمانی کی کلیاں مہکا دیتی ہیں ۔ اور کچھ وقت کے بعد وہ اپنا روپ بدل لیتی ہیں ، بیٹی ، بہن ، بیوی ، ماں ، ساس ، دادی اور نانی ۔ ہر روپ میں اس کا تقدس بڑھتا جاتا ہے ، اس کی پیدائش ہی انسان کی آنکھوں کی لطافت اور دل کی تسکین کے لیے کی گئی تھی ۔ انسانیت کے سب رشتے ، کائنات کی کتنی تخلیقات ، زبانوں کے کتنے حروف ، معاشرے کی کتنی رسوم ، شریعت کے کتنے احکام عورت کی بدولت ہیں ۔ کتنے مضامین ، کتنے نثر پارے اور کتنی شاعری صرف اور صرف عورت کے لیے کی گئی ۔ اسی لیے اقبال نے کہا تھا:

وجود زن سے تصویر کائنات میں رنگ

بیٹیاں اگلی نسل کی مائیں اور ان کی گود انسانیت کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے ۔ اقوام عالم کی تاریخ میں عروج وزوال ، ترقی وتنزلی اور تہذیب وجہالت کا پیمانہ عورت ہی قرار پائی ہے۔ جس قوم نے عورت کو عزت اور احترام دیا ، عروج ، ترقی اور تہذیب کی علمبردار بن گئیں اور جس قوم نے عورت کو گھر سے نکال کر بازار حسن کی چیز بنا دیا اور اس کے سر سے ردا کھینچ کر اسے شمع محفل بننے پر مجبور کیا ، نہاں خانۂ دل سے خارج کر کے پاؤں کی جوتی بنا دیا' وہ اقوام ، معاشرے اور مذاہب تنزلی اور جہالت کا شکار ہوتے چلے گئے ۔ اسلام سے پہلے بیٹی سراپا نفرت اور برائی کا استعارہ بن چکی تھی۔

﴿ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ۝ یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾ [النحل: 59-58]

"اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ دن بھر کالا رہتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے ، اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی۔ آیا اسے ذلت کے باوجود رکھ لے یا اسے مٹی میں دبا دے۔ سن لو! برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔"

اسلام نے انھیں آپ کی محبت اور شفقت کا اصل حقدار قرار دیا ، اس کے ہر روپ کو مقدس اور ہر رشتے کو محترم بنایا ، اور انھیں ہر قسم کے حقوق عطا کیے۔

﴿ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴾ [البقرة: 228]

" اور معروف کے مطابق ان (عورتوں) کے لیے اسی طرح حق ہے جیسے ان کے اوپر مردوں کا حق ہے اور مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے اور اللہ سب پر غالب ، کمال حکمت والا ہے۔"

بیٹی کی پرورش پر جنت کا ٹکٹ جاری کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں ، (یعنی ان کی بہترین تربیت کی اور ان کی شادیاں کر دیں) میں اور وہ شخص اکٹھے قیامت کے دن آئیں گے۔ [مسلم 2631] دو انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا۔ [مسند احمد]

افسوس ! آج اسلام کا علمبردار اور اس کی سنہری

☆ ...... ان عزتوں غیرتوں پھولوں کو مسلنے کے لئے جنسی درندے دندناتے پھرتے ہیں ہم نصابی سرگرمیوں کے نام پر قوم کی بیٹیوں کو ڈانس اور فحش گانے اور رقص پر لگا دیا گیا ہے۔ پروفیسر تک موقع ملنے پر منہ کالا کرنے سے نہیں شرماتے۔ نوکری ، ترقی دینے کے عوض حوا کی بیٹی کا جسم نوچتے ہیں۔ کہیں ڈاکٹر کہیں روحانی پیر اور معالج زنا کر رہے ہیں۔

روایات کا وارث تہذیب کی بلندی سے قدیم جہالت کے گہرے کنویں میں جا گرا۔ مادہ پرستی نے اخلاق اور اخلاص سے عاری کر دیا۔ نئے کلچر کے خنجر سے ہم نے اپنی تہذیب کا گلا کاٹ ڈالا، تعلقات مادہ پرستی کی بھینٹ چڑھ گئے، انسانیت کا حسن مفاد پرستی کے غبار سے گہنا گیا، ہم دور جاہلیت سے بھی بہت پیچھے چلے گئے ہیں۔ آج بھی بیٹی کی پیدائش سے دلوں میں لطافت کی بجائے کثافت پیدا ہو جاتی ہے۔ اول تو رحم مادر میں ہی اسے مار دیا جاتا ہے، اس کے اعضا کاٹ کاٹ کر ماں کے رحم سے نکال کر کوڑے کے ڈھیر پہ ڈال دیے جاتے ہیں۔ پیدا ہو جائیں تو گھر میں اپنوں سے ڈری، سہمی اور حقوق سے محروم زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔

انٹرنیٹ اور میڈیا کے منہ زور گھوڑے نے رشتوں کا تقدس پامال کر کے رکھ دیا ہے، عورت کو محض جنسی تسکین اور نفسانی خواہش کا ایک ذریعہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ کوئی فلم، ڈرامہ اور اشتہار ایسا نہیں جس میں عورت کا برہنہ جسم، جنسی آوارگی کی ترغیب، بے راہ روی کی کشش اور حرام تعلقات کے طریقے اور وسائل اور زنا کو آزادی اور شادی کو قید بنا کر نہ دکھایا جاتا ہو۔ ماڈرن ازم کے نام پر بے لباسی کو پروموٹ کیا جا رہا ہے۔ اس چیز نے انسان کو جنسی درندہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ نتیجتاً عورت چار دیواری اور محرم رشتہ داروں (جو اس کی عصمت کے محافظ ہوتے ہیں) کے بیچ میں رہتے ہوئے بھی محفوظ نہیں، اسے اپنے محافظوں سے خطرہ ہے۔ انٹرنیٹ محرمات سے زنا کرنے کے واقعات سے بھر پڑا ہے۔

بیٹی گھر سے باہر قدم رکھتی ہے تو انسانی روپ میں جنسی درندے اسے نوچ کھانے کے لیے دندناتے پھرتے ہیں۔ تعلیمی ادارے سکول، کالج اور یونیورسٹی جو محترم سمجھے جاتے ہیں میں بھی حوا کی بیٹی محفوظ نہیں، انھیں پردہ کرنے سے منع کیا جاتا ہے، کلاس میں مخلوط کر کے بٹھایا جاتا ہے، بے پردہ کو عزت کے ساتھ آگے اور شرم و حیا کی

> آخری رپورٹس کے مطابق زینب کا قاتل پکڑا گیا لیکن یہ اس وقت پکڑا گیا جب سپریم کورٹ نے 72 گھنٹوں کے اندر قاتل پکڑنے کا حکم دیا' اس لحاظ سے یہ محل نظر ہے کہ جو قاتل 18 دن تک نہ پکڑا گیا' وہ چیف جسٹس کے حکم پر یکا یک ایک دن میں ہی کیسے پکڑا گیا؟ اللہ کرے یہ زینب کا حقیقی قاتل ہو۔

بچی کو پیچھے والے بنچ پر الگ تھلگ کر دیا جاتا ہے۔ غیر نصابی سرگرمیوں کے نام پر قوم کی بیٹیوں کو ڈانس اور فحش گانے اور رقص پر لگا دیا گیا ہے۔ روحانی باپ کا درجہ پانے والے پروفیسر اپنی روحانی اولاد کو لائن مارتے اور موقع ملنے پر منہ کالا کرنے سے نہیں شرماتے۔ مقدس تعلیمی اداروں کے مدیران داخلہ دینے، پاس کرانے، نمبر بڑھانے قانون میں موجود سہولیات ایک رات ساتھ گزارنے کے عوض دینے کی پیش کش کرنے لگتے ہیں۔

سرکاری اور پرائیویٹ اداروں کے سربراہان نوکری کا جھانسہ دے کر بے آبرو کرتے ہیں، کبھی تنخواہ بڑھانے اور ترقی دینے کے عوض حوا کی بیٹی کا جسم نوچتے ہیں۔

ہسپتالوں میں ڈاکٹرز جنھیں تعلیم دیتے ہوئے سب سے پہلے اخلاقیات کا درس دیا جاتا ہے، مریض بلکہ دردِ زہ میں مبتلا، ولادت کی منتظر حوا کی بیٹی سے ہوس پوری کرنے سے نہیں چوکتا، اسے برہنہ لٹا کر تصویریں بنانے اور سیلفی لینے میں حیا محسوس نہیں کرتا۔

روحانی پیر اور معالج کھلم کھلا زنا کاری اور بدکاری کے مرتکب ہو رہے ہیں بلکہ سب سے زیادہ انھی کے ہاتھوں بنت اسلام کی عزت تار تار ہوتی ہے۔

باقی رہے سرکاری افسران، پولیس، سیاست دان اور وزراء کے درجوں پر فائز جنھیں وی آئی پی کہا جاتا ہے، انسانی شکل میں درندے اور جنسی بلے ہیں۔ وہ تو اسے اپنا حق سمجھتے ہیں، غریب کی بیٹی کو گھر سے گن پوائنٹ پر اغوا کر لیا جاتا ہے۔ ان کے اوباش لڑکے بچیوں سے اجتماعی زیادتی کر کے لاش سڑک کنارے پھینک دیتے ہیں۔ دیہاتوں میں جاگیرداروں کے بیٹے درندگی کی انتہا کر

> ☆...... برطانیہ کے تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے باوجود اس کے معتبر نشریاتی ادارے کے نمائندے جمی سوائل کی موت کے بعد پتہ چلا کہ اس نے اپنے کیریئر کے دوران 450 لوگوں بشمول بچوں سے جنسی زیادتی کی۔

رہے ہیں۔ کئی ضمیر فروش اور دولت کے پجاری قوم کی بیٹیاں سمگل کرتے ہیں۔ میرے وطن کی بیٹیاں دوبئی، دوحہ، قطر، یورپ میں سمگل ہو رہی ہیں۔

اخبارات آئے روز انہی خبروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ میڈیا چیخ چیخ کر اجڑی بیٹیوں کی داستانیں سنا رہا ہے۔

10 جنوری کا سورج ایسے ہی ایک انتہائی اندوناک المیے کے ساتھ طلوع ہوا۔ قصور میں 7 سالہ زینب جو 4 جنوری کو اغوا ہوئی تھی، کی نعش ایک کوڑے کے ڈھیر سے ملی جسے کسی جنسی بھیڑیے نے آبروریزی کے بعد قتل کر کے پھینک دیا تھا۔ عوام کو اس سانحے کا پتہ چلا تو وہ گھروں سے نکل آئے، لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو کر مظاہرہ کرنے لگے، اشتعال میں آ کر تھانے میں توڑ پھوڑ کی، پولیس نے سیدھا فائر کیا اور مظاہرین میں سے دو آدمی مزید قتل ہو گئے۔ میڈیا میں مظاہروں اور توڑ پھوڑ کی خبر آئی تو حکومت جاگ گئی۔ معطل نظام آن کی آن میں آن ہو گیا۔ ذمہ داروں کی وہی میٹنگز، سیاستدانوں کی وہی بیان بازی، افسران کی وہی آنیاں جانیاں، اور عدلیہ کا وہی سوموٹو ایکشن اور ازخود نوٹس۔

یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں، زینب سے پہلے اسی علاقے میں صرف ایک کلومیٹر کے ایریے میں ایک سال میں چھوٹی بچیوں سے زیادتی اور پھر قتل کرنے کے 11 واقعات ہوئے، زینب بارھواں شکار تھی۔ ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے پتہ چلا کہ ان میں سے 8 واقعات کا ذمہ دار ایک ہی شخص ہے، لیکن ان گیارہ واقعات کے بعد نہ پولیس کے کانوں پر جوں رینگی نہ سسٹم نے انگڑائی لی۔ ساری ایجنسیاں، ساری پولیس مل کر ایک سال میں ایک مجرم نہیں پکڑ سکی۔ حکومت اور سسٹم کو خبر تب ہوئی جب لوگوں نے احتجاج کیا اور تھانے میں توڑ پھوڑ کی، پہلے سب سوئے ہوئے تھے۔ زینب سے پہلے اس درندگی کا شکار بننے والی بچیوں کے کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ زینب سوگئی اور نظام کار چلانے والے (جج، خادم اعلیٰ، ایجنسیاں اور پولیس) وقتی طور پر اٹھ گئے۔ چند دنوں تک پھر خواب غفلت کے مزے

لینے لگیں گے، یہاں تک کہ پھر کوئی حادثہ ہو جائے اور عوام احتجاج کے ذریعے انھیں جگا دیں۔

دو برس قبل اسی قصور کے ایک گاؤں حسین خان والا کے رہائشی کمسن بچوں کے ساتھ زیادتی کی 200 ویڈیوز سامنے آئی تھیں، مجرموں نے بچوں کے ساتھ

کے مطابق سال 2017 کے دوران پنجاب میں 652 بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے جن میں 137 بچیاں اور 515 کم عمر بچے شامل ہیں، بچیوں سے زیادتی کرنے والے کسی ایک شخص کو بھی سزا نہیں ہوئی۔

[روزنامہ ایکسپریس لاہور۔16 جنوری 2018]

پولیس کی حالت یہ ہے کہ وہ رشوت کے بغیر مظلوموں، بیٹیوں اور بیٹوں کی رپورٹ تک درج نہیں کرتی۔ بے شرمی کی انتہا یہ ہے کہ زینب کی ریپ اور تشدد زدہ نعش ملی تو پولیس نے اہل خانہ سے انعام دینے کا مطالبہ کیا۔ سیالکوٹ میں ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی، پولیس کو شکایت کی تو انھوں نے اس بچی کے بھائیوں کو تھانے میں بند کر دیا اور مجرموں سے صلح کے لیے دباؤ ڈالنے لگے۔

اور خادم اعلیٰ صاحب ہر واقعہ کے بعد مظلوموں کے گھر کا چکر لگا آتے ہیں، مظلوموں کی دادرسی کے لیے اور مجرموں کی اطلاع دینے والے کو پیسے دینے کا اعلان کرتے ہیں، مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ ایسے کسی موقع پر ایک شاعر نے کہا تھا

تو ادھر ادھر کی بات نہ کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں، تیری رہبری کا سوال ہے

اور جو غریب اپنی آواز میڈیا تک نہیں پہنچا سکے، جو چند بندے اکٹھے کر کے توڑ پھوڑ نہ کر سکے، اسے کوئی پوچھتا تک نہیں۔

☆......2010ء تا 2018 کی پہلی ششماہی تک 22528 بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔

زیادتی کی اور ان کی ویڈیوز بنا کر پورن فلمیں بنانے والے عالمی اداروں کو بیچیں۔ ویڈیوز دکھا کر بچوں کے والدین کو بلیک میل بھی کرتے رہے۔ جب معاملہ میڈیا میں آیا اور اس پر شور اٹھا تو پولیس نے 25 ملزمان کو نامزد کیا، مسلم لیگ نون کے ایم پی اے احمد سعید خان کے دباؤ پر یہ کیس دبا دیا گیا تھا۔ سپریم کورٹ میں دو سال کیس چلنے کے بعد صرف دو آدمیوں کو سزا ہوئی جنھوں نے عدالت کے روبرو اعتراف جرم کر لیا تھا۔ پولیس نے اس کیس میں مجرموں کی رہائی میں سہولت دینے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ اس لیے عدالت نے باقی تمام ملزمان کو عدم پیروی کے سبب بری کر دیا۔

اس سے بھی پہلے لاہور میں جاوید اقبال جس نے 100 بچوں سے زیادتی کی، پھر تیزاب کے ڈرموں میں ڈال کر ان کی ہڈیاں تک گلا دیں' ہمارے ارباب اقتدار اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پچھلے دنوں منڈی بہاؤالدین میں اسی طرح کے بلیک میلر گروپ کا انکشاف ہوا ہے جو فیس بک پر بچوں سے دوستی کر کے انہیں بدفعلی پر مجبور کرتا ہے۔ متاثرہ بچوں کا کہنا ہے کہ ملزمان نے اسلحے کے زور پر بدفعلی کی اور ویڈیوز بھی بنائیں اور اب دیگر ساتھیوں سے بھی بدفعلی کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

ساحل آرگنائزیشن نے گزشتہ ساڑھے سات سالوں (2010 سے 2017) کی پہلی ششماہی تک بچوں کے ساتھ ہونے والے زیادتی کے رجسٹرڈ واقعات کا ایک میلہ بنایا ہے جو مضمون میں موجود ہے۔ اس کے مطابق اس عرصہ میں 22528 بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔

[روزنامہ ایکسپریس لاہور۔13 جنوری 2018]

زینب زیادتی کیس کے حوالے سے آئی جی پنجاب نے ہائی کورٹ میں جو رپورٹ جمع کرائی ہے' اس

مضمون لکھتے وقت میں نے اس سال یکم جنوری سے 19 جنوری تک کے اخبارات کا مطالعہ کیا تو میں ہل کر رہ گیا، خدایا میری قوم تو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے بھی فحاشی اور بے حیائی میں آگے بڑھ گئی ہے۔ میری زبان سے بے اختیار نکلا' خدایا یہ تیری مہربانی ہے کہ اس کے باوجود ان پر پتھروں کی بارش نہیں ہوتی، انھیں زمین میں دھنسایا نہیں جا رہا۔ گزشتہ انیس دنوں میں پنجاب میں جو خبریں اخبارات میں شائع ہوئیں، ان کے مطابق لڑکوں کے اغوا کے 7، ریپ کے 12 اور ریپ کے بعد قتل کے 7 واقعات ہوئے۔ اور لڑکیوں کے اغوا کے 21، ریپ کے 7 اور ریپ کے بعد قتل کرنے کے 3 واقعات ہوئے۔ یہ مجموعی طور پر 57 واقعات بنتے ہیں۔

وفاقی یا صوبائی سطح پر حکومت کی طرف سے بچوں

مذکورہ بالا اخبار اور رپورٹس سے لگتا ہے کہ جیسے ہمارا معاشرہ درندوں کا معاشرہ ہے، درندوں کی حکومت ہے، اس میں بیٹھا ہوا ہر درندہ دوسرے کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اتنی وحشت اور درندگی تو دور جاہلیت میں بھی نہ تھی۔

☆......اسلام دشمنی سیکولر اور لبرل طبقہ کی گھٹی میں پڑی ہے' ایسے واقعات پر مگر مچھ کے آنسو بہائیں گے مگر جب مجرموں کو سزا کی بات ہوتی ہے تو مخالفت کرتے ہیں اور الٹا حل تجویز کرتے ہیں کہ بچوں کو سیکس کی تعلیم دی جائے تا کہ یورپ کی طرح معاشرہ مزید تباہ ہو۔

کے حوالے سے اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا کوئی ادارہ یا انتظام نہیں ہے، یہ رپورٹس وہ ہیں جو اخبارات میں شائع ہوئیں یا پولیس کو رپورٹ ہوئیں۔ اور ہمارے معاشرے میں پولیس اور نظام سے مایوس اور مشرقی روایات کے سبب بھی لوگ ایسے واقعہ کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

قانون سو رہا ہے، پولیس افسران رپورٹ تک نہیں لکھتے، مجرم آزادانہ گھوم رہے ہیں۔ پولیس، حکومت کے کارندے اور عوامی نمائندے سب مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ آزاد عدلیہ کے نعرے لگائے جاتے ہیں لیکن عدلیہ بھی صرف از خود نوٹس تک محدود ہے۔

دوسری طرف ہمارا سیکولر اور لبرل طبقہ ہے، اسلام دشمنی ان کی گھٹی میں پڑی ہے، ایسے واقعات پر احتجاج کریں گے اور مگر مچھ کے آنسو بہائیں گے مگر جب ایسے مجرموں کو سخت سزا دینے کی بات کی جاتی ہے تو اس کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ اس کا حل یہ تجویز کرتے ہیں کہ بچوں کو سیکس کی تعلیم دی جائے۔ یعنی

میر کیا سادہ ہیں، بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

کہتے ہیں مغرب میں سیکس کی تعلیم دی جاتی ہے، سوال ہے، زنا زیادہ کہاں ہوتا ہے؟، یورپ میں ریپ کی

شرح کیا ہے؟، پورن فلمیں کہاں زیادہ بنتی ہیں؟،دنیا کی پورن انڈسٹری کہاں ہے؟، پیڈ فیلیک فلمیں (جن میں بالغ مردوں اور بوڑھے کو دو سے چودہ سالہ بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کرتے دکھایا جاتا ہے) کہاں فلمائی جاتی ہیں؟، پیڈوفیلیا کے مریض کہاں زیادہ ہیں؟۔ مغرب کے اندر تو اب باقاعدہ تحریکیں چل رہی ہیں کہ جس طرح ہم جنس پرستوں کی شادی کے لیے قوانین بنائے گئے ہیں' اسی طرح پیڈوفیلیا کے لیے بھی آزادی دی جائے۔ یورپی ممالک کے کئی پارلیمینٹیرینز پر پیڈوفیلیا یعنی بچوں سے جنسی عوامل میں ملوث رہنے کے الزامات لگ چکے ہیں۔

☆......میں حیران ہوں کہ کوئی اینکر' سیاستدان اور تجزیہ کاران عوامل کا ذکر نہیں کر رہا جن کے باعث مجرم پر حیوانیت طاری ہوجاتی ہے اور وہ سیکسی فلمیں ہیں جو سرعام مل جاتی ہیں اور دیکھی جارہی ہیں۔ذوالفقار علی چیمہ سابق پولیس آفیسر

کیا انھیں سیکس کی تعلیم نے انسان بنادیا یا وہ مزید حیوانیت میں اتر گئے۔ وہاں کی حالت تو یہ ہے کہ امریکا کے سابقہ صدر باراک اوباما نے ایک انٹرویو میں کہا:

"میں نے دوسری مرتبہ صدارتی انتخاب لڑنے کا فیصلہ اس لئے کیا کہ میری بیٹیوں کے لئے صدارتی گارڈز کا تحفظ میسر رہے اور انھیں سیکنڈری سکول کے مرحلے تک کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔"

مغرب اور ہمارے سیکولر حضرات بچیوں کو جنسی تعلیم دینے کی بات کرتے ہیں مگر جلدی شادی کرنے کو درست سمجھتے ہیں نہ زنا بالرضا کو جرم مانتے ہیں، ان کے ہاں صرف ریپ اور زبردستی کا زنا جرم ہے۔اس صورت میں جنسی تعلیم دینے کا صرف یہی مطلب ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ سب بچے اور بچیاں خوشی اور رضامندی سے اس غار میں اتر جائیں، کسی کو دھکا دینے کی ضرورت نہ پڑے۔

ننھی پریوں اور معصوم فرشتوں کے ساتھ زیادتی کرنے والے دراصل نفسیاتی مریض ہیں اور نفسیاتی جنونی اس وقت بنتے ہیں جب ان کے اردگرد فحاشی اور عریانی پھیلتی ہے تو اس کے اندر جنسی حس پیدار ہوجاتی ہے۔ ہمارا میڈیا سارا دن فحاشی اور عریانی پیش کرتا ہے،فلم انڈسٹری کھلی بے حیائی کی دعوت دیتی ہے،فیشن اور ماڈرن ازم کے نام پر بے لباسی دکھائی جاتی ہے، تعلیمی ادارے بے حجابی کا درس دے رہے ہیں۔ اس سے اگر ایک عام اور شریف آدمی پر زیادہ اثر نہیں پڑتا مگر جنسی درندہ دیکھتا ہے تو اس کے دماغ میں جنسی ہیجان پیدا ہوجاتا ہے۔ پاکستان کے معروف سابق پولیس افسر ذوالفقار احمد چیمہ نے زینب قتل ایشو پر کالم لکھا ہے، جس کا ایک پیراگراف ملاحظہ کریں:

"پولیس سروس میں راقم نے خود اس نوعیت کے درجنوں کیس ڈیل کیے ہیں۔ پولیس ایسے مجرموں سے پہلا سوال یہ کرتی ہے: "تم نے ایسا گھناؤنا فعل کیوں کیا؟، اس شیطانی فعل کے لیے تم نے اس معصوم بچے، بچی کو کیوں چنا؟ اور پھر اسے قتل کیوں کردیا؟۔نوے فیصد سے زیادہ مجرموں کا یہ اعتراف سامنے آتا رہا ہے کہ میں بلیو فلم (سیکس موویز) دیکھتا رہا تھا جس سے میرے جنسی جذبات بھڑک اٹھے۔ مجھ پر شیطانیت طاری ہوگئی۔ میں نے فوری طور پر شکار تلاش کرنا شروع کیا تو (محلے یا گلی میں) فوری طور پر آسان شکار یہی نظر آیا۔ میں اسے پیسوں کا لالچ دے کر (کبھی مٹھائی یا چاکلیٹ کا لالچ دیا جاتا ہے) ساتھ لے گیا۔ بچی کے ساتھ بدکاری کرنے کے بعد مجھے یہ خوف محسوس ہوا کہ یہ تو میرا نام بتادے گی تو میں نے اپنے جرم کی واحد گواہ کو ختم کردینے کا فیصلہ کیا۔" لہذا میں نے اسے قتل کردیا۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:

" میں حیران ہوں کہ کوئی اینکر، سیاستدان یا کوئی تجزیہ کاران عوامل کا ذکر ہی نہیں کررہا جن کے باعث مجرم پر حیوانیت غالب آجاتی ہے۔ مجرموں کے انکشافات اور دیگر شہادتوں کے بعد ماہرین کی رائے میں انٹرنیٹ پر موجود اور آسانی سے دستیاب Porn-contents اور سیکس موویز بچوں پر جنسی تشدد کے واقعات کی بہت بڑی وجہ ہے، اسی لیے بہت سے ملکوں نے اس طرح کی قابل اعتراض سائٹس بلاک کردی ہیں۔ مجھے یاد ہے سنگاپور میں ایک سینئر سرکاری اہلکار سے میں نے پوچھا' آپ نے اس طرح کی سائٹس کیوں بند کررکھی ہیں؟ اس نے جواب دیا: "ہم نہیں چاہتے کہ ایسے مواد تک کچے ذہنوں کی رسائی ہو، اس سے ہمارے نوجوانوں کے جنسی جذبات بے قابو ہوں گے اور پھر ہمارے چھوٹے بچے اور بچیاں حیوانیت کی بھینٹ چڑھ جائیں گی۔"

یہ کیس دراصل جنسی جنونیت اور ہیجان کا ہے۔

اس سے صرف فوری ٹرائل اور سخت سزا کے ذریعے ہی نمٹا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ریپ کا تو کوئی کیس نہیں ہوا، البتہ ایک یہودی شخص نے ایک مسلمان بچی کے زیورات چھیننے کے لیے اس کا سر پتھر سے کچل کر ویرانے میں پھینک دیا۔ اس کے آخری سانس چل رہے تھے کہ کسی شخص کی نظر پڑ گئی، اٹھا کر لایا گیا، آپ ﷺ نے اس سے مجرم کا نام پوچھا مگر وہ بولنے سے قاصر تھی۔ مشکوک لوگوں کے نام لیے گئے، تو اس نے مجرم کے نام پر سر ہلا کر تصدیق کردی۔ اور اس کے بعد وہ اللہ کو پیاری ہوگئی۔ مجرم کو پکڑ کر لایا گیا، دوران تفتیش اس نے جرم کا اقرار کردیا۔ اسی طرح پتھر کے ذریعے اس کا سر کچل دیا گیا۔[بخاری:6879]

لبرل اور سیکولر لوگوں کو اسلام اور محمد ﷺ کے نام سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، آیئے، اب میں انہی کے واقعات رکھتا ہوں، جنھیں وہ اپنے لیے رول ماڈل سمجھتے ہیں:

میرے استاذ علامہ مظفر عباسی رحمہ اللہ نے بتایا کہ لینن کے دور حکومت میں روس میں ایک لڑکے نے کالج کی لڑکی کو چھیڑا، بات حکومت تک پہنچی، لڑکے کو گرفتار کرلیا گیا۔ ماسکو کے وسیع میدان میں لوگ اکٹھے ہوئے، لڑکے کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے نیچے لٹکایا گیا، میدان میں رکھی اکیس توپوں نے بیک وقت "سلامی" دی، اور مجرم کا جسم ہوا میں تحلیل ہوگیا۔ مغرب نے بہت شور مچایا تو لینن نے کہا: ہم نے شادی کی کھلی اجازت دی ہے۔ اگر اسے جنسی خواہش تھی تو اس لڑکی سے شادی کرلیتا۔ اس نے شادی کی پیش کش نہیں کی، اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے معاشرے کو خراب (فسادفی الارض) کرنا چاہتا تھا، اور فسادفی الارض کی ہمارے ہاں یہی سزا ہے۔

لینن کی سیکرٹری نے کہا: جنسی خواہش بھی تو ایک پیاس ہے، پھر اس پر اتنی سختی کیوں؟، اس نے کہا: کوئی شریف زادہ گندی نالی سے پیاس نہیں بجھاتا۔

چین کے چیئرمین ماؤزے تنگ (Mao zetong) کے دور میں ایک لڑکی سے ریپ ہوا۔ چیئرمین اس کے گھر گئے، پوچھا بیٹی' جب تجھ پر ظلم ہوا تو کیا تو چیخی تھی؟ 'اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ اگلے دن بڑے میدان میں فوج کو جمع کیا گیا۔ اور بچی کو میدان کے درمیان میں لاکر کہا' بیٹی! اب پورے زور سے چیخ مارو۔

باقی صفحہ 7 پر

ننھی پری زینب سے زیادتی و قتل

کیا ایسے ہولناک واقعات کا تدارک جنسی تعلیم کے فروغ سے ممکن ہے؟

اصلاحِ معاشرہ

محمد فہیم شاکر شیخوپورہ

نئے سال کی آمد پر قصور میں زینب نامی ایک معصوم گڑیا کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور بعد ازاں قتل کر کے لاش کو کچرے میں پھینک دیا گیا۔ یہ سراسر انسانیت کی توہین تھی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مجرم کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جاتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اس پہ مستزاد یہ کہ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم کے فروغ کا شور اٹھایا گیا اور یہ تاثر دیا گیا کہ اگر پاکستانی تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم نہ دی گئی تو ایسے واقعات ہوتے رہیں گے۔

قصور سمیت ملک بھر میں ہونے والے واقعات کا بغور جائزہ لیں تو نظر آتا ہے کہ یہ سارے اغواء، زیادتی اور قتل کے کیسز ہیں یعنی فوجداری واقعات ہیں۔ ان کی روک تھام پولیس اور انتظامیہ کے ذمے ہیں لیکن تکلیف دہ بات تو یہ ہے کہ ان کو ٹھیک کرنے کی بجائے کمال ہوشیاری سے ان کی ذمہ داری والدین اور تعلیمی اداروں پر ڈالی جا رہی ہے۔ ان سارے واقعات کا سیکس ایجوکیشن سے دور کا بھی تعلق نہیں لیکن مغربی فنڈنگ پر چلنے والی این جی اوز ان سب کی آڑ میں اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے پر تلی ہوئی ہیں

اسے سکول جا کر دہراتے ہیں جس سے دیگر بچے متاثر ہو کر وہی کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا ہم نہیں جانتے کہ تعلیمی اداروں میں آئے روز مینا بازار کا انعقاد ہوتا ہے۔ ثقافتی شوز کے نام پر بچیوں کے ڈانس کروائے جا رہے ہیں۔ یہ سب عریانی کے اسباق ہی تو ہیں' اسی لئے اوریا مقبول جان نے کہا تھا کہ بچوں میں جنسی تعلیم بے حیائی کے فروغ کا سبب بن سکتی ہے۔ 31 دسمبر 2013 کو ایک انڈین دانشور' آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے جج جسٹس ایل نرسمہا ریڈی نے ایک بیان میں کہا کہ ہائی سکولز میں جنسی تعلیم دینے سے بچوں کے ذہنوں میں خرابی ہو رہی ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ مشترکہ خاندانی سسٹم ختم ہونے سے بچوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو مغرب کسی بھی چیز کو پردے میں رکھنے کا قائل نہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں مختصر لباس استعمال کیا جاتا ہے لیکن حیرت ہوتی ہے پاکستان کے نام نہاد دانشوروں پر جو کہتے ہیں کہ کم کپڑے پہننا فحاشی نہیں بلکہ کم کپڑے پہننے والوں کی زندگی میں مداخلت کرنا فحاشی ہے۔ ایسا کہنا ہے فرنود عالم کا، اب جبکہ ان کی سوچوں کا معیار ہی ایسا ہے تو ان سے بحث بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے۔

پاکستان میں بچوں کو جنسی تعلیم دینے پر زور وہ لوگ دے رہے ہیں جو خود بچوں کی نازیبا ویڈیوز مہنگے داموں خریدتے ہیں۔ اسی راہ چلتے ہوئے یورپ کا حال سنتے چلئے سابق برطانوی فٹبال کوچ بیری بیٹیل پر بچوں

> ☆...... پاکستان کے نام نہاد دانشوروں پر حیرت ہوتی ہے جو کہتے ہیں' کم کپڑے پہننا فحاشی نہیں ہے بلکہ کم کپڑے پہننے والوں کی زندگی میں مداخلت کرنا فحاشی ہے۔

ذیل میں ہم انہی باتوں کا جائزہ لیں گے کہ جنسی تعلیم سے کیا مراد لی جا رہی ہے اور پاکستان میں اس کے فروغ کے لئے کیوں اتنی کوششیں کی جا رہی ہیں اور اسلام اس حوالے سے کیا راہنمائی کرتا ہے؟

یہاں پر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ بچوں کو جنسی تعلیم دینا بذات خود معاشرے میں بگاڑ کا سبب بن سکتی ہے۔ اس سے کسی بگاڑ کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔

وہ سارا کچھ جو بچے ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں

جبکہ اسلام ہرگز ایسا معاشرہ نہیں چاہتا جہاں انسانوں کی خواہشات کو بے لگام چھوڑ دیا گیا ہو بلکہ اسلام دین فطرت ہونے کے ناطے انسانوں کی فطری ضروریات کا خیال رکھتا ہے اور انہیں جائز طریقے سے پورا کرنے کا مکمل سامان اور راہنمائی فراہم کرتا ہے تاکہ معاشرہ بے لگام گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا اخلاقی وجود نہ کھو بیٹھے لیکن جیسے جیسے ہمارے معاشرے نے اسلام سے دوری اختیار کر کے اہل مغرب کی اندھی تقلید شروع کی تو اپنی بنیاد بھی بھول بیٹھے اور روز بروز زوال کا شکار ہوئے اور ہمارے مقامی نام نہاد دانشوروں نے اس زوال کو مزید گہرا کرنے میں اپنا کردار خوب نبھایا ہے۔

سے زیادتی کے 48 مقدمات درج ہیں اور اس پر اسے عدالتی کاروائی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح سابق فرنچ انٹرنیشنل فٹ باؤلر صتیو میر لیٹ کو کم عمر لڑکے پر جنسی حملے کے الزام میں شامل تفتیش کیا گیا۔

برطانیہ جہاں تعلیمی اداروں میں سیکس ایجوکیشن دی جاتی ہے' اسی ملک کے معتبر ترین نشریاتی ادارے کے نمائندے جمی سوائل کے مرنے کے بعد معلوم ہوا کہ مرنے والے نے اپنے کیریئر کے دوران 450 لوگوں بشمول بچوں سے جنسی زیادتی کی۔

اسی طرح بی بی سی اردو کی 19 اپریل 2017ء کی رپورٹ میں بتایا کہ یورپ اور جنوبی امریکہ کے حکام نے

سوشل سائیٹ وٹس ایپ کے ذریعے بچوں کے جنسی استحصال پر مبنی تصاویر کو تقسیم کرنے والے نیٹ ورک کے درجنوں افراد کو گرفتار کیا ہے۔

بچوں کے جنسی استحصال کی تصاویر اور ویڈیوز کو انٹرنیٹ پر ڈالنے کے معاملے میں یورپ گلوبل ہب بن رہا ہے۔

کے بعد کا سارا پروسیجر مکمل تفصیل سے بتا سکتے ہیں۔ اسی طرح بچہ اگر پوچھے کہ سپرم اور انڈہ اکٹھے کیسے ہوتے ہیں تو انہیں مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

کوئی ان سے پوچھے کہ ایک بچہ یہ ہی کیوں پوچھے گا کہ بچے کہاں سے آتے ہیں؟ اور اسے کیا خبر کہ سپرم اور انڈہ کیا ہوتے ہیں؟ اور اگر وہ پوچھ ہی لے تو اسے

☆......ہائی سکولز میں جنسی تعلیم دینے سے بچوں کے ذہنوں میں خرابی پیدا ہو رہی ہے اور اس کے نتیجے میں مشترکہ خاندانی سسٹم ختم ہونے سے بچوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ ایل نرسمہا ریڈی جسٹس آندھرا پردیش ہائی کورٹ کا اعتراف

اسی طرح بی بی سی اردو کی 3 اپریل 2017ء کی رپورٹ کے مطابق انٹرنیشنل واچ فاؤنڈیشن نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ دنیا بھر میں غلط استعمال والے مواد کا 60 فیصد اب یورپ میں پایا جاتا ہے جو کہ پہلے کے مقابلے میں 19 فیصد زیادہ ہے اور یورپی ممالک میں غیر قانونی مواد ڈالنے کے معاملے میں نیدر لینڈ سرفہرست ہے۔

تکلیف دہ بات یہ ہے کہ پاکستانی تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم کے فروغ کا شور بھی یہی یورپ اٹھا رہا ہے جس سے ان کے مقاصد کی صاف سمجھ آ رہی ہے۔ لہٰذا پاکستانی قوم خبردار رہے کہ اہل یورپ ہرگز پاکستانی قوم اور معاشرے کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

مذکورہ بالا مثالیں ان مغربی ممالک سے لی گئی ہیں جہاں سیکس ایجوکیشن نصاب کا حصہ ہے لیکن ہزاروں لاکھوں واقعات میں سے چند ایک کا ذکر کر کے یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ خود ان ممالک میں بھی بچوں سے زیادتی کے واقعات رکے نہیں۔ اس کے باوجود اس نصاب کو پاکستانی تعلیمی اداروں میں رائج کرنے کا مقصد بچوں کو قبل از وقت بالغ بنانے، ان کو جنسی بے راہ روی کی طرف لے جانے اور معاشرے میں انارکی پھیلانے کے علاوہ کچھ نہیں۔

پاکستان میں موجود این جی اوز اور ان کے ہرکارے چند ایسے فرضی سوالات کی مدد سے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں جن سے انہیں پاکستان میں جنسی تعلیم کے فروغ کی حمایت دستیاب ہوتی ہے۔ انہی سوالات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر بچے آپ سے پوچھیں کہ ''بچے کہاں سے آتے ہیں''؟ تو آپ ان کو میاں بیوی کے تعلقات اور اس

چھوٹی عمر میں میاں بیوی کے تعلقات سمجھانے کی کیا ضرورت ہے بھلا؟ وقت سے پہلے بچوں کو بالغ کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

اسی طرح غیر ملکی فنڈنگ پر چلنے والی این جی اوز جس جنسی تعلیم کا پرچار کرتی ہیں' اس کا ایک پوائنٹ یہ بھی ہے کہ بچوں کو بتایا جائے کہ سیکس صرف خود لذت حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ اپنے ساتھی کو لذت دینا بھی ہے۔

اب آپ ہی بتائیے یہ بد اخلاقی سے بچانے کی تعلیم ہے یا فحاشی کی؟

اب آئیے اہل مغرب کے ہاں رائج جنسی تعلیم کے سلیبس پر ایک نظر ڈالتے ہیں

1	Humansexual anatomy
2	Sexual reproduction
3	Sexual activity
4	Age of consent
5	Reproductive health
6	Reproductive rights
7	Safe Sex
8	Birth control
9	Sexualabstinence

ان موضوعات کو دیکھنے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ ان کا بچوں کے اغواء، زیادتی اور قتل جیسے قبیح واقعات سے کوئی تعلق نہیں تو پھر سیکس ایجوکیشن کے لئے اتنا واویلا کیوں؟ اس سارے سلیبس میں تو جنسی عمل قائم کرنا، خود لذتی' دوسرے کو لذت دینا، اس سارے عمل میں بیماریوں سے بچنے اور محفوظ جنسی ملاپ کے طریقے بیان کئے گئے ہیں اور ان کی تربیت دی گئی ہے اور بس۔

پاکستانی تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم کے لئے تڑپنے والی این جی اوز سے سوال کیا جانا چاہئیے کہ یہ سب کیا ہے اور بچوں کو اس سب تربیت کا فراہم کیا جانا کیوں ضروری ہے؟ اور کیا یہ سب فطری ہے؟ ہرگز فطری نہیں۔

☆......پاکستان اس وقت جنسی ادویات کے سمگلروں کی بڑی مارکیٹ بن چکا ہے 2015-16 میں 8 بلین امریکی ڈالرز کی جعلی ادویات فروخت ہوئی اور لگتا یہی ہے کہ اپنی آمدنی بڑھانے کے چکر میں اسلام و ایمان چھیننا' خاندان تباہ کرنا اور لوگوں کے جذبات بھڑکا کر انہیں برباد کرنا ان کا مشن ہے۔

وکی پیڈیا نے سیکس ایجوکیشن کی تعریف کچھ یوں کی

Sexeducation is instruction on issues relating to human sexuality

جنسی تعلیم انسانی جنس کے متعلقہ معاملات کے بارے میں رہنمائی کرتی ہے۔

یہاں پر آگاہی کی بجائے ہدایات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے دیگر اجزاء یا مکمل پروگرام میں جو چیزیں شامل ہیں وہ یہ ہیں:

یاد رکھیے اہل مغرب اور سیکس ایجوکیشن کے لیے تڑپنے والے دراصل فطرت کی نادیدہ قوتوں سے برسر پیکار ہیں اور آپ کو تو معلوم ہی ہوگا کہ فطرت سے برسر پیکار ہونے کا مطلب اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔ یہی وجہ ہے یورپ اور امریکہ صرف اسی وجہ سے اپنا خاندانی نظام تباہ کر چکے ہیں اور اب انڈیا کا سماج دہائی دے رہا ہے کہ ہائی سکولز میں جنسی تعلیم کے نتائج کے طور پر بچے خاندان سے دور ہو رہے ہیں۔

باقی صفحہ 7 پر

بچّوں کو برباد کرنے کا ایک خطرناک ذریعہ

وڈیو گیمز

اصلاح معاشرہ

عبدالوارث ساجد

اس وقت نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے ممالک میں والدین بچوں میں الیکٹرانک گیمز کے لیے پیدا ہونے والے جنون اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال سے پریشان ہیں۔ دنیا میں پہلی کمپیوٹر گیم 1962ء میں بنائی گئی تھی۔ جس کا نام Space War رکھا گیا تھا۔ گو الیکٹرانک گیمز کا سلسلہ اس زمانے میں شروع ہو گیا تھا لیکن ہر کسی کی کمپیوٹر تک رسائی نہ ہونے کے باعث یہ سلسلہ عام نہیں ہوا تھا۔ اس سلسلے کو تقویت اس وقت ملی جب 1980ء کے بعد طاقتور پرسنل کمپیوٹر عام ہونا شروع ہوئے۔ اس کے بعد کمپیوٹر گیمز میں بھی تیزی سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ اب ان گیموں کا دائرہ کار اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ مارکیٹ میں ہر طرح کی کوئز گیمز، ایڈوانچر گیمز اور ایکشن گیمز انتہائی سستے داموں دستیاب ہیں۔ کرکٹ، آئس ہاکی، فٹ بال اور گالف سے متعلق گیمز بھی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی ایسی گیمز بھی ہیں جو تفریح کے ساتھ ساتھ معلومات سے بھی بھرپور ہیں۔ مارکیٹ میں ایسی گیمز بھی ہیں جن میں آپ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر ہوائی جہاز اڑاتے ہیں اور دنیا کے گرد چکر لگاتے ہوئے محسوس کر سکتے ہیں لیکن اوپر بیان کی گئی گیمز کی اقسام کے ساتھ ساتھ بہت سی ایسی بھی ہیں جن پر کڑی تنقید کی جاتی ہے اور وہ تنقید کچھ غلط بھی نہیں کیونکہ یہ مناظر اور واقعات معاشرے میں بالخصوص بچوں پر بہت بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان گیمز میں کھلے عام لوگوں کو قانون کی خلاف ورزیاں کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ ایک انسان جو دراصل کمپیوٹر آپریٹر ہوتا ہے درجنوں انسانوں کو جدید ہتھیاروں سے ہلاک کرتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔

آن لائن خطرناک گیمز

ان گیمز نے اس وقت ایک نیا روپ دھار لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مشہور گیم Britannia نام کی ہے۔

☆...... ایک گیم کے فائنل راؤنڈ تک پہنچنے کے لئے 35000 انسانوں کو گن سے فائرنگ کر کے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس میں زندگی کی بھیک مانگنے والوں کو بھی بے رحمی سے قتل کرنا ہوتا ہے۔ یوں بے رحمی کی پوری تربیت دی جا رہی ہے۔

گیم میں بھی برطانیہ ایک ملک ہے جس کی آبادی دو لاکھ ہے۔ اس ملک میں ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں۔ یہ لوگ کاروبار کرتے ہیں، تعمیرات کے کاموں میں مشغول ہیں، آپس میں لڑائیاں کرتے ہیں لیکن اس سب ماحول میں کوئی چیز بھی حقیقی نہیں ہے۔ یہ صرف ایک کمپیوٹر گیم ہے جو محض انٹرنیٹ پر کھیلی جاتی ہے۔ انٹرنیٹ پر کوئی بھی شخص یہ گیم کھیل سکتا ہے۔ جب کوئی بھی شخص اس گیم میں حصہ لینے کے لیے انٹری دے گا تو وہ اس دو لاکھ کی آبادی میں سے اپنے کسی بھی پسندیدہ کردار کا روپ دھار کر کھیلنا شروع کر دے گا۔ اس طرح کی بے شمار گیمیں آن لائن موجود ہوتی ہیں۔ آن لائن گیمز دوسری گیمز سے اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ دوسری گیموں میں کمپیوٹر آپریٹر کے علاوہ دوسرے تمام کرداروں کو کمپیوٹر چلاتا ہے اور یہ کردار پہلے سے آٹومیٹک طریقے سے اس میں فیڈ کر دیے جاتے ہیں جبکہ آن لائن گیمز سے ماحول میں کردار کے پیچھے ایک آدمی ہوتا ہے جس کا تعلق دنیا کے کسی بھی خطے، مذہب اور قوم سے ہو سکتا ہے۔ اس گیم میں ہزاروں لوگ بیک وقت شامل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مشہور گیم Ultioma Online سے متعلق دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس گیم میں دنیا کے 114 مختلف ممالک سے افراد شریک ہوتے ہیں۔ اس گیم کے شرکاء باہمی چیٹ بھی کر سکتے ہیں۔ اس گیم میں داخل ہو کر انسان اپنے آپ کو گلوبل کمیونٹی کا ایک حصہ سمجھنے لگتا ہے۔

نئی نسل کا اخلاق تباہ ہو رہا ہے

یہاں یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ ساری گیمز ہی مثبت خصوصیات نہیں رکھتیں۔ مارکیٹ میں ان گنت کمپیوٹر گیمز موجود ہیں جن میں کھلے عام قانون کی خلاف

افغانستان میں امریکہ کی چیخیں

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے جب پاکستان کو دھوکہ باز اور مکار قرار دیا اور پاکستان کو دیے جانے والے 33 ارب ڈالر کو اپنی غلطی قرار دیا تو ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ پاکستان نے انہیں افغان جنگ میں دھوکہ دیا ہے۔ یہ بات ان کے بعد دیگر کئی امریکی عہدیداران نے بھی کہی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکی لگ بھگ 10 سال سے ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ افغانستان میں انہیں پاکستان نے دھوکہ دے کر مروایا لیکن وہ اس حوالے سے کوئی ثبوت بھی پیش نہیں کرسکتے۔ زیادہ سے زیادہ اسامہ بن لادن کی ایبٹ آباد میں موجودگی کو ہی وہ دلیل بناتے تھے لیکن وہ تو خود اسامہ بن لادن کی ایبٹ آباد میں موجودگی کی آج تک ایک دلیل نہیں دے سکے۔ جھوٹ کا عالم یہ تھا کہ جسد خاکی تک جب دکھا نہ پائے تھے تو یہ کہہ دیا تھا کہ ہم نے اسلامی طریقے سے کفن دے کر اسلامی طریقے سے نعش سمندر میں ڈال دی تھی۔

بہر حال امریکہ افغانستان میں جس طرح ذلیل و رسوا ہوا' وہ تاریخ کا ایک نیا باب ہے۔

امریکی طویل عرصہ سے افغان مجاہدین کے ساتھ مذاکرات کا ڈول ڈال کر نکلنے کے راستے تلاش کرتے رہے، وہ یہ بھی کہتے' مانتے رہے کہ یہ سب کچھ پاکستان کے بغیر ناممکن ہے۔

پاکستان کو تنگ و پریشان کرنے کے لیے افغانستان میں بھارت کو لایا گیا لیکن بات نہیں بن پا رہی۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ افغانستان کے کسی حصے میں امریکی' اتحادی اور افغان فورسز آزادانہ نقل و حرکت نہیں کرسکتیں۔ کہنے کو 45 فیصد حصے پر افغان مجاہدین کا قبضہ ہے لیکن عملی طور پر یہ قبضہ 90 فیصد سے کم نہیں کیونکہ کٹھ پتلی حکومت اور اتحادی افواج اپنے مخصوص مراکز سے تو باہر نہیں نکل سکتیں۔

17 جنوری 2018ء کو افغان کٹھ پتلی صدر اشرف غنی اور امریکی افواج کے کمانڈر جنرل جان نکلسن نے تسلیم کیا کہ افغان مجاہدین نے تمام افواج کو بنکرز تک اور حکومت کو صدارتی محل تک محدود کر دیا ہے۔ دنیا کے سخت ترین سکیورٹی رکھنے والے مقامات میں سے ایک کابل کی زندگی مفلوج ہے۔ فوج نے سڑکوں کا استعمال ہی چھوڑ دیا ہے۔ امریکی ٹی وی سی بی ایس نیوز کو انٹرویو میں اشرف غنی نے یہ بھی تسلیم کیا کہ امریکی مدد کے بغیر وہ 6 ماہ بھی حکومت نہیں چلا سکتے۔ یہ بھی درست ہے کہ مجاہدین کے حملوں سے بچنے کے لیے گلیوں اور محل کے باہر بلند و بالا دیواریں تعمیر کی گئی ہیں۔

افغانیوں نے جیسے دنیا کی ہر سپر پاور کی طرح امریکی و اتحادیوں کو شکست فاش سے دوچار کر دیا ہے' اگر داعش کے فتنے پر بھی قابو پانے میں کامیاب ہوگئے تو افغان سرزمین سے امریکی شکست اور جہاد اسلامی کی عظیم فتح دنیا بھر میں مسلمانوں کو فتح اور عزت مند بنانے میں مشعل راہ ثابت ہوگی اور پھر امریکی سازشیں ہر جگہ نامراد ہوں گی۔ ان شاءاللہ

2017ء: افغان مجاہدین کے افغان کٹھ پتلی فوجیوں اور اتحادیوں پر 7503 حملے، 14938 ہلاک، 9430 زخمی' 48 فدائی آپریشن کیے۔ دشمن کے 2976 فوجی ٹینک اور فوجی گاڑیاں 13 ہیلی کاپٹر اور 7 ڈرون تباہ ہوئے

(خصوصی رپورٹ: امین طاہر)

افغان مجاہدین نے 50 ملکی جنگی اتحاد کی تمام ٹیکنالوجی، فوجی افرادی قوت اور پراکسی وار کو ناکام بناتے ہوئے تار تار کر دیا ہے۔ افغان مجاہدین کی ضربوں کی بازگشت دہلی سے لیکر تل ابیب اور واشنگٹن تک عام سنائی دے رہی ہے۔ امریکہ اور اتحادی اپنی شکست کا الزام پاکستان پر دھرتے ہوئے شکست کا ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ دوسری طرف افغان مجاہدین نے سال 2017ء میں اپنے جہادی معرکوں کی تفصیل بتاتے ہوئے جدید دنیا کو اور پریشان کر دیا ہے۔

افغانستان سے موصولہ رپورٹس کے مطابق مجاہدین نے 2017ء میں دشمن پر مجموعی طور پر 7503 حملے کیے۔ 14938 ہلاک، 9430 زخمی کیے اس دوران 48 فدائی آپریشن کیے۔ دشمن کے 2976 فوجی گاڑیاں' 13 ہیلی کاپٹر اور 7 ڈرون تباہ کر کے بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے۔ اس دوران افغانستان میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے بیرونی استعمار اور اس کے افغان کٹھ پتلی فوجیوں کے خلاف نہایت شجاعت اور بہادری سے کارروائیاں کیں، دشمن کی موجودگی سے وسیع علاقوں کا صفایا کیا، ضلعی مراکز سے دشمن کو مار بھگایا، دشمن کی آمد و رفت کے راستے بند کر دیے گئے اور بار بار دشمن کی اہم رہائش گاہوں، فوجی مراکز، پولیس ہیڈ کوارٹرز، یونٹوں اور چوکیوں کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات کا سامنا ہوا۔ نفسیاتی طور پر دشمن حواس باختہ ہو چکا ہے، جنگ کے میدان میں دشمن پر خوف طاری ہو چکا ہے، عوامی تعاون سے محروم ہوا۔

حملوں کے دوران گذشتہ برس 279 بیرونی غاصب ہلاک جبکہ 124 زخمی ہوئے ہیں۔ کابل انتظامیہ کے فوجیوں، پولیس اور انٹیلی جنس سروس کے اہلکاروں کو امریکی غاصب ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور جنگ کے دوران مجاہدین کا سامنا سب سے پہلے انہی حواریوں سے ہوتا ہے، اسی لیے کٹھ پتلی انتظامیہ کے سیکورٹی اہلکار بھاری جانی نقصانات سے دوچار ہوتے ہیں۔

(بحوالہ ویب سائٹ: www.alminarah.com/english)

بھارت کا تیزی سے ہندوراشٹر کا سفر

گائے اور لوجہاد کی آڑ میں آئے روز بھارتی اور کشمیری مسلمانوں کے قتل عام کے باوجود......

امریکہ نے بھارت کو اقلیتوں کے لیے محفوظ اور پاکستان کو غیر محفوظ قرار دے دیا

انڈین ڈسک

سلیم اللہ عابدی

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے پاکستان کو دھوکے باز قرار دے کر امداد بند کرنے کے اعلان اور عمل درآمد کے بعد امریکی محکمہ خارجہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں پاکستان کو ایک بار پھر ان ممالک میں بھی شامل کر دیا جہاں جہاں مذہبی اقلیتوں پر ظلم وزیادتی ہوتی ہے اور وہ انتہائی غیر محفوظ ہیں۔

حیران کن طور پر پہلے اس فہرست میں بھارت کا نام جزوی طور پر شامل تھا جسے اب مکمل طور پر خارج کر دیا گیا ہے۔ دوسرا حیران کن پہلو یہ بھی دیکھنے کو ملا کہ ہمارے حکمران اور ان کے دفتر خارجہ نے ایک بار بھی امریکہ کو اس کی تاریخ یاد نہ دلائی کہ اس نے 1965ء اور 1971ء کی جنگوں سے لے کر اب تک پاکستان کو کب کب اور کہاں کہاں دھوکے دیئے اور بھارت کے خلاف ہر جنگ کے موقع پر وہ مدد وتعاون اور بحری بیڑے روانہ کرنے کا کہہ کر اب تک ''میسنا'' بنا ہوا ہے۔ اس نے تو ہمیں وہ ایف 16 طیارے بھی آج تک نہیں دیئے جن کی قیمت اس نے اڑھائی دھائیاں قبل وصول کی تھی اور جو موجود ہیں' ان کے پرزے اور مرمت کا سامان دینے سے بھی انکار اب تک جاری ہے۔

بہرحال یہ کہانی ایک طرف تو دوسری طرف امریکہ کی فہرست میں پاکباز قرار پانے والے بھارت کی طرف چلتے ہیں جہاں امریکی سرٹیفکیٹ ملتے ہی حکمران پارٹی بی جے پی کے مرکزی رہنما اور رکن اسمبلی سریندر جین نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بہت جلد بھارت ہندوراشٹریہ بن جائے گا' تب بھارت میں صرف وہ مسلمان رہ پائیں گے جو خود کو ہندو تہذیب کے ساتھ ہم آہنگ کرلیں گے۔ ہم بھی انہی کو بھارت میں رہنے کے لیے قبول کریں گے جو خود کو ہماری تہذیب میں ضم کرلیں گے اور جو ایسا نہیں کریں گے' وہ کسی بھی دوسرے ملک میں جا کر سیاسی پناہ لینے کے لیے آزاد ہیں۔

ساتھ ہی سریندر جین نے دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ 2024ء تک ہمارا ملک اس منزل کو حاصل کرے گا۔ وزیراعظم نریندر مودی کو بھگوان کے اوتار قرار دیتے ہوئے کہا کہ آر ایس ایس 2025ء میں جب اپنے قیام کے 100 سال مکمل کرے گی' تب بھارت مکمل طور پر ہندو مملکت میں تبدیل ہو چکا ہوگا۔

بی جے پی رہنما نے یہ بیان خالی خولی نہیں دیا۔ اس سارے بیان کے پیچھے ایک طویل حقیقت چھپی ہے۔ موجودہ بھارتی وزیراعظم نے حکومت حاصل کرنے کے لیے اپنی مہم ہی ہندو مذہب کو بھارت میں غالب کرنے کے نام پر چلائی تھی۔ بھارتی ہندوؤں کو یہ طویل عرصہ سے باور کرایا جارہا ہے کہ ان کی بقاء اسی میں ہے کہ وہ اپنے ملک سے مسلمانوں کو ختم کر دیں بلکہ ان سے وابستہ ہر نشانی کو اکھاڑ پھینکیں۔ اس وقت بھارتی لوک سبھا میں مسلم اراکین کی تعداد تاریخ میں سب سے کم ہے۔ بھارت میں چونکہ پاکستان کی طرح اقلیتوں کے لیے مخصوص نشستوں کا کوٹہ بھی مختص نہیں' اس لیے وہی مسلمان لوک سبھا کا رکن بن سکتا ہے جو براہ راست انتخاب جیت پاتا ہے۔ بھارت میں مسلمانوں کو مٹا دینے کی مہم میں اب بھارت کے انتہا پسند ہندو رہنما دن رات کھلے عام یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے مودی کے دورِ حکومت میں لاکھوں مسلمانوں کو دوبارہ ہندو بنا لیا ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ دہشت گردی اور دہشت گردوں کی امریکی فہرست ہو یا اقوام متحدہ کی...... دونوں میں کسی ایک ہندو شخصیت یا ہندو تنظیم کا نام موجود نہیں۔ یہاں اگر کسی کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا گیا ہے تو مسلمانوں کو ہی بنایا گیا ہے۔

بھارت کو ہندوراشٹریہ میں بدلنے کے لیے مسلمانوں کے خلاف شکنجہ کیسے کیسے اور کتنی تیزی سے کسا

☆...... ہندوستان میں اب تک پچاس ہزار سے زیادہ مسلم کش فسادات ہوچکے ہیں۔ بابری مسجد گرائی گئی تو ملک بھر میں ہزاروں مساجد گرادی گئیں۔ 2025ء تک مسلمانوں کو ختم کرڈالنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ کہیں گائے کے تحفظ کے نام پر مسلمانوں کا خاتمہ کیا جارہا ہے۔ مگر دہشت گرد پھر بھی مسلمان اور پاکستان۔

جارہا ہے۔ یہ جاننے کے لیے زیادہ گہرے مطالعہ یا تگ ودو کی ضرورت نہیں۔

16 جنوری 2018ء کے روز نریندر مودی نے مسلمانوں کے لیے وہ انتہائی محدود حج سبسڈی بھی ختم کر دی جو گزشتہ ادوار میں کانگریس کی حکومتوں نے جاری کی تھی تاکہ مسلمانوں کی ہمدردیاں اور ووٹ بھی انہیں حاصل رہے۔ بھارت میں ایسی سبسڈی صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں رکھی گئی تھی بلکہ یہ سب سے زیادہ ہندوؤں کو ان کے مذہبی تہواروں کے لیے دی جاتی ہے جسے برقرار رکھا گیا ہے لیکن مسلمانوں کے لیے اسے ختم کیا گیا ہے۔

بھارتی مسلمانوں کی بے بسی کا عالم دیکھیے کہ وہ اس پر احتجاج کرنے یا بحالی کا مطالبہ کرنے کی بجائے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ حکومت حج سبسڈی کی رقم مسلم خواتین اور بچیوں کی تعلیم پر خرچ کرے۔ یہ تو محض ایک بیان اور مطالبہ ہے کیونکہ اختیار تو نریندر مودی کے پاس ہے، وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔

بھارت میں مسلمانوں کو مکمل طور پر دیوار کے ساتھ لگانے اور مٹانے کے لیے نریندر مودی سرکار نے گائے کے تحفظ کو بنیاد بنایا تھا اور اب ملک بھر کی اکثر ریاستوں میں گائے کے تحفظ کے نام پر عمر قید اور سزائے موت کے قانون بنا دیئے گئے ہیں اور بھارت میں کتنے ہی مقامات پر ہر روز مسلمانوں کو اس بہانے قتل کیا جاتا ہے۔

بھارتی مسلمانوں کے روزگار کا ایک بہت بڑا ذریعہ بڑے جانوروں کی خرید و فروخت اور ان کے چمڑے کے کاروبار سے وابستہ تھا جو اب بڑی تعداد میں بے روزگار ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کی پسماندگی اور بدحالی میں اچانک اور بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ ''لو جہاد'' کے نام پر تو مسلمانوں کا قتل ایک عرصہ سے جاری تھا، اس کی ایک مثال ماہ دسمبر 2017ء میں دیکھنے کو ملی تھی، جب ایک مسلمان مزدور کو ایک ہندو بدمعاش نے اپنے باغ میں مزدوری کے بہانے لے جا کر دھوکے سے کدال کا وار کر کے مار گرایا اور انتہائی دردناک طریقے سے قتل کر کے لاش کو جلا ڈالا تو ساتھ ہی ویڈیو بنا کر انٹرنیٹ پر لوڈ کر دیا کہ یہاں مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہو گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ریاست کرناٹک میں دور دراز مزدوریاں کرنے والے مسلمان جانیں بچانے کے لیے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ قاتل کے بارے مقامی حکومت نے کہہ دیا کہ وہ دماغی مریض ہے، یعنی اسے نہ سزا ہو سکتی ہے اور نہ معمولی قید۔

☆......گجرات میں 18 سال پہلے لگ بھگ 30 ہزار مسلمان قتل کیے گئے' کھربوں کی جائیدادیں برباد کی گئیں۔ 50 ہزار مسلمان آج تک کیڑوں مکوڑوں کی طرح دور دراز کے پناہ گزین کیمپوں میں رُل رہے ہیں اور ہندو پھر بھی دہشت گرد نہیں ہے۔

لو جہاد کی آڑ میں مسلمان مردوں کو اکثر قتل کر دیا جاتا ہے۔ گھر واپسی کے نام پر ہر روز غریب مسلمانوں کو پیسے کے لالچ اور قتل کا خوف دلا کر ہندو کیا جا رہا ہے لیکن امریکہ کی نظر میں بھارت میں اقلیتیں پھر بھی محفوظ اور جہاں پاکستان میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں، وہ غیر محفوظ۔

بھارت میں جب بھی اور جہاں کہیں مسلمانوں کا قتل بلکہ قتل عام ہوا، ایک ہندو کو اس جرم کے تحت کبھی سزائے موت نہیں ہوئی بلکہ انہیں تو چند سال قید بھی نہیں ہو سکتی۔

گجرات کے قتل عام کو آج 18 سال پورے ہو رہے ہیں جہاں ہندوؤں نے ٹرین جلنے کے بعد محض افواہ پر مسلمانوں کا اتنا بڑا قتل عام کیا تھا کہ لگ بھگ 30 ہزار مسلمان مارے گئے تھے۔ لاکھوں مسلمان بے گھر ہوئے تھے تو اب تک 50 ہزار کیڑے مکوڑوں کی طرح دور دراز پناہ گزین کیمپوں میں مقیم ہیں اور ان کی واپسی تک نہیں ہو سکی۔ جلائی جانے والی ہزاروں املاک دوبارہ نہ بن سکیں۔

بی بی سی نے رپورٹ دی تھی کہ یہاں کم از کم 500 مساجد تباہ کی گئیں تھیں جو دوبارہ نہ بن سکیں۔ بابری مسجد کی شہادت کے واقعہ کے بعد ایک اندازے کے مطابق بھارت میں 5000 مساجد و مدارس کو تباہ کیا گیا ہے جن میں سے 300 سے زائد تو بابری مسجد کی شہادت کے فوری بعد تباہ کی گئی تھیں جب ملک بھر میں مسلم کش فسادات پھوٹ پڑے تھے اور مسلمانوں کا وسیع قتل عام ہوا تھا۔

☆......اتر پردیش کا آدتیہ یوگی ریاست کو ہندو مملکت میں تبدیل کرنے میں جوش دکھا رہا ہے۔ مسلمانوں کے خاتمے کے لیے مدارس کو ختم کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ داڑھی والے نوجوانوں کو گرفتار کر رہا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد بھارت میں جمعیت علماء ہند کے صدر مولانا ارشد مدنی کے مطابق 50 ہزار سے زائد مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں۔ اب ان میں کتنے مسلمان قتل ہوئے ہیں، ان کی تعداد سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن آج تک کسی ہندو کو سزائے موت یا عمر قید نہیں ملی۔ البتہ اگر کہیں کوئی دھماکہ ہو تو شکنجہ مسلمانوں پر ہی کسا جاتا ہے۔ اب تک ہزاروں مسلمانوں کو بلاوجہ طویل قید کے عمل سے گزار کر آخر میں کہہ دیا گیا کہ وہ بے گناہ تھے۔ کہیں کوئی فساد ہو، دونوں طرف کی گرفتاریاں کہہ کر مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر بلی چڑھا دیا جانا تو عام ہے۔

بھارت کی سب سے بڑی اور پاکستان کے برابر آبادی رکھنے والی ریاست اتر پردیش جہاں گزشتہ سال نریندر مودی کے دست راست آدتیہ ناتھ یوگی کی حکومت قائم ہوئی تھی، میں مسلمانوں کو خاص طور پر ختم کرنے کی عملی مشق جاری ہے جسے دیکھ کر دیگر ریاستیں اور وہاں موجود ہندو تنظیمیں اور حکومتی شخصیات بھی یہی مشق اپنا رہی ہیں۔

آدتیہ ناتھ نے آتے ہی حکم نامے جاری کیے تھے کہ تمام مدارس میں بھارتی قومی ترانہ ''وندے ماترم'' پڑھا جائے گا اور مدارس اس کی ویڈیو روزانہ سرکار کو بھیجنے کے پابند ہوں گے۔ مسلمانوں کے تعلیمی اداروں میں اب تک یہ ترانہ اس لیے نہیں پڑھا جاتا تھا کہ سبھی مسلمان اسے غیر شرعی اور اپنے عقیدے کے خلاف شرک قرار دیتے تھے لیکن اب تو جبر کی حکومت ہے، سو عمل کرنا پڑا۔

آدتیہ ناتھ نے تمام تعلیمی اداروں میں طلبا و طالبات کے لیے ہندو رنگ یعنی ''زعفرانی رنگ'' کی یونیفارم کا حکم دیا جو وہ خود پہنتا ہے اور بالوں کی کٹنگ بھی وہی رکھنے کا حکم دیا جو اس کی اپنی ہے۔ آدتیہ ناتھ نے یہ باور کرایا ہے کہ اگر مسلمانوں کو ختم کرنا ہے تو ملک سے مدارس کو خاص طور پر ختم کرنا ہو گا۔ اس کے لیے اس نے مدارس کی رجسٹریشن چیک کرنا شروع کی اور ساتھ ہی حکم

دے دیا کہ جو مدرسہ رجسٹرڈ نہیں ہے' وہ اب رجسٹرڈ بھی نہیں ہوسکتا بلکہ اسے سیدھا بند کردیا جائے گا۔ سو اب ریاست میں مسلمانوں کے تمام مسالک کے مراکز بھی واقع ہیں بشمول دارالعلوم دیوبند...... اب بی جے پی کی طرف سے ایک طرف دیوبند کا نام تبدیل کر کے دیوورند رکھنے کی کوشش جاری ہے تو دوسری طرف بھارت کی انسداد دہشت گردی فورس اے ٹی ایس کا ایک دفتر دارالعلوم دیوبند میں کھولنے کا حکم جاری ہوا ہے۔ یہاں آس پاس کے شہروں میں داڑھی والے نوجوانوں کو چن چن کر گرفتار کیا جا رہا ہے' جس سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں' سو دفتر کھولنے کے لیے پورا ماحول بنایا گیا۔

☆...... بھارت کے مسلمانوں کو کشمیریوں سے سبق سیکھنا چاہیے کہ عزت کا راستہ جہاد ہے۔ جہاد کی وجہ سے بھارت کشمیریوں کے خلاف وہ انتہائی اقدامات نہیں کرتا جو بھارتی مسلمانوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کی وجہ سے کرتا ہے۔

دینی مدارس کو اب پابند بنادیا گیا ہے کہ وہ ہندو تہواروں پر بھی چھٹی کریں گے لیکن کیا مسلمانوں کے تہواروں پر ہندوؤں کے لیے بھی چھٹی ہوگی؟ ظاہر ہے قطعاً نہیں...... سو اس کا سوال بھی اٹھایا نہیں جاسکتا۔ مدارس کو اس بات کا بھی پابند بنایا جارہا ہے کہ وہ بھارت کی ہندو تاریخ اور ہندو تہذیب پڑھائیں۔

تقسیم ہند کے بعد جہاں جہاں سے مسلمانوں نے پاکستان کی جانب ہجرت کی تھی' وہاں سے مساجد کو فوری طور پر صفحہ ہستی سے مٹادیا گیا تھا اور اب وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی پرانی مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا جاسکے بلکہ تاریخی مقامات پر واقع بے شمار مساجد کو تاریخی آثار کہہ کر مسلمانوں کے لیے بند اور تعمیر نو کو روک دیا گیا ہے۔

بھارتی شہر ہلنگنڈہ میں 11 جنوری 2018ء کے روز مسلمانوں کا ایک وفد مقامی انتظامیہ سے ملاقات کر کے یہ مطالبہ منوانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مقامی قلعہ کی مسجد بند ہے' اسے کھولا جائے اور دوسری مسجد میں مندر قائم ہے' جسے مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔ اب بھلا یہ مطالبہ کیسے مانا جاسکتا ہے؟

اترپردیش کی ریاست میں حکومت نے توجہ ہاؤس کو بھی زعفرانی رنگ میں رنگ دیا ہے۔ مسلمانوں کی سبسڈی بند کی گئی ہے تو کاشی' متھرا کی مساجد کو گرا کر مندر بنانے اور ایودھیا میں بابری مسجد کی جگہ مندر بنانے کے لیے حکومت نے 8 ارب کا بجٹ رکھا۔

☆...... جس بھارت میں صرف گائے کی خاطر مسلمانوں کا قتل عام کیا جارہا ہے' وہ بھارت امریکہ کی نظر میں اقلیتوں کے لیے محفوظ اور پاکستان غیر محفوظ جہاں اقلیتوں کے لیے ایسا کوئی بھی مسئلہ نہیں۔

ہندو میلوں کے لیے الگ الگ سالانہ اربوں روپے کے بجٹ مختص کیے گئے ہیں۔ بھارت کے مسلمان حیران و پریشان ہیں کہ ان کے ساتھ ہو کیا رہا ہے اور وہ فریاد کریں تو کس سے کریں......؟

بھارت میں ان تمام سازشوں اور مظالم کا اگر کوئی صحیح معنوں میں مقابلہ کر کے اپنی شناخت برقرار رکھے ہوئے دین پر عمل پیرا ہے تو صرف مقبوضہ کشمیر کے مسلمان ہیں جنہوں نے ثابت کیا ہے کہ بقاء مزاحمت میں پنہاں ہے۔ بھارت کشمیریوں پر بے شک بے پناہ مظالم ڈھا رہا ہے لیکن وہ ایسے اقدام ان کے خلاف سوچنے سے بھی قاصر ہے جو وہ بھارتی مسلمانوں کے خلاف اٹھائے ہوئے ہے۔

بھارت کو تیزی کے ساتھ ہندو راشٹر میں بدلنے کے لیے دن رات کام ہو رہا ہے لیکن کوئی اس پر بات کرنے والا نہیں۔ ساہیوال میں ایک سکھ گوردوارہ کی کسی نشانی کو گرانے کی محض خبر آئی تو بات ہائی کورٹ تک پہنچ گئی ہے اور اب پاکستانی حکومت کو لالے پڑے ہوئے ہیں اور امریکہ الگ سے دباؤ بڑھا رہا ہے۔ یہ اس جرم ضعیفی کی ہی سزا ہے جس کا ہمارے ہاں ارتکاب ہو رہا ہے۔ بھارت میں مسلمانوں پر اتنے ظلم و ستم پر اگر پاکستان کبھی اور کہیں بات نہیں کرتا تو اسے بھی ایسی ہی صورتحال کا سامنا ہوتا رہے گا جیسا امریکہ نے وار کر کے دکھادیا ہے اور اگر بھارتی مسلمان بھی میدان میں نہ اترے تو مرگ مفاجات سے ہی سامنا ہونا ہے۔

بھارت کے مسلمانوں کو کشمیریوں سے سبق سیکھنا چاہیے کہ عزت کا راستہ جہاد ہے۔ جہاد کی وجہ سے بھارت کشمیریوں کے خلاف وہ انتہائی اقدامات نہیں کرتا جو بھارتی مسلمانوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کی وجہ سے کرتا ہے۔

بقیہ: ٹرمپ کی گیدڑ بھبکیاں

اس کی گن، گولیاں، راشن' مرہم پٹی، ادویات چاہیے ہوتی ہیں اور اگر یہ سب میسر نہ ہوں تو سپاہی جنگ لڑ ہی نہیں سکتا اور آپ سے کہا جارہا ہے' آپ اپنے ان اتحادیوں سے علیحدہ ہوجائیں۔ ان کے خلاف کارروائی کریں اور قوم انتشار کا شکار ہوجائے جس کے نتیجے میں قوم کا دفاع کمزور ہوجائے گا اور دشمن کا کام آسان ہوجائے گا۔ ہمارے خیال میں اگر حکومت میں ذرا سی بھی قوت مدافعت باقی ہے اور ملک کا بچاؤ عزیز ہے تو پھر پاکستان کو کسی بھی صورت میں اس گھمبیر صورتحال میں ایسی امداد جس کے بدلے اپنی خود مختاری اور سالمیت داؤ پر لگ جائے' نہیں لینی چاہیے اور فوج کے سالار محترم قمر جاوید باجوہ نے اس ملی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے امریکی امداد کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا ہے۔

ایسے حالات میں ٹرمپ کی دھمکی معنی خیز ہے' آرٹ آف وار میں جنرل سن زو لکھتا ہے کہ

"When their language is deceptive but the enemey pretentiously advance, he will retreat"

ترجمہ: جب دشمن بہت سخت دھوکہ باز زبان استعمال کرے اور وہ فاخرانہ انداز میں پیش قدمی کرے تو وہ یقیناً پسپائی اختیار کرے گا۔

ایسے میں ہماری پاکستان کی حکومت اور اداروں سے ایک ہی استدعا ہے کہ حالات کو دیکھئے۔ رک جایئے۔ تھم جایئے۔ انتظار کریں۔ اپنے درست موقف پر ثابت قدم رہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوگا' پاکستان کا ان شاء اللہ کوئی بال بھی بیکا نہیں کرسکے گا۔ دشمن کا یہ شور اور ان کی دھمکیاں جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گی۔ آپ اس دنیا میں تنہا نہیں ہیں۔ بڑی دنیا ہے' جس کے مفادات پاکستان کے وجود کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کی مدد خاص کر ہمارے ساتھ ہے بشرطیکہ ہم بھی اللہ کی مدد پر بھروسہ کریں اور اللہ کے دین کے لئے ہی اپنی ساری قوت استعمال کریں۔ اللہ ہمیں سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

”نبی کریم ﷺ کا خواب میں کسی کو طلاق دلوا کر دوسرے آدمی سے شادی کی ہدایت“ کے دعوے کی شرعی حیثیت

علم وتحقیق

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ

سوال: نبی کریم ﷺ کا خواب میں کسی عورت کو طلاق دلوا کر دوسرے مرد سے شادی کرنے کی ہدایت کرنا' شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟ یعنی کیا واقعۃً اس عورت کو اپنے پہلے خاوند سے طلاق لے کر دوسرے مرد سے شادی کر لینی چاہئے؟ (سائل: ابوزینب)

الجواب بعون الوهاب

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہوتی ہے اور یہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (مسلم 2263) ایک حدیث نبویؑ کے مطابق یہ نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (مسلم 2264)

ضروری وضاحت اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے جیسا کہ بعض کج فہم لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی بننے کے لئے بہت سی خوبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان خوبیوں میں سے ایک خوبی سچے خواب آنا ہے۔

البتہ حدیث کا مطلب یہ بھی نہیں کہ مومن کا ہر خواب سچا ہوتا ہے بلکہ خواب کی تین اقسام ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خواب تین طرح کا ہوتا ہے۔ 1۔ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے۔ 2۔ شیطان کی طرف سے انسان کو ڈرانے اور غم میں مبتلا کرنے کی صورت ہوتی ہے۔ 3۔ ایک خواب وہ ہوتا ہے جو انسان اپنے آپ سے بات کرتا ہے یعنی جاگنے کی حالت میں ذہنی خیالات مجسم ہو کر خواب میں سامنے آتے ہیں۔ (مسلم 2263)

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ انسان کے سارے خواب سچے نہیں ہوتے۔ البتہ نبی کا خواب اس سے مستثنیٰ ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے وحی کی ایک شکل ہوتی ہے لیکن عام لوگوں کے خواب کو شریعت کی نصوص پر پیش کیا جائے گا اور انہی کی روشنی میں اس کے صحیح یا غلط ہونے کا جائزہ لیا جائے گا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ خواب میں کوئی بزرگ کہہ دے کہ اپنے بیٹے کو قربان کر دے یا فلاں کو قتل کر دے تو یہ کام جائز ہو جائے کیونکہ کسی کو قتل کرنا ناجائز ہے اور بیٹے کی قربانی بھی ہماری شریعت میں ثابت نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی بظاہر نیک آدمی خواب میں کسی کو کوئی غیر شرعی کام کہے تو یہ کام رائی (خواب دیکھنے والے) کے لئے کرنا جائز نہ ہوگا۔ ہم خواب میں نظر آنے والے نیک آدمی کی نیکی یا کسی بظاہر ولی کی ولایت کو نہیں دیکھیں گے بلکہ شریعت کے اصولوں کے مطابق اس خواب کو پرکھیں گے۔ اللہ کا فرمانبردار بندہ کسی کو قتل کرنے یا کوئی اور غیر شرعی کام کا حکم نہیں دیتا' وہ دراصل شیطان ہوگا جو کسی بزرگ کی شکل میں آ کر انسان کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ البتہ سوال میں مذکور صورت یہ ہے کہ خواب میں اللہ کے نبی ﷺ کسی عورت کو اپنے خاوند سے طلاق لینے کی رہنمائی کر رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا اپنا فرمان ہے۔ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي ۔ (مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبی ﷺ من رانی فی المنام۔2266)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا' اس نے یقیناً مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

تو اس حوالہ سے گزارش ہے کہ ایک تو خواب میں نظر آنے والی شکل وصورت کو احادیث میں بیان کردہ نبی کریم ﷺ کے حلیہ کے ساتھ ملایا جائے گا۔ اگر اس کے ساتھ مطابقت ہوگی تو ظن غالب قائم کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ خواب میں ملاقات ہوئی ہے لیکن اسے حتمی سچا خواب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ہم نے تو احادیث میں بیان کردہ حلیے کو سامنے رکھ کر جائزہ لینا ہے۔

دوسری بات یہ کہ شیطان نبی کی شکل تو واقعی اختیار نہیں کر سکتا لیکن اور بزرگ کی شکل میں آ کر یہ دھوکہ تو دے سکتا ہے کہ میں ہی معاذ اللہ نبیؐ ہوں۔ اس لئے احادیث کے مطابق حلیہ بھی چیک کیا جائیگا اور خواب میں جو پیغام ملے' اس کی شرعی حیثیت بھی دیکھی جائے گی بلکہ شرعی حیثیت چیک کرنا ہی حتمی فیصلے کے لئے زیادہ بہتر ہے پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر بظاہر طلاق لینے کی کوئی معقول وجہ نہیں تو اللہ کے نبی ﷺ طلاق لینے کی رہنمائی نہیں کر سکتے کیونکہ نبیؐ غیر شرعی ہدایت نہیں دے سکتے۔ طلاق کوئی پسندیدہ چیز نہیں۔ بلاوجہ طلاق نہیں دینی چاہئے اور نہ کسی معقول عذر کے بغیر طلاق کا مطالبہ کیا جائے۔ معقول عذر یا ضرورت ہو تو اسے شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔ البتہ ایسے اسباب اور حالات سے فریقین کو بچنا چاہئے جو طلاق پر منتج ہوں۔ یہی مفہوم ہے اللہ کے نبی ﷺ کے اس فرمان کا۔ ابغض الحلال الی اللہ الطلاق (بوداود کتاب الطلاق باب فی کراھیۃ الطلاق 2178) ترجمہ: حلال چیزوں میں سے اللہ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔ صحیح تر رائے کے مطابق اس روایت کی سند حسن ہے۔ اس بارے میں اللہ کے

باقی صفحہ 53 پر

> ☆......شیطان نبیؐ کی شکل یقیناً اختیار نہیں کر سکتا لیکن وہ کسی اور بزرگ کی شکل میں آ کر دھوکہ تو دے سکتا ہے کہ میں ہی معاذ اللہ نبیؐ ہوں' اس لئے ایسے خواب کے حتمی فیصلہ کے لئے یہ دیکھنا زیادہ بہتر کہ وہ خواب شریعت کے خلاف تو نہیں

بے حیائی کا سالانہ دن

ویلنٹائن ڈے ایسی مغربی رسمیں ہی نوجوان نسل کو تباہی کے گڑھے میں پھینک رہی ہیں

اصلاحِ معاشرہ

علی مرتضیٰ طاہر

''ویلنٹائن ڈے'' یوم محبت کے نام پر ایک ایسا ناسور ہے جو چند سالوں سے ہماری تہذیب وتمدن اور شرم و حیا کا جنازہ نکال رہا ہے۔ یہ ایک ایسا خود کاشتہ پودا ہے جسے فحاشی وعریانی کے جلو میں مادر پدر آزاد مغربی تہذیب نے سینچا ہے۔ ویلنٹائن ڈے وہ دن ہے جس روز پوری دنیا کے بھونڈ، سڑکوں، چوراہوں، گلی کوچوں اور کھدروں سے نکل کر بے حجاب بن سنور کر منظر عام پر آنے والی لڑکیوں سے ''اظہار محبت'' کرتے ہیں۔ کچھ سالوں سے نہ جانے یہ وباء کہاں سے آئی ہے اور ہمارے ملک میں بھی 14 فروری کو بڑے اہتمام سے یہ دن منایا جانے لگا ہے۔ اس دن ہماری نئی نسل مقصد حیات سے بے پرواہ ہوکر بے شرمی کے وہ کھیل کھیلتی ہے کہ جسے دیکھ کر شیطان بھی شرمندہ ہوتا ہے۔

14 فروری کو آپ نظارہ کرسکتے ہیں کہ ''ویلنٹائن ڈے'' جسے ہم اپنی تہذیب کے منافی کہتے نہیں تھکتے' کی سب سے زیادہ دھوم ہمارے ہی گلی محلوں اور گھروں میں پائی جاتی ہے۔ کالج تو بہت دور کی بات ہے' پرائمری اور مڈل کے طلباء وطالبات بھی اب بڑی پابندی سے اس بے حیائی کے دن کو منانے لگے ہیں۔ اس طرح کم عمری میں ہی ''بالغ'' ہونے کا کریڈٹ حاصل کرلیتے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اخبارات میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کے بے ہودہ جذبات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس طرح دنیا بھر کے سلسلے ان پیغامات میں موجزن ہوتے ہیں۔

کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ لاہور میں این۔سی۔اے (N.C.A) کے طلباء وطالبات نے بڑے فخر سے کہا کہ ہم کارڈز، پھول اور چاکلیٹ کے تحائف دے کر بڑے ہی پرجوش انداز میں اس دن کو منائیں گے۔ بہت سے لوگ اس دن کا بڑی بے تابی سے انتظار کرتے ہیں' بالکل اسی طرح جیسے گدھ کسی جانور کے مرنے کا۔ بھلا اسلامی تہذیب کے دعوے داروں کو اس مانگے تانگے کی ثقافت کی کیا ضرورت ہے۔ جس کی وجہ سے مغرب (یورپ) کی برہنہ تہذیب آندھی کی طرح ہماری طرف اُمڈتی چلی آرہی ہے۔

آیئے! اب اس دن کو تاریخی حیثیت سے دیکھتے ہیں کہ یہ دن کیسے شروع ہوا اور اس ''جاہلانہ'' عیسائی رسم کی حقیقت کیا ہے؟

بے غیرتی کا دن:

''ویلنٹائن ڈے'' کے متعلق بہت سی روایات ملتی ہیں لیکن ان میں بہت ہی تضاد پایا جاتا ہے مگر ہم یہاں پر تین روایات بیان کریں گے جن کی آپس میں کچھ مناسبت بھی نظر آتی ہے۔ ''ویلنٹائن ڈے'' کی بارہ روایات میں سے سب سے پہلی روایت روم میں قبل مسیح دور کی ملتی ہے۔

''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا'' میں ہے کہ جب روم کے بت پرست پہلے پہل 15 فروری کو جشن منایا کرتے تھے تو اسے "The wolf Feast of Luper caqies" کہتے تھے۔ یہ جشن وہ اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے مناتے تھے۔ یہ لوگ ان دیوتاؤں کو فطرت اور شادی کے دیوی دیوتا سمجھتے تھے۔ اس مخلوط جشن پر یہ لوگ ایک بڑے سے برتن میں پانی ڈالتے اور تمام نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے نام (باپ اور بھائیوں کی موجودگی میں) لکھ کر کاغذ کے ٹکڑوں کی صورت میں اس پانی میں پھینک دیتے تو جو پرچی جس کے ہاتھ پر لگتی وہ لڑکا اس لڑکی کو لے جاتا اور وہ دونوں تمام عمر کے لیے ایک دوسرے کو تحائف دیتے اور رنگ رلیاں مناتے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس تہوار کے موقع پر رومی لڑکے اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیصوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے۔

عاشق مزاج ''پادری''

رومی بادشاہ Claudies- ii کے دور میں روم کی سرزمین مسلسل کشت وخون کا مرکز بنی رہی اور حالات یہ بن گئے کہ بادشاہ کو اپنی فوج کے لیے مردوں کی تعداد بہت کم نظر آئی کیونکہ رومی لوگ اپنی ''خوبصورت'' بیویوں کو چھوڑ کر میدان میں جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اسی کے پیش نظر بادشاہ نے پابندی لگادی کہ ایک خاص عرصے تک کوئی نوجوان شادی نہیں کرسکتا تاکہ نوجوان زیادہ سے زیادہ فوج میں آئیں لیکن یہ سؤر خور قوم کیسے رہ سکتی تھی۔ اب یہ ہوا کہ ان میں ایک ''عاشق مزاج پادری'' ''سینٹ ویلنٹائن'' تھا جس نے خفیہ طور پر محبت کے ماروں کی شادی کرانے کا اہتمام کیا لیکن یہ سلسلہ کب تک چلتا، آخر جب یہ راز فاش ہوا تو بادشاہ کے حکم پر ''ویلنٹائن'' کو گرفتار کرکے جیل بھیج دیا گیا اور ساتھ ہی سزائے موت بھی سنادی گئی۔

یہ پادری چونکہ ہمارے پیروں کی طرح عشق کی منزلیں طے کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا، جیل میں اسے جیلر کی بیٹی سے عشق ہوگیا اور یہ عشق ''عشق حقیقی'' تھا۔ یہ پاگل جیلر بھی اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ پادری صاحب سے ملوانے کے لیے لے جاتا تھا بالکل اسی طرح جیسے ہمارے

☆......14 فروری کو ویلنٹائن ڈے منانے کے پیچھے ساہوکارانہ سوچ کا عمل دخل ہے اس روز کروڑوں نہیں' اربوں ڈالر کا کاروبار ہوتا ہے۔

پاکستانی لوگ نوجوان بیٹیوں اور بہنوں کو پیروں فقیروں کے پاس بڑی عقیدت کے ساتھ لے کر جاتے ہیں اور پھر ان کی کارستانیوں سے اخبارات بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس عیسائی لڑکی کے ساتھ اس پادری کا عشق ایک راز تھا کیونکہ عیسائیت کے مطابق پادری کے لیے محبت اور شادی کرنا ایک سنگین جرم تھا۔

بادشاہ نے اسے رومن مذہب اختیار کرنے کو کہا تو اس پادری نے اس سے بھی انکار کردیا۔اس کے نتیجے میں اسے رومی جشن (جس کا پہلے ذکر کیا گیا ہے) سے ایک دن پہلے 14 فروری 270ء کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

☆......14 فروری اور ویلنٹائن کے بارے ایک روایت ہے کہ پادری نے اپنی معشوقہ سے جنسی تسکین پوری کرنے کے لئے کہا کہ اسے خواب میں بتایا گیا کہ 14 فروری کو زنا کرلیں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا چنانچہ دونوں نے منہ کالا کرلیا جس کی پاداش میں پادری کو قتل کردیا گیا لیکن منچلوں نے ویلنٹائن کو شہید محبت اور 14 فروری کو یوم عشاق قرار دے دیا۔

موت سے پہلے اس نے جیلر کی بیٹی کو ایک خط لکھا جس کا خاتمہ اس عبارت "From Your's Valentine" پر کیا۔

496ء میں جب روم میں عیسائیت منظر عام پر آچکی تھی تو عیسائیوں کے پوپ گلسیس نے سرکاری طور پر 15 فروری کے رومی فیسٹیول کو بدلتے ہوئے 14 فروری کو ''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' منانے کا اعلان کیا اور لاٹری کے ذریعہ لڑکی کے انتخاب کی رومی رسم میں یہ تبدیلی کی کہ نوجوان لڑکوں کی بجائے عیسائی پادریوں کے نام لکھے جاتے اور تمام مرد وخواتین ایک ایک پرچی اٹھاتے۔اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر مرد یا عورت جس عیسائی پادری کے نام کی پرچی اٹھاتا۔اسے اگلے سال تک اسی پادری کے طور طریقوں کو اپنانا ہوتا تھا۔اس طرح 14 فروری کا دن عیسائیوں کے ہاں مقدس ترین دن ٹھہرا۔

محبت کا شہید:

14 فروری اور ویلنٹائن کے متعلق ایک راویت یہ بھی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ''ویلنٹائن نام'' کا ایک پادری تھا جو اپنے کلیسیا کی ایک راہبہ کی زلف گرہ گیر پر دل وجان سے فریفتہ ہوگیا۔چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا' اس لیے ''ویلنٹائن صاحب'' نے ایک دن اپنی معشوقہ سے جنسی تسکین پوری کرنے کے لیے اس سے کہا کہ اسے خواب میں بتایا گیا ہے کہ 14 فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ زنا کرلیں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔راہبہ نے اس پر یقین کرلیا۔دونوں جوش عشق میں منہ کالا کر بیٹھے۔کلیسیا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑیں تو پوپ نے عیسائیت کی ساکھ کو بچانے کے لیے انہیں قتل کروادیا۔اس کے بعد کچھ منچلوں نے ویلنٹائن کو ''شہید محبت'' کا خطاب دے دیا۔(جیسے ہمارے ہاں ہیر رانجھا، لیلیٰ مجنوں جیسے قصے مشہور ہیں' یہ بھی ایسی ہی جنسی لذت کے بھوکے عاشقوں کے امام ہیں)

اس کے بعد اس کی یاد میں یہ دن منایا جاتا ہے، یہ تہوار یعنی ''یوم اوباشی وبے حیائی'' درحقیقت مغرب کے تہذیبی اہداف میں جنسی ہوسناکی ہے اور جنسی باؤلے پن کی تسکین کی خاطر مردوزن کے آزادنہ اختلاط کو بھرپور ہوا دیتا ہے۔اس دن مردوزن کی شہوت رانی اور زنا کاری کو محبت کا نام دیا جاتا ہے۔گویا ویلنٹائن ڈے جنسی بے راہ روی کی راہیں ہموار کرنے کا شیطانی ہتھیار ہے۔عیسائی

☆......نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں حیا ختم ہوجائے تو جو چاہے کرو' دشمن نے سازش کے تحت یہ تہوار قوم میں حیا ختم کرنے کے لئے ہی رواج دیا۔

پادری شاید اسی ویلنٹائن کی یاد میں عیسائی راہباؤں کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔چند سال پہلے نوائے وقت میں ایسے ہی پادریوں کے نشیلے اور رنگیلے کرتوتوں پر مکمل رپورٹ آئی جس میں بتایا گیا تھا کہ 40% راہبائیں گناہوں کی معافی کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے والے پادریوں کی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں اور ہر پانچ میں سے ایک نن (NUN) کم عمری میں ہی بکارت کھو بیٹھتی ہے

امریکی راہبہ سسٹر ''میری اوڈونو'' کی رپورٹ 1995ء کو ویٹی کن بھجوائی گئی۔رپورٹ کے مطابق امریکی راہبہ نے ایک پادری کا حوالہ دیا جس نے راہبہ کی آخری رسومات ادا کیں جو اس کی درخواست پر اسقاط حمل کراتی ہوئی ہلاکت میں چلی گئی جبکہ 20 راہبائیں ایک ہی وقت میں حاملہ ہوگئیں۔

مغربی تہذیب کا یہ حیا سوز تہوار پوری دنیا سمیت اب پاکستان میں بھی کینسر اور ایڈز کی طرح سرایت کر رہا ہے۔اس کی تشہیر کا سب سے اہم محرک ہماری زرد صحافت کے بیوپاری اخبار ہیں جو اس طرح کے اسلام دشمن اور انسانیت کی اقدار کو پامال کرنے والے گھناؤنے ایام و پروگرامز کو منانے' کوریج دینے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دے کر شیطان کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔اس روز اخبارات میں ویلنٹائن ڈے منانے والوں کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔نوجوانوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے گلی محلوں، اردگرد بازاروں، سکولز اور کالجز کے باہر پھول اور کارڈز لے کر شریف گھرانوں کی عفت مآب بیٹیوں کو تنگ کریں۔پھر ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں کہ دل خون کے آنسو روتا ہے۔ذیل میں چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس دن کو منانے سے کس طرح عزت کا جنازہ نکل جاتا ہے اور کس طرح گھروں کی بربادی ہوتی ہے۔

عاشقوں کی چھترول:

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی، لاہور میں ویلنٹائن ڈے کے روز پھول دینے کے چکر میں کئی نوجوانوں کی پولیس کے ہاتھوں پٹائی اور چھترول، ریس کورس پارک میں دو نوجوانوں نے ایک لڑکی کو پھول دینے کی کوشش کی تو لڑکی کے بھائیوں نے انہیں پکڑ لیا ایک لڑکا بھاگ گیا جبکہ دوسرا قابو میں آگیا جسے لڑکی کے بھائیوں نے چھترول کر کے اس وقت چھوڑا جب اس نے لڑکی کو اپنی بہن کہا۔(سلسلہ وار جرار مورخہ 18 فروری 2011)

جبکہ ایک اخبار میں یہ خبر تھی کہ ''کسی بھونڈ'' نے راہ جاتی لڑکی سے اظہار محبت کیا اور اس کے بعد اس نے اس

باقی صفحہ 52 پر

بھارت کی آبی دہشت گردی

کے خلاف جنگ میں حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے سنگ
پرچم حق بلند کرنے والے چیف ایڈیٹر روزنامہ خبریں
محترم ضیاء شاہد سے الحرمین کا خصوصی انٹرویو

انٹرویو

قاسم حمدان

س: محترم ضیاء صاحب! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے بھارت کی آبی دہشت گردی کو بے نقاب کرنے بلکہ ہمارے پانی کو بھارت سے واگزار کرانے کی عظیم جدوجہد شروع کی ہے' زبان' نسل اور علاقے کے نام پر علیحدگی پسندوں اور غداروں کو بھی آپ بے نقاب کر رہے ہیں' اس پر پوری قوم آپ کی ممنون ہے' خود جماعۃ الدعوۃ اور اس کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ بھی ایک عرصہ سے بھارت کی آبی دہشت گردی کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کے محبِ وطن افراد جب بھارت کے خلاف ایسی جدوجہد کرتے ہیں تو جماعت علی شاہ جیسے ہمارے کئی میر جعفر یہ کہہ دیتے ہیں کہ بھارت کی طرف سے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہو رہی تو اس بارے میں حقائق کیا ہیں؟؟

ج: اس کے پس پردہ حقائق بہت واضح ہیں۔ میری اپنی معلومات کے مطابق اس کی تصدیق پاکستان کے بہت سے حساس اداروں سے کی جا سکتی ہے۔

1971ء کے واقعہ کے بعد جب پاکستان کا ایک حصہ بنگلہ دیش بن گیا اور پاکستان کی فوج اور سویلین بھارتی فوج کی دسترس میں چلے گئے' اس دن کے بعد بھارت نے اسٹریٹیجکلی یہ کہہ دیا ہوا ہے کہ پاکستان کے خلاف کھلی جنگ لڑنے اور بے تحاشا وسائل جھونکنے کی بجائے اس سے بہت کم مقدار میں سرمایہ خرچ کر کے وہ اپنے فوائد حاصل کرے گا۔ چنانچہ اب اس کا ٹارگٹ بارڈر پر کھلی جنگ نہیں بلکہ پاکستان کے اندر حملے کروانا ہے۔ یہاں اپنے مطلب کے لوگوں کو خریدنا' پیسے کا استعمال' اسلحہ مہیا کرنا اور ملک میں علیحدگی کی تحریکیں کھڑی کرنا اور ان کو آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو یاد کروانا چاہتا ہوں کہ جب پاکستان قائم ہوا تو انڈین وزیر اعظم پنڈت نہرو کے وقت سے ہی پاکستان کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا گیا تھا کہ پاکستان چل ہی نہیں سکتا' مالی حالات بھی اس کے خراب ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اس کا پانی روک لیں گے اور یہ علاقہ ایک بنجر صحرا بن جائے گا۔

چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے دو قسم کے ہتھیار استعمال کیے۔ اول اس نے پوری دنیا میں بڑی طاقتوں کو ساتھ ملایا' خاص طور پر اسرائیل کو جو پاکستان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ آج جب ہم گفتگو کر رہے ہیں تو اسرائیل کا وزیر اعظم چھ روزہ دورے پر انڈیا میں موجود ہے۔

پاکستان کے اندر اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے بھارت روپیہ خرچ کر رہا ہے اور مسلسل خرچ کر رہا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق بھارت نے 50 ملین ڈالر Rotating Fund رکھا ہوا ہے۔ اس سے مراد ایسا فنڈ ہے کہ مجموعی رقم سے پانچ دس ملین ڈالر نکال لیے جائیں تو اس وقت اس میں حکومت کی طرف سے دس پندرہ ملین ڈالر دوبارہ جمع کروا دیے جاتے ہیں تاکہ اس کا لیول ہمیشہ 50 ملین ڈالر ہی رہے۔ یہ ایک بڑی رقم ہے۔ بھارت اس کو کب سے خرچ کر رہا ہے تاکہ پاکستان میں کوئی بڑے آبی ذخائر نہ بنائے جا سکیں اور پانی کی صورتحال رفتہ رفتہ مخدوش ہوتی چلی جائے۔

پاکستان اور انڈیا دو ممالک میں اس بات کا جائزہ لیں تو انڈیا میں اس وقت ساڑھے چار ہزار سے زیادہ چھوٹے بڑے بند دریاؤں پر بنائے جا چکے ہیں اور پاکستان میں اس کے مقابلے میں گنتی کے چند ایک ڈیم ہیں' ان میں سے بعض تو ریت سے بھر چکے ہیں اور ان کی مدت پوری ہو چکی ہے اور بعض موجود ہیں لیکن ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور صرف دو بڑے ڈیم منگلا اور تربیلا ہیں' ان کی عمر بھی ساٹھ سال بتائی جاتی ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ پاکستان میں سندھ سب سے بڑا دریا ہے اور دوسرے نمبر پر ستلج ہے۔ 1960ء کے معاہدے کے تحت ستلج' بیاس اور راوی یہ تینوں دریا بھارت کے حصے میں آئے جبکہ چناب' جہلم اور سندھ پاکستان کے حصے میں آئے۔

پہلی بات تو یہ کہ جو عرف عام میں کہا جاتا ہے کہ ہم نے دریا بیچ دیے تو یہ بالکل غلط ہے۔ ہمارا بھارت سے کوئی دریا بیچنے کا معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ یہ معاہدہ جسے انڈس واٹر ٹریٹی یا سندھ طاس 1960ء کہا جاتا ہے' یہ

☆...... جب راوی میں پانی بہتا تھا تو لاہور میں دس فٹ پر پینے کا پانی مل جاتا تھا جو بند ہونے کے بعد 650 فٹ پر چلا گیا۔ اس سے بھی خوفناک بات یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے عقب میں دو مہینے پہلے 1350 فٹ کی گہرائی پر پینے کا پانی ملا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں

مسائل واحکام

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ

شیخ الحدیث دار العلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

آپ کے سوال

مسئلہ تقسیم وراثت

محترم الشیخ! میرے والد محترم محمد دین نے پہلی شادی کی اور پہلی بیوی سے دو بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام غلام رسول اور محمد صدیق ہیں۔ محمد صدیق بچپن میں ہی فوت ہوگیا۔ اس کے بعد غلام رسول کی والدہ اور میرے (محمد اسماعیل کے) والد کی پہلی بیوی فوت ہوگئی۔ اس کے بعد میرے والد محترم نے دوسری شادی کی۔ دوسری بیوی سے چار بچے پیدا ہوئے۔ تین بیٹے رحمت اللہ، امانت علی، میں (محمد اسماعیل) اور ایک بیٹی زینب بی بی۔ پھر والد محترم وفات پا گئے۔ ان کی وراثت تقسیم ہوئی اور میرے سوتیلے بھائی غلام رسول کو اس وراثت میں سے حصہ مل گیا۔ اب سوتیلے بھائی غلام رسول کا مطالبہ ہے کہ مجھے اپنی والدہ یعنی محمد دین کی دوسری بیوی جو کہ زندہ ہے اس کو جو آٹھواں حصہ ملا ہے اس میں سے میری والدہ یعنی محمد دین کی پہلی بیوی جو کہ 40 سال پہلے فوت ہو چکی ہے اس کا حصہ مجھے دیا جائے۔ جبکہ تقسیم کی جانے والی جائیداد محمد دین نے اپنی پہلی بیوی کے فوت ہونے کے بعد خریدی تھی۔ لہٰذا قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمادیں، کیا ہمارے سوتیلے بھائی غلام رسول کا یہ مطالبہ جائز ہے۔ (سائل محمد اسماعیل سلفی۔ مظفر گڑھ)

الجواب بعون الوهاب

غلام رسول کو اس کے والد محترم کے فوت ہونے پر بیٹے کی حیثیت میں حصہ مل گیا، یہ اس کا شرعی حق تھا۔

باقی رہا اس کا مطالبہ کہ والدہ کی جائیداد سے جو حصہ اس کی بیوی جو کہ غلام رسول کی سوتیلی والدہ ہے، کو ملا ہے، اس سے مجھے حصہ دیا جائے تو یہ اس کا مطالبہ قطعاً درست نہیں۔ ورثاء میں سے جو وارث میت کی وفات کے وقت زندہ ہو، اسے حصہ ملتا ہے جبکہ مسئولہ صورت میں محمد دین (میت) کی وفات سے کافی عرصہ پہلے جو اس کی بیوی فوت ہوگئی ہے، وہ وارث نہیں بنتی۔ جب وہ وارث نہیں بنتی تو اس کے حصہ کا مطالبہ بے معنی اور فضول ہے۔ محمد دین کی دوسری بیوی ابھی زندہ ہے۔ وہ فوت ہوئی تو بھی اس کی وارث اس کی حقیقی اولاد ہی ہوگی، غلام رسول کا اس کی جائیداد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عنایت فرمائے۔ آمین

سیدنا ادریس علیہ السلام کا زندہ چوتھے آسمان پر اٹھایا جانا؟

س: بعض تفسیروں میں ادریس علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کو زندہ چوتھے آسمان پر اٹھایا گیا تھا اور پھر اس کا پس منظر بھی بیان کرتے ہیں کہ ادریس علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی کہ اے ادریس! تمام اہل دنیا جس قدر نیک اعمال کریں گے، اس کے برابر تجھے اجر و ثواب دیا جائے گا۔ انہوں نے تمنا کی کہ اعمال میں اضافے کے لئے طویل عمر ہو جائے تو اچھا ہے اور اس کا اظہار انہوں نے اپنے ایک رفیق فرشتے کے سامنے کیا اور کہا کہ فرشتہ موت سے اس بارے میں بات کرو، ممکن ہے عمر زیادہ ہو جائے۔ اس فرشتے نے ان کو اپنے پروں پر بٹھایا اور ان کو لے کر اڑا۔ چوتھے آسمان پر ملک الموت

سے ملاقات ہوئی تو اس نے ادریس علیہ السلام کے بارے میں بات کی۔ ملک الموت نے پوچھا۔ وہ ہے کہاں؟ انہوں نے کہا' میری پشت پر سوار ہے۔ اس نے کہا' میں سخت حیرت وتعجب میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو وہ اس جگہ کیسے آئے گا اور پھر ان کی روح قبض کرلی۔ اس واقعہ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(سائل۔ ابوعبداللہ لاہور)

الجواب بعون الوهاب

ادریس علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں صرف دو دفعہ آیا ہے۔ ایک سورۃ مریم میں ان الفاظ میں ذکر ہوا ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّاo وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّاo ۔(مریم56-57)

اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر' یقیناً وہ بہت سچے نبی تھے اور ہم نے ان کا مقام بلند کیا۔

دوسرا سورۃ الانبیاء85-86)

وَإِسْمٰعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ o وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ

اور اسماعیل' ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں شامل کیا' یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے تھے۔

ان آیات قرآنیہ سے ادریس علیہ السلام کی رفعت شان واضح ہوتی ہے کہ وہ صدیق' بلند مرتبے والے' نیک اور صابر تھے۔ حدیث معراج میں ذکر ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ان سے ملاقات چوتھے آسمان پر ہوئی تھی اس سے بھی ان کی بلند مرتبت عیاں ہے لیکن سوال میں مذکورہ واقعہ اسرائیلیات میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ سے اس میں سے کچھ بھی ثابت نہیں۔

مفسر قرآن علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کعب احبار سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اسے اسرائیلی خرافات سے قرار دیا ہے اور اسے منکر کہا ہے۔ ادریس علیہ السلام کے حلیہ' اخلاق اور تعلیمات کے حوالہ سے مورخین نے کچھ تفصیلات بھی لکھی ہیں لیکن ان سب کا تعلق زیادہ تر اسرائیلی روایات کے ساتھ ہے جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ. (بخاری' كتاب الاعتصام باب قول النبی ﷺ لا تسئلوا اهل الكتاب عن شئی: 7261)

اہل کتاب (کی باتوں) کو نہ سچا کہو اور نہ جھوٹا کہو اور کہو ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا۔

نماز میں نظر کہاں رکھی جائے؟

سوال: نماز میں نظر کہاں رکھی جائے؟ مفصل اور مدلل انداز میں بات واضح کردیں۔(ایک سائل)

الجواب بعون الوهاب

عمومی لحاظ سے نمازی کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہئے۔ اس بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔ ان کی کچھ تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

1۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ولما دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ الكعبةَ ما خلَّفَ بصرُهُ موضعَ سجودِهِ ۔(بیہقی مع تحقیق از اسلام منصور عبدالحمید۔9726'5/362)

اور جب آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کی نظر آپؐ کی سجدہ کی جگہ سے نہیں ہٹی حتیٰ کہ آپ اُس سے نکل گئے۔

آپؐ نے کعبہ میں داخل ہو کر نماز بھی پڑھی تھی۔ اس لئے حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ کعبہ میں نماز کی حالت میں بھی آپؐ کی نظر سجدہ کی جگہ پر جمی رہی۔

البتہ اس حدیث کی سند میں احمد بن عیسیٰ بن زید راوی ضعیف ہے اور زہیر بن محمد راوی شامیوں سے روایت کرے تو ضعیف تصور ہوتا ہے اور اس سند میں وہ عمرو بن ابی سلمہ سے روایت کرتا ہے جو کہ شامی ہے۔

2۔محمد بن سیرین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں

كان رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ إذا صلى رفعَ رأسَهُ إلى السماءِ تدورُ عيناهُ ينظرُ هاهُنا وهاهُنا ، فأنزلَ اللهُ ﴿ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴾ فطأْطأَ رأسَه (مستدرک حاکم3483'2/426)

نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ آپ کی دونوں آنکھیں گھومتی تھیں۔ آپؐ ادھر ادھر دیکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں (ترجمہ۔ یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ (مومنون 1-2) تو آپؐ نے اپنا سر جھکالیا۔

سر جھکانے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی نظر کو نماز کی جگہ پر محدود کرلیا۔ یہ حدیث اگرچہ مرفوع ہے لیکن علامہ ذہبیؒ نے کہا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل روایت محقق رائے کے مطابق قابل حجت نہیں ہوتی۔

3۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يا أنسُ اجعل بصرَك حيثُ تَسجُدُ (بیہقی 2/284)

اے انسؓ اپنی نظر اپنے سجدہ کی جگہ پر رکھ

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ هداية الرواة فی تخريج احاديث المصابيح والمشكوة کے حاشیہ میں فرماتے ہیں ''یہ روایت عنطوانہ کے طریقے سے حسن بصری سے مروی ہے۔ علامہ عقیلی نے الضعفاء (347) میں اسے روایت کیا اور کہا کہ عنطوانہ راوی مجہول ہے اور اس کی حدیث غیر محفوظ ہے البتہ اس مسئلہ کے بارے میں کچھ اور احادیث موجود ہیں جو اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ نماز کے دوران نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہئے'' پھر انہوں نے ان احادیث کے لئے اپنی کتاب ''صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ'' کا حوالہ دیا ہے اور وہاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایات مذکور ہیں جن کی تفصیل آپ جواب کے شروع میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

گویا علامہ ناصر الدینؒ کی رائے کے مطابق سابقہ تین روایات مجموعی لحاظ سے قابل احتجاج بن جاتی ہیں اور نماز میں نظر کو سجدہ کی جگہ پر محدود رکھنا ثابت ہو جاتا ہے۔ ان احادیث سے قطع نظر' زیر نظر مسئلہ کے حوالہ سے اس انداز میں بھی غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع کی بہت سی نصوص شرعیہ میں ترغیب دی گئی اور اس کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ نماز میں دائیں بائیں دیکھنا منع ہے' آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کے بارے

میں سخت وعید مروی ہے' تشہد میں نظر انگلی کے اشارے کی طرف ہونی چاہئے۔ رکوع میں سر کو زیادہ اونچا کرنا یا بالکل نیچے کر لینا جائز نہیں تو ان مذکورہ پابندیوں اور خشوع و خضوع قائم کرنے اور رکھنے کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنی نظر کو سامنے بالکل کھلا نہ چھوڑا جائے بلکہ توجہ کو مجتمع کر کے' نظر کو نماز کی جگہ تک محدود کر کے اور دل و دماغ کو حاضر کر کے نماز پڑھی جائے۔

تشہد میں انگلی کے اشارے کی طرف نظر

تشہد کی حالت میں نظر انگلی کے اشارے کی طرف ہونی چاہئے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے تشہد کی حالت میں نظر کے بارے میں بیان کرتے ہیں لایجاوز بصرہ اشارتہ (ابوداؤد 990' مسند احمد 3/4) نبی کریم ﷺ کی نظر آپ ؐ کے اشارے کی جگہ سے آگے نہ بڑھتی تھی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تشہد میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور اپنی نظر اس انگلی پر ٹکائی' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ (نسائی' کتاب التطبیق باب موضع البصر فی التشہد: 1161)

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا

نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ نماز میں اپنی نظریں اوپر کی طرف اٹھا لیتے ہیں' پھر آپ ؐ کا فرمان اس بارے میں سخت ہو گیا' پھر فرمایا '' یہ لوگ اس سے ضرور باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔ (بخاری کتاب الاذان' باب رفع البصر الی السماء فی الصلوۃ 250)

نماز میں دائیں بائیں دیکھنا جائز نہیں

اس بارے میں سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا صلیتم فلا تلتفتوا (ترمذی: 2864)

جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ؐ نے فرمایا: هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ (بخاری کتاب الاذان باب الالتفات فی الصلوۃ 251)

یہ ڈاکہ ہے جو شیطان بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔

اس بارے میں ایک اور روایت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَإِذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ. (ابوداؤد' کتاب الصلوۃ' باب الالتفات فی الصلوۃ 909)

اللہ تعالی ہمیشہ بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب وہ اپنی نماز میں ہوتا ہے' جب تک وہ ادھر ادھر نہیں دیکھتا' جب بندہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے دل اور چہرے کے ساتھ متوجہ ہو کر نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. (مسلم' کتاب الصلوۃ باب ذکر المستحب عقب الصلوۃ 234/17)

کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرے' پھر کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے' وہ اپنے دل اور چہرے کے ساتھ متوجہ ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

ان مذکورہ احادیث سے پتا چلتا ہے کہ بندے کو اپنی نظر دائیں بائیں سے بچا کر پوری توجہ کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہئے۔ اگر بندہ اس حوالے سے سستی کا شکار ہو جائے تو اللہ بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیتا اور اپنا فضل و رحمت نہیں کرتا۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا

کچھ لوگ بزعم خویش نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے لئے نماز میں آنکھیں بند کر لیتے ہیں لیکن نماز میں ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔

ضرورت کے تحت دائیں بائیں یا آگے دیکھنا

امام یا اگلی صف والوں کی اقتدا کرنے کے لئے یا کسی ہنگامی ضرورت کے تحت آگے یا دائیں بائیں دیکھنے کی گنجائش ہے۔ اس بارے میں درج ذیل احادیث سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

1۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ (مسلم کتاب الصلوۃ باب تسویۃ الصفوف ...... 438/130)

تم میری اقتدا کرو اور تم سے پیچھے والے لوگ تمہاری اقتدا کریں۔

معلوم ہوتا ہے کہ امام کی اقتدا کرنے کے لئے دائیں یا بائیں طرف توجہ کی ضرورت ہو تو یہ جائز ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگ گیا اور آپ ؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو لوگوں نے کہا' اے اللہ کے رسول ؐ! ہم نے آپ ؐ کو دیکھا کہ آپ ؐ اپنی جگہ سے کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ پھر ہم نے آپ ؐ کو دیکھا کہ آپ ؐ پیچھے ہٹے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس کا ایک خوشہ لینا چاہا' اگر میں وہ پکڑ لیتا تو جب تک دنیا باقی ہے' تم اسے کھاتے رہتے۔ (بخاری کتاب الاذان باب رفع البصر الی الامام فی الصلوۃ 748)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ؐ کو جہنم دکھائی گئی اور آپ ؐ اس کی لپٹ سے بچنے کے لئے پیچھے ہوئے۔ (بخاری 1052)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے کہ مقتدی نماز میں امام کی طرف توجہ کر سکتا ہے۔

3۔ ابومعمر نے خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قرأت کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا' ہاں' اس نے سوال کیا' آپ ؐ کو اس کا کیسے پتا چلتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا' آپ ؐ کی داڑھی مبارک کے حرکت کرنے سے (ہمیں معلوم ہوتا تھا کہ آپ ؐ قرأت کر رہے ہیں) (بخاری 746)

4۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف کے محلے میں ان کی صلح کرانے گئے اور لیٹ ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ ابوبکرؓ نماز میں ادھر ادھر بالکل توجہ نہ کرتے تھے۔ لوگوں کے

باقی صفحہ 61 پر

بقیہ: بے حیائی کا سالانہ دن

خشک سالی کے موسم میں جوتوں کی بارش کا منظر دیکھا۔

''عاشق کا جنازہ ہے' ذرا دھوم دھام سے نکلے'':

چند سال پہلے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ایک نوجوان نے لڑکی کو ''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر پھولوں کا تحفہ پیش کیا تو اس عفت مآب دوشیزہ نے سر راہ اس عاشق کی چھترول کر دی۔ یہ دیکھ کر محلے کے لوگ جمع ہو گئے اور انہوں نے اس نامراد عاشق کو پکڑ کر اس کا منہ کالا کیا اور گدھے پر بٹھا کر ملتان روڈ پر اس کا جلوس نکالا کہ ''عاشق کا جنازہ ہے' ذرا دھوم دھام سے نکلے۔''

کئی گھر اُجڑ گئے!

ویلنٹائن ڈے جیسے بدتہذیب تہوار نے کئی گھر اُجاڑ دیئے، کاہنہ لاہور کے علاقے بستی عید گاہ کے رہائشی عبدالجبار کی بیٹی سدرہ کے ایک نوجوان کے ساتھ تعلقات تھے، باپ کے متعدد بار منع کرنے کے باوجود وہ باز نہ آئی، پولیس کے مطابق سونیا ''ویلنٹائن ڈے'' پر آشنا سے ملنے گئی تو عبدالجبار نے اسے کمرے میں بند کر کے گلا دبا کر مار ڈالا۔

ادھر شمالی چھاؤنی لاہور کے علاقہ میں ''ویلنٹائن ڈے'' کے دن سکول ٹیچر خاتون نے عاشق کی بے وفائی سے دلبرداشتہ ہو کر زہریلی گولیاں کھا کر خودکشی کر لی۔

''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر انصار کالونی کا رہائشی 20 سالہ محمد علی اپنی محبوبہ سے ملنے ڈبل پھاٹک گیا جہاں لڑکی کے والدین نے اسے ملنے کی اجازت نہ دی جس پر دلبرداشتہ ہو کر محمد علی نے اس کے گھر کے سامنے زہریلی گولیاں کھا کر زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ (جرار 18 فروری 2011ء)

اسی طرح ایک دفعہ اخبار میں خبر تھی کہ چوکی میں نوجوان جوڑا 14 فروری کو وعدے کے مطابق قابل اعتراض حالت میں ویلنٹائن ڈے منا رہا تھا کہ لڑکی کے بھائی نے ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

فاعتبروا یا اولی الالباب:

محترم قارئین! یہ ہے ویلنٹائن ڈے منانے والے ہمارے اس ملک کے معاشرے کی جھلک جس میں لوگوں کی عزتیں اچھالنے اور برباد کرنے کے لیے آوارہ منش نوجوانوں کی حکومت اور میڈیا کی سطح پر حوصلہ افزائی کی جاتی ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان کی اس آوارگی پر کتنے شریفوں کی پگڑیاں سر بازار اچھلتی ہیں، کتنی عزتیں برباد اور کتنے عزتوں کے محافظ قتل ہوتے ہیں۔

ان تمام حقائق سے معلوم ہوا کہ اس گندی، اسلام دشمن، بے حیائی کو فروغ دینے والی جاہلانہ رسم کی ابتداء ایک عاشق پوپ سے ہوئی جواب ہمارے گھروں تک پہنچ چکی ہے۔

جبکہ ہمارا دین اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک کامل اور جامع طرز حیات ہے اسلام نے ہمیں بے حیائی کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! ''جب تم میں حیا ختم ہو جائے تو جو چاہے کرو'' اور یہ تہوار صرف حیا ختم کرنے کے لیے ہی منایا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمادیا۔

((مَن تشبّه بقوم فهو منهم.))

''جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے' وہ انہی میں سے ہے۔'' (ابو داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة، حدیث: 4031.)

اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ تہوار کن لوگوں کا ہے؟ اور ہماری دلچسپیاں کن کے ساتھ ہیں؟

مذہب سے قطع نظر اگر ذاتی حوالے سے بھی دیکھیں تو بھی ایک مسلمان کے لیے اس میں سوائے بے ہودگی کے کچھ نہیں۔ کیا کوئی غیرت مند آدمی اس بات کو برداشت کرے گا کہ غیر مرد اس کی بیوی، بیٹی یا بہن کو بے حیائی کی دعوت دے اور وہ پیغام ریڈیو اخبار یا میڈیا کی زینت بنے۔ یقیناً نہیں! تو اس لیے آج اپنے دامن کو ایسی حیا سوز رسموں سے بچاؤ تاکہ آپ کی بہن اور بیٹی بھی بچ سکے۔ ہم کچھ زیادہ نہیں کہتے؛ بس اتنا کہیں گے کہ ان واقعات کو پڑھتے اور حقائق کو پرکھتے ہوئے اللہ نے عقل دی ہے تو عبرت حاصل کرو ورنہ! خود نشان عبرت بن جاؤ گے۔

بقیہ: ویڈیو گیمز

مثال کے طور پر Grant Theft Auto-3 سب سے زیادہ بکنے والا گیم ہے۔ اس میں پوائنٹ حاصل کرنے کے لیے کار جیکنگ اور منشیات فروشوں سے منشیات لے کر بھاگنا ہوتا ہے۔

اسی طرح (armageddon) میں کھیلنے والے پیدل چلنے والوں کو کچل کر پوائنٹ حاصل کرتے ہیں اور اس وقت ان کی ہڈیوں کی چٹخنے کی آوازیں حقیقی تاثر پیدا کرتی ہیں جبکہ (Duke Nukem) میں شوٹر اپنی مہارت بڑھانے کے لیے پرونوگرافک پوسٹر میں عورتوں کو ٹارگٹ بنا کر مشق کرتے ہیں۔ وہ اس وقت بونس پوائنٹ حاصل کرتے ہیں جب وہ برہنہ طوائف کو جو درخواست کرتے ہوئے کہتی ہے' مجھے مار دو (Kill me) اور وہ اسے نشانہ بناتے ہیں' پوسٹل ڈیوڈ (Postal Dude) میں اس وقت پوائنٹ ملتے ہیں جب کھیلنے والا اندھا دھند ہر شخص پر فائرنگ کرتا ہے جن میں چرچ سے نکلنے والے لوگ، ہائی اسکول کے بچے وغیرہ شامل ہیں۔ پوسٹل ڈیوڈ پروگرام میں کہا جاتا ہے کہ ''صرف میری بندوق ہی مجھے سمجھتی ہے۔''

M-nets 2001 کے مطالعے کے مطابق 32 فیصد بچے جن کی عمریں 9 سے 17 سال کے درمیان ہیں' وہ ہر روز یہ ویڈیو گیم کھیلتے ہیں۔ ان میں سے 60 فیصد ان کی طرح حرکتیں کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیول یونیورسٹی کے پروفیسر کے پیکیسٹی اور جیکس ڈی گائز کی تحقیق کے مطابق 80 فیصد ٹی وی تشدد کینیڈا میں امریکہ کے پروگراموں سے منتقل ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر 87.9 فیصد تمام تر تشدد ایکٹ 9pm میں دکھائے جاتے ہیں۔ اس طرح 39 فیصد 8pm سے پہلے دکھائے جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب بچے ٹی وی زیادہ دیکھتے ہیں۔

اس طرح سلو موشن میں گولی کو لوگوں کے سینے میں پیوست ہوتا ہوا اور لوگوں کو خون میں لت پت دکھانا اب میڈیا میں ایک عام سی بات بن گئی ہے جسے دنیا بھر میں لاکھوں ناظرین دیکھتے ہیں۔ اس طرح عورتوں کی ریسلنگ میں خواتین ریسلر کا ایک دوسرے کے کپڑے پھاڑنا، بال کھینچنے کی وجہ سے یہ دنیا میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والا گیم ہے۔

غرض جب ایسی وحشیانہ اور فحش گیمز بچے کھیلیں گے تو ان میں ہر طرح کا بے رحمانہ تشدد اور مجرمانہ ذہن پیدا نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ حقیقی زندگی میں جب بچے اور نوجوان ایسے وحشیانہ واقعات کے مرتکب ہوتے ہیں تو پھر ہمارا سارا زور صرف مجرم پکڑنے اور اسے سزا دینے پر ہوتا ہے' جو چیزیں نوجوانوں کو مجرم بنانے کی اصل ذمہ دار ہیں کوئی اس طرف توجہ دینے کو ذرا تیار نہیں جس کی وجہ سے یہ وحشیانہ واقعات مسلسل رونما ہوتے رہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

بقیہ درس قرآن

جواب یہ ہے کہ تاریخ شاہد ہے کہ ان مومنوں پر جن کا یہاں ذکر ہے' کفار کو کبھی غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اب اگر مومن ہی وہ مومن نہ رہیں اور شریعت پر صحیح معنی میں عمل پیرا نہ ہوں اور مشرک بے نماز' سود خور' بے شرم و بے حیاء' جھوٹے' خائن' دھوکے باز' وعدہ خلاف وغیرہ ہیں اور جہاد چھوڑ بیٹھے ہیں اور کفار' یہود و نصاریٰ ہندوؤں وغیرہ سے دوستیاں رکھیں اور ان کی تہذیب و رسم و رواج اپنانے میں فخر محسوس کریں تو ایسے کھوکھلے' دوغلے' بے روح' نام نہاد مسلمانوں سے اللہ کا وعدہ کوئی نہیں۔ اللہ کا وعدہ مومنوں سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اور تم سستی نہ کرو اور نہ غم کھاؤ' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ (آل عمران 139)

شور ہے کہ دنیا میں مسلمان ہوگئے نابود
ہم پوچھتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

فوائد

1۔ کفار (یہود و نصاریٰ' ہنود وغیرہ) سے محبت و دوستی حرام ہے۔

2۔ عزت و غلبہ اللہ کے پاس ہے اور اس کی اطاعت سے ملتا ہے۔ کفار و مشرکین کی محبت و دوستی سے نہیں ملتا۔

3۔ اہل شرک و باطل' اہل بدعت و ضلالت' اہل استہزاء و مذاق اور فساق و فجار کے اجتماعات و مجالس میں شرکت حرام ہے۔

4۔ کفر اور گناہ پر راضی ہونا گناہ ہے۔

5۔ مومنین' مخلصین اور صادقین سے اللہ کی نصرت و عزت اور غلبہ کا وعدہ ہے۔

بقیہ تدریس حدیث

راوئ حدیث: نعیم مجمر رحمہ اللہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی نُعَیم نَعِیم کی تصغیر ہے۔ مجمر میں میم پر ضمہ جیم ساکن اور دوسری میم کے نیچے کسرہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہر جمعہ کو دوپہر کے بعد مسجد نبوی میں خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے' اسی وجہ سے ان کا نام مجمر۔ (خوشبو کی دھونی دینے والا) مشہور ہوگیا۔ مشہور تابعی تھے۔ ابوحاتم ابن معین' ابن سعد اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

بقیہ خواب میں طلاق

رسول ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے۔ أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ ۔(ابوداؤد 2226) جس عورت نے کسی وجہ کے بغیر اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا تو جنت کی خوشبو اس پر حرام ہے۔

رسول مکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے۔ الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ ۔(نسائی 3491) خاوندوں کی نافرمانی کرنے والیاں اور خلع لینے والیاں منافقات ہیں۔

ان نصوص شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو بلاوجہ طلاق کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی بات نقل فرمائی ہے۔ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ (احزاب 37)

(اے زید) اپنی بیوی کو اپنے لئے روک کر رکھ۔

بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی جب آزاد ہوئیں تو ان کا خاوند مغیثؓ غلام تھا اور انہیں الگ ہونے کا اختیار ملا تو مغیث ان کے پیچھے آنسو بہاتا پھر رہا تھا کہ وہ اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباسؓ! تو مغیثؓ کے بریرہ کے ساتھ محبت اور بریرہؓ کے مغیث کو ناپسند کرنے سے تعجب نہیں کرتا؟ رسول اللہ ﷺ نے بریرہؓ کو فرمایا: تو اگر اس کی طرف رجوع کرے (یعنی اس سے الگ نہ ہو تو اچھا ہے) اس نے کہا' اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ مجھے حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا' میں تو صرف سفارش کر رہا ہوں۔ اس نے کہا' پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ (بخاری: 5283)

ان نصوص سے پتا چلتا ہے کہ زوجین میں جدائی آپؐ کو پسند نہ تھی۔ اس کے برعکس شیطان زوجین میں جدائی اور لڑائی پسند کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ'' کچھ لوگ شیاطین سے جادو سیکھتے تھے جس سے ان کا مقصد آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا ہوتا تھا۔'' (البقرہ:102) اس کی تائید درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے اور اپنے لشکر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) روانہ کرتا ہے۔ پھر مرتبہ کے لحاظ سے اس کے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فتنے میں ڈالتا ہے۔ ایک آکر (اپنی کارگزاری بیان کرتے ہوئے) اسے کہتا ہے' میں نے ایسے ایسے کیا' وہ کہتا ہے' تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آکر کہتا ہے' میں نے اس کو نہیں چھوڑا حتی کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی تو وہ (ابلیس) اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے' تو اچھا ہے۔ (مسلم صفات المنافقین باب تحریش الشیطان 2813/67)

المختصر اگر طلاق لینے کی کوئی معقول وجہ اور عذر نہیں تو اللہ کے نبی ﷺ اس کی رہنمائی کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ تو شریعت کی خلاف ورزی اور شیطان ابلیس کی مرغوب چیزوں میں سے ہے۔ یہ اسی کی کارستانی ہے۔ اس لئے اس کے پیچھے لگنا قطعاً ٹھیک نہیں۔

ہاں اگر طلاق لینے کی کوئی اور شرعی وجہ ہے تو خواب میں اللہ کی طرف سے اس کے درست ہونے کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے۔ بہرحال زیادہ تر خارجی حالات کو دیکھ کر ہی اس بارے میں فیصلہ ہونا چاہئے نہ کہ صرف خواب کو سامنے رکھ کر۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق دے۔

☆......انسان کے سارے خواب سچے نہیں ہوتے البتہ نبی کا خواب اس سے مستثنیٰ ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے وحی کی ایک شکل ہوتی ہے۔ عام لوگوں کے خواب کو شرعی نصوص پر پیش کر کے اس کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا

فتاویٰ آن لائن

حافظ عثمان شفیق۔۔۔۔۔
whatsaap (W)0306-8898995 انچارج فتاویٰ آن لائن (شعبہ دعوت واصلاح)
نظر ثانی: مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

س 1: کیا لڈو کھیلنا جائز ہے۔ قرآن وحدیث سے وضاحت کریں۔

جواب: کھیل کا اصل مقصد ذہنی آرام اور جسمانی ورزش ہے تاکہ مومن جسمانی اعتبار سے مضبوط اور صحت مند رہے، جس سے دعوت وجہاد کے کام بہترین طریقہ سے سر انجام دیئے جاسکیں۔ جس کھیل میں یہ مقصد پورا نہ ہوتا ہو' اسے کھیلنے کی اجازت نہیں۔ احادیث میں اس قسم کے کھیل کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نردشیر (چوسر) کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔ (سنن ابن ماجہ 3763' صحیح للالبانی) عربی زبان میں نرد کا معنی ایسا کھیل جو لکڑی کے تختے پر کھیلا جائے۔ اس میں کیرم بورڈ' سنوکر' شطرنج اور لڈو وغیرہ تمام فضول کھیل آجاتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن لغو اور فضول کھیلوں کو عمل میں لانا تو درکنار وہ ایسے کھیلوں کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہیں کیونکہ شرعاً ایسے تمام کھیل ناجائز ہیں جو وقت اور سرمائے کے ضیاع کا باعث ہوں اور اگر جائز کھیلوں میں بھی صرف وقت کا ضیاع ہو تو ان سے بھی احتراز کرنا چاہئے' اس میں وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی قباحتیں ہیں مثلاً جوا' لڑائی جھگڑا وغیرہ' لہٰذا یہ تمام گیمز موبائل' لیپ ٹاپس پر یا اصلاً کھیلنا سب برابر ہیں' وقت کا صحیح استعمال کریں۔ فارغ وقت میں قرآن کی تلاوت اور ذکر واذکار کریں۔

س 2: کیا کھانا کھانے والے اور قرآن پڑھنے والے کو سلام کرنے کی ممانعت ہے؟

جواب: کھانا کھانے والے' وضو کرنے والے یا قرآن پڑھنے والے شخص کو سلام کرنے کی ممانعت میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی' محض مفروضہ ہی ہے۔ اگر نماز پڑھنے والے شخص کو سلام کیا جاسکتا ہے اور وہ دوران نماز ہاتھ کے اشارے سے جواب دے سکتا ہے تو ان لوگوں کو سلام کیوں نہیں کرسکتے؟ قرآن کی تلاوت کرنے والوں کو سلام کہنے کے حوالے سے ایک حدیث مروی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کررہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' انہوں نے ہمیں سلام کہا اور ہم نے آپؐ کے سلام کا جواب دیا۔ (مسند احمد 150/4)

س 3: میں شرعی پردہ کرنا چاہتی ہوں۔ میرے لئے کن کن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث سے وضاحت کریں؟

جواب: عورت اپنے محرم مردوں سے پردہ نہیں کرے گی اور عورت کا محرم وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ جس سے نکاح ہوسکتا ہے' وہ اس کے لئے غیر محرم مرد ہے' لہٰذا اس سے پردہ کرے گی۔ اب ہم تفصیلاً محرم رشتوں کا ذکر کرتے ہیں کہ جن سے پردہ نہیں اور ان کے علاوہ ہر ایک سے پردہ کرنا ضروری ہے الا یہ کہ اس سے نکاح ہوجائے۔

1۔ آباؤ اجداد: عورت کے باپ دادا اور نانا سب شامل ہیں

2۔ بیٹے: عورتوں کے اپنے حقیقی بیٹے' ان میں پوتے اور نواسے بھی شامل ہیں۔

3۔ بھائی: ان میں حقیقی بھائی صرف باپ کی طرف سے اور صرف ماں کی طرف سے تمام بھائی شامل ہیں۔

(نوٹ: بغیر کسی رشتے کے کسی بھی غیر محرم کو زبانی کلامی بھائی بنالینا اس میں شامل نہیں۔ وہ غیر محرم ہی رہے گا)

4۔ بھانجے اور بھتیجے: ان میں بھائی کے بیٹے اور بہن کے بیٹے اور آگے ان کی اولادیں شامل ہیں۔

5۔ چچا اور ماموں: ان دونوں رشتوں کو والدین کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ چچا کو بھی والد کہہ دیا جاتا ہے جیسے تایا ابو۔ یاد رہے عورت کے خاوند کے ماموں اور چچا چونکہ اس کے حقیقی رشتے نہیں' سو وہ ان سے پردہ کرے گی۔

6۔ رضاعی محرم: اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو رضاعت یعنی دودھ کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں۔ مثلاً رضاعی بھائی' رضاعی چچا' رضاعی باپ' رضاعی بیٹے وغیرہ۔ رضاعت سے بھی ان رشتوں کو حرام کیا گیا ہے جنہیں نسب کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے۔

7۔ سسرالی محارم: عورت کے سسرالی ''محرم'' سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے شادی کی وجہ سے ابدی طور پر نکاح حرام ہوجاتا ہے جیسا کہ سسر اور داماد وغیرہ۔ اور اسی طرح عورت کے خاوند کے اگر پہلی بیوی سے بیٹے ہوں تو وہ ان سے بھی پردہ نہیں کرے گی کیونکہ وہ اس کے لئے بیٹوں کی طرح ہیں اور یہ ماں بیٹے کی طرح رشتہ ہے۔

اوپر جو رشتے بیان کئے گئے ہیں' ان سے پردہ نہیں ہوگا۔

ان کے علاوہ باقی تمام رشتے ''غیر محرم'' ہیں' ان سے پردہ کرنا ضروری ہے مثلاً خالو' پھوپھا' خاوند کے بھتیجے اور بھانجے' اور اس کے ماموں اور چچا اور اسی طرح خالہ' چچا' پھوپھی اور ماموں کے بیٹے وغیرہ جنہیں ''کزن'' کہتے ہیں۔

یہ نام کیسا ہے؟

بچوں کے ناموں کے حوالے سے ایک تحقیقی نظر

ریسرچ ڈیسک: ابو عبداللہ عبدالمتین۔ ڈائریکٹر الاثر پبلیکیشنز جماعۃ الدعوۃ۔ ابو حمزہ ظفر اقبال فاضل مدینہ یونیورسٹی وابو عقاب الایمان محمد امین الرحمٰن

س: ماہ نور کا کیا مطلب ہے۔ (کالاباغ)

ج: **ماہ نور** ماہ چاند کو کہتے ہیں جو فارسی لفظ ہے۔ عربی میں نور روشنی کو کہتے ہیں۔ معنی ہوا نور سے بھرپور چاند۔ یہ عربی فارسی کا مکسچر ہے۔

س: ادیبہ یاسر' منیبہ یاسر کا مطلب بتا دیں۔ (کوٹلی ستیاں۔ راولپنڈی)

ج: **ادیبہ**: ادب والی' علم والی

منیبہ: انابت یعنی اللہ کے حضور توبہ کرنے والی' رجوع کرنے والی

إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ (سورۃ الرعد)

بے شک اللہ جسے چاہے گمراہ کردے اور ہدایت تو اسے ہی دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔ (یعنی ہدایت کی جستجو کرے' اس میں شوق کرے)

س: علشبا کا کیا معنی ہے

ج: **علشباء** یا علشبہ کا لفظ کہیں نہیں ملا

1۔ اگر یہ العشبہ سے ہے تو یہ جڑی بوٹی کو کہتے ہیں۔ دراصل ہوتا یوں ہے کہ لوگ لفظ سن کر اپنے اندازہ سے ہی اس کے صوتی حسن سے متاثر ہو کر مطلب و معانی جانے بغیر ہی اسے نام کے طور پر اپنا لیتے ہیں اور اس میں بھی ہجوں کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

میرا یہ قیاس ہے العشبہ کو بگاڑ کر علشبہ کر لیا گیا ہے جس کا معنی جڑی بوٹی وغیرہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

2۔ عیسائیوں کے لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ زکریا علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ کا نام الیشبع تھا تو اگر اس نام کو توڑ مروڑ کر علشبہ بنا لیا گیا ہو تو شاید یہی قرین قیاس لگتا ہے۔ اور اگر الیشبع ہے تو پھر اس کا معنی ہے بھرے معدے والا۔ جسے بھوک نہ لگی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

س: جندل نام رکھ سکتے ہیں؟ (شعیب۔ قلعہ محمدیہ گوجرانوالہ)

ج: **جندل** کا معنی چٹان' آبشار کو بھی کہتے ہیں جندل پچھاڑ دینے کو بھی کہتے ہیں۔ رکھا جا سکتا ہے۔ ابو جندلؓ مشہور فدائی صحابی گزرے ہیں۔

س: ربیعہ محمود کے کیا معنی ہیں

ج: **ربیعہ**۔ ربیع موسم بہار سے ہے اور اس سے ہی ربیعہ ہے۔ طاقت آزمائی کے لئے اٹھایا جانے والا پتھر۔ باغ۔ لوہے کا خود۔

محمود تعریف کیا گیا۔ شاندار نام ہے۔ مذکر کے لئے ہوتا ہے۔

س: وارث بن محمد یونس نام کیسا ہے۔ خدیجہ' ماریہ کے کیا معنی ہیں؟

ج: **وارث** تو معروف ہے۔ کسی کا کوئی مالک و ذمہ دار ہو۔

وانت خیر الوارثین اور اے اللہ آپ تو بہترین وارث ہیں۔ (سورہ انبیاء)

آج کل اللہ کی اس صفت پر بھی نبی اور ولی کو لانے کی شرکیہ حرکت ہو رہی ہے۔ اللہ نبی وارث لکھا جاتا ہے۔ کبھی علی وارث لکھا جاتا ہے' استغفر اللہ نعوذ باللہ من ذالک الھفوات الجاھلین والمبطلین۔

نام عبدالوارث رکھنا چاہئے۔ اس نام کو تبدیل کرنا چاہئے۔

2۔ **خدیجہ** سیدہ خدیجہؓ کے نام پر نام رکھنا سعادت ہے۔ ویسے اس کا معنی نامکمل بچی ہے مگر ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کو اللہ کے رسولؐ نے کامل اور جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا ہے۔ بڑا ہی بابرکت نام ہے۔ ام المومنین کے نام پر نام رکھنا چاہئے۔ اس میں لغوی معنی مراد نہیں ہوں گے۔

ماریہ۔ خوبصورت عورت' بارہ سنگھا کو بھی کہتے ہیں۔ پیچھے گزر چکا ہے۔

س: ماروش کے کیا معنی ہیں

ج: **ماروش**: مارش اصفہان کے قریب ایک بت خانہ ہے۔ مارچ کے مہینے کو عربی میں مارش اور مارس بھی لکھا جاتا ہے اگر آپ نے کہیں سے معروش کو سن کر ماروش لکھ دیا ہے تو معروش ایسی بیل کو کہا جاتا ہے جو چھت اور چھجے پر چڑھائی جاتی ہو مثلاً انگوروں کی بیل یا گلو کی بیل وغیرہ اچھا نام ہے اگر عین کے ساتھ لکھا جائے یعنی معروش

س: حمزہ نام کے معنی بتا دیں

ج: **حمزہ** کے متعدد معانی ہیں

مضبوط اور سخت ہونا' ذہین و تیز فہم ہونا' تلوار کو تیز کرنا۔ شیر بھی اس کے معنی میں شامل ہیں۔

س: الرحمٰن' الوہاب اللہ کے نام ہیں ان کے شروع سے ال ہٹا کر رحمن اور وہاب نام رکھنا کیسا ہے؟

ج: **رحمن** اور **وہاب** جیسے نام رکھنا خلاف سنت ہے کیونکہ یہ اللہ کے صفاتی نام ہیں۔ عبد کے ساتھ یعنی عبدالرحمن یا عبدالوہاب رکھا جا سکتا ہے۔

عبد کے بغیر مذکورہ بالا دونوں نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ تاہم ال ہٹا کر اگر ذہن میں بندوں جیسے القاب و اوصاف مراد ہوں تو استعمال ہو سکتے ہیں' جیسے رؤف' رحیم وغیرہ۔ اللہ نے قرآن میں خود نبیؐ کو بھی رؤف و رحیم کہا۔ واللہ اعلم بالصواب

س: زوہیل بن صفدر کے معنی بتا دیں؟

ج: **زوہیل**: زُہیل کو زوہیل لکھا گیا معلوم ہوتا ہے۔

زَهِلَ يَزْهَلُ سے ہو تو اس کا معنی تھوڑا دور ہونے والا ہے۔

زَهَلَ يَزْهَلُ سے ہو تو اس کا معنی تھوڑا سفید و چکنا ہونے والا ہے۔ یعنی فُعَيل کے وزن پر' ان میں چھوٹائی یا تھوڑے ہونے کا اشارہ ہے۔

نوٹ: بچوں کے ناموں کا مطلب جاننے کے لیے بچے کا نام بمع ولدیت اور علاقہ اس نمبر (0336-4513573) پر SMS کریں، بہتر ہے کہ نام اردو میں لکھا جائے، ناموں کے معانی صرف مجلہ میں دیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

نوٹ: نام کا معنی پوچھنے کیلئے جب بھی میسج کریں تو کالم کا نام "یہ نام کیسا ہے؟" ضرور لکھیں

روشن باتیں

پیارے پھولو اور کلیو!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سنائیں آپ کا کیا حال ہے؟ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

پیارے پھولو اور کلیو! آپ کے علم میں ہے کہ گزشتہ ماہ شہر قصور میں ننھی زینب کے ساتھ کسی شقی القلب بدبخت نے زیادتی کی اور پھر اس کو قتل کر دیا۔ ابھی غم و غصے کی فضا کم نہ ہوئی تھی کہ پھر کراچی اور اس کے بعد مردان میں چار سالہ بچی حیوانوں کی حیوانیت کا شکار ہو گئی اور یہ سلسلہ ابھی تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار حکمران بے بس اور ناکام ہیں۔

پیارے پھولو اور کلیو! لمحہ فکریہ ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس کا ذمہ دار ہمارا میڈیا ہے جو نوجوان نسل کو اسلام سے بیگانہ اور متنفر بنانے میں مصروف ہے۔ کچھ سال پہلے ہندوستانی کانگریس کی صدر سونیا گاندھی نے کہا تھا کہ ہمیں پاکستان سے جنگ کی نوبت نہیں آئے گی، ہماری تہذیب، کلچر اور فلمیں ان کو ہمارے رنگ میں رنگ دیں گی۔

آج ٹی وی کے پروگراموں میں چھوٹی چھوٹی عمر کی بچیوں کے ڈانسنگ مقابلے ہماری غیرت و حمیت کا جنازہ نکال رہے ہیں مگر حکومت خوابِ خرگوش میں مبتلا ہے۔ بھارت جہاں پر بچیوں سے زیادتی معمول ہے اور وہاں خوف و ہراس رہتا ہے، ہم نے ان کی پیروی کی تو یہی صورتحال یہاں بن گئی ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ ہم میڈیا کا قبلہ درست کریں اور والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی زندگی میں اسلام کا رنگ غالب کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ کے رنگ سے بہتر کون سا رنگ ہو سکتا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْنَ۝ (البقرہ: 138)

بھارت ہمارا دشمن ہے، وہ ہمیں بے حیائی میں مبتلا کر رہا ہے اور دوسری طرف کشمیر میں ہماری ماؤں بہنوں سے زیادتی کرتا ہے اور بچوں کو پیلٹ گنوں سے داغدار کر رہا ہے۔ آیئے! سب مل کر عزم کریں کہ ہم نے کفار کے ہر عمل سے نفرت کر کے اسلام کو اپنا آئیڈیل بنانا ہے۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو

والسلام

آپ کے چاچو جان حمدان

سستی اور مہنگی ترین چیز کون سی ہے؟

اس کائنات میں مہنگی ترین چیز کیا ہے؟ اس کا جواب دینے والے مختلف ہوں گے۔ کسی نے سونے کو مہنگی چیز کہا، کسی نے ہیرے کو مہنگی شے قرار دیا۔ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ سوال پوچھنے والے کو کسی کا بھی جواب درست نہ لگا تو خود ہی جواب دیا کہ دنیا میں قیمتی ترین چیز وقت ہے۔

واقعی دنیا میں وقت سے زیادہ قیمتی کوئی شے نہیں۔ انسان دنیا میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کسی بھی ترقی کی راہ پر بغیر وقت کے گامزن نہیں ہو سکتا۔ اگر آدمی کے پاس وقت نہیں تو وہ ایک سوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا اور اگر وقت ہو اور آدمی اپنی کوشش بھی جاری رکھے تو سونے کی کان تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

(حافظ ناصر رفیق۔ پنجاب کالج فیصل آباد)

سانحہ زینب

بیٹی رحمت یا زحمت

اسے بدنصیبی کہیے کہ ملک پاکستان میں آئے دن بچیوں سے زیادتی ہو رہی ہے، وہ بیٹی جس کو نبی ﷺ نے رحمت کہا ہے، آج اس رحمت پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں اور اس کی عزت کو تار تار کیا جا رہا ہے۔

سیدنا سلمہ بن قیس ؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! چار چیزوں سے بچو۔ ① اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ ② کسی جان کو ناحق قتل مت کرو ③ زنا کاری میں مبتلا نہ ہو ④ چوری چکاری مت کرو۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا۝ (الاسراء: 32)

”تم زنا کاری کے قریب بھی نہ جاؤ یقیناً یہ بے حیائی اور برا کام ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے زنا کاری کی سزا میں بھی انتہائی سختی رکھی ہے۔ اس کی سزا کا تصور کر کے آدمی خوفزدہ اور حیران ہو جاتا ہے۔ اس کی سزا سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گناہ کوئی معمولی گناہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”جو زنا کرنے والی عورت ہے اور جو زنا کرنے والا مرد ہے، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تمہیں ان کے متعلق اللہ کے دین میں کوئی نرمی نہ پکڑے، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور لازم ہے کہ ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو۔“

بیٹی سے، معصوم کلی سے، معصوم پھول سے جو رحمت ہے، وہ بیٹی جس سے نبی ﷺ نے بے حد محبت کی۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے فاطمہ ؓ کو دُکھ دیا، اس نے مجھ کو دُکھ دیا۔ جس نے فاطمہ ؓ کو ستایا، اس نے مجھ کو ستایا۔“ (الحدیث)

آپ ﷺ اپنی بیٹی سے بے حد محبت، پیار کرتے۔ مسلمانو! تم بھی مسلمان ہو۔ کلمۂ نبی ﷺ کا پڑھتے ہو۔ خدارا ہوش میں آؤ۔ ہمارے ملک میں عمر ؓ جیسے حکمران، خالد کی للکار اور عثمان ؓ جیسے حکمران کی ضرورت ہے۔ اپنی عدالتوں میں انصاف قائم کرو اور زنا کرنے والے کو سنگسار کر دو۔ سرعام پھانسی دو۔ اللہ کی قسم! کہیں بھی زیادتی نہیں ہو گی۔

(اخت وقاص احمد۔ نوکھر اڈا)

سب سے اچھا کون؟

ہر شخص یہ خواہش کرتا ہے کہ میرا رہن سہن ' میری عادت' میرا کردار' میری گفتگو' میری صورت' میری سیرت ایسی ہو کہ ہر شخص مجھے سب سے اچھا کہے۔ لوگ میری مثال دیں۔ میرے جیسا ہونا چاہیں۔ بہتر سے بہتر ہونے کی تگ ودو شب وروز جاری رہے۔

اس دوڑ میں ہم دوسروں کو غلط بھی کہتے ہیں' غلط بیانی سے بھی کام کیا جاتا ہے' حسد کی وجہ سے دوسروں کے اچھے کام کو ہم غلط بھی کہہ دیتے ہیں' لوگوں سے اپنی تعریف بھی سننا چاہتے ہیں۔

اگر واقعی ہم سب سے اچھا بننا چاہتے ہیں تو زندگی میں کچھ اصول اور کچھ رویے اپنانے پڑیں گے اور ان پر عمل کرنا ہوگا۔ تاکہ لوگ ہمیں واقعی آئیڈیل قرار دیں اور ہم جیسا ہونا چاہیں۔ آیئے کچھ عادات اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆...... ہر کام شروع کرنے سے پہلے منصوبہ بندی کرنے کی عادت ڈالئے۔

☆...... روزانہ کرنے کے کاموں کی فہرست بنائیں۔

☆...... اہم اور ضروری کاموں کو اولیت دینے کا فن سیکھیے۔

☆...... جو کام شروع کریں' اسے ختم بھی کریں۔ کام کرنے اور سمیٹنے کی عادت ڈالئے۔

☆...... جلدی جاگنے اور جلدی سونے کی عادت بنایئے۔

☆...... لوگوں کی بات سکون کے ساتھ سننے کی عادت اپنائیں۔

☆...... ایک سوال اپنے آپ سے کرتے رہیں کہ کیا یہ کام میرے اور میرے دین کے لیے فائدہ مند ہے؟

☆...... معمولات اور معاملات میں تھوڑی لچک رکھنے کی کوشش کریں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کو سب سے زیادہ پسند وہ کام ہے کہ اگر چہ وہ تھوڑا ہو مگر اس پر ہمیشگی اختیار کی جائے۔ اچھی عادات کو اپنی زندگی کا حصہ بنا کر اور وقت کا بہترین استعمال کر کے ہم دین اسلام کی سربلندی اور ملک وقوم کی ترقی کے لیے معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

(عتیق الرحمن جرار۔ اسلام آباد)

میٹھی شرارتیں

☆...... میرا پیارا بھانجا حارث جو تقریباً پونے دو سال کا ہے' ماشاء اللہ بہت ذہین ہے۔ اتنی چھوٹی عمر میں بھی اپنی امی جان کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اور دعائیں سناتا ہے۔ الحمدللہ۔ جیسے کہ ذہین بچوں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ شرارتوں میں بھی سب سے آگے ہوتے ہیں۔ حارث بھی بہت پیاری شرارتیں کرتا ہے کہ بے اختیار مسکرانے کو جی چاہتا ہے۔

پچھلے دنوں حارث نے بڑا کیل پکڑ رکھا تھا۔ باجی نے دیکھا تو کہا' لاؤ حارث یہ مجھے دے دو۔ منہ میں لگ جائے گا۔ حارث نے فوراً اس کو کمر کے پیچھے کر لیا اور کہنے لگا ''ماما گم ہو گیا'' اس کی اس بات پر ہم بہت ہنسے۔ واقعی چھوٹے بچے کتنی معصوم شرارتیں کرتے ہیں۔

☆...... حارث ہمارے گھر آیا ہوا تھا۔ میں سلانٹی کھا رہی تھی۔ کہنے لگا' خالہ مجھے بھی دو۔ حارث کی امی کہنے لگی: اسے سلانٹی نہ دینا' گلا خراب ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد حارث چاکلیٹ والی بنٹیاں کھا رہا تھا۔ باجی نے اسے کہا' جاؤ حارث' خالہ کو بھی دو۔ کہنے لگا' اس کے پاس پاپڑ ہیں۔ یعنی اس نے مجھے سلانٹی نہیں دی تو میں بنٹیاں کیوں دوں۔ اس کی اس بات پر ہم سب بہت ہنسے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حارث کو مجاہد بنائے۔ آمین

(اسماء ایمن عبدالغفور۔ گوجرانوالہ)

نئے پھول اور کلیاں

آرٹ: سعد الرحمن۔ شیخوپورہ

آرٹ: خولہ عارف۔ سیالکوٹ

آرٹ: عائزہ عباس۔ سرگودھا

آرٹ: سعد افضل۔ سرگودھا

آرٹ: حافظ اقرا طیب

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو/300 روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

گذشتہ ماہ کا انعام یافتہ ڈیزائن

میمونہ صادق۔ لیہ

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجیے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کر لیں گے۔ ان شاء اللہ

رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

بھید، موم بتی کی لو کا

سامان:

موم بتی، دیا سلائی، موٹے کاغذ کی شیٹ۔

کہتے ہیں چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے اور موم بتی جس کا استعمال ہماری روزمرہ کی زندگی میں عموماً ہوتا ہے، کے بارے میں کچھ بھی نہ جاننا اس کہاوت کی نفی کرتا ہے۔ اس کی گرم اور روشن لو کے درمیان کیا بھید پوشیدہ ہے، یہ کم لوگ ہی جانتے ہیں۔

آیئے! آج آپ کو بھی ان کم لوگوں میں داخل کرادیں، اس کا بھید بتا کر۔

موم بتی کو جلا کر سیدھا کھڑا کردیں اور ایک ہاتھ سے کاغذ کی شیٹ کو پکڑ کر اسے موم بتی کی لو کے اوپر جلدی سے اس طرح لے جائیں کہ کاغذ پوری طرح ہموار سطح میں رہے اور لو کا کافی حصہ کاغذ کے نیچے دب جائے۔ اس عمل کو کرتے وقت یہ خیال رکھیں کہ کہیں کاغذ کو پکڑے ہوئے آپ کے ہاتھ کی انگلیاں جل نہ جائیں۔

کاغذ کو لو کے، اوپر صرف دو تین سیکنڈ ہی پکڑے رہنا کافی ہوگا اور اس کے بعد آپ کو اس نشان کا اچھی طرح سے مشاہدہ کرنا ہے جو موم بتی کی لو نے کاغذ پر چھوڑا ہے۔ کیا دیکھا؟ کاغذ پر بنا ایک گولائی نما دائرہ جس کا ایک حصہ جھلسا ہوا نظر آتا ہے اور باقی کا حصہ دھوئیں کی سیاہی سے کالا پڑا ہوا..... یہی دکھائی دیتا ہے نا؟ مگر سب سے مزیدار جوابات دیکھیں، اس کا تو ابھی کہیں ذکر ہی نہیں ہوا۔

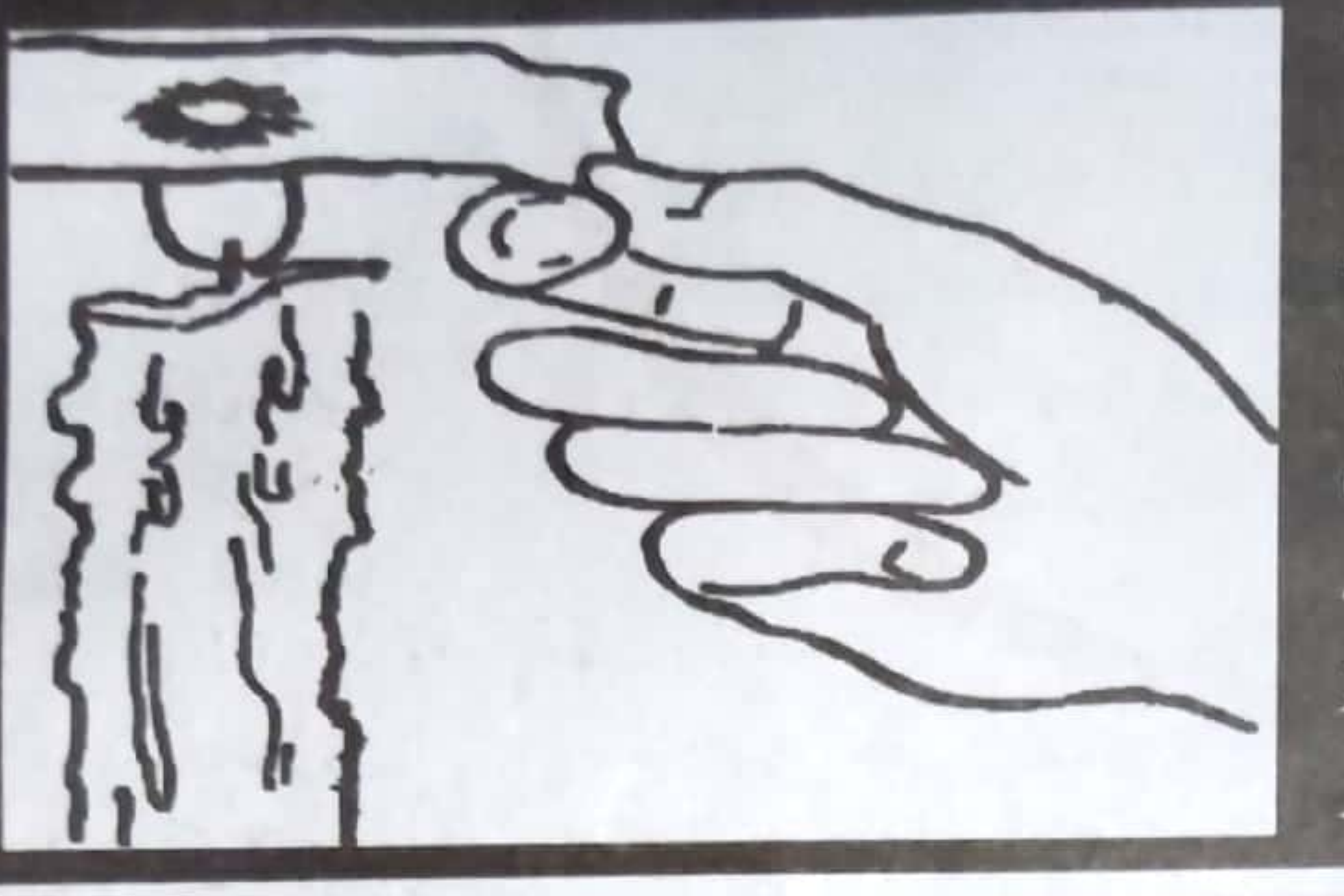

جان ہی گئے ہوں گے، دیکھ کر کہ لو سے بنے اس دائرے کے درمیان والا سب سے اندر کا حصہ لو کے اثر سے پوری طرح آزاد ویسے کا ویسا ہی ہے۔ لو کے بیچوں بیچ پھنسا حصہ ہی جلنے سے بالکل آزاد رہے، یہ تو چراغ تلے اندھیرے والی بات ہی ہوئی نا؟

ذہانت آزمائیں، انعام پائیں

1- غزوہ بدر میں نبی ﷺ کے کون سے چچا کفار کی طرف سے شامل ہوئے اور پھر قیدی بنا لیے گئے؟

① ابولہب ② حضرت عباس رضی اللہ عنہ ③ ابوجہل

2- حافظ محمد سعید ﷾ اور ان کے رفقاء کو بھارت کے دباؤ پر گزشتہ سال کس تاریخ کو نظر بند کیا گیا؟

① 30 جنوری 2017ء ② 29 جنوری 2017ء ③ 28 جنوری 2017ء

3- غزوۂ احد میں جنگ کا پہلا ایندھن بننے والے کافر کا نام بتائیں؟

① طلحہ بن ابی طلحہ ② ارطاۃ بن شرجیل ③

4- دریائے نیلم کو مقبوضہ علاقے میں کس نام سے پکارا جاتا ہے؟

① نیلم ② کشن گنگا ③ ستلج

5- وہ خود کہا کرتے تھے کہ میرا سارا کام ہی موصوفہ کرتی ہیں۔ تمام کاغذات ٹائپ کرتی ہیں اور ہر طرح سے میری مدد کرتی ہیں۔

یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے، نیز مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- نبی ﷺ نے بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف سفر شروع کیا تھا۔

2- موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے نمازوں میں کمی کی درخواست کی۔

3- یہودیوں نے 1969ء میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگائی۔

4- OIC کا پہلا اجلاس رباط میں ہوا۔

5- مذکورہ جملہ مجلّہ الحرمین جنوری کے صفحہ 42 پر ہے اور مضمون نگار ڈاکٹر ابو وقاص ہیں۔

نوٹ: سوالات کے جوابات بذریعہ SMS بھی دیئے جاسکتے ہیں تاہم انعام کے لیے ترجیح خط لکھنے والوں کو اور مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھیجنے والوں کو دی جائے گی تاکہ آپ کی آراء کی روشنی میں مجلّہ کو خوب تر بنایا جاسکے۔ نیز سوالات کے جوابات اور تبصرہ ہمیشہ الگ الگ ورق پر لکھیں، ہر ورق پر اپنا پورا نام پتہ لکھیں، ورق کی پچھلی سائیڈ پر کچھ نہ لکھیں۔ علاوہ ازیں کئی پھول اور کلیاں انعام کے حق دار ہوتے ہیں لیکن ان کا فون نمبر درج نہ ہونے کی بنا پر انہیں بیلنس نہیں بھیجا جاسکتا۔ لہٰذا آپ اپنا یا اپنے کسی بزرگ یا عزیز کا فون نمبر دے دیں تاکہ آپ کو بیلنس دیا جائے۔

(فون برائے SMS: 0320-4432378)

لکھنا نہیں آتا تو میری جان پڑھا کر
ہو جائے گی تیری مشکل آسان پڑھا کر
پڑھنے کے لیئے اگر تجھے کچھ نہ ملے تو
چہروں پہ لکھے درد کے عنوان پڑھا کر
لاریب، تیری روح کو تسکین ملے گی
تُو قرب کے لمحات میں قرآن پڑھا کر
آجائے گا تجھے اقبال جینے کا قرینہ
تُو سرورِ کونین ؐ کے فرمان پڑھا کر

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

(قرعہ اندازی میں ترجیحاً انہیں شامل کیا جاتا ہے جو سوالوں کے جواب کے ساتھ مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھی لکھ کر بھیجتے ہیں)

1- محمد اکرم، میانوالی	300 روپے بیلنس بمع کتب
2- شوکت سیال، شیخوپورہ	200 روپے بیلنس بمع کتب
3- حافظ ابو حارث، فیصل آباد	150 روپے بیلنس بمع کتب

خصوصی انعامات

1- انعام الرحمٰن، کراچی	100 روپے بیلنس
2- عابد علی، واہ کینٹ	100 روپے بیلنس
3- محمد شاہد، سرگودھا	100 روپے بیلنس

بقیہ: انٹرویو

س: کیا دریاؤں کے رخ کی وجہ سے کشمیر کو قائداعظم نے شہ رگ پاکستان قرار دیا تھا؟

ج: پاکستان بننے کے بعد یہ قائداعظم تھے جنہوں نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا تھا اور اس کی تشریح آج تک یہی کی جاتی ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح جانتے تھے کہ پاکستان کے دریا جو ہیں' ان میں سے دو بڑے دریا کشمیر سے نکلتے ہیں اور تیسرا بھی اسی علاقے سے گزرتا ہے۔ لہٰذا جب تک ہم کشمیر کو آزادی نہ دلوائیں' انڈیا کے تسلط سے آزاد نہ کروائیں' مقبوضہ کشمیر کو بھی پاکستان کا حصہ نہ بنوائیں تو پاکستان کی تکمیل بھی نہیں ہو سکتی۔ اس وقت مقبوضہ کشمیر میں نوجوان' طلبا و طالبات میں آزادی کی روح اور پاکستان کے ہر سو لہراتے پرچموں کو دیکھ کر اور سفارتی سطح پر کشمیر کے ایشو کو زندہ رکھنے کا کریڈٹ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کو جاتا ہے۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو تحریک شروع کی ہے' یہ بنیادی طور پر ایک طرف تو تکمیل پاکستان کی تحریک کا حصہ ہے اور دوسری طرف یہ کشمیر کی آزادی کی تحریک کا حصہ ہے اور تیسری طرف جو لوگ پاکستان میں موجود ہیں' ان کی آنے والی نسلوں کا مسئلہ ہے جن کو کہا جاتا ہے کہ 2035ء میں پاکستان میں پانی کی اتنی زیادہ کمی ہو جائے گی کہ یہ علاقہ دنیا کے ان ملکوں میں شامل ہو جائے گا جہاں پینے کا پانی بھی کمیاب ہو گا۔

س: آپ کی طرح حافظ محمد سعید حفظہ اللہ بھی کشمیر کی آزادی اور پانی کی واگزاری کی بات کرتے ہیں مگر انہیں دہشت گرد کہا جاتا ہے اور ان کے سر کی قیمت رکھی جاتی ہے' اس بارے آپ کیا کہیں گے؟

ج: دو بڑی عظیم جنگوں میں ساری دنیا شریک ہوئی اور لاکھوں کے حساب سے لوگ مارے گئے' اس کے بعد دنیا نے اپنے طور سے طے کیا کہ یہ سفارتکاری اور مذاکرات کا دور ہے۔ عدالتیں اور عالمی ادارے جیسے بھی برے بھلے ہیں' ان کا دور ہے' لہٰذا انڈیا کو اس بات کو روکنے کے لیے کوئی حافظ محمد سعید حفظہ اللہ وارا نہیں کھاتا۔ ایک زمانے میں جماعت اسلامی کشمیر کے لیے بہت سرگرم تھی۔ پھر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کا نام سامنے آیا اور وہ کشمیر کی آزادی کی علامت بن گئے۔

انڈیا کو کشمیر کی آزادی میں بھارت کے ٹکڑے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا وہ تو رات دن چلائے گا کہ حافظ محمد سعید حفظہ اللہ دہشت گرد ہے' حالانکہ یہ اتنی بیہودہ بات ہے کہ ایک ایسا شخص جس کے بارے میں امریکن گورنمنٹ کے ریمارکس تک آ گئے ہیں' امریکی حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ ہمارے پاس حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی دہشت گردی کے کوئی ثبوت نہیں لیکن انڈیا اس کے باوجود زہریلا پراپیگنڈا کرتا رہے گا۔

س: آپ نے خبریں میں پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی تصویر والا کیلنڈر شائع کیا۔ اس پر انڈیا نے بہت ردعمل دیا' آپ کا ردعمل کیا ہے؟

ج: مجھے معلوم تھا' اس پر ردعمل آئے گا۔ ایک زمانے میں فلمی کیلنڈر آتا تھا' بچوں کا کیلنڈر آتا تھا' اسی طرح سپورٹس پر کیلنڈر چھپتا تھا' میں نے اس مرتبہ مختلف تجربہ کیا اور وہ لوگ جو مستقبل کے پالیسی ساز ہیں' پولیٹیکل ایشو پر معروف شخصیات یا جو ہماری امیدوں کے مرکز ہیں' ان کے کیلنڈر چھاپے۔

نواز شریف نے کہا کہ اگلے وزیراعظم شہباز شریف ہوں گے تو میں نے نواز شریف اور خاقان عباسی کا کیلنڈر شائع نہیں کیا بلکہ شہباز شریف اور پھر عمران خان کا کیلنڈر چھاپا کیونکہ عوام کا ایک بڑا طبقہ ان کو چاہتا ہے۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے لوگوں کی امیدوں کا مرکز کون ہے؟ تو نمبر ون پر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تھے' میں نے ان کا کیلنڈر شائع کیا۔ مجھے اچھا لگا کہ انڈیا کو مرچیں لگیں۔ اس سے انڈیا ایکسپوز ہوا کہ ان کو کہاں تکلیف ہے۔ شہباز شریف' عمران خان اور بلاول بھٹو پر ان کو تکلیف نہیں ہے۔ حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی تصویر دیکھتے ہی اور نام سنتے ہی ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگتے ہیں۔

س: پانچ فروری اور پانی کے عالمی دن کے حوالے سے آپ قوم کو کیا پیغام دیں گے؟

ج: میں کوشش کروں گا کہ اگر 22 مارچ کو پانی کا عالمی دن آئے تو ہم اس موقع پر باقی اخبارات کو بھی اس پر مائل کریں گے کہ ہمیں اس دن کو قومی دن کی طرح منانا چاہئے۔ اس لیے کہ پانی کے حصول کی جدوجہد جو ہے' وہ پاکستان کے مستقبل کو محفوظ رکھنے کی جدوجہد ہے اور پاکستان کی آنے والی نسلوں کو محفوظ رکھنے کی جدوجہد ہے۔

5 فروری یا 22 مارچ کو صرف دن آیا اور گزر گیا والی بات نہ ہو۔ بلکہ ہمیں اپنی کوششیں جاری رکھنی چاہئیں تا کہ یہ مسئلہ اجاگر ہو اور پھر اس موومنٹ کے سلسلے میں ہم اپنی صلاحیتیں' اپنے وسائل لگا کر کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

بقیہ: آپ کے سوال

زیادہ تالیاں بجانے پر انہوں نے توجہ کی تو پتا چلا کہ آپؐ تشریف لے آئے ہیں تو آپؐ نے ابوبکر کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو (اور نماز جاری رکھو) لیکن وہ پیچھے ہو گئے اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا' اگر امام کو نماز کے دوران توجہ دلانے کی ضرورت ہو تو سبحان اللہ کہا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے آپ کو کہا تھا کہ اپنی جگہ قائم رہو تو آپ کو کس چیز نے ایسا کرنے سے روکا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر) کے لئے لائق نہ تھا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے نماز پڑھتا۔

(خلاصۃ الحدیث۔ بخاری 684)

اس حدیث میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی موجودگی میں آپؐ کی طرف توجہ کی اور آپ کا اشارہ کرنا بھی دیکھا۔

5۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ (ترمذی 587' نسائی 1201)

بے شک رسول اللہ ﷺ نماز میں دائیں بائیں دیکھ لیتے تھے اور اپنی گردن پیچھے کی طرف موڑتے نہ تھے۔ (جیسا کہ ہر نمازی دائیں بائیں دانستا دیکھے بغیر دائیں بائیں یا کچھ آگے اور کسی حد تک پیچھے کے مناظر اور حرکات محسوس کر لیتا ہے)

سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فجر کی نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور گھاٹی کی طرف آپؐ دیکھ رہے تھے۔ (ابوداؤد 916)

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شہسوار رات کو گھاٹی کی طرف پہرے کے لئے بھیجا تھا۔

ابن عباسؓ کی سابقہ حدیث کی روشنی میں اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آپؐ گردن موڑے بغیر گھاٹی کی طرف دیکھ رہے ہوں گے کیونکہ گردن موڑ کر دیکھنا نماز میں منع ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنی نمازوں کی فکر کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین

تفسیر القرآن

سورۃ النساء کی تشریح وتفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والے کا ایمان ہی قبول ہے
بعض نبیوں پر ایمان لانے والا اور بعض کا انکار کرنے والا حقیقی کافر ہے

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿148﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿149﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ ﴿150﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿151﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿152﴾ (النساء-148 تا 152)

ترجمہ: ۔اللہ اونچی آواز میں برائی کی بات کرنے کو پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو (اسے اجازت ہے) اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ اگر تم کھلے طور پر کوئی نیکی کرو یا چھپا کر کرو یا برائی سے درگزر کردو تو اللہ بھی بہت معاف کرنے والا، بڑی قدرت والا ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور وہ کہتے ہیں، ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ اختیار کریں، وہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کررکھا ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور انہوں نے ان میں سے کسی ایک کے درمیان بھی تفریق نہیں کی، وہی لوگ ہیں جنہیں اللہ جلد ان کا اجر دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

مفردات:

1۔ان تبدوا۔ کا مادہ ب۔ د۔ و ہے اور یہ ابدأ یبدأ (باب افعال) سے جمع مذکر مخاطب فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی اگر تم ظاہر کرو۔

2۔و۔اعتدنا کا مادہ۔ ع۔ ت۔ د ہے اور یہ اعتد یعتد (باب افتعال) سے جمع متکلم مع الغیر فعل ماضی معلوم ہے اور اس کا معنی ہم نے تیار کر رکھا ہے۔

یوتیھم۔کا مادہ ء ت ی ہے اور یہ اتی یؤتی (باب افعال) سے واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی = وہ دے گا ان کو۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں منافقین کا تذکرہ تھا اور منافقین کی علامات بد میں یہ بات بھی تھی کہ وہ غیبت وگلہ کے عادی تھے اور لوگوں کی برائیوں وکمزوریوں کو سرعام ذکر کرنا اور ان کی توہین کرنا خاص طور پر مسلمانوں کو لوگوں کی نظروں سے گرانا اور بدنام کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں سے پہلی آیت میں اس غلط روش اور عادت سیئہ سے مسلمانوں کو روکا ہے۔ فرمایا ’’اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ انسان اپنی زبان سے لوگوں کے سامنے بری باتیں بیان کرتا پھرے جیسے غیبت وگلہ، چغل خوری، گالی گلوچ، بددعاء دینا، بد زبانی کرنا، فسق و فجور کے الفاظ ادا کرنا وغیرہ‘‘

جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا= اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو (ظاہر ہے) تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ (الحجرات 12)

اور فرمایا: بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (النور۔19)

حدیث: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری کتاب المظالم باب لو یظلم المسلم المسلم، مسلم کتاب البر والصلة باب تحريم الظلم)

لہٰذا برائی کرنا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا اللہ تعالیٰ کو کسی صورت پسند نہیں چاہے پردے میں خفیہ طور پر ہو دوسرا اسے سرعام کرنا مزید جرم ہے کیونکہ اس سے گناہ و برائی کا جرم بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح کسی شخص کو اس کی کردہ ناکردہ حرکت پر ملامت کرنا، برا بھلا کہنا بھی جائز نہیں۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کو معاف کردیا جائے گا سوائے ان لوگوں کے جو ظاہر کرنے والے ہیں اور ظاہر کرنا یہ ہے کہ آدمی رات کو کوئی (برا) عمل کرے پھر صبح کے وقت وہ لوگوں کو بتائے کہ میں نے رات کو ایسا ایسا کیا۔ اب اللہ نے تو اس پر پردہ ڈال دیا تھا لیکن اس نے اپنے (عیب) سے اللہ کا پردہ کھول دیا۔ (بخاری کتاب الادب باب ستر المومن علی النفس، مسلم کتاب الزہد باب النھی عن ھتک الانسان ستر نفسہ)

حدیث: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص (جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا) اللہ کے سامنے پیش ہوگا، اللہ فرمائے گا کہ اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو، بڑے گناہ پیش نہ کرو، وہ اپنے چھوٹے گناہوں کو دیکھ کر ڈر رہا ہوگا کہ کہیں بڑے گناہ نہ پیش کردیئے جائیں۔ اللہ فرمائے گا، تیری ہر برائی کے عوض تجھے ایک نیکی دی جاتی ہے، یہ سن کر وہ کہے گا اے میرے رب میں نے تو کچھ اور بھی گناہ کئے تھے جو مجھے یہاں نظر نہیں آرہے۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ (مسلم كتاب الايمان باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدين من النار)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی سابقہ زندگی کے عیب جن پر اللہ نے پردہ ڈال رکھا تھا، لوگوں کے سامنے ظاہر کرے اور نہ ہی توبہ کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی کے سامنے اپنا سارا گناہوں والا ماضی بیان کرے جیسا کہ عیسائیوں میں دستور ہے کہ توبہ کے وقت پادری کے سامنے گزشتہ عیوب کا اظہار و اقرار کرایا جاتا ہے۔

آگے اللہ نے فرمایا، اگر کوئی مظلوم ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ حاکم یا جہاں اس کی شنوائی ہو سکے، ظالم کے خلاف بات کرے اور اپنی مظلومیت بیان کرے یا ظالم کے لئے بددعا کرے۔ اس طرح لوگوں کو اس کے ظلم سے بچانے کے لئے اس کا عیب لوگوں کے سامنے بیان کرنا جائز ہے۔ حدیث بیان کرنے والے راویوں پر جرح اور ان کی کمزوریوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے کیونکہ ضعیف روایات بیان کرنا امت پر ظلم ہے، لہٰذا امت کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اس طرح کوئی شخص باوجود وسعت کے کسی کا قرض واپس نہ کرتا ہو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو اس کو بھی اسے طعن ملامت کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غنی آدمی کا حق ادا کرنے میں دیر کرنا یا ٹال مٹول کرنا (ظلم ہے) اس کی سزا اور اس کی عزت کو حلال کردیتا ہے (یعنی اس کی وجہ سے اس کو سزا دینا اور اس کی بے عزتی کرنا جائز ہوجاتا ہے)۔ (بخاری کتاب الاستقراض باب لصاحب الحق مقال)

اسی طرح جو زیادتی میں پہل کرے، اسے جواب دینا جائز ہے۔ سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دونوں گالیاں بکنے والے جو کچھ کہتے ہیں، اس کا گناہ ان دونوں میں سے ابتدا کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم کتاب البر والصلة باب النھی عن السباب، ابوداؤد۔ کتاب الادب باب المستباب)

اسی طرح کوئی صادق الایمان اور پختہ مسلمان ہو لیکن کافروں سے جان بچانے کے لئے زبان سے کوئی کلمہ کفر کہہ دے تو جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا جائز نہیں ہے الا من اکرہ سوائے اس کے جو مجبور کیا گیا ہو۔ (زبان سے کلمہ کفر کہنے میں) لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے شکایت کی کہ میرا ہمسایہ مجھے تنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا، جاؤ اور صبر کرو، وہ پھر آپ کے پاس دو یا تین بار آیا تو آپ نے فرمایا، جا اپنا سامان گھر کے باہر راستے پر ڈال دے۔ اس نے ایسا ہی کیا لوگ اس سے پوچھنے لگے کہ کیا ہوا تو اس نے انہیں اپنے ہمسائے کے برے سلوک سے آگاہ کیا تو لوگ اسے لعنت وملامت کرنے لگے کہ اللہ اس کے ساتھ ایسے کرے، اس پر لعنت کرے تو وہ ہمسایہ اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اپنے گھر میں واپس چلے جاؤ، آئندہ میں تمہارے ساتھ

باقی صفحہ 22 پر

تدریس الحدیث

کِتَابُ الصَّلٰوۃ

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کا ترجمہ وتشریح

نماز کے مسائل

ترجمہ: الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ
تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ باب نمبر:7 ۔نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

221۔ وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأْتُمُ الْفَاتِحَةَ فَاقْرَءُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، فَإِنَّهَا إِحْدٰی آیَاتِهَا ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَ صَوَّبَ وَقْفَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سورہ فاتحہ پڑھو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بھی (ساتھ ہی) پڑھا کرو، اس لئے کہ وہ بھی سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔“ (اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کے موقوف ہونے کو درست قرار دیا ہے۔)

تخریج: اخرجه الدارقطنی :1/312 و للحدیث شواهد معنویه

لغوی تشریح: (صَوَّبَ) تصویب سے ماخوذ ہے۔ درست بات یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ یہ حدیث، بسم اللہ جہراً پڑھنے پر دلالت کرتی ہے نہ سراً، یہ تو صرف اس کی مطلق قراءت پر دلالت کرتی ہے۔

اونچی آواز میں آمین کے ناقابل تردید دلائل

222۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ آمِیْنَ ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَحَسَّنَهُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَلِأَبِی دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیِّ مِنْ حَدِیْثِ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ نَحْوَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ام القرآن (سورہ فاتحہ) کی قراءت سے فارغ ہوتے تو آمین بلند آواز سے کہتے۔ (اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور اسے حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔“ نیز ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔)

تخریج: صحیح أخرجه الدارقطنی: 335/1، وصححه الحاکم علی شرط الشیخین: 223/1 ووافقه الذهبی، وسنده حسن ""
وللحدیث شواهد، وحدیث وائل اخرجه ابوداؤد، الصلاۃ، حدیث 932، والترمذی، الصلاۃ، حدیث 248 وسنده صحیح

فوائد و مسائل:

1۔ اس حدیث میں ہے کہ سورہ فاتحہ کی قراءت کے اختتام پر آپ ؐ با آواز بلند آمین کہتے تھے۔ آمین کہنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو وہ بلند آواز یا آہستہ آواز سے کہنے میں ہے۔ احناف آمین آہستہ کہنے کے قائل ہیں جبکہ آئمہ ثلاثہ محدثین اور اہلحدیث بلند آواز سے آمین کہنے کے قائل ہیں۔ بہت سی صحیح احادیث سے آمین بالجہر کی تائید و توثیق ہوتی ہے، چنانچہ ترمذی میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی اور اپنی آواز کو دراز کیا۔ ابوداؤد اور سنن دارمی (حدیث 1249) کے الفاظ ہیں کہ آپ ؐ نے آمین بلند آواز سے کہی۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن اور دارقطنی نے صحیح قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری، الاذان باب جهر الامام بالتامین، حدیث: 780 وصحیح مسلم، الصلاۃ، باب التسبیح والتحمید والتامین حدیث 410)

3۔ امام ابن خزیمہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام اونچی آواز سے آمین کہے کیونکہ نبی ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم اسی صورت میں دے سکتے ہیں جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں جبکہ وہ اپنے امام کی آمین کو سن نہ سکے۔ (صحیح ابن خزیمۃ: 286/1)

4۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ امام بخاریؒ نے اسے تعلیقاً لیکن صیغہ جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے جو اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ دیکھئے: (صحیح البخاری، الاذان، باب جهر الامام بالتامین، قبل حدیث: 780)

5۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قدر یہود بلند آواز سے آمین کہنے سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں، لہٰذا تم کثرت سے آمین کہا کرو۔'' (سنن ابن ماجہ، اقامة الصلوات، باب الجهر بآمین، حدیث 857) حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہودی تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا سلام اور آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ، اقامة الصلوات باب الجهر بآمین، حدیث: 856، والادب المفرد، حدیث: 988 ومجمع الزوائد: 113/2)

6۔ حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ ؐ نے (ولا الضآلّین) کہا تو فرمایا: آمین۔'' (سنن ابن ماجہ، اقامة الصلوات، باب الجهر بآمین، حدیث 854)

7۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود مسلمانوں سے تین باتوں کی بناء پر حسد کرتے ہیں: سلام کے جواب پر، صفوں کی درستی پر اور امام کے پیچھے آمین کہنے پر۔'' امام طبرانی نے اسے الاوسط میں بیان کیا ہے اور علامہ ہیثمیؒ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد، الصلوۃ: 113/2)

8۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام جب (ولا الضالین) کہتا تو لوگوں کے آمین کہنے کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ 187/2)

9۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام (ولا الضالین) کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے۔ (السنن الکبری للبیہقی: 59/2، وکتاب الثقات لابن حبان: 265/2) یہ اور اسی نوعیت کی دیگر احادیث کی بناء پر امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ نماز میں جب امام سورہ فاتحہ ختم کرے تو امام و مقتدی کو بلند آواز سے آمین کہنی چاہئے۔ اور علمائے احناف کے مقتدر علماء نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔

10۔ امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں متوسط درجے کی آواز سے آمین کہنے کو پسند فرمایا ہے۔ مدارج النبوۃ اور اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہتے اور مقتدی بھی آپ ؐ کی موافقت کرتے اور جہراً آمین کہنے کی احادیث تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں اور سند کے لحاظ سے بہت صحیح ہیں۔

11۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے بھی تنویر العینین میں کہا ہے کہ جہراً آمین کہنے کی احادیث اکثر اور واضح ہیں اور التعلیق الممجد میں مولانا عبدالحیی لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ انصاف کی بات تو یہی ہے کہ آمین زور سے کہنا دلیل کی روشنی میں قوی ہے۔ اور یہی بات انہوں نے السعایۃ میں فرمائی ہے، بلکہ وہاں تو صاف طور پر اس کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ ''آہستہ آمین کہنے والی روایات ضعیف ہیں جو جہراً آمین کہنے والی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔'' اس اظہار حقیقت کے بعد ہم مزید کسی بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

اذا فسد اهل الشام فلا خیر فیکم

جب اہل شام تباہ ہو جائیں تو پھر تم میں خیر نہ رہے گی۔ (ترمذی حسن صحیح)

سرزمینِ شام

قرآن وحدیث کی روشنی میں

علم وتحقیق

عبدالرحمن عزیز حفظہ اللہ

موجودہ شام زمانہ قدیم کے شام کا ایک حصہ ہے، مکمل شام نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے دور میں شام وسیع عریض خطہ تھا جو جغرافیہ دانوں کے مطابق شمالاً جنوباً فرات سے عریش تک، اور عرضاً (شرقاً غرباً) جبل طے سے بحیرہ روم تک تھا۔ اس میں فلسطین بھی شامل تھا۔ موجودہ شام براعظم ایشیا کے انتہائی مغرب میں واقع ہے جو تین براعظموں (ایشیا، یورپ، افریقہ) کا سنگم ہے۔ شام سریانی زبان کا لفظ ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے سام کی طرف منسوب ہے جو بدل کر شام ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت یہ خطہ اپنے وقت کی سپر پاور روم کے اور اس کا تابع کا ایک صوبہ تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب مسلمانوں نے اسے فتح کیا تو اس کے بعد سے یہ مسلمانوں کے تحت رہا، خلافت امویہ کا پایۂ تخت رہا، جب خلافت عباسیہ میں دار الحکومت بغداد قرار پایا تو اسے ایک صوبے کی حیثیت دی گئی۔ ترکوں کی خلافت عثمانیہ میں پہلی جنگ عظیم تک یہ خطہ اسی حیثیت میں رہا۔ جنگ عظیم اول میں جب اتحادیوں کو شکست ہوئی تو خلافت عثمانیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے تو عظیم شام کو فلسطین، اسرائیل، سوریا (موجودہ شام)، اردن، لبنان، کے نام سے مختلف حصوں اور ٹکڑوں میں بکھیر دیا گیا۔ یعنی کتب حدیث وتاریخ میں جس خطے کو شام کہا جاتا ہے، اس میں یہ سارے علاقے شامل ہیں۔

حضرت عمرؓ کے دور میں جب مسلمانوں نے جنگ یرموک میں رومیوں کو فیصلہ کن شکست کے دو چار کیا تو ان کے سپہ سالار نے تاریخی جملہ کہا:

"اے ارض شام! تجھے سلام، اب کبھی تجھ سے ملاقات نہ ہوگی۔"

تب سے اب تک یہ خطہ سوائے اسرائیل کے محدود علاقے کے ہمیشہ مسلمانوں کے پاس رہا۔ اور آخری دور میں یہ مسلم حکومت کا مرکز ہوگا۔

شام کو اسلام اور قدیم آسمانی ادیان میں بابرکت اور مقدس سرزمین کہا گیا ہے۔ قرآن مجید نے تقریباً پانچ مقامات پر شام کو بابرکت اور مقدس کہا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی جائے پیدائش، جائے ہجرت اور مدفن ہے۔ معلوم تاریخ میں انبیاء میں سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ سیدنا لوط علیہ السلام نے عراق سے اس سرزمین کی طرف ہجرت کی۔

﴿وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ﴾ [الانبیاء:71]

"اور ہم نے ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین میں پناہ دی جسے ہم نے تمام دنیا کے لیے بابرکت بنایا ہے۔"

مفسرین نے بابرکت زمین سے مراد شام کو قرار دیا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی نسل سرزمین شام ہی میں سکونت پذیر رہی، ان کی نسل ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کے لقب اسرائیل کی وجہ سے بنی اسرائیل کے نام سے معروف ہوئی۔ سب سے زیادہ انبیاء (یوسف علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک) اسی نسل اور اسی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے مگر اس مقدس زمین کی طرف ہجرت فرمائی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا، اور پھر ان کے ساتھ مل کر اور تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک گھر کی بنیاد رکھی جسے بیت اللہ اور کعبہ کہا جاتا ہے۔

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ﴾ [آل عمران:96]

"بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، یقیناً وہی ہے جو بکہ میں ہے، بہت بابرکت اور جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔"

اس کے چالیس برس بعد ابراہیم علیہ السلام کے پوتے، اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام نے شام (موجودہ فلسطین) میں عبادت الٰہی کے لیے دوسری مسجد کی تعمیر فرمائی۔ [بخاری] اور اسی مسجد کو قبلہ اول قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد تقریباً ساڑھے چودہ برس تک مسلمان اسی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے۔

دوسری مرتبہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں مصر سے اس سرزمین کی طرف ہجرت فرمائی۔ [طہٰ:77]

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہاں ایک علاقہ فتح کرنے کے لیے جہاد کرنے کا حکم دیا۔

﴿يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ﴾ [المائدة:21]

اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اس نے تمھارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھوں پر نہ پھر جاؤ ورنہ خسارہ اٹھانے والے ہو کر لوٹو گے۔

مگر وہ فرعون کی غلامی میں صدیوں گزارنے کے سبب ہمت نہ کر پائے اور سزا کے مستحق قرار پائے اور چالیس سال تک منزل سے محروم رہے۔ [المائدة:21-26]

حضرت طالوت علیہ السلام کے جرأت مندانہ جہاد کے نتیجہ میں سرزمین موعود آزاد ہوئی اور بنی اسرائیل کی شاندار

حکومت وہاں قائم ہوئی۔

﴿وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ﴾ [الأعراف: 137]

"اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنادیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور تیرے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہوگئی، اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کے لوگ بناتے تھے اور جو عمارتیں وہ بلند کرتے تھے۔"

حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام اسی حکومت کے دوسرے اور تیسرے بادشاہ تھے۔

﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ﴾ [الأنبياء: 81]

"اور سلیمان کے لیے ہوا (مسخر کردی) جو تیز چلنے والی تھی، اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے۔"

یعنی بنی اسرائیل کا دینی اور حکومتی عروج اسی سرزمین سے وابستہ ہے۔

تاریخ میں کئی دفعہ جزوی اور دو مرتبہ تو مکمل طور پر بنی اسرائیل اپنی بداعمالیوں اور بدعہدیوں کے سبب اس مقدس سرزمین سے بے دخل کیے گئے۔[بنی اسرائیل: 4،7]

بالآخر حکومت کے ساتھ ساتھ دین کی ذمہ داری بھی ان سے چھین کر بنی اسماعیل کے سپرد کردی گئی۔ سرزمین مکہ جو سرزمین شام سے بڑھ کر مقدس تھی وہاں محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔

﴿وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ﴾ [الأنعام: 92]

"اور یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے نازل کیا، بڑی برکت والی ہے، اس کی تصدیق کرنے والی جو اس سے پہلے ہے اور تاکہ تو بستیوں کے مرکز اور اس کے اردگرد لوگوں کو ڈرائے اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔"

☆......نبی ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ آخری جنگ عظیم میں مسلمانوں کا خیمہ (مرکزی ہیڈ کوارٹر) شام کے شہر الغوطہ میں ہوگا جو دمشق کے قریب ہے (ابوداود) آج غوطہ ہی میں مظلوم مسلمان ظلم کے سیلاب میں غوطے کھا رہے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو شام سپر پاور روم کے قبضہ میں اور سلطنت رومہ کا ایک صوبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عرب کے ساتھ ساتھ یہ مقدس سرزمین بھی آپ ﷺ کو دینے کا وعدہ فرمایا اور پہلی کتابوں میں بھی اس کی خبر دی گئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے شاہ روم ہرقل کو خط بھیجا تو اس وقت وہ شام میں تھا، جب اس کے سامنے خط پیش کیا گیا' تو اس نے اس وقت مکہ سے آئے ہوئے تاجروں (جو اس وقت کافر اور آپ ﷺ کے دشمن تھے) کو بلایا، تاکہ آپ ﷺ کی ذات اور دعوت کے متعلق تحقیق کرے۔ تحقیق کرنے کے بعد اس نے کہا:

فان كان ما تقول حقا فسيملك موضع قدمي هاتين ، وقد كنت أعلم أنه خارج ، لم أكن أظن أنه منكم ، فلو أني أعلم أني أخلص اليه لتجشمت لقائه ، ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه (بخاری: 7]

"لہٰذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو' سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا کہ جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ (آنے والا پیغمبر) مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لیے ہر تکلیف گوارا کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔"

قرآن مجید نے تقریباً پانچ مقامات پر شام کو بابرکت اور مقدس کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے معراج کرائی گئی تو اس میں پہلے آپ ﷺ کو فلسطین میں بیت المقدس لیجایا گیا۔

﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [بنی اسرائیل: 1]

پاک ہے وہ جو رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو حرمت والی مسجد سے، بہت دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے اردگرد کو ہم نے بہت برکت دی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کئی مواقع پر شام کا تذکرہ فرمایا اور اس کی فتح کی خوشخبری سنائی۔ غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک سخت چٹان حائل ہوگئی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو توڑنے سے عاجز آ گئے تو رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور اس پر تین ضربیں لگائیں' پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو چٹان ایک تہائی ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر۔ مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں، خدا کی قسم اس وقت میں شام کے سرخ محلات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ کدال ماری تو دوسرا تہائی ٹکڑا ٹوٹ کر گرا' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر۔ فارس (ایران اور آس پاس کے علاقے) کی کنجیاں مجھ کو عطا ہوئیں۔ خدا کی قسم مدائن کے قصر ابیض کو اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ تیسری بار آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی، اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر۔ یمن کی کنجیاں مجھے عطا ہوئیں خدا کی قسم صنعاء کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل امین نے مجھے خبر دی کہ میری امت ان شہروں کو فتح کرے گی۔[مسند احمد: 17946]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إني رأيت عمود الكتاب انتزع من تحت وسادتي، فنظرت فإذا هو نور ساطع عمد به إلى الشام، ألا إن الإيمان -إذا وقعت الفتن- بالشام .[الحاكم (8554)-صحيح

"میں نے دیکھا کہ میرے تکیے کے نیچے سے کتاب کا ایک بنیادی حصہ مجھ سے واپس لیا جا رہا ہے، میری نظروں نے

اس کا تعاقب کیا، ادھر بہت نور پھوٹ رہا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ شام میں رکھ دیا گیا ہے۔ خبردار رہے کہ جب فتنے رونما ہوں تو ایمان شام میں ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ نے کئی مقامات پر شام کی عظمتیں بیان کیں اور اس کے لیے برکت کی دعائیں فرمائیں۔

((طُوبَى لِلشَّامِ، فَقُلْنَا: لِأَيٍّ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمَنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا)) [سنن الترمذی: 3954]

''مبارک ہو شام کے لیے۔ ہم نے عرض کی: کس چیز کی؟۔ فرمایا: اس بات کی کہ رحمٰن کے فرشتے اس پر اپنے بازو بچھاتے ہیں۔''

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ فرمایا:

((اللهم بارك لنا فی شامنا)) [بخاری: 7094]

''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت نازل فرما۔''

اور آپ ﷺ نے یہ بھی انتباہ فرمایا

اذا فسد اهل الشام فلا خير فيكم

جب اہل شام تباہ ہو جائیں تو پھر تم میں خیر نہ رہے گی۔ (ترمذی حسن صحیح)

رسول اللہ ﷺ نے شام میں رہنے خصوصاً فتنوں کے زمانے میں وہاں رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب تمہارے لشکر الگ الگ ہو جائیں گے، ایک لشکر شام میں ہوگا، ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں اس وقت کو پاؤں تو میں کس لشکر میں جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم سرزمین شام کو سکونت کے لیے اختیار کرنا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بہترین زمین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قطعہ ارضی میں اپنے بہترین بندوں کو چن کر اکٹھا فرمائے گا۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو یمن کو اختیار کرنا''۔ [مسند احمد: 17005]

یہی وجہ تھی کہ بعد میں جب شام فتح ہوا تو بے شمار صحابہ کرامؓ نے وہاں سکونت اختیار کی۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ بعد میں وہاں پر بڑے بڑے محدثین، علماء اور مجاہدین پیدا ہوئے۔

حضرت امیر معاویہؓ پہلے شام کے گورنر' بعد میں خلیفۃ المسلمین بنے۔ ایک دفعہ ان سے حضرت علیؓ کے خلاف کامیابی کا راز دریافت کیا گیا، تو فرمایا: علیؓ کے ساتھی بے وفا جبکہ میرے ساتھی وفادار تھے۔ سچ ہے کہ آج بھی اہل شام نہایت خوبصورت، نرم دل، شیریں زبان اور وفادار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک شام میں کوئی مذہبی فتنہ برپا نہیں ہوا۔

دنیا کے اختتام پر مسلمانوں کی عالمی حکوت شام میں قائم ہوگی، یہیں پر حضرت مہدی کا ہیڈ کوارٹر ہوگا، یہیں سے عالمی جہاد کے لیے قافلے روانہ ہوں گے، اور یہیں سے انھیں کنٹرول کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ)) [أبو داؤد: 3746]

''بلاشبہ آخری جنگ عظیم میں مسلمانوں کا خیمہ (مرکزی ہیڈ کوارٹر) شام کے شہر الغوطہ میں ہوگا، جو دمشق کے قریب ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے دار الحکومت دمشق میں نزول فرمائیں، اور مسلمانوں کی قیادت سنبھالیں گے۔ [صحیح أبو داوٗد: 4321]

اسی سرزمین میں دجال کا ظہور اور قتل ہوگا۔ یعنی آخری زمانے میں اچھائی اور برائی کا مرکز شام ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّه يَحْصُرُ (أی الدجال) الْمُؤْمِنِينَ فِی بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيُزَلْزِلُونَ زِلْزَالًا شَدِيدًا ثُمَّ يُهْلِكُهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجُنُودَه حَتَّى إِنَّ جِذْمَ الْحَائِطِ أَوْ قَالَ أَصْلَ الْحَائِطِ وَقَالَ حَسَنٌ الْأَشْيَبُ وَأَصْلَ الشَّجَرَةِ لَ يُنَادِیُ أَوْ قَالَ يَقُولُ يَا مُؤْمِنُ اَوْ قَالَ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِیٌّ أَوْ قَالَ هَذَا كَافِرٌ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ)) [جامع المسانيد والسنن: 4675]

''دجال اہل ایمان کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا۔ پس اہل ایمان اچھی طرح آزمائشوں سے ہلا کر مارے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکروں کو ہلاک کر دے گا' یہاں تک کہ دیوار کی بنیاد اور حسن اشیب نے کہا ہے کہ درخت کی جڑ پکارے گی اور کہے گی: اے بندۂ مومن! یا اے بندۂ مسلم! یہ یہودی ہے یا یہ کہے گی' یہ کافر (یہاں چھپا) ہے' آؤ! اسے قتل کرو۔''

اور میدان محشر بھی یہیں برپا ہوگا۔ [صحیح ابو داوٗد: 4321]

آج کا شام:

سن 2011ء میں جب سے عرب ممالک میں وہاں کی حکومتوں کے خلاف عوام کھڑے ہوئے ہیں، تیونس، مصر، لیبیا کی حکومتیں بدل گئیں، تب شام کے مسلمانوں نے نصف صدی سے قابض ظالم حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، تب سے اب تک ظالم وفرعون بشار الاسد ان کا خاتمہ کرنے کے لیے گولیاں، کلسٹر بم، کیمیائی گیسوں اور غذائی ناکہ بندی سے شہروں کے شہر صفحۂ ہستی سے مٹا رہا ہے۔ اور اقوام متحدہ اور اقوام عالم نہ صرف اسے روک نہیں رہے بلکہ کئی عالمی طاقتیں اس کا ساتھ دے رہی ہیں۔ اور مسلم ممالک شیعہ سنی لڑائی کی نظر سے اسے دیکھ رہے ہیں۔ دنیا بھر کے شیعہ محض شیعہ حکومت کو برقرار رکھنے کے لیے نہ صرف اسے سپورٹ کر رہے ہیں بلکہ لبنان کی حزب اللہ اور ایرانی حکومت افراد، پیسہ اور اسلحہ کے ذریعے بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔ اب تو ایران نے اعتراف کر لیا کہ اس کے اہلکار شام میں موجود ہیں۔ دوسری طرف لبنانی شیعہ تنظیم حزب اللہ کے رہنما حسن نصر اللہ بھی اس بات کا برملا اظہار کر چکے ہیں کہ ان کی تنظیم شام میں دشمنوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔ ایران پر الزام ہے کہ وہ افغان مہاجرین کو معاوضوں کے عوض لڑنے کے لئے شام بھیج رہا ہے جبکہ ایران میں مقیم افغان مہاجرین نے اس بات کی شکایت کی ہے کہ ایرانی سپاہ پاسداران انہیں زبردستی شام جا کر لڑنے پر مجبور کر رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انکار کی صورت میں انہیں ایران سے نکالنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ وال سٹریٹ جرنل کی ایک رپورٹ کے مطابق ایرانی شہر قم میں قائم افغانی شیعہ رہنماء آیت اللہ محقق کابلی کے آفس نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ سپاہ پاسداران اور ایرانی حکومت شام جانے پر آمادہ کرنے کی خاطر افغان نوجوانوں کو تنخواہ اور گھر فراہم کرنے کے علاوہ ان کے بچوں کو سکول میں داخل کرانے کا لالچ دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عراقی شیعہ لیڈر آیت اللہ سیستانی نے باقاعدہ ایک فتویٰ جاری کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے پیرو کاروں کو شدت پسندوں کے خلاف لڑنے کے لئے ہتھیار اٹھانے کی تاکید کی ہے۔

شام ایک مقتل بن چکا ہے جہاں سنی مسلمان اپنی محکومیت کی سزا پا رہے ہیں۔ آج سب سے زیادہ مہاجر شامی مسلمان ہیں۔ ضروری ہے کہ اس جنگ کو شیعہ سنی کی لڑائی کی بجائے اور مسلم ممالک علاقائی مفادات کی بجائے مظلوم مسلمانوں کے نکتہ نظر سے دیکھیں اور ان کی دادرسی کریں۔ اور جلد از جلد اس جنگ کا خاتمہ ہو اور وہاں کے مسلمان اپنے گھروں میں واپس جائیں، اور پھر سے امن وسکون کی زندگی بسر کرنا شروع کریں۔

ماہ رجب کے فضائل و مسائل اور مروجہ بدعات

احکام و مسائل

پروفیسر (ر) ظفر اقبال انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

اسلام کی حقانیت اور صداقت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی اساس اور بنیاد وحی الٰہی پر مبنی دو سرچشموں پر ہے۔ وہ قرآن اور تعبیر و تفسیر قرآن و حدیث ہیں۔ اسلام عقائد و اعمال، آداب، اخلاق اور معاملات پر مشتمل ہے۔

اسلام صدیوں پر محیط تہذیب و تمدن کے اعلیٰ انداز کا ترجمان رہا ہے لیکن افسوس ہے کہ خود مسلمانوں نے اسے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اسلام کے مفہوم کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ شرک کو ایمان اور سنت کی جگہ بدعات کو دین قرار دے دیا ہے۔ کچھ ایسی ہی حالت رجب کے مہینے کے بارے میں بھی کی گئی ہے۔ رجب کے مہینے میں ایسی ایسی بدعات ایجاد کر لی گئی ہیں جن کا اسلامی عقائد اور تاریخ میں نام و نشان بھی نہیں ملتا۔

آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ رجب کے مہینے کے بارے میں نبی مکرم ﷺ سے کیا فضائل وارد ہیں اور اس مہینے سے منسوب کون کون سی ایجادِ بندہ باتیں ہیں۔

رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔ اہل عرب اس مہینے کی تعظیم کرتے ہوئے لڑائی نہیں کرتے تھے۔ اس لئے اس کا نام رجب رکھا گیا تھا۔ اس مہینے کے اور بھی کئی نام ہیں۔ مثلاً رجب مضر، شہر حرام، شہر اللہ، شہر رجم، شہر عتیر وغیرہ

رجب یہ ماخوذ ہے ترجیب سے، ترجیب کا معنی تعظیم ہے۔ چونکہ مہینہ عظمت و عزت والا ہے، اس لئے اسے رجب کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج کے خطبے میں ارشاد فرمایا: زمانہ گھوم پھر کر اپنی اصلیت پر آ گیا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہوا کرتے ہیں جن میں چار حرمت و ادب والے ہیں۔ تین پے در پے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب جو مضر کے ہاں ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (توبہ-36)

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی، اللہ کے نزدیک، اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہے، جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔ سو ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر حال میں لڑو، جیسے وہ ہر حال میں تم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ بے شک اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

ماہ رجب کی بدعات

1۔ صلوٰۃ الرغائب: صلاۃ الرغائب کے بارے میں بیان کی جانے والی حدیث

"رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

اس میں رجب کے کچھ جھوٹے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ پھر یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص رجب کی پہلی جمعرات کے دن روزہ رکھے، پھر جمعہ کی رات کو مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعات دو دو کر کے اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ الفاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ القدر اور بارہ مرتبہ سورہ اخلاص تلاوت کرے، جب نماز سے فارغ ہو تو مجھ پر ستر مرتبہ درود پڑھے۔ اللهم صل علی محمد النبی الامی وعلی آله پھر سجدے میں چلا جائے اور یہ دعا ستر مرتبہ پڑھے سبوح قدوس رب الملائکة والروح اس کے بعد سر اٹھا کر یہ دعا پڑھے "رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انك انت العزيز الاعظم اس کے بعد وہ دوسرا سجدہ بھی اسی طرح، اس کے بعد وہ جو کچھ اللہ سے مانگے گا، اس کو مل جائے گا اور اس کی ہر ضرورت پوری ہو جائے گی۔

یہ من گھڑت حدیث ہے، اس پر کسی قسم کا کوئی اجر مرتب نہیں ہوتا۔ محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

ابن رجب ؒ کا قول رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں صلوۃ الرغائب پڑھنے کے متعلق جو احادیث مروی ہیں، وہ سب کی سب جھوٹی، باطل اور غیر صحیح ہیں۔ یہ نماز علماء کے نزدیک بدعت ہے جو چوتھی صدی کے بعد ظاہر ہوئی۔

امام شوکانی ؒ کا قول ہے کہ تمام حفاظ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نماز من گھڑت ہے۔

2۔ ماہ رجب کے مخصوص روزے: ماہ رجب کی بدعات میں سے ایک بدعت یہ ہے کہ اس میں روزے کی مخصوص فضیلت کا اعتقاد رکھنا ہے جب کہ اس ضمن میں اللہ کے نبی ﷺ سے کچھ بھی مروی نہیں ہے۔ خرشہ بن حر بیان کرتے ہیں کہ "میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ ماہ رجب میں روزہ رکھنے والوں کے ہاتھوں میں مارتے تھے، حتی کہ وہ اپنے ہاتھ کھانے میں داخل کرتے یعنی روزہ توڑ دیتے تھے۔

☆......معراج کی وجہ سے خصوصی عبادت کرنا، چراغاں کرنا، جلسے، جلوس، آتش بازی اور دیگر خرافات جائز نہیں نہ معراج کی صحیح تاریخ اللہ کے رسول ؐ نے بیان کی ہے۔

☆......22 رجب کو کونڈوں کی رسم ادا کی جاتی ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے

☆......رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم چاروں مہینے حرمت والے ہیں۔ روزے ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں اور محرم کی نو دس تاریخ کے ہیں

باقی صفحہ 45 پر

امامِ کعبہ کا کامیاب خاندانی اور ازدواجی زندگی کے لیے خصوصی مضمون

خصوصی تحریر: امام کعبہ شیخ صالح بن محمد آل طالب ۔ امام وخطیب مسجد حرام، مکہ مکرمہ
(ترجمہ: عبدالمنان سلفی شکراوی اہل حدیث منزل دہلی ۔ نظر ثانی: ابوعطف قاضی)

اسلام میں خاندان کا مفہوم دیگر تمام مفاہیم سے الگ تھلگ ہے۔ خاندان ایک توسیع شدہ سماجی اکائی ہے، جس سے مسلم سوسائٹی کی اینٹیں بنتی ہیں اور عمارت وجود میں آتی ہے۔ وہ ایک ایسا تخم ہے، جس کی کاشت سے نیکی، ایمان، پابندی اور وفاداری پیدا ہوتی ہے۔ قرآنی آیات اور نبویؐ ہدایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز خاندان ایسا تانا بانا ہے، جس پر اسلام نے روز اول ہی اپنی توجہ مرکوز کردی تھی اور نکاح، اس پر ترغیب، میاں بیوی کے حسن اختیار، پیغام اور نکاح کے آداب، حسن معاشرت اور مرد کی قوامیت، حقوق وواجبات کی ادائیگی، خوشگوار رہن سہن، اختلافات رونما ہونے پر رہنمائی، علیحدگی اور اس کے بعد کے احکام بیان کرکے اس کے تمام خدوخال واضح کردیے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے خاندان کی تشکیل اور اس کے احکام، مقصود کے حصول یعنی زوجین کی عفت وپاکبازی اور فطری بودوباش، محبت ومودت، مسلم گھرانے کا قیام، تقویٰ ونیکی کی بنیاد پر باہمی تعاون، نیک اولاد جو اللہ کی عبادت گزار واطاعت شعار کی تربیت کی غرض سے اس پر کس قدر توجہ مبذول کی ہے۔

اسلام میں خاندان کا مفہوم اور اس کے روابط:

خاندان کا مفہوم بڑا وسیع ہے، یہ ان تمام اکائیوں پر مشتمل ہے جو قریبی لوگوں اور دیگر رشتہ داروں کو مربوط کرتی ہیں، وہ اپنے تمام افراد کے تشخص کی نگرانی کرتا ہے، انہیں خیر وبھلائی کا حقدار بنانے اور خاندان کی سرسبزو شاداب زمین پر صلاح وفلاح کے پیڑ پودوں کی نگہبانی کرنے کے لیے بنیادی اصول وضوابط اور اقدار وروایات کا پابند بناتا ہے۔ کسی بھی درجے میں صلۂ رحمی کی جانب رہنمائی، مثبت تعلیم، صحت وجسمانی دیکھ بھال، غذا اور رہائش، محبت ومودت، رحم وکرم، تمام افراد کے لیے نفسیاتی راحت کی فراہمی سے اسے توانائی حاصل ہوتی ہے۔

> ☆......خاندانی تعلقات میں ناکامی کے ذمہ دار نصاب تعلیم اور تعلیمی حکمت عملی تیار کرنے والے بھی ہیں اور ذرائع ابلاغ بھی جنھوں نے اپنی اخلاقی ذمہ داریاں پوری نہیں کیں اور معاشرے میں بے راہروی کو فروغ دیا۔

والدین اپنے زیر سرپرستی افراد کے لیے ضروری علوم اور وسیع تجربات کی فراہمی کا التزام واہتمام کریں۔ دین، اسلامی تعلیمات، نیک انسان اور رب العالمین کا نیک بندہ بنانے کے لیے جو بھی مطلوب ہو، خوشگوار دنیاوی زندگی کے لیے جس چیز کی بھی ضرورت ہو، ان کے لیے یہ سب کچھ فراہم کریں۔

خاندان کے افراد میں جس قدر روابط بڑھیں گے، اسی قدر معاشرے میں ہم آہنگی مضبوط ومستحکم ہوگی۔ اگرچہ شادی بیاہ اور خاندان کی تشکیل زندگی کی ضرورت اور ایک فطری عمل ہے، اس کے باوجود وہ ایک ایسا بندھن ہے، جس کا سلسلہ قیامت تک دراز ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ. (الرعد: 23)

''ہمیشہ رہنے کے باغات جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ داداؤں، بیویوں اور اولادوں میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے۔''

یہی اسلام میں خاندانی روابط کے تصورات کا نتیجہ اور لب لباب ہے۔

ازدواجی اور خاندانی تعلقات کی ناکامی کا ذمہ دار کون؟

شادی بیاہ اور خاندان کی تشکیل کے سلسلے میں گفتگو کرنا تفصیل طلب امر ہے۔ اس کا تکلیف دہ پہلو رشتوں میں ناکامی کی کثرت، ازدواجی مشکلات کا عموم اور طلاق کے تناسب کا روز بروز اضافہ ہے، جس سے شادی بیاہ کی کثرت کی خوشی مکدر ہوجاتی ہے اور یہ صورتحال اہل علم وفکر اور اہل رائے وارباب حل وعقد کو دعوت فکر وعمل دیتی ہے۔

اسی طرح تعلیم وتربیت سے وابستہ افراد خصوصاً نصاب تعلیم تیار کرنے اور تعلیمی وتربیتی حکمت عملی تیار کرنے والوں پر لازمی وضروری ہے کہ وہ طلبا وطالبات کے مفاد میں اس جانب مزید توجہ مبذول کریں۔ اسی طرح ذرائع ابلاغ بھی سوسائٹی کے تئیں مثبت ومنفی جو بھی پیش آئے، اس کے لیے اپنی اخلاقی ذمہ داری پوری کریں۔ نہ معصومیت کا دعویٰ کرے اور نہ ہی غلطی میں ملوث ہونے سے پلہ جھاڑے کیونکہ احساس ہوجانے کے بعد غلطی سے رجوع کرلینا شرفاء کا شیوہ ہے۔

مناسب ہے کہ تعلیم کے مقاصد کی تکمیل اور

ذرائع ابلاغ کی طاقت اور اثر و رسوخ پر نظر رکھی جائے۔
ہر پہلو سے خاندانوں کی نگہداشت و مفاد کے اعلیٰ مقاصد، اقدار و روایات، اصول و ضوابط، اعلیٰ اخلاق، حسن معاشرت، حسن تعامل (اچھا میل جول)، حقوق و واجبات کی ادائیگی

☆......خاندان کے افراد میں جس قدر روابط بڑھیں گے، اسی قدر معاشرے میں ہم آہنگی مضبوط و مستحکم ہوگی۔ شادی بیاہ اور خاندان کی تشکیل زندگی کی ضرورت اور ایک فطری عمل ہے اور ہمیشگی کا ساتھ بھی ہے۔

نیز اس کی ہر کیفیت کے سلسلے میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں، جائزہ لیا جائے۔ ضروری ہے کہ یہ بلند پایہ کام اس وقت تک مستقل ہوتا رہے جب تک کہ استحکام حاصل نہ ہو جائے اور قلوب و اذہان میں اچھی طرح پیوست نہ ہو جائے تاکہ ان کی حیثیت خالی نظریات کی نہ رہے بلکہ کردار کی شکل اختیار کرے۔

ازدواجی زندگی کی کامیابی کے لیے انتخاب ایک اہم امانت و ذمہ داری:

اگر کوئی شخص نکاح کا پیغام دیتا ہے تو لڑکی یا عورت کے اولیاء پر اس سلسلے میں بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے جس کے بارے میں بروز قیامت باز پرس ہوگی۔

شادی ایک حکم الٰہی، نبوی ترغیب اور رسولوں کی سنت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ. (النور:32)

☆......نبی ﷺ کی ہدایات سے کوتاہی برتنے کے نتیجے میں ہی اکثر مشکلات رونما ہوتی ہیں اور لوگ میثاق غلیظ (مضبوط معاہدہ) کے عظیم معنی و مفہوم سے ناواقف ہیں۔

"تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح ہوں، ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام و لونڈیوں کا بھی۔ اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے امیر بنا دے گا۔"

دوسری جگہ فرمایا:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (النساء:3)

"عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں، تم ان سے نکاح کر لو دو دو، تین تین، چار چار سے لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی۔"

ارشاد نبوی ہے:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ. (بخاری و مسلم)

"اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو بھی شادی کی طاقت رکھے، اسے شادی کر لینی چاہیے۔"

اسی طرح شادی میں میاں بیوی کا انتخاب کامیابی اور نیک بختی کا ترازو ہے۔ اس کی جانب رہنمائی فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. (بخاری و مسلم)

"عورت سے شادی چار اسباب سے کی جاتی ہے: اس کے مال، اس کے حسب و نسب، اس کی خوبصورتی اور اس کے دین کی بناء پر۔ لہٰذا تم دیندار کو حاصل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔"

عورت اور اس کے ولی کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ. (ترمذی، ابن ماجہ)

"جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص (نکاح کا پیغام لے کر) آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس کی شادی کر دو ورنہ زمین میں فتنہ اور بڑا فساد رونما ہوگا۔"

نبی کریم ﷺ کی انہی ہدایات سے کوتاہی برتنے کے نتیجے میں اکثر مشکلات رونما ہوتی ہیں۔ کتنے ہی لوگ قرآن کریم میں وارد اللہ کے بتائے ہوئے "میثاق غلیظ" (مضبوط معاہدہ) کے عظیم معنی و مفہوم سے ناواقف ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ. (بخاری و مسلم)

"وہ شرائط پورا کیے جانے کی زیادہ حقدار ہیں جن کے ذریعہ تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ عہد و پیمان کی رعایت اور میاں بیوی کے درمیان بہترین نظم و ضبط نیز تحفظ اور جذباتیت کے ماحول کو فروغ دینا کامیاب ازدواجی زندگی کی علامت ہے۔

خاص طور پر اس وجہ سے بھی کہ شیطان نے بنی نوع انسان کو گمراہ کرنے اور میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنے کی روز اول ہی سے کھلی دھمکی دے رکھی ہے۔

کامیاب ازدواجی زندگی کے سلسلے میں ہدایات:

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ازدواجی زندگی مودت و محبت، رحم و کرم اور سکون و اطمینان بنا رہے اور شادی کے مقاصد پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں تو اس کے لیے درج ذیل امور کا اہتمام ضروری ہے۔

حضرات و خواتین! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو استوار کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ہمارے باہمی رشتوں کو استوار کر دے گا۔ کتنے ہی گناہ ایسے ہیں جنہوں نے نیک بخت و خوش و خرم خاندانوں کو ٹوٹ پھوٹ کا شکار بنا دیا اور ان کی زندگی اجیرن ہو گئی۔

اس راز کی وضاحت اس ارشاد باری تعالیٰ میں موجود ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ. (الشوریٰ:30)

"تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں، وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما لیتا ہے۔"

جسے خوشگوار زندگی درکار ہو، وہ اس ارشاد ربانی کو پڑھے اور اس پر عمل پیرا ہو۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً. (النحل:97)

"جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں

گے۔"

اللہ کی قسم! دلوں میں باہم الفت ومحبت، سامان عیش وعشرت اور محض خالی باتوں اور جملوں سے نہیں ہوتی، اگرچہ اسباب کی بھی ایک حیثیت ہے، تاہم الفت ومحبت اللہ کا دیا ہوا خاص انعام ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الانفال:63)

"ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے، تو اگر سارے کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے، وہ غالب حکمتوں والا ہے۔"

☆......لوگوں کو ٹی وی چینلوں، فلموں کا جو چسکا لگ گیا ہے، وہ شیطان کے مکر وفریب ہیں جن سے ازدواجی زندگی میں غلط افکار وخیالات کے حیرت ناک انبار لگ گئے ہیں۔

تحفے تحائف دلوں کی کنجی کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے ذریعہ محبت حاصل کی جاتی ہے اور الفت مضبوط ہوتی ہے، ساتھ ہی کینہ کپٹ ختم ہوتا ہے۔ اسی لیے ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے اسے اختیار کرنے کے لیے ان الفاظ میں نصیحت فرمائی۔

تهادوا تحابوا. (الادب المفرد)

"ایک دوسرے کو تحفے تحائف دو، باہم محبت میں اضافہ ہوگا۔"

حضرات وخواتین! بحیثیت میاں بیوی لڑائی جھگڑے سے دور رہیں، اچھی گفتار وکردار کا مظاہرہ کریں، باہمی گفت وشنید بڑی ہی نرمی کے ساتھ کریں، باہم جنگ وجدال نہ کریں کیونکہ اختلافات دلوں کو کینہ کپٹ پر ابھارتے ہیں، زیادہ بحث وتکرار محبت وسعادت مندی کو نیست ونابود کر دیتی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگ کہتے تھے، آپس میں جتنا زیادہ تال میل ہوگا، دوستی اتنی ہی دیرپا ہوگی۔

ازدواجی زندگی کوئی جذباتی موقف اور سہانے خوابوں کا ٹی وی سیریل نہیں ہے بلکہ وہ غضب کا قیمتی مرحلہ ہے۔ کبھی کبھار میاں بیوی میں اختلاف بھی ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو زندگی کا لازمہ اور بشری طبیعت کا تقاضہ ہے مگر نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر قائم گھر جس میں میاں بیوی اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں، کبھی بھی ان پر اختلاف کے منفی اثرات مرتب نہیں ہو سکتے بلکہ ان سے اور زیادہ مضبوطی آتی ہے اور شعور وبیداری پیدا ہوتی ہے، غلطی کی تلافی ہوتی ہے اور شر کے دروازے بند ہوتے ہیں۔

باہمی احترام خاندانی استحکام کی مضبوطی کی علامت اور اس کے مزید استحکام کے ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ وہ گھر میں اپنے شوہر کے مرتبہ ومقام اور فضل وشرف کو پہچانے۔ اسی طرح مرد کو بھی چاہیے کہ عورت کی پوزیشن کو سمجھے اور اس سے شریک حیات کا برتاؤ کرے نہ کہ شریک تجارت کا۔ میاں بیوی میں جو بھی کوئی نیکی واچھائی کرتا ہے، وہ اس طرح پہلے اپنے لیے نیک بختی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ کسی عورت نے اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا:

"تم اس کی لونڈی بن جاؤ۔ وہ تمہارا غلام بن جائے گا"

بعض خانگی بیہودگیوں کو نظرانداز کرنا اور جانتے ہوئے بھی انجان بننا خاندان کی مضبوطی واستحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے کیونکہ خاندانی زندگی کی بنیاد خود کار طریقے اور تکلفات سے دور پرے ہے۔ انسان کو زندگی میں رنج وغم کی کیفیات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اپنے گھر میں خود کار طریقے سے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے تصرف کرتا ہے، اس کو سمجھنا اور قبول کرنا نہایت ضروری ہے۔

خاندانی زندگی پر ذرائع ابلاغ اور ٹی وی چینلوں کی ستم ظریفی:

لوگوں کو فلموں، ڈراموں اور دیگر ذرائع مواصلات وٹی وی چینلوں کا جو چسکا لگ گیا ہے، وہ شیطان کے مکر وفریب ہیں جن سے ازدواجی زندگی میں غلط افکار وخیالات کے حیرت ناک انبار لگ گئے ہیں، انہوں نے لوگوں کے اخلاق وکردار کو برباد کر کے رکھ دیا ہے، جو لوگ ان کے دلدادہ ہو گئے ہیں، ان کے اذہان وقلوب میں غلط قسم کی بنیادیں پڑ گئی ہیں، خیر وشر کے معانی ومفاہیم ہی زیر وزبر ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اغیار کے ساتھ موازنہ کر کے اصلیت کو واضح کیا جاتا لیکن سب کچھ اس کے برعکس ہے۔

ازدواجی زندگی پر مال کے منفی اثرات:

مال کی بدولت کتنے ہی خاندان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور کتنی ہی محبتیں نیست ونابود ہو گئیں۔

شوہر کے ذمہ نان ونفقہ ورہائش ہے، اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے ماتحتوں کو ضائع نہ ہونے دے۔ اس کے مدنظر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد یاد رہنا چاہیے کہ "ایک دینار تو وہ ہے جسے تم نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جسے غلام آزاد کرنے میں صرف کیا، ایک دینار وہ ہے جسے کسی مسکین کو دیا اور ایک دینار وہ ہے جسے تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، ان میں سے سب سے زیادہ اجر وثواب اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا ہے۔" (مسلم)

☆......اللہ کا حکم ہے، بے جا اسراف نہ کرو اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ ہی اسے بالکل کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا، درماندہ بیٹھا رہے۔ (الاسراء:۲۹)

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ کی حیثیت رکھتا ہے۔"

لیکن خرچ میں میانہ روی کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ فضول خرچی سے احتراز لازمی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا. (الاسراء:26)

"اور اسراف وبیجا خرچ سے بچو۔"

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا. (الاسراء:29)

"اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا...... درماندہ بیٹھ رہو۔"

بیوی کو چاہیے کہ نرمی سے کام لے۔ زیادہ مطالبات اور خواہشات سے اپنے آپ کو دور رکھے کیونکہ یہ سب

باتیں مصیبت اور لڑائی جھگڑے کو کھینچ کر گھر لے آتی ہیں۔

اپنے سے زیادہ حیثیت کے لوگوں پر نظر نہ رکھے' نہیں تو زندگی کا لطف جاتا رہے گا۔اسی طرح اپنے رب اور اپنے شوہر کی شکر گزار نہیں رہ پائے گی۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو تم سے کمتر ہو'اس پر نظر رکھو اور جو حیثیت میں بڑھ کر ہے'اس پر نظر ہی نہ ڈالو۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کی ناقدری نہیں کریں گے۔(مسلم)

یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ لوگ دوسروں کی تقلید اور فخر ومباہات ہی میں برباد ہوئے ہیں۔

شادی سے پہلے اور اس کے بعد میاں بیوی کی تربیت:

شادی سے پہلے اور شادی کے بعد بھی کو اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ نکاح کے سلسلے میں اللہ کی متعین کردہ حدود کی پابندی اور اس کی فرمانبرداری کی جائے۔ بھلائی کے ساتھ زندگی گزارنے' اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے' نیکی وتقویٰ کی بنیاد پر باہم تعاون' انانیت اور کوتاہی سے دوری اور شرعی قوامیت کی سوجھ بوجھ یعنی تحفظ' نظم وضبط' حسن تربیت' حسن معاملگی اور ماتحتوں کی ذمہ داری جس کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس ہوگی' ان سب باتوں پر خاص توجہ دی جائے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا'اسی طرح عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے'اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''(بخاری ومسلم)

نیتیں درست رہیں گی اور واجبات کی ادائیگی کی جاتی رہے گی تو سعادت ونیک بختی قدم چومے گی نیز توفیق الٰہی نصیب ہوگی' جو دعا کے ہتھیار سے مسلح ہوگا اور صرف اللہ سے لو لگائے گا' اللہ اس کی مراد ضرور پوری کرے گا اور اس کا عمل کبھی ضائع نہ ہونے دے گا۔

خوشی کی تقاریب میں پائی جانے والی برائیاں:

مسرت وخوشی کے مواقع پر ہونے والی تقاریب میں جو برائیاں ہوتی ہیں'ان میں فضول خرچی بڑی اہم ہے۔ایسے ایسے خرچے کیے جاتے ہیں کہ دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے اور ان میں شرعی مخالفت کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔فخر ومباہات میں بڑی بڑی رقمیں بیجا صرف کی جاتی ہیں۔عورتوں اور کم عقلوں کو ان مواقع پر خوب خوب پذیرائی حاصل ہوتی ہے اور من چاہے بیجا خرچے روا رکھے جاتے ہیں۔چنانچہ ان حالات میں اس بات کی کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ اس طرح کی بیاہ شادی میں برکت ہوگی۔ان تقاریب میں مردوزن کا اختلاط' غیر محرموں کے ساتھ میل جول' گانے بجانے والوں کی پذیرائی' نمازوں کا ضیاع' بے پردگی' تصویر سازی سب نعمت کی ناشکری کے قبیل سے ہیں۔یہ سب کیوں ہوتا ہے؟ کیا اللہ کی نافرمانی کیے بغیر یہ تقاریب منعقد نہیں ہوسکتیں۔برائیوں اور نافرمانیوں سے حکومتیں چلی جاتی ہیں' یہ تو ایک گھر ہے' جس کا اللہ ہی مالک ہے۔

خبردار اللہ سے ڈرو:

ایک دوسرے کو بھلائی کی نصیحت کرو۔حق بات سے جی نہ چراؤ۔مخالفین کی کثرت تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ہر شخص کی کوئی نہ کوئی ذمہ داری ہے اور قیامت کے دن اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''اس عورت میں برکت ہوگی جس کے پیغام (منگنی) ومہر میں میانہ روی کا خیال رکھا جائے گا۔'' (احمد' ابن حبان' حاکم)

احمد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں''سب سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہے' جس کے نکاح میں کم سے کم خرچہ ہوا ہو۔''

اے اللہ! تو شادی بیاہ کرنے والوں اور اس کی خواہش رکھنے والوں کو کتاب وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخش' انہیں نیک بخت بنا' انہیں برکت عطا فرما' ان کے رشتے کو مضبوط اور مستحکم بنا اور نیک اولاد نصیب فرما۔اے اللہ! تو مسلم نوجوان مردوں اور عورتوں کو اس کی توفیق بخش اور برائیوں' بے حیائیوں' فتنوں سے محفوظ رکھ اور ایمان وپاکدامنی کی دولت سے سرفراز فرما۔آمین

(بشکریہ: ماہنامہ امتی)

بقیہ فارنزک سائنس

جان سکتے ہیں کہ ان کے بچے میں بھی اس بیماری کا امکان ہے یا نہیں۔اگر کوئی اپنے آباؤ اجداد کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہے تو وہ بھی ڈی این ٹیسٹ کے ذریعے ممکن ہے۔

فارنزک سائنس کا دیگر استعمال:

ڈی این اے ٹیسٹ میں ہر شخص کے جینٹک کوڈ کو معلوم کرکے پورے ملک کے عوام کا ڈی این اے ڈیٹا بیس بنایا جاسکتا ہے۔

وقوعہ کی فارنزک تفتیش کے لیے شواہد اکٹھے کرنے میں ڈرون کی مدد سے 3D تصاویر بھی لی جاتی ہیں۔آرٹ فارنزک ٹیکنیک میں مصوری اور پینٹنگ میں تبدیلی' جعلی اور نقلی کاپیاں بنانے کا پتہ چلایا جاتا ہے۔

کریمنلسٹک (Crminilistics) ٹیکنیک میں حیاتیاتی شواہد'انگلیوں کے نشان' پاؤں وجوتوں کے نشانات' ٹائروں کے نشانات' اسلحہ اور دیگر اشیاء کا آپس میں موازنہ کرکے واقعات کی کڑیوں سے کڑیاں ملائی جاتی ہیں۔اسی طرح دانتوں' عینکوں اور جوتوں کا معائنہ بھی کیا جاتا ہے۔

فارنزک اکاؤنٹنگ (Accounting) میں حساب کتاب سے متعلقہ شواہد کا مطالعہ اور تشریح کی جاتی ہے۔فارنزک انتھروپالوجی (Anthropology) میں بچی کھچی ہڈیاں اور انسانی ڈھانچوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔فارنزک جیالوجی (Geology) میں زمین کا تجزیہ کرکے شواہد دیکھے جاتے ہیں۔فارنزک جیوفزکس (GeoPhysics) میں ریڈار وغیرہ سے زمین اور پانی میں چھپی اشیاء کی تلاش کی جاتی ہے۔

2014ء میں امریکہ میں 14500 فارنزک سائنس دان اور ٹیکنیشن تھے۔فارنزک تجزیہ کرنے میں دھوکہ دہی اور جعل سازی کا امکان بھی ہوتا ہے۔زلزلہ اور دیگر قدرتی آفات میں فارنزک سائنس سے بھی مدد لی جاتی ہے۔

ڈیجیٹل اور کمپیوٹر فارنزک یونٹ ڈیجیٹل سٹوریج میڈیا جیسے ہارڈ ڈسک' فلیش' یو ایس بی' میموری کارڈ' فلاپی ڈسک' سی ڈیز' ڈی وی ڈیز' موبائل فون' نیٹ ورکنگ کا تجزیہ اور ڈیلیٹ شدہ مواد واپس لاکر کیس حل کرنے' مجرم پکڑنے' سانحہ کی وجوہات جاننے اور شواہد اکٹھا کرکے عدالت میں پیش کرنے کا کام کیا جاتا ہے۔موبائل آلات فارنزک میں کال ہسٹری' ڈیلیٹ کیے گئے میسیجز اور سم کارڈ کا معائنہ کیا جاتا ہے۔

اگرچہ فارنزک سائنس میں غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے تاہم کسی ملزم پر فرد جرم عائد کرنے اور اسے سزا دینے کے لیے فارنزک سائنس اور فارنزک لیب کے استعمال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔فارنزک سائنس نے آج جرائم وحادثات کی تفتیش میں بہت آسانی پیدا کردی ہے' جس کی ہمارے سامنے واضح مثال زینب قتل کیس کی فارنزک تحقیقات کے نتیجے میں صحیح ملزم تک پہنچنا اور اس کا پکڑا جانا ہے۔

اپریل فول کی حقیقت

آمنہ بنت عبدالقیوم صباء

ویلنٹائن ڈے ہو، بسنت ہو یا اپریل فول، غیر مسلموں کے تہواروں اور طور طریقوں کو جس طرح اندھا دھند مسلم عوام منا رہے ہیں اس نے ان کے اندر سے دینی محبت، غیرت اور حمیت کی آخری رمق تک کھینچ لی ہے۔ غیر مسلم اقوام کی نقالی پر اترانے اور مر مٹنے والی امت مسلمہ کی نسل نو کی غفلت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔

یہ یکم اپریل ہی کی تاریخ تھی جب اموی خلیفہ عبدالرحمٰن الداخل والیٔ اندلس کے جانشینوں کو شاہِ فرانس شارلیمان کے ہاتھوں ایسی شکست سے دوچار ہونا پڑا جس کے آثار آج بھی اس خطے میں نمایاں ہیں۔ فرانسیسی عیسائیوں نے مسلمانوں کو چُن چُن کر اندلس کے گلی کوچوں میں اپنے نیزوں اور تلواروں کا نشانہ بنایا۔ اکثر مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور کچھ نے اپنی جانیں بچانے کے لیے اپنے عیسائی ہونے کا اظہار کر دیا۔ بچے کھچے مسلمانوں کو بحری جہاز میں سوار کر کے انہیں چکمہ دیا گیا کہ تمہیں مسلمان ملک میں پہنچا دیا جائے گا لیکن جب جہاز سمندر کے وسط میں پہنچا تو مسلمانوں کو سمندر کی اتھاہ گہرائی میں دھکا دے کر انہیں فول کیا گیا۔

یہ سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ ابھی تک ہر روز امت مسلمہ کو ان کی طرف سے ایک نیا گھاؤ لگتا ہے لیکن ہم ان کی ہر اک ادا پر مرے جا رہے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اپریل فول کیوں؟

اس کے بارے میں مختلف روایات مشہور ہیں۔

بارہ مارچ کو جب دن رات برابر ہو جاتے ہیں تو موسم بہار کی آمد کی وجہ سے مختلف تقریبات منائی جاتی ہیں۔ اپریل فول بھی انہی تقریبات میں سے ایک ہے۔

اپریل لاطینی زبان کے لفظ اپریلس (Aprilis) یا (Aperire) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے ''پھولوں کا کھلنا''۔ قدیم رومی قوم موسم بہار کی آمد پر شراب کے دیوتا کی پرستش کرتی اور اسے خوش کرنے کے لیے لوگ جھوٹ کا سہارا لیتے۔ یہ جھوٹ رفتہ رفتہ اپریل فول کا ایک غالب اور اہم حصہ بن گیا۔

سیکسن قومیں اس ماہ اپنے قدیم معبود ایسٹر کا تہوار مناتی ہیں۔ عیسائی اس کو ''عیدِ فصح'' کہتے ہیں۔

دی ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا نے اسے یورپی ممالک کی تقریبات کا ایک حصہ بتایا ہے۔ اس کی دی گئی معلومات کے مطابق فرانس کا اپنا کیلنڈر اپریل سے شروع ہوتا تھا، جب فرانس میں 1564ء میں نیا کیلنڈر ماہ جنوری سے شروع ہوا تو جو لوگ نئے کیلنڈر کو تسلیم نہیں کرتے تھے، انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی تھی۔

انسائیکلو پیڈیا انٹرنیشنل کے مطابق مغربی ممالک میں یکم اپریل کو عملی مذاق کا دن قرار دیا جاتا ہے، اس دن جھوٹے مذاق کا سہارا لے کر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔

اپریل فول پہلی بار کب منایا گیا؟

یہ حقیقت اپنی جگہ کہ اپریل فول یورپین اور رومن تہذیب کا ایک قدیم مذہبی تہوار ہے لیکن دورِ حاضر میں اس کو جو رنگ دیا گیا، اس کا آغاز کب ہوا؟

اخباری صحافت میں اس کا سب سے پہلا ذکر ڈریک نیوز لیٹر (Drace News Letter) نامی اخبار میں نظر آتا ہے۔ مذکورہ اخبار اپنی 12 اپریل 1698ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ کچھ لوگوں نے یکم اپریل کو لندن ٹاور میں شیروں کو غسل کا عملی مظاہرہ کرانے کا اعلان کیا لیکن یہ صرف اعلان تھا، عملاً ایسا نہیں کیا گیا اور دیکھنے کے لیے آنے والے لوگ، بے وقوفوں کی طرح لوٹ گئے۔

یورپی اقوام کا موسمی تہوار:

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اپریل فول یورپی اقوام کا تہوار ہے اور اس کی بنیاد دیوی کو خوش کرنے پر رکھی گئی ہے۔ یاد رہے کہ موسموں کی مناسبت سے تہوار منانے کا رواج تمام بت پرست اقوام میں پایا جاتا ہے۔

موسم بہار چونکہ پتوں اور شگوفوں کے کھلنے کا موسم ہوتا ہے، لہٰذا بہار کی دیوی کو خوش کرنے کے لیے بت پرست اقوام اس کی آمد پر خصوصی تہوار مناتی ہیں۔ چنانچہ ہندو ہولی مناتے ہیں جس میں ہنسی مذاق میں دوسروں پر رنگ پھینکا جاتا ہے۔ بسنت پر مختلف پتنگیں اڑا کر بہار کی دیوی کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اہل ایران کے ہاں جشنِ نو روز بھی موسمِ بہار ہی کا تہوار ہے۔ یہودی موسم بہار کی آمد پر عیدِ فسح مناتے ہیں۔

غیر مسلموں کے تہوار اور اسلامی تہذیب وتمدن:

غیر مسلم اقوام جب کوئی مسرت کا جشن مناتی ہیں تو جو کام ان کے دھرم کے مطابق عام دنوں میں ممنوع یا غیر اخلاقی سمجھا جاتا ہے، تہوار کے روز اس سے یہ پابندی اٹھ جاتی ہے کیونکہ یہ ان کی مذہبی روایات کا ایک حصہ

☆......اندلس میں مسلمانوں کو شکست کے بعد یکم اپریل کو بحری جہاز میں سوار کر کے چکمہ دیا گیا کہ انہیں مسلمان ملک میں پہنچا دیا جائے گا لیکن جب جہاز سمندر کے وسط میں پہنچا تو مسلمانوں کو سمندر کی اتھاہ گہرائی میں دھکا دے کر انہیں فول بنایا گیا۔

ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اس آزادی سے دل کھول کر فائدہ اٹھاتے ہیں اور سنگین ترین گناہ بھی کر جاتے ہیں۔

دور حاضر میں مسلم ممالک کے عوام بھی اس دن کو منانے میں انگریزوں کے ساتھ ہیں اور ایسے سنگین مذاق کرتے ہیں جس سے اکثر اوقات اموات بھی واقع ہو جاتی ہیں۔ آیئے دیکھیے کہ اسلامی تہذیب وتمدن میں اس کی گنجائش ہے بھی یا نہیں؟

اسلام میں موسم کی مناسبت سے کوئی بھی تہوار منانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شمسی کیلنڈر پر اعتماد نہیں کیا گیا بلکہ اسلام میں تہوار کی بنیاد کسی اہم عبادت پر ہے۔ مثلاً رمضان کے بعد عیدالفطر اور حج کے بعد عیدالاضحیٰ اور یہ دونوں قمری تقویم سے مربوط ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جشن کے صرف دو دن مقرر کیے ہیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو ان کے ہاں دو دن مقرر تھے جس میں وہ کھیلتے اور خوشیاں مناتے۔ آپ ﷺ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے عرض کیا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ (ابی داؤد)

"اللہ نے تمہیں اس سے بہتر دو دن عطا کیے ہیں عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر"

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے جشن یا مسرت کے دن اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کیے ہیں جبکہ غیر مسلم قوموں کے تہوار خود ساختہ ہیں۔

اسلام میں جو امور عام دنوں میں اخلاقیات کے حوالے سے ناجائز قرار دیے گئے ہیں وہ کسی تہوار کے دن بھی ناجائز اور ممنوع ہیں بلکہ تہوار کے احترام کی وجہ سے ان کی حرمت مزید بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ غیر مسلم اقوام اپنے تہواروں میں حرام امور کا ارتکاب کرتی ہیں۔

غیر مسلموں کے تہوار منانے سے اہل اسلام کو سختی سے منع کیا گیا ہے بلکہ ان کی کسی بھی خاص عادت مذہبی شعار اور جشن میں ان کی تقلید یا ان کی ہمنوائی کرنا ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ. (مسند احمد)

"تحقیق جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔"

نیز اہل اسلام کے لیے حکم ہے:

اجتنبوا اعداء الله في اعيادهم. (البيهقي. السنن الكبرى)

"اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں ہر قسم کی شرکت سے اجتناب کرو۔"

☆......اسلام میں موسم کی مناسبت سے کوئی تہوار منانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں شمسی کیلنڈر پر اعتماد نہیں کیا گیا بلکہ تہوار کی بنیاد کسی اہم عبادت پر ہے۔ روزوں کے بعد عیدالفطر، حج کے بعد عیدالاضحیٰ۔

جھوٹا مذاق:

اپریل فول میں جھوٹ بول کر اور انتہائی سنگین مذاق کر کے صرف دوسروں کو پریشان ہی نہیں کیا جاتا بلکہ بعض اوقات جسے فول کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہ کسی حادثے کی خبر سن کر صدمے کے باعث جان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے جبکہ اسلام میں نہ بے ضرر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے نہ ضرر رساں جھوٹ بولنے کی۔ سچ بولنا اسلام کی بنیادی صفات میں سے ہے اور جھوٹ بولنا منافق کی خصلت۔

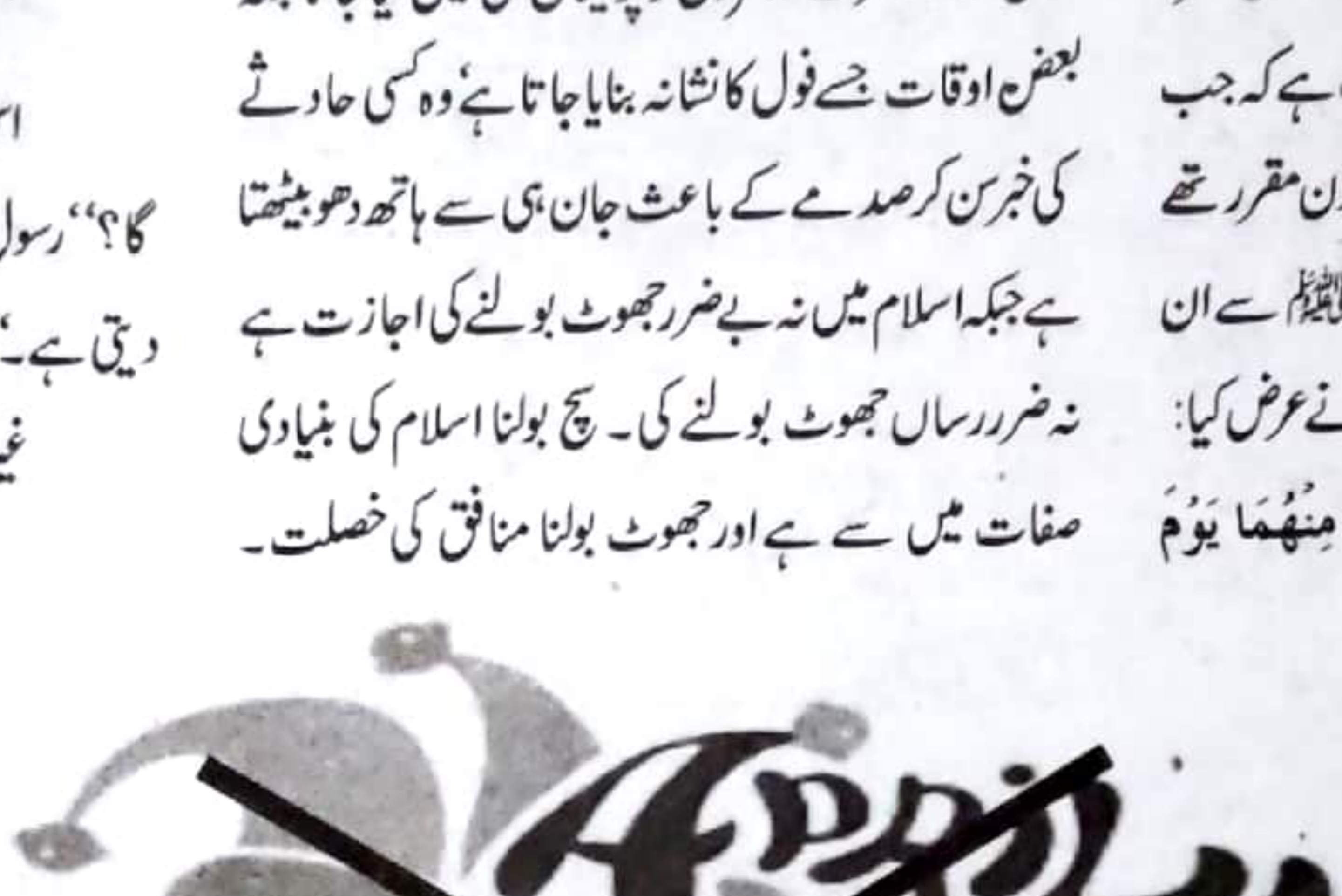

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ. (صحيح مسلم)

"جھوٹ سے بچو۔"

اور فرمایا:

"جس آدمی میں چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار میں سے ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ ① جب امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے ② بات کرے تو جھوٹ بولے ③ جب عہد کرے تو عہد شکنی کرے ④ جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے۔"

جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور اس کی وعید شدید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے گزشتہ رات ایک خواب دیکھا جس میں ایک شخص کے جبڑے چیرے جا رہے تھے۔ وہ دنیا میں جھوٹ بولنے والا تھا۔" اس کے جھوٹ بولنے کے سبب قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔

ایک بات قابل غور ہے اسلام میں خوش طبعی یا مزاح کرنا درست ہے۔ مذاق کرنے دوسروں کو بے وقوف بنانے اور مزاح کرنے میں بہت فرق ہے۔ مزاح وہ ہے جس میں خوش طبعی کے طور پر ایک ایسی بات کہی جائے جس میں جھوٹ اور فریب بھی نہ ہو اور اس کا مفہوم ایسا ہو کہ سمجھ آ جانے پر بے اختیار مسکراہٹ لبوں پر پھیل جائے۔ مثلاً ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اونٹنی دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دیں گے۔"

اس شخص نے کہا: "میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اونٹنی ہی تو ہر اونٹ کو جنم دیتی ہے۔" (مسند احمد)

غیر مسلم اقوام چونکہ مشرکانہ عقیدے کے تحت مشرکانہ طور طریقے اور اللہ کی ناپسندیدگی اور نافرمانی والے امور کے ذریعے جشن مناتی ہیں اس لیے ان کی مسرت میں درحقیقت رب کریم کی طرف سے ان پر غضب کے تیر برس رہے ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں کی خوشی میں خوش ہونا رب کریم کے غضب اور ناراضگی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اگر آج ہم نے ان کے جشن میں شمولیت کر لی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ روز قیامت یہ دوستی ہمارے گلے کا طوق بن کر ہمیں ان کے ساتھ جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. (بخاری)

"آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بدسلوکی نہیں کروں گا۔(ابو داؤد کتاب الادب باب فی حق الجار)

اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اور البتہ جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کوئی (ملامت کی) راہ نہیں۔(الشوریٰ 41)

یعنی ان کے لئے ظالم کے خلاف کارروائی کرنا جائز ہے۔

آیت کے آخر میں فرمایا' اللہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے۔اس پر لوگوں کے افعال اور اعمال مخفی نہیں ہیں۔لہٰذا اگر مظلوم زیادتی کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم ہے۔

اگلی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگرچہ مظلوم کے لئے اپنا تصفیہ و معاملہ حاکم کے سامنے پیش کرنا جائز ہے لیکن افضل اور بہتر بات یہی ہے کہ تم زیادتی کرنے والے کو معاف کر دو کیونکہ جب اللہ قادر مطلق اور انتقام پر قدرت رکھنے کے باوجود اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے تو اگر تم بھی انتقام و بدلہ لینے کی طاقت کے باوجود لوگوں کو معاف کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے گا کیونکہ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔وہ ہر ظاہر اور پوشیدہ چیز سے باخبر ہے۔لہٰذا وہ کسی کے عمل اور نیکی کو ضائع نہیں کرے گا۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ

اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔جو معاف کر دے اور صلح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے بلاشبہ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔(الشوریٰ 40)

حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔معاف کرنے سے اللہ عزت میں اضافہ کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرما دیتا ہے۔(مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا عقیدہ و روش بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ بعض انبیاء و رسل پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔یہود موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء والمرسلین محمد ﷺ کو نہیں مانتے اور نصاریٰ عیسیٰ و موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں اور محمد ﷺ کو نہیں مانتے حالانکہ جس نے بعض انبیاء کا انکار کیا تو گویا اس نے تمام کا انکار کر دیا' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔جو شخص حسد' عصبیت یا اپنی خواہش نفس کی وجہ سے کسی ایک نبی کا بھی انکار کر دے تو گویا اس نے ثابت کیا کہ جن انبیاء پر وہ ایمان لایا تھا' وہ اللہ کی رضاء و خوشنودی کے لئے نہیں تھا بلکہ عصبیت و خواہش نفس اور کسی دنیاوی غرض کی خاطر تھا۔ایسے لوگوں کا اللہ پر بھی ایمان نہیں کیونکہ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اس کے تمام انبیاء و رسل پر ایمان لایا جائے۔کسی ایک نبی و رسول کا انکار اللہ اور اس کے تمام انبیاء کا انکار ہے۔اصل میں یہ لوگ بعض پر ایمان لا کر اور بعض کا انکار کر کے ایک تیسری راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اس کا نام یہودیت و نصرانیت رکھتے ہیں جیسا کہ آج کل کے لوگوں کا حال ہے کہ مسجدوں میں نماز' بازاروں میں سود' شادی و غمی' لباس و شکل و صورت میں غیر مسلموں کی نقالی اور عدالتوں و نظام حکومت و سیاست میں کفریہ قوانین سب کچھ ملا کر اس کا نام اسلام رکھ دیا ہے اور بعض نے کہا قرآن کو تو مانیں گے مگر رسول اللہ ﷺ کی حدیث و سنت کو نہیں مانیں گے' یہ منکرین حدیث بھی انہی لوگوں میں شامل ہیں۔

اگلی آیت میں فرمایا کہ یہ تیسرا گروہ (جو اللہ اور بعض رسولوں پر ایمان لاتا ہے اور بعض رسولوں سے کفر کرتا ہے) بھی ایسے ہی پکا کافر ہے جیسے پہلے دو گروہ (1۔اللہ کا انکار کرنے والے۔2۔اللہ پر ایمان لانے والے اور انبیاء و رسل کا انکار کرنے والے) پکے کافر ہیں۔ان میں کوئی فرق نہیں ہے اور پکا کافر ہونے میں یہ سب گروہ برابر ہیں اور ان کے اس کفر کی وجہ سے ہی ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اگلی آیت میں رسول اللہ ﷺ کی امت کی صفت بیان کی گئی ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب اور اللہ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء و رسل پر ایمان لاتے ہیں۔یہود و نصاریٰ کی طرح انبیاء و رسل پر ایمان لانے میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی پر ایمان اور کسی کا انکار کریں۔ایسے ہی مخلص اور کامل ایمان والے لوگوں کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں اس کا پورا پورا بدلہ دے گا اور ان سے اگر کوئی تقصیر ہوئی ہوگی تو اسے معاف کر دے گا اور اپنی رحمت کی وجہ سے ان کی نیکیوں کو کئی گنا بڑھا دے گا۔

انبیاء و رسل کے درمیان ایمان لانے میں تفریق نہ کرنے کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا جو ابراہیم' اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام اور اس کی اولاد کی طرف اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا۔ہم ان میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔(البقرہ 136)

اور فرمایا: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا رسول اس ہدایت پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور سارے مومن بھی' سب اللہ پر' اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔(وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں' ہم نے حکم سنا اور اطاعت کی۔(البقرہ 285)

حدیث: سیدنا عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں' عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں اور جنت حق ہے' جہنم حق ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا خواہ وہ کیسا بھی عمل کرتا ہو۔(یعنی یا شروع ہی میں معافی لے کر جنت میں جائے گا یا جہنم میں گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ضرور ہوگا۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول الله قل یا اهل الکتاب لا تغلو فی دینکم مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل الجنة)

مذکورہ آیات میں بیان کردہ مومنوں کی صفت کہ ہم تفریق نہیں کرتے' اس سے مراد ہے کہ ایمان لانے میں تفریق نہیں کرتے کہ کس پر ایمان لائیں اور کس پر ایمان نہ لائیں بلکہ وہ سب پر ایمان لاتے ہیں' اس کا یہ مطلب نہیں کہ انبیاء و رسل درجات و فضائل میں بھی برابر ہیں کیونکہ ان کے درجات و فضائل میں فرق تو خود اللہ نے بیان کیا ہے۔ فرمایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ

یہ سب رسول ہیں' ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان میں سے بعض کے درجے بلند کئے۔ (البقرہ۔253)

اور فرمایا:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ

اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت بخشی (بنی اسرائیل 55)

رسول اللہ ﷺ سب سے افضل اور خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ ارشاد فرمایا:

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ (سبا۔68)

اور فرمایا: وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا اور لیکن وہ اللہ کا رسول تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔ (احزاب۔40)

اور فرمایا ورفعنا لك ذكرك

اور ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر بلند کردیا۔ (الانشراح۔4)

اور فرمایا: قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔ (بنی اسرائیل۔79)

احادیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی' سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا علی جمع الخلائق)

2۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (مسلم کتاب الایمان باب انا اول الناس یشفع فی الجنة)

3۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا (مسلم کتاب الایمان باب ادنی اهل الجنة منزلة فيه)

زیر بحث آیت سے وحدت ادیان کی بھی نفی ہوتی ہے۔ جس کے قائلین کے نزدیک رسالت محمدیہ پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے اور وہ ان غیر مسلموں کو نجات یافتہ سمجھتے ہیں جو اپنے تصورات کے مطابق ایمان باللہ رکھتے ہیں لیکن قرآن کی اس آیت نے واضح کردیا کہ ایمان باللہ کے ساتھ تمام رسولوں پر اور بالخصوص رسالت محمدیہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر اس آخری رسالت کا انکار ہوگا تو اس انکار کے ساتھ ایمان باللہ غیر معتبر اور نامقبول ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا متلاشی ہوگا' وہ ہرگز مقبول نہیں ہوگا۔ (آل عمران۔85)

اور فرمایا: إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے (آل عمران۔191)

اور فرمایا: ورضيت لكم الاسلام دينا اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔ (المائدہ۔3)

لہٰذا اللہ کا پسندیدہ دین صرف اسلام ہی ہے۔ اب آخرت کی نجات و کامیابی صرف اور صرف اسلام پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔

حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میری اس امت (امت دعوة) میں جو شخص بھی میری بات سنے (یعنی اسے میری رسالت پہنچے) وہ یہودی ہو یا عیسائی' پھر وہ اس چیز پر ایمان نہ لائے جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم کتاب الایمان باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد)

فوائد:

1۔ غیبت و چغلی حرام ہے۔

2۔ مظلوم کا ظالم کے خلاف دعویٰ' بد دعاء' ملامت و مذمت کرنا جائز ہے۔

3۔ عفو و درگزر کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

4۔ یہود و نصاریٰ اور بعض انبیاء و رسل کا انکار کرنے والے پکے اور حقیقی کافر ہیں اور دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

5۔ اللہ اور سب انبیاء و رسل پر ایمان لانے والے اور صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے ہی کامل اور مخلص مومن اللہ کے اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

بقیہ: آپ کے سوال

نہیں' ہاں اللہ تعالیٰ اپنے بعض انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہمکلام ہوا ہے۔ (بقرہ 253)

یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ استخارہ کی شرعی لحاظ سے بڑی اہمیت ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ ہمیں تمام کاموں (جس کی تفصیل پہلے بیان کردی گئی ہے) میں استخارہ کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت ہے۔ (بخاری 6382)

تو یہ استخارہ انسان نے خود کرنا ہے۔ انسان اللہ سے اپنی ضروریات کا سوال کرے' اپنی مشکلات اس کے سامنے رکھے تو یہ اللہ کو پسند ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک اہم شکل بھی ہے۔ جو آدمی اللہ سے دعا نہیں کرتا' اپنی فریاد اس کو نہیں سناتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کے لئے قرآن مجید میں سخت وعید بیان ہوتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ○ (مومن 60) اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو' میں تمہاری دعا قبول کروں گا' وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

ہمارے ہاں یہ رواج بن گیا ہے کہ خود استخارہ کرنے کی بجائے اوروں سے کرایا جاتا ہے اور استخارہ کرنے والے باقاعدہ ''شرعی اور شرطیہ استخارہ' کے اشتہارات بھی دیتے ہیں اور پھر نتیجہ کے طور پر بڑے وثوق کے ساتھ اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور جزم کے ساتھ اپنی رائے سے نوازتے ہیں اور پھر...... ان کو بھی نوازا جاتا ہے لیکن شرعی لحاظ سے کسی اور سے یہ عمل کرانا ثابت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

قرآن وسنت کی روشنی میں

مسائل واحکام

آپ کے سوال

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دارالعلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

منہ پر تھپڑ مارنا کیسا ہے؟

س: کیا منہ پر تھپڑ مارنا جائز ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔ (سائل: ایک تلمیذ)

چہرے پر مارنا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا قاتل احدکم فلیجتنب الوجہ (بخاری 2559 مسلم 2612)
جب تم میں سے کوئی لڑائی کرے تو چہرے (پر مارنے) سے بچے۔

بلکہ کسی جانور کو بھی چہرے پر مارنا ٹھیک نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے پر داغا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو داغنے والے پر لعنت فرمائی۔ (مسلم 2117/107)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغنے سے روکا ہے۔ (مسلم 2116/106)

انسان کو علاج کے لئے داغا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس میں شفا ہے لیکن آپؐ نے فرمایا، میں اپنی امت کو داغنے سے روکتا ہوں۔ (بخاری 5680)

آگ کے ساتھ داغنے سے سخت اذیت ہوتی ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہیے، مجبوری ہو تو جائز ہے لیکن چہرے پر داغنا منع ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض اساتذہ شاگردوں کو چہرے پر بے دریغ مارنے کے عادی ہوتے ہیں، ان کو اللہ تعالی سے ڈرنا چاہئے۔ شرعی لحاظ سے مارنا ناگزیر ہو تو چہرے سے بچیں کیونکہ ایک تو شرعی لحاظ سے یہ جائز نہیں، دوسرا چہرہ انسانی اعضا میں سے سب سے زیادہ احترام والا ہے اور چہرے کے ساتھ بہت سے نازک اعضا ہیں مثلاً ناک، آنکھ، دانت، کان اور دماغ وغیرہ۔ چہرے پر مارنے سے ان میں سے کسی کا بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ بسا اوقات اس کی تلافی یا علاج ممکن نہیں رہتا اور آدمی پھر پشیمان ہوتا ہے جبکہ شرعی احکام کی پاسداری میں خیر ہی خیر ہے۔

زبانی طلاق کی کوئی حیثیت نہیں؟
سپریم کورٹ کے زبانی طلاق پر ریمارکس کا جائزہ

پچھلے دنوں سپریم کورٹ کے ایک معزز جج صاحب نے یہ ریمارکس دیئے کہ زبانی طلاق کی کوئی حیثیت نہیں۔ آئینی طور پر تحریری طلاق ہونا ضروری ہے۔ آیئے شرعی طور پر اس معاملے کا جائزہ لیں۔ اسلام میں نکاح اعلانیہ کرنے کا حکم ہے۔

نکاح خفیہ رکھنے کی بجائے اس کی اطلاع قریبی عزیزوں اور دوست احباب کو دینی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ اس نکاح کا اعلان کرو۔ (ارواء الغلیل 1993)

علامہ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ البتہ اس حدیث کے ساتھ یہ الفاظ بھی مروی ہیں واجعلوہ فی المساجد۔ (ترمذی 1089) اس (نکاح) کو مساجد میں کرو۔ لیکن اس کی سند میں عیسیٰ بن میمون راوی سخت ضعیف ہے۔ اس لئے یہ روایت قابل حجت نہیں۔ ہاں! کوئی آدمی مسنون خیال نہ کرے، صرف

مسجد کو برکت والا سمجھ کر اور عام لوگوں تک خبر پہنچانے کے لئے اس میں نکاح کرلے تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فصل ما بین الحلال والحرام الدف ورفع الصوت۔ (ابن ماجہ:1896 ترمذی1088)

حلال اور حرام میں فرق نکاح کے موقع پر دف اور بلند آواز کا ہے۔

گویا نکاح کے موقع پر اچھے مفہوم والے اشعار پڑھے جاسکتے ہیں اور دف بجانے کی گنجائش بھی ہے۔ دف ڈھول کے ساتھ ملتی جلتی چیز ہے۔ فرق یہ ہے کہ ڈھول کے دونوں طرف چمڑا لگا ہوتا ہے اور دف کی ایک طرف ہوتا ہے۔ اسی لئے دف کی آواز زیادہ بلند نہیں ہوتی اور نہ ہی زیادہ خوش کن ہوتی ہے۔ نکاح کے بعد حسب استطاعت ولیمہ کرنے کا حکم ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کو نکاح کی اطلاع ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے طلاق اور رجوع پر گواہ بنانے کا حکم دیا ہے۔ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ (طلاق 2)

پھر جب وہ اپنی میعاد کو پہنچنے لگیں تو ان کو اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے ان سے جدا ہوجاؤ۔ اور اپنے میں سے دو عدل والے آدمی گواہ بناؤ۔

آیت میں روکنے سے مقصود رجوع کرنا اور جدا ہونے سے مراد یہ ہے کہ عدت گزرنے دی جائے جس کے بعد عورت خود بخود مرد سے جدا ہوجائے گی۔ ظاہر ہے کہ گواہوں کو طلاق، رجوع اور جدائی کی حالت کا علم ہوگا تو وہ ضرورت کے وقت گواہی دے سکیں گے۔

طلاق اور رجوع پر گواہ بنانا سنت سے بھی ثابت ہے۔ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پھر اس سے جماع کرلیا یعنی رجوع کرلیا لیکن اس نے اس کی طلاق پر گواہ نہ بنایا اور نہ ہی اس کے رجوع پر، تو انہوں نے فرمایا: طلقت لغير سنة وراجعت لغير سنة اشهد على طلاقها وعلى رجعتها ولا تعد۔ (ابوداؤد کتاب الطلاق باب الرجل یراجع ولا یشھد)

تو نے سنت کے خلاف طلاق دی اور سنت کے خلاف رجوع کیا۔ اس کی طلاق پر گواہ بنا اور اس کے رجوع پر بھی اور دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ یاد رہے صحابیؓ کا کسی کام کو سنت قرار دینے کا مطلب ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے اور سنت کے خلاف کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے۔

سابقہ بہت سی نصوص شرعیہ سے ثابت ہوا کہ نکاح، طلاق اور رجوع کا معاملہ پوشیدہ رکھنا ٹھیک نہیں کیونکہ اس طرح بہت سے شرعی اور معاشرتی معاملات جن کی شروع میں نشاندہی کی گئی ہے، الجھ کر رہ جائیں گے۔ معاشرے کے افراد کو غالباً ان جیسی بہت سی الجھنوں سے بچانے کے لئے حکومت پاکستان نے یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ نکاح کے وقت ایک فارم پر کیا جائے، اس کے لئے ایک یونین کونسل کے تحت کئی کئی نکاح رجسٹرار ہوتے ہیں جو ہر نکاح کو کونسل میں رجسٹرڈ کراتے ہیں۔ اسی طرح طلاق دینے کا طریقہ یہ طے کیا ہے کہ طلاق نامہ لکھ کر یونین کونسل کے دفتر رابطہ کیا جائے، وہ فریقین کو تین نوٹس جاری کرتی ہے، ان کی صلح کی ممکن حد تک کوشش کی جاتی ہے، ورنہ اس کے بعد حتمی طلاق نامہ جاری کردیا جاتا ہے، جس کے بعد عورت کا سرپرست اس کا دوسری جگہ نکاح کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ نکاح وطلاق کے حوالے سے حکومت پاکستان کے مذکورہ اقدامات شرعی ہیں یا صرف انتظامی اور سیاسی نوعیت کے ہیں؟ صاف بات ہے کہ ان کا تعلق انتظام وسیاست کے ساتھ ہے، کوئی آدمی اگر اپنا نکاح رجسٹرڈ نہ کرائے یا طلاق نامہ یونین کونسل سے جاری نہ کرائے تو شرعی لحاظ سے اس کو اس کا پابند نہیں کیا جا سکتا اور اس کا نکاح اور طلاق شرعی لحاظ سے معتبر سمجھے جائیں گے۔ ہاں کسی اختلاف کی صورت میں عدالت کی طرف رجوع کیا گیا تو وہاں حکومت کے وضع کردہ قانون کے مطابق آپ کو نکاح نامہ یا طلاق نامہ پیش کرنا پڑے گا۔

ہماری ان گزارشات کو سامنے رکھ کر اگر سپریم کورٹ کے فیصلے پر غور کیا جائے تو بات یہی سمجھ آتی ہے کہ عدالت کا یہ فیصلہ انتظامی حیثیت رکھتا ہے اور عدالت کے فاضل جج نے بھی یہی کہا ہے کہ قانون کے تقاضے پورے کئے بغیر زبانی طلاق نہیں ہوتی۔ گویا وہ شرعی لحاظ سے بات نہیں کر رہے بلکہ وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت کے بنائے قانون کے مطابق طلاق نہیں ہے تو اس کی آئینی لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں۔

اگر فاضل جج یہ کہنا چاہتے ہیں کہ زبانی طلاق کی شرعی کوئی حیثیت نہیں تو یہ بات تسلیم نہیں کی جاسکتی کیونکہ شریعت نے لکھنے کی پابندی نہیں لگائی۔

اس جگہ ہم یہ بھی گزارش کریں گے کہ ہمارے فاضل جج صاحب کو فیصلہ کرتے ہوئے ایسا انداز اختیار نہیں کرنا چاہئے جس سے کسی معاملہ میں شرعی طریقہ اور عدالتی فیصلہ کے درمیان بظاہر تعارض نظر آئے۔

کیا استخارہ میں اللہ تعالیٰ کلام کرتے ہیں؟

س: کیا استخارہ میں اللہ تعالیٰ کسی کو بتاتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے ناراض ہوں؟ نیز کیا استخارہ میں اللہ تعالیٰ کسی سے کلام کرتے ہیں؟

الجواب بعون الوهاب

استخارہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے خیر وبھلائی طلب کرنا جس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھ کر دعائے استخارہ کرلی جائے۔ اس کے نتیجہ میں خواب کا آنا کوئی شرعی مسئلہ نہیں اور دعائے استخارہ پڑھ کر سونا بھی شرط نہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ استخارہ کسی ناجائز اور حرام کام کے حوالہ سے نہیں ہوتا کیونکہ ان کو چھوڑنا تو ہر صورت ضروری ہے اور نہ ہی کسی واجب، فرض اور مستحب کام کے حوالہ سے ہوگا کیونکہ ان کو بھی سرانجام دینے میں کوئی کلام اور شبہ نہیں، ہاں دنیاوی کئی مباح کاموں میں سے کسی ایک کے حوالہ سے استخارہ ہوگا مثلاً جائز اور حلال کئی کاروبار ہیں، ان میں سے کسی ایک کے بارے میں، رشتے کئی ہیں تو کسی ایک کے بارے میں، کئی کام مستحب ہیں اور ان کا کوئی متعین وقت نہیں تو ان میں سے کونسا کام پہلے کیا جائے یا صرف ایک کرنا ہے تو کس کو منتخب کیا جائے، دو کاموں میں سے ایک چھوٹا ہے اور ایک بڑا تو کس کو سرانجام دیا جائے کیونکہ بسا اوقات چھوٹا کام بڑے کام کی نسبت زیادہ برکت والا ہوتا ہے۔ (مزید دیکھیں فتح الباری 184/11)

بہر حال استخارہ کا سوال میں مذکورہ بات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ استخارہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو اس کی طرف سے غیر محسوس انداز میں رہنمائی حاصل ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ ذہن میں خیر وبرکت والی بات ڈال دے گا یا اس کے اسباب مہیا کردے گا۔ استخارہ کا اللہ تعالیٰ کا بندے سے کلام کرنے کے ساتھ کوئی تعلق

باقی صفحہ 23 پر

کیا اکٹھی تین طلاقیں دینا قابل تعزیر نہیں ہو سکتیں؟

علم و تحقیق

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ

کیا تین طلاقیں اکٹھی دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ جائز نہیں تو کیا ایسے طلاق دینے والے کی کوئی سزا یا تعزیر بھی ہو سکتی ہے؟ آجکل اسلامی نظریاتی کونسل میں یہ مسئلہ زیر غور ہے' آیئے شرعی طور پر اس کا جائزہ لیں۔

ایک ہی مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دے دینا ہمارے معاشرے کا بہت نازک اور سلگتا ہوا مسئلہ ہے لیکن ہم اس حوالہ سے بہت لاپرواواقع ہوئے ہیں۔ اللہ نے انسانوں کی کمزوری اور جلد بازی والی طبیعت کو مدنظر رکھ کر طلاق کے تین مواقع رکھے اور پہلی دو طلاقوں کے بعد رجوع کی رعایت بھی دی تا کہ نکاح والا انتہائی مضبوط ربط اور محبت و مودت والا تعلق کسی انسان کی جلد بازی کی بھینٹ نہ چڑھ جائے بلکہ پہلی دو طلاقوں کے بعد وہ اچھی طرح سوچ سمجھ لے اور جذبات سے الگ ہو کر فیصلہ کرے۔ اللہ نے دوبارہ بغیر نکاح کے رجوع کے لئے کچھ وقت بھی دیا۔ جو حاملہ عورت ہو تو بچے کی پیدائش تک ہے' حیض نہ آتا ہوں یا بند ہو گیا تو تین قمری ماہ ہے۔ (طلاق 4) اگر حیض آتا ہو تو تین حیض ہے۔ (بقرۃ 228) اگر مدت گزر جائے تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ (بقرہ 232) ہاں وہ عورت جس کو جماع سے پہلے طلاق دی جائے' اس کی کوئی عدت نہیں۔ (احزاب:49) لیکن پھر بھی فریقین کی رضامندی سے ان کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہے وہ طریقہ جس کی اسلام نے ہمیں ہدایات دی ہیں لیکن اس کے برعکس ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ یکبارگی تین طلاقیں دی جاتی ہیں جس سے کئی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔

بیک وقت تین طلاقوں کی قباحتیں

1۔ اسلام کے اندر طلاق دینے کا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ اللہ کے نبی ﷺ نے اسے سخت ناپسند کیا ہے۔ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ ایک آدمی نے تین اکٹھی طلاقیں دے دی ہیں تو آپ غصہ کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے' پھر فرمایا

أيلعبُ بكتابِ اللهِ وأنا بين أظهرِكم حتى قامَ رجلٌ وقال يا رسولَ اللهِ ألا أقتلهُ ؟ (نسائی کتاب الطلاق باب الثلاث المجموعة ومافیہ من التغلیظ 3430)

کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے جبکہ میں ابھی تمہارے پاس موجود ہوں؟ حتی کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا' اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟ صحیح تر رائے کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔ اس پر کوئی وزنی اہمیت والا اعتراض نہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جس کام پر نبی کریم ﷺ غصہ کا اظہار کر رہے ہیں' اسے اللہ کی شریعت کے ساتھ کھیلنا قرار دے رہے ہیں' پھر ایک آدمی ایسے حالات دیکھ کر اسے قتل کرنے کی اجازت مانگ رہا ہے تو ایسے عمل کو شرعی کیسے کہا جا سکتا ہے؟ بلکہ صاف بات ہے کہ یہ ناجائز اور حرام ہے۔

☆......حکومت اکٹھی 3 طلاقیں دینے والوں کے لئے مناسب سزا تجویز کر سکتی ہے کیونکہ تمام مکاتب کے علماء ایک مجلس کی 3 طلاقوں کو خلاف سنت اور ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

2۔ اس غیر شرعی طریقۂ طلاق کے نتیجہ میں ہمارے بہت سے بھائی ان اکٹھی تین طلاقوں کو تین شمار کرنے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں اور خاوند بیوی کو مکمل الگ کر دیتے ہیں حالانکہ ایسی صورت میں شرعی لحاظ سے یہ ایک طلاق ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

كان الطلاقُ على عهدِ رسولِ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ وأبي بكرٍ و سنتين مِنْ خلافةِ عمرَ رضی الله عنه طلاق الثلاثُ واحدةً ؛

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے دو سال تک تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' لوگوں نے اس معاملہ میں جلدی کی ہے' جس میں ان کے لئے سہولت تھی تو اگر ہم ان کو جاری کر دیں (تو اچھا ہو گا) پھر انہوں نے اسے جاری کر دیا یعنی اگر کوئی تین طلاقیں اکٹھی دے گا تو ہم ان کو تین ہی شمار کریں گے۔ (مسلم کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث:1472)

اس حدیث کے حوالہ سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب شریعت کا طریقہ یہ تھا کہ تین طلاقیں ایک شمار کی جائیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے تین کیوں شمار کرنے کا حکم دیا اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اسے شریعت کا حکم کہہ کر جاری نہیں کیا بلکہ اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ مطلب اس کا واضح ہے کہ انہوں نے اسے سیاسی اور انتظامی طور پر نافذ کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں یہ بحث نہیں کہ ان کا یہ حکم شرعی لحاظ سے ٹھیک تھا یا نہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینے سے شرعی لحاظ سے وہ ایک شمار ہوتی تھیں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ہمارے حنفی بھائیوں کے بڑے بڑے علماء اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سیاسی' انتظامی اور تحدید کے لئے تھا' مثلاً علامہ محمد بن علی حنفی صاحب درمختار (الدر المنتقی فی شرح الملتقی 6/2) علامہ شمس الدین محمد قہستانی (جامع الرموز 321) علامہ طحاوی حنفی (حاشیہ درمختار 105/2) حافظ محمد قاسم دیوبندی (حضرت ابوہریرہ 156)

ایک اور حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے: طلق ركانة بن عبد يزيد اخو بنی مطلب امراته ثلاثا فی مجلس واحد

فحزن علیها حزنا شدیدا قال فساله رسول الله کیف طلقتها؟ قال طلقتها ثلاثا قال فقال

> ☆...... بیک وقت تین طلاقیں دینا درست نہیں ہے بلکہ اللہ کے رسولؐ نے اسے کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا قرار دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا' طلاق دو مرتبہ ہے۔ پھر معروف طریقہ سے روک لینا یا چھوڑ دینا ہے۔

فی مجلس واحد؟ قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فكان راجعها (مسند احمد 265/1)

رکانہ بن عبد یزید بنی مطلب کے بھائی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں۔ پھر وہ اس پر سخت غمگین ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا' کیسے طلاق دی؟ اس نے کہا' میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں' آپؐ نے پوچھا' ایک مجلس میں؟ اس نے کہا' ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا' یہ ایک ہے' اگر تو چاہے تو اپنی بیوی سے رجوع کرلے۔ تو اس نے اس سے رجوع کرلیا۔

یہ حدیث زیر بحث مسئلہ میں واضح ہے اور رسول اللہ ﷺ کا خود اپنا فیصلہ ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ایک ہی ہے۔ اس حدیث پر محمد بن اسحاق کے حوالہ سے تدلیس کا اعتراض ہے اور یہ اصول حدیث کا مسلمہ اصول ہے کہ مدلس راوی سماع کی تصریح کردے تو اس کی روایت قابل قبول ہوتی ہے۔ اور اس حدیث میں اس نے اپنے استاد داؤد سے سماع کی صراحت کی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ' علامہ احمد محمد شاکر مصری اور دیگر اہل علم نے اس کو قابل استدلال قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

هذا الحديث نص فی المسئله لايقبل التاويل. (فتح الباری 290/9) یہ حدیث (زیر بحث) مسئلہ کے حوالہ سے نص ہے یہاں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔

المختصر تین اکٹھی طلاقیں دینے کی دوسری قباحت یہ ہے کہ ان کو تین ہی قرار دیا جاتا ہے جو احادیث کی صریح خلاف ورزی ہے۔

3۔ ہمارے ہاں مروج تین اکٹھی طلاقیں دینے کی تیسری قباحت یہ ہے کہ پھر کچھ ''شرعی'' کا لیبل لگا کر ''حلالہ'' کا مشورہ ہی نہیں بلکہ فتویٰ بھی دیتے ہیں جو کہ غیر شرعی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ (نسائی 3445' ترمذی 1119) اللہ کے رسولؐ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والے پر لعنت کی ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ۔ (ابن ماجہ 1936)

کیا میں تمہیں کرائے کے سانڈ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا' ہاں بتائیں اے اللہ کے رسولؐ' آپؐ نے فرمایا' یہ حلالہ کرنے والا ہے اور اللہ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اس جگہ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تین' الگ الگ طلاقوں کے بعد عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں رہتی۔ ہاں ایک شکل جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى

> ☆......ایک مجلس میں تین طلاقوں کو اللہ کے رسولؐ نے ایک طلاق شمار کیا۔ رکانہؓ کے طلاق والا واقعہ معروف ہے۔

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ۔ (بقرۃ 230)

پھر اگر وہ اسے (تیسری) طلاق دے دے تو اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے۔ پھر اگر وہ اسے طلاق دے دے تو (پہلے) دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں رجوع کرلیں' اگر وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود قائم رکھیں گے۔

تو اس آیت میں وقت اور چند دن کے لئے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنے کا ذکر نہیں کیونکہ وقتی اور کچھ محدود ٹائم کے لئے نکاح شرعی نہیں۔ ایسا وقتی نکاح جاہلیت میں تھا اور اسلام میں بعض مخصوص حالات میں آپ ﷺ نے اس کی اجازت دی تھی' بعد میں قیامت تک کے لئے اسے حرام کر دیا گیا۔ (مسلم 1406/21)

بہرحال ہر کوئی جانتا ہے کہ نکاح شرعی محدود وقت کے لئے نہیں ہوتا۔ ہاں اتفاقی صورت میں زوجین میں علیحدگی ممکن ہوتی ہے' وہ شرعی طریقہ کے مطابق طلاق سے' یا شرعی طریقہ سے خلع کی صورت میں یا خاوند کے فوت ہونے کی شکل میں ہو سکتی ہے اور پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کی یہی صورت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے لیکن کچھ لوگ اس آیت سے مغالطہ کا شکار ہو کر یا دھوکہ دے کر حلالہ کا استدلال کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

4۔ ایک بہت بڑی قباحت یہ ہے کہ چونکہ حلالہ والا نکاح شرعی نکاح نہیں تو یہ پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کو حلال نہیں کرے گا۔ اب پہلے خاوند کے ساتھ ہونے والا دوبارہ نکاح شرعی نہیں تو ایسا نکاح کرنے والا جوڑا آئندہ ساری زندگی گناہ اور زنا والا وقت گزارے گا جس کی شرعی لحاظ سے اجازت نہیں دی جا سکتی۔

5۔ اکٹھی تین طلاقیں دینے کی ممکنہ قباحتوں میں سے سب سے بڑی اور بری قباحت یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان کئی نصوص شرعیہ کی مخالفت در مخالفت کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ ایک بندہ مومن تو کتاب وسنت کی ایک نص (آیت یا حدیث) کی بھی مخالفت کرنے سے پہلے سو دفعہ سوچتا اور ہر صورت اس سے اجتناب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

کیا اکٹھی تین طلاقیں دینے کی کوئی تعزیر یا سزا بھی ہو سکتی ہے؟

ہماری پہلی گزارشات سے واضح ہوا ہے کہ تین اکٹھی طلاقیں دینے سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں اور اللہ کے کئی احکام معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کو کوئی سزا بھی دینی چاہئے یا نہیں۔ تو اس بارے میں گزارش ہے کہ اس خاص مسئلہ کے بارے میں کوئی خاص سزا کا ذکر تو کہیں نہیں ملتا

البتہ کئی معاملات میں جرمانہ اور سزا کی بعض صورتیں کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ مثلاً قسم توڑنے کا کفارہ: دس مساکین کو کھانا کھلانا یا ان کو لباس مہیا کرنا یا غلام آزاد

☆......اللہ نے الگ الگ 3 طلاقیں دینے کی صورت میں خاوند کو اپنی بیوی واپس لینے کا حق رکھا ہے تو جو لوگ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دیتے ہیں، وہ خاوند کے حق کو غصب کر رہے ہیں۔

کرنا ہے۔ اگر ان میں سے کسی کی طاقت نہیں تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ ظہار کا کفارہ: کوئی آدمی اگر اپنی بیوی کو ماں کی طرح قرار دے لے تو جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا، اگر یہ نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ...... اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ (مجادلہ 2-4)

مُحرِم (حج وعمرہ کرنے والا) کسی جانور یا پرندے کو قتل کرے تو فدیہ کی صورت یا مساکین کا کھانا یا روزے رکھنا۔ (مائدہ 98) مُحرِم بال وغیرہ کٹوالے تو روزے رکھنے یا صدقہ کرنے یا جانور قربان کرنے کی سزا ہے۔ (بقرہ 196) البتہ مُحرِم کے لئے کچھ چیزوں کو قتل کرنے کا جواز مستثنیٰ ہے۔ (بخاری 3314)

قتل کی بعض صورتوں میں غلام آزاد کرنا (نساء 96) یا پیٹ کے بچے کو قتل کرنے کی صورت میں غلام یا لونڈی دینا۔ اسی طرح جسمانی سزا کی اصل بھی شریعت میں مذکور ہے مثلاً بچوں کو نماز کا عادی بنانے کے لئے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد 494، ترمذی 407)

جب تمہارے بچے سات سال کے ہوں تو ان کو نماز کا حکم دو اور دس سال کے ہو جائیں تو اس (نماز کو چھوڑنے) پر ان کی پٹائی کرو اور ان کے آرام کرنے کی جگہیں الگ الگ کر دو۔

بیوی نافرمانی کرے تو وعظ ونصیحت، ان سے آرام کی جگہ الگ کرنا، ہلکی پھلکی پٹائی۔ (نساء: 34)

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اندازے کے ساتھ خرید وفروخت کرتے تھے، ان کی اس بات پر پٹائی کی جاتی تھی کہ وہ کوئی چیز اس جگہ بیچیں (جہاں سے انہوں نے خریدی ہے) حتی کہ وہ اسے اپنے گھر (یا کسی محفوظ جگہ) لے جائیں۔ (بخاری کتاب البیوع 3137)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ما انتقم رسول الله لنفسه في شئي يوتى الله ...... (بخاری :6853)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کسی ایسی چیز کا بدلہ نہیں لیا جو آپ کے ساتھ روا رکھی گئی ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی کسی حرمت واحترام والی چیز کی حرمت کو پامال کیا جاتا تو پھر اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام شریعہ کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جاسکتی ہے۔

ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

☆......حلالہ والا نکاح شرعی نکاح نہیں نہ ہی یہ پہلے خاوند کے ساتھ ہونے والا نکاح شرعی ہے تو ایسا نکاح کرنے والا جوڑا ساری زندگی زنا اور گناہ ہی کرتا رہے گا۔

اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ لا يجلد فوق عشر جلدات الا في حد من حدود الله۔ (بخاری، کتاب الحدود، باب کم التعزیر والادب: 6848)

دس کوڑوں سے زیادہ کوڑے صرف اللہ کی حدود میں سے کسی حد کی وجہ سے ہی لگائے جاسکتے ہیں۔ حدود کے مفہوم کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے حدود سے مراد معروف معنی ہے، گویا جن جرائم کی حد متعین ہے ان کے مرتکب افراد کو وہ متعین حد لگائی جائے گی اور باقی کسی غلطی یا نافرمانی پر دس سے زیادہ کوڑے نہ لگائے جائیں۔ حدیث کے مفہوم کے متعلق دوسری رائے یہ ہے کہ حدود سے مراد احکام شرعیہ ہیں۔ (سورہ بقرہ 229-230) میں کئی دفعہ احکام نکاح وطلاق کے حوالہ سے حدود اللہ کا لفظ آیا ہے، احکام وراثت کے حوالہ سے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ (نساء 13)

اور بھی کئی مواقع پر یہ لفظ احکام دین کے متعلق وارد ہوا ہے، علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم رحمہما اللہ کی رائے یہی ہے۔ (فتح الباری 178-177) اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ احکام شرعیہ کی مخالفت کرنے والے کو دس سے زیادہ کوڑے لگائے جاسکتے ہیں۔ اگر معاملہ احکام شرعیہ کا نہیں بلکہ کوئی سیاسی یا انتظامی نوعیت کا ہو تو دس سے زیادہ کوڑے نہیں لگائے جاسکتے۔ یہ مفہوم زیادہ بہتر لگتا ہے۔ اس پوری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ تین اکٹھی طلاقیں دینے کی کئی قباحتیں ہیں اور قرآن مجید کی کئی نصوص اس سے معطل ہو کر رہ جاتی ہیں، اس لئے اس کی روک تھام کے لئے اگر حکومت کو کچھ سختی کرنا پڑتی ہے تو شرعی لحاظ سے اس کی گنجائش موجود ہے۔

آخری گزارش اور مشورہ

جب یہ بات واضح ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینے سے کئی نصوص شرعیہ کی معطلی ہوتی ہے، اس سے بہت سی قباحتیں جنم لیتی ہیں، اس کے نتیجہ میں خاندانوں کے درمیان انتشار پیدا ہوتا ہے، مذہبی منافرت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں اور مزید برآں کسی بھی فقہی مکتب فکر کے لحاظ سے اکٹھی تین طلاقیں دینا خلاف سنت ہے اور ہرگز پسندیدہ نہیں بلکہ ان کے بہت سے اہل علم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ایک وقت میں ایک ہی طلاق دی جائے، تو اس کے لئے قانون سازی کی جائے، علمائے کرام کے ایک جگہ بیٹھنے اور اس بارے میں غور وخوض کرنے کے لئے کوئی پروگرام ترتیب دیا جائے، ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس کے نقصانات عوام کے سامنے بیان کئے جائیں، کالم نگار اپنے قلم کے ساتھ اس کی حقیقت لوگوں کے سامنے رکھیں۔ حکومت اخبارات میں اشتہارات کے ذریعہ رعایا کو بتائے کہ طلاق دینے کی ضرورت ہو تو ایک وقت میں صرف ایک طلاق دی جائے۔

حیرانی کی بات ہے کہ حکومت خاندانی منصوبہ بندی جیسے غیر شرعی اور ناجائز کام کے لئے کروڑوں روپے کے اشتہارات اخبارات میں شائع کراتی ہے جبکہ تین طلاقوں کے حوالہ سے حکومت کی کوئی توجہ نہیں تو حکومت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس حوالہ سے مثبت اقدام کرنا چاہئے۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

پس تم ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے

سلسلہ نمبر 15

پوچھیے

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ سے

ضبط تحریر و تخریج: بیگم صدیقہ عمران   اعداد: حافظ محمد عمران   ترتیب و تزئین: ابو عطف بشیر

س: دونوں ہاتھوں پر تسبیحات کرنا کیسا ہے؟

ج: ابوداؤد کی حدیث میں ہے ''كَانَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ بِيَمِيْنِهٖ''۔ (اخرجه ابوداؤد والترمذی) ''رسول اللہ ﷺ تسبیحات اپنے دائیں ہاتھ سے گنا کرتے تھے''۔

ہم تو اس بات کا خاص خیال نہیں رکھتے لیکن افغانستان میں آنے والے عرب مجاہد کھانا کھاتے ہوئے اپنا بایاں ہاتھ الگ رکھ چھوڑتے تھے، اگر دائیں کے ساتھ بائیں کی ضرورت پڑتی تو کسی دوسرے کی مدد لے لیتے لیکن بایاں ہاتھ استعمال نہیں کرتے تھے حتی کہ ایک عرب مجاہد نے مجھے بتایا کہ ہمارے خاندان کے کچھ بزرگ ایسے بھی ہیں کہ ان کے سامنے کسی نے اپنا بایاں ہاتھ دسترخوان پر لگا دیا تو وہ دسترخوان سے اٹھ جایا کرتے تھے کہ بایاں ہاتھ تو گندگی کے لیے ہے۔ یقیناً ہر کام دائیں ہاتھ سے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن ضرورت یا مجبوری کے تحت بایاں ہاتھ یا دونوں بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ بس ضرورت یا مجبوری حقیقی ہو، بناوٹی نہ ہو، تاہم تسبیحات دائیں ہاتھ سے ہی کرنی چاہئیں۔

س: فنی میسج کسی دوسرے کو بھیجنا کیسا ہے؟

ج: فنی میسج یعنی مذاق والا میسج۔ یہ دو قسم کا ہے۔ ایک تو جس سے دوسرے کا دل خوش ہو جائے، اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہو۔

اور میسج کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس میں کسی دوسرے کے لیے طعن ہو اور اس کے دل کو تکلیف ہو، اس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منع فرمایا ہے:

﴿ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ﴾ (الحجرات:11)

''کوئی مرد کسی مرد کا مذاق نہ اڑائے شاید کہ وہ اس سے بہتر ہو اور نہ کوئی عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے، وہ ان سے بہتر ہوں''

س: کیا اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ماننے کا عقیدہ ٹھیک ہے یا اللہ صرف آسمان پر ہے، وضاحت کیجیے؟

ج: اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی عرش پر ہے، ہر جگہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ:5)

''رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔''

لیکن کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے۔ یہ لوگ کبھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ کہیں بھی نہیں ہے۔ نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے اور کہتے ہیں کہ یہ پوچھنا ہی غلط ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اور جو یہ سوال کرے گا کہ اللہ کہاں ہے تو وہ کافر ہو جائے گا، اللہ کی کوئی جگہ یا مقام نہیں ہے لیکن یہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کی حدیث کے بھی صاف خلاف ہے۔

نبی کریم ﷺ کے پاس ایک صحابیؓ آیا، اس نے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے، وہ بھیڑ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا تو میں بھی ابن آدم سے ہوں، مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس لونڈی کو تھپڑ مارا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا بہت برا منایا اور فرمایا کہ تو نے اس کو تھپڑ مار دیا، وہ تو بے بس ہے اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ صحابیؓ نے کہا، کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو میرے پاس بلاؤ۔ آپ ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا: ''اَيْنَ اللهُ'' ''اللہ کہاں ہے؟ لونڈی نے جواب دیا: ''فِي السَّمَآءِ''۔ آسمانوں میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَنَا'' میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس صحابیؓ سے فرمایا: ''اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ'' اس کو آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ عرش پر ہے۔ ہر جگہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید:4)

''تم جہاں بھی ہو، وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔''

اس آیت کے مطابق اللہ ہر ایک کے ساتھ ہے۔ وہ عرش پر ہوتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ ہے۔ اب وہ کس طرح ہمارے ساتھ ہے، یہ ہم نہ جانتے ہیں اور نہ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے لائق ہے، وہ اسی طرح ہمارے ساتھ ہے، اس سے یہ مطلب ہم نہیں نکال سکتے کہ اللہ ہر جگہ ہے۔ بس وہ ہمارے ساتھ ہے، کیسے ہے، اس کی چونکہ قرآن وحدیث میں وضاحت نہیں، اس لیے ہم اپنی طرف سے یہ کیفیت نہیں بتا سکتے۔ بس اتنا کہیں گے کہ اللہ عرش پر ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ کیسے ہے، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

ہولی...... ایک مُشرکانہ ہندو رسم کو میڈیا کے ذریعے مُسلمانوں میں رواج دینے کی کوشش

اصلاح معاشرہ

فہیم شاکر

اگر آپ جدید ڈیجیٹل دور میں انٹرنیٹ سے ہندو مت کے بارے پوچھیں تو وہ آپ کو یوں بتائے گا:

''ہندو مت یا ہندو دھرم جنوبی ایشیاء اور بالخصوص ہندوستان اور نیپال میں غالب اکثریت کا مذہب ہے جس کی بنیاد ہندوستان میں رکھی گئی۔ ہندو مت کے پیروکار اس مذہب کو سناتن دھرم کہتے ہیں۔ یہ سنسکرت کے الفاظ ہیں جن کا مطلب ہے لا زوال مذہب۔ ہندو مذہب قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ اس کی جڑیں قدیم ہندوستان کی تاریخی ویدی مذہب سے ملتی ہیں۔ مختلف عقائد اور روایات سے بھرپور مذہب ہندو مت کے کئی بانی ہیں۔ اِس کی ذیلی روایات وعقائد اور فرقوں کو اگر ایک سمجھا جائے تو مسیحیت اور اسلام کے بعد یہ تیسرا بڑا مذہب ہے تقریباً ایک اُرب پیروکاروں میں سے 905 ملین بھارت اور نیپال میں رہتے ہیں۔ ہندو مت کے پیروکاروں کو ہندو کہا جاتا ہے۔ ہندو مت کی اہم کتابوں میں چار وید اپنشد، بھگوت گیتا اور آگم شامل ہیں۔''

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندو مت کسی ایک مذہب کا نام نہیں ہے بلکہ یہ مختلف و متضاد عقائد و رسوم، رجحانات، تصورات اور توہمات کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ کسی ایک شخص کا قائم کردہ یا لایا ہوا نہیں ہے بلکہ مختلف جماعتوں کے مختلف نظریات کا ایک ایسا مرکب ہے جو صدیوں میں جا کر تیار ہوا ہے۔ اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ الحاد سے لے کر عقیدہ وحدۃ الوجود تک بلا قباحت اس میں ضم کر لیے گئے ہیں۔ دہریت، بت پرستی، شجر پرستی، حیوان پرستی اور خدا پرستی سب اس میں شامل ہیں۔

مندر میں جانے والا بھی ہندو ہے اور وہ بھی ہندو ہے جس کے جانے سے مندر ناپاک ہو جاتا ہے۔ وید کا سننے والا بھی ہندو ہے اور وہ بھی ہندو ہے جس کے متعلق حکم ہے کہ اگر وید سن لے تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے۔ غرض ہندو مت ایک مذہب نہیں ہے بلکہ ایک نظام ہے جس کے اندر عقائد ورسوم اور تصورات کی بہتات ہے۔ اسے ویدی مذہب کی ترقی یافتہ، توسیع یافتہ اور تبدیل شدہ شکل بھی کہا جا سکتا ہے، کیوں کہ وہ مقام جہاں سے یہ پھیلا ہے، وہ بہر حال ویدی مذہب ہی ہے۔

ہندو مذہب کی اس غیر یقینی صورتِ حال کا صحیح منظر پنڈت جواہر لال نہرو (1889-1964) کی رائے سے عیاں ہوتا ہے

وہ لکھتے ہیں

''ہندو مت کے دائرے میں بے حد مختلف اور بعض اوقات متضاد خیالات و رسوم داخل ہیں، اسی لئے اکثر کہا جاتا ہے کہ ہندو مت پر صحیح معنوں میں لفظ مذہب کا اطلاق نہیں ہوتا''

پنڈت نہرو اپنی ایک اور کتاب "Discovery of India" میں ہندو ازم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

''ہندو ازم بحیثیت ایک عقیدے کے بالکل مبہم، غیر متعین اور بہت گوشوں والا واقع ہوا ہے جس میں ہر شخص کو اس کے مطلب کے مطابق بات مل جاتی ہے، اس کی جامع اور مکمل تعریف کرنا ممکن نہیں، حتمی طور پر یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ آیا یہ کوئی مذہب ہے بھی یا نہیں، یہ اپنی موجودہ شکل وصورت میں بہت سے عقائد ورسوم کا مجموعہ ہے''

ہندو مذہب کا بانی کوئی ایک شخص نہیں، ہندو ازم میں ہمیں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں ملتا جس کو ہندو ازم کا بانی یا مرکز کہا جا سکے یا جس کو ہندوؤں کے مذہبی نظام میں مرکزیت حاصل ہو، اس طرح ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کو بھی کسی ایک شخص کی جانب منسوب نہیں کیا جا سکتا، ہندو مذہب کے ابتدائی مدارج پہ لاتعداد شخصیات کا ٹھپہ لگا ہوا ہے، چونکہ ہندوؤں کے مذہبی نظام کی تشکیل میں لاتعداد اشخاص کا حصہ ہے، اس لئے اس میں کوئی ایک عقیدہ نہیں، مذہبی قوانین ورسوم وشعائر کی عدم یکسانیت، عقائد کی بو العجبی، طریقِ عبادت کے اختلاف اور معبودوں کی کثرت کے باعث یہ مذہب ایک گنجان جنگل کی مانند ہے جس میں ہزاروں راستے ہیں لیکن کوئی راستہ صاف اور سیدھا نہیں۔

ہندوؤں کی کوئی تاریخ کہیں بھی محفوظ نہیں اور جس قوم کی تاریخ محفوظ نہیں رہتی، اس کا قومی تشخص بھی باقی نہیں رہتا۔ مورخین کی تحقیق کے مطابق 1200ء سے پہلے ہندوستان کی تاریخ کے بارے میں ایسی کوئی قابل ذکر کتاب نہیں ملتی جس کو تاریخ کی کتاب کہا جا سکے یا کوئی ایسی کتاب جس سے اس ملک کے تاریخی حالات معلوم ہو سکیں۔ البتہ ہندوؤں کے بڑے اب ہندو مت کو دھرم کہیں یا مذہب یا کچھ اور، ان کے ایسا کہنے سے تاریخی

> ☆...... ہندو مت کے دائرے میں بے حد مختلف اور بعض اوقات متضاد خیالات و رسوم داخل ہیں، اسی لئے اکثر کہا جاتا ہے کہ ہندو مت پر صحیح معنوں میں لفظ مذہب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ پنڈت نہرو

حقائق مسخ نہیں کیے جا سکتے۔ ہندوؤں کی انہی بے شمار رسموں اور تہواروں میں سے ایک رسم نما تہوار ہولی کا بھی ہے۔

ہولی لفظ 'ہولا' سے نکلا ہے، جس کا مطلب نئی اور اچھی فصل ہونے پر بھگوان کی پوجا کرنا ہوتا ہے۔

> ☆......ہندو مذہب کا بانی کوئی ایک شخص نہیں، ہندوازم میں ہمیں کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں ملتا جس کو ہندوازم کا بانی یا مرکز کہا جا سکے، اسی طرح ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کو بھی کسی ایک شخص کی جانب منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

ہولی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ موسم بہار میں منایا جانیوالا ہندومت کا مقدس مذہبی اور عوامی تہوار ہے۔ یہ پھاگن کے مہینے (اپریل-مئی) میں چاند کی پندرھویں تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ ہندو کیلنڈر کے مطابق ہولی پھاگن پورنما (مارچ یا کبھی کبھی فروری) کے مہینے میں منائی جاتی ہے۔ اس دن ہنود ایک دوسرے پر رنگ پھینک کر محظوظ ہوتے ہیں، گھروں کے آنگن کو رنگوں سے منقش کرتے ہیں اور بھنگ پیتے ہیں۔ موسم بہار کے آغاز میں منایا جانے والا ہندوؤں کا مشہور تہوار ہولی بھارت کی اہم ترین قومی تعطیلات میں سے ایک ہے۔ اس دن لوگ اپنے دوست احباب کو جمع کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر رنگ پھینکتے ہیں۔ امریکہ میں اسے 'فیسٹیول آف کلرز' کے نام سے منایا جاتا ہے۔ انڈیا کے علاقے برسانہ میں لوگ ہر سال لٹھ مار ہولی مناتے ہیں، جو بہت ہی دلچسپ ہوتی ہے۔ انڈیا میں ورنداون اور متھرا کی ہولی خاص ہوتی ہے، جس کا لطف لینے کے لیے دنیا بھر سے لوگ آتے ہیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ہندومت خود ایک مذہب نہیں ہے تو ہولی ایک مذہبی تہوار کیسے قرار پایا؟

بی بی سی اردو نے 2 مارچ 2018ء کی اپنی ڈیجیٹل اشاعت میں رعنا صفوی سے منسوب ایک بلاگ شائع کیا جس میں مسلمانوں کو ہولی منانے کی شدید ترغیب دی اور ایسا نہ کرنے والوں کو متشدد اور جاہل کہہ کر پکارا گیا اور ثبوت میں یہ بات پیش کی گئی کہ مغل دور میں ہولی کو مسلمان اور ہندو مل کر مناتے تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ انٹرنیٹ پر مغل بادشاہ جہانگیر کی عید کی نماز پڑھنے کی صرف ایک پینٹنگ ملے گی جبکہ اسی بادشاہ کی ہولی منانے کی کئی پینٹنگز مل جائیں گی، کیسی عجیب منطق ہے اور کیسی عجیب بات ہے کہ ایک خود ساختہ مذہب کہ جس کا بانی بھی کوئی ایک شخص نہیں ہے، اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے ایک آسمانی مذہب کے پیروکاروں کو مجبور کرنا اور ایسا نہ کرنے پر انہیں لعن طعن کرنا اگر یہی بی بی سی کی صحافت ہے تو ایسی صحافت کو دفن کر دینا چاہئے۔

البیرونی جو 1020ء کے لگ بھگ ہندوستان آئے، اپنی کتاب ''کتاب الہند'' میں ہندوؤں کے مسلمانوں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ پر لکھتے ہیں:۔

''مسلمانوں کو یہ لوگ ملیچھ (ناپاک) کہتے ہیں اس وجہ سے یہ مسلمانوں سے ملنا، جلنا، شادی بیاہ کرنا، مل کر بیٹھنا، قریب رہنا، اور ان کے ساتھ کھانا جائز نہیں سمجھتے، اگر کسی مجبوری کے تحت مسلمانوں کے ساتھ ہاتھ ملانا پڑ جائے تو اپنے ہاتھ پر رومال لپیٹ کر مصافحہ کرتے ہیں۔ صدیوں سے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے دل میں جو نفرت کا لاوا پک رہا تھا، یہ سب کچھ اس کا نتیجہ تھا کہ ہندو مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے، ذلیل و خوار کرنے، اپنے سے نفرت کی وجہ سے دور رکھنے اور قتل و غارت سے نیست و نابود کرنے کو ایک مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔''

> ☆......ہولی لفظ ''ہولا'' سے نکلا ہے، جس کا مطلب نئی اور اچھی فصل ہونے پر بھگوان کی پوجا کرنا ہوتا ہے۔

تو کیا ایسی قوم کے ساتھ مل جل کر رہا جا سکتا ہے؟ یقیناً ہرگز نہیں لیکن عجیب تر ہے کہ ہندوؤں کے اس نسلی تعصب اور نفرت کو چھپا دیا گیا اور مسلمانوں کو ہولی نہ منانے پر انہیں جاہل کہا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ اپنے الہامی مذہب پر پورے طریقے سے عمل پیرا ہوں انہیں آخر یہ مغربی اور ہمارا مغرب نواز میڈیا کیوں رغبت دلاتا اور مجبور کرتا ہے کہ وہ موحد ہو کر، اہل توحید ہو کر کروڑوں خداؤں کے پجاری ہندوؤں کے مشرکانہ تہوار کو اپنائیں۔ ہم میں سے کسی نے نہیں سنا کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں کے مذہبی تہوار میں شریک ہوا ہو لیکن سارا بوجھ صرف مسلمانوں پر ہے کہ وہ دوسروں کے مذہبی تہوار میں شریک کیوں نہیں ہوتے؟ اور اسی کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کا چہرہ مسخ کرنے کی شرمناک کوشش کی جاتی ہے۔

آج ہولی کے تہوار میں شرکت کرنے والے مسلمان غور سے سوچیں کہ کیا کل کلاں وہ ہندوؤں کے دیگر تہوار مہاشوار اتری، دیوالی، رکشا بندھن، لوہڑی، گنیش چترتھی اور اونم میں بھی شرکت کریں گے؟ پھر آخر بات بتوں کی پوجا تک پہنچے گی جیسا کہ گزشتہ سال ہماری ایک سیاسی پارٹی پی پی کے چیئرمین بلاول زرداری بھٹو نے اسی طرح ہندوؤں کی ہولی کے تہوار میں ایک مندر میں جا کر نہ صرف شرکت کی بلکہ ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' کے مصداق اپنے چکنے اور انوکھے کارنامے انجام دینے سے نہ رہ سکے اور وہاں جا کر ہندو رسم کے مطابق گنیش دیوتا کے بت کو دودھ بھی پلاتے رہے۔ دراصل سیاسی رہنماؤں کی یہ نئی پود جن کا اپنا حسب نسب بھی عجیب و غریب ہے، جو کسی کی سمجھ میں نہ آئے کہ بیک وقت زرداری بھی ہیں اور بھٹو بھی، یہ مذہب کو اپنی حرکتوں سے اسی طرح چوں چوں کا مربہ بنا دینا چاہتے ہیں۔ مذہب و سیاست اور معاشرے میں ایسی ہی مخنث شخصیت وہ ہر ایک کو بنا دینا چاہتے ہیں۔ نواز شریف بھی یہی کہتے رہتے ہیں کہ ہندوؤں میں اور ہم میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ ایک جیسا تقریباً ہم کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں اور خدا اور بھگوان بھی دونوں کا ایک ہی ہے، چودھری برادران بھی ایسی ہی باتیں اور کام کرتے رہے اور ہندوؤں سے تلک بھی لگواتے رہے۔ چنانچہ یہ سیاستدان اپنے اس تیار کردہ مخلوط مذہب کو ہولی وغیرہ کے ہندوانہ اور مشرکانہ تہواروں کو میڈیا کے ذریعے فروغ دے کر سب کو ہندوؤں کے رنگ میں رنگنا چاہتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کو اس سلسلے میں واضح حکم ہے کہ من تشبہ بقوم فھو منھم (سنن ابوداؤد) جس نے جس قوم کی تشبیہ اختیار کی (ان کے رسوم و تہوار کی نقل کی)، وہ انہی میں سے ہو گیا۔ کیا اس واضح فرمان نبویؐ کے بعد بھی ایک مسلمان کے لئے گنجائش ہے کہ وہ ہندوؤں کے مشرکانہ تہوار کو منائے؟ اللہ ہم سب کو اسلام کے مطابق سوچنے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ رجب کے مسائل

حافظ ابن حجرؒ کا قول

وہ فرماتے ہیں ماہ رجب کی فضیلت یا اس کے زوں کی فضیلت یا اس میں کسی متعین دن کے روزہ کی فضیلت یا اس کی کسی متعین رات کے قیام کی فضیلت کے بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے جو قابل حجت ہو اور مجھ سے پہلے یہی یقینی بات امام ابو اسماعیل الہرویؒ نے بھی کہی ہے۔ (تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب 61)

رجب کی ستائیسویں تاریخ کی عبادت اور اگلے دن کا روزہ:

لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اسراء و معراج کا جو معجزہ ہے وہ رجب کی ستائیسویں رات کو پیش آیا ہے۔ اسی لئے وہ اس رات میں خصوصی عبادت کے قائل ہیں اور اگلے دن روزہ رکھنا مستحب سمجھتے ہیں۔

معراج کا واقعہ تو حق ہے اور حدیث سے اس پر دلائل موجود ہیں لیکن اس کی تاریخ کے بارے میں مختلف اقوال موجود ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں دس سے زیادہ اقوال نقل کئے ہیں۔ ان میں ایک قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے ایک سال قبل (ماہ ربیع الاول 12 نبوی) میں پیش آیا۔ یہ ابن سعدؒ وغیرہ کا قول ہے۔ اور یہی بات امام نوویؒ نے بھی بالیقین کہی ہے جبکہ ابن حزمؒ نے تو اس پر اجماع نقل کیا۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے آٹھ ماہ قبل پیش آیا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے چھ ماہ قبل اور چوتھا قول یہ ہے کہ ہجرت سے گیارہ ماہ قبل پیش آیا۔ بہر حال واقعہ کے سچا ہونے کو سب نے تسلیم کیا ہے لیکن 27 رجب کو خاص کر کے اس میں اپنی طرف سے فضائل گھڑ کر اس میں عبادت کرنا اور اس کا خصوصی اہتمام کرنا بالکل بھی ثابت نہیں ہے' اس لئے ثواب کی بجائے دین اسلام میں نئی ایجاد کی وجہ سے اللہ کے ہاں باز پرس ہو سکتی ہے۔

اس ماہ کی 22 تاریخ کو کونڈوں کی رسم ادا کی جاتی ہے جس کی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔ معراج کی وجہ سے خصوصی عبادت کرنا' مساجد میں چراغاں کرنا' تقریبات و محافل کا اہتمام کرنا' جلسے کرنا' جلوس نکالنا' آتش بازی اور دیگر خرافات پر عمل جائز نہیں۔ یہ سب کام دین میں اضافہ ہے جس کا کسی صحابی کو بھی حق حاصل نہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ 22 رجب معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے اور 22 رجب کے کونڈے صحابہؓ سے دشمنی کی علامت ہے۔ ساری بحث اور تحریر سے ثابت ہوا کہ رجب حرمت کے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ اس مہینے میں جنگ شروع نہیں ہو سکتی۔ اس مہینے میں عبادت کے طور پر نئی ایجادات اختیار کرنے سے آسمان سے اترنے والے دین میں خلل اور خرابی واقع ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں خالص اور سچے دین کو سمجھنے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہ رجب کی آمد پر پڑھی جانے والی ایک دعا کی اسنادی حیثیت

از قلم: حافظ ابو سفیان عباس میر محمدی

ہم نے واٹس ایپ پر عرصہ تین سال سے ایک اصلاحی باتوں کے نام سے علمی اور اصلاحی مجموعہ بنایا ہے جس میں صحیح احادیث اور اصلاح وغیرہ پر مبنی پوسٹیں ارسال کی جاتی ہیں ....

ابھی ایک بھائی نے پوسٹ بھیجی کہ رجب کا چاند مبارک ہو اور درج ذیل دعا (اللهم بارك لنا في رجب، وشعبان ، وبلغنا رمضان) لکھی ہوئی تھی ... میں نے جب پڑھی تو آگے ارسال کرنے سے قبل سوچا کہ آیا یہ ثابت بھی ہے یا نہیں؟

جب تحقیق کی تو میرے سامنے جو بات واضح ہوئی وہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں تاکہ صحیح بات ہی آگے بھیجی اور بتائی جائے ......

تخریج: یہ روایت درج ذیل کتب میں ہے

1۔ مسند احمد (2346) ' 2۔ مسند البزار (کشف الاستار (961) '3۔ الدعاء للطبرانی (911) '4۔ المعجم الاوسط (3939) ' 5۔ عمل اليوم والليلة لابن السنی (659) ' 6۔ أمالی ابن بشران (1510) ' 7۔ الدعوات الکبیر للبیہقی (529) '8۔ فضائل الاوقات للبیہقی (14) '9۔ معجم ابن عساکر (309) 10۔ شعب الایمان للبیہقی (3534) ' 11۔ حلیۃ الاولیاء للاصبہانی (6/269) ' 12۔ الترغیب والترہیب للمنذری (1852) '13۔ مشیخۃ ابن أبی الصقر (7) ' 14۔ فضائل شہر رجب للخلال (1) ' 15۔ التدوین فی اخبار قزوین (3/433) ' 16۔ موضح اوھام الجمع والتفریق للخطیب (2/552 رقم 529)

حکم الحدیث: یہ روایت سخت ضعیف ہے

وجہ ضعف: اس کی تمام اسناد میں زائدۃ بن أبی الرقاد سخت ضعیف راوی ہے۔ (نیز اس کا استاد زیاد النمیری بھی ضعیف ہے۔

زائدہ بن ابی الرقاد کے متعلق آئمہ کے اقوال ملاحظہ ہوں

امام بخاریؒ نے کہا: منکر الحدیث' ابو حاتمؒ نے کہا: يحدث عن زياد النميري عن انس احاديث مرفوعة منكرة ولا ندری) 'ابو داودؒ نے کہا: (لا اعرف خبره) امام نسائیؒ نے کہا: لاأدری من هو ' امام بزارؒ نے کہا: (زائدة انما ينكر من حديثه ما يتفرد به)

اس روایت پر محققین کا کلام ملاحظہ فرمائیں

1۔ امام بیہقیؒ نے کہا کہ اس کی سند میں زائدہ راوی متفرد ہے (شعب الایمان)

2۔ امام طبرانیؒ نے کہا: اسی سند سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور اس میں زائدہ راوی متفرد ہے۔ (الاوسط)

3۔ ابن حجرؒ نے کہا: هذا حديث غريب.

4۔ نوویؒ نے کہا کہ حلیۃ الاولیاء میں ضعیف سند کے ساتھ ہمیں روایت کی گئی ہے۔ (الاذکار بتحقیق الہلالی 547)

5۔ احمد محمد شاکرؒ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مسند احمد)

6۔ العجلونیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (کشف الخفاء)

7۔ البانیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مشکوۃ 1368)

8۔ شعیب الارناؤوطؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مسند احمد)

9 سلیم الہلالی حفظہ اللہ نے اس کی سند کو ضعیف جداً قرار دیا ہے۔ (عجالۃ الراغب)

خلاصہ بحث:

یہ روایت سخت ضعیف ہے' لہٰذا ماہ رجب کی آمد پر یہ دعا پڑھنا اور لوگوں کو ترغیب دلانا بسند صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم واتم بالصواب

اس لیے لوگوں تک یہ بات پہنچائی جائے کہ اس سے اجتناب کیا جائے

قدرت کے حسین وجمیل انمول تحفے

"سبز چائے"

ایسے کرشمے دکھائے کہ عقل دنگ رہ جائے

طب وصحت

ابو بلال یاسر۔ بدھلہ سنت ملتان

رب کریم نے اپنے بندوں کے لیے کیا کیا نعمتیں پیدا فرما کر اپنی مہربانیوں اور عنایتوں کی انتہا کردی' پھر وہ ایک ایک کو استعمال میں لائے اور بے پناہ فائدے ہی فائدے' ذائقے سے لطف اٹھائے' مزے مزے لے کر لطف اٹھائے' ایک سانس میں وہ سکون اور قرار ملے کہ انسان شکر میں اپنا سر سجدے سے نہ اٹھائے۔

☆......کالی چائے نقصان دہ ہے تو آیئے گرین ٹی کو اپنائیں کولڈ ڈرنک چھوڑ دیں۔ خطرناک بیماریوں سے جان چھڑوالیں۔

رب کریم کی نعمتوں میں سبز چائے بھی انمول تحفہ ہے' اس کے ایک ایک گھونٹ سے دل ودماغ کو وہ آرام و سکون اور فرحت وچین ملتا ہے کہ انسان پکارتا رہ جائے "سبحان اللہ رب کریم"

ٹی یا قہوہ کی دریافت کا سہرا ایک چینی شہنشاہ کے سر ہے جس نے سادہ پانی کے ذائقے کو بدلنے کے لیے چائے کے پودے کے چند پتے گرم پانی میں شامل کروائے۔ اس نئے ذائقے کو سب نے اچھا محسوس کیا۔ ابتدا میں اس کا استعمال صرف شاہی خاندان تک تھا۔ اس کے استعمال سے تازہ دم ہوجانے کی خوبی کے باعث اسے فوجیوں کو روزانہ پلانے کا حکم جاری کیا گیا اور یوں یہ قہوہ یا ٹی شاہی خاندان سے نکل کر عام لوگوں میں بھی مقبول ہوتی گئی۔

بیرون ممالک میں ٹی سے مراد قہوہ ہے' چائے نہیں۔ اس لیے ٹی یا گرین ٹی کے فوائد سے مراد قہوہ کے فوائد ہیں۔ چائے کے پودے سے تین چار مختلف طرح کی پتیاں تیار کی جاتی ہیں۔ چھوٹی پتیوں سے تیار کی گئی سفید چائے یا وائٹ ٹی' پتیوں کو تھوڑا سا سکھا کر بنائی جانے والی سبز چائے یا گرین ٹی اور پتیوں کو باقاعدہ پراسس کر کے پیس کر بنائی جانے والی کالی چائے یا بلیک ٹی۔ بلیک ٹی میں دودھ شامل کر کے سب سے زیادہ پیا جاتا ہے جبکہ کشمیری چائے یا پنک ٹی وہ ہے جو بادیان خطائی شامل کر کے پکائی جاتی ہے۔

افادیت کے لحاظ سے سبز چائے بہترین ہے' جسے گرین ٹی یا قہوہ بھی کہا جاتا ہے۔ چائے کی پتیوں میں قدرتی طور پر ایسے اجزاء ہیں جو صحت کے لیے بہت فائدے مند مانے جاتے ہیں اور یہ بات غذائی ماہرین کی تحقیق سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

دودھ والی چائے زیادہ پینے والے افراد روزانہ گرین ٹی یا قہوہ پینا شروع کردیں تو کچھ عرصہ میں خود تبدیلی محسوس کریں گے۔ کالی چائے کی پتی قریباً 95 فیصد جعلی بنتی ہے جو ہر برانڈ میں پیک ہو کر بازار چلی آتی ہے۔ اس کی تیاری میں خطرناک قسم کے رنگ' خوشبو اور کیمیکلز وغیرہ استعمال ہوتے ہیں جو انسانی جسم کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ جعل ساز تو لاکھوں کما گئے مگر چائے کے شوقین اپنی صحت' دولت' وقت اور سب کچھ برباد کر بیٹھے' پاکستان میں جعلی پتی میں ملتان' فیصل آباد' لاہور اور پشاور سب سے آگے ہیں۔ کالی چائے سے جان چھڑوالیں' آپ خود بخود کتنی ہی خطرناک بیماریوں سے نجات پا جائیں گے۔ ہمارا اس میں کافی تجربہ ہے۔ جیسے ہی گرم چائے اور ٹھنڈی ٹھار بوتل سے دور کیا' وہ چند دنوں میں انتہائی خطرناک بیماریوں سے قدرتی طور پر تندرست ہونا شروع ہوگیا' لوگ اسے نشہ سمجھ کر اور ضروری سمجھ کر پیتے ہیں۔ کفار کی اندھی سازشوں میں بھی یہ ایک صحت اور جان کی دشمن ہے۔ سبز چائے کو اپنا کر دیکھ لیں۔

ماہرین کے مطابق روزانہ چائے استعمال کرنے والے افراد کو کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ کولیسٹرول میں کسی حد تک کمی لاتی ہے اور بلڈ پریشر کم کرتی ہے۔ گرین ٹی سے جسم سے برابر کولیسٹرول ایل ڈی ایل خارج ہوتا ہے۔ یوں اچھے کولیسٹرول ایچ ڈی ایل کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

ماہرین کہتے ہیں کہ اس کا روزانہ استعمال یادداشت کو بڑھاتا ہے اور ذہن کو پرسکون رکھتا ہے' اس میں جسم کے فالتو اور فاسد مادوں کو خارج کرنے کی صلاحیت ہے۔ گرین ٹی دانتوں میں کیڑا لگنے اور خلا بننے کے عمل کو بھی روکتی ہے۔ مسوڑھوں کو سوزش سے بچاتی

☆......دانتوں میں ٹھنڈا اور گرم پانی لگنا ایک تکلیف دہ بیماری ہے۔ ماہرین نے گرین ٹی کے پول فینولز سے دوائی تیار کی ہے جس میں فینو ہائیڈروکسی ریپٹائٹ شامل کر کے حیاتیاتی مواد بنایا ہے۔

ہے۔زبان کے پچھلے حصے پر جراثیم (فنگس) جم جانے سے منہ سے بو آنے لگتی ہے جو اس کے استعمال سے دور ہوجاتی ہے۔

اینٹی آکسیڈنٹ خوبیوں کے باعث بڑھتی عمر کے اثرات کو روکا جاسکتا ہے یا سست کیا جاسکتا ہے۔اس میں شامل تھیامین ذہن اور جسم کو پرسکون رکھتی ہے۔اس کا استعمال جلد کو تروتازہ اور بالوں کو مضبوط رکھتا ہے۔جس سے وزن میں کمی ہوجاتی ہے۔

تو یہ بہت تیزی سے جسم سے چربی ختم کرتا ہے۔سبز چائے میں اگر دو قطرے لیموں بھی ملا کر پیا جائے تو یہ آپ کو فریش رکھتی ہے۔یہ آپ کے جسم میں فولک ایسڈ اور آئرن کو محفوظ رکھتی ہے اس لیے یہ دوسرے مشروبات سے کہیں زیادہ فائدہ مند ہے۔سبز چائے آپ کو جگر کی بیماریوں سے بچاتی ہے۔سبز چائے کے پتوں کا استعمال جلدی امراض کو دور کرنے میں کارآمد ثابت ہوتا ہے۔کیل مہاسوں اور دانوں کے خاتمے کے لیے بھی یہ مفید ہے۔

☆......سبز چائے کے ٹی بیگ اگر کچھ دیر ٹھنڈے کرنے رکھ دیں اور پھر آنکھوں کے نیچے رکھ لیں تو اس سے گہرے حلقے ختم ہوجائیں گے۔استعمال شدہ پتی پانی میں ڈال کر اس میں پاؤں ڈالے رکھنے سے پاؤں کی بدبو ختم ہوجائے گی۔

اینٹی آکسیڈنٹ خوبیوں سے جسم کے زہریلے اور فالتو مادے خارج ہوجاتے ہیں۔جسم میں سوزش اور الرجی کم ہوجاتی ہے۔ٹیومر بننے کا رسک کم ہوجاتا ہے۔(خبریں کلینک'ڈاکٹر نوشین عمران)

گھر میں گملے میں سبز پتی کا پودا لگانے سے یا کھیتوں میں پودے لگانے سے سبز چائے کے پتے آسانی سے مل جاتے ہیں۔جعلی ہونے کا بھی ڈر نہیں ہوتا۔

گزشتہ چند برس سے ہمارے ملک میں سبز چائے کا رواج فروغ پا رہا ہے۔سبز چائے عام طور پر وزن کم کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔سائنسی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سبز چائے دماغ کو پرسکون رکھنے میں مدد کرتی ہے اور آپ کے دماغ کے سیل بنانے میں بھی مدد فراہم کرتی ہے۔سبز چائے کا روزانہ صبح استعمال میٹابولیزم (ہڈیوں کی نشوونما) کی سپیڈ کو تیز کرتا ہے اور دن بھر چست رہنے میں مدد کرتا ہے۔بہتر یہ ہے کہ صبح اٹھ کر یا رات کو سونے سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔سبز چائے کے پتے گلے میں ہلکی خراش میں بھی آرام دہ ثابت ہوتے ہیں۔

تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سبز چائے استعمال کرنے والے کینسر' کولیسٹرول' بلڈ پریشر جیسے امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔گرمیوں میں جب ہم سبز چائے استعمال کرتے ہیں تو ہمارے جسم سے دو ڈگری تک ٹمپریچر گر جاتا ہے اور ہم کم گرمی محسوس کرتے ہیں۔یہ شوگر کے مریضوں کے لیے بھی بے حد فائدہ مند ہے۔سبز چائے میں اگر لیمن گراس کی پتیاں بھی ملا کر استعمال کی جائیں

سبز چائے کے ساتھ اگر چند قطرے لیموں کے بھی استعمال کیے جائیں تو یہ آپ کو جلد کے سرطان سے بھی بچاتی ہے۔سبز چائے ان لوگوں کے لیے بھی بے حد کارآمد ہے جن کو سر میں خشکی کی شکایت ہوتی ہے۔سبز چائے کی پتی کو ابال کر اس سے بال دھوئے جائیں تو یہ کنڈیشنز کا کام کرتا ہے اور بالوں کو چمکدار کرتا ہے۔گرمیوں کے موسم میں سبز چائے کی پتیاں پکا کر اس کو ٹھنڈا کرنے کے لیے رکھ دیں اور پھر جب دھوپ میں نکلیں تو روئی کی مدد سے اس کو چہرے پر لگائیں اس سے آپ کی جلد تروتازہ ہوجائے گی۔تین کھانے کے چمچ میونیز (Mayonnaise) اور ایک چائے کا چمچ سبز چائے ملا کر اس کا ماسک پندرہ منٹ تک چہرے پر لگائیں اور پھر تازہ پانی سے دھولیں۔اس سے آپ کا چہرہ صاف اور جراثیم سے پاک ہوجائے گا۔سبز چائے کے ٹی بیگ اگر کچھ دیر ٹھنڈے کرنے رکھ دیں اور پھر آنکھوں کے نیچے رکھ لیں تو اس سے گہرے حلقے ختم ہوجائیں گے۔گرین ٹی بیگ اگر کچھ دیر ٹھنڈے کرنے رکھ دیں اور پھر آنکھوں کے نیچے رکھ لیں تو اس سے گہرے حلقے ختم ہوجائیں گے۔گرین ٹی پیروں کی بدبو دور کرنے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔استعمال شدہ سبز چائے کی پتیاں پانی میں ڈال کر اس میں اپنے پاؤں ڈالیں اور بیس منٹ بعد دھولیں اس سے آپ کو سکون بھی ملے گا اور پیروں کی بدبو بھی دور ہوجائے گی۔سبز چائے کی پتی فیشل اسٹیم کا بھی کام کرتی ہے۔اگر اسٹیمر ایک ٹی بیگ سبز چائے کا ملایا جائے تو یہ آپ کی جلد میں جذب ہوکر خون کی

روانی کو بڑھاتا ہے۔غرضیکہ اس میں بے شمار خوبیاں پوشیدہ ہیں۔(ہیلتھ اینڈ ایجوکیشن)

سبز چائے کے مرکب سے دانتوں کے امراض کا علاج:

دانتوں میں ٹھنڈا اور گرم پانی لگنا ایک تکلیف دہ بیماری ہے لیکن اب ماہرین نے سبز چائے سے ایک مرکب نکالا ہے جس کے ذریعے حساس دانتوں کو اس مرض سے نجات مل سکتی ہے۔اب ژوو ھان یونیورسٹی چین کے ڈاکٹر چوائی ہوانگ نے گرین ٹی کے پولی فینولز نکال کر اس میں ایک نینو ہائیڈروکسی ریپٹائٹ شامل کر کے ایک بائیو میٹریل (حیاتیاتی مادہ) بنایا ہے۔(خبریں ملتان۔ 8 اگست 2017ء)

روزانہ 5 کپ کافی (سبز چائے) سے سرطان کی روک تھام ممکن ہے۔اگر آپ کافی پینے کے شوقین ہیں تو اچھی خبر یہ ہے کہ روزانہ 5 کپ کافی پینے کی عادت مہلک ترین سرطان کو روکنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔جگر کے کینسر کی سب سے عام قسم ہیپاٹوسیلولر کینسر (ایچ سی سی) ہے اور کافی میں موجود کئی اہم اجزاء جسم کی اہم ترین مشین (جگر) کو اس خطرے سے بچایا جاسکتا ہے۔(خبریں ملتان۔یکم جون 2017ء)

حیرت انگیز فائدہ:

ایک محسن نے صحت کی حالت دیکھ کر کالی چائے اور کوک بوتل وغیرہ سے پرہیز کروایا اور ایک سبز چائے (قہوہ) بنوائی جس نے اللہ کی مہربانی اور کمال سے کمال کر دیا۔مگر اس کے ساتھ نماز' اشراق اور تہجد کو لازمی پکڑا اور رب کریم سے صحت اور رحمت کی خوب دعائیں کیں۔اب رحمت ہی رحمت ہے۔

سبز چائے:

چند پتے پودینہ سبز (دھلا ہوا) چھوٹی الائچی دو' ادرک کی چند قاشیں' سونف ایک چٹکی' درد کی صورت میں تین عناب' تین کپ پانی میں سبز چائے آدھ رہنے پر نیم گرم دو تین بار پئیں۔رب کریم کا شکر یہ ادا کریں۔نیند' قبض' بے چینی' معدہ (دو قطرے لیموں کے) جسم درد' بلڈ پریشر' سر درد وغیرہ میں لیں' رب کریم سے دعائیں اور نفلی عبادتیں بھی کریں' فائدہ ہی فائدہ ہے۔ان شاء اللہ۔تجربہ ضروری ہے۔

کھانے پینے کے آداب

کتاب الآداب

الشیخ مولانا عبداللہ رفیق صاحب شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکوورکشاپس

اسلام ایک مکمل واکمل دین ہے۔اس میں زندگی کے ہر ہر شعبہ کے حوالے سے ھدایات موجود ہیں۔کھانا پینا تو ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔اس کے بارے میں بھی کتاب وسنت میں کافی تفصیل کے ساتھ رہنمائی ملتی ہے۔آج کی فرصت میں اللہ کی توفیق سے ہم قارئین کے سامنے اس کی کچھ تفصیل رکھنا چاہتے ہیں۔

(1) حلال اور پاکیزہ کھانا اور پینا

اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے

:فرمان الٰہی ہے:((یا یھا الناس کُلوا مما فی الارضِ حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین.))(بقرة: ۱۶۹)

ترجمہ:اے لوگو! ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال وطیب چھوڑ کر حرام وخبیث کھانا پینا دراصل شیطان کے پیچھے چلنے کا نتیجہ ہے۔

ایمان والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے۔

حکم ربانی ہے:((یا یھا الذین امنوا کلوا من طیباتِ ما رزقناکم واشکروالله ان کنتم ایاه تعبدون .))(بقرة : ۱۷۲)

ترجمہ:اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو ،اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔

یہی حکم اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں، رسولوں کو بھی دیا ہے:
یا یھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بماتعملون علیم (مؤمنون: ۵۱)

ترجمہ:اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں اسے خوب جانتا ہوں جو تم کرتے ہو۔اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حلال کھانا عمل صالح کے لیے مددگار ہے۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حلال پاکیزہ کھانے کا حکم مومنوں کو دیا ہے جسکا حکم رسولوں کو بھی دیا...... پھر آپؐ نے فرمایا: ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ بالوں والا ،گردوغبار سے اٹا ہوا ،اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے یارب یارب کہہ رہا ہے جبکہ اسکا کھانا حرام کا، اسکا پینا حرام کا، لباس حرام کا اور اسے حرام سے غذا دی گئی تو ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول کی جائیگی؟ (مسلم:۱۰۱۵) اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کھانے ، پینے اور لباس میں حرام کا مال استعمال کرنے والے کی دعا اور عبادت قبول نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے (ذاریات۔ ۵۶) تو جو انسان حرام مال استعمال کرتا ہے، وہ دوسرے لفظوں میں اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل ہے یا اس معاملہ میں سنجیدہ نہیں۔اللہ سمجھنے کی توفیق دے۔

> ☆......نبی مکرمؐ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنے کا حکم دیا۔اگر بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع نہ کیا جائے تو شیطان اپنے لئے کھانا حلال کر لیتا ہے۔

(2) بسم اللہ پڑھ کر کھانا اور پینا

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر کا لڑکا نبی کریم ﷺ کی پرورش میں تھا، میرا ہاتھ تھال میں گھومتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا :اے لڑکے! اللہ کا نام لے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھا اور اپنی طرف سے کھا۔وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیشہ میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔(اطاعت ہو تو ایسی)(بخاری:۵۳۷۶، مسلم:۲۰۲۲)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنے کا حکم دیا ہے۔ظاہر ہے کہ مشروب پینے کا بھی یہی حکم ہے۔اگر بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع نہ کیا جائے تو شیطان کھانا حلال کر لیتا ہے(مسلم:۲۰۱۷) اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بِسۡمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ

یا بِسۡمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ پڑھ لے۔امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں کھانا کھا رہا تھا، اس نے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی۔جب اس کا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھا کر بِسۡمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھا رہا تھا، جب اس نے اللہ کا نام لیا تو شیطان نے قے کر دی۔(ابوداود:۳۷۶۸)

شیطان کے قے کرنے کی کیفیت ہم نہیں جانتے لیکن فرمانِ نبوی پر ہمارا غیر متزلزل ایمان ہے۔یاد رہے کہ صرف بسم اللہ پڑھنا کافی ہے۔اس کے ساتھ الرحمن الرحیم پڑھنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اگر کوئی اور شخص کھانے کے دوران شریک ہو تو اسے بھی پورے اہتمام کے ساتھ اللہ کا نام لینا ہے ورنہ شیطان اس کے ذریعہ سے کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ نبی کریم

ﷺ کے ساتھ کھانے پر حاضر ہوئے تو ایک بچی آئی گویا اسے دھکیلا جا رہا تھا، وہ اپنا ہاتھ کھانے میں رکھنے لگی تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک خانہ بدوش آیا گویا کہ وہ دھکیلا جا رہا تھا تو آپ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان کھانا حلال کر لیتا ہے۔ وہ اس بچی کو لے کر آیا تا کہ کھانا حلال کرے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر وہ اس اعرابی کو لے کر آیا تا کہ کھانا حلال کرے تو میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ان دونوں کے ہاتھ میرے ہاتھ میں ہیں۔

(مسلم : كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب:٢٠١٧)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر میں آئے اور داخل ہونے اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے' تمھارے لیے رات گزارنے کے لیے کوئی جگہ نہیں اور نہ ہی شام کا کھانا ہے اور اگر داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو وہ کہتا ہے' تم نے رات گزارنے کی جگہ پا لی اور اگر وہ اپنے کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو وہ کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ اور کھانا دونوں چیزیں پا لیں۔ (مسلم:٢٠١٨)

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ گھر میں شیطان کو داخل ہونے سے روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ گھر کا دروازہ بسم اللہ پڑھ کر بند کیا جائے۔

(3) دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا اور پینا:

دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا ہے، اس کے متعلق عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے بیان ہوئی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا يأكلن احد منكم بشماله ولا يشربن بها فان الشيطان يأكل بشماله ويشرب بها۔

(مسلم ،كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب:٢٠٢٠/١٠٦)

تم میں سے کوئی بھی اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ ہرگز نہ کھائے اور اس کے ساتھ ہرگز پیئے بھی نہ کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا اور اسی کے ساتھ پیتا ہے۔

☆...... نبیؐ کے پاس ایک شخص اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے تکبر کی وجہ سے آپؐ کا حکم نہ مانا تو آپؐ نے فرمایا' تو اس کی طاقت نہ رکھے۔ اس کے بعد وہ شخص اپنا دایاں ہاتھ کبھی منہ تک نہ لے جا سکا۔

اس بارے میں درج ذیل واقعہ بھی نصیحت آموز ہے: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھاؤ، اس نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں' آپ ﷺ نے فرمایا' تو طاقت نہ رکھے (آپ نے اس کے لیے بددعا کر دی) دراصل تکبر کی وجہ سے اس نے آپ کا حکم نہ مانا تھا تو وہ اس کے بعد اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔

☆...... نبیؐ نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے حصے سے پینے اور مشروب میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔ ٹوٹی ہوئی جگہ پر منہ رکھنے سے ہونٹ زخمی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عام طور پر صفائی کرنے میں کمی رہ جاتی ہے۔

(4) بیٹھ کر کھانا اور پینا:

ابوسعید خدری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان رسول الله ﷺ زجر عن الشرب قائماً ۔(مسلم:٢٠٢٤، ٢٠٢٥)

بیشک رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی سے منع کیا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ روایت کے ایک راوی قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کھانے کا حکم کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا' یہ تو اس سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا يشربن احد كم قائما فمن نسي فليستقئ۔ (مسلم:٢٠٢٦)

تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر ہرگز نہ پیئے۔ تو جو کوئی بھول جائے (اور کھڑے ہو کر پی لے) تو وہ قے کر دے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: اس صحیح اور صریح حدیث کی بنیاد پر اس شخص کے لیے مستحب ہے جس نے کھڑے ہو کر پانی پیا ہو کہ وہ قے کر دے یعنی قے کرنے کا حکم استحباب پر محمول ہے، کیونکہ بعض احادیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔ (بخاری:١٦٣٧، مسلم:٢٠٢٧)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے، ہمارے ہاں عام مشہور ہو گیا ہے کہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر ہی پیا جائے لیکن یہ بات دُرست نہیں ہے۔ آپ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا ہے اور اس حدیث میں عموم ہے، چاہے کوئی بھی پانی ہو، نہی کے مدِ مقابل آپ کا فعل ثابت ہے تو اسے صرف جواز پر محمول کیا جائے گا۔ اور نہی تنزیہی سمجھی جائے گی۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے وضو کا بچا ہوا پانی بھی کھڑے ہو کر پیا ہے۔ (بخاری:٥٦١٦)

ان سب احادیث سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیٹھ کر پانی پینا مستحب اور کھڑے ہو کر جائز ہے۔

باقی رہا کھانے کا معاملہ تو صریح طور پر رسول اللہ ﷺ سے کھڑے ہو کر کھانا کھانے سے نہی ثابت نہیں۔ البتہ انسانوں کا عام طریقہ بیٹھ کر کھانا کھانے کا ہے۔ اور انس رضی اللہ عنہ نے بھی کھڑے ہو کر کھانا کھانے کو کھڑے ہو کر پانی پینے سے زیادہ برا اور معیوب قرار دیا ہے۔ (مسلم کی مذکورہ حدیث)

ہمارے ہاں کچھ لوگوں نے شادی بیاہ کے موقع پر کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا انتظام کیا ہوتا ہے تو اس میں کئی قباحتیں ہیں۔ اس میں غیر مسلموں کی نقالی ہے اور افراتفری کا ماحول ہوتا ہے۔ وہاں پُرسکون انداز میں کھانا کھانا ناممکن ہوتا ہے۔ اس طرح کھانا بہت ضائع کیا جاتا

ہے۔اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔بعض چیزیں انسان جیب وغیرہ میں رکھتا ہے اور ضرورت کے وقت انہیں استعمال کر لیتا ہے تو ایسی صورت میں چلتے پھرتے کچھ کھا لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے بعض لوگ کھجور، بادام، چنے، نمکو یا اس طرح کی کئی چیزیں ساتھ رکھتے اور بوقت ضرورت ان سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔

اس بارے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔وہ بیان کرتے ہیں:

كنا ناكل على عهد رسول الله ﷺ و نحن نمشي ونشرب ونحن قيام۔

(ترمذی، کتاب الاشربة: ۱۸۸۰، ابن ماجة: کتاب الاطعمة: ۳۲۰۱)

ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چلتے پھرتے کھا لیا کرتے اور کھڑے پانی پی لیتے تھے۔

(5) کھاتے وقت بیٹھنے کی کیفیت:

کھاتے وقت بیٹھنے کی کوئی خاص کیفیت تو رسول اللہ ﷺ نے بیان نہیں کی اس لئے کسی طرح بھی بیٹھ کر کھانا کھایا جا سکتا ہے۔البتہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:انی لا اکل متکئاً۔(بخاری:۵۳۹۸)بے شک میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔اس لئے کھاتے وقت ٹیک لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ٹیک کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:ہاتھ یا دیوار یا کسی اور چیز کے ساتھ سہارا لینا، چار زانوں بھی بیٹھنا اس میں آتا ہے جیسا کہ علامہ خطابی اور محمد فواد عبدالباقی نے لکھا ہے اور لغوی لحاظ سے یہ یعنی چوکڑی کی صورت ٹیک لگانے میں آتی ہے۔دیکھیں تاج العروس 1/260، مادہ:وک ء۔گویا چار زانوں ہو کر کھانا مسنون نہیں۔ایک حدیث میں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھانا نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔(ابن ماجہ:۳۲۶۳)یہ تشہد میں بیٹھنے کا انداز ہے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیرین کے بل بیٹھ کر پنڈلیاں کھڑی کر کے کھجوریں کھاتے دیکھا۔(مسلم:۲۰۴۴)

معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کھاتے وقت زمین پر جم کر اور کھلے ہو کر نہیں بیٹھتے تھے بلکہ تواضع کے انداز میں تھوڑے سے وقت میں ہلکا پھلکا کھانا کھاتے تھے۔اللہ تعالیٰ کو بھی تواضع پسند ہے اور تکبر سخت ناپسند۔

(6) سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا جائز نہیں:

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما مدائن علاقے میں تھے کہ انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک آدمی ان کے پاس چاندی کا برتن لایا، انہوں نے اسے پھینک دیا اور فرمایا' میں نے یہ برتن صرف اس لئے پھینکا ہے کہ میں نے اسے اس سے کئی دفعہ روکا ہے لیکن یہ نہیں رکا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ریشم سے اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع کیا اور فرمایا:ھن لھم فی الدنیا وھن لکم فی الآخرۃ۔(بخاری:5426،مسلم:2067)

یہ سونے اور چاندی کے برتن ان (کافروں) کے لئے دنیا میں اور تمہارے لئے آخرت میں ہوں گے۔یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ریشم اور سونا عورتوں کے لئے جائز اور مردوں کے لئے ناجائز ہے۔جبکہ چاندی مردوزن سب کے لئے جائز اور سونے اور چاندی کے برتن سب کے لئے منع ہیں۔

(7) برتن میں پھونک مارنا اور سانس لینا منع ہے:

.ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے (بخاری:5630)ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مشروب میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔(ابوداؤد:2722) بعض لوگ کھانے اور پینے کی چیز کو ٹھنڈا کرنے کے لیے یا پانی سے کوئی تنکا وغیرہ دور کرنے کے لیے پھونک مارتے ہیں۔انہیں پھونک مارنے کی بجائے کوئی اور طریقہ استعمال کرنا چاہیے۔آج سائنس بھی پھونک مارنے سے منع کرتی ہے کیونکہ اس طرح انسان کے منہ کے بہت سارے جراثیم بھی برتن میں شامل ہو جاتے ہیں۔

البتہ دم کرنے کے لئے ہلکی سی پھونک ماری جا سکتی ہے۔کیونکہ دم کرنے کے لئے حدیث میں نفث کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہلکے سے تھوک کے ساتھ ہلکی سی پھونک مارنا ہے گویا نفث اور نفخ میں فرق ہے۔نفخ (پھونک مارنا) ناجائز ہے اور نفث کا جواز ہے۔برتن میں مطلقاً پھونک نہ ماری جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

(8) تین سانس کے ساتھ پینا:

نبی کریم ﷺ پانی پیتے وقت تین سانس لیتے تھے (اور سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے الگ کر لینا ہے جیسے پہلے بخاری کی حدیث بیان ہوئی ہے) اور آپ فرماتے تھے:انہ اروی وابرء وامرء۔(مسلم:۲۰۲۸/۱۲۳) بے شک یہ انداز زیادہ سیراب کرنے والا، زیادہ صحت افزاء اور زیادہ خوشگوار ہے۔

(9) برتن کے ٹوٹے ہوئے حصہ سے پانی پینا جائز نہیں:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نھی رسول اللہ ﷺ عن الشرب من ثلمة القدح و ان ینفخ فی الشراب۔

(ابوداود، کتاب الاشربة باب الشرب من ثلمة القدح:3722)

رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے حصہ سے پینے اور مشروب میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔پیالے، پلیٹ یا کسی دوسرے برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ کی عام طور پر صفائی کرنے میں کمی رہ جاتی ہے۔یہ جراثیم کا بھی گھر بن جاتی ہے۔اس جگہ پھنسی ہوئی کوئی چیز مشروب یا کھانے میں مل سکتی ہے۔ٹوٹی ہوئی جگہ پر منہ رکھنے سے ہونٹ زخمی ہو سکتا ہے یا ممکن ہے کوئی چیز وہاں سے باہر گر کر کپڑے خراب ہونے کا باعث بن جائے۔ان میں سے کوئی ایک قباحت بھی ہو تو یہ کسی طرح مناسب نہیں ہوگی۔

(10) برتن کو ڈھانپنا اور بوتل وغیرہ کا منہ بند کرنا:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک کر رکھو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔پھر رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو (یعنی پھر زیادہ پابندی لگانے کی ضرورت نہیں) اور دروازوں کو بند کرو اور اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان (اس انداز میں) بند کیا ہوا دروازہ نہیں کھولتا۔اپنی مشکوں کے تسمے باندھ کر رکھو اور اللہ کا نام لو اور اپنے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو اور اللہ کا نام لو خواہ ان پر کوئی چیز (لکڑی وغیرہ) آڑے طور پر رکھ دو اور اپنے چراغ بجھاؤ اور اللہ کا نام لو۔(ابوداود:۳۷۳۱، بخاری:۵۶۲۳، مسلم)

وضاحت: شیطان کی عداوت اور شرارت بہت مخفی اور مسلسل ہوتی ہے۔اس کا مقابلہ اللہ کے نام کے ساتھ ہی کیا جاسکتا ہے۔اس لئے مناسب مواقع پر مسنون دعائیں پڑھتے رہنا چاہیے۔معمول کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بسم اللہ پڑھنا اپنی عادت بنائیں۔حفظان صحت کی پابندی کرنا فطرت ہے لیکن اگر انسان سنن نبویہ پر عمل کرنے کی نیت سے یہ سب کچھ کرے تو یہ سب امور قرب الٰہی کا ذریعہ اور ثواب کا باعث بھی ہوتے ہیں۔برتنوں کو ڈھانپنے اور مشک اور بوتل وغیرہ کا منہ بند کرنے کی اہمیت اس حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برتن ڈھانپو اور مشک کا منہ بند کرو کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں وباء اترتی ہے، وہ جس ننگے برتن اور کھلے منہ والے مشکیزے کے پاس سے گزرتی ہے تو اس میں داخل ہوجاتی ہے۔(مسلم:۲۰۱۴/۹۹)

(11) مشک سے منہ لگا کر پانی پینا مناسب نہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پانی پینے سے منع کیا ہے۔(بخاری: 5628) ظاہر ہے کہ وہ بوتل یا پائپ کی ٹونٹی جس میں موجود پانی نظر نہ آتا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔اس کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ ممکن ہے مشک میں کوئی زہریلا کیڑا وغیرہ ہو جو پانی کے ساتھ پیٹ میں جا کر نقصان پہنچائے۔

(12) اپنی طرف سے کھانا:

اس بارے میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کی حدیث پہلے بیان ہوئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کل ممایلیك، اپنی طرف سے کھاؤ۔

جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوت ولیمہ کے لیے بلایا۔آپ ﷺ دس دس آدمیوں کو بلاتے اور فرماتے اذکروا اسم اللہ ولیأکل کل رجل ممایلیہ۔(بخاری: 5163، مسلم: 1428/94) اللہ کا نام لو اور ہر آدمی اپنی طرف سے کھائے۔

اس لئے ہر انسان کو اپنی طرف سے کھانے کا اہتمام کرنا چاہیے اور وہ یقین رکھے کہ میری قسمت ہر صورت میں مجھے مل جائے گی۔ہاں اگر آدمی سمجھتا ہے کہ کسی اور طرف سے کھانا حاصل کرنے کی صورت میں اس کے ساتھی برا نہیں منائیں گے تو دوسری طرف سے کھانا لیا جاسکتا ہے۔اس بارے میں امام بخاری نے باب قائم کیا ہے: باب من تتبع حوالی القصعة مع صاحبه اذالم یعرف منه کراهیة اس آدمی کے متعلق بیان جو تھال کے اردگرد سے کوئی چیز تلاش کرتا ہے، جب اس کا ساتھی برا نہ سمجھے، پھر یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کے لئے بلایا۔انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ گیا تو میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ تھال کے اردگرد سے کدو تلاش کر رہے تھے، وہ کہتے ہیں میں اس دن سے ہمیشہ کدو کو پسند کرتا ہوں۔(بخاری: 5379، مسلم: 2041)

(13) درمیان سے اور اوپر والے حصہ کی بجائے نیچے اور اردگرد سے کھائیں:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ثرید کا تھال لایا گیا تو آپ نے فرمایا' اس کے اردگرد سے کھاؤ۔اس کے درمیان سے نہ کھاؤ کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔[ترمذی: 1805، ابن ماجہ: 3277]

- ایک اور روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو تھال کے اوپر سے نہ کھائے بلکہ نچلے حصہ سے کھائے کیونکہ برکت اوپر والے حصہ میں نازل ہوتی ہے۔[ابو داؤد: 3772]

(14) کھانے پینے کی بلکہ کوئی بھی چیز لیتے اور دیتے ہوئے دایاں ہاتھ استعمال کریں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر کوئی اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ پیئے۔اور دائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑائے کیونکہ شیطان اپنے بائیں کے ساتھ کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ پیتا اور بائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑاتا اور بائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑتا ہے۔(ابن ماجہ: ۳۲۶۶)

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا ہے۔فرمان الٰہی ہے: ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین. (بقرہ: ۱۶۸) اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

(15) کھانے پینے یا دیگر اشیاء تقسیم کرتے ہوئے دائیں جانب سے شروع کریں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پانی ملایا ہوا دودھ لایا گیا اور آپ ﷺ کی دائیں جانب ایک اعرابی تھا اور بائیں جانب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ پی کر بقیہ دودھ اعرابی کو دے دیا اور فرمایا: دائیں جانب والے کا خیال رکھو۔(بخاری: ۵۶۱۹)

ایک روایت سھل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے پاس ایک مشروب لایا گیا جبکہ آپؐ کی دائیں جانب ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب عمر رسیدہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔آپؐ نے لڑکے کو کہا، کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں عمر رسیدہ لوگوں کو یہ مشروب دے دوں؟ لڑکے نے کہا اللہ کی قسم! میں آپؐ کی طرف سے بچے ہوئے اپنے حصہ کے ساتھ کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔تو رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں اسے پکڑا دیا۔(بخاری: ۵۶۲۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دائیں جانب والے شخص سے اجازت لے کر بائیں طرف بیٹھے ہوئے کو کوئی چیز پکڑائی جاسکتی ہے۔

(16) کھانے پینے کی چیز پر عیب لگانا ٹھیک نہیں:

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کھانے پر عیب نہیں لگایا۔اگر پسند کرتے تو کھا لیتے، نا پسند کرتے تو چھوڑ دیتے (بخاری: ۵۴۰۹، مسلم: ۲۰۶۴)

رسول اکرم ﷺ کے مذکورہ طرز عمل پر ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو اپنے طرزِ عمل سے کہتے ہیں کہ عیب لگانے کے بغیر ان کا کھانا ہضم ہی نہ ہوگا۔ہاں کھانا پکانے والے کی تربیت کرنا یا اپنے مزاج کے مطابق اسے کھانا پکانے کے لیے تیار کرنا ہو تو الگ بات ہے کیونکہ اس سے تربیت مقصود ہے نہ کہ عیب جوئی مقصد ہے۔

مکتب الاطفال

روشن باتیں

پیارے پھولو اور کلیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ہم پھولوں اور کلیوں کے والدین سے تربیت اولاد کے بارے کچھ باتیں کریں گے۔

محترم والدین! بچہ نرم گیلی مٹی کی طرح ہوتا ہے۔ ہم اس سے جس طرح پیش آئیں گے اس کی شکل ویسی ہی بن جائے گی۔ بچہ اگر کوئی اچھا کام کرے تو اس کی حوصلہ افزائی کے لیے اس کی تعریف کی جانی چاہیے۔ اس سے بچہ خوش ہوتا ہے اور آئندہ اچھے کام کا جذبہ اور شوق اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ کوئی غلطی کر بیٹھے تو اسے بار بار ٹوکنا، مارنا اور سزا دینا بچے کو باغی بنا دیتا ہے، اسے پیار سے غلطی کا احساس دلا کر اچھی نصیحت کریں۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو

والسلام آپ کے چاچو جان حمدان

قرآن اور چار کا عدد

☆...... قرآن پاک میں چار مسجدوں کے نام ہیں۔
1۔مسجد حرام ۔2۔مسجد اقصی ۔3۔مسجد قباء ۔4۔مسجد ضرار

☆...... قرآن میں 4 پہاڑوں کے نام ہیں۔
1۔طور 2۔جودی ۔3۔صفا ۔4۔مروہ

قرآن پاک میں چار دھاتوں کے نام ہیں
1۔سونا ۔2۔چاندی ۔3۔ تانبا ۔4۔لوہا

☆...... قرآن پاک میں 4 سبزیوں کے نام ہیں
1۔پیاز ۔2۔لہسن ۔3۔ککڑی ۔4۔ساگ

☆...... قرآن میں چار درختوں کے نام ہیں۔
1۔کھجور ۔2۔زیتون ۔3۔بیری ۔4۔انار

☆...... قرآن کی چار سورتیں جانوروں کے نام پر۔
1۔گائے ۔2۔چیونٹی ۔3۔ہاتھی ۔4۔مکڑی

(نسیم اختر۔لاہور)

بے خوف قاضی

خلیفہ ابو جعفر منصور رحمہ اللہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک شخص عقبہ بن سلم ہنائی کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس کے بارے میں لوگوں میں مشہور تھا کہ وہ مسلمانوں کا ناحق خون بہاتا ہے اور ان کے اموال پر ناجائز طور پر قبضہ کر لیتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک تاجر نہایت قیمتی جواہرات لے کر تجارت کی غرض سے بحری راستے سے بصرہ آیا۔ جب عقبہ بن سلم ہنائی کو تاجر کی بصرہ میں آمد کی اطلاع ملی تو اس نے تاجر کو بلوایا اور اس کے نہایت قیمتی جواہرات پر قبضہ کر کے اسے قید خانے میں ڈال دیا۔ جب تاجر کی بیوی کو اس سارے واقعہ کا علم ہوا تو وہ سیدھی بصرہ کے قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ کی عدالت میں حاضر ہوئی اور فریاد کی:

قاضی صاحب! میرا شوہر تجارت کی غرض سے قیمتی جواہرات لے کر بصرہ آیا تھا۔ جب یہاں کے گورنر عقبہ بن سلم ہنائی کو معلوم ہوا کہ میرے شوہر کے پاس قیمتی جواہرات ہیں تو اس نے میرے شوہر کو گرفتار کر کے اس کے جواہرات پر قبضہ کر لیا۔ میں آپ کی عدالت میں انصاف کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔

خاتون کا مقدمہ سن کر قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ نے گورنر عقبہ بن سلم ہنائی کو اپنے ایک قاصد کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا:

"اگر اس خاتون کا مقدمہ برحق ہے تو اس تاجر کو چھوڑ دو اور اس کے جواہرات اسے واپس کر دو۔"

گورنر عقبہ بن سلم ہنائی کو قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ کا یہ پیغام ملا تو وہ طیش میں آ گیا، اس نے قاصد کو بھی برا بھلا کہا اور قاضی کو بھی گالیاں دیں۔

قاصد قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ کی خدمت میں واپس آیا اور گورنر سے ملاقات میں پیش آنے والی ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔

اب کی بار قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے خاص بندوں کی ایک ٹیم ترتیب دی اور اسے وہی پیغام دے کر گورنر کے پاس بھیجا۔

جب یہ ٹیم گورنر کے پاس گئی اور اسے قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ کا پیغام سنایا تو وہ اس پر بھی برس پڑا اور ساتھ ہی قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ کی شان میں بھی نہایت گستاخانہ کلمات کہے۔ یہ ٹیم واپس آئی اور اپنے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ قاضی کو سنا دیا۔

قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ کو یقین ہو گیا کہ گورنر پیار سے نہیں مانے گا۔ چنانچہ اب کی بار آپ رحمہ اللہ نے گورنر کے پاس یہ تحریری پیغام بھیجا:

"اللہ کی قسم! اگر اس بار تو نے تاجر کو قید سے آزاد نہ کیا اور اس کے جواہرات واپس نہ کیے تو میں خود سفید پوشاک میں پیدل تیرے پاس آؤں گا اور کسی ہتھیار، پولیس اور فوج کے بغیر ہی تیری چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں گا اور تجھے ایسے عبرتناک طریقے سے قتل کروں گا کہ لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔"

جب قاضی سوار بن عبداللہ رحمہ اللہ کا دھمکی آمیز خط گورنر عقبہ بن سلم ہنائی کو ملا تو اس نے یہ خط اپنے ہم نشینوں کو سنایا۔ خط سن کر خوف کے مارے سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ گورنر سے کہنے لگے:

"امیر محترم! یہ کوئی عام قاضی نہیں ہے بلکہ امیر المؤمنین کا قاضی ہے۔ یہ قاضی جو کچھ بھی اپنی زبان سے کہتا ہے اسے بے باکی سے کر گزرتا ہے۔ بہت سے قبائل کے افراد اس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ آپ تاجر کو اس کے جواہرات سمیت قید خانے سے آزاد کر دیں۔"

چنانچہ گورنر عقبہ بن سلم ہنائی نے اپنے ہم نشینوں کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے تاجر کو قید خانے سے آزاد کر دیا اور اس کے قیمتی جواہرات بھی واپس کر دیئے۔

(ماخوذ: سنہرے نقوش: از قلم: عبدالمالک مجاہد)

(عابد علی۔لالہ رخ واہ کینٹ)

میٹھی شرارتیں

بچے ٹیکے سے کس قدر ڈرتے ہیں' یہ تو سب کو معلوم ہے لیکن بچوں کی اس نفسیات کو ہماری بھانجی کشف (جس نے الحمدللہ ابھی 8 سال کی عمر میں قرآن ناظرہ مکمل کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا ہے)' عطف اور زنیب کے والد بڑے اچھے طریقے سے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں ان کے والد بلڈ کی ایک رپورٹ لینے کے لیے ایک لیب میں گئے۔ بچوں کو ان کی ماما کے ہمراہ لیب کے باہر موٹر سائیکل کے ساتھ کھڑا کیا تا کہ وہ اندر آ کر ڈسٹرب نہ کریں لیکن بچے بھی اپنے بچپن کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہر جگہ پہنچنا بلکہ پہنچ کر اگر ٹیبل کے دوسری طرف کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تو خود کو اوپر اٹھا کر دکھانا اور اس پر اصرار کرنا بھی وہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کشف کے ابو جونہی لیب کے اندر پہنچے تو بچے ایک ایک کر کے اندر آنا شروع ہو گئے۔ جوں ہی پہلی بچی کشف اندر آئی تو ان کے ابو نے اب انہیں اندر آنے سے منع کرنے کی بجائے لیب اٹینڈنٹ کو بڑے سیریس سے انداز میں اچانک کہا' ایک ٹیکہ اسے بھی لگا دو' کشف کے یہ سننے کی دیر تھی کہ فوراً الٹے پاؤں بھاگ کھڑی ہوئی۔ اتنے میں عطف آ گئی تو ان کے ابو نے اب بھی یہی انداز اختیار کیا تو عطف نے بھی فوراً واپسی کی دوڑ لگا دی اور پھر زنیب آئی تو وہ بھی اسی طرح بغیر منع کیے ہی واپس بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس پر لیب کا عملہ اور باقی لوگ بھی بڑے محظوظ ہوئے۔

(عبدالشکور' ظہور' منظور۔ ملتان)

انمول باتیں

ایک کافر ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ میری تین باتوں کا جواب دے دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ بزرگ نے کہا' ٹھیک ہے؟ اس نے کہا:

پہلا سوال: اللہ پاک ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟

دوسرا سوال: شیطان آگ کا ہے تو اس پر آگ کیسے اثر کرے گی؟

تیسرا سوال: انسان ہمیشہ غلطی کرتا ہے تو اپنی غلطی دوسروں پر کیوں ڈالتا ہے؟

بزرگ کے پاس ایک مٹی کا ڈھیلا تھا' اس نے ڈھیلا اٹھا کر اس کافر کو مارا' کافر اسے عدالت میں لے گیا۔ قاضی نے بزرگ سے پوچھا کہ اس کافر نے آپ سے سوال کیے اور آپ نے جواب دینے کی بجائے اُسے مٹی کا ڈھیلا کیوں مارا؟

بزرگ نے کہا' یہی تو اس کا جواب ہے۔ قاضی نے پوچھا: وہ کیسے؟

بزرگ نے کہا: پہلے سوال کا جواب: میں نے اسے مٹی کا ڈھیلا مارا' اُسے درد ہوا لیکن وہ درد نظر نہیں آیا۔ اسی طرح اللہ بھی نظر نہیں آتا۔

دوسرے سوال کا جواب: انسان مٹی کا ہے' جب اسے کوئی مٹی کا ڈھیلا مارتا ہے تو اسے درد ہوتا ہے۔ اس طرح شیطان بھی آگ کا ہے تو اس پر آگ اثر کرے گی۔

تیسرے سوال کا جواب: میں نے اسے مٹی کا ڈھیلا مارا تو یہ مجھے عدالت لے آیا تو اس طرح ثابت ہوا کہ انسان ہمیشہ غلطی دوسروں پر ڈالتا ہے۔ یہ سن کر کافر مسلمان ہو گیا۔ سبحان اللہ

(بنت جاوید۔ مانانوالہ ضلع شیخوپورہ)

نئے پھول اور کلیاں

آرٹ: مریم شبیر۔ بھٹی بھنگو

آرٹ: خنساء عارف۔ سیالکوٹ

آرٹ: اخت وقاص احمد۔ نوکھر اڈا

آرٹ: احمد خالد۔ لاہور

آرٹ: احمد خالد۔ لاہور

خوشخبری: خوبصورت نام ڈیزائن کرنے والے کو 300/ روپے کا انعامی بیلنس دیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

گزشتہ ماہ کا نام یافتہ ڈیزائن

ملائکہ۔ جڑانوالہ

آپ بھی اپنے پیارے بچوں کے نام خوبصورت طریقے سے ڈرائنگ کر کے بھیجیے۔ ہم آپ کو اس سلسلے میں شامل کر لیں گے۔ ان شاءاللہ

رابطہ: ماہنامہ الحرمین پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

بچوں کی سائنس

کاربن ڈائی آکسائیڈ...... آگ کی دشمن

سامان:

بوتل، سرکہ، سوڈا، شیشے کا بڑا سا پیالہ، تین موم بتیاں، موٹا کاغذ، قینچی، گوند۔

آپ سے کوئی کہے کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس ہوا سے بھاری ہوتی ہے اور اس کی موجودگی میں آگ جل نہیں رہ سکتی۔ یہ بات ثبوت دے کر سمجھائیں تو کیا آپ کسی آسان سے تجربے کے ذریعے اس بات کو ثابت کر سکیں گے؟ کہہ دیں کہ کیوں نہیں، بہت آسان سا تجربہ ہے اور پھر ثابت کر کے سب کو حیران کر دیں۔

سب سے پہلے تو بھئی آپ ایک کاغذ کی نلی بنائیں جس کے لیے آپ کو کسی ایسی چھڑی یا ڈنڈے کی ضرورت ہوگی جس کا قطر بوتل کے منہ کے قطر سے کچھ ہی کم ہو۔ اس چھڑی پر کاغذ لپیٹ کر آخری سرے کو گوند سے چپکا دیں اور خشک ہو جانے پر پوری نلی کو چھڑی پر سے اتار کر اسے اس کے ایک طرف سے ایک تہائی حصہ چھوڑتے ہوئے تصویر کے مطابق موڑ دیں۔

اب بوتل کو سرکے سے آدھا بھر کر اوپر سے تھوڑا سا کپڑے دھونے والا سوڈا ڈال دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بلبلوں کی صورت میں رقیق سے اوپر اٹھنے لگتی ہے۔ کاغذ کی نلی کو اس طرح رکھیں کہ اس کا چھوٹی طرف والا سرا بوتل میں رہے اور دوسرا اس کانچ کے پیالے کی گاگر پر جس کے اندر تین مختلف لمبائی کی موم بتیاں جل رہی ہوتی ہیں۔

بوتل میں بننے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ نلی سے ہوتی ہوئی پیالے میں آ کر اس کی تہہ میں جمع ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی سطح اوپر اٹھتی ہے اور جیسے ہی یہ سب سے چھوٹی موم بتی کی لو تک پہنچتی ہے، وہ بجھ جاتی ہے۔ اس کے بعد اس سے بڑی اور آخر میں سب سے بڑی موم بتی کو بالترتیب بجھتے صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ اس گیس کی موجودگی میں موم بتیوں کا جلتے نہ رہ پانا اور پھر سب سے پہلے، سب سے چھوٹی اور پھر ترتیب سے بڑی موم بتیوں کا بجھتے جانا کیا اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوا سے بھاری گیس ہے اور اس کی موجودگی چیزوں کو جلنے سے روکتی ہے؟

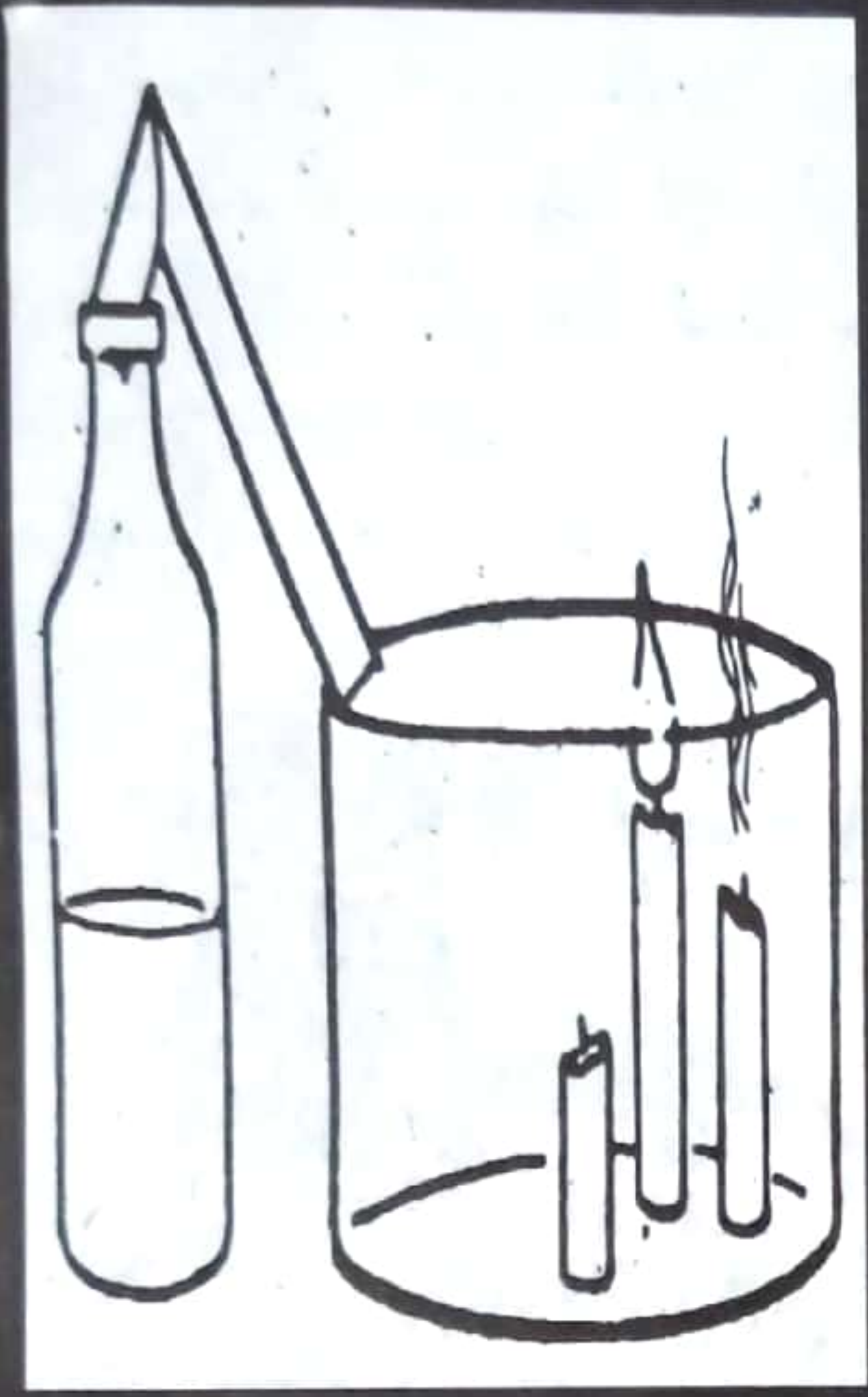

ذہانت آزمائیں، انعام پائیں

1- صحابی رسول ﷺ حضرت ضماد ازدیؓ کا تعلق کس ملک سے تھا۔

① فارس ② لبنان ③ یمن

2- اُحد میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے جھنڈا کس صحابیؓ کو دیا؟

① حضرت حارث بن صمہؓ ② ابو دجانہؓ

③ حضرت علیؓ

3- مکہ میں حاجیوں کو شوربا میں روٹی ملا کر ثرید بنا کر کھلانے سے "نبی ﷺ کے پردادا کا نام ہاشم پڑ گیا تھا" ان کا اصل نام بتائیں؟

① عبد مناف ② عمرو ③ عبداللہ

4- کشمیر میں آپریشن جبرالٹر کس سال ہوا تھا۔

① 1965ء ② 1971ء ③ 1999ء

5- انسائیکلو پیڈیا انٹرنیشنل کے مطابق مغربی ممالک میں یکم اپریل کو عملی مذاق کا دن قرار دیا جاتا ہے، اس دن جھوٹے مذاق کا سہارا لے کر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔ یہ جملہ مجلّہ الحرمین کے اسی شمارہ کے کس صفحہ پر ہے، نیز مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- خالد ہذلی کافر کو قتل کرنے والے صحابیؓ کا نام عبداللہ بن انیسؓ تھا۔

2- رجیع کے مقام پر آٹھ صحابہ کرامؓ کو قتل کرنے والے قبیلے کا نام بنولحیان ہے۔

3- پانی کا عالمی دن 22 مارچ ہے۔

4- اقبال پارک کا پرانا نام منٹو پارک ہے۔

5- مذکورہ جملہ مجلّہ الحرمین مارچ کے صفحہ 34 پر ہے اور مضمون نگار عبدالرحمٰن عزیز ہیں۔

نوٹ: سوالات کے جوابات بذریعہ SMS بھی دیئے جا سکتے ہیں تاہم انعام کے لیے ترجیح خط لکھنے والوں کو اور مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھیجنے والوں کو دی جائے گی تاکہ آپ کی آراء کی روشنی میں مجلّہ کو خوب تر بنایا جا سکے۔ نیز سوالات کے جوابات اور تبصرہ ہمیشہ الگ الگ ورق پر لکھیں، ہر ورق پر اپنا پورا نام پتہ لکھیں، ورق کی پچھلی سائیڈ پر کچھ نہ لکھیں۔ علاوہ ازیں کئی پھول اور کلیاں انعام کے حق دار ہوتے ہیں لیکن ان کا فون نمبر درج نہ ہونے کی بنا پر انہیں بیلنس نہیں بھیجا جا سکتا۔ لہٰذا آپ اپنا یا اپنے کسی بزرگ یا عزیز کا فون نمبر دے دیں تاکہ آپ کو بیلنس دیا جائے۔

(فون برائے SMS: 0320-4432378)

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

(قرعہ اندازی میں ترجیحاً انہیں شامل کیا جاتا ہے جو سوالوں کے جواب کے ساتھ مجلّہ پر اپنا تبصرہ بھی لکھ کر بھیجتے ہیں)

1- محمد نعمان، کراچی	300 روپے بیلنس بمع کتب
2- محمد موسیٰ، بہاولنگر	200 روپے بیلنس بمع کتب
3- مریم۔ لاہور	150 روپے بیلنس بمع کتب

خصوصی انعامات

1- محمد تنویر، فیصل آباد	100 روپے بیلنس
2- محمد ارشد، کراچی	100 روپے بیلنس
3- شہزاد احمد، گوجرانوالہ	100 روپے بیلنس

درسِ قرآن

ام مہدیہ

آیت نمبر 73 تا 74

﴿وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ
الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ
يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ٥
يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥﴾

ترجمہ و تفہیم: ''اپنے مذہب والے کے سوا کسی کی بات کا اعتبار نہ کرو۔'' آپ ﷺ ان سے کہیے کہ اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بھی وہی کچھ دے دے، جو تمہیں دیا (وہ دے دے) جس سے وہ تمہارے رب کے حضور تم پر حجت قائم کر سکیں، نیز ان سے کہہ دیجیے کہ فضل و شرف تو اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جسے چاہے دے دے کیونکہ وہ بڑا وسیع النظر اور سب کچھ جاننے والا ہے، وہ جسے چاہے، اپنی رحمت سے مخصوص کر لے اور وہ بڑے فضل کا مالک ہے۔''

معانی و مصادر:

۱) **لا تؤمنوا** : اَمِنَ يَامَنُ اَمنًا ، اَمَنًا، اَمَانًا، اَمَنَةً، اَمُنَ يَامُنُ اَمَانَةً۔

امین ہونا، مطمئن ہونا، امن میں ہونا، محفوظ ہونا، سپرد کرنا۔

باب افعال سے نہی حاضر جمع مذکر کا صیغہ۔

تم ایمان نہ لاؤ، اعتبار نہ کرو۔ ع-م-ن۔

۲) **تبع**: تَبِعَ، يَتْبَعُ، تَبَعًا، تَبَاعًا، تَبَاعَةً، اِتَّبَعَ۔

پیچھے چلنا، ساتھ چلنا، مطیع و فرمانبردار ہونا، کھوج لگانا۔

باب سمع سے ماضی معروف واحد مذکر غائب صیغہ اس نے پیروی کی۔ ت-ب-ع

۳) **یُوتی**: ۔ اَتَىٰ يَاتِىْ، اِتْيَانًا، اَتْيًا، اِتْيَانَةً مَاْتَاةً۔

آنا، ختم کرنا، تباہ کرنا، پیش کرنا، راستہ بنانا۔

باب افعال سے مضارع مجہول واحد مذکر غائب کا صیغہ دیا جاتا ہے۔ -ء-ت-ی

۴) **یُحاجُّوکُم**: ۔ حَجَّ يَحُجُّ حَجًّا۔

قصد کرنا، زیارت کے لیے جانا، جھگڑے میں مغلوب ہونا، سلائی لگا کر دیکھنا۔

باب مفاعلہ سے، مضارع معروف جمع مذکر غائب کا صیغہ۔ وہ جھگڑا کرتے ہیں تم سے۔

ح-ج-ج

۵) **واسع**: ۔ وَسِعَ يَسَعُ ، يَسِعُ سَعَةً، سِعَةً، وَسْعَ، لَوْسُعُ، سَاعَةً.

وسیع یا کشادہ ہونا، اپنے اندر لے لینا، گھیرنا۔

باب سمع سے اسم فاعل واحد مذکر کا صیغہ۔ وسعت دینے والا ہے۔

و-س-ع

۶) **یختص**: خَصَّ يَخُصُّ خَصًّا، خُصُوْصًا، خُصُوْصَةً، خُصُوْصِيَّةً، لَخِصَّةً۔

خاص کرنا، خصوصیت دینا، اپنے لیے مخصوص کرنا

باب افعال سے مضارع معروف واحد مذکر غائب کا صیغہ وہ مخصوص کر لے۔

خ-ص-ص

حقیقی ہدایت تو وہی ہے جسے اللہ ہدایت قرار دے اصل گمراہی وہی ہے جسے اللہ گمراہی قرار دے۔ اللہ جس چیز کو اچھا بنا دے وہ اچھی ہے، جس کو برا کہہ دے وہ بری ہے۔

اللہ رب العزت کہتے ہیں اس ضد بازی کے ساتھ اس عصبیت کے ساتھ کہ ہم اپنے نبی ﷺ کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے محض اپنی مذہبی سرداری برقرار رکھنے کے لیے یہ باتیں کر کے کیا وہ اللہ کے فضل کو روک سکتے ہیں......؟؟

۷) **العظیم** :- عَظُمَ یَعْظُمُ عَظَامَةً وَعِظَماً۔

بڑا ہونا، اہم ہونا، دشوار ہونا۔

باب نصر سے عظیم ہونا۔

ع-ظ-م

تشریح وتوضیح:

اہل کتاب آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہتے تھے کہ اپنا راز انہی لوگوں کو بتانا جو تمہارے دین کو ماننے والے ہیں، جو تمہارے متبعین اور ہم مشرف لوگ ہیں۔ ان کی اس نصیحت کا مطلوب ومقصود یہی تھا کہ کہیں اہل کتاب رسول اللہ ﷺ یا مومنین کی بات نہ مان لیں۔ ان کی طرف نہ جھک جائیں، وہ آپس میں ایک دوسرے کو یہ تاثر بھی دیتے تھے کہ ہدایت بس تمہارے پاس ہے، لہٰذا کسی دوسرے کی بات ماننے سے سوائے گمراہی کے اور کیا ملے گا...... یہی وجہ ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو لَا تُؤْمِنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ کی نصیحت کرتے رہتے۔

یہود جن لوگوں کو سکھا پڑھا کر مذکورہ بالا سازش کے لیے مسلمانوں کے اندر بھیجتے تھے ان کو پورے اہتمام کے ساتھ یہ تاکید بھی کردیتے تھے کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے ہٹانے کے اسلام کا اظہار تو کرو لیکن بات اپنے ہی لوگوں کی ماننی ہے، اپنے دائرے سے نکلنا اپنی حدود و قیود سے باہر نکلنا ہمارے لیے جائز نہیں، یہ بات چونکہ یہود کی تمام برائیوں کی جڑ تھی۔

اسی لیے قرآن نے برسرِ موقع اس بات پر ٹوک دیا کہ یہ کیسا تعصب ہے جس کا شکار یہ لوگ ہیں، اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجیے:

''اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللہ''

﴿بے شک اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے جس کی ان کو پیروی کرنی چاہیے﴾

خواہ وہ ہدایت کسی اسرائیلی پیغمبر کے ذریعے سے ملے یا کسی اسماعیلی نبی کے واسطہ سے...... حصول نجات کا ذریعہ تو اللہ کی ہدایت کی پیروی ہے نہ کہ یہودیت و نصرانیت کی پیروی کرنا۔

اللہ رب العزت یہاں اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہیں کہ:

﴿اے نبی ﷺ آپ ان سے کہیے کہ تم ہدایت کے علمبردار، تم ہدایت کے ٹھیکیدار کب سے بنے بیٹھے ہو......؟؟؟﴾

حقیقی ہدایت تو وہی ہے جسے اللہ ہدایت قرار دے اصل گمراہی وہی ہے جسے اللہ گمراہی قرار دے۔ اللہ جس چیز کو اچھا بنادے وہ اچھی ہے، جس کو برا کہہ دے وہ بری ہے چونکہ ﴿**اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ**﴾ اس بات میں تو کوئی الجھاؤ کسی قسم کا کوئی پیچ وخم نہیں، بات تو بڑی سادہ اور آسان فہم ہے کہ جب کائنات اس کی ہے تو حکم بھی اسی کا چلے گا۔ ﴿**اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلہ**﴾ حق پر وہی ہے جس کو وہ حق قرار دے میری آپ کی عقل اسے حق تسلیم کرے یا نہ کرے، حق سمجھے یا نہ سمجھے۔ حق کو پرکھنے کا معیار میری یا آپ کی عقل تو نہیں، معیار تو اللہ ہے۔

اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللہ یہ ٹکڑا دراصل سلسلہ کلام کا جزو نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت جملہ معترضہ کی ہے۔

اگر اَنْ یُّؤْتٰی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ وَلَا تُؤْمِنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ کے ٹکڑے سے ملائیں تو ان کا مطلوب ومقصود واضح ہوتا ہے۔

کہ وہ اتباع نبی ﷺ سے کیوں منع کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو نبوت تمہیں دی گئی اس جیسی نبوت کسی اور کو دی جائے، جیسی شان اللہ نے آپ کو دی ویسی شان اللہ کسی اور کو دے، جیسی کتاب سے ہمیں نوازا گیا، کسی اور کو بھی اس سے نوازا جائے۔ تو تمہیں یہ بات ماننی پڑ جائے، اگر یہ مان لیا، اس بات کو تسلیم کرلیا تو ہم نیچے اور وہ اونچے ہوگئے، ہم چھوٹے اور وہ بڑے ہوگئے، لہٰذا ہم نے نہ تو کسی پر ایمان لانا ہے، نہ کسی کی بات ماننی ہے۔

اللہ رب العزت کہتے ہیں:'' دین بتانا تو اللہ کا کام ہے، ان کو یہ ڈیوٹی کس نے دی ہے کہ لوگوں کو دین بتاتے ہیں، ایسے احمق ہیں جس بات میں ان کو اختیار ہی نہیں دیا گیا، اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں، حالانکہ فیصلے کا اختیار تو اللہ کا ہے۔

لہٰذا یہ لوگ ہر بات صرف اور صرف اپنا تعصب اور گھمنڈ ظاہر کرنے کے لیے، اپنی مذہبی اجارہ داری ثابت کرنے کے لیے کہتے ہیں، کہ تم اپنے نبی کے علاوہ کسی کو نبی تسلیم نہ کرنا، اگر تم نے یہ بات مان لی تو کل کو یہ لوگ اللہ کے پاس جا کے تمہارے خلاف حجتیں قائم کریں گے کہ اے اللہ! ان کو حق معلوم تھا، ان کو پتہ تھا محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، پھر بھی یہ ایمان نہ لائے، یہ بات تو تمہارے خلاف حجت بن جائے گی۔ لہٰذا تمہارے حق میں یہ بات بہت بہتر رہے گی کہ تم محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کردو کیونکہ ہمارا ان کی نبوت کا اقرار کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے اور اپنے خلاف اللہ کے سامنے گواہیاں اکٹھی کرنا ہے......

جیسے پیچھے ہم نے پڑھا ہے'' **اتحدثونھم بما فتح اللہ علیکم**'' کہ یہود بھی یہی کہتے تھے آپس میں ایک دوسرے کو ملاقاتیں کرتے تھے تم مسلمانوں کے سامنے بیٹھ کر باتیں کرتے ہو، کل کو وہ اللہ کے سامنے تم سے جھگڑیں گے کہ ہم نے حق واضح ہونے کے باوجود اس کی تکذیب کی۔

قرآن نے ان کے دل کے چور کو ایک اور مقام میں بھی پکڑا ہے، جہاں یہ واضح فرمایا ہے کہ'' یہود اپنے

ان کی ان سب محنتوں کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کا فیصلہ غالب آگیا، اور لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ غضب الٰہی کے مستحق ٹھہرے، کتنا نادان ہے وہ شخص جو اللہ کی رحمتوں کے آگے بند باندھتا ہے، رحمت الٰہی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے، حاسد یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کی رحمتوں کا مستحق وہی ہے، دراصل وہی ہے

لوگوں کو اس بات کی سخت تاکید کرتے رہتے تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ اور آخری دین کے بارے تورات کے کسی اشارے کو مسلمانوں کے سامنے واضح نہ کر دینا، ورنہ تمہیں منہ کی کھانی پڑ جائے گی۔ سورہ بقرہ میں یہ بات گذر چکی ہے:

﴿اللہ رب العزت کہتے ہیں اس ضد بازی کے ساتھ اس عصبیت کے ساتھ کہ ہم اپنے نبی ﷺ کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے محض اپنی مذہبی سرداری برقرار رکھنے کے لیے یہ باتیں کر کے کیا وہ اللہ کے فضل کو روک سکتے ہیں......؟؟﴾

(سورہ البقرہ)

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللہ بات یہ ہے کہ فضل، رحمتیں، مہربانیاں، عنائتیں تو اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں، کسی دوسرے کو تو اس سلسلے میں کوئی اختیار نہیں اور نہ اس فضل پر کسی کی اجارہ داری ہے کہ اس کے سوا کسی کو مل نہ سکے۔

یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ: لہٰذا اللہ کی مشیئت نے اب فیصلہ کر لیا ہے اب نبوت اور رسالت سے اہل کتاب کے سوا دوسرے لوگوں کو سرفراز کر دے۔ خصوصاً جب وہ اللہ سے کئے ہوئے وعدوں کی مخالفت کرتے چلے جائیں، جو ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذمہ داری ان پر ڈالی تھی اسے بھی توڑتے چلے جائیں، جو امانت اللہ نے ان کے حوالے کی تھی اس میں خیانت کرتے چلے جائیں۔ پھر اگر کوئی انہیں دعوت دے کہ آؤ کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کریں تو وہ انکار کر دیں، ان کے ان سب بڑے بڑے کارناموں کی وجہ سے اللہ نے اہل کتاب سے قیادت واپس لے لی اور امت مسلمہ کے حوالے کر دی۔ ان کی ان سب کوششوں اور شرارتوں کا جواب اللہ رب العزت نے یہ دیا کہ اپنی قیادت کو بچانے کے لیے تم یہ جتن کر رہے ہو، یہ تمہارے اختیار کی، تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ عزت وفضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہے بخشتا ہے، جس کو چاہے نوازتا ہے، جس سے چاہے چھینتا ہے، اسی نے تم کو یہ عزت بخشی تھی اور اب وہی اگر اس کے لیے کسی دوسرے کو منتخب کر رہا ہے تو تم اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتے ہو فضل وشرف کے ٹھیکیدار تم نہیں اللہ وحدہ لا شریک کی ذات اقدس ہے۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ: ۔میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ اپنے فضل و رحمت کو تمہارے تنگ پیمانوں سے ناپ کر نہیں دیتا، جن میں تمہارے سوا کسی اور کے لیے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اللہ رب العزت تو بڑی وسعت والا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ ان وسعتوں کا حق دار کون ہے کون ایسا ہے کہ جس کو دیا ہوا ضائع ہو جائے گا، کس کو دیا ہوا ضائع نہیں ہوگا، یعنی فضل الٰہی کسی خاص قوم کے لیے تو محدود نہیں۔

جو قوم جس زمانے میں جس وقت بھی اپنے آپ کو اللہ کے فضل کا مستحق بناتی ہے، اللہ اسے ہدایت عطا فرماتا ہے، جس قوم کو وہ اہل سمجھتا ہے "یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ"

اسے اپنی مہربانی سے ہدایت کے لیے خاص کر لیتا ہے" **وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ** "اور اللہ بڑے فضل والا ہے، وہ تو ہر قوم کو اپنا فضل عطا کرنے کے لیے تیار ہے۔ بشرطیکہ وہ قوم اپنے آپ کو اس فضل کا اہل ثابت کرے، اللہ نے یہ فضل بنی اسرائیل کو دے رکھا تھا، جب وہ اس فضل کے اہل نہیں رہے تو اب اس نے یہ فضل بنی اسماعیل کے لیے مختص کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ"

﴿کیا یہ (ایمان والوں) سے محض اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں بہت کچھ عطا فرمایا﴾

اس دور میں جتنی بھی دنیا موجود تھی نبی کریم ﷺ کے لیے لڑنے کے لیے کھڑی تھی، جتنے بھی لوگ سارے کے سارے نبی ﷺ کی مخالفت میں کھڑے تھے، اللہ کے مقابلے میں کھڑے تھے کہ اللہ نبی ﷺ کو یہ شرف عطا نہ کرے کہ آپ ﷺ سید الرسول بنے وہ لوگ اللہ کے فضل کو روکنا چاہتے تھے۔

اس کے لیے سب نے مل کر سازشیں کیں، نبی کریم ﷺ کو جان سے مار دینے کی کوششیں کی گئیں محض اس لیے کہ آپ ﷺ سید الرسول والانبیاء نہ بن سکیں۔ جب جب موقع ملا، چالیں چلیں، جب جب موقع ملا سازشیں کیں......اپنی طاقت سے بڑھ کر ہمت سے بڑھ کر مخالفتیں کیں۔

ان کی ان سب محنتوں کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کا فیصلہ غالب آگیا، اور لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ غضب الٰہی کے مستحق ٹھہرے، کتنا نادان ہے وہ شخص جو اللہ کی رحمتوں کے آگے بند باندھتا ہے، رحمت الٰہی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے، حاسد یہ سمجھتا ہے کہ اللہ کی رحمتوں کا مستحق وہی ہے، دراصل وہی ہے۔

حاسد دراصل اللہ سے جنگ کر رہا ہوتا ہے کہ اے اللہ! تو نے فلاں فلاں پر اپنا انعام کیوں کیا، میرے سے پوچھے بغیر فلاں کو کیوں دیا؟؟ اللہ سے جنگ کرنے والا اپنا نقصان خود کرتا ہے، اللہ نے تو کسی کو اختیار نہیں دیا کہ وہ اللہ کو بتاتا پھرے کہ تیرے فضل کا مستحق فلاں فلاں ہے، اس کو دے یا نہ دے۔

تعلیم وتذکیہ

آئیے! معاف کرنا سیکھئے......

جویریہ بتول

Forgive me Please

''براہ مہربانی معاف کر دیجیے......'' او کے...... آئی فار گو یو...... تھینکس!!!

جیسے جملے تو ہم اپنی زندگی میں اکثر دہراتے رہتے ہیں مگر حقیقت کی نظر سے اس پر غور کبھی نہیں کرتے...... ہم دوسروں کی خطاؤں سے درگذر نہیں کرتے، بلکہ دل میں کینہ رکھتے ہیں اور بدلہ لینے کی تلاش میں ہی رہتے ہیں...... معاف کرنا کتنا عظیم عمل ہے؟ کہ اس کے نتیجے میں اللہ رحمن الرحیم اپنی بخشش کا وعدہ کرتے ہیں......

غور کیجیے! فتح مکہ کا موقع ہے اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی سیرت میں ہم جانی دشمنوں کو معاف کرتا دیکھتے ہیں...... اجڈ وغیر مہذب آکر پیارے رسول اللہ ﷺ سے بدتمیزی کی حد تک چلے جاتے...... تو ہم وہاں بھی عفو درگذر کا نظارہ دیکھتے ہیں...... کتنا بلند مقام و مرتبہ ہے خیر البشر، سید الرسل ﷺ کا لیکن اپنے فعل سے دکھا دیا کہ معاف کر دینا عزت کی بڑھوتری ہے، عزت کی کمی نہیں...... ارشاد ربانی ہے:

''عفو اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو۔'' ﴿الاعراف: 199﴾

کبھی فرمایا:

''اور انہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگذر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے......؟؟'' ﴿النور: 22﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''آپ ﷺ طعن وتشنیع کرنے والے، فحش کام کرنے والے اور بازاروں میں چیخنے والے اور برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے نہ تھے بلکہ معاف کرتے اور درگذر فرماتے......''

﴿رواہ الترمذی: 2016﴾

یہ تھا ہمارے آقا ﷺ کا اخلاق! کہ عفو و درگذر کی شاندار مثالوں سے سیرت بھری پڑی ہے...... پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو بندہ معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔''

﴿مسلم: 6592﴾

اگر کسی انسان میں ساری باتیں اچھی ہوں...... آپ کو ایک بات ناپسند ہے تو اسی ایک کوتاہی کی وجہ سے نظر انداز کر دینا، چھوڑ دینا، اس کی برائی لوگوں میں کرنا اور بوقت موقع بدلہ لینا کسی صورت درست نہیں ہوتا......

کیونکہ کمال انسان میں عنقا ہے...... آدمی کا تو اپنا نفس بھی آدمی کی ہر بات نہیں مانتا، ہم اپنے دوست احباب کھو دیتے ہیں کہ وجہ صرف یہ ہے کہ ہم اپنی ''انا'' نہیں چھوڑتے...... ''میں'' بڑی رکھتے ہیں، ذرا سی غلطی پر بڑا قدم اُٹھا لیتے ہیں، درگذر کرنے کو اپنی توہین تصور کرتے ہیں، مقام و مرتبہ کے منافی سمجھتے ہیں، یقیناً آپ کو کوئی ایسا دوست نہیں ملے گا جو پورے کا پورا ہو...... آپ کی توقعات پر پورا اترے...... ایک قول ہے:

''جو تم سے تین بار ناراض ہوا ہو، مگر اس نے تمہارے بارے میں کوئی غلط بات نہ کی ہو تو اسے کبھی نہ کھونا۔''

پیارے نبی ﷺ سے درخواست کی گئی، یا رسول اللہ ﷺ! دوسیوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی ہے ان پر بددعا کیجیے......؟؟ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ہمارے پاس لے آ۔'' بددعا نہیں کی۔ **اللہ اکبر**

دوستی، تعلقات کا حق ہی یہ ہے کہ درگذر کیا جائے...... یہی اس رشتے کا حسن ہے...... اگر آپ کسی سے ناراض ہو جائیں تو عفو یہ ہے پھر خیریت دریافت کریں، کھلے دل سے بات کریں...... جن سے رابطہ تھا نہ توڑیں تب عفو ہے...... صرف کہہ دیا کہ معاف کیا اور دل سے بغض نہ نکالا یہ عفو نہیں......

پیار و رحمدلی کے چند بول بھی کئی ٹوٹے دلوں کی دوا بن جاتے ہیں...... بسا اوقات ہم جب عفو کو لازم نہیں پکڑتے تو کئی چھوٹ گئے ہاتھ بہترین راستہ پا جاتے ہیں، بہترین عمل اختیار کر لیتے ہیں...... بہترین کردار ادا کر جاتے ہیں...... جس آدمی کی سیرت کو آپ اچھا سمجھیں، طریق پر مطمئن ہوں، فضیلت کے معترف ہوں تو کسی ایک ایسے عیب سے جو کثرت فضائل سے چھپا ہو، پر فوراً راہ فرار اختیار نہ کیجیے۔

سفرِ زندگی میں رنجشیں آجاتی ہیں، فاصلے بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں، غلط فہمیاں عود کر آتی ہیں مگر کردار کیا ہو......؟؟ بقول شاعر:

ترجمہ: ''ہمارا ملاپ ہر زمانے میں رہے گا، ہماری جدائی بہار کی بارش کی طرح ہوگی کہ اس کی بے رخی سے تم گھبراؤ گے، لیکن کمی کے باوجود اس کا قائل ہونا آسان ہے۔''

آیئے دل کی دنیا کو صاف کرنے کا عزم کریں، غلطیوں سے درگذر کی تربیت لیں، کہ کمال کسی کی صفت نہیں ہے، عیب سے کوئی نہیں بچ پاتا، کمال تو صرف رحمٰن کی ذات کو حاصل ہے، ہر عیب سے پاک تو اللہ بزرگ و برتر کی ذات مبارکہ ہے۔ ہر انسان خطا کار ہے، غلطی سے کوئی بھی انسان مبرا نہیں ہاں...... غلطیوں سے سبق سیکھنا اور درگذر کرنا مومن کی صفت ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی درگذر کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔

تو پھر یاد رکھیے! کہ عود بغیر دھوئیں کے خوشبو نہیں بکھیرا کرتی، آسانی سے رہیے آسانیاں بانٹیے، معاف کیجیے اور رحمٰن ورحیم سے دنیا و آخرت میں معافی کے امید وار رہیے۔ آمین۔

بنت اسلام

ہم صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی طرف سے قبلہ اول کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کی غلطی کی طرف بعد میں آئیں گے، ہم پہلے ماضی کی طرف جائیں گے۔

یہودیوں کی مقدس کتاب تلمود(کتاب ہدایت) کے مطابق دنیا کا یہ فیز چھ ہزار سال پر محیط ہے، یہودی سال ستمبر میں شروع ہوتا ہے، 2017ء کے 21 ستمبر کو یہودیوں کے کیلنڈر نے 5778 سال پورے کر لیے ہیں، یہودی عقیدے کے مطابق دنیا کے خاتمے میں اب صرف 222 سال باقی ہیں ، یہ دنیا 222 سال بعد مکمل طور پر فنا ہو جائے گی۔ یہودیوں نے قیامت سے قبل دو اہم کام کرنے ہیں:

☆ **تابوت سکینہ کی تلاش**

☆ **ہیکل سلیمانی کی تعمیر**

یہ کہانی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام چالیس سال تک مکہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس رہائش پذیر رہے۔ انہوں نے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور واپس فلسطین تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا دوسرا گھر بیت المقدس تعمیر فرمایا۔ خانہ کعبہ اور بیت المقدس کی تعمیر کے درمیان چالیس سال کا فرق تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فلسطین میں انتقال فرمایا آپ علیہ السلام کا روضہ مبارک یروشلم کے مضافات میں ہے، یہ علاقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مناسبت سے ''ہیبرون یا الخلیل'' کہلاتا ہے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے مزارات بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ موجود ہیں۔

بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں، یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے، مصر کی طرف نقل مکانی کی، فرعون کی غلامی میں گئے، سینکڑوں سال تک ذلت برداشت کی اور 33 سو سال پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں فلسطین واپس آئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے ہزار سال قبل مسیح میں یروشلم فتح کیا اور اسے اپنی سلطنت ''کنگڈم آف ڈیوڈ'' کا دارالحکومت بنایا، حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیادوں پر یہودیوں کا عظیم معبد تعمیر کرانا شروع کیا۔ آپ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تعمیر جاری رکھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک تابوت تھا، اس تابوت میں پتھر کی وہ دو تختیاں بھی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر اتاری تھیں، ان تختیوں پر اللہ تعالیٰ کے دس احکامات درج تھے ، تابوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور وہ برتن بھی تھا جس سے من و سلویٰ نکلتا تھا۔

مسلمانوں کے ساتھ ان کا تصادم ہوگا، دجال کا ظہور ہوگا، عالمی جنگ شروع ہوگی، دجال احد کی پہاڑیوں تک پہنچ جائے گا، جبل الزیتون پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہوگی اور پھر قیامت آجائے گی۔ ہم مسلمان دجال تک یہودیوں سے متفق ہیں لیکن ہم آخر میں اسلام کے اور مسلمانوں کے غلبے پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تابوت اس معبد کی بنیادوں میں چھپا دیا تھا۔ ان کے دور میں بڑے بڑے جادوگر بھی تھے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر ان تمام جادوگروں کو قتل کر دیا اور ان کے جادو کے نسخوں کو بھی صندوقوں میں بند کر کے معبد کے نیچے غاروں میں چھپا دیا۔

سرزمین انبیا علیہم السلام پر یہود کا دعویٰ ملکیت

ہمیں یقین ہے ڈھلے گی اِک دن ستم کی یہ شام اے فلسطین......

صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے 6 ستمبر 2017ء کو اچانک اپنا سفارت خانہ تل ابیب سے یروشلم شفٹ کرنے کا اعلان کر کے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ دنیا کو ٹرمپ کے پروانے میں اپنی تباہی صاف نظر آ رہی ہے، یہ اعلان جس دن پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اس دن دنیا کی تباہی کا عمل شروع ہو جائے گا۔

یہودی حضرت سلیمان علیہ السلام کے معبد کو ہیکل سلیمانی کہتے ہیں، یہ ہیکل 586 قبل مسیح میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا تاہم اس نے ہیکل سلیمانی کی بیرونی دیوار چھوڑ دی۔ یہودی اس دیوار کو ''کوتل'' جب کہ مسلمان ''دیوار گریہ'' کہتے ہیں۔

یہودیوں کا خیال ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تابوت سکینہ اور جادو کے نسخے بیت المقدس کے نیچے غاروں میں چھپائے تھے چنانچہ یہ لوگ تین ہزار سال سے بیت المقدس کے نیچے غار کھود رہے ہیں، یہ بیت المقدس کو گرا کر مستقبل میں ہیکل سلیمانی کو یہاں تک پھیلانا بھی چاہتے ہیں۔ کیوں......؟؟

ہم اس کی طرف بھی بعد میں آئیں گے، ہم پہلے بیت المقدس میں مسلمانوں کی دلچسپی کا ذکر کریں گے، بیت المقدس 11 فروری 624ء تک مسلمانوں کا قبلہ اول تھا، نبوت کے دسویں سال رجب کی ستائیسویں شب کو معراج کا واقعہ پیش آیا، اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو مکہ مکرمہ سے یروشلم لے کر آیا۔ آپ ﷺ براق پر تشریف فرما ہوئے اور براق آپ ﷺ کو اللہ کے حضور لے گیا۔

بیت المقدس کے صحن سے آسمان پر تشریف لے گئے تھے، آج بھی وہاں سات فٹ لمبی، چالیس فٹ چوڑی اور چھ فٹ اونچی چٹان موجود ہے۔ یہ چٹان آپ ﷺ کے ساتھ ہی اوپر اٹھ گئی تھی، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس پر ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ زمین سے جوڑ دیا تھا۔ اس چٹان پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ کا نشان آج تک موجود ہے۔ اموی خلیفہ عبد الملک نے 691ء میں چٹان کے گرد سنہرے رنگ کی عمارت بنا دی، یہ عمارت عربی میں قبۃ الصخرہ اور انگریزی میں ''ڈوم آف دی راک'' کہلاتی ہے۔ یہ مسلمانوں کے ہاتھوں عرب سے باہر پہلی عمارت تھی۔

یہ عمارت آج دنیا بھر میں یروشلم کی پہچان ہے، یہ سنہری عمارت قبلہ اول نہیں، بیت المقدس سنہری عمارت سے ذرا فاصلے پر تہہ خانے میں ہے، آپ کو وہاں جانے کے لیے سیڑھیاں اترنا پڑتی ہیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبی نے آج سے آٹھ سو سال قبل مسجد اقصیٰ کی توسیع کی، یہ توسیع اقصیٰ جدید کہلاتی ہے۔ یہودی اس سنہری عمارت اور اقصیٰ جدید کو بھی گرانا چاہتے ہیں۔ یہودیوں کا خیال ہے ہیکل سلیمانی بیت المقدس اور اقصیٰ جدید تک وسیع ہوگا۔

یہودیت، عیسائیت اور اسلامی عقائد کے مطابق قیامت سے قبل دجال کا ظہور ہوگا۔ یہودی دجال کو مسیح (Mashiach) کہتے ہیں جب کہ عیسائی اسے اینٹی کرائسٹ کا نام دیتے ہیں۔ یہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے بعد ظاہر ہوگا۔ پوری دنیا کے یہودی اسرائیل میں جمع ہونگے، دجال اسرائیل کو ''کنگڈم آف ڈیوڈ'' ڈکلیئر کرے گا اور دنیا کو فتح کرنا شروع کر دے گا، یہ پوری عیسائی اور مسلمان دنیا کو تباہ و برباد کر دے گا۔ یہ جنگ چالیس سال جاری رہے گی۔

دنیا ملبے کا ڈھیر بن جائے گی یہاں تک کہ دنیا کے قدیم ترین شہر دمشق میں حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا، فجر کی نماز سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامعہ امیہ کے سفید مینار سے اتریں گے، یہ حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور پھر یہ دونوں دجال کے خلاف صف آراء ہو جائیں گے، ایک بہت بڑی جنگ ہو گی، یہودی اس جنگ کو Armagedon کہتے ہیں۔

اسلامی عقائد کے مطابق مسلمان یہ جنگ جیت جائیں گے، فتوحات کے بعد اسلامی ریاست بنے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام 45 سال کی زندگی گزار کر انتقال فرمائیں گے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونگے۔ ان کے بعد حضرت مقعد کی حکومت آئے گی، حضرت مقعد کے انتقال کے 30 سال بعد اچانک سینوں سے قرآن مجید اٹھا لیا جائے گا جس کے بعد قیامت کے آثار شروع ہو جائیں گے جب کہ یہودی عقائد کے مطابق یہ جنگ

دجال (Mashiach) جیت جائے گا جس کے بعد یروشلم کے مضافات میں جبل الزیتون پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ یہ قیامت کی پہلی نشانی ہوگی۔

جبل الزیتون (ماؤنٹ آف اولیوز) یروشلم کے مضافات میں ہے، یہودی اس پہاڑی پر دفن ہونا اعزاز سمجھتے ہیں، یہودی دن میں تین بار اپنے سینا گوگا میں دجال کی آمد کی دعا کرتے ہیں، یہ دعا ''شمونے عسرے'' کہلاتی ہے۔ یروشلم یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں مذاہب کے لیے مقدس ترین شہر ہے۔

یہ انبیا کرام علیہم السلام کا شہر ہے، مسلمان 13 سال بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے، یہ شہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح ہوا اور یہ سینکڑوں سال مسلمانوں کے قبضے میں رہا، سنہری گنبد قبۃ الصخرہ آج بھی مسلمانوں کی نشانی بن کر یہاں موجود ہیں، یہ شہر قیامت کی اہم ترین نشانیوں میں بھی شامل ہے، وہ چٹان جو معراج کے وقت براق کے ساتھ اوپر اٹھ گئی تھی۔

وہ مسلمانوں اور یہودیوں دونوں کے لیے مقدس ہے، یہودی اسے ماؤنٹ ماریحا کہتے ہیں، یہودیوں کا خیال ہے، یہ چٹان دنیا کا مقام آغاز تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے لیے حضرت اسحٰق علیہ السلام یہودی عقیدے کے مطابق کو قربان کرنے کی کوشش کی تھی، (جب کہ ہم مسلمان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پر ایمان رکھتے ہیں) کو بھی اسی چٹان پر لٹایا تھا، یہودی اگلے تین برسوں میں بیت المقدس، اقصیٰ جدید اور سنہری عمارت یہ تینوں عمارتیں گرا ئیں گے۔

مسلمانوں کے ساتھ ان کا تصادم ہوگا، دجال کا ظہور ہوگا، عالمی جنگ شروع ہوگی، دجال احد کی پہاڑیوں تک پہنچ جائے گا، جبل الزیتون پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہوگی اور پھر قیامت آجائے گی۔ ہم مسلمان دجال تک یہودیوں سے متفق ہیں لیکن ہم آخر میں اسلام کے اور مسلمانوں کے غلبے پر ایمان رکھتے ہیں۔

ہم اب ڈونلڈ ٹرمپ کی حماقت کی طرف آتے ہیں، دنیا اس وقت دو خوفناک خطرات کے درمیان سانس لے رہی ہے، دنیا میں تباہ کن ہتھیاروں کی انبار لگے ہیں، کرہ ارض کے چاروں کونوں میں شدت پسندوں کی حکومتیں ہیں، پیوٹن جیسا شدت پسند روس میں موجود ہے۔ شمالی کوریا میں کم جونگ جیسا پاگل برسراقتدار ہے، نریندر مودی جیسا شدت پسند بھارت کا وزیراعظم ہے، امریکہ میں ڈونلڈ ٹرمپ کی حکومت آ چکی ہے، ایران بھی میدان میں بس اترا ہی چاہتا ہے، عراق اور شام میں داعش پھیلتی جا رہی ہے اور پاکستان کے حالات ہم سب کے سامنے ہیں، یہ پہلا خطرہ ہے، دوسرا خطرہ اسرائیل اور یہودی ہیں۔

یہ قیامت کی چاپ سن رہے ہیں، یہ روز دن میں تین مرتبہ ''شمونے عسرے'' کرتے ہیں، یہ اونچی آواز میں دجال کو آواز دے رہے ہیں، چنانچہ بس یہ آواز سننے کی دیر ہے اور یہ دنیا چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس کر برابر ہو جائے گی، صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے 6 ستمبر 2017ء کو اچانک اپنا سفارت خانہ تل ابیب سے یروشلم شفٹ کرنے کا اعلان کر کے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔

دنیا کو ٹرمپ کے پروانے میں اپنی تباہی صاف نظر آ رہی ہے، یہ اعلان جس دن پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اس دن دنیا کی تباہی کا عمل شروع ہو جائے گا۔ ہم تیسری عالمی جنگ کا رزق بن جائیں گے چنانچہ میری آپ سے درخواست ہے، آپ اللہ سے جتنی معافی مانگ سکتے ہیں مانگ لیں، آپ سکھ کے جتنے سانس لے سکتے ہیں آپ لے لیں اور آپ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کر سکتے ہیں آپ کر لیں کیونکہ خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے، اب بس ایک دھماکے کی دیر ہے اور دنیا میں اختتام کا آغاز ہو جائے گا، ہم اپنی آنکھوں سے اپنی دنیا کو خزاں کے پتوں کی طرح اڑتے دیکھیں گے۔

> چنانچہ میری آپ سے درخواست ہے، آپ اللہ سے جتنی معافی مانگ سکتے ہیں مانگ لیں، آپ سکھ کے جتنے سانس لے سکتے ہیں آپ لے لیں اور آپ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کر سکتے ہیں آپ کر لیں کیونکہ خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے، اب بس ایک دھماکے کی دیر ہے اور دنیا میں اختتام کا آغاز ہو جائے گا، ہم اپنی آنکھوں سے اپنی دنیا کو خزاں کے پتوں کی طرح اڑتے دیکھیں گے۔

ایک جانب آئے دن مشرق وسطیٰ میں عدم استحکام اور افراتفری بڑھتی جا رہی ہے اور دوسری جانب امریکی صدر ٹرمپ نے مقبوضہ بیت المقدس (یروشلم) کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کر کے پوری امت مسلمہ کو اذیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ اسرائیل کے سوا دنیا کا شائد ہی کوئی ملک ہو، جس نے امریکی انتظامیہ کے اس اقدام کی مذمت یا مخالفت نہ کی ہو اور اس کے اثرات جلد یا بدیر ظاہر بھی ہونگے۔ اس وقت شام، عراق اور یمن میں خونریزی جاری ہے اور ناقدین کا ماننا ہے کہ یہ ایک بحران کی شکل اختیار کر کے پورے مشرق وسطیٰ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

اگر ٹرمپ کے مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کرنے کے فیصلے کو مشرق وسطیٰ کی موجودہ گھمبیر صورت حال کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسے ایک انتہائی غیر دانش مندانہ اقدام ہی کہا جا سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ 27 پر

پہلی قسط

سیرت جد الانبیا
حضرت ابراہیم علیہ السلام

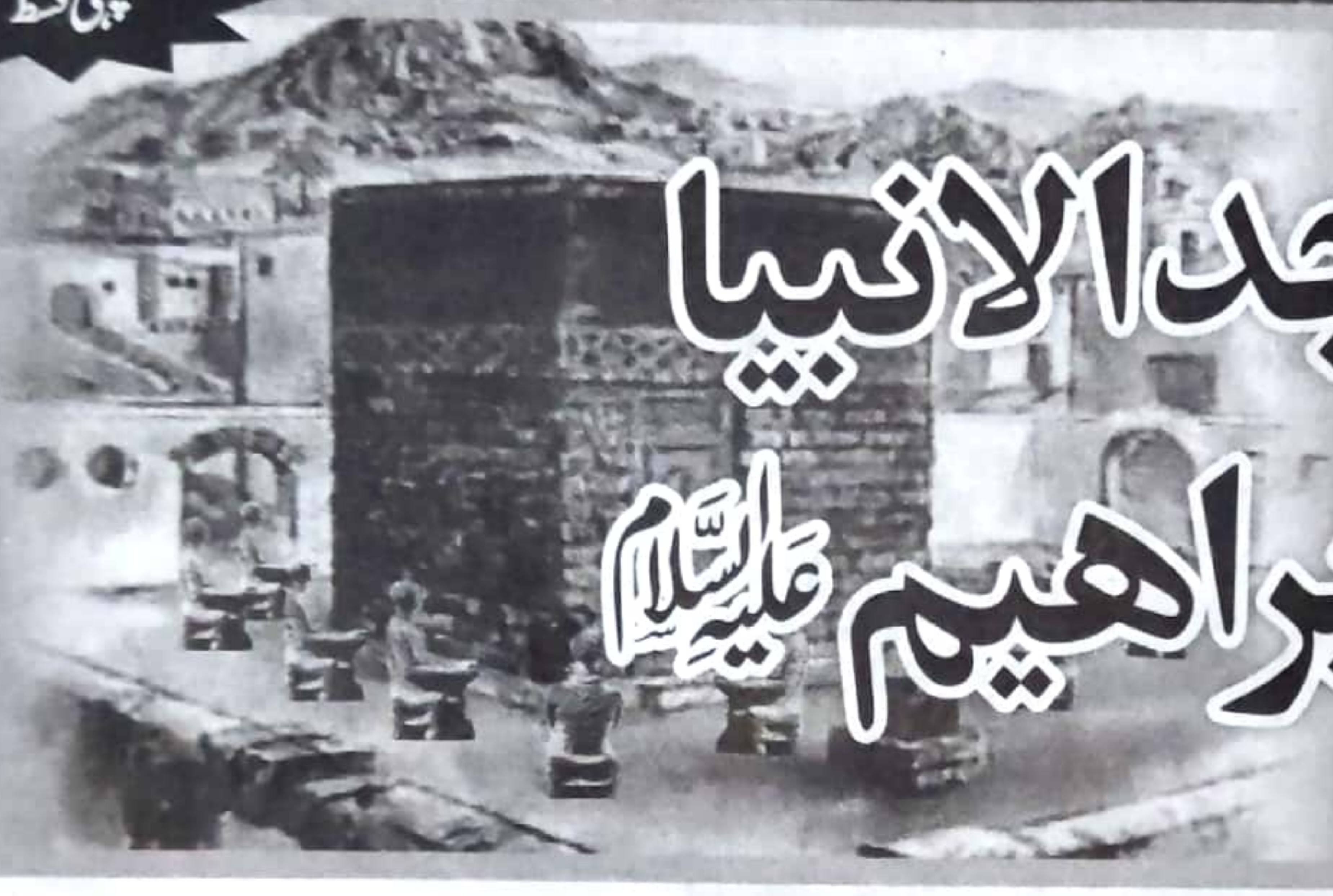

خولہ بنت خالد

قدیم عرب اقوام کی دو شاخیں زیادہ مشہور ہیں:

۱) عرب عاربہ

جنہیں قحطانی عرب کہا جاتا ہے، ان کا جد امجد یعرب بن یشجب بن قحطان ہے۔

۲) عرب مستعربہ

جنہیں عدنانی عرب کہا جاتا ہے، ان کے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام قریباً چار ہزار سال قبل عراق کے شہر ''اُور'' میں پیدا ہوئے۔ اُور جہاں دنیاوی لحاظ سے بہت بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز تھا، وہاں دینی لحاظ سے بھی شرک کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر اپنی قوم کے پروہت اور پیشوا تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالا تو سوچنے لگے کہ قوم جن بتوں اور پتھروں کو اپنا خدا سمجھتی ہے، یہ نہ بول سکتے ہیں، نہ چل پھر سکتے ہیں، نہ کھا پی سکتے ہیں، نہ کسی کو زندگی اور موت دے سکتے ہیں تو پھر انہیں اپنا رب کیوں مانا جائے؟

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صاف صاف اعلان فرمادیا:

''میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔'' (الانعام: 76)

اس واضح اور کھلے اعلان توحید کے بعد باپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قتل کرنے اور گھر سے نکالنے کی دھمکی دے دی، باپ کا یہ جارحانہ انداز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پایہ استقلال میں ذرا سی لغزش بھی پیدا نہ کرسکا اور ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر باپ کی وراثت، گدی اور جاہ و عزت چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا تصادم حکومت وقت کے ساتھ ہوا۔ اپنی قوم کو شرک کی حقیقت سمجھانے کے لیے موقع پا کر سرکاری خانقاہوں میں گھس گئے اور بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کے ٹکڑے کردیئے۔ جب لوگوں کو علم ہوا تو آپ کو بادشاہ کے دربار میں طلب کیا گیا اور پوچھا گیا:

''ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟''

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''یہ سب کچھ معبودوں کے سردار نے کیا ہے، ان ٹوٹے ہوئے خداؤں سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں؟ انہوں نے اپنے دل میں اس بات پر غور کیا اور آپس میں دوسرے سے کہنے لگے کہ درحقیقت تم خود ہی ظالم ہو، پھر ان کی مت پلٹ گئی اور کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ تو بولتے نہیں۔''

ابراہیم نے کہا:

''پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کر رہے ہو، جو تمہیں نہ نفع پہنچانے پر قادر ہیں نہ نقصان پہنچانے پر۔ افسوس ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر جن کی تم عبادت کر رہے ہو، اللہ کو چھوڑ کر، تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے؟'' ﴿سورہ الانبیا: 66 تا 67﴾

اس موقع پر بتوں کا نہ بول سکنا، نفع و نقصان نہ پہنچا سکنا ایک ایسی کھلی حقیقت تھی جس کا انکار ممکن نہ تھا، لہٰذا دوسرا سوال یہ پوچھا گیا:

''پھر تمہارا رب کون ہے؟'' آپ نے جواب دیا:

''میرا رب وہی ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے۔'' تب بادشاہ نے جواب دیا:

''زندگی اور موت تو میرے ہاتھ میں بھی ہے''

تب حضرت ابراہیمؑ نے فوری جواب دیا:

''اچھا تو اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔'' یہ دلیل سن کر کافر ششدر رہ گیا۔'' ﴿سورہ البقرہ: 258﴾

اس مدلل جواب پر غور کرنے کی بجائے یہ شاہی فرمان جاری کیا گیا:

''جلا ڈالو اس کو اور مدد کرو اپنے خداؤں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔''

حکومت کا یہ ظالمانہ فیصلہ بھی حضرت ابراہیمؑ کو عقیدہ توحید سے منحرف نہ کرسکا، وہ ایک موحد جس کے ساتھ نہ کوئی لاؤ لشکر تھا نہ کوئی جماعت تھی، نہ اسے کوئی وسائل حرب میسر تھے۔ تن تنہا پوری مشرک قوم پر بھاری ثابت ہوا، اسے راستے سے ہٹانے کے لیے پوری قوم حرکت میں آگئی۔

آگ کا ایک الاؤ تیار کرلیا گیا، اور وہ جو پہلے ہی اپنے مالک حقیقی کے نام پر اپنی جان قربان کرنے کے علاوہ ہر چیز قربان کرنے آیا تھا، اب اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنے کے لیے بے خطر آتش نمرود میں کود گیا، تب زندگی اور موت کے حقیقی مالک کی طرف سے فرمان جاری ہوا:

''ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا ابراہیم کے لیے۔'' ﴿سورہ الانبیاء: 69﴾

حکومت کا یہ ظالمانہ فیصلہ بھی حضرت ابراہیمؑ کو عقیدۂ توحید سے منحرف نہ کر سکا وہ ایک موحد جس کے ساتھ نہ کوئی لاؤ لشکر تھا نہ کوئی جماعت تھی، نہ اسے کوئی وسائل حرب میسر تھے۔ تن تنہا پوری مشرک قوم پر بھاری ثابت ہوا اسے راستے سے ہٹانے کے لیے پوری قوم حرکت میں آ گئی۔

اور حضرت ابراہیمؑ آگ سے بالکل محفوظ و مامون ہو کر باہر نکل آئے۔ اس مشرک قوم کی بد نصیبی ملاحظہ ہو کہ اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے باوجود کوئی ایک آدمی بھی آپؑ پر ایمان نہ لایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہاں سے ہجرت کا حکم دے دیا۔

اور آپ عقیدہ توحید کی خاطر اپنا آبائی وطن ترک کر کے شام کے شہر ''حران'' تشریف لے گئے، وہاں سے فلسطین کا سفر اختیار کیا۔ ایک مرتبہ اپنی بیوی حضرت سارہؓ کے ساتھ مصر تشریف لے گئے، بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے بری نیت سے دونوں کو دربار میں طلب کیا۔ حضرت سارہؓ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی جو قبول ہو گئی اور بادشاہ اسی وقت اللہ کی پکڑ میں آ گیا، جس سے بادشاہ سمجھ گیا کہ یہ خاتون اللہ کی کوئی خاص مقرب بندی ہے چنانچہ اس نے توبہ کی اور اپنی بیٹی ہاجرہ کو حضرت سارہ کی خدمت میں دے دیا۔

حضرت سارہؓ نے خود حضرت ہاجرہ کا نکاح حضرت ابراہیمؑ سے کروا دیا۔

مصر سے حضرت ابراہیمؑ واپس تشریف لائے اور اسے اپنی دعوت کا مرکز بنایا، اسی سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجرہؓ سے ایک بیٹا اسماعیلؑ عطا فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ کے حکم سے اپنی بیوی اور بیٹے کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں ٹھہرا دیا۔ واپس جانے لگے تو بیوی نے بار بار سوال کیا کہ آپ ہمیں اس جنگل بیاباں میں کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہیں؟؟

اپنی رفیقہ حیات اور چند ماہ کے جگر گوشہ سے جدائی کا تصور یقیناً حضرت ابراہیمؑ کے جذبات میں تلاطم برپا کر رہا ہوگا۔ وہ پلٹے اور دیکھے بغیر صرف اتنا جواب دیا:

''اللہ کے حکم پر'' تب وہ اللہ کی سراپا تسلیم و رضا بن گئیں اور کہا:

''پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔''

اس طرح آپ اپنے اہل و عیال سے نامعلوم عرصہ تک کے لیے جدا ہو گئے، کچھ آگے جا کر ابراہیمؑ نے اپنے رب کے حضور ہاتھ پھیلا کر وہ دعا مانگی جس کے اثرات آج ہر مسلمان اس وادی میں پہنچ کر خود دیکھ سکتا ہے۔

''اے ہمارے رب! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصہ کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ اے ہمارے رب! یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا کہ وہ ان کی طرف کھنچے چلے آئیں اور انہیں کھانے کو پھل دے شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔''

﴿سورہ ابراھیمؑ: 37﴾

سیدنا ابراہیمؑ کا اپنے اہل و عیال کو اس بے آباد ویرانے میں لے جا کر بسانا بارگاہ الٰہی میں اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے فیصلہ فرما دیا کہ جس شخص پر حج کی عبادت فرض ہو وہ بھی اپنے گھر سے بے گھر اور وطن سے بے وطن ہو، پھر اس مقام پر پہنچے جہاں ایمان نے مادیت پرستی کو شکست دی، یقین نے عقل پرستی کو مات دی، اطاعت الٰہی نے اطاعت نفس کو شکست دی، محبت الٰہی نے محبت عیال کو شکست دی۔ حضرت ابراہیمؑ اس لق دق صحرا میں اپنے اہل و عیال کے لیے جو متاع حیات چھوڑ کر گئے تھے، وہ پانی کا ایک مشکیزہ اور چند کھجوریں تھیں، جب وہ ختم ہو گئیں تو حضرت حاجرہؓ بھی پیاس محسوس کرنے لگیں اور بچہ پیاس کی شدت سے رونے لگا۔

حضرت حاجرہؓ بے چین ہو کر قریب کی پہاڑی صفاء کی طرف بھاگیں کہ وہاں کوئی انسان نظر آ جائے جس سے وہ پانی لے سکیں۔ جب کوئی چیز نظر نہ آئی تو اسی پریشانی کے عالم میں دوسری پہاڑی مروہ کی طرف بھاگیں، اسی پریشانی کے عالم میں انہوں نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے، ابھی مروہ پر ہی تھیں کہ ایک آواز سنی، دیکھا تو حضرت جبرائیلؑ کے ایڑی مارنے سے پانی کا چشمہ نکل آیا جہاں اسماعیلؑ لیٹے تھے۔ یہ ہی وہ چشمہ ہے جسے آب زم زم کہا جاتا ہے اور حضرت حاجرہؓ نے چشمہ کے اردگرد منڈیر بنا کر اسے حوض کی شکل دے دی۔

(جاری ہے)

عقیدہ توحید اور آج کا مسلمان

قسط نمبر 1

وحدہ لا شریک

حافظ کاشف رحمانی

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شیطان انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکانے کے لیے مسلسل پیچھے لگا ہے، قوم کو شیطان کا یہ گھڑا ہوا کام اچھا لگا اور اس قوم نے اپنے نیک بزرگوں کی تصویریں عبادت خانوں میں لٹکا دیں۔

ایک وقت تھا کہ دنیا صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کیا کرتی تھی، جس فطرت اسلام پر ان کو پیدا کیا گیا تھا، اس کی وہ پیروکار تھی، پھر وقت گذرتا گیا اور ایک وقت آیا جب لوگوں کے درمیان ان کے نیک بزرگ انتقال کر گئے تو شیطان نے اس قوم کے لوگوں کے دل و دماغ میں ایک کفر وشرک کا فتنہ برپا کیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے ان بزرگوں کی یاد میں جہاں بیٹھ کر وہ عبادت کیا کرتے تھے، عبادت خانے تعمیر کرو، قوم کو یہ کام عبادت کے لیے اچھا لگا اور انہوں نے وہاں عبادت خانے تعمیر کر دیئے جہاں ان کے بزرگ بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

شیطان نے دوبارہ کفر و شرک کو پھیلانے کے لیے جد و جہد کی اور پھر اس قوم کے پاس آیا اور ان سے کہا عبادت خانوں میں اپنے آباؤ اجداد کے نیک بزرگوں کی تصویریں لگاؤ تا کہ تم ان بزرگوں کی تصویریں دیکھ کر عبادت کرو، تاریخ میں آتا ہے کہ شیطان ان نیک بزرگوں کی تصویریں خود بنا کر قوم کے پاس لے آیا اور قوم کو کفر وشرک کے راستے پر چلانے کی بھرپور کوشش میں لگا دیا۔

حالانکہ وجود دنیا کے وقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شیطان انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکانے کے لیے مسلسل پیچھے لگا ہے، قوم کو شیطان کا یہ گھڑا ہوا کام اچھا لگا اور اس قوم نے اپنے نیک بزرگوں کی تصویریں عبادت خانوں میں لٹکا دیں، وقت گزرتا گیا، اس قوم کے لوگ جب گذر گئے تو آنے والی نئی نسل نے عبادت خانوں میں بزرگوں کی لگی ہوئی تصویریں دیکھ کر ان کے مجسمے تعمیر کیے اور عبادت خانوں میں رکھ دیئے، شیطان کے پیچھے لگی ہوئی یہ قوم اس بات کا پرچار کرنے لگی کہ ہمارے آباؤ اجداد ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور لوگ مجسمہ پرستی اور بت پرستی پر لگ گئے۔

یہ وہ وقت تھا جب اس پاک سرزمین پر سب سے پہلے اللہ کی ذات کے ساتھ شرک ہونے لگا، شیطان لوگوں کو مزید بھڑکاتا رہا اور لوگ شیطان کی اندھا دھند تقلید کرنے لگے اور شرک کے اندھیروں میں گر گئے، لوگ ان بتوں کی یعنی بزرگوں کی نذر نیاز بھی دیتے، وہاں پر عرس مناتے نیز مختلف قسم کی عبادتوں میں لگ گئے۔ اور یہ خیال کرنے لگے کہ یہ بت یعنی بزرگ اللہ کے برگزیدہ اور نیک لوگ ہیں، یہ مرنے کے بعد بھی ہماری آہ و پکار سننے پر قادر ہیں، ہماری مشکلیں، پریشانیاں اور دکھ تکلیفیں دور کر سکتے ہیں، یہ ہمیں اللہ سے معافی دلوا سکتے ہیں، اللہ ان پر راضی ہے اور اللہ ان کی نہیں موڑتا اور ہم گناہ گاروں کی نہیں سنتا۔

قوم اللہ کی توحید کو بھول چکی تھی، شرک کے اندھیروں میں دور نکل چکی تھی، ہر طرف بت پرستی عام تھی، لوگ نیک بزرگوں کے مرنے کے بعد ان کی عبادت شروع کر دیتے تھے، پھر اس وقت اللہ پاک نے اس قوم کی طرف اپنے ایک نبی حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا، جنہیں آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے، نبی نوح علیہ السلام نے سب سے پہلی جو دعوت لوگوں کو دی وہ یہ تھی:

﴿فقال یقوم اعبدو اللہ ما لکم من الہ غیرہ﴾

قرآن مجید کی سورہ نوح آیت نمبر 23 میں ان پانچ بزرگوں کے نام موجود ہیں جن کی وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے، ان کے نام:

[وَد، یغوث، یعوق، سواع اور نسر تھے]

اس پاک سرزمین پر سب سے پہلے جس بزرگ کی عبادت شروع ہوئی اس کا نام ''وَد'' تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو

غور فرمائیں تو صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس سے مراد محض بت نہیں بلکہ وہ ہستیاں مراد ہیں، جن سے کوئی بت یا قبر منسوب ہوتی ہے اور جن کو لوگ عقیدت سے پکارتے ہیں، اگر یقین نہیں آیا تو قرآن پاک کا یہ مقام پڑھیں......

اللہ کی توحید کی دعوت دی اور بدلے میں تقریباً 80 یا 90 لوگ ایمان لائے۔ انبیا کرام علیہم السلام کا سلسلہ چلتا رہا اور ہر نبی اپنی قوم کو یہی دعوت دیتے رہے، ان سارے بتوں، بزرگوں سے منہ موڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام آئے اور ان سب کی یہی دعوت رہی، اور شیطان نے شرک کو پھیلانے کے لیے بہت سے حربے استعمال کیے۔

آخر کار ہمارے پیارے آخر الزماں نبی حضرت محمد ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے، اس وقت جب لوگ شرک کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے، بت پرستی پر قائم تھے، ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی مکہ کے لوگوں کو وہی دعوت دی:

''لوگوں لا الہ الا اللہ کہو، کامیاب ہو جاؤ گے''

میں یہاں پر امت مسلمہ کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو یہ سمجھتے ہیں کہ مکہ کے لوگ بتوں یعنی پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے، وہ اولیا اور نیک لوگوں کو نہیں پوجتے تھے، اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

''اس شخص سے بڑھ کر گم کردہ راہ کون ہوگا، جو اللہ کے سوا ان کے پکارتا ہے جو روز قیامت تک اس کی پکار قبول نہیں کر سکتے اور وہ اس کی چیخ و پکار سے بھی بے خبر ہیں، پھر جس روز لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو وہ اس پکارنے والے کے دشمن ہونگے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔''

﴿الاحقاف: 5-6﴾

ایک اور جگہ پر اللہ پاک فرماتا ہے:

[کیا یہ لوگ ان کو اللہ کا شریک بناتے ہیں، جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے

گئے ہیں، وہ ان کی مدد کی بھی قوت نہیں رکھتے اور اپنے لیے بھی کچھ نہیں کر سکتے]

﴿الاعراف: 192-191﴾

غور فرمائیں تو صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس سے مراد محض بت نہیں بلکہ وہ ہستیاں مراد ہیں، جن سے کوئی بت یا قبر منسوب ہوتی ہے اور جن کو لوگ عقیدت سے پکارتے ہیں، اگر یقین نہیں آیا تو قرآن پاک کا یہ مقام پڑھیں...... ارشاد ہوا ہے:

[بے شک جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری طرح کے بندے ہی ہیں، پس تم ان کو پکار کر دیکھو اگر تم سچے ہو، تو وہ تمہاری پکار قبول کریں۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چل سکیں؟ کیا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑ سکے؟ کیا ان کی آنکھیں نہیں جن سے وہ دیکھ سکیں؟ کیا ان کے کان نہیں جن سے وہ سن سکیں؟]

﴿الاعراف: 195-194﴾

سوچیے! اس شخص سے بڑھ کر کون قابل رحم ہو سکتا ہے جو اللہ قادر مطلق کو چھوڑ کر ان بزرگوں کو پکارتا ہے، جو ہماری طرح کے بندے ہیں، مگر ان کے اعضاء کام نہیں کرتے، یہ بت نہیں بلکہ ﴿عباد امثالکم﴾ تمہاری طرح کے بندے ہیں اور ہم جیسے لوگ جو خود قرآن و حدیث نہیں پڑھتے، مولویوں اور اماموں کے سپرد کیا ہوا ہے، جس طرح وہ ہم کو بتا دیں ہم اسی طرح ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، افسوس ہے ان پڑھے لکھے لوگوں پر اور ان پر جنہوں نے یونیورسٹیوں میں پڑھ کر بہت سی ڈگریاں تو حاصل کر لیں لیکن یہ خبر نہیں کہ توحید کیا ہے......؟؟

جب انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تو ڈاکٹر نہیں تھا، زندگی گذارنے کے لیے ڈاکٹر بنا، جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تو انجینئر نہیں تھا، زندگی گذارنے کے لیے انجینئر بنا، جب پیدا ہوا تو ٹیچر نہیں تھا، زندگی گذارنے کے لیے ٹیچر بنا، کاروباری نہیں تھا، زندگی گذارنے کے لیے کاروبار کے رنگ ڈھنگ اور اصول سیکھے، ہر جتن اور جدو جہد کی لیکن اس چیز کی خبر نہیں کہ جب مشکل وقت آئے تو اللہ کو پکارنا یا پھر غیر اللہ کو......؟؟

اگر آج برصغیر پاک و ہند میں نظر دوڑائی جائے تو اللہ کی قسم دل خون کے آنسو روتا ہے، آج کلمہ پڑھنے والے مسلمان قبروں پر ڈھیر ہیں، آج کلمہ پڑھنے والا مسلمان مزاروں پر چادریں چڑھا رہا ہے، غیر اللہ کی پرستش میں لگا ہوا ہے۔ وہ لا الہ الا اللہ بھی پڑھتا ہے اور بزرگوں کی قبروں اور مزاروں پر چڑھاوے بھی چڑھاتا ہے، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہادؐ، ذکر و اذکار کرنے والے مسلمان کو اس چیز کی خبر ہی نہیں کہ توحید اور شرک کیا ہے......؟؟

بقیہ: بچوں کی تربیت کے لیے چند اہم پوائنٹ

۸۲) بچوں کے ساتھ ذہانت بڑھانے والے کھیل کھیلیں۔

۸۳) ان کی تعلیم پر خود توجہ دیں اور تعلیمی پریشانیوں کو حل کریں۔

۸۴) بچوں کو تاریخی واقعات، دینی اشعار، ضرب الامثال یاد کروائیں۔

۸۵) بچوں کو اپنی بات دلیل سے کرنے کا طریقہ سکھائیں۔

۸۶) اپنے بچوں کو دنیا کی مشہور زبانیں سکھانے پر توجہ دیں۔

سزا و انعام

۸۷) بچوں کو سزا و انعام اصول سے دیں۔

۸۸) انعام ہمیشہ دیں، سزا کبھی کبھار۔

۸۹) انعام بدل بدل کر دیں، ہمیشہ پیسے نہ دیں، کبھی سیر کروا دیں، کبھی کھیلنے کی اجازت دے دیں، کبھی کمپیوٹر چلانے کی اجازت دے دیں وغیرہ۔

۹۰) سزا بھی بدل بدل کر دیں، ہمیشہ مارنا مناسب نہیں، کبھی ایک مدت تک ناراض ہو جائیں، کبھی بچے کا خرچہ بند کر دیں۔

۹۱) مناسب سزا وہ ہے جس سے بچہ سدھر جائے۔

۹۲) یاد رکھیں اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی بچے کو مارا نہیں تھا۔

۹۳) پہلی دفعہ غلطی پر نہ ماریں۔ ۹۴) بہت سخت سزا نہ دیں۔

۹۵) بچے کو کبھی یہ بات محسوس نہ کروائیں کہ آپ کو سزا دینے میں مزا آ رہا ہے یا آپ اس سے نفرت کرتے ہیں۔

۹۶) بچے کو کسی کے سامنے نہ ماریں اور نہ زیادہ غصے کے وقت ماریں، بچے کے چہرے پر مارنے سے گریز کریں۔

۹۷) جب بچے سے وعدہ کر لیا کہ میں تجھے نہیں ماروں گی تو پھر وعدہ خلافی نہ کریں۔

۹۸) بچوں کو یہ محسوس کروائیں کہ اس سزا میں ان کی مصلحت ہے۔

۹۹) بچوں کو بتائیں کہ سزا تکلیف دینے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ ادب سکھانے کے لیے ہوتی ہے۔

اُخت حیدر

مفکرِ پاکستان شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

کی زندگی کے کچھ یادگار پہلو

9 نومبر علامہ اقبال کا یوم ولادت ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کی مستند تحقیق کے مطابق وہ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ کے لوئر مڈل کلاس کے تاجر شیخ نور محمد کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں ایک بچے نے آنکھ کھولی، یہ وہی آنکھ تھی جس نے بعد ازاں پاکستان کا خواب دیکھا تھا۔ والدین نے اس بچے کا نام محمد اقبال رکھا، اس بچہ کی پرورش خالص مذہبی ماحول میں کی گئی، اقبال کی زندگی کے کچھ پہلو قارئین کی نظر ہیں۔

گھرانہ

علامہ اقبال کے والد کو علماء کی محفلوں میں بیٹھنے کا شوق تھا، علامہ اقبال کی والدہ محترمہ امام بی بی ان پڑھ ہونے کے باوجود ایک مدبر، نیک صفت اور معاملہ فہم خاتون تھیں، غریب پروری ان کی نمایاں خصوصیت تھی، ان کی امانت اور دیانت کی وجہ سے محلے کی خواتین نے اپنی امانتیں سونا اور نقدی وغیرہ ان کے پاس رکھوایا کرتی تھیں۔

علامہ اقبال کے آباؤ اجداد قبول اسلام کے بعد 18 ویں صدی کے آخر میں یا انیسویں صدی کے آغاز میں کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ تشریف لائے، تو آپ نے محلہ کھٹیاں میں رہائش اختیار کی۔ آپ کے والد شیخ نور محمد نے سیالکوٹ میں کشمیری لوئیوں اور کھیسوں کی فروخت کا کاروبار شروع کیا۔ آپ کے سیالکوٹ کے اکثر مقامی علماء کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔

تعلیم

اقبال بسم اللہ کی عمر کو پہنچے تو انہیں مولانا خادم حسین کے پاس داخل کروادیا گیا، مولانا محلہ شوالہ کی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ بعد ازاں آپ نے ابتدائی تعلیم مشن ہائی سکول سیالکوٹ سے حاصل کی۔

علامہ اقبال نے سکاچ مشن ہائی سکول میں پنجاب یونیورسٹی کے تحت 5 جنوری 1891ء میں رول نمبر 1799 کے تحت اینگلو ورنیکلر مڈل کا امتحان دیا۔ مڈل کے امتحان میں لازمی مضامین میں انگریزی، اردو، جنرل نالج کے علاوہ عربی اور فارسی اختیاری مضامین رکھے تھے، علامہ اقبال نے مڈل کے امتحان میں 850 میں سے 579 نمبر حاصل کیے اور سکول کے آرٹس گروپ میں اول پوزیشن حاصل کی۔ 1893ء میں پنجاب یونیورسٹی کے تحت ہونے والے میٹرک کے امتحانات میں 670 نمبروں میں سے 424 نمبر حاصل کیے اور ان کی فرسٹ ڈویژن تھی، حکومت نے آپ کے لیے 12 روپے ماہوار وظیفہ مقرر کیا، دوران تعلیم ہی مشن سکول کو 1889ء میں کالج کا درجہ دے دیا اور ریورنڈ جے ڈبلیو ٹیکسن کو کالج کا پرنسپل مقرر کر دیا۔ میٹرک کے بعد مولوی سید میر حسن نے علامہ اقبال کے والد محترم شیخ نور محمد کو کالج میں پڑھانے کا مشورہ دیا۔

آپ نے 5 مئی 1893ء میں سکاچ مشن کالج میں داخلہ لیا، آپ کی کلاس میں کل 20 طالب علم تھے، جن میں سے صرف 4 مسلمان اور باقی 16 غیر مسلم تھے۔ اقبال نے فرسٹ ایئر میں انگریزی، ریاضی، عربی اور فلسفی مضامین کا انتخاب کیا تھا، علامہ اقبال نے رول نمبر 383 کے تحت امتحانات دیئے اور 570 میں سے 276 نمبر حاصل کیے، آپ کے صرف 4 کلاس فیلو (جگن ناتھ 335 نمبر، شیخ علامہ اقبال 276 نمبر، لچھمن داس نیئر 212 نمبر اور فضل الٰہی 245 نمبر) انٹرمیڈیٹ میں کامیاب ہوئے۔

انٹرمیڈیٹ کے بعد آپ لاہور تشریف لے گئے، آپ نے گورنمنٹ کالج میں بی اے کی کلاس میں داخلہ لیا، آپ نے انگریزی، فلسفہ اور عربی مضامین کا انتخاب کیا، آپ انگریزی اور فلسفہ گورنمنٹ کالج میں پڑھتے اور عربی پڑھنے اورینٹل کالج جاتے جہاں مولانا فیض الحسن سہارنپوری جیسے بے مثال استاد تشریف رکھتے تھے۔

1898ء میں آپ نے بی اے کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا، آپ کو وظیفہ اور تمغوں سے نوازا گیا۔ بی اے کے بعد آپ نے ایم فلسفہ میں داخلہ لیا اور مارچ 1899ء میں ایم اے کا امتحان دیا اور پنجاب یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن تشریف لے گئے، وہاں آپ نے کیمبرج یونیورسٹی لندن میں داخلہ لیا، آپ کو قانون سے خاص دلچسپی تھی، لہٰذا آپ قانون کی تعلیم لنکنز ان لاء کالج میں حاصل کرنے لگے، فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے آپ نے جرمنی کی میونخ یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور 4 نومبر 1907ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

> وہ وزیروں یا بڑے سرکاری عہدے داروں سے بھی اسی طرح ملتے جس طرح عام لوگوں سے ملا کرتے تھے، ہاں ...... مجاہدین اسلام میں سے اگر کسی بڑی شخصیت سے ملاقات ہوتی تو سراپا انکسار بن جاتے تھے۔

سیاسی سفر

1906ء میں سید امیر علی نے انگلستان میں ایک انجمن قائم کی جس کا مقصد یہ تھا کہ برطانوی ارباب سیاست کو ہندوستان کے سیاسی حالات سے باخبر کیا جائے اور مسلمانوں کے نقطہ نظر کی وضاحت کی جائے، اقبال اس انجمن کے رکن تھے۔ 1908ء میں لندن مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا جس کے صدر سید امیر علی تھے، علامہ اقبال نے مسلم لیگ کی رکنیت بھی حاصل کی، جولائی 1908ء میں وہ بار ایٹ لاء اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریوں کے حصول کے بعد پاکستان تشریف لائے تو پنجاب مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے۔ علامہ اقبال نے 20 جولائی 1926ء کو پنجاب کونسل کے آئندہ ہونے والے انتخاب کے امیدوار ہونے کا اعلان روزنامہ ''زمین دار'' میں 20 جولائی کو ایک مراسلے کے ذریعے کیا۔ ان کے مقابلہ میں مذکورہ انتخابات میں میاں عبد العزیز بیرسٹر، ملک محمد حسین چیئرمین لاہور میونسپلٹی کمیٹی اور ملک محمد دین مقابلے پر تھے۔

میاں عبد العزیز اور ملک محمد حسین نے تو دست برداری کا اعلان کر دیا مگر ملک محمد دین نے الیکشن لڑنے کا اعلان کر دیا حالانکہ اس وقت ووٹروں کی اکثریت چاہتی تھی کہ علامہ اقبال کو بلا مقابلہ ہی منتخب کر دیا جائے۔ بہر حال انتخابات ہوئے اور علامہ اقبال واضح اکثریت کے ساتھ یہ مقابلہ جیت گئے، اقبال 1927ء میں پنجاب کونسل کے فنانس کمیٹی اور ایجوکیشن کمیٹی کے رکن بھی مقرر ہوئے۔

سچے محب رسول ﷺ

علامہ اقبال کی تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی تھی، اس وجہ سے علامہ اقبال سچے محب رسول تھے۔ آپ کی نعتیہ شاعری حضور اکرم ﷺ سے والہانہ عقیدت، جذباتی لگاؤ، قلبی شگفتگی اور ذوق وشوق سے مزین نظر آتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان میں عقیدت کے ساتھ ساتھ سوز وگداز، درد اور تاثیر بھی نمایاں ہوتی ہے۔ علامہ اقبال کی زندگی ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے جن میں نبی ﷺ کی محبت جھلکتی ہے، حب رسول ﷺ کے حوالے سے علامہ اقبال کی زندگی میں اس قدر سوز وگداز و سرشاری تھی کہ جب بھی سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر ہوتا آپ بے تاب ہو جاتے تھے اور بسا اوقات دیر تک روتے رہتے تھے۔ سیرت پاک ﷺ کے کسی عنوان پر گفتگو فرماتے تو ایسی عام فہم، سیر حاصل اور شگفتہ گفتگو کرتے کہ سننے والا ہر موافق اور مخالف حضور اکرم ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اگر علامہ اقبال کے سامنے کوئی مسلمان آنحضور نبی اکرم ﷺ کی شان عالی اقدس میں کوئی گستاخانہ یا بے باکانہ لفظ استعمال بھی کرتا تو نہایت برہم ہو جایا کرتے تھے۔

سادگی

ہر شخص سے خواہ اس کا تعلق کسی مذہب سے یا طبقے سے ہو نہایت محبت اور اخلاص سے ملتے تھے۔ طبیعت میں بے حد سادگی تھی اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ صرف بنیان پہنے اور تہہ بند باندھے بیٹھے ہیں، اور قریب کرسیاں ہوتیں، آپ سے ملنے والے طلباء، علماء، وکلا، ہائی کورٹ کے جج اور صوبائی وزیر آتے، معززین شہر بھی ہوتے اور معمولی درجے کے لوگ بھی شامل محفل ہوتے، علامہ سب کو ایک نظر سے دیکھتے، یکساں برتاؤ کرتے، کسی بڑے کے آگے جھکتے نہ چھوٹے سے بے اعتنائی کرتے۔ سب سے بے تکلف و بے تصنع گفتگو کرتے، کسی کے لیے کوئی خاص اہتمام کرنا یا اپنا معمول ترک کرنا ان کی عادت میں داخل نہ تھا، اس کے ساتھ ہی ان میں خود اعتمادی بھی بے انتہا تھی۔

وہ وزیروں یا بڑے سرکاری عہدے داروں سے بھی اسی طرح ملتے جس طرح عام لوگوں سے ملا کرتے

بہر حال 21 اپریل 1938ء کو وہ عظیم شاعر، فلسفی، مفکر اور محب رسول ﷺ اس دنیا سے کوچ کر گیا، اس روز پورا ہندستان سوگوار تھا۔ لاہور میں تمام کاروباری ادارے، تعلیمی ادارے اور دفاتر بند رہے۔ شام پانچ بجے اس مرد قلندر کا جنازہ اٹھا تو جلوس میں سوگواروں کا ایک سمندر تھا جن میں مسلمان ہی نہیں ہندو، سکھ، عیسائی، اور ہر طبقے اور مرتبے کے لوگ شامل تھے۔

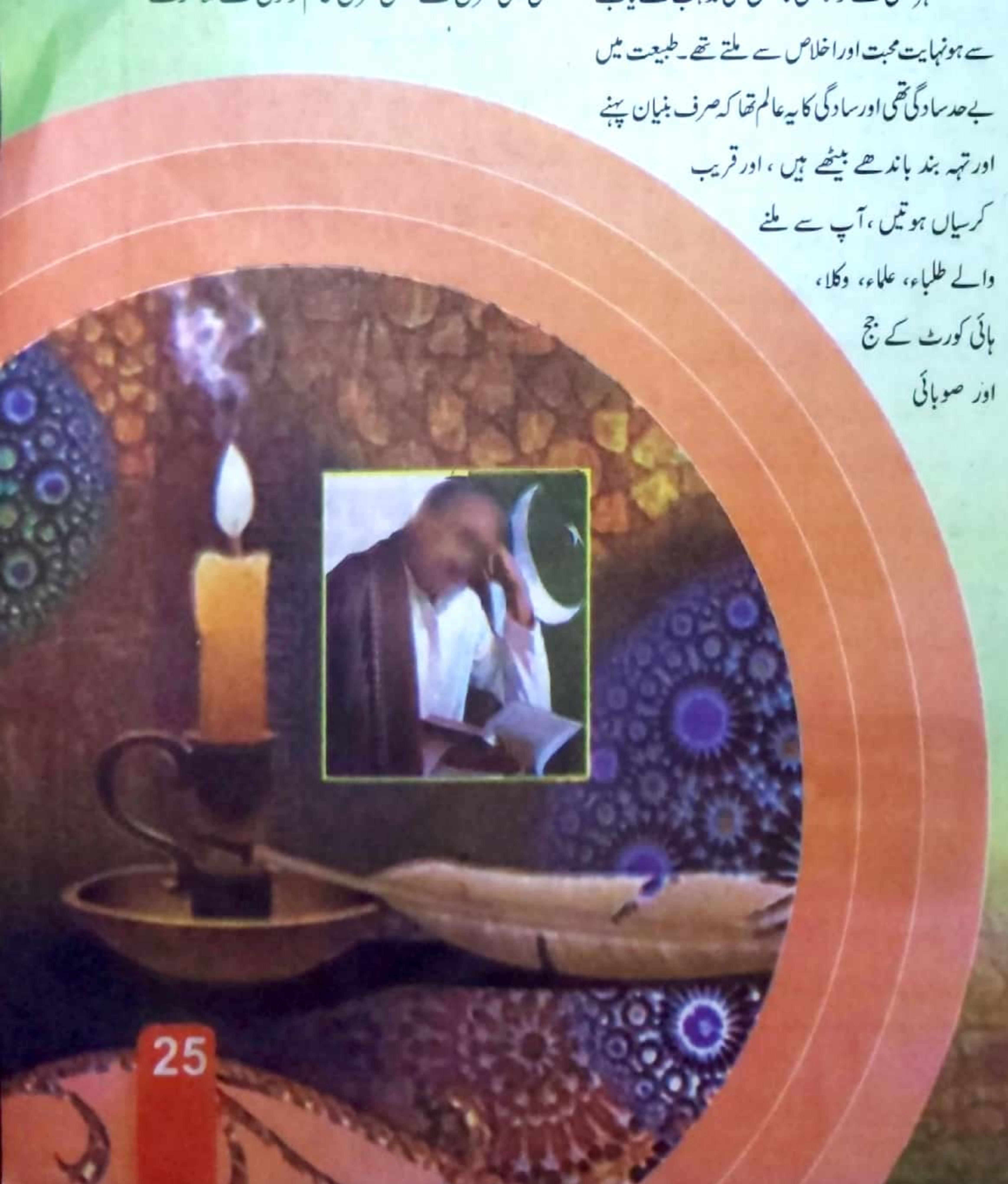

تھے، ہاں...... مجاہدین اسلام میں سے اگر کسی بڑی شخصیت سے ملاقات ہوتی تو سراپا انکسار بن جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ملک فیروز خان نون جو اس وقت پنجاب کے وزیر تھے، ملنے کے لیے آئے تو حضرت علامہ نے انہیں دیکھا اور اپنی جگہ سے بغیر جنبش کیے صرف اتنا کہا: "آیئے، ملک صاحب۔" اور پھر پہلے سے موجود حاضرین سے گفتگو کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔ ملک صاحب دروازے کے پاس رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئے، ان میں اتنی ہمت نہ تھی کہ آگے بڑھ کر علامہ سے ہاتھ ملا لیتے، پھر خاصی دیر وہ اپنی جگہ ادب سے بیٹھنے کے بعد علامہ کی خیریت معلوم کرتے ہی رخصت ہو گئے، علامہ نے ان کے رخصت ہونے پر بھی کسی تپاک کا اظہار نہ کیا۔

ہرن کی کھال

ایک دفعہ راجہ نریندر ناتھ نے علامہ اقبال کو چائے کی دعوت دی، راجہ کے کمرے میں ہرن کی کھالیں بچھی ہوئی تھے، علامہ اقبال ان سے بچ بچ کر گذرے، راجہ نے حیران ہو کر وجہ دریافت کی تو آپ نے جواب میں بتایا کہ:

"میرے استاد محترم نے ایک مرتبہ میری دی ہوئی جائے نماز استعمال نہ کرنے کا سبب بتاتے ہوئے انکشاف کیا تھا کہ ہرن کی کھال پر بیٹھنے یا چلنے سے انسان کے دل میں لاشعوری طور پر غرور کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی مسلمہ بات ہے۔"

راجہ آپ کے جواب سے اس قدر متاثر ہوا کہ کئی منٹ تک خاموش کھڑے علامہ کے چہرے کو تکتے رہے۔

نوبل پرائز

ایک دفعہ طلباء کا ایک گروپ ان سے ملنے آیا، انہوں نے عجیب سا سوال کر دیا کہ آپ کو نوبل پرائز کیوں نہیں ملا......؟؟

طلباء کا خیال تھا کہ جب دنیا کی بڑی بڑی سرکردہ شخصیتوں اور ہندوستان میں بنگالی شاعر رابندر ناتھ ٹیگور تک کو نوبل پرائز مل سکتا ہے تو اقبال اس قدر ممتاز اور مشہور شخصیت ہونے کے باوجود اس عالمگیر اعزاز سے کیوں محروم ہیں......؟؟

علامہ نے جواب دیا: "اگر مجھے نوبل پرائز مل چکا ہوتا تو پھر مجھ سے سوال کیا جانا تھا کہ میں نے کونسا کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں جس پر اس کا مستحق سمجھا گیا ہوں......لیکن نہ ملنے پر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

با اصول زندگی

آپ پنجاب، علی گڑھ، الہٰ آباد، ناگ پور اور دہلی یونیورسٹی کے ممتحن تھے تو آپ کے اٹل اصول تھے کہ سفارش کسی قریب ترین دوست کی بھی قبول نہ کرتے، ساری زندگی اپنے اصولوں کے پابند رہے، نوجوانوں کے لیے یہ سیکھنا ضروری ہے کہ اصولوں پر استقلال سے چلتے رہنا کامیابی کا لازمی جزو ہے۔

وفات

علامہ اقبال اپنی وفات سے پہلے قریباً چار برس بیمار رہے اور آخری تین ماہ تو انہوں نے بستر پر ہی گذارے، البتہ اس دوران وہ کبھی موت سے خوف زدہ نظر نہیں آئے۔ 20 اپریل 1938ء کو آپ کی حالت مزید خراب ہونا شروع ہوئی، ڈاکٹروں نے صبح نئے علاج کا کہا، رات کو اچانک آپ کے شانوں میں شدید درد اٹھا، نیند اڑ گئی، فجر کی اذانیں ہوئیں تو دوست احباب سمجھے رات کٹ گئی، نماز کو چل دیئے، پیچھے ایک خدمت گذار اللہ بخش رہ گیا، اچانک اقبال کے دل میں شدید درد اٹھا، اللہ بخش نے سہارا دیا، آپ نے اللہ کہا اور روح پرواز کر گئی۔

بہرحال 21 اپریل 1938ء کو وہ عظیم شاعر، فلسفی، مفکر اور محب رسول ﷺ اس دنیا سے کوچ کر گیا، اس روز پورا ہندستان سوگوار تھا۔ لاہور میں تمام کاروباری ادارے، تعلیمی ادارے اور دفاتر بند رہے۔ شام پانچ بجے ان کا جنازہ اٹھا تو جلوس میں سوگواروں کا ایک سمندر تھا جن میں مسلمان ہی نہیں ہندو، سکھ، عیسائی، اور ہر طبقے اور مرتبے کے لوگ شامل تھے۔

بانی پاکستان کا علامہ اقبال کو خراج تحسین

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے یوم اقبال کی دوسری نشست کی 1944ء میں صدارت کی اور کہا کہ:

"کارلائل نے شیکسپیئر کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز کا ذکر کیا" اسے جب شیکسپیئر اور دولت برطانیہ میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تو اس نے کہا میں شیکسپیئر کو کسی قیمت پر نہ دوں گا۔"

یہ بیان سن کر قائداعظم نے ارشاد کیا "گو میرے پاس سلطنت نہیں، لیکن اگر سلطنت مل جائے اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آئے تو میں اقبال کو منتخب کروں گا۔"

قائداعظم نے 26 دسمبر 1938ء کو آل پاکستان مسلم لیگ کے اجلاس بمقام پٹنہ میں کہا تھا کہ:

"علامہ اقبال میرے ذاتی دوست تھے، اور ان کا شمار دنیا کے عظیم شعراء میں ہوتا ہے، وہ اس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک اسلام زندہ رہے گا۔ ان کی عظیم شاعری ہندستانی مسلمانوں کی خواہشات کی صحیح عکاسی کرتی ہے، ان کی شاعری ہمارے لیے اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ کا کام دے گی۔"

شاعر لکھتا ہے:

دین حق کا ترجماں اقبال تھا
جسم تھی ملت زباں اقبال تھا
سوزِ رومی ہو کہ حالی کی تڑپ
درد مندوں کی فغاں اقبال تھا
محبت اس کا حاصل فکر سخن
برتراز سود و زیاں اقبال تھا
اس کے اک اک لفظ میں تاثیر تھی
شاعری کا پاسباں اقبال تھا
سوچتا تھا سارے عالم کے لیے
نوعِ انساں کی زباں اقبال تھا
وسعت فکر و نظر میں بے مثال
فن کا بحرِ بیکراں اقبال تھا
سرور کونین کا شیدا تھا وہ
محبت احمد کا جہاں اقبال تھا

بقیہ: مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی فوج کی جارحیت

ساتھ کشمیری عوام کو بھی یکجہتی کا ایسا پیغام دیتے رہنا چاہیے، جس سے ان کے پایہ استقلال کو مزید تقویت ملے اور حوصلہ افزائی کے ساتھ اس تاثر سے ان کی تحریک آزادی میں جب ضرورت ہو نئی روح پھونکی جا سکے۔ بیرون ملک رہنے والے کشمیری مسلمانوں کی طرف سے بھی انسانی حقوق کی پامالی کے خلاف آواز بلند کرنا قابل ستائش ہے۔

لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ تنازعہ کشمیر پر اقوام عالم کی توجہ اس وقت مبذول کرواتے رہنا چاہیے جب تک کشمیریوں کو آزادی نہیں مل جاتی جو ان کا بنیادی حق ہے۔ آج چونکہ میڈیا کا دور ہے، لہٰذا سوشل، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے بھی ایسی مناسب حکمت عملی مرتب کی جانے چاہیے جس سے کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی آواز کو پوری دنیا میں پھیلایا جا سکے اور بھارت کا اصلی مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے لایا جا سکے۔

کشمیری مسلمان انڈیا اور پاکستان کے درمیان باہمی مذاکرات کی حمایت کرتے ہیں مگر بھارتی بدنیتی کی وجہ سے ابھی تک انہیں ان مذاکرات کا باضابطہ حصہ نہیں بنایا گیا۔ ویسے بھی بھارت اپنے کمزور موقف کی وجہ سے ہمیشہ مذاکرات سے بھاگتا رہا ہے۔ بھارت کو چاہیے کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی کو ترک کر کے کشمیری عوام کو ان کی مرضی کے مطابق آزادانہ زندگی گذارنے دے جس کی اجازت انہیں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی قراردادیں بھی دیتی ہیں۔

کرے گا جو کشمیر سے بے وفائی
اسی کا مقدر ہے ذلت کی کھائی
چلی سرفروشی تو سر ہم نے بیچے
محاذوں پر لخت جگر ہم نے بھیجے
جو تھے عمر بھر کا ثمر ہم نے بھیجے
وہ ماؤں کے نور نظر ہم نے بھیجے
تڑپ حریت کی ہم ہی نے جگائی
کرے گا جو کشمیر سے بے وفائی
اسی کا مقدر ہے ذلت کی کھائی
ہے کشمیری جنت میں خونی گھٹائیں
تڑپتی ہیں لاشیں سسکتی ہیں مائیں
یہ ممکن نہیں فرض کو بھول جائیں
بلاتی ہیں بہنوں کی ہم کو صدائیں

بقیہ: سرزمین انبیاء علیہم السلام پر یہود کا دعویٰ ملکیت

دوسرے کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے بعد 1988ء میں فلسطینی ریاست کا قیام عمل میں آیا اور فلسطینی محاذِ آزادی کے چیئرمین یاسر عرفات اس کے پہلے صدر بنے۔

اس میں یہ طے ہوا تھا کہ اسرائیل سے مذاکرات کے بعد مقبوضہ بیت المقدس، فلسطین کا دارلحکومت ہو گا جب کہ اس وقت رملہ میں اس کا انتظامی مرکز واقع ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے اس غیر دانشمندانہ فیصلے نے ایک مرتبہ پھر مسئلہ فلسطین کو کو دنیا بھر کی توجہ کا مرکز بنا دیا ہے، وگرنہ عرب وعجم کی کشمکش نے تو اسے پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ اس شر میں سے خیر کا پہلو اسی وقت برآمد ہو گا کہ جب امت مسلمہ بالخصوص مشرقِ وسطیٰ کے ممالک بیت المقدس سے والہانہ وابستگی کے ساتھ عملی اقدامات بھی کریں اور ایسا نہ ہو کہ فیصلے کے خلاف احتجاج کے ساتھ ان ممالک کی آپس کی دشمنیاں بھی قائم رہیں اس مقصد کے لیے سب سے پہلے ایران اور عرب دنیا کو اپنی برتری کی جنگ ختم کرنا ہو گی اور مسئلہ فلسطین پر مشترکہ موقف اپنانا ہو گا۔

موجودہ حالات کے تناظر میں اسلامی دنیا کو ایک ایسی فوج کی اشد ضرورت ہے کہ جو اسلامی دنیا کا تحفظ کرے کیونکہ جب بھی کسی اسلامی ملک میں کوئی بحران پیدا ہوتا ہے اور وہاں نیٹو، روس یا دوسری بیرونی طاقتیں مداخلت کرتی ہیں تو مسلمانوں میں ایک بے چینی سی پھیل جاتی ہے اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ تمام تنازعات آپس میں مل بیٹھ کر طے کیے جائیں اب دیکھنا یہ ہو گا کہ اسلامی ممالک کی فوج دہشت گردی کی روک تھام، شدت پسندی کے خاتمے اور اسلامی ممالک کے تحفظ میں کس قدر کامیاب ہوتی ہے۔ بہر کیف مجموعی طور پر یہ اسلامی دنیا کے لیے اچھی کاوش ہے اور اس کے نتیجے میں امت مسلمہ متحد ہو سکتی ہے۔

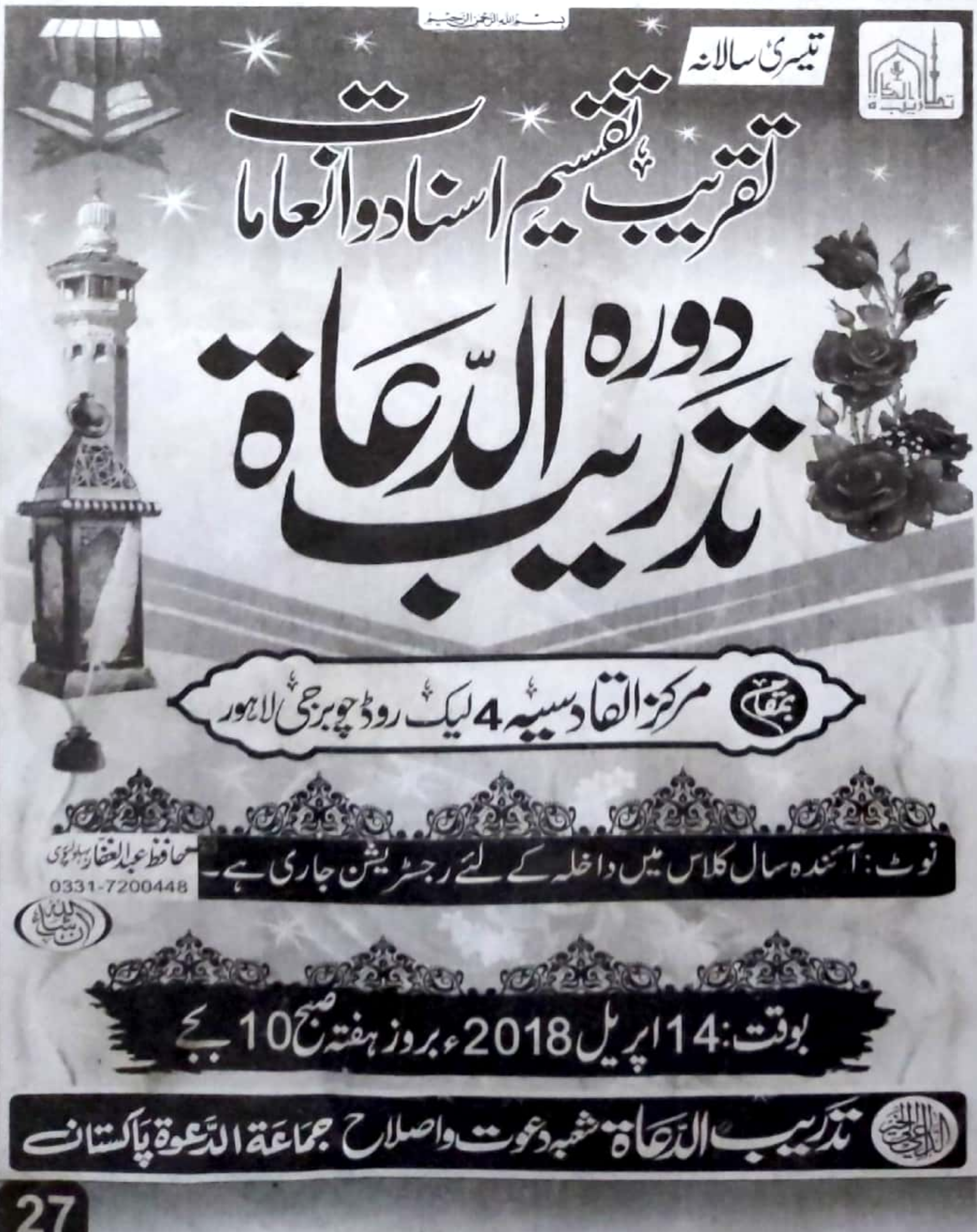

اسلام محافظِ نسواں

مریم بتول

ہاں یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ مغرب کی آشیر باد پر مسلمان عورتیں گھر کی زینت بننے کی بجائے رونقِ محفل بننا پسند کرتی ہیں، نام نہاد حقوق کی جنگ میں مردوں کے خلاف صف آراء دکھائی دیتی ہیں، خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر آ پہنچا ہے اور یہی مغرب اور مغرب نواز طبقے کی سب سے بڑی خواہش ہے۔

ایک عورت کئی روپ، یہ صنف نازک معاشرہ کا حسن اور گھر کی رونق ہے، اس کے دم قدم سے گھر مستحکم و پائیدار ہے۔ اس کے وجود سے دنیا کا حسن عبارت ہے، یہ ماں ہے تو جنت اس کے قدموں تلے رکھ دی گئی، یہ بیوی ہے تو نصف ایمان ہے، تکمیل ایمان کا موجب بنے، یہ بہن ہے تو عفت وحیاء کا پیکر ہے، یہ بیٹی ہے تو رحمت وشفقت اس کے حصے میں آئی......!!!

اسلام نے انسانی حقوق سے محروم اس ہستی کو تحتِ ثرٰی سے اٹھا کر اوجِ ثریا پر فائز کیا، اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا کیے وہ ان کے ذریعے سے رہتی دنیا تک کے لیے محفوظ و مامون ہوگئی، اسلام نے زندہ در گور ہوتی بنت حوا کی قسمت کو ہمیشہ کے لیے اُجال دیا، بازاروں، گلیوں میں رلتی، بکتی ہوئی عورتوں کو چار دیواری کا تحفظ دیا، اسلام جو تہذیب وتمدن کا داعی ہے، عورت کو جس تحفظ اور حقوق کا مستحق ٹھہراتا ہے یہی عورت کے لیے قیمتی اثاثہ ہیں......

لیکن آج روشن خیالی کی نام نہاد دوڑ میں گھٹتے دانشور اسلام کو عورت کا دشمن اور مغرب کو اس کا ہمدرد ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہیں، وہ مغرب جہاں عورت گھر سے لے کر باہر تک بے یار و مددگار ہے، جس معاشرے میں عورت کی عفت وعصمت کوئی معنی نہیں رکھتی، وہی مغرب ایک مسلمان عورت کے حقوق کا پاسبان بن سکتا ہے......؟؟؟

ہاں یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ مغرب کی آشیر باد پر مسلمان عورتیں گھر کی زینت بننے کی بجائے رونقِ محفل بننا پسند کرتی ہیں، نام نہاد حقوق کی جنگ میں مردوں کے خلاف صف آراء دکھائی دیتی ہیں، خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر آ پہنچا ہے اور یہی مغرب اور مغرب نواز طبقے کی سب سے بڑی خواہش ہے۔

سال میں صرف ایک دن سپیکرز پر چلاتی اور اپنے سے بڑے بینرز اٹھائے خواتین کون سے انسانی حقوق کے رکھوالوں سے بھیک مانگتی نظر آتی ہیں، جنہوں نے لاکھوں خواتین کو آگ وآہن کی بارش میں بھسم کر دیا......؟؟ جن کے ظلم وستم سے دنیا میں بیوہ خواتین کی تعداد میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے، جن کے ظلم کے سبب عورتیں تعلیم سے محروم ہوگئیں......؟؟ جنہوں نے لاکھوں ماؤں کو ان کے جگر گوشوں سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا، جن کے ظلم نے عورت کو اپنے اور بچوں کے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے در بدر کر دیا، جن کے معاشروں میں مرد، عورت پر تیزاب پھینک کر اپنی سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہیں...... جہاں اولڈ ہومز میں بیٹھی مائیں اولاد کا چہرہ دیکھنے کی کسک میں مرجاتی ہیں...... کیا ایسا معاشرہ اور اس کے ٹھیکیدار ایک مسلمان عورت کے خیر خواہ ہوسکتے ہیں......؟؟؟؟

عورت کو حقوق تو فقط اسلام نے دیئے ہیں، اسے دنیا کی سب سے قیمتی متاع اور اثاثہ قرار دیا:

"دنیا کی سب سے بہترین متاع نیک وصالحہ عورت ہے۔"

﴿صحیح مسلم، کتاب الرضاع: 3649﴾

اس کے ساتھ اچھے سلوک اور رویے کا درس دیا، اس کی غلطی سے درگذر اور کمی وکوتاہی کو برداشت کرنے کی تلقین کی، عورت کی غلطی کو دور کرنے کے لیے پیار ومحبت کا رویہ اپنانے کی تلقین کی:

"عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا

آج مغربی معاشرے کے نزدیک ایک نقاب پوش مسلمان عورت تو دہشت گرد کے روپ میں نظر آتی ہے جبکہ دوسری طرف اسلام سے بیگانہ اور اسلام کی تعلیمات پر کیچڑ اچھالتی عورتیں آن کی آن میں حقوق نسواں کی علمبردار بن جاتی ہیں، یہ دوہرا معیار ہی مغرب کی بنتِ حوا کو سر بازار نکالنے کی خواہش کا عملی ثبوت ہے......!!!

حصہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گا اور اگر چھوڑو گے تو ٹیڑھا ہی رہے گا، پس عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔''

﴿صحیح بخاری، کتاب الخلق: 3331﴾

اسلام نے تو عورت کی تعلیم و تربیت کا بیڑہ بھی اٹھایا، یہی وجہ ہے کہ صحابیاتؓ کی بڑی تعداد علوم وفنون کی ماہر دکھائی دیتی ہے، قرونِ اولیٰ کی عورتوں میں علمِ طب کی ماہر خواتین بھی تھیں، شاعرہ بھی تھیں، کاتبہ بھی تھیں اور فقیہہ بھی تھیں......

اسلام میں آزاد عورت کی حیثیت تو اپنی جگہ مسلمہ ہے مگر اسلام نے تو ملکِ یمین کی تعلیم و تربیت کرنے والے کو بھی دوگنا اجروثواب کا حقدار قرار دیا:

''اللہ تعالیٰ تین اشخاص کو دوہرے اجر وثواب کا مستحق ٹھہرائے گا اور ان میں ایک شخص وہ بھی ہے جو اپنے زیر دست (ملکِ یمین) کی اچھی تعلیم و تربیت کرے پھر آزاد کرکے نکاح کرے۔''

﴿صحیح بخاری: 97﴾

مگر اسلام عورتوں کے بارے میں کیا حقوق دیتا ہے، اسلام دشمن ان سے نظریں چرا کر فقط مسلم معاشروں کے منفی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں انہیں مسلم معاشرے میں پراگندہ ذہنیت کے حامل لوگوں کی طرف سے عورتوں پر تیزاب پھینکنے کی خبر تو فوراً پہنچ جاتی ہے مگر اپنی قید میں موجود مسلم خواتین کے لیے ''حقوق نسواں'' کا کوئی نعرہ ان کے لبوں پر نہیں آتا......

اسلام نے تو میدان جنگ میں بھی عورت کے تحفظ کا حق ادا کیا، پیارے نبی ﷺ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو یہ نصیحت ضرور فرماتے:

''میدان جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔''

﴿موطا امام مالک﴾

لیکن آج ''حقوق نسواں'' کا جھوٹا راگ الاپنے والے اور اس کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اپنے ظلم وجبر سے کتنی خواتین کو موت کے منہ میں دھکیل چکے ہیں، کوئی ان سے پوچھے تو کیا یہ بھی ''حقوق نسواں'' کی جھوٹی کہانی کا ایک باب ہے......؟؟

اسلام تو بیوہ کے کام کاج اور ضروریات کو پورا کرنے والے کو اس شخص کی مانند قرار دیتا ہے ''جو اللہ کی راستے میں جہاد کرنے والے یا دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرے۔'' یہی اسلام عورت کے فطری نازک پن کو ملحوظِ خاطر رکھ کر اسے آبگینوں سے تشبیہ دیتا ہے۔ پیارے نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک غلام کو جو اونٹ کو تیز ہانکے جا رہا تھا اور ان پر عورتیں سوار تھیں فرمایا:

''افسوس! اے انجشہ! ان آبگینوں کو آہستہ لے کر چل۔''

﴿بخاری، کتاب الادب: 6149﴾

لیکن آج یہی آبگینے دیہاڑی دار مزدوروں کی طرح سڑکوں پر کھڑی دکھائی دیں تو بھلی لگتی ہیں اور اسلام کی دولت کو سینے سے لگائے نظر آئیں تو دقیانوسی......

اسلام نے عورت کو جو آزادی دی ہے وہ مغرب اسے ہرگز نہیں دے سکتا، لیکن یہ آزادی ایک منفرد ضابطہ حیات کے تحت ہے کہ جس میں عورت کی تذلیل کا کوئی پہلو نہیں نکلتا بلکہ اس کی عزت ووقار کا ضامن ہے۔

آج مغربی معاشرے کے نزدیک ایک نقاب پوش مسلمان عورت تو دہشت گرد کے روپ میں نظر آتی ہے جبکہ دوسری طرف اسلام سے بیگانہ اور اسلام کی تعلیمات پر کیچڑ اچھالتی عورتیں آن کی آن میں حقوق نسواں کی علمبردار بن جاتی ہیں، یہ دوہرا معیار ہی مغرب کی بنتِ حوا کو سر بازار نکالنے کی خواہش کا عملی ثبوت ہے......!!!

اسلام نے تو معاشی ذمہ داریوں کا کفیل مرد کو بنا کر عورت کے فطری نازک پن کا دفاع کیا اور اسے دردر کی ٹھوکریں کھانے سے بچایا۔ عورت کی فطری کمزوری ہے کہ وہ یہ بات ہرگز قابل عمل نہیں بنا سکتی کہ دن بھر کمانے کے بعد گھر کی ذمہ داریوں کو بھی پورا وقت دے سکے، کیونکہ عورت اگر معاشی ذمہ داریوں کی بھی ذمہ دار ہو اور بچوں کی پرورش کی ذمہ دار بھی تو یہ کام انتہائی مشکل ہے۔

آج مغربی طرز زندگی کی نقالی میں مسلمان عورتیں کمانے کی فکر میں ہلکان ہوئی جاتی ہیں جس کے نتیجے میں گھریلو زندگی ناگفتہ بہ صورتحال اختیار کر لیتی ہے......

اسلام نے جہاں عورتوں کو ہر معاملے میں حقوق عطا

بقیہ صفحہ 53 پر

ابو محمد عمر

بدنظری کی تباہ کاریاں

القرآن: "اے نبی ﷺ! ایمان والوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی بھی حفاظت کیا کریں، یہ (عمل) ان (ایمان) والوں کے لیے بہت پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ (عمل) کرتے ہیں اور ایمان والیوں (عورتوں) سے بھی کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔"

﴿النور: 31-30﴾

القرآن: "وہ (اللہ) نگاہوں کی خیانت (چوری) کو جانتا ہے اور ان (رازوں) کو بھی جو دل میں چھپاتے ہو۔"

﴿المومن: 19﴾

غیر محرم عورتوں کو للچائی نظروں سے دیکھنا، ایسے ہی کسی عورت کا غیر محرم مرد کو دیکھنا حرام قرار دیا ہے۔ بد نظری سے لا محدود خرابیاں و مصائب پیدا ہوتے ہیں، دوسرے معنوں میں قانون رب کریم سے بغاوت کر کے دائمی عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ ایسے افراد دوزخ میں موت اور زندگی کے درمیان تڑپتے رہیں گے، بدنظری سے آگے بڑھ کر اگر دونوں سے زنا جیسا کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو عزت برباد اور رسوائی مقدر بن جاتی ہے۔ عزتیں تباہ ہونے کے بعد ہاتھ ملتے اور روتے ہوئے کہتے ہیں:

"کہ زندگی تلخ ہوگئی، بے چینی، موت کی تمنا، خودکشی کے خیالات، صحت دن بدن خراب، دل میں ہر لمحہ گھبراہٹ، دماغی کمزوری اور ہر کام سے نفرت جنم لیتی ہے۔

ہتھوڑے دل پر دماغ میں کھونٹے
بتائیں اس بدنظری کے کیا مزے لوٹے
نہیں ہے علاج بد نظری کے روگی کا
مگر یہی کہ بچا آنکھ بیٹھ گوشے میں

اے نادان! بدنظری کے روگی، حسیناؤں کی قبر کی مٹی ہٹا کر دیکھو، ہر شے مٹی بن چکی ہے۔ پوچھ تیرے حسین گال، ہونٹ، دانت، لمبے بال، پرکشش آنکھیں، پنڈلیاں غرض کہ ہر چیز مٹی ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ عطا کردہ نعمت بینائی چھین لے تو دنیا کا کوئی انسان پھر بینائی دوبارہ نہیں لوٹا سکتا۔ کسی نابینا سے آنکھ (بینائی) کی قدر و عظمت پوچھیں۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نایاب انمول نعمت آنکھ سے خیانت کرنے سے محسن حقیقی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اپنی دنیا کا خون کر دیا۔ بدنظری آگ کی ایک چنگاری ہے اگر خشک گھاس پر گرے تو وہ جل کر راکھ ہو جائے، بدنظری موت کی پہلی سیڑھی ہے، راہ چلتے کسی بے لگام، بے پردہ حسینہ پر نگاہ بد سے بے قراری، بے چینی نے دل کو زہر آلود کر دیا۔ اگر اسی لحہ موت نے آواز دے دی تو انجام کیا ہو گا......؟؟؟

آنکھوں کی حفاظت فرض اولین ہے، آنکھوں کو بے لگام رکھنے سے، شیطان کے سپرد کر کے پھر جہنم کے راستے پر چلنا ہے اگر کبھی انجانے میں بدنظری ہو جائے، ایمان و دل پر زہر آلود تیر چل جائے، احساس ہو جائے تو عرصہ دراز تک استغفار کرے، دوبارہ اللہ تعالیٰ سے توبہ خالص کر لی تو ایمان کی حلاوت (مٹھاس) یاد الٰہی سے حاصل ہوگی۔

نفس امارہ ہی انسان کا بڑا دشمن ہے، دشمن

روز محشر آنکھوں سے دیکھا ہوا، زبان سے کہا ہوا، ہاتھوں سے پکڑا ہوا، پاؤں سے چلا ہوا، کانوں سے سنا ہوا ان سب کی ایک فلم چلا دی جائیگی، پھر کیا حال ہو گا......؟؟ وقت شاید باقی ہے، خود کو اور دوسروں کو اعضاء انسانی کی بد اعمالیوں سے بچائیں اور صالح عمل کریں۔

(نفس) ہی سے بدنظری کی طرف مائل ہو تا ہے۔ بدنظری نہایت گھٹیا پن، حماقت خیز گناہ ہے، سوچئے نا! دوسروں کے مال پر للچائی نظر رکھنا پاگل پن نہیں......؟؟ سانپوں، بچھوؤں کی موجودگی میں آرام کا خواب دیکھنا دیوانگی ہے، قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

"جو میرے اصولوں، ضابطہ سے اعراض (من موڑے) کرے گا، میں (اللہ) اس باغی کی زندگی تلخ (بے سکون) بنا دوں گا۔"

﴿سورہ طٰہٰ: 124﴾

بلاشبہ بد نگاہی آنکھ سے زنا کی ابتدا کا پہلا زینہ ہے، کانوں سے غیر محرم (مرد و عورت) کی باتیں سن کر دل میں غلط خیالات جمع کرنا، کانوں کا زنا ہے، ہاتھوں سے غیر محرم کو چھونا، لذت لینا ہاتھوں کا زنا ہے، اسی طرح برے ارادے سے جانا پاؤں کا زنا ہے، روز محشر آنکھوں سے دیکھا ہوا، زبان سے کہا ہوا، ہاتھوں سے پکڑا ہوا، پاؤں سے چلا ہوا، کانوں سے سنا ہوا ان سب کی ایک فلم چلا دی جائیگی، پھر کیا حال ہو گا......؟؟ وقت شاید باقی ہے، خود کو اور دوسروں کو اعضاء انسانی کی بد اعمالیوں سے بچائیں اور صالح عمل کریں۔

یہ چند روزہ زندگی برف کی طرح پگھل جانے والی ہے، بدنظری کا روگی ہمیشہ تڑپ کر ہی سانس لیتا ہے، راحت والی نیند سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان، جنات، پرند، چرند، یہاں تک کہ حشرات الارض سب کے اعمال سے پوری طرح ہر لمحہ آگاہ ہے۔ بد نظری ایک مہلک بیماری ہے، ابلیس کے تیروں سے زہر

آلودہ ایک تیر ہے، راہ چلتے بے پردہ مصنوعی رنگ وروغن سے آراستہ غیر محرم پر نظر بد پڑے تو فوراً بچنے کی کوشش کریں، یہ بے پردگی ظاہری دھوکہ ہے، گندگی تو گندگی ہی ہوتی ہے، پھول کی پتی نہیں بنا کرتی، اگرچہ آج ہمارے اطراف میں مسلم معاشرے میں بے پردگی، عریانیت کے بازار گرم ہیں۔ اے مسلم! صالح اعمال و ایمان" سے اپنی آخرت سنوارنی ہے تو بدنظری سے بچنے کا یہ کڑوا گھونٹ پینا ہوگا، ورنہ دنیاوی و روز محشر کی سزا رسوا اور اکھ کر کے رکھ دے گی۔

"جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے (ڈر جائے) اللہ تعالیٰ اس کے لیے نجات کی راہ نکال (پیدا) دیتے ہیں۔"

﴿سورہ الطلاق: 2﴾

مرد و عورت کو واضح احکام قرآن اور رسول ﷺ بتلا دیے گئے ہیں، گھر سے باہر برے ارادے سے نکلنے والی/والوں کو نیت کے مطابق وہ شئے مل ہی جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔"

﴿بخاری﴾

مومنین اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بد نظری والے غیر محرموں کو دیکھنے عورتوں سے بھرے بازار میں چلے گئے آنکھوں کو گرم کرنے اتفاق سے سگی جوان بہن و بیٹی پر نظر بد اٹھ گئی۔ اللہ تعالیٰ تو نظروں کی خیانت سے آگاہ ہے، اس بد نصیب کی نظر بد کو زنا کی نظر لکھوا دیا، دیکھا سگی بہن، بیٹی کو تھا، مگر......نیت بد تھی، اس کا برے ارادے سے دیکھنا زنا ٹھہرا۔

زہے گل کو نزاکت پر چمن میں اے مسلم
اس نے دیکھے ہی نہیں ابھی ناز و نزاکت والے

"اور جو لوگ ہمارے راستے پر جہاد کرتے ہیں ہم ضرور انہیں راستہ دکھائیں گے۔"

﴿سورہ العنکبوت: 69﴾

اللہ نہ کرے ہم نفس کی تکمیل کی تاریکیوں میں غرق ہوں۔ دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پکار کو سنتا ہے اور ظلمات (اندھیروں) سے نکالتا ہے۔

بنت عبدالحق

استغفار کے فضائل اور اس کے بعض مخصوص الفاظ

فضائل استغفار

اللہ تعالیٰ کی شدید خوشی:

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو کہ بے آب و گیاہ تباہ کن جگہ میں، اس کے ساتھ سواری (بھی) ہو جس پر اس کا کھانے پینے کا سامان ہو۔ وہ سو جائے جب بیدار ہو سواری جا چکی ہو، وہ اس کو تلاش کرتا رہے یہاں تک کہ اس کو پیاس لگ جائے تو وہ (اپنے آپ سے) کہے: ''میں جہاں تھا وہیں جا کر سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں۔'' اس نے مرنے کے لیے اپنی کلائی پر اپنا سر رکھا (اور سو گیا) جب بیدار ہوا تو سواری اس کے روبرو تھی اور اس پر زادِ راہ اور کھانے پینے کا سامان (بھی) تھا۔

جس قدر خوشی اس شخص کو اپنی سواری اور زادِ راہ دیکھ کر ہوئی اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔''

﴿بخاری: 6308﴾

اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے محبت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

﴿سورہ البقرہ: 222﴾

توبہ کرنے والے کا بے گناہ کی مانند ہو جانا:

امام ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''گناہ سے توبہ کرنے والا شخص اس شخص کی مانند ہے، جس کا گناہ ہی نہ ہو۔'' ﴿سنن ابن ماجہ: 4250﴾

گناہوں کا نیکیوں میں بدلنا:

اللہ عزوجل نے فرمایا:

[اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے گناہوں کا بدلہ پائے گا قیامت کے دن اس کا عذاب دوچند کر دیا جائے گا اور وہ اسی میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو کر رہے گا مگر جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے بے حد مہربان ہیں۔]

﴿سورہ الفرقان: 68 تا 70﴾

''حضرت ابو طویل شطب الممدود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جس نے تمام گناہ کیے ہوں کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو (بلکہ) ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہو تو کیا اس شخص کے لیے توبہ ہے......؟؟ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا تو کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟

انہوں نے عرض کیا'' میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا نیکیاں کرو اور برائیاں چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ ان سب کو تمہارے لیے نیکیاں بنا دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا اور میری بے وفائیاں اور بداعمالیاں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں! انہوں نے کہا اللہ اکبر اور پھر اللہ اکبر پکارتے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔''

(حافظ ہیثمی نے اسے مجمع الزوائد میں ذکر کیا)

رحمت کا نزول:

اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

''انہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم نیکی سے پہلے برائی کی طرف جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی کیوں نہیں طلب کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے؟

☆ موسلا دھار بارانِ رحمت
☆ ہر غم سے چھٹکارا
☆ ہر مشکل سے نجات
☆ مالوں میں اضافہ
☆ بیٹوں میں اضافہ
☆ باغات کا حصول
☆ نہروں کا پانا

اللہ تعالیٰ کی

اللہ عزوجل نے فرمایا: اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے گناہوں کا بدلہ پائے گا قیامت کے دن اس کا عذاب دو چند کردیا جائے گا اور وہ اسی میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوکر رہے گا مگر جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والے بے حد مہربان ہیں۔

اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

[پس میں نے کہا تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ وہ بہت مغفرت فرمانے والے ہیں، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلا دھار بارش بھیجیں گے، وہ تمہارے لیے مالوں اور بیٹوں میں اضافہ فرمائیں گے، تمہارے لیے باغات پیدا فرمائیں گے اور تمہارے لیے نہریں نکالیں گے۔]

﴿سورہ نوح، آیت نمبر: 10 تا 12﴾

قوت میں ترقی و اضافہ:

اللہ عزوجل نے حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

[اور اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر ان کے حضور توبہ کرو وہ تمہارے لیے خوب بارش برسائیں گے اور تمہیں مزید قوت عطا فرمائیں گے اور تم مجرم بن کر روگردانی نہ کرو۔] ﴿سورہ ہود: 52﴾

خلاف توقع جگہ سے روزی:

حضرت ائمہ احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[جو شخص کثرت سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر غم سے خلاصی دیں گے، ہر مشکل سے نکال دیں گے اور اس کو وہاں سے رزق عطا فرمائیں گے جہاں اس کا وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔]

﴿ابو داؤد: 1518﴾

حصول کامیابی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[اے مومنو! تم سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔] ﴿سورہ النور: 31﴾

جنت کا پانا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[اور وہ لوگ جب وہ کوئی ناشائستہ کام کریں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ

کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے؟ اور وہ اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے، انہی کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (نیک) کام کرنے والوں کا بدلہ اچھا ہے۔﴿سورہ آل عمران: 135 تا 136﴾

استغفار کے بعض مخصوصہ الفاظ کی فضیلت

استغفر اللہ الذی......] کی فضیلت:

امام ابوداؤد نے نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

[جس شخص نے کہا:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ﴾

[میں اللہ تعالیٰ سے جو کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) ہمیشہ زندہ رہنے والے اور قائم رکھنے والے ہیں سے گناہ کی معافی طلب کرتا ہوں اور ان کے حضور توبہ کرتا ہوں]

تو اس کو معاف کردیا جاتا ہے اگرچہ وہ کافروں کے ساتھ لڑائی کے وقت میدان جنگ سے ہی بھاگا ہوا ہو۔]

﴿سنن ابی داؤد: 1517﴾

سید الاستغفار کی فضیلت:

امام بخاریؒ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سید الاستغفار یہ ہے کہ (بندہ) کہے:

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ نے ہی مجھے پیدا فرمایا ہے اور میں آپ کا بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت رکھنے کے مطابق آپ سے کیے گئے عہد وعدہ پر (قائم) ہوں میں نے جو کیا ہے (یعنی آپ کی نافرمانی) اس کے شر سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں، آپ کے مجھ پر جو احسانات ہیں ان کا میں اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، پس آپ مجھے معاف فرما دیجیے کیونکہ بلاشبہ آپ کے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔''

جس شخص نے ان الفاظ کو دن میں ان پر یقین رکھتے ہوئے کہا اور شام ہونے سے پیشتر فوت ہوگیا تو وہ اہل جنت میں سے ہیں اور جس نے انہیں رات کو یقین کے ساتھ پڑھا اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تو وہ بھی جنت والوں میں سے ہے۔]

﴿صحیح البخاری: 6306﴾

خوابوں کے بارے میں شرعی رہنمائی

عروج اشرف

اور جب بانگ اذاں کرتی ہے بیدار اسے
کرتا ہے خواب میں دیکھی ہوئی دنیا تعبیر
﴿علامہ اقبال﴾

مَنَام: کا لفظ خواب کے لیے عام ہے۔

رُؤیا: کوئی واقعہ دیکھنا حالتِ خواب میں ہو یا بیداری میں۔

اَحْلام: بے ربط، بیہودہ اور ڈراؤنے خواب۔

مفکرین اور اہل علم نے تاریخ کے ہر دور میں خواب کی تشریح اور اس کے اسباب کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ اس خواب کی مختلف تشریحات کی گئی، کچھ خواب ان احساسات کا نتیجہ ہوتے ہیں جو انسان نیند کے اندر محسوس کر رہا ہوتا ہے، اس طرح کے احساسات کبھی تو اس کے حواس پر اثر انداز ہونے والے خارجی اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں، کچھ خواب بیداری کی حالت میں مسلسل کسی فکر میں مشغولیت کا نتیجہ ہوتے ہیں جب کہ کچھ خواب گذشتہ واقعات کی یاد میں ہوتے ہیں۔

خواب کی تشریح میں ماہرین نفسیات کے درمیان فرائڈ کا نظریہ سب سے زیادہ مشہور ہے، جس کے مطابق خواب انسان کے لاشعوری محرکات کی تعبیر و اظہار کا رمزیاتی طریقہ ہے۔

قرآن کریم میں سچے خوابوں کا ذکر آیا ہے اور بے حقیقت خوابہائے پریشان کا بھی، سچا خواب کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس میں کوئی پیشگوئی یا کشف ہوتا ہے جس کے ذریعے سے اللہ رب العزت کسی غیبی حقیقت یا مستقبل میں ہونے والے کسی واقعہ کی خبر دیتے ہیں اور کبھی کبھی اس قسم کے خواب حکم کی حیثیت رکھتے ہیں جس کا نافذ کرنا خواب دیکھنے والے پہ ضروری ہوتا ہے خصوصاً اگر نبی کا خواب ہو۔

جہاں تک خواب ہائے پریشاں کا تعلق ہے، ان سے مراد وہ غیر واضح خواب ہے جس کی تعبیر دشوار ہوتی ہے، خواب ہائے پریشاں کے اندر وہ بہت سارے خواب آتے ہیں جن کا جدید ماہر نفسیات مطالعہ کرتے ہیں خصوصاً وہ غامض رمزی خواب جن کی تعبیر، تحلیل، تجزیہ کی محنت شاقہ برداشت کرنے کے بعد بہ مشکل ہو پاتی ہے۔

قرآن کریم نے انبیا کرام علیہم السلام کے بہت سے خوابوں کا ذکر کیا ہے، مثلاً سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ خواب کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں، یہ خواب اس قسم کا تھا جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی کو ایک واجب التعمیل حکم کی وحی فرما رہے تھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''سو جب وہ لڑکا ان کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا، بیٹا! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، سو تم بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے، اے میرے باپ! آپ کر ڈالیے جو کچھ آپ کو حکم ملا ہے، آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے پھر جب دونوں نے حکم تسلیم کر لیا اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹا دیا اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم علیہ السلام! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا وہ وقت ہی عجب تھا، ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔''

﴿الصافات:6:1 تا1:5﴾

قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کے اس خواب کا بھی ذکر فرمایا گیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان حلق و قصر کرواتے ہوئے مکہ میں داخل ہوں گے، یہ خواب پیشگوئی کے قبیل کا تھا۔ بے شک اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا خواب دکھایا، مطابق واقعہ کے تم لوگ مسجد حرام میں ان شاء اللہ ضرور داخل ہو گے، امن وامان کے ساتھ، سر منڈاتے ہوئے اور بال کترتے ہوئے اور تمہیں کسی قسم کا اندیشہ نہ ہو گا۔''

﴿سورہ الفتح:27﴾

احادیث کی روشنی میں خوابوں کو دیکھا جائے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خواب تین طرح کے ہوتے ہیں......

☆اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت

☆حدیث النفس یعنی نفسانی خیالات (پراگندہ خیال)

☆شیطان کی طرف سے دراندازی

(صحیح مسلم: 5905)

ابن سیرینؒ خوابوں کی تعبیر کے بلند پایہ عالم اور ماہر عالم دین تھے، اللہ رب العزت نے ان کو علم کی دولت سے خوب نوازا تھا، جب کہ تعبیر کے سلسلہ میں وہ مرجع خلائق تھے، ان کے قول کے مطابق خواب دو طرح کے ہوتے ہیں۔

۱) **خواب حکم**: یہ خواب درست ہوتا ہے اور اس کی کچھ نہ کچھ اہمیت بھی ہے۔

احادیث کی روشنی میں خوابوں کو دیکھا جائے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خواب تین طرح کے ہوتے ہیں......

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ☆ حدیث النفس یعنی نفسانی خیالات (پراگندہ خیال) ☆ شیطان کی طرف سے دراندازی

۲) **اضغاث و احلام**: یہ پراگندہ خیال اور پریشان کن خواب ہوتا ہے۔

نیک صالح، پابند صوم وصلوٰۃ اور کتاب وسنت کے مطابق زندگی گذارنے والے شخص کا سچا خواب مالک کائنات کی طرف سے بشارت کا درجہ رکھتا ہے تاکہ اس کا عقیدہ اور یقین رب ذوالجلال پر مزید پختہ ہو جائے اور یہ خوشخبری اللہ تعالیٰ کے شکر میں زیادتی کا باعث بن سکے، متقی آدمی کے سچے خواب کی حیثیت مندرجہ ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے۔

۱) سچے اور بہترین خواب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

۲) یہ خواب مالک کائنات کی طرف سے بشارت ہے۔

۳) نیک آدمی کا خواب، نبوت کا چھیالیسواں جز ہے۔

۴) سچا خواب، انسان کی راست گوئی کی دلیل ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے خوابوں کی نسبت لوگوں کو مختلف درجات میں تقسیم کیا ہے۔

۱) انبیاء علیہم السلام کے تمام خواب سچے اور حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں، اگرچہ ان کے چند خواب تعبیر کے بھی محتاج ہوتے ہیں۔

۲) صلحا: ان کے خوابوں میں سچائی اور حقیقت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔

۳) عام لوگ: ان کے خواب سچے اور جھوٹے (پراگندہ خیالات) دونوں قسم کے ہوتے ہیں، اس لحاظ سے ان کی مزید تین اقسام ہیں......

۱) وہ لوگ جو اپنی زندگی میں نیکیوں کا اہتمام کرتے ہیں اور ان سے غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں، ایسے لوگوں کے اکثر خواب غیر واضح ہوتے ہیں۔

۲) وہ لوگ جو بلا خوف وخطر چھوٹے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے خواب عام طور پر پریشان کن اور عجیب وغریب ہوتے ہیں۔

۳) کفار اور بے دین لوگوں کے خواب اکثر غلط اور جھوٹے ہوتے ہیں اور ان میں سچائی کا پہلو انتہائی کم ہوتا ہے۔

جو انسان بہترین، خوش کن اور پسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ مندرجہ ذیل تعلیمات پر عمل کرے۔

- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے۔
- یہ خوشخبری دوسروں کو بھی سنائے۔
- فرحت اور مسرت کا اظہار کرے۔
- بہتر یہ ہے کہ یہ خواب اپنے کسی دوست اور خیر خواہ کو ہی سنائے، عام لوگوں کو نہ بتائے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''اگر تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (بشارت ہے) اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اور اس کو بیان کرے۔''

﴿صحیح بخاری: 7045﴾

دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''خواب کسی عالم یا خیر خواہ کو ہی بیان کرے۔''

﴿صحیح مسلم: 5902﴾

اگرچہ ہر خواب کی پیدائش اور رؤیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتی ہے مگر بہر حال برے خواب کا سبب شیطان کی دراندازی ہے۔ ابلیس حسب ڈیوٹی لوگوں کو پریشان اور غمگین کرنے کے لیے اس قسم کے تصرفات سے کام لیتا ہے اگر انسان کے ساتھ ایسا حادثہ پیش آجائے، یعنی وہ برا خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ فوراً ان ہدایات پر عمل کرے۔

۱) تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے۔

۲) شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔

۳) اپنا پہلو فوراً بدل دے۔

۴) یہ خواب کسی کو بیان نہ کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ تین دفعہ بائیں طرف تھوک دے، شیطان اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور یہ خواب کسی سے بیان نہ کرے، پس اس (عمل) سے یہ خواب اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہوگا۔'' ﴿صحیح مسلم: 5902﴾

۵) نماز ادا کرے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے نماز بھی ادا کرے۔

﴿صحیح مسلم: 5902﴾

خواب کو شرعی دلیل کے طور پر قابل اعتماد ذریعہ سمجھنا بالکل غلط اور اس کا سرے سے انکار جہالت کی علامت ہے جبکہ اس کو اشاراتی اور علاماتی رہنمائی قرار دینا صحیح اور اعتدال کی راہ ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اُم عکاشہ

بچوں کی تربیت کے لیے چند اہم پوائنٹ

بچوں کی تربیت ایک فن ہے جس کو بہت کم لوگ ہی جانتے ہیں اور اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ میں اس مضمون میں چند اہم باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں۔

العقیدہ

۱) بچوں کو کلمہ توحید سکھائیں۔"لا الــہ الا اللہ محــمد رسول اللہ" نفی (لا الـہ) کوئی معبود نہیں اور اثبات (الااللہ) کی تشریح کریں۔

۲) ان کو بتائیں کہ ہم کیوں پیدا کیے گئے ہیں؟؟

۳) ان کو اللہ کے عذاب، جہنم، آگ، غصہ، سزا سے زیادہ نہ ڈرائیں ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی ذات کے ساتھ ان چیزوں کو فکس کر لیں، یعنی ان کے ذہن میں اللہ کی صرف خوفناک صورت ہی ہو۔

۴) بچوں کے دلوں میں اللہ کی محبت بسائیں اور ان کو بتائیں کہ وہ واحد ذات ہے جو رزق دینے والا ہے، کھانا کھلانے والا ہے۔

۵) بچوں کو سمجھائیں تنہائی میں گناہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر جگہ دیکھتا ہے۔

۶) بچوں کے سامنے ایسے الفاظ جملے استعمال کریں جس میں اللہ کا ذکر ہو جیسا کہ" بسم اللہ"، کھانے پینے کے وقت، آنے جانے کے وقت، "الحــمد للہ" کھانے سے فارغ ہونے کے وقت، "سبــحـان اللہ " جب کوئی بات یا چیز پسند آجائے۔

۷) بچے کے دل میں اللہ کے رسول محمد ﷺ کی محبت بڑھائیں، ان کی باتیں سنائیں، ان کی سیرت پاک سے چھوٹے چھوٹے واقعات سنائیں۔

۸) بچے کے ذہن میں تقدیر پر ایمان لانے کو پختہ کریں، ان کو سمجھائیں جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔

۹) اپنے بچوں کو ارکان ،ایمان کی پہچان کروائیں۔

۱۰) بچوں سے وقتاً فوقتاً عقیدے کے متعلق سوال جواب کرتے رہیں، ہمارا رب کون ہے؟ پیغمبر کون ہے؟ ہم کیوں پیدا کیے گئے۔ توحید کی کتنی قسمیں ہیں، مشرک کون ہوتا ہے......؟؟

۱۱) اپنے بچوں کو اسلام کے پانچوں ارکان یاد کروائیں۔

۱۲) ان کو نماز کی عادت ڈالیں۔

۱۳) اپنے بچوں کو اپنے ساتھ مسجد میں لے کر جائیں، وضو، نماز سب سکھائیں۔

۱۴) اپنے بچوں کو قرآن، حدیث، دعا یاد کرنے پر انعام دیں۔

۱۵) مسجد کے آداب سکھائیں۔

۱۶) روزہ رکھنے کی مشق کرائیں تاکہ بچے بڑے ہو کر روزہ رکھنے کے عادی ہو جائیں۔

۱۷) اپنے بچے کو قرآن پاک بہت زیادہ پڑھنے اور یاد کرنے کو مت دیں کہ قرآن پاک کو سزا سمجھنے لگ جائے اور پھر اس بات سے نفرت کرنے لگے۔

۱۸) یاد رکھیں آپ اپنے بچوں کے لیے نمونہ ہیں، اگر آپ نے عبادات میں غفلت یا سستی کرنے لگ جائیں تو آپ کے بچے اس سے متاثر ہو کر عبادات میں سستی کریں گے۔

۱۹) اپنے بچوں کو صدقہ و خیرات کرنے کی عادت ڈالیں کبھی ان کے سامنے صدقہ دے دیا کریں یا کچھ پیسے ان کو دیں کہ وہ خود صدقہ کریں تاکہ ان کو دینے کی عادت ہو جائے۔

اخلاقیات

۲۰) اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ سچ بولے تو اس کے دل میں خوف پیدا نہ ہونے دیں۔

۲۱) خود سچ بولیں تاکہ آپ کا بچہ بھی سچ بولے۔

۲۲) اپنے بچے کی ایمان داری کا امتحان لیں، اس کو بتائے بغیر۔

۲۳) اپنے بچوں کو صبر کا سبق دیں، جلد بازی سے روکیں۔

۲۴) اپنے بچوں کے درمیان انصاف کریں، بچہ انصاف پسند بنے گا۔

۲۵) عملی طور پر بچوں کو قربانی دینا سکھائیں، کچھ ایثار و قربانی کے ان کو قصے بھی سناتے رہیں۔

۲۶) بچوں کو دھوکہ، فریب، چوری، جھوٹ کے برے نتائج سے آگاہ کرتی رہا کریں۔

۲۷) اگر بچہ بہادری کا کوئی کام کرے تو اس کی تعریف کریں اور انعام دیں۔

۲۸) بچوں کے ساتھ اس قدر سخت رویہ نہ رکھیں

کہ بچہ جھوٹ، خوف اور بزدلی پر مجبور ہو جائے۔

۲۹) بچوں کو عاجزی کی عادت ڈالیں، تکبر و غرور سے بچائیں۔

۳۰) بچوں کے دل میں اس بات کو پختہ کر دیں کہ لوگوں میں فضیلت، تقویٰ اور نیک عمل کی ہے نہ کہ مال اور حسب و نسب سے۔

۳۱) بچوں کو فرق سمجھائیں، بہادری اور چالاکی میں، شرم و حیا میں، شرمندگی میں، عاجزی اور ذلت میں، ذہانت اور انکساری میں۔

۳۲) وعدہ خلافی نہ کریں، خاص طور پر اپنے بچوں کے ساتھ جس بات کا وعدہ کریں اس کو پورا کریں۔

ادب و آداب

۳۳) اپنے بچوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔

۳۴) بچوں کے سامنے بے پردگی کو معمولی نہ سمجھیں۔

۳۵) پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کریں، بچوں کو پڑوسیوں کے حقوق بتائیں۔

۳۶) اپنے بچوں کے ساتھ کچھ وقت ضرور بیٹھیں ان سے ان کے متعلق گفتگو کریں۔

۳۷) بچوں کو رازداری میں ملامت کریں، ڈانٹیں مگر لوگوں کے سامنے سزا نہ دیں، بچوں کو بار بار ملامت نہ کریں۔

۳۸) بچوں کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لیں اس طرح ان کو اجازت لینے کا طریقہ آجائے گا۔

۳۹) یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ بچوں کو ایک بار سمجھانے سے بات سمجھ آجائے گی بلکہ بار بار دہراتے رہیں۔

۴۰) بچوں کی کچھ غلطیاں نظر انداز کریں ہر غلطی کو سینے میں محفوظ نہ کرلیں۔

۴۱) اگر آپ نے کوئی غلطی ہے تو اپنے بچے سے معذرت کرلیں۔

۴۲) اپنے بچے کے اندر جرأت حوصلہ پیدا کریں اس کو بتائیں کہ تم مشکل کام کر سکتے ہو۔

۴۳) اپنے بچوں کو خاصیت دیا کریں۔

۴۴) اپنے بچوں کا کبھی مذاق مت اڑائیں نہ ہی ان پر طنز کریں۔

۴۵) اپنے بچوں کو ضرورت سے زیادہ لاڈلا نہ بنائیں، شوخ نہ بنائیں۔

۴۶) اپنے بچوں کو پیسے کا پجاری نہ بنائیں۔

۴۷) ان کو اپنا بہترین دوست بنائیں۔

جسمانی صحت

۴۸) بچوں کو کھیل کود کا مناسب وقت دیں، مفید کھلونے لے کر دیں۔ بچوں کو تیراکی، دوڑ، جسمانی طاقت والے کھیل سکھائیں۔

۴۹) بچوں کو متوازن خوراک دیں، ضرورت سے زیادہ کھانے نہ دیں، بچوں کے کھانے کا ٹائم ٹیبل بنائیں۔

۵۰) کھانے کے وقت بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ سے پرہیز کریں اور وہ کھانا بنائیں جو آپ کے بچوں کو پسند ہو۔

نفسیاتی تربیت

۵۱) اپنے بچوں کی ہر بات کو غور سے سنیں۔

۵۲) اپنے بچوں کو پریشانیوں کا حل خود تلاش کرنے دیں اور ان کی مدد کرتے وقت ان کو احساس نہ ہونے دیں۔

۵۳) بچوں کا احترام کریں اور ان کا شکریہ ادا کریں جب وہ آپ کے کام آئیں۔

۵۴) بلاوجہ بچوں سے قسم نہ اٹھوائیں بلکہ ان کو بتائیں کہ بغیر قسم کے ہی مجھے تم پر یقین ہے۔

۵۵) ان کو بات بات پر دھمکی مت دیں۔

۵۶) بچوں کو یہ محسوس نہ کروائیں کہ وہ بیوقوف ہیں۔

۵۷) بچوں کو اپنے سینے سے لگائیں ان کو محبت کا احساس دلائیں۔

۵۸) اپنے بچوں سے مشورہ لیا کریں اور اس پر عمل بھی کریں۔

۵۹) بچوں کو بعض معاملات میں خود فیصلہ کرنے دیں۔

معاشرتی تربیت

۶۰) بچوں کو سمر کیمپ، مقابلہ جات، فوجی پریڈ جیسی سرگرمیوں میں حصہ دلائیں۔

۶۱) اپنے بچوں کو مہمان کی مہمان نوازی خود کرنے دیں مثلاً خود چائے/جوس پیش کرنے دیں۔

۶۲) اگر آپ مہمانوں کے ساتھ بیٹھے ہیں اور محفل میں آپ کا بچہ آجائے تو اس کو خوش دلی سے خوش آمدید کہیں۔

۶۳) بچوں کو مسجد کی سرگرمیوں میں شامل کریں۔

۶۴) بچوں کو خریدنے، بیچنے کا طریقہ سکھائیں، حلال حرام کا فرق بتائیں۔

۶۵) بچوں کو دوسرے لوگوں کے غم، دکھ کا احساس دلائیں۔

۶۶) اپنے بچے سے بازار سے خریداری کے کام کروائیں تاکہ اس کے اندر حوصلہ پیدا ہو جائے۔

۶۷) بچوں کو اختیار دیں کہ وہ اپنے دوست خود بنائے۔

صحت

۶۸) اپنے بچوں کی صحت کا خیال رکھیں۔

۶۹) حفاظتی ٹیکے مقررہ وقت پر لگوائیں۔

۷۰) بچوں کو دوائیوں کا زیادہ عادی نہ بنائیں۔

۷۱) بچوں کو شرعی دم کرتے رہا کریں۔

۷۲) بچوں کو جلدی سونے اور جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں۔

۷۳) بچوں کو صفائی ستھرائی کی عادت ڈالیں کہ وہ اپنا جسم، دانت، کپڑے صاف رکھیں۔

۷۴) بچوں کی بیماری طول پکڑنے سے پہلے اس کا علاج کروالیں۔

۷۵) بچوں کو ایسے افراد سے دور رکھیں جو متعدی امراض میں مبتلا ہوں۔

۷۶) بچوں کو ان کی خطرناک بیماری سے آگاہ نہ کریں بلکہ اللہ کی طرف رجوع کریں جو ہر بیماری سے شفا دینے والا ہے۔

علمی تربیت

۷۹) بچوں سے مضامین لکھوائیں، بچہ جو لکھے اسے پڑھنے کی کوشش کریں۔

۸۰) بچوں کو مطالعہ پر ابھاریں۔ بچوں کو ان کی پسند کی کتابیں، کہانیاں پڑھنے کے لیے دیں۔

۸۱) بچوں کے ساتھ مل کر کسی کتب کا مطالعہ کرنے کے عادت بنا لیں۔

بقیہ صفحہ 23 پر

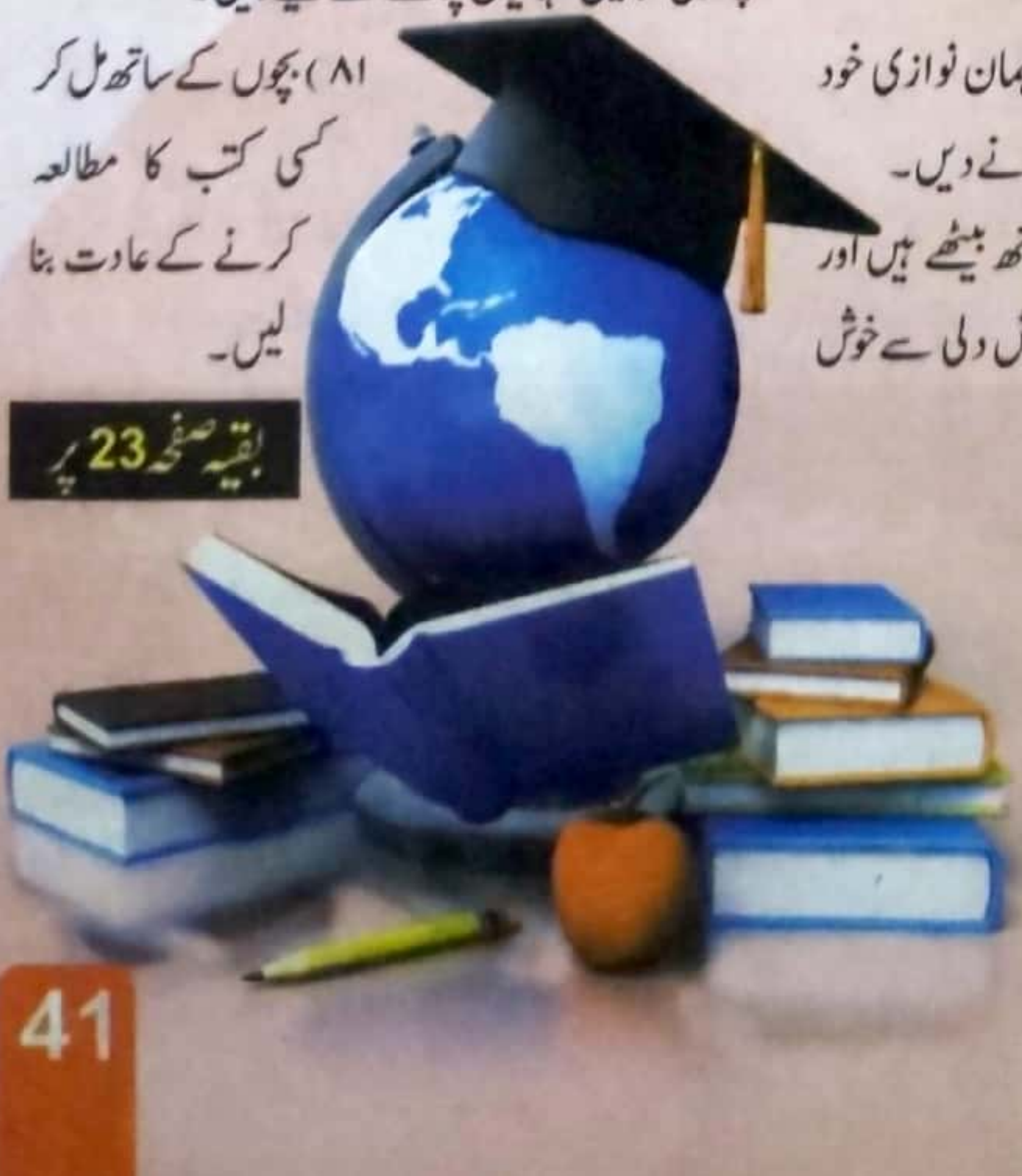

ڈاکٹر شکیل احمد

پھیلاؤ کی روک تھام
ذیابطیس کی شکست

عالمی ادارہ صحت کی جانب سے ہر سال دنیا بھر میں 7 اپریل کو "عالمی یوم صحت" منایا جاتا ہے۔ پھر اس ضمن میں عوام الناس کو مختلف امراض سے (خاص طور پر جن امراض سے متعلق تشویش بڑھ رہی ہو) بچاؤ کے حوالے سے آگاہی فراہم کی جاتی ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں جو بعض امراض نہایت تیزی سے پھیل رہے ہیں، ان میں ذیابطیس کا عارضہ بھی شامل ہے۔ اسی لیے امسال عالمی ادارہ صحت نے اس دن کے لیے ذیابطیس کے مرض پر غور کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور عالمی یوم صحت کے لیے (Halt the rise: Beat diabetes) کا سلوگن جاری کیا ہے۔

ہمارے معاشرے میں عموماً یہ تصور عام ہے کہ ذیابطیس چالیس سال سے زائد عمر کے افراد کا عارضہ ہے، جو قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ موجودہ دور میں بڑوں کی نسبت بچے بھی اس مرض سے یکساں طور پر متاثر ہو رہے ہیں۔

اقسام

یوں تو ذیابطیس کی کئی اقسام ہیں، لیکن سب سے زیادہ دو قسمیں عام ہیں، پہلی قسم ذیابطیس ٹائپ ون کہلاتی ہے، جو صرف کم عمر افراد اور بچوں کو ہی متاثر کرتی ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے ان کا مدافعتی نظام لبلبے میں انسولین پیدا کرنے والے خلیات کو تباہ کر دیتا ہے۔

علامات

اس کی علامات میں وزن میں تیزی سے کمی، پیاس کی انتہائی شدت، خون و پیشاب میں کیٹون نامی تیزابی مادے کی زیادتی وغیرہ شامل ہیں۔ بعض اوقات بچے کومہ میں بھی چلے جاتے ہیں، جسے ڈی کے اے کا نام دیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ انسولین ہی وہ ہارمون ہے جو جسم میں گلوکوز کو جلا کر توانائی پیدا کرتا ہے اور جب قدرتی طور پر انسولین بننے کا عمل متاثر ہوتا ہے تو پھر اس صورت میں انسولین کے انجکشنز زندگی کے لیے ناگزیر ہو جاتے ہیں۔

عموماً ٹائپ ون کی تشخیص کے فوراً بعد ہی ایک ماہر امراض ذیابطیس انسولین کا استعمال شروع کروا دیتا ہے اور پھر وہ تاعمر جاری رہتا ہے۔ بسا اوقات کچھ والدین بچوں کو انسولین لگوانے سے انکار کرتے ہوئے گھریلو علاج اور حکیمی علاج کو بھی ترجیح دیتے ہیں، مگر نتیجتاً بچے کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ یاد رکھیے، ٹائپ ون ذیابطیس کا علاج صرف اور صرف انسولین ہی ہے، اسے ہرگز کسی کے کہنے پر بند نہ کریں، بہ صورت دیگر کوما (ڈی کے اے) میں جانے کی صورت میں گردے بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔

ذیابطیس کی دوسری قسم ٹائپ ٹو ذیابطیس ہے، جس کے پہلے مرحلے میں انسولین کے افعال میں مزاحمت پیدا ہو جاتی ہے، طبی ماہرین اسے انسولین مزاحمت کا مرحلہ بھی کہتے ہیں۔ اس مرحلے میں خوب بھوک لگتی ہے اور مریض بسیار خوری کے باعث موٹاپے کا شکار ہو جاتا ہے، اس مرحلے کے بعد انسولین کی کمی کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے، جس میں وزن کم ہونے لگتا ہے اور بعض اوقات اس کے لیے انسولین بھی ناگزیر ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیے، لڑکیوں میں موٹاپا انسولین مزاحمت پیدا کرتا ہے، جس سے انہیں پی سی او ایس PCOS: Polycystic Ovary Syndrome کا مرض لاحق ہو جاتا ہے، جو پھر ماہانہ نظام میں خلل اور بانجھ پن کا سبب بھی بنتا ہے۔

بسا اوقات کچھ والدین بچوں کو انسولین لگوانے سے انکار کرتے ہوئے گھریلو علاج اور حکیمی علاج کو بھی ترجیح دیتے ہیں، مگر نتیجتاً بچے کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

یہ ذیابطیس عموماً پچیس سال سے زائد عمر کے افراد میں پائی جاتی ہے، لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے یہ قسم 8 تا 45 فیصد بچوں کو بھی متاثر کر رہی ہے کیوں کہ نہ صرف دنیا بھر میں بلکہ ایشیائی ممالک، بہ شمول پاکستان میں بھی بچوں میں موٹاپے کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے، جس کی بنیادی وجوہات میں سرفہرست بچوں کے مشاغل میں بھاگ دوڑ والے کھیل کود نہ ہونا شامل ہیں، وہ زیادہ تر انڈور گیمز کو ہی ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ کمپیوٹر، موبائل فون اور ٹیب وغیرہ کا کئی کئی گھنٹے استعمال۔

☆ دوسرا، ہائی کیلوریز والی غذائیں مثلاً سافٹ ڈرنکس،

جنک فوڈز، برگر، بروسٹ اور ڈیپ فرائیڈ اشیاء وغیرہ کا بے تحاشہ استعمال۔

☆ تیسرا، اب ورزش کا تصور تقریباً معدوم ہوتا جا رہا ہے، زیادہ تر یہی گمان کیا جاتا ہے کہ ورزش صرف اور صرف ذیابطیس اور دل کے امراض سے متاثرہ افراد پر ہی فرض ہے، باقی صحت مند افراد اس وقت تک ورزش نہیں کریں گے، جب تک کہ وہ خدانخواستہ ان دونوں میں سے کسی ایک مرض میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

یاد رکھیے، اگر آپ صحت مند ہیں اور ورزش بھی کرتے ہیں تو یقین جانیے، آپ کئی امراض سے محفوظ ہیں، اگر آپ بیمار ہیں اور بیماری کے ساتھ ورزش کرتے ہیں، تو آپ نے نہ صرف اپنی بیماری پر قابو پایا ہوا ہے بلکہ اس کی پیچیدگیوں سے بھی خود کو بہتر طریقے سے محفوظ رکھا ہوا ہے، کیوں کہ عموماً ذیابطیس لاحق ہونے کی صورت میں 5 سے 10 سال بعد پیچیدگیاں ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہیں، تاہم طبی ماہرین کے مطابق غذائی پرہیز، ورزش، ادویہ یا انسولین کی بدولت امراض پر اچھا کنٹرول رکھا جائے، تو پیچیدگیاں تاخیر سے ظاہر ہوتی ہیں اور ان کی پیش رفت بھی بہت ہی سست ہوتی ہے۔

یوں تو بچوں میں ٹائپ ٹو کی زیادہ تر علامات نہیں ہوتی لیکن بچوں میں پیشاب اور پیاس کی زیادتی کے ساتھ تھکن، متلی، نظروں کا دھندلاپن، بار بار مختلف قسم کے انفیکشنز، دانے یا پھر زخم، پھر پیشاب میں انفیکشن اور وزن میں کمی کی علامات وغیرہ ظاہر ہوسکتی ہیں۔

صحت مند افراد میں ناشتے سے قبل شوگر کا لیول 100 ملی گرام فی ڈیسی لیٹر اور کسی بھی وقت کھانے کے دو گھنٹے بعد 140 ملی گرام تک ہے۔ اگر کسی بھی فرد کی خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا ناشتے سے قبل کی شوگر 100 تا 125 ملی گرام فی ڈیسی لیٹر اور کھانے کے دو گھنٹے بعد کی 140 تا 199 ملی گرام فی ڈیسی لیٹر ہو تو اسے طبی ماہرین آئی جی ٹی یعنی Impaired glucose tolerance سے موسوم کرتے ہیں۔ ایسے افراد کو 5 تا 10 سال میں ذیابطیس کا عارضہ لاحق ہوجاتا ہے، جب کہ جن افراد کی ناشتے سے قبل شوگر 125 ملی گرام فی ڈیسی لیٹر یا اس سے زائد ہو اور کھانے کے دو گھنٹے بعد 200 ملی گرام فی ڈیسی لیٹر یا اس سے زائد ہو، تو وہ ذیابطیس کے مریض ہیں۔

یاد رکھیے، لڑکیوں میں موٹاپا انسولین مزاحمت پیدا کرتا ہے، جس سے انہیں پی سی او ایس :PCOS Polycystic Ovary Syndrome کا مرض لاحق ہوجاتا ہے، جو پھر ماہانہ نظام میں خلل اور بانجھ پن کا سبب بھی بنتا ہے۔

ذیابطیس ٹائپ ون زیادہ تر انگریزوں اور ایشیائی افراد میں کم پائی جاتی ہے، جب کہ ایشیائی ممالک میں ٹائپ ٹو ذیابطیس کا مرض بچوں میں بڑھتا جارہا ہے۔ ایک تحقیق میں 48 ٹائپ ٹو بچوں کا موازنہ 39 ٹائپ ون بچوں سے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ٹائپ ٹو ذیابطیس بچوں کے فرسٹ کزن مثلاً ماموں، چچا، تایا وغیرہ میں پائی گئی تھی اور وہ نہ صرف موٹاپے کا شکار تھے، بلکہ ان میں سی پیپٹائیڈ بھی بڑھا ہوا تھا۔

یاد رکھیے، بچوں میں ٹائپ ٹو ذیابطیس 12 تا 14 سال کی عمر میں ظاہر ہوسکتی ہے۔ نیز لڑکوں کی نسبت لڑکیوں میں اس کی شرح زیادہ بلند ہے۔ وہ بچے جو ٹائپ ٹو سے متاثر ہیں وہ 85 فیصد موٹاپے کا شکار ہوجاتے ہیں اور ان میں 59 تا 92 فیصد انسولین کی مزاحمت کی علامات پائی جاتی ہیں۔ نیز ان میں مرض کی تشخیص، ذیابطیس کی علامات جیسے پیشاب کا بار بار آنا، بھوک زیادہ لگنا اور پیاس کی شدت وغیرہ پر منحصر ہے۔ 19 تا 62 فیصد ٹائپ ٹو

اب ورزش کا تصور تقریباً معدوم ہوتا جا رہا ہے، زیادہ تر یہی گمان کیا جاتا ہے کہ ورزش صرف اور صرف ذیابطیس اور دل کے امراض سے متاثرہ افراد پر ہی فرض ہے، باقی صحت مند افراد اس وقت تک ورزش نہیں کریں گے، جب تک کہ وہ خدانخواستہ ان دونوں میں سے کسی ایک مرض میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

بچوں میں وزن کم کی شکایات بھی پائی جاتی ہیں۔ 92 فیصد کے پیشاب میں گلوکوز کا اخراج ہوتا ہے، 5 تا 10 فی صد بچوں میں ڈی کے اے بھی پایا جاتا ہے۔

بچوں میں ٹائپ ٹو ذیابطیس کنٹرول کے بھی وہی اہداف مقرر کیے جاتے ہیں جو بڑوں کے لیے ہیں، مثلاً ان کا ہیموگلوبن-اے-ون-سی 7 فیصد سے کم رکھا جائے، تاکہ شوگر لیول زیادہ نہ بڑھے اور وزن بھی مناسب رہے۔ طریقہ علاج ایسا ہو کہ بچوں میں دل کے امراض پیدا کرنے والے عوامل اور خون کی باریک نالیوں کی پیچیدگیوں کو کم کیا جائے، ان کی ذہنی اور جسمانی کیفیات بہتر بنائی جائے، ٹائپ ٹو ذیابطیس کے علاج کے لیے ایسی ادویہ کا استعمال کروایا جائے، جو نہ صرف انسولین پیدا کرتی ہیں، بلکہ اس کی مزاحمت بھی کم کرتی ہیں۔ Incretion Hormone کو فعال کیا جائے، عموماً بچوں میں ٹائپ ٹو کے علاج کے لیے غذائی پرہیز اور ورزش کے ساتھ انسولین کا استعمال کروایا جاتا ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق ذیابطیس میں Micro Albumin کا اخراج گردے کی بیماری نیفروپیتھی کو ظاہر کرتا ہے جب کہ اس کی مقدار میں اضافے سے دل کی بیماریوں کے خطرات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اگر بچوں میں ٹائپ ٹو ذیابطیس پر قابو نہ پایا جائے تو نتیجتاً گردے فیل ہو سکتے ہیں، دل کی بیماری ظاہر ہو سکتی ہے اور اعصابی کمزوری کی وجہ سے ٹانگ یا پیر کے کٹنے کے علاوہ نابینا پن کے خطرات بھی سر پر منڈلانے لگتے ہیں جو بالآخر موت کی طرف لے جاتے ہیں۔

اگر کسی صحت مند بچے کے ذیابطیس میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو فوری طور پر معائنہ کروا کے اس بات کو واضح کر لیا جائے کہ آیا اس کو ذیابطیس ہے یا نہیں اور جس کے لیے ان بچوں کے خاندان کے ساتھ اور اسکولز میں ذیابطیس کے ایجوکیشنل پروگرامز کا آغاز کیا جانا ضروری ہے، اور مختلف ذیابطیس کیمپس میں شرکت کی جائے جہاں ان بچوں کی نشوونما، مستقبل اور پیشوں کے انتخاب میں بھرپور راہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ نیز ابتداء ہی ان بچوں کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ ذیابطیس پر کنٹرول بہتر بنائیں۔

احتیاطی تدابیر

وہ بچے جن کا وزن نسبتاً زیادہ ہو، ذیابطیس کا مرض ان کے قریبی رشتے داروں میں موجود ہو، ان میں انسولین کی مزاحمت کی علامات ظاہر ہو رہی ہوں، بلند فشار خون کی شکایت ہو، اور بچیوں میں اگر PCOS ہو یا خون کی چکنائیوں میں بے اعتدالی پائی جائے تو فوری طور پر ذیابطیس ٹائپ ٹو کی تشخیص کے لیے معائنہ کروائیں۔

اگر آپ اپنے بچے کو صحت مند دیکھنا چاہتے ہیں تو اسے اس بات کا عادی بنائیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیدل چلے، موٹر سائیکل کا استعمال کم کرے، سیڑھیوں کے استعمال کو لفٹ پر ترجیح دے، ان ڈور گیمز کی بجائے آؤٹ ڈور گیمز کھیلے، سوفٹ ڈرنکس اور جنک فوڈز کی بجائے گھر کے بنے کھانے کھائے اور خاص طور پر ایسے بچے جو موٹاپے یا IGT کا شکار ہیں، وہ لازماً طرزِ زندگی میں تبدیلی کے اصولوں پر عمل پیرا ہوں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ طرزِ زندگی میں تبدیلی تاعمر برقرار رکھی جائے صحت مند غذا، جسمانی مشقت اور وزن کنٹرول کرنے سے بچوں میں ٹائپ ٹو ذیابطیس کو ہونے سے روکا جا سکتا ہے اور اگر ان بچوں کو ٹائپ ٹو ذیابطیس ہو جائے تو پھر مرض کی پیچیدگیاں مؤخر کی جا سکتی ہیں۔ تاہم ضروری ہے کہ کسی رجسٹرار ماہر غذا سے بچوں کا غذائی چارٹ بنوالیا جائے اور ورزش کے سلسلے میں بھی ماہرین کی آراء سے استفادہ کیا جائے نیز وزن میں کمی اس طور کی جائے کہ جب یہ بچے بلوغت کو پہنچیں تو آئیڈیل وزن حاصل کر سکیں۔

اکثر والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے موٹے ہوں، یاد رکھیے، طبی ماہرین کے نزدیک موٹاپا صحت مندی کی علامت ہرگز نہیں ہے۔ اگر آپ کا بچہ دبلا پتلا لیکن چاق و چوبند ہے تو وہ صحت مند ہے۔ بچوں کو بھرپور ناشتہ کروائیں اور ناشتے میں بھی صحت مند غذائیں استعمال کروائیں، جیسے چپاتی، دلیا یا 2 چمچ تیل کا پراٹھا زیادہ بہتر ہے، ناشتے میں بیکری کی اشیاء سے گریز کریں یہاں تک کہ پاپے اور ڈبل روٹی سے بھی، کیوں کہ یہ جلد ہضم ہو جاتے ہیں اس لیے زیادہ کھائے جاتے ہیں، نتیجتاً بچے موٹاپے میں اضافہ یا موٹاپے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پہلے زمانے میں بیکری کی اشیاء دیسی خمیر سے بنائی جاتی تھیں، اب کیمیائی خمیر استعمال ہوتا ہے جس کے مضر اثرات سے انکار ممکن نہیں۔

ایک اور بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی بھی مضمون میں فراہم کردہ معلومات مفید ضرور ہوتی ہیں لیکن یہ معالج کی ہدایات کا نعم البدل نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے ان معلومات کی بناء پر سیلف میڈی کیشن سخت نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک ماہر معالج مریض کے مکمل معائنے کے بعد ہی ادویہ کی درست مقدار تجویز کرتا ہے، لہٰذا مرض کی تشخیص ہونے کی صورت میں علاج کے لیے کسی ماہر معالج سے ہی رجوع کیا جائے۔

یاد رکھیے، بچوں میں ٹائپ ٹو ذیابطیس سے بچاؤ بھی بڑوں میں ذیابطیس سے بچاؤ کی طرح ممکن ہے، اگر آپ نے آنے والے کل کو ایک صحت مند قوم دینی ہے تو کل کے لیے آج ہی سوچیے۔

سلطان احمد

زبان بادشاہ ہے......

کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے تمام دانت گر چکے ہیں، بادشاہ نے معبر کو بلوایا اور اس سے خواب بیان کیا، معبر نے خواب سنا تو اس کا رنگ فق ہو گیا اور وہ ''اعوذ باللہ اعوذ باللہ'' کہنے لگا، بادشاہ نے گھبرا کر دریافت کیا: ''کیا تعبیر ہے اس خواب کی......؟؟''

معبر نے ڈر کر کہا:

''چند سال بعد آپ کے خاندان کے سب افراد وفات پا جائیں گے اور آپ سلطنت میں اکیلے رہ جائیں گے، یہ سن کر بادشاہ طیش میں آگیا اور اس نے معبّر کو خوب گالیاں دیں اور کوڑے لگانے کا حکم دیا۔

بادشاہ نے دوسرا معبر حاضر کرنے کا حکم دیا، وہ آیا تو بادشاہ نے اسے خواب سنایا اور تعبیر پوچھی، معبر خوشدلی سے مسکرایا اور بولا:

''خوش خبری ہو سراسر خیر ہے، سراسر بھلائی ہے، بادشاہ سلامت۔''

بادشاہ نے پوچھا وہ کیسے......؟؟؟

معبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

''اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کی لمبی عمر ہو گی، آپ خاندان میں سب سے آخر میں فوت ہوں گے اور تمام عمر بادشاہ رہیں گے۔''

بادشاہ یہ تعبیر سن کر بہت خوش ہوا اور معبر کو انعام و اکرام سے نوازا۔

بات ایک ہی تھی مگر مختلف طریقوں سے کہی گئی تھی، پہلی تعبیر سے بادشاہ ناراض ہوا اور وہی بات دوسرے انداز سے کہی گئی تو بادشاہ سن کر خوش ہوا، اور معبر کو انعام سے نوازا۔

واقعی! زبان سرداروں کی سردار ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان کے سامنے عرض گذار ہوتے ہیں'' ہمارے متعلق اللہ سے ڈرنا ہم تیری ہی بدولت ہیں تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے، تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔''

﴿جامع ترمذی: 2407﴾

ہاں! واللہ زبان سردار ہے، خطبہ جمعہ میں اس کا طوطی بولتا ہے، لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اس کا ڈنکا بجتا ہے، تجارت کے معاملات میں یہ سردار ہے، وکالت کے پیشے میں اس کی عمل داری ہے، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ انسان زبان جیسی نعمت سے محروم ہو، بول نہ سکتا ہو تو اس کی زندگی کسی کام کی نہیں رہتی اور وہ کسی کام کا نہیں رہتا، بلکہ:

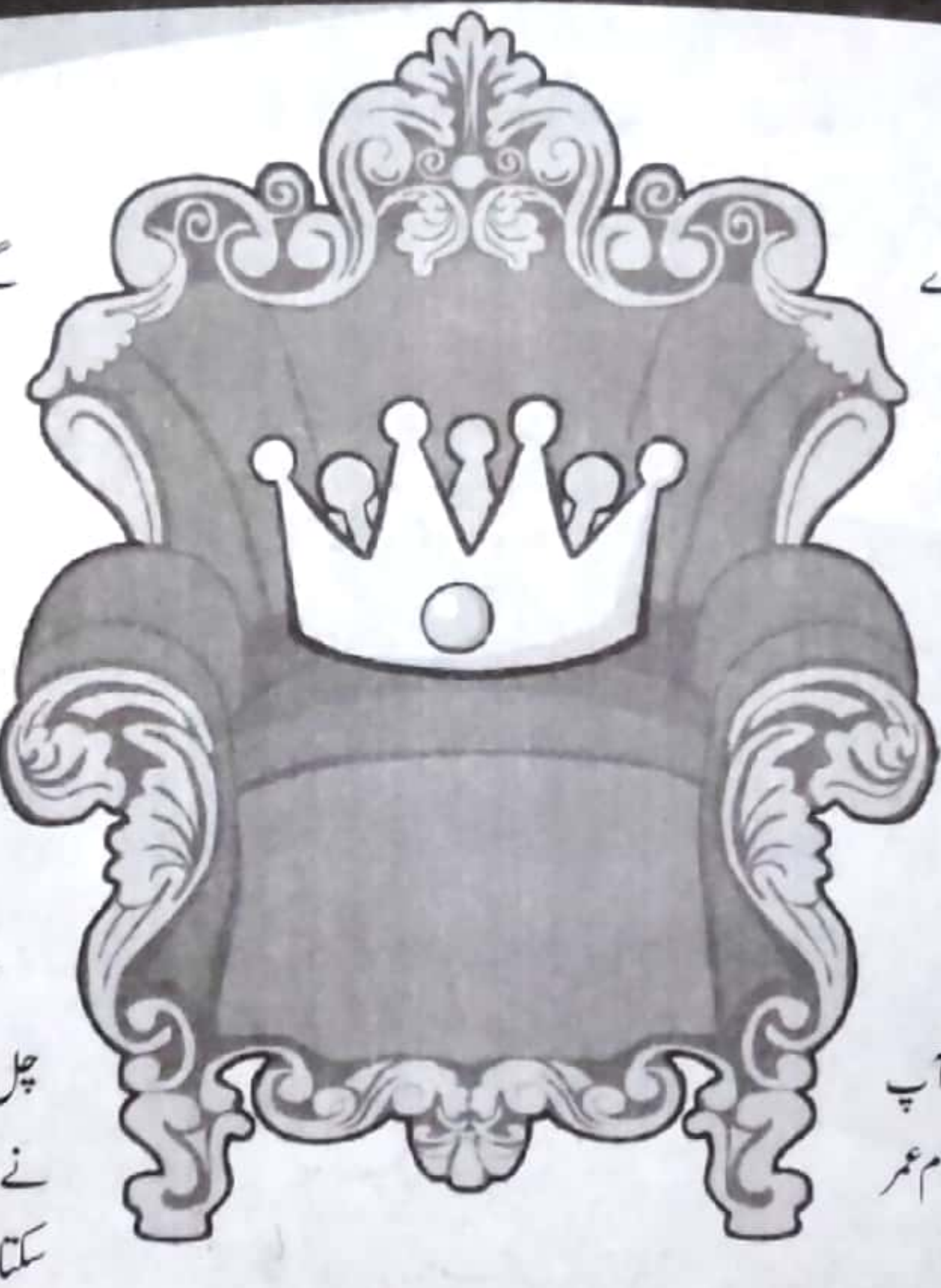

''عزم مصمم کا حامل شخص بہت سی صلاحیتوں کے فقدان کے باوجود میدان عمل میں کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔''

ابو عبد اللہ میرے دیگر احباب سے مختلف نہیں، لیکن ایک شئے اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے اور وہ ہے بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، ہمیشہ گوناگوں دعوتی سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے، ان میں سے ایک نمایاں سرگرمی اس کا گونگے بہرے افراد کے لیے مترجم کے فرائض انجام دینا ہے۔

ایک روز اس کا فون آیا: ''کیا خیال ہے، آپ کی مسجد میں گونگے، بہرے افراد کے ادارے سے منسلک دو طالب علم پیش کیے جائیں جو وہاں موجود نمازیوں سے خطاب کریں گے؟''

میں نے تعجب سے کہا ''گونگے بولنے والوں سے خطاب کریں گے؟''

وہ بولا ''بالکل! پھر ہم اتوار کو آئیں گے۔''

میں بے چینی سے اتوار کے دن کا منتظر رہا۔ اتوار کے دن میں مسجد کے دروازے میں کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں عبد اللہ کی گاڑی دراز ے کے سامنے رکی اور اس کے ساتھ دو آدمی گاڑی سے برآمد ہوئے۔ ایک تو عبد اللہ کے پہلو میں چل رہا تھا اور دوسرا شخص عبد اللہ کا ہاتھ پکڑ کر چل رہا تھا میں نے دیکھا پہلا شخص گونگا اور بہرہ تھا یعنی وہ سن اور بول نہیں سکتا تھا البتہ اسے آنکھوں سے نظر آتا تھا جبکہ دوسرا شخص گونگا اور بہرا ہونے کے ساتھ ساتھ نابینا بھی تھا۔

میں نے ابو عبد اللہ سے ہاتھ ملایا، دائیں طرف کھڑا ہوا احمد میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا میں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے بھی مصافحہ کیا۔ ابو عبد اللہ نے نابینا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''فائز سے بھی ہاتھ ملایئے'' میں نے کہا:

''اسلام علیکم فائز......''

ابو عبد اللہ نے ٹوکا: ''اس کا ہاتھ پکڑیے وہ آپ کو سن نہیں سکتا اور نہ دیکھ رہا ہے۔''

میں نے اپنا ہاتھ فائز کے ہاتھ میں دے دیا اس نے گرم جوشی سے میرا ہاتھ تھام کر ہلایا:

''احمد دیکھ سکتا ہے اور اشاروں کی زبان جانتا ہے۔ ابو عبد اللہ بھی اشاروں کے ذریعے سے اس کی باتیں سمجھ جاتا ہے لیکن فائز کی باتیں وہ کیسے سمجھے گا جو نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے اور نہ بات کرتا ہے۔''

"ہم سب مسجد میں آگئے، نماز کے بعد ابوعبداللہ کرسی پر بیٹھ گئے، دائیں طرف احمد اور بائیں طرف فائز کو بٹھا لیا، لوگ حیرت سے تک رہے تھے، آج تک انہوں نے کسی کا لیکچر چیئر پر بیٹھے نہیں سنا تھا ابوعبداللہ نے احمد کو اشارہ کیا، احمد کے ہاتھ حرکت میں آگئے، اس کی تقریر شروع ہو چکی تھی، لوگوں کو احمد کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی، میں نے ابوعبداللہ سے کہا کہ وہ ترجمہ کر کے بات سمجھائے، احمد کے اشارے یا تو کوئی گونگا سمجھ سکتا تھا یا وہ جس نے گونگے بہروں کی زبان سیکھ رکھی ہو، ابوعبداللہ مائیک پر آیا اور بولا:

"احمد آپ سے اپنی ہدایت کے متعلق کہہ رہا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں پیدائشی گونگا ہوں اور میں نے جدہ میں پرورش پائی، میرے گھر والے مجھے نظر انداز کرتے تھے، میں لوگوں کو مسجد میں جاتے دیکھتا تو سوچتا کہ یہ لوگ مسجد کیوں جاتے ہیں میں بارہا والد کو بھی دیکھتا کہ وہ جائے نماز بچھاتے اور رکوع و سجود کرتے، لیکن مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کرتے ہیں اور یہ اٹھک بیٹھک کیسی ہے؟ میں گھر والوں سے پوچھتا تو وہ حقارت سے جواب نہ دیتے۔"

اتنا کہہ کر ابوعبداللہ نے احمد کو اشارہ کیا:

"اس نے اپنی کہانی کا سلسلہ دوبارہ جوڑا اور ہاتھوں سے اشارے کرنے لگا، اچانک اس کے چہرے کا رنگ بدلا اسے اپنے جذبات پر قابو نہ رہا، ابوعبداللہ نے سر جھکا دیا، احمد رو پڑا اور زار و قطار رو دیا، لوگ حیران تھے کہ یہ کیوں رو رہا ہے، بہر حال اس نے اشاروں سے تقریر جاری رکھی، پھر توقف کیا تو ابوعبداللہ نے بتایا:

"احمد آپ سے بیان کر رہا تھا کہ اس کی زندگی میں تبدیلی کیسے آئی؟ راہ چلتے ایک اجنبی نے ازراہ شفقت اسے اللہ کے بارے میں بتایا اور نماز سکھائی، جب اس نے پہلی بار نماز پڑھی تو اسے اللہ کا قرب حاصل ہوا، اسے خیال گذرا کہ اللہ نے اسے جس آزمائش میں ڈالا ہے اس کا بڑا اجر ہے، اس نے ایمان کی حلاوت کا مزہ چکھ لیا تھا۔"

اکثر لوگ یہ باتیں نہایت توجہ اور دلچسپی سے سن رہے تھے، لیکن میں کبھی احمد کو دیکھتا اور کبھی فائز پر نظر ڈالتا اور دل ہی دل میں کہتا کہ:

"احمد دیکھ سکتا ہے اور اشاروں کی زبان جانتا ہے۔ ابوعبداللہ بھی اشاروں کے ذریعے سے اس کی باتیں سمجھ جاتا ہے لیکن فائز کی باتیں وہ کیسے سمجھے گا جو نہ دیکھتا

لیکن فائز کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے رہی، فائز، نابینا اور گونگا بہرہ ہونے کے باوجود زندگی میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے تو اس شخص کو کیا پرابلم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بولنے کے لیے زبان دی، دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کو کان عطا کیے ہیں؟؟

ہے، نہ سنتا ہے اور نہ بات کرتا ہے۔"

احمد کی تقریر ختم ہوئی، وہ آنسو صاف کرتا ہوا اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔ اب ابوعبداللہ فائز کی طرف متوجہ ہوا، میں نے دل میں کہا: "اب یہ کیا کرے گا؟"

ابوعبداللہ نے انگلیوں کے ساتھ فائز کے گھٹنے پر آہستگی سے ضرب لگائی، فائز تیر کی طرح اٹھا اور نہایت اثر انگیز تقریر کی لیکن کیسے؟؟ بول کر؟ نہیں، وہ تو گونگا تھا بول نہیں سکتا تھا یا پھر اشاروں کے ساتھ؟ نہیں وہ تو نابینا تھا، اشاروں کی زبان نہیں سیکھ سکا۔

اس نے چھو کر تقریر کی، جی ہاں! چھو کر: ابوعبداللہ نے اپنا ہاتھ فائز کے آگے کر رکھا اور فائز مخصوص جگہوں کو چھو کر بتاتا، مترجم اس کی بات سمجھ کر حاضرین کو بتایا کرتا، اتنی دیر فائز ساکن کھڑا رہتا، مترجم کی بات ختم ہوتی تو وہ فائز کے گھٹنے پر ضرب لگاتا اور فائز دوبارہ ہاتھ پھیلاتا مترجم اپنا ہاتھ اس کے آگے کرتا اور فائز اسے چھو کر اپنا مدعا بیان کرتا، لوگ کبھی حیرت سے فائز کو دیکھتے اور کبھی مترجم کو تکتے۔

فائز لوگوں کو توبہ کا درس دے رہا تھا، وہ کبھی کانوں کو ہاتھ لگاتا، کبھی زبان کو پکڑتا اور کبھی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا، ہم میں سے کوئی اس کی کوئی بھی بات نہ سمجھ پاتے، یہاں تک کہ ابوعبداللہ ترجمہ کر کے بتاتا۔

میں لوگوں کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا، بعض **سبحان اللہ سبحان اللہ** کہہ رہے تھے اور کچھ آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے، زیادہ تر افراد توجہ اور شوق سے سن رہے تھے، چند ایک رو رہے تھے، رہ گیا میں......

میں ذرا پیچھے ہٹ کر فائز کی صلاحیتوں اور لوگوں کی صلاحیتوں، ان کی خدمت دین اور اس کی خدمت دین کا موازنہ کرنے لگا۔ جو فکر اس گونگے، بہرے اور نابینا شخص کو تھی، دوسرے لوگوں کے سینوں میں شاید اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھا۔

محدود صلاحیتوں کا ایک آدمی خدمت دین کی تڑپ میں گھل رہا تھا، وہ اس احساس تلے دبا جا رہا تھا کہ وہ اسلام کا سپاہی ہے اور ہر گناہ گار کا ذمہ دار ہے، وہ سرشاری سے ہاتھوں کو حرکت دیتا گویا کہہ رہا ہو:

"اے نماز کے تارک: آخر کب تک؟"

"اے حرام پر نگاہ رکھنے والے: کہاں تک؟"

"اے فواحش کے مرتکب!"

"اے حرام کھانے والے"

"اے شرک کرنے والے"

آخر کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا......؟؟

لوگ واقعتاً فائز سے بہت متاثر ہوئے، فائز نے تقریر ختم کی اور اٹھ کھڑا ہوا، لوگ اسے ملنے اور سلام کرنے ارد گرد جمع ہوئے، ابوعبداللہ نے اس کا ایک ہاتھ تھام رکھا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ بھی لوگوں کو سلام کہہ رہا ہے، وہ سب کو سلام کہہ رہا تھا سب لوگ اس کے نزدیک برابر تھے، آقا و غلام، امیر و مامور، محتاج و غنی، عام و خاص وہ سبھی کو سلام کہہ رہا تھا۔ میں نے سوچا کاش! بعض مفاد پرست لوگ بھی تمہارے جیسے ہوتے فائز.........

ابوعبداللہ فائز کو لے کر مسجد سے باہر آگیا، ان دونوں کا رخ گاڑی کی طرف تھا، میں ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، وہ دونوں خوشگوار موڈ میں ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی کر رہے تھے۔

آہ! یہ دنیا کس قدر حقیر ہے.......

کتنے لوگ ہیں جن کے ہاتھ پاؤں، آنکھیں، کان اور زبان سلامت ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو افسردگی اور غم و اندوہ سے چھٹکارا دلانے میں کامیاب نہیں ہوتے، دن پر دن گذرتے گئے لیکن فائز کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے رہی، فائز، نابینا اور گونگا بہرہ ہونے کے باوجود زندگی میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے تو اس شخص کو کیا پرابلم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بولنے کے لیے زبان دی، دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کو کان عطا کیے ہیں؟؟

"آدمی کی زبان اس کا نصف اور دوسرا نصف دل ہے اس کے بعد صرف خون اور گوشت پوست کی ایک صورت ہی باقی رہتی ہے۔"

بچوں کی دنیا

ترتیب: رامین حماد

پیش لفظ:

پیارے بچو! کیا احوال ہیں......؟؟؟

امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں اپریل کا آغاز ہے، نیا تعلیمی سال شروع ہوگیا ہے۔ نئی کلاسز کے ساتھ ساتھ بچوں کو نئی چیزیں چاہیے ہوتی ہیں۔ نئے یونیفارم، نئے سکول بیگ، نئے جوتے...... وغیرہ اور والدین اپنے بچوں کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش اپنی استطاعت سے بڑھ کر کرتے ہیں، ان میں سے بعض والدین اپنے بچوں کو اس مہنگائی کے دور میں ہر چیز دلانے کی کوشش میں ناکام رہتے ہیں۔

پیارے بچو! ہمیں اپنے والدین کا سہارا بنتا ہے نہ کہ ان کے لیے بوجھ، اس لیے جو چیزیں اس ماہ نہیں آسکیں وہ **ان شاء اللہ** اگلے ماہ ضرور آجائیں گی۔ آپ نے اپنے والدین سے لڑنا جھگڑنا نہیں ہے بلکہ صبر کا دامن تھامنا ہے۔

ذرا سوچیں...... ان کشمیری بچوں کے بارے میں جن کو کتابیں، یونیفارم، جوتے وغیرہ میسر ہی نہیں، جن کا اسکول ہندو فوج کی چھاؤنی بنا ہوا ہے، اگر وہ اپنے سکول جائیں تو گولیوں سے چھلنی کردیے جاتے ہیں۔

لہٰذا نئے تعلیمی سال کے موقع پر اپنے والدین کا احساس کریں اور ساتھ ساتھ کشمیری، افغانی، عراقی، برمی ہندوستانی، فلسطینی بچوں کی ضروریات اور ان کے درد کا بھی احساس کریں کہ اللہ پاک ان کو تکالیف سے نجات دیں اور دشمن کے خوف سے امن بھی۔ آمین۔

''21 اپریل'' علامہ اقبال ﷫ کی وفات کا دن ہے۔ علامہ اقبالؒ نے جس ملک کا خواب آنکھوں میں سجایا جس کا نقشہ تصور میں تخلیق کیا وہ صرف موجودہ پاکستان پر مبنی نہ تھا، بلکہ وہ تو چاہتے تھے کہ بنگال، آسام، خیبر پختونخواہ، سندھ، بلوچستان، کشمیر، حیدر آباد دکن غرض ہندوستان میں جتنے بھی مسلم اکثریتی علاقے تھے، ان کو ملا کر ایک اسلامی فلاحی ریاست پاکستان تشکیل دے دی جائے۔

اقبال نے شاہین صرف موجودہ پاکستان کے نوجوانوں کو ہی نہیں بلکہ برصغیر پاک ہند کے تمام نوجوانوں کو کہا تھا، ان میں کشمیری نوجوان بھی شامل تھے۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اقبال کے شاہینوں نے غور و فکر کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقوں کو اپنانے کی بجائے خواب غفلت میں پڑ گئے جن کے آباؤ اجداد نے قیصر و کسریٰ کے تاج و تخت الٹ دیے تھے، ہزاروں سال اس دنیا پر حکمرانی کی، آج وہ اس دنیا میں سب سے مظلوم، ٹوٹے ہوئے تاروں کی مانند گم ہوتے جا رہے ہیں۔

کبھی اے نوجوان مسلم! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

آج امت مسلمہ پر کفار کی جانب سے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، خون مسلم ارزاں ہے، وہ اس لیے کہ ہم میں اتحاد و اتفاق ختم ہوگیا۔ آج بھی ہمیں اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔''

تاریخ گواہ ہے، جب تک مسلمان اپنے مرکز سے پیوست رہے، دنیا پر غالب رہے لیکن جیسے ہی مسلمانوں نے اپنے مرکز کو چھوڑا، وہ مغلوب ہوگئے اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی، کیونکہ جب تک ایک شاخ تنے سے پیوست رہتی ہے تو سرسبز رہتی ہے، لیکن جیسے ہی وہ ٹوٹ کر گرتی ہے، سوکھ جاتی ہے ایسے ہی مسلمانوں کی مثال ہے، ہم اب تک اس ظلم و ستم سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے، جب تک ہم اپنے مرکز سے نہیں جڑتے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

آپ کی آپی: رامین حماد

جنت کی خوشخبری

پیارے بچو! یہ واقعہ پیارے نبی ﷺ کے دور کا ایک دردناک واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ستر صحابہ کرام کو جو قرآن کریم کے حافظ، عالم اور بہترین قاری تھے نجد کے علاقے کی طرف دین کی دعوت کے لیے بھیجا یہ صحابہ بہت نیک اور اللہ سے محبت رکھنے والے انسان تھے، پیارے نبی ﷺ کے حکم پر فوراً لبیک کہتے تھے اور آپ ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

یہ صحابہ دن کے وقت لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرتے اور ان کو فروخت کر کے اہل صفہ کے لیے اناج اور غلہ وغیرہ خریدتے تھے۔ اہل صفہ ان صحابہ ؓ کو کہا جاتا تھا جو مسجد نبوی ﷺ میں ایک چبوترے پر دن رات قرآن اور حدیث کا علم حاصل کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ہر وقت حاضر رہتے اور نبی ﷺ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

لوگ ان کے لیے کھانے کا بندوبست کرتے اور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے، یہ صحابہ بھی اہل صفہ کی خدمت میں لگے رہتے تاکہ وہ کھانے پینے کی فکر سے آزاد ہو کر یکسوئی سے دین کی تعلیم حاصل کر سکیں اور فرض عبادات کے بعد یہ رات کو اللہ کی عبادت اور دعا و مناجات میں گزار دیتے۔

قرآن پڑھنا پڑھانا ان کا دل پسند مشغلہ تھا، اسی معمول کے مطابق یہ نجد کی طرف سفر کے لیے روانہ ہوئے اور چلتے چلتے معونہ کے کنوئیں پر جا پہنچے اس جگہ ایک کنواں تھا جسے بئر معونہ کہا جاتا ہے اسی مناسبت سے اس واقعہ کو بئر معونہ کا حادثہ یا المیہ کہا جاتا ہے۔

اس جگہ پڑاؤ ڈالنے کے بعد ام سلیم ؓ کے بھائی حضرت حرام بن ملحان ؓ رسول اللہ ﷺ کا وہ خط لے کر عامر بن طفیل جو کافر تھا اس کے پاس گئے جس میں ان کو پیارے نبی ﷺ کی طرف سے اسلام کی دعوت دی گئی تھی لیکن اس نے وہ خط پڑھنے کی بجائے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا اور اس نے نیزہ مار کر آپ ؓ کو شہید کر دیا۔

اس کے بعد بنو سلیم کے تین قبیلوں عصیہ، رعل اور ذکوان کو جمع کر کے ان اصحاب رسول ﷺ کا محاصرہ کر لیا صحابہ کرام ؓ نے اپنے بچاؤ کے لیے مقابلہ کیا لیکن ایک صحابی کے سوا تمام شہید ہو گئے۔ دو صحابہ کرام ؓ جو قریبی بستی میں اونٹ چرا رہے تھے مدد کے لیے پہنچے لیکن ان میں سے بھی ایک شہید ہو گیا اور ایک زندہ بچ گیا ان کا نام عمرو بن امیہ ضمری ؓ تھا جسے عامر بن طفیل نے گرفتار کر لیا اور بعد میں آزاد کر دیا، اس کے علاوہ حضرت کعب بن زید ؓ جنہیں شہداء کی لاشوں میں زخمی حالت میں اٹھایا گیا تھا اور وہ بھی جنگ خندق تک زندہ رہے۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری ؓ یہ خبر لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا اور غزوہ احد میں شہید ہونے والے ستر صحابہ ؓ کا غم بھی نئے سرے سے تازہ ہو گیا۔ قرآن کے ستر قیمتی محافظ اور رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار صحابی ؓ بھاری تعداد میں جانی نقصان سے دوچار ہو چکے تھے اور یہ آپ ﷺ کے لیے بہت جانکاہ صدمہ تھا۔

پیارے نبی ﷺ ایک ماہ تک ان لوگوں اور قبیلوں کے نام لے لے کر بددعا کرتے رہے جنہوں نے بئر معونہ پر آپ ﷺ کے مظلوم اور بے گناہ صحابہ کرام ؓ کو بے دردی سے شہید کیا تھا۔ تیس دن کے بعد پیارے نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو تسلی دینے کے لیے ان الفاظ میں خوشخبری دی:

”ہماری قوم کو بتلا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔“

بعد میں یہ وحی منسوخ ہو گئی۔

پیارے بچو! منسوخ ان آیات کو کہتے ہیں جو قرآن کریم میں باقاعدہ طور پر شامل نہیں کی گئیں بلکہ وقتی ضرورت کے تحت پیارے نبی ﷺ پر نازل کی گئیں اور بعد میں منسوخ کر دی گئیں۔

اس کے بعد پیارے نبی ﷺ نے ان پر اپنی بددعا ترک فرما دی اس دعا کو قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔ یہ طویل دعا ہے اور پیارے نبی ﷺ نے دشمنوں کی طرف سے محاصرے اور ظلم و فتنہ کے موقعوں پر بھی اس دعا کو اپنی نمازوں میں معمول بنایا اور فرض نماز کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد یہ دعا پڑھنا سنت ہے، خاص طور پر آج کل جو دشمنوں کی طرف سے فتنہ، فساد اور ظلم کا بازار گرم ہے اس میں قنوت نازلہ کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے۔

کچھ معلومات پر نظر......

Coffee کیا ہے؟

ایک بار الجزاری نام کا ایک شخص جو بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا اس نے غور کیا کہ جب اس کی بھیڑ بکریاں ایک مخصوص قسم کا پودا کھاتی ہیں تو زیادہ طاقت ور ہو جاتی ہیں اور قابو میں نہ آتی ہیں اس نے جب پودے کا موازنہ کیا تو اس میں سے بیج نکلے اس نے ان بیجوں کو گرم پانی میں ابال کر کھانا شروع کیا اور کارآمد ثابت ہونے پر اس نے اپنے گاؤں کے لوگوں کو بھی مشورہ دیا اور آہستہ آہستہ Ethopia جو ایک جگہ کا نام ہے کے لوگوں میں یہ قہوے کے نام سے مشہور ہوا اور پھر یہ بیج برطانیہ بھیجے جانے لگے جہاں ان بیجوں کو Coffee کا نام دیا گیا۔ پر افسوس تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کی دریافت ہوتے ہوئے بھی اس ایجاد کو برطانوی ایجاد قرار دیا جاتا ہے۔

خولہ شاہین

میرے پسندیدہ اشعار

روتی ہے کشمیر کی دھرتی روتے ہیں انسان
شاید ہم کو بھول چکی ہے ارضِ پاکستان

(حمنہ سرور)

کشمیر ایک جلتی شمع ہے
پروانے جہاں جل جاتے ہیں

(اقراء سلیم)

جن لوگوں پہ ہے انعام تیرا
اُن لوگوں میں لکھ دے نام میرا
محشر میں میرا رہ جائے بھرم
اللہ کرم اللہ کرم

(اُم ایمن)

ہر جابر وقت سمجھتا ہے محکم ہے میری تدبیر بہت
پھر وقت اسے بتلاتا ہے تھی کند تیری شمشیر بہت

(عائزہ حماد)

ہم اہل پاکستان یہ اعلان کرتے ہیں
یہ مال اور جان اپنی کشمیر کے نام کرتے ہیں

(لبیبہ حارث)

ہم کل بھی حرفِ مقابل تھے
ہم آج بھی معرکہ آراء ہیں

(قرۃ العین)

دل میں شہادت کی تڑپ ہے آرزو تجھ سے ملوں
اے میرے رب میری جستجو مر کے جیوں جی کر مروں

(طیبہ شوکت)

اے پی ایس پشاور کے طالبعلم کو آکسفورڈ یونیورسٹی میں خطاب کی دعوت

پشاور (نوائے وقت رپورٹ) اے پی ایس کے طالب علم احمد نواز کو آکسفورڈ کے مقابلے میں گولڈ میڈل حاصل کر کے دنیا بھر میں پاکستان کا نام روشن کر دیا۔

سید جعفر رضا نے بنکاک میں پاک، ترک انٹرنیشنل اسکول میں ہونے والے ساتویں بین الاقوامی ریاضی مقابلوں میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اس مقابلے میں پاکستان، سری لنکا، مصر، سنگا پور، نائجیریا، رومانیہ اور کمبوڈیا سمیت 17 ممالک کی 180 ٹیموں کے ریاضی میں مہارت رکھنے والے 600 امیدواروں نے حصہ لیا تھا۔

دریں اثناء وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے بنکاک میں ہونے والے ریاضی کے بین الاقوامی مقابلے میں گولڈ میڈل جیتنے والے پاکستانی طالب علم جعفر رضا کو مبارکباد دی ہے، انہوں نے جعفر رضا کے اساتذہ اور والدین کی محنت اور کارکردگی کی تعریف بھی کی۔

بچوں کی تربیت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جسمانی ورزشوں، گھڑ سواری اور دوڑ کے مقابلوں میں شرکت کی رغبت دلاتے رہتے اور فرمایا کرتے تھے:

''اپنے بچوں کو تیراکی اور تیر اندازی سکھاؤ، انہیں حکم دو کہ وہ اُچھل کر گھوڑے پر سوار ہونے کی مشق کریں۔ مزید فرمایا کہ انہیں اچھے اچھے اشعار بھی یاد کرواؤ۔''

(الخلیفۃ الفاروق: ص: 125)

(فائزہ عنایت اللہ: نور پور)

میرا پیارا وطن ...... پاکستان

❁ اسلام آباد کی مسجد فیصل، کراچی کی مسجد طوبیٰ، لاہور کی بادشاہی مسجد اور مسجد شہداء اور رحیم یار خان کی مسجد بھونگ کا شمار دنیا کی خوبصورت مساجد میں ہوتا ہے۔

❁ انسان کے ہاتھوں بویا ہوا دنیا کا سب سے بڑا جنگل چھانگا مانگا پاکستان میں ہے۔

❁ دنیا کا سب سے بڑا قلعہ ''رانی کوٹ'' (سندھ) پاکستان میں ہے۔

❁ دنیا کا سب سے بڑا اور لمبا بیراج ''سکھر بیراج'' پاکستان میں ہے اور دریائے سندھ پر واقع ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً ایک میل ہے۔

❁ دنیا کا سب سے بڑا ڈیم ''تربیلا ڈیم'' پاکستان میں ہے۔

❁ دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی ''کے ٹو'' (سکردو شمالی علاقہ جات) پاکستان میں ہے اور اس کی بلندی 8250 فٹ ہے۔

اقوال زریں

✻ کسی کے آنسو پونچھنا بھی نیکی ہے۔

✻ دنیا کا سب سے پیارا لفظ ''ماں'' ہے۔

✻ بچہ جب پہلا لفظ بولتا ہے تو سب سے پہلے ماں کا لفظ بولتا ہے۔

✻ کامیابی ایک بار آتی ہے اور مصیبت کئی بار۔

✻ زبان اگرچہ تلوار نہیں مگر تلوار سے زیادہ کاٹ دار ہے۔

✻ دوستی کی کشتی میں پہلا سوراخ شک ہوتا ہے۔

✻ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے رزق، عمر اور رتبے میں ترقی ہو تو آپ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کریں۔

✻ جو تجھے تیرے عیب سے آگاہ کرے تیرا دشمن نہیں، تیرا دوست ہے۔

(بنت قاضی ایوب)

حضرت زین العابدین نے لونڈی آزاد کر دی

خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ زین العابدین علی بن الحسین کو ایک مرتبہ ان کی باندی وضو کروا رہی تھی، اتفاق سے اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر اس طرح گرا کہ حضرت کے چہرہ پر کچھ زخم لگ گیا ابھی آپ نے سر اٹھا کر دیکھا ہی تھا کہ باندی بولی:

"وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ ٥"

حضرت نے فرمایا:

''میں نے اپنا غصہ پی لیا''

پھر باندی نے آیت کا اگلا ٹکڑا پڑھا:

"وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ٥"

تو حضرت نے فرمایا جا تجھے میں نے معاف کر دیا اور اللہ بھی تجھے معاف فرمائے۔ پھر باندی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا:

"وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ٥"

یہ سن کر زین العابدین نے فرمایا جا تو آزاد ہے۔ اس واقعہ کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے خدام کے ساتھ کے ساتھ طرز عمل کا جائزہ لینا چاہیے۔

(حوالہ: شعب الایمان)

﴿مریم بنت عاشق﴾

دنیا کے عظیم ترین شہر

دنیا میں اپنے بلند مقام، ادب و احترام اور فضیلت کے لحاظ سے جو شہرت دوام مکرمہ اور مدینہ منورہ کو حاصل ہے وہ دنیا کے کسی شہر کو حاصل نہیں کیونکہ مکہ مکرمہ نبی کریم ﷺ کی جائے پیدائش اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ اور روضہ رسول ﷺ ہیں۔ دنیا کے ان شہروں کو ہی یہ اعزاز حاصل ہے اور کسی اور نہیں۔

اقوالِ زریں

✧ اپنے ہمسفر سے اپنے جیسا ہونے کی توقع مت کرو کیونکہ تم کسی کا سیدھا ہاتھ اپنے سیدھے ہاتھ میں پکڑ کر نہیں چل سکتے۔

✧ اپنی زندگی کو ایسے جیو کہ اللہ کو پسند آ جاؤ کیونکہ دنیا والوں کی سوچ تو روز بدلتی رہتی ہے۔

✧ پریشانی میں مذاق اور خوشی میں طعنہ مت دو کیونکہ اس سے رشتوں میں موجود محبت ختم ہو جاتی ہے۔

✧ حقیقی کامیابی لگاتار محنت کا نام ہے۔

﴿ساجدہ اقراء: شیخوپورہ﴾

فبایی ء الاء ربکما تکذبان

کسی نے پوچھا اب معجزے کیوں نہیں ہوتے......؟؟

جواب ملا: تمہارے بے شمار گناہوں کے بعد بھی اللہ تمہیں بھوکا نہیں سونے دیتے، بے انتہا رحمتوں سے نوازتا ہے کیا یہ معجزہ نہیں......؟؟

ہم ایسے گناہ کرتے ہیں جیسے وہ دیکھ ہی نہیں رہا اور وہ ایسے معاف کرتا ہے جیسے اس نے دیکھا ہی نہیں......

﴿ثمرہ حسنی﴾

خالق کائنات کی عظیم نعمتیں

﴿گاجر کی افادیت﴾

ہالینڈ یونیورسٹی کی ایک رپورٹ کے مطابق گاجر سب سے زیادہ دل کے مریضوں کے لیے فائدہ مند ہے۔ اس کے مطابق روزانہ کم از کم ایک درمیانی گاجر کھانے والے افراد میں بلڈ پریشر نہیں بڑھتا، خون میں لوتھڑا نہیں بنتا اور دل کے امراض سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔

پہلے گاجر کو صرف آنکھوں کے لیے مفید سمجھا جاتا تھا، گاجر میں اینٹی آکسیڈنٹ اجزاء کے باعث خون کے زہریلے مادے صاف ہوتے ہیں۔ گاجر کی مختلف اقسام اور رنگوں کے اعتبار سے اس میں اینٹی آکسیڈنٹ اور

دوسرے اجزاء ہوتے ہیں البتہ تمام اقسام میں کچھ خصوصیات لازمی ہوتی ہیں، جیسا کہ یہ دل کے امراض کے لیے بہت مفید ہے، نظر کے لیے بہترین ہے، بڑی آنت کے کینسر سے محفوظ رکھتی ہے چونکہ گاجر جسم کے غیر ضروری اور زہریلے عناصر صاف کرتی ہے، خاص کردہ اجزاء جو جسم میں ٹیومر اور کینسر کی وجہ بنتے ہیں۔اس سے کولیسٹرول لیول کم ہوتا ہے، خون کی نالیوں میں خون کے بہاؤ کو بہتر کرتی ہے اس میں موجود ''کومارن'' بلڈ پریشر کو کم کرتی ہے اور شریانوں کو کھولتی ہے، قوت مدافعت بہتر بناتی ہے۔

﴿اسٹرابیری﴾

اسٹرابیری کا نباتاتی نام ''گریا وٹسیکا'' ہے۔1629ء میں اس کو ورجینیا میں دریافت کیا گیا، برطانیہ میں اس کا ذکر دسویں صدی عیسوی کی تحریروں میں ملتا ہے، اس کا نام اسٹرابیری کیوں پڑا اس کی مختلف روایات ہیں، اس کا رنگ اتنا خوشنما ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کے منہ میں پانی بھر آتا ہے، اس کا ذائقہ تیز ترش، چٹ پٹا ہوتا ہے اور مزاج خشک۔

(عضلاتی اعصاب) جسم میں یہ رطوبات کو خشک کر کے عضلات میں تحریک پیدا کر دیتا ہے اس میں پائی جانے والی ترشی مفرح و مقوی قلب ہے۔مقوی بدن ہے، خون پیدا کرتی ہے، نظام ہضم میں زود ہضم ہے، جسم میں بھاری پن کی سوزش میں مفید ہے، یورین شوگر میں بھی بڑی مفید پائی گئی ہے۔قدیم اطباء اس کے پتوں کا جوشاندہ یا قہوہ جوڑوں کے درد اور پیچش کے مریضوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔

غذائی اجزاء:

اسٹرابیری کے غذائی اجزاء میں گونا گوں میلک سٹرک ایسڈ، شوگر میلاج اور ایک نہایت فرحت بخش خوشبودار مادہ پایا جاتا ہے۔

﴿بنت جاوید﴾

کیا آپ کو معلوم ہے......؟؟

☆ انگلیاں چٹخانے سے جو آواز نکلتی ہے وہ دراصل انگلیوں کے جوڑوں میں موجود نائٹروجن گیس کے بلبلوں کے پھوٹنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

☆ ہمارا بایاں پھیپھڑا ہمارے دائیں پھیپھڑے سے چھوٹا ہوتا ہے تاکہ دل کے لیے جگہ بن سکے۔

☆ انسانی آنکھ کی پتلی کا وزن ایک اونس ہوتا ہے۔

☆ جب آپ مسکراتے ہیں تو 14 پٹھے استعمال ہوتے ہیں اور تیوریاں چڑھانے پر 43 استعمال ہوتے ہیں، اس لیے صرف مسکرایئے۔

☆ آنکھیں کھلی رکھتے ہوئے چھینکنا ناممکن ہے۔

☆ جبڑے کی ہڈی ہمارے جسم کی سب سے مضبوط ہڈی ہوتی ہے۔

☆ ہمارا جسم تقریباً 75 فیصد پانی پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ ہمارا دماغ 80 فیصد پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔

﴿زینب﴾

گرم مصالحے میں چھپے طبی فوائد

پاکستانی کھانوں میں گرم مصالحے نہ صرف منہ کا ذائقہ بدلتے ہیں بلکہ صحت کے لیے بھی بہترین اور متعدد طبی فوائد کے حامل ہیں۔درج ذیل مصالحے اپنی روزمرہ کی خوراک میں لازمی شامل کریں۔

دارچینی

دارچینی، بریانی، قیمہ اور دیگر مزیدار کھانوں میں شامل کی جاتی ہے بلکہ اسے کچھ میٹھے پکوان اور چائے وغیرہ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ خوشبودار ایسے کیمیائی اجزاء سے بھرپور ہوتا ہے جو ہڈیوں، پٹھوں اور ٹشوز وغیرہ کی نشوونما کے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں، اس کے علاوہ یہ جوڑوں کے درد کا شکار افراد کے لیے بھی بہترین دوا ہے۔دارچینی کا مستقل استعمال شوگر لیول کو کنٹرول میں رکھتا ہے اور جسم میں بیکٹیریا کے خلاف مدافعت بڑھاتا ہے۔

﴿مسرت راشدی﴾

آپ کا باورچی خانہ

منہ کا ذائقہ بدلیں، آج کھائیں

(بلوچی کھانے)

پاکستانی کھانے حقیقی ذائقوں اور ثقافت کی نمائندگی کرتے ہیں۔مزے دار ذائقہ اور روایت ان کھانوں کو منفرد بناتی ہے، کچھ ایسے کھانے بھی ہیں جو پاکستان کے شہروں کی پہچان ہے۔

بلوچستان ہمارے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے، یہ اپنے لذیذ اور خوش ذائقہ کھانوں اور مہمان نوازی کی وجہ سے ملک بھر میں مشہور ہے۔بلوچستان کے ان روایتی کھانوں کی ترکیب نسلوں سے چلی آرہی ہے۔

سجی یہاں کا خاص اور مشہور پکوان ہے جو بکرے یا دنبے کے گوشت سے بنایا جاتا، پہلے یہ صرف پہاڑی

علاقوں میں کھائی جاتی تھی مگر اب شہری علاقوں میں بھی اس کی مانگ بڑھتی جا رہی ہے۔ اب مرغی کی بنی ہوئی سجی بھی ہوٹلوں اور گھروں میں بنائی جاتی ہے، آج ہم آپ کو بلوچی کھانوں کی تراکیب بتا رہے ہیں جنہیں سوچنے سے ہی منہ میں پانی بھر آتا ہے......

چکن سجّی

اجزاء:

چکن	ڈیڑھ کلو
نمک	حسب پسند
ادرک، لہسن (پسا ہوا)	ایک کھانے کا چمچ
لیموں کا رس	دو کھانے کے چمچ
سرکہ	دو کھانے کے چمچ
چاٹ مصالحہ	ایک چائے کا چمچ
تیل	چار کھانے کے چمچ

ترکیب:

❁ ایک دیگچی میں ایک لیٹر پانی ڈال کر اس میں نمک، ادرک لہسن، لیموں کا رس اور سرکہ ڈال کر اچھی طرح ملا لیں پھر چکن کو اس میں دو سے تین گھنٹے کے لیے بھگو دیں۔

❁ گہری کڑاھی میں برش سے تیل لگائیں اور درمیانی آنچ پر دو سے تین منٹ گرم کر لیں، چکن کو پانی سے نکال کر کڑاہی میں ڈالیں اور ڈھک کر درمیانی آنچ پر آٹھ سے دس منٹ تک پکائیں۔

❁ پھر احتیاط سے دوسری طرف پلٹ کر سات سے آٹھ منٹ مزید پکائیں۔ اگر پانی خشک رہ جائے تو ڈھکن کھول کر تیز آنچ پر خشک کر لیں۔

❁ درمیان میں چاٹ مصالحہ بھی چھڑکتے جائیں۔

❁ ڈش میں نکال کر سلاد اور رائتے کے ساتھ گرما گرم پیش کریں۔

سجی کو دراصل سیخ پر بنایا جاتا ہے لیکن گھر میں اس طریقے سے بنانے میں نہ صرف آسانی ہوتی ہے بلکہ ذائقہ بھی ویسا ہی آتا ہے۔

بلوچی پلائو

اجزاء:

چکن	ایک کلو
پیاز	ایک پاؤ
تیل	ایک پیالی
چاول (ابلے ہوئے)	آدھا کلو
گرم مصالحہ	دو چائے کے چمچ
نمک	ایک کھانے کا چمچ
لہسن (پسا ہوا)	ایک کھانے کا چمچ
کشمش، بادام (فرائی)	سجانے کے لیے

ترکیب:

❁ فرائنگ پین میں تیل ڈالیں اور اس میں پیاز تل کر نکال لیں اور پیس لیں۔

❁ اب تھوڑے سے تیل میں ایک کلو چکن، ایک چائے کا چمچ لہسن، ایک کھانے کا چمچ نمک، اور دو چائے کے چمچ پسا ہوا گرم مصالحہ ڈال کر اچھی طرح فرائی کریں۔

❁ پھر اسی میں تلی اور پسی ہوئی آدھی پیاز کو ایک پیالی پانی کے ساتھ شامل کر کے ڈھانک کر تھوڑی دیر تک پکائیں پھر بھون لیں۔ اب اس میں بچی ہوئی تلی پیاز ڈالیں۔

❁ پھر ایک الگ دیگچی میں ابلے چاول پھیلائیں پھر چکن ڈالیں، آدھا چائے کا چمچ نمک، دو چائے کے چمچ گرم مصالحہ اور باقی بچے ہوئے چاول ڈال کر دم پر رکھ دیں۔

❁ آخر میں انہیں مکس کر کے فرائی کی ہوئی کشمش اور بادام کے سلائس کے ساتھ سرو کریں۔

بقیہ اسلام محافظ نسواں

کیے وہیں جائیداد میں بھی اسے حصہ دار بنایا، عورت چاہے ماں ہو، بہن ہو، بیوی ہو یا بیٹی اسے جائیداد میں سے ایک خاص حصے کا حقدار ٹھہرایا حتی کہ بیوہ کو بھی محروم نہیں کیا.......

مغرب کو مسلمان معاشروں میں کوئی چھوٹا سا واقعہ بھی چونکا دیتا ہے مگر اپنے معاشرے میں گھر سے بے گھر کی ہوئی خواتین نظر نہیں آتیں......؟؟ طلاق یافتہ خواتین کی انتہائی زیادہ تعداد بھی ان کی بند آنکھیں نہیں کھولتی، گھروں سے نکالی گئی اولڈ ہومز میں پڑی بوڑھی مائیں بھی ان کے مردہ ضمیر کو نہیں جھنجھوڑتیں، انہیں مختاراں مائی اور اس جیسی ضمیر فروش عورتوں کو بغل میں کھڑا کر کے تھپکی دینے کا خیال تو آتا ہے مگر اپنے ہاں رسوا ہوتی خواتین کے لیے فقط ایک لفظ بھی انہیں نہیں ملتا......؟؟

عالمی یوم خواتین پر مسلمان ممالک کی خواتین کی آزادی کی بات ہی کیوں سامنے آتی ہے......؟ کہیں عورت کا پردہ انہیں عورت پر ظلمِ عظیم دکھائی دیتا ہے تو کہیں عورتوں کے لیے ان کے کام کی جگہیں الگ بنانا انہیں عورتوں کے حقوق کی سب سے بڑی پامالی لگتی ہے.......

مسلمان عورت کا محافظ مغرب نہیں بلکہ اسلام ہے جس اسلام نے عورت کو اس وقت حقوق دیئے جب عورت حیوانوں سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھی، اسے انتہائی پیارے رشتوں میں پرو کر قابلِ احترام بنایا، اس کی تعلیم و تربیت اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں اسے حقوق عطا کیے۔

جہالت کے تمام رویوں کو مٹا کر اس کی شان کو بلند کیا، لیکن آج مسلمان مرد و زن مغرب کی اندھی تقلید میں سرگرداں ہیں، غیر مسلم عورتیں اسلام کے سایہ عافیت میں پناہ لے رہی ہیں جب کہ مشرقی عورتیں کفار کی اندھی تقلید میں دن رات کھپ کر اسلام کی تعلیمات سے نالاں دکھائی دیتی ہیں، کون سمجھے کہ سال میں فقط ایک دن یومِ خواتین منانا فقط دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے برابر ہے نہ کہ عورت کے دکھ درد کو بانٹنا اگر ایسا ہوتا تو دنیا کی تمام عورتیں آج سکھ کا سانس لے رہی ہوتیں جبکہ صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے، جب کہ دوسری طرف اسلام کی تعلیمات کو سینے سے لگانے والی خواتین ذہنی طور پر آج بھی خوشحال اور پرسکون ہیں۔

اصلاح معاشرہ

بشکریہ روزنامہ جنگ

موبائل فون کا زیادہ استعمال

معاشرہ تباہی کے دہانے پر!!!

کراچی (ٹی وی رپورٹ) موبائل فون کا زیادہ استعمال انسان کے میل جول کے انداز پر سب سے زیادہ اثرات مرتب کر رہا ہے، دو بدو ملاقاتیں اور آپس کے تعلقات میں بہت حد تک فرق آ چکا ہے، موبائل فون کا زیادہ استعمال سماجی تعلقات پر بھی اثر ڈالتا ہے۔ موبائل فون سے نکلنے والی نیلے رنگ کی شعاعیں نوجوانوں کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہیں جس کے نتائج آج نہیں بلکہ آنے والی نسلوں پر پڑ سکتے ہیں۔

لیپ ٹاپ کا ٹانگ پر رکھ کر استعمال بانجھ پن کی بیماری کا باعث بن رہا ہے۔ الیکٹرانک اشیاء کے مؤثر استعمال کے لیے سخت قانون سازی کی ضرورت ہے، مائیکروویو میں کھانا گرم کرنے سے بہتر ہے چولہے کے استعمال کو ترجیح دی جائے۔

ان خیالات کا اظہار الیکٹرونکس ڈیپارٹمنٹ قائداعظم یونیورسٹی ڈاکٹر حسن محمود، اینتھروپولوجسٹ ڈاکٹر وحید اقبال اور ماہر نفسیات ڈاکٹر ماریہ مصطفیٰ نے جیو نیوز کے پروگرام "کیپٹل ٹاک" میں میزبان حامد میر سے گفتگو کے دوران کیا۔

ڈاکٹر حسن محمود نے کہا ہے کہ سائنسدانوں کے اب دو گروپ بن چکے ہیں، کچھ کے مطابق موبائل فون سے نکلنے والی شعاعیں نقصان دہ نہیں ہوتیں، جبکہ دوسرے گروپ کے مطابق برقی شعاؤں سے انسان کی صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ دو طرح کی شعاعیں ہوتی ہیں:

☆ آئی نائزنگ

☆ نان آئی نائزنگ

ایکسرے میں جو شعاعیں نکلتی ہیں وہ آئی نائزنگ ہوتی ہیں جو بہت زیادہ خطرناک ہوتی ہیں اور کینسر تک لے جا سکتی ہیں جبکہ موبائل فون میں نان آئی نائزنگ شعاعیں ہوتی ہیں جو جسم کے اندر توڑ پھوڑ نہیں کرتیں لیکن ان کے اثرات ہوتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ انسان کے اندر جو سسٹم کام کر رہا ہے وہ بھی الیکٹریکل سگنلز کی بنیاد پر چلتا ہے، جب ہم موبائل فون کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے دل و دماغ کے اندر موجود الیکٹریکل سگنلز سے وہ چیز لنک ہو جاتی ہے، آج کے نوجوان جو موبائل فون استعمال کرتے ہیں ان پر دس سال بعد اس کا کیا اثر ہوگا، یہ آج ایک بہت بڑا سوالیہ نشان بنتا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر حسن اقبال کا کہنا تھا کہ نیلے رنگ کی شعاعیں جو ڈیوائس میں سے خارج ہوتی ہیں وہ

موبائل فون نے ہمیں اتنا مصروف کر دیا ہے کہ ہر انسان اپنے موبائل فون کو تھوڑی دیر بعد ضرور اٹھا کر دیکھتا ہے۔ سماجی اور نجی زندگی کا فرق ختم ہو چکا ہے، جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور وارداتیں بھی بڑھ رہی ہیں۔

رپورٹ کے مطابق موبائل فون اور لیپ ٹاپ وغیرہ کے استعمال سے متعلق کینسر کے عالمی تحقیقاتی ادارہ ”آئی اے آر سی“ کے مطابق پچھلی دو دہائیوں میں بچوں میں کینسر میں تیرہ فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا اور موبائل فون کینسر کے لیے ممکنہ رسک ہے۔

نوجوانوں کی صحت پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں اور اس کے اثرات آج نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کو پتہ چلیں گے، خاص کر انسان کی پیدائش اور جینیٹک کوڈ بھی تبدیل ہو سکتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ موبائل فون کو جسم کے قریب یعنی جیب میں رکھنا بھی خطرے سے خالی نہیں، اس وقت جتنی شعائیں نکل رہی ہیں چاہے وہ ٹاور سے ہوں یا موبائل اور دیگر ڈیوائسز سے وہ اتنی ہیں کہ جن سے بچنا ناممکن ہے۔ ڈاکٹر حسن اقبال کا کہنا تھا کہ موبائل کا بڑھتا ہوا استعمال

ہماری ثقافت کو بھی تبدیل کر رہا ہے، لوگ اگرچہ خود غلطی پر ہوں لیکن الزام وہ پھر بھی موبائل فون پر ڈال دیتے ہیں، ان کا کہنا کہ موبائل فون کی طرح لیپ ٹاپ کے اتنے ہی نقصانات ہیں اور اسے قطعاً ٹانگ پر رکھ کر استعمال نہ کریں بلکہ کسی ٹیبل پر رکھ کر استعمال کریں۔

اس طرح کی ڈیوائسز کے جہاں تعلیمی میدان میں فائدے ہیں وہاں لوگ اس کو آلہ چیٹنگ کے طور پر بھی استعمال کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر حسن اقبال کا مائیکروویو اون سے نکلنے والی شعاؤں کے متعلق کہنا تھا کہ اس سے نکلنے والی شعائیں بھی صحت کے لیئے خطرناک ہوتی ہیں اور بہتر یہ ہے کہ جب بھی اوون استعمال کیا جائے اس کے قریب نہ کھڑے ہوں۔

انتھروپولوجسٹ ڈاکٹر وحید اقبال کا کہنا تھا کہ موبائل فونز کی بہتات نے انسان کے میل جول کے انداز پر سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے، دو بدو ملاقاتیں اور آپس کے تعلقات میں اس سے بہت فرق آیا ہے، موبائل فون کا زیادہ استعمال سماجی تعلقات پر گہرا اثر ڈال رہا ہے، اسی طرح نائٹ پیکجز بھی ختم ہونے چاہئیں کیونکہ اس سے بچوں کے رجحان پر کافی اثر پڑ رہا ہے، ان کا کہنا تھا کہ موبائل فون کا کثیر استعمال بچوں اور والدین کے درمیان دوری کا سبب بنتا جا رہا ہے، اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ہم اس ڈیوائس کی وجہ سے ہر جگہ موجود ہیں لیکن مکمل طور پر کہیں بھی موجود نہیں۔

ایک گھر میں بیٹھے ہوئے ماں اور بچے بھی آپس میں موبائل کے ذریعے بات کرتے دکھائی دیتے ہیں جس سے رشتوں کے درمیان محبت ختم ہو رہی ہے، ڈاکٹر وحید کے مطابق موبائل فون کا زیادہ استعمال انسانی یادداشت پر گہرا اثر مرتب کر رہا ہے۔ موبائل فون نے ہمیں اتنا مصروف کر دیا ہے کہ ہر انسان اپنے موبائل فون کو تھوڑی دیر بعد ضرور اٹھا کر دیکھتا ہے۔ سماجی اور نجی زندگی کا فرق ختم ہو چکا ہے، جانیں

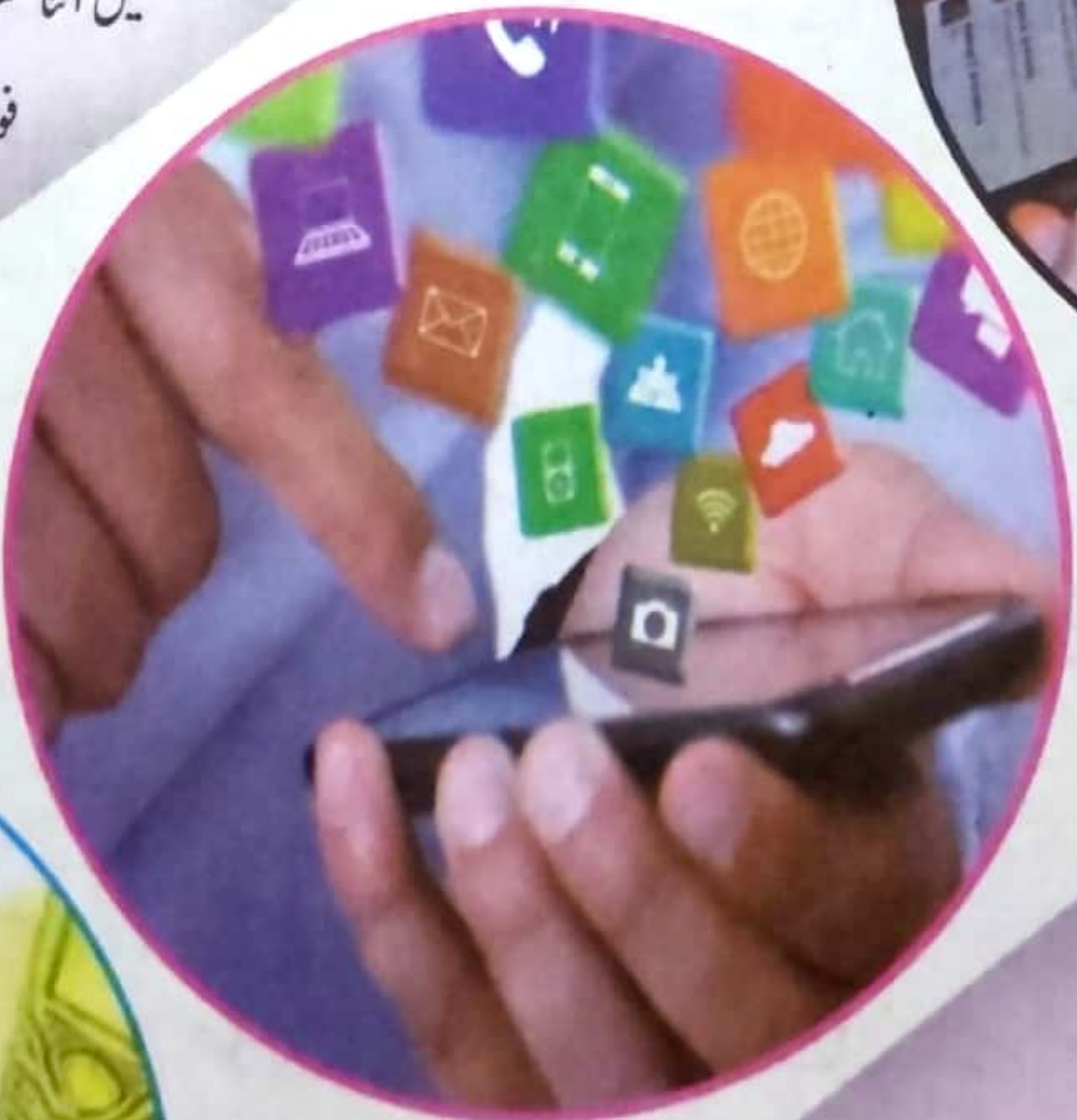

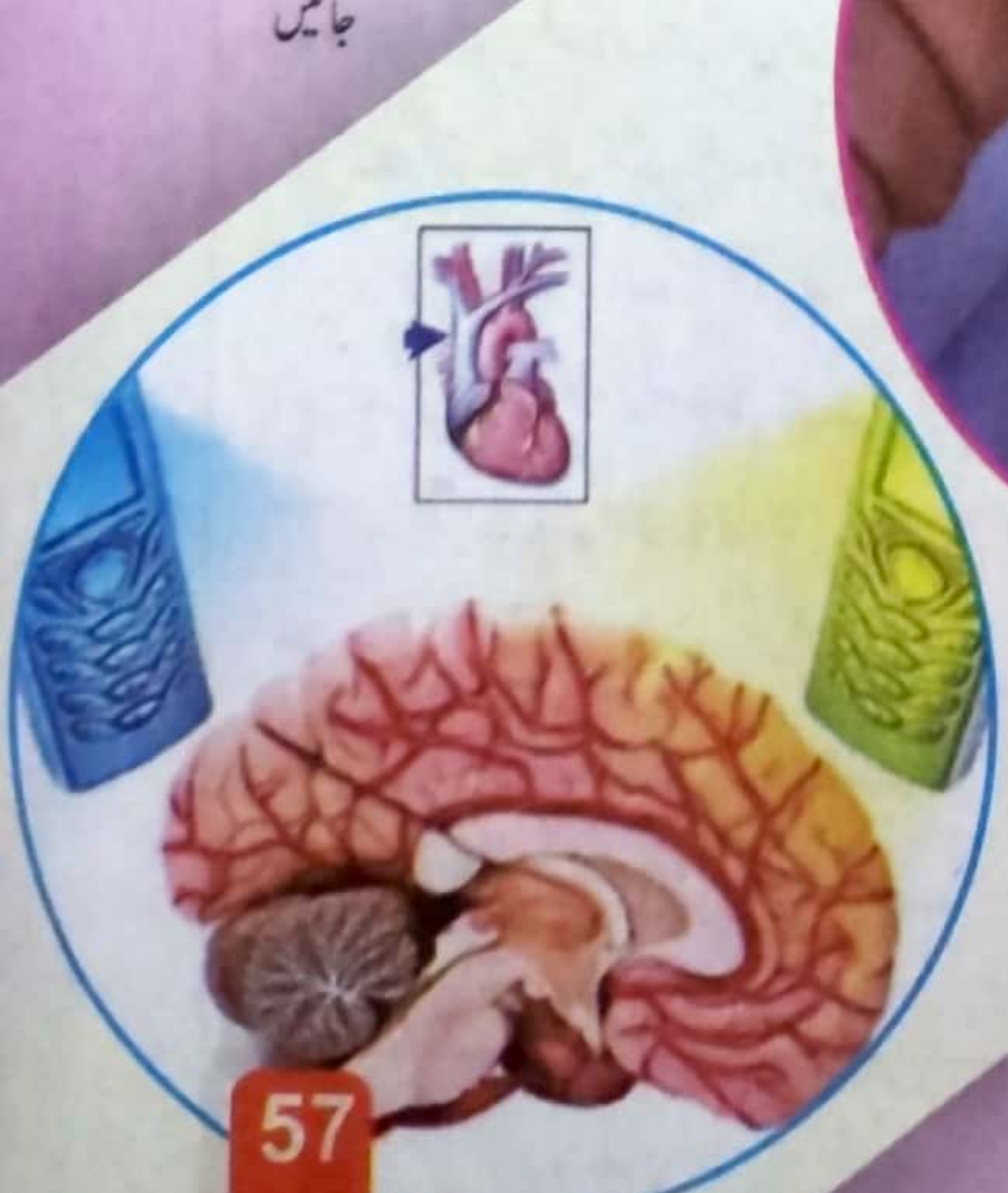

ضائع ہو رہی ہیں اور وارداتیں بھی بڑھ رہی ہیں۔

ان کا مزید کہنا تھا کہ پہلے ہم معاشرے کا حصہ تھے اب بٹ چکے ہیں، آج کے بچوں کے پاس جنرل نالج تو ہے لیکن وہ تجزیہ نہیں کر سکتا، اس سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اس کو کچھ دیر کے لیے ضرور بند کیا جائے۔ ڈاکٹر وحید کا کہنا تھا کہ ہم آج نیٹ کا سہارا لیتے ہیں لیکن کیا گوگل پر بھی ہر تحقیق درست ہوتی ہے، سائنس انٹرنیٹ کے ریفرنس کو نہیں بلکہ کتابوں کے ریفرنس کو تسلیم کرتی ہے، ڈاکٹر وحید کا کہنا تھا کہ الیکٹرانک اشیاء کے استعمال سے متعلق قانون سازی میں بہت زیادہ خامیاں ہیں، سائبر کرائم بل میں بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جس کے لیے ریگولیٹ کرنے کی ضرورت ہے، ماضی قریب میں ایک معروف خاتون کی بہن کو کسی نے دوستی کے لیے درخواست کی تو بات ہر کسی کے زیر بحث آ گئی۔ ان کا کہنا تھا کہ قانون سازی مؤثر انداز میں ہونی چاہیے اور اس کے لیے سب سے رائے لینا ہوگی۔

لیپ ٹاپ کے بارے میں ڈاکٹر وحید کا کہنا تھا کہ لیپ ٹاپ کا نام تبدیل ہونا چاہیے کیونکہ اس کے نام سے ہی واضح ہوتا ہے کہ اس کا استعمال گود میں رکھ کر ہو گا اور گود میں رکھ کر استعمال کرنا خطرناک ہے۔ ڈاکٹر وحید کا کہنا تھا کہ چیز خطرناک نہیں لیکن اس کا استعمال خطرناک ہو سکتا ہے، اس طرح مائیکرو ویو خطرناک نہیں لیکن اس کا استعمال خطرناک ہو سکتا ہے، اس میں پلاسٹک کا برتن رکھ کر چیز گرم کرنا مناسب نہیں۔

ماہر نفسیات ماریہ مصطفیٰ کا کہنا تھا کہ موبائل کا استعمال صرف ایک فرد پر ہی اثرات مرتب نہیں کرتا بلکہ اس کے اثرات سماج پر بھی پڑتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ فرد کے دماغی نظام پر بھی اس کا گہرا اثر پڑتا ہے، انسان آج ایک جگہ بیٹھا تو نظر آتا ہے لیکن اس کا دماغ وہاں حاضر نہیں ہوتا جس کی وجہ الیکٹرانک ڈیوائس ہے، الیکٹرومیگنیٹک شعاعیں صرف موبائل سے ہی نہیں بلکہ لیپ ٹاپ اور آئی پیڈ سے بھی نکلتی ہیں جس کے بارے میں دو رائے پائی جاتی ہیں کہ اس کا نقصان بھی ہے اور نقصان نہیں بھی، ان کا کہنا تھا کہ جہاں تک رہی بات فائدے کی تو اس ایجاد نے فاصلے تو کم کئے ہیں۔ جو فیملی ممبر باہر ممالک میں ہیں ان سے رابطے کے لیے بڑی آسانی ہوگئی ہے لیکن نقصانات گھریلو سطح پر ہوئے ہیں۔

اس طرح مائیکرو ویو خطرناک نہیں لیکن اس کا استعمال خطرناک ہو سکتا ہے، اس میں پلاسٹک کا برتن رکھ کر چیز گرم کرنا مناسب نہیں۔

ان کا مزید کہنا تھا کہ جب موبائل یا اور کوئی الیکٹرانک ڈیوائس انسان کے پاس ہوتی ہے تو اس کے کام میں یکسوئی نہیں رہتی اور پھر وہ ملٹی ٹاسکنگ کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آرام کرنے کی مقدار کم ہو چکی ہے، دباؤ کی کیفیت سے ہر وقت انسان دوچار رہتا ہے، ماریہ مصطفیٰ کا کہنا تھا کہ نیلے رنگ کی شعاعیں جو ان ڈیوائسز سے نکلتی ہیں وہ دماغ کے اندر موجود کیمیکل کے بیلنس کو خراب کر دیتی ہیں جس سے سونے اور جاگنے کے نظام پر بھی اثر پڑتا ہے، کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسرز کی زیر نگرانی تحقیق کے مطابق یہ بات سامنے آئی ہے کہ موبائل فون کو سیلفی اسٹک کے ذریعے استعمال کیا جائے یعنی اپنے جسم سے دور رکھا جائے۔

وہاں کے پروفیسرز سیلفی اسٹک کے ذریعے کال موصول کرتے ہیں، اسی طرح بلیوٹوتھ کے ذریعے کال موصول کرنا بھی خطرے سے خالی نہیں لیکن ان سب خطروں کے باوجود اس چیز سے چھٹکارا ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے احتیاطی تدابیر کی ضرورت ہے، اسی طرح گھر کے سرپرست کو چاہیے کہ وہ عملی اقدامات کرے اور خود وہ کام کر کے دکھائے جس سے بچوں کو بھی ترغیب حاصل ہو، ڈاکٹر ماریہ کا کہنا تھا کہ سوشل ویب سائٹس آج کے دور میں ڈپریشن کی بیماری بڑھانے کا ذریعہ بھی ثابت ہو رہا ہے، ڈاکٹر ماریہ کا کہنا تھا کے کھانا گرم کرنے کے لیے بہتر ہے کہ چولہے کا استعمال زیادہ اور مائیکرو ویو کا استعمال کم کیا جائے۔

پروگرام میں ایک تحقیقاتی رپورٹ دکھائی گئی رپورٹ کے مطابق موبائل فون اور لیپ ٹاپ وغیرہ کے استعمال سے متعلق کینسر کے عالمی تحقیقاتی ادارہ ”آئی اے آر سی“ کے مطابق پچھلی دو دہائیوں میں بچوں میں کینسر میں تیرہ فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا اور موبائل فون کینسر کے لیے ممکنہ رسک ہے، اسی طرح امریکن اور کینیڈین ریسرچ برائے اطفال کے مطابق سب سے زیادہ بچے اس خطرے کی زد میں ہیں، گردن کی ہڈی کو نقصان کے ساتھ ساتھ پٹھے پر بھی شدید دباؤ پڑتا ہے، اسی طرح سوتے وقت موبائل فون قریب نہیں ہونا چاہئے، موبائل فون جسم سے چھ انچ کے فاصلے پر رکھا جائے۔

اسی طرح برقی مصنوعات کا چارجنگ کے دوران استعمال جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے اور بے شمار حادثات میں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں، پاکستان میں 14 کروڑ سے زائد لوگ موبائل فون استعمال کر رہے ہیں اس کا بے جا استعمال ایک خاموش قاتل بن چکا ہے لیکن اس پر کوئی تحقیق نہیں ہوتی اور نہ آگاہی کا کوئی ذریعہ ہے۔

افشاں شہزادی

کماد پاکستان کی ایک اہم اور نقد آور فصل ہے جس کی بدولت شوگر ملز کے پہیے رواں دواں ہیں، کماد کی فصل سے چینی کے ساتھ ساتھ دیگر بے شمار مصنوعات تیار کی جا رہی ہیں جن میں گڑ اور شکر بھی شامل ہیں اور ان کے ذریعے کثیر سرمایہ بھی کمایا جا رہا ہے۔

گڑ پاکستان کے تمام حصوں میں شوق سے استعمال کیا جاتا ہے لیکن دیہاتوں میں اسے خاص طور پر بہت پسند کیا جاتا ہے۔ گڑ میں پکے چاول دیہاتوں میں ہر چھوٹے بڑے کی مرغوب غذا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر خوشی کے موقع پر گڑ کے چاولوں کی ڈش لازمی تیار ہوتی ہے۔

پاکستان میں زراعت میں کماد کی فصل کو بہت اہمیت حاصل ہے، فصل تیار ہونے کے بعد کاشتکار کماد کو کاٹ کر اور چھیل کر بیلنے سے اس کی رو نکالتے ہیں پھر اس کو ایک بڑے کڑاہے میں ڈال کر گرم ہونے کے عمل سے گزارا جاتا ہے، جس کے بعد اسے لکڑی کے ٹب میں ڈال کر اس کا گڑ اور شکر تیار کی جاتی ہے۔ اکثر اوقات گڑ کی تیاری کے مراحل میں اس میں بادام، پستہ، مونگ پھلی اور سونف اور دوسرے خشک میوہ جات شامل کر کے اسے بطور سوغات رشتے داروں اور دوست احباب کو پیش کیا جاتا ہے۔ گنے کے رس کو پکا کر جمانے والے اس مرکب کو اردو، ہندی، پنجابی اور بنگالی سب زبانوں میں گڑ کہا جاتا ہے۔

افادیت اور غذائیت

گڑ میں کیروٹین، نکوٹین، وٹامن اے اور وٹامن بی ون، بی ٹو، وٹامن سی کے علاوہ آئرن اور فاسفورس بھی بہتات میں پایا جاتا ہے۔

یوں تو کماد کی فصل سے کاشت کار بڑے پیمانے پر سرمایہ کماتے ہیں لیکن اس نقد آور فصل سے حاصل ہونے والا گڑ انسانی صحت کے لیے بے حد مفید اور اپنے اندر لاکھوں بیماریوں کی شفا رکھتا ہے

☆اس میں کف، دمہ، کھانسی، پیٹ کے کیڑے وغیرہ کا علاج بھی شامل ہے۔

☆انتقال خون کے فوراً بعد لوگ جوس یا پھلوں سے اپنی توانائی کو بحال کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اگر ایسے میں گڑ کھا لیا جائے تو خون کی کمی کے باعث محسوس ہونے والی کمزوری فوراً بحال ہو جاتی ہے۔

☆ گڑ سے بنا ہوا حلوہ حافظے کے کمزور افراد خصوصاً طلبہ کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ گڑ کے استعمال سے نہ صرف حافظہ بہتر ہوتا ہے بلکہ یادداشت میں بھی بہتری واقع ہوتی ہے۔

☆گڑ کی افادیت میں اضافہ کرتی ہوئی اس کی یہ خوبی بھی ہے اس کو دائمی نزلہ زکام اور سر درد سے افاقے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ تھوڑا سا گڑ اور بھنا ہوا ادرک گرم پانی کے ساتھ اگر سونے سے پہلے استعمال کر لیا جائے تو اس سے نزلہ زکام کا علاج ممکن ہے۔

☆ قدرت نے گڑ میں اتنی تاثیر اور افادیت رکھی ہے کہ اسے قبض کشا بھی کہتے ہیں، اس کے علاوہ چھوٹے بچوں میں چاکلیٹ اور میٹھے کا استعمال کثرت سے کرنے کے باعث ان کے پیٹ میں کیڑے وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں، قدرت نے اس کا توڑ بھی میٹھے میں ہی رکھا ہے، لہٰذا ایسے بچوں کو سونے سے قبل گڑ کھلانے سے ان کے پیٹ کے تمام کیڑے فوری طور پر نکل جاتے ہیں۔

☆ جگر اور دل کے امراض کے لیے بھی گڑ کا استعمال انتہائی مفید ہے اور یہ گلوکوز کے مساوی فائدہ دیتا ہے کیونکہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ جسم میں جو کام گلوکوز کرتا ہے وہی گڑ بھی کرتا ہے۔

☆ خون کی صفائی کرنے والے مہنگے سیرپ کا استعمال کرنے کی بجائے اگر صرف اور صرف گڑ کا استعمال شروع کر دیا جائے تو جسم میں گندا اور خراب خون بننے کا عمل رک جائے گا نتیجتاً جسم سے کیل مہاسوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

☆ گڑ کے ساتھ گھی استعمال کرنے سے کان کا درد بھی رفع ہو جاتا ہے۔

☆ آواز میں نکھار لانے اور اسے سریلا کرنے کے لیے گڑ کا استعمال انتہائی مفید ہے، وہ لوگ جن کی آواز بیٹھ جاتی ہے یا آواز میں بھاری پن آتا ہو، اگر وہ گڑ کا استعمال شروع کر دیں تو بہت جلد افاقہ محسوس کریں گے۔

غرضیکہ قدرت نے گڑ کی مٹھاس کے ساتھ ساتھ شفا اور صحت بھی چھپا رکھی ہے لہٰذا غذا میں گڑ کے باقاعدہ استعمال سے انسان کئی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

گڑ والے چاول

اجزاء:-

چاول	تین پیالی
گڑ	دو سے ڈھائی پیالی (کٹا ہوا)
دار چینی	دو انچ کا ٹکڑا
چھوٹی الائچی	تین سے چار عدد
خشک ناریل	ایک کھانے کا چمچ
خشخاش	ایک کھانے کا چمچ
گھی	تین سے چار کھانے کے چمچ

ترکیب:

- چاولوں کو دھو کر بیس منٹ کے لیے بھگو دیں۔
- پھر دس سے بارہ پیالی پانی میں چٹکی بھر نمک ڈال کر ابال آنے دیں۔
- ابال آنے پر چاول ڈال کر دس سے بارہ منٹ یا مکمل پکنے تک درمیانی آنچ پر ابالیں اور چھلنی میں ڈال کر پانی نکال دیں۔
- گڑ کو ایک پیالی پانی میں بھگو کر رکھ دیں اور جب اچھی طرح گھل جائے تو اسے چھان لیں۔
- پین میں گھی کو درمیانی آنچ پر دو سے تین منٹ گرم کریں۔ پھر اس میں دار چینی اور الائچی ڈال کر کڑکڑا لیں۔
- پھر چاول، ناریل، خشخاش اور گڑ کا شیرہ ڈال کر اچھی طرح ملائیں اور ڈھک کر دم دے دیں۔
- دس سے بارہ منٹ کے بعد ڈھکن کھول کر اچھی طرح ملا لیں۔ گرم گرم چاول پیش کریں۔

ہم نے دورہ تدریب الدعاء سے کیا سیکھا......؟

شائستہ ذوالفقار

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جآء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔"

﴿بنی اسرائیل: 81﴾

ترجمہ: حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والا تھا۔

تدریب الدعاۃ کی بدولت ہی ہمیں حق کی پہچان اور باطل سے نفرت ہوئی۔ یہ وہ کورس ہے جو ہمارے ملک میں بڑھتے ہوئے فتنے اور تاریکیوں میں اجالا بن کر ابھرا۔ اس کورس نے دس ماہ کے قلیل عرصے میں ہمیں وہ کچھ سکھایا جو شاید مدارس میں 8 سال تک پڑھنے والے طلبہ وطالبات بھی نہ سیکھ سکے۔ ہمیں ان نئے علوم سے روشناس کروایا گیا جو پہلے کسی بھی مدارس میں نہیں پڑھائے گئے۔ آج کے دور کے لیے جب فتنے اور فساد جڑ پکڑ چکے ہیں "یہ کورس روشنی کی ایک کرن ہے۔"

میری طرح بہت سی مائیں، بہنیں اور بھائی ایسے ہیں جو جہاد کی حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ جو ہر داڑھی والے کو ٹخنوں سے اوپر شلوار رکھنے والے کو اگر گن پکڑے دیکھیں تو اسے مجاہد کہتے ہیں جو بم بلاسٹ کرتے ہیں، مسجدوں اور سکولوں پر حملے کرواتے ہیں۔

میڈیا نے ان کے دماغ میں مجاہدین کے خلاف ایسا زہر بھر دیا ہے کہ لوگ انھی کی طرح سوچتے ہیں اور انھی کی زبان بولتے ہیں۔ یہ سب کفار کی سازش ہے وہ مسلمان کے دل میں جہاد کے لیے نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ مجاہدین کا کردار داغدار کرنے کی کوشش میں لگا ہے۔ لیکن افسوس کب تک آخر کب تک یہ لوگوں کو دھوکا دیں گے کہ سچ کیا ہے؟

حق سامنے آکر رہے گا اور باطل مٹ کر رہے گا۔ **ان شاء اللہ**

مجاہدین کون ہیں ۔۔؟ ان کا مقصد کیا ہے؟ مجاہدین اور خوارج میں کیا فرق ہے؟ اصل دہشت گرد کون لوگ ہیں؟ فتنہ تکفیر کیا ہے؟ صوفی کون تھے؟ قادیانیت کیا ہے؟ کونسی جماعت حق پر ہے؟

ہمارے دماغ میں اپنے بہت سے سوال ابھرتے ہیں جو ہمیں بے چین کیے رکھتے ہیں، حقیقت کیا ہے.....؟ جاننے کے لیے ہمارا دماغ بہت متجسس ہوتا ہے۔

ہم سچ کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں مگر کہیں سے بھی تسلی بخش جواب نہیں ملتا، وہ جواب آپ کو حق پر چلنے والی جماعت ہی دے سکتی ہے۔ ہمارے سامنے میڈیا جن چہروں کو ظالم، جابر، دہشت گرد، برے اور سفاک پیش کرتا ہے۔ حقیقت میں وہ چہرے کتنے روشن اور چمکدار ہیں۔ ان کا کردار کتنا اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ ان کا ظرف کتنا بڑا ہے۔ وہ کتنے رحمدل، نیک اور انسانیت کی خدمت کرنے والے ہیں۔ یہ وہی لوگ جانتے ہیں جنھوں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے، ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ موتیوں سے بھی زیادہ قیمتی ہیں، ان کا ظاہر اور باطن بے داغ ہے۔ وہ دین کی سربلندی کے لیے اپنے شب وروز وقف کرنے والے اور انسانوں کی خیرخواہی کرنے والے بے ضرر انسان ہیں۔ وہ سیلاب اور زلزلوں میں گھرے انسانوں کے محسن ہیں۔ یہ سچائیاں مجھ پر اس وقت عیاں ہوئیں جب میں نے تدریب الدعاۃ کورس میں داخلہ لیا۔

میں نے اس کورس سے کیا کیا سیکھا؟ میری زبان بیان کرنے سے قاصر ہے میرا قلم اتنا کچھ لکھنے سے عاری ہے، اس دس ماہ کے کورس نے کیسے میری زندگی کو بدلا میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں جن سے اس دورے کی اہمیت کو واضح کر سکوں، یہاں آنے سے میرے تمام شکوک وشبہات دور ہوگئے۔

اب ہم اس قابل ہو چکے ہیں کہ اپنا راستہ خود چن سکیں، صحیح اور غلط کی پہچان کر سکیں۔ ہمیں اس کورس میں تقریباً 40 سے زائد اساتذہ اکرام نے پڑھایا۔ جن کی یہ خاصیت تھی کہ انہوں نے اتنے قلیل وقت میں ہمیں اتنے زیادہ علم سے روشناس کروایا۔ انہوں نے ہمیں جو اتنی محنت سے پڑھایا اور اپنا انتہائی قیمتی وقت ہم پر صرف کیا وہ قابل تعریف ہے۔

میں ان عالم دین اور محدث اساتذہ میں سے کچھ کا اختصار سے ذکر کروں گی۔ جن میں ہمارے پہلے استاد امیر محترم حافظ محمد سعید ﷾ تھے۔ جنھوں نے ہمیں

دور حاضر کے عین مطابق قرآن پاک کی تفسیر پڑھائی اور انہوں نے ہمیں یہ احساس دلایا کہ نظریہ پاکستان ہی بقائے پاکستان ہے،ان کے خیال کے مطابق ہم سب کو ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوکر کفار کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بننا ہے، ہم سب نے مل کر بیرونی قوتوں کا مقابلہ کرنا ہے۔

فلاح انسانیت فاؤنڈیشن کے چیئرمین حافظ عبدالروف نے اچھا اخلاق پیش کرنے اور حقوق العباد ادا کرنے کی تلقین کی۔ان کے یہ الفاظ سونے کے پانی سے لکھنے والے ہیں۔انہوں نے کہا:

"کبھی بھی ایسی بات مت کرو کہ تمھیں اس کی وضاحت دینی پڑے۔"

محترم شمشاد سلفی صاحب نے ہمیں آج کے جہاد کے حق ہونے پر قرآن وحدیث سے دلائل دیے اور یہ ثابت کیا کہ "جہاد میں ہی کامیابی چھپی ہے۔"انہوں نے جنت میں مجاہدین کی شان وشوکت بیان کی،ان کے کہے گئے یہ الفاظ بکھرے ہوئے موتی معلوم ہوتے ہیں انہوں نے کہا:

"ذاتی طاقت اور قوت بھی ایک حقیقت ہے مگر اللہ کی طاقت ہی اصل حقیقت ہے۔"

اسی کورس میں ہمیں فسٹ ایڈ اور فن خطابت بھی سکھائی گئی۔اتنے کم عرصے میں اتنے زیادہ علوم سے واقفیت ایک شاندار موقع ہے،ہمیں خوشی ہے کہ ہمیں امیر محترم حافظ محمد سعید ﷾ کی شاگردی کا اعزاز ملا۔

انہوں نے اپنے انتہائی قیمتی وقت میں سے ہم جیسے لاعلم لوگوں کے لیے وقت نکالا۔انہوں نے ہمیں کفار کی سازشوں سے آگاہ کیا۔ہم جیسے کم علم رکھنے والے لوگوں کو دین کی روشنی سے منور کیا اور مدارس سے فارغ شدہ بہنوں اور بھائیوں کو کندن بنا دیا۔

اسلام کا، مجاہدین کا اور اپنے وطن کا دفاع کس طرح کرنا ہے.....؟ کفار کے ناپاک عزائم اور سازشوں کو کس طرح ناکام بنانا ہے.....؟ کیا ہماری کامیابی جہاد میں چھپی ہے.....؟ کشمیری مظلوموں کی مدد کیسے کرنی ہے.....؟ ایک مثالی بیوی کیسے بننا ہے.....؟ شوہر کا اپنی

بیوی کے ساتھ رویہ کیسا ہونا چاہیے.....؟ اپنی زندگی کو اسلام کے مطابق کس طرح بسر کرنا ہے.....؟ اپنے والدین کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا ہے.....؟ یہ سب کچھ میں نے تدریب الدعاۃ کورس میں سیکھا۔

یہ کورس ہر بہن اور بھائی کے لیے ضروری ہے،جس طرح ہم دنیاوی تعلیم کو اہمیت دیتے ہیں،اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ہمیں دینی تعلیم کو فوقیت دینی چاہیے۔یہاں صرف دین کے متعلق ہی نہیں دین اور دنیا کو ایک ساتھ لے کر کس طرح چلنا ہے،یہ بھی بتایا جاتا ہے۔

جغرافیہ ،معاشیات ،سیاست کے متعلق اور عصری تعلیم کے علاوہ غزوہ ہند کے بارے میں بھی ہمیں کافی معلومات دی گئی۔اور ہمیں دور حاضر سے گاہے بگاہے آگاہی ملتی رہی۔

میں تمام ماؤں اور بہنوں سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ یہ کورس ضرور کریں اور قریبی رشتہ داروں کو بھی دعوت دیں۔اگرچہ والدین کے لیے یہ مشکل ہے کہ اپنی بیٹیوں کو بھیجیں کیونکہ وہ ان کا گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹاتی ہیں۔ہمارا اٹھاہوا یہ ایک قدم کئی معاشروں کی اصلاح کر سکتا ہے۔اپنے گھر بار کو چھوڑنا چونکہ کافی مشکل امر ہے۔مگر اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو کوئی دین کا علم حاصل کرنے کے لیے جاتا ہے تو فرشتے ان کے قدموں کے نیچے پر بچھاتے ہیں تمام خشکی اور پانی میں رہنے والی مخلوقات بھی طالب علم کے لیے دعائیں کرتی ہیں۔"

﴿سنن ابو داؤد:3641﴾

ہم اگر آج اپنی نوجوان نسل کو دین کا علم سکھائیں گے تو وہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنیں گے۔

ان شاء اللہ آپ یہ کورس کرنے کے بعد اس قابل ہوجائیں گے کہ غلط اور صحیح راستے کی نشاندہی کرسکیں اور یہ بتاسکیں کہ حق پر کون لوگ ہیں.....؟؟ اس جماعت کا مقصد کیا ہے.....؟؟ دین کی سربلندی ،انسانیت کی خدمت اور اسلام کا نفاذ ہے نہ کہ دہشتگردی اور انتشار۔

اس دورے کی جو خصوصیات میں نے بیان کیں ہیں وہ صرف سطحی الفاظ نہیں بلکہ یہ تحریر میرے جذبات کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔اللہ تعالی ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے ،اس جماعت کو قیامت تک محفوظ اور حق پر قائم رکھے۔آمین

اللہ تعالی اس ادارے کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے اور جن اساتذہ اکرام نے اس دورے کی بنیاد رکھی ہے۔اللہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین

معاشرتی ناسور

اپریل فول

جھوٹ، فریب اور اذیت کی بنیاد!!

بنت جاوید اسماعیل

جھوٹ بولنے والا شخص ہر قسم کی معاشرتی اور اخلاقی برائیوں میں بڑی آسانی سے مبتلا ہوسکتا ہے، رفتہ رفتہ جھوٹ بولنے والے کی عادت اتنی پختہ ہو جاتی ہے کہ پھر اسے اس بات کی فکر ہوتی ہے نہ یہ احساس کہ اس کی دروغ گوئی سے کسی شخص کو کتنا بڑا سماجی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی دھچکا لگ سکتا ہے۔

جس طرح شراب اُم الخبائث ہے اسی طرح جھوٹ تمام برائیوں کی اساس اور جڑ ہے۔ ہر سال کچھ لوگ اسے ضرور مناتے ہیں اور پھر اپنی کامیابیوں پر فخر کرتے ہوئے اور اپنے شکار کی بے بسی کو یاد کر کے اپنی محفلوں کو گرماتے رہتے ہیں، کچھ لوگ عادتاً جھوٹ بولتے ہیں، کچھ مصلحتاً اور کچھ شوقیہ......

یہ جانے بغیر کہ دروغ گوئی کبیرہ گناہ ہے اور اللہ رب العزت نے جھوٹوں پر اپنی لعنت فرمائی ہے اسی سے مسلمانوں کو اندازہ لگا لینا چاہیے کہ جھوٹ بولنا کتنا بڑا گناہ ہے اور یہ عمل اللہ کے نزدیک کتنا ناپسندیدہ ہے کہ اللہ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے اور جس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت فرما دیں اور پھر اسے توبہ کرنا نصیب نہ ہو تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایسے شخص کی آخرت اور دنیا دونوں برباد ہو جائیں گی۔

جھوٹ بولنے والا شخص ہر قسم کی معاشرتی اور اخلاقی برائیوں میں بڑی آسانی سے مبتلا ہوسکتا ہے، رفتہ رفتہ جھوٹ بولنے والے کی عادت اتنی پختہ ہو جاتی ہے کہ پھر اسے اس بات کی فکر ہوتی ہے نہ یہ احساس کہ اس کی دروغ گوئی سے کسی شخص کو کتنا بڑا سماجی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی دھچکا لگ سکتا ہے۔

اپریل فول کی ابتداء کہاں سے ہوئی اور اس کی تاریخ کیا ہے......؟؟ اس کا اندازہ ذیل کی حکایتوں سے ہوسکتا ہے، گو کہ ان قصص کی کہیں سے بھی تصدیق نہیں ہو سکی، مگر ہمیں یہ اندازہ ہو جائے گا کہ بحیثیت مسلمان ہم کہاں کھڑے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی حکایت مبنی بر حقیقت ہے یا حقیقت سے قریب تر بھی ہے تب بھی اپریل فول منانا خود کو طمانچہ رسید کرنے کے مترادف ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قدیم تہذیبوں کے زمانے میں جن میں ہندومت اور قدیم رومن تہذیب شامل ہے، نئے سال کا آغاز یکم اپریل یا اس کے قرب و جوار کی تاریخوں سے کیا جاتا تھا۔ 1582ء میں پوپ جارج ہشتم نے پرانے جارجین کیلنڈر کی جگہ ایک نئے جارجین کیلنڈر کے اجراء کا حکم دیا، جس کی رو سے نئے سال کا آغاز یکم اپریل کی جگہ یکم جنوری سے ہونا قرار پایا۔ اس سال فرانس نے نیا جارجین کیلنڈر منتخب کرتے ہوئے نئے سال کا آغاز یکم جنوری سے کیا۔

متضاد روایات کے مطابق یا تو ایک کثیر تعداد میں عوام الناس اس نئے کیلنڈر کی تبدیلی کی اطلاع بروقت دور دراز کے لوگوں تک نہیں پہنچا سکے جس کی بناء پر وہ نیا سال پرانے کیلنڈر کے مطابق ہی یعنی یکم اپریل کو مناتے رہے۔ اس موقع پر جدت پسندوں نے قدامت پسندوں کا مذاق اڑانے کے لیے یکم اپریل کو انہیں بے وقوف بنانے اور جھوٹی باتوں پر ان کا یقین پختہ کرنے کے لیے انہیں جھوٹے پیغامات اور نئے سال کی ایسی تقریبات کے دعوت نامے بھیجنا شروع کر دیئے جنہیں سرے سے منعقد ہی نہیں ہونا تھا، اس طرح یہ رسم سارے یورپ میں یکم اپریل کو جھوٹ بول کر لوگوں کو بیوقوف بنانے کے حوالے سے پھیل گئی۔

اس سلسلے میں دیگر دو روایات مسلمانوں کے حوالے سے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اسپین میں مسلمانوں کے صدیوں پر محیط اقتدار کے بعد جب ان کا زوال شروع ہوا تو ہسپانوی مسلمان عیسائیوں کے ہاتھوں مغلوب ہو کر اپنے گھروں تک محدود و محصور ہو کر رہ گئے۔ عیسائی فوج مسلمانوں سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی، انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اپنی ضروریات کا سامان اپنے گھروں سے لے لیں اور ساحل پر لنگر انداز

> **یہ عمل اللہ کے نزدیک کتنا ناپسندیدہ ہے کہ اللہ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے اور جس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت فرما دیں اور پھر اسے توبہ کرنا نصیب نہ ہو تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایسے شخص کی آخرت اور دنیا دونوں برباد ہو جائیں گی۔**

چاہیں جا سکتے ہیں انہیں مکمل تحفظ دیا جائے گا۔

مسلمانوں نے اسے عیسائیوں کی چال سمجھتے ہوئے ان سے ساحل پر لنگر انداز جہازوں کا خود معائنہ کرنے کی اجازت چاہی جو انہیں دے دی گئی، انہوں نے ان جہازوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور انہیں سفر کے قابل پایا اس کے بعد انہوں نے اپنا ضروری مال و متاع سمیٹا اور اپنے اہل و عیال سمیت ساحل کی طرف رواں دواں تھے تو عیسائی افواج نے ان کے گھروں کو لوٹ کر انہیں آگ لگا دی اور اس سے بیشتر کہ مسلمان جہازوں پر سوار ہو پاتے ان کا بے دردی سے قتل عام کر کے ان کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو وحشیانہ طریقے سے شہید کر دیا۔ مسلمانوں کو بیوقوف بنا کر ان سے اسپین خالی کرانے کا یہ واقعہ یکم اپریل کو رونما ہوا تھا، اس لیے یہ ایک رسم کی شکل میں یکم اپریل کو ہر سال اسپین میں منایا جانے لگا اور آج یہ اسپین کی سرحدوں سے نکل کر ساری دنیا میں رائج ہو چکا ہے۔

اس سلسلے کا دوسرا واقعہ بھی مسلمانوں کے دور اسپین سے متعلق ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اسپین میں آٹھ سو سال تک حکومت کی، اس دوران عیسائیوں نے مسلمانوں کو شکست سے دوچار کرنے اور اسلام کی جڑوں کو اسپین سے اکھاڑ پھینکنے کی کوششیں کیں مگر اپنی کسی کوشش میں بھی انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوئی، انہوں نے اپنی پے در پے ناکامیوں اور مسلمانوں کی طاقت اور قوت کے اسباب جاننے کے لیے اسپین میں اپنے جاسوسوں کو بھیجا تا کہ وہ مسلمانوں کے ناقابل شکست ہونے کا راز پا سکیں۔

انہوں نے اپنے آقاؤں کو یہ رپورٹ بھیجی کہ مسلمان قرآن اور سنت کی مکمل اتباع کرتے ہیں اور حرام اور منکرات سے بچتے ہیں اس لیے وہ ناقابل شکست ہیں، جب انہوں نے مسلمانوں کی طاقت کا راز پا لیا تو اپنی ساری ذہنی قوت اس بات پر خرچ کر دی کہ کسی طریقے سے مسلمانوں کو ان کی اس روحانی طاقت سے محروم کر دیا جائے، اس کے لیے انہوں نے یہ حکمت عملی وضع کی کہ شراب اور سگریٹ

کی مفت ترسیل اسپین کو شروع کر دی، ان کی یہ ترکیب کامیاب رہی اور ان اشیاء کے استعمال کی وجہ سے مسلمانوں میں اخلاقی کمزوریاں نمایاں ہونے لگیں، خصوصاً مسلمانوں کی نوجوان نسل اس سازش کا سب سے زیادہ شکار ہوئی، مسلمان اخلاقی تنزلی کا شکار ہو کر کمزور پڑ گئے اور عیسائیوں کو ان کے دیرینہ خواب کی تعبیر مسلمانوں کی اسپین سے بے دخلی کی صورت میں مل گئی۔

اسپین میں مسلمانوں کی طاقت کے آخری سرچشمے یعنی غرناطہ کا عیسائی افواج کے ہاتھوں زوال یکم اپریل کو ہوا اس لیے وہ اس دن کو اسپین کی مسلمانوں سے آزادی کا دن قرار دیتے ہیں اور چونکہ ان کے خیال میں مسلمانوں کی شکست ان کی چالاکی اور فریب دہی کے نتیجے میں ہوئی تھی اس لیے وہ یکم اپریل کو اپریل فول ڈے کے طور پر مناتے ہیں۔

درج بالا حکایتوں کو تاریخی حوالے سے غیر مصدقہ ثابت کر کے اگر رد بھی کر دیا جائے تو انہیں مسلمانوں کے اسپین پر طویل ترین اقتدار اور عظیم فتوحات کے حوالے سے عیسائیوں کا غلط پروپیگنڈا اور تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی نصرانی سازش قرار دے دیا جائے، تب بھی کفار کی تقلید میں اپریل فول منانا مسلمانوں کو شرعاً اور اخلاقاً جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی اساس جھوٹ پر ہے اور جھوٹوں پر اللہ رب العزت نے لعنت فرمائی ہے۔

اپریل فول کا جھوٹ اور مذاق بے شمار لوگوں کی زندگیوں میں طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے، اپریل فول کا شکار ہونے والے کئی لوگ ان واقعات کے نتیجے میں شدید صدمے میں مبتلا ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، بعض معذوری کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لیے گھر کی چار دیواری تک محدود ہو جاتے ہیں، کتنے ہی خوش و خرم جوڑے مستقلاً ایک دوسرے سے متعلق شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں اور مذاق کرنے والے ان سارے ناقابل تلافی صدمات اور نقصانات کا کسی طور بھی کفارہ ادا نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں کے لیے ان غیر شرعی اور غیر اسلامی رسوم و رواج کو منانے کے حوالے سے یہ بات یقیناً سخت تشویشناک ہونی چاہیے کہ یہ غیر اسلامی ہیں اور اسلام کی عظیم تعلیمات اور اخلاقی اقدار کے منافی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح اسلامی تعلیمات پر چلنے، اسلامی شعائر اور اقدار کی پاسداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید سے محفوظ و مامون رکھے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں اور فتنوں سے بچنے اور ان کا سد باب کرنے کی توفیق اور حوصلہ عطا کرے۔ آمین

عورت کی آزادی کے نقیب یا......؟

انتخاب: ایمن طارق

لیپ ٹاپ کی اسکرین پر میری نگاہ پڑی تو میں لرز کر رہ گئی...... پلے کارڈز پر لکھے الفاظ ''میرا جسم میری مرضی'' الفاظ نہیں تھے، دہکتے انگارے تھے۔

کیا ہے یہ؟؟ میں نے اپنی بیٹی سے پلے کارڈز کے بارے میں پوچھا......

مما! یہاں ہم سب احتجاج کر رہے ہیں، آج کی عورت مضبوط ہے، وہ کسی کی غلام نہیں ہے، میری بیٹی نے موم بتی والی آنٹی سے سنی ہوئی ساری تقریر مجھے سنا ڈالی۔

میں نے تحمل سے اپنی بیٹی کا ہاتھ تھاما اور اسے اس مجمع سے نکال کر لے آئی جو سوشل میڈیا پر جمع تھا۔ میری شہزادی! اللہ تعالیٰ تمہیں ہر بری آفت سے بچائے، شاید تمہیں معلوم نہیں یہ پلے کارڈز کوئی پلے کارڈز نہیں ہے یہ تمہاری اذیتوں کا دیباچہ ہے۔

اذیتوں کا دیباچہ......؟؟ میری بیٹی نے حیرت سے میری جانب دیکھتے ہوئے پوچھا......

ہاں اذیتوں کا دیباچہ...... لیکن کیسے؟؟ میری بھولی بھالی بیٹی کی آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھیں......

میری لخت جگر! تمہیں لگتا ہے یہ تمہاری آزادی چاہتے ہیں نہیں میری شہزادی! یہ تمہاری آزادی نہیں چاہتے یہ بس تم تک پہنچنے کی آزادی چاہتے ہیں۔ یہ کبھی فنکارہ کے روپ میں تمہارا استحصال کریں گے، کبھی اینکر کی شکل میں، کبھی سیلز گرل کی صورت میں کیونکہ عورت سے سستا مزدور نہیں ملتا......

ان کی نجی نشستوں میں عورتوں سے متعلق گفتگو سن لینا تمہیں اندازہ ہو جائے گا، یہ عورتوں کو ایک منڈی کے مال سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے ہم جیسی بھولی بھالی لڑکیاں آزادی کا نعرہ لگاتے لگاتے ان کی بدترین رکھیل بنتی چلی جاتی ہیں، غلامی کی ایسی دلدل میں دھنستی چلی جاتی ہیں جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا......

لیکن مما! یہ تو بہت مخلص نظر آتے ہیں، میری بیٹی نے ایک دلیل دی، بیٹا! جب شکاری تیتر کے شکار کے لیے جنگل میں جاتا ہے تو وہ تیتر کی آواز نکالتا ہے، تیتر سمجھتا ہے، اس کا کوئی ساتھی ہوگا اور وہ اس کے جال میں پھنس جاتا ہے...... بالکل ایسے ہی عورتوں کے یہ شکاری بھی ایسی ہی آوازیں نکالتے ہیں جو خواتین کو پرکشش معلوم ہوں جیسے

> پوچھو بیٹا! کبھی اس عورت سے، وہ چاہتی ہے اپنے شوہر کو کھانا گرم کر کے دے، اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ ایک اچھی اور پاکیزہ زندگی گذارے......

✿ اپنا کھانا خود گرم کرو۔

✿ میں کسی کی غلام نہیں ہوں۔

Stop Voilance ہے۔

بیٹا! ایک ٹیچر کی مرضی کے بغیر اگر کوئی شخص علم حاصل کرنا چاہے تو وہ ناکام ہو جائے گا، طبیب کی مرضی کے بغیر علاج کیا تو مر جائے گا، وکیل کی مرضی کے بغیر مقدمہ لڑا جائے تو ہار جائے گا، کھیل کے میدان میں اپنی مرضی چلائی جائے تو ناکام ہو جائے گا۔

اب خود سوچو! جو انسان اپنے خالق کی مرضی کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی چلائے کیا وہ کامیاب ہو جائے گا......؟؟

بیٹا! بازار حسن میں موجود عورت ''میرا جسم میری مرضی'' کے تحت کس طرح ذلیل و رسوا ہو رہی ہے وہ نہیں چاہتیں اس گندگی میں گرفتار رہنا۔ پوچھو بیٹا! کبھی اس عورت سے، وہ چاہتی ہے اپنے شوہر کو کھانا گرم کر کے دے، اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ ایک اچھی اور پاکیزہ زندگی گذارے......

یہ نام نہاد روشن خیال مفکر، یہ عورتوں کی آزادی کے نقیب، یہ بھیڑ کی کھال میں بھیڑیے ہیں، یہ بازار حسن کے نئے دلال ہیں......

اسلام نے عورت کو عزت دی، تحفظ دیا۔ اب یہ بھیڑیے آزادی اور فیمینزم کے نام پر عورت کو نکال رہے ہیں۔ پوچھا کبھی ان عورتوں سے جو گلیمر کی چکا چوند میں اپنا آپ گنوا بیٹھی ہیں، کیا وہ خوش ہیں اس آزادی سے......؟؟

نہیں بالکل نہیں میرا بچہ بالکل بھی نہیں۔ میری شہزادی! اگر تم نے اللہ و رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق زندگی گذاری تو تم کامیاب رہو گی۔

میرے محترم! میں آپ سے مخاطب ہوں، ذرا غور کیجیے گا اس مجمع میں آپ کی بیٹی بھی ہو سکتی ہے، جو سوشل میڈیا پر ان تصاویر کو لائک کر رہی ہو، ان تصاویر کو شیئر کر رہی ہو یا ان سے متاثر ہو۔ ہماری بچیاں اس مجمع کا حصہ بن رہی ہیں لاشعوری طور پر، آؤ ہم اپنے گھروں کی بنیادیں مضبوط کریں۔

تفسیر القرآن

الفائدة فی تفسیر سورة المائدة
یعنی سورہ مائدہ کی تفسیر

از: ابو عمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

وضو اور تیمّم کے بارے ہدایات

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَیْدِیَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا
بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَیْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ
جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَیَمَّمُوا صَعِیدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوا
بِوُجُوهِكُمْ وَأَیْدِیكُمْ مِنْهُ ۚ مَا یُرِیدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ یُرِیدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ
نِعْمَتَهُ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿6﴾ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَمِیثَاقَهُ الَّذِی وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿7﴾

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے (فارغ ہوکر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے ہم بستری کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ پس اسے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مل لو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تمہیں تنگی میں ڈالے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔ اور تم پر اللہ کی جو نعمت ہوئی ' اسے یاد رکھو اور وہ عہد بھی یاد رکھو جو اس نے تم سے معاہدہ کیا ' جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سینوں کے راز خوب جانتا ہے۔ (المائدہ: 6۔7)

مفردات:

1۔ اَلْمَرَافِقِ ۔ کا مادہ ۔ ر ف ق ہے اور یہ جمع مکسر اسم جامد ہے اور اس کا معنی ۔ ''کہنیوں'' ہے۔

2۔ اَلْكَعْبَیْنِ ۔ کا مادہ ۔ ك ع ب ہے' یہ تثنیہ مذکر اسم جامد ہے اور اس کا معنی دونوں ٹخنے ہے۔

3۔ اَلْغَائِطِ کا مادہ ۔ غ و ط ہے اور یہ واحد مذکر اسم جامد ہے اور اس کا معنی قضائے حاجت ہے۔

4۔ صَعِیدًا کا مادہ ۔ ص ع د ہے ۔ اور یہ واحد مذکر اسم جامد ہے اور اس کا معنی مٹی ہے۔

تفسیر:

گزشتہ آیات میں کھانے پینے اور دوسرے دنیاوی امور کی حلت وحرمت کے احکام سے مقصود نفس کی طہارت تھا۔ اب ان آیات میں جسم کی طہارت کے احکام بیان ہورہے ہیں کہ عبادت کی سب سے اعلیٰ اور کامل مکمل شکل نماز اور اس سے پہلے طہارت وپاکیزگی (وضوء' غسل'

تیمم) کا خیال کیا جائے' نیز اللہ کی نعمتوں کو ہر صورت یاد رکھنے اور اللہ و رسولؐ کی اطاعت و اتباع کا بیان ہے چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! نماز پڑھنے سے پہلے وضوء کرو۔ (اگر تم بے وضوء ہو تو)

وضوء کا طریقہ اور وضوء کے احکام

1۔ اگر پہلے سے باوضوء ہو تو نیا وضو کرنا ضروری نہیں' البتہ مستحاضہ (وہ بیمار عورت جسے مخصوص ایام کے علاوہ خون آئے) کے لئے ہر نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا ضروری ہے۔

2۔ وضوء سے پہلے نیت فرض ہے کیونکہ کوئی عمل بھی نیت کے بغیر نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری۔ کتاب بدء الوحی)

نیت دل کے فعل وارادہ کا نام ہے۔ کسی بھی عمل نماز وضوء وغیرہ کے لئے زبان سے الفاظ ادا کرنے مشروع یا ثابت نہیں۔

3۔ وضوء سے پہلے بسم اللہ پڑھیں۔

4۔ داڑھی کا خلال کیا جائے۔

5۔ اعضاء کو ترتیب وار دھویا جائے۔

6۔ ان کے درمیان وقفہ نہ کیا جائے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں دیر نہ کی جائے بلکہ تمام اعضاء تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھوئے جائیں۔

7۔ اعضاء وضوء میں سے کسی بھی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے ورنہ وضوء نہیں ہوگا۔

8۔ کوئی عضو بھی تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھویا جائے۔ ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔

9۔ سارے سر کا مسح کرے کہ دونوں ہاتھ آگے سے گدی تک لے جائے۔ پھر واپس لے آئے۔ سر پر پگڑی ٹوپی وغیرہ ہونے کی صورت میں سر کے سامنے والے حصے کے مسح کے بعد پگڑی پر مسح کیا جا سکتا ہے۔ سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح بھی ضروری ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ایسر التفاسیر۔)

(نوٹ: مسواک کی احادیث میں بہت تاکید واہمیت بیان ہوئی ہے' لہٰذا اس کا بھی ضرور اہتمام کرنا چاہئے۔)

وضوء کا طریقہ

حمران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو وضوء کرتے دیکھا' آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا' پھر چہرے کو دھویا' پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار دھویا' پھر اسی طرح بائیں کو' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر دائیں بائیں پاؤں کو تین بار دھویا' پاؤں پر موزوں یا جرابوں کی صورت میں ان پر مسح کیا جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ موزے جرابیں نہ بھی ہوں تو پاؤں پر مسح کرنا ہے' دھونا ضروری نہیں۔ یہ موقف غلط ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث میں ثابت ہے کہ آپ پاؤں دھویا کرتے تھے' ان پر مسح نہیں فرمایا تھا جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم جلدی کی وجہ سے وضوء کرتے وقت پاؤں پر گیلا ہاتھ پھیر رہے تھے' آپؐ نے بلند آواز میں تین مرتبہ فرمایا: ان ایڑیوں کے لئے آگ میں بڑی ہلاکت ہے۔ (یعنی پاؤں پورے دھوئیں ورنہ وضوء نہیں ہوگا)۔ (بخاری کتاب الوضوء)

اس سے معلوم ہوا وضوء میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ صرف مسح پر اکتفاء کرنا جائز نہیں۔

غسل کے احکام وطریقہ

احتلام ہونے اور عورت سے ہمبستری ہونے اور حیض و نفاس ختم ہونے کے بعد غسل فرض ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے استنجاء کیا جائے اور رانوں وغیرہ کو گندگی سے صاف کیا جائے۔ پھر نماز والا وضوء کیا جائے۔ اس کے بعد سر پر تین دفعہ پانی ڈال کر سر کے بالوں کو اچھی طرح جڑوں سمیت تر کیا جائے۔ اس کے بعد سارے جسم پر اس طرح پانی بہایا جائے کہ جسم کا کوئی حصہ بھی ذرہ برابر خشک نہ رہے۔

اس کے بعد فرمایا' وضوء یا غسل کے لئے پانی نہ ملے یا آدمی بیمار ہو (کہ پانی استعمال کرنے کی صورت میں موت یا بیماری نا قابل برداشت حد تک بڑھنے کا خطرہ ہو) یا مسافر ہو' چونکہ مسافروں کو عمومی طور پر پانی میسر نہیں ہوتا' اس لئے ان کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ورنہ اگر مقیم کو بھی پانی نہ ملے تو اس کے لئے بھی تیمم جائز ہے۔

تیمّم کے احکام وطریقہ

1۔ تیمم کے لئے مٹی پاک اور صاف ہونی چاہئے' وہ زمین پر ہو یا دیوار پر یا کپڑے برتن وغیرہ میں۔

2۔ بسم اللہ پڑھیں۔

3۔ نیت کریں۔ (دل میں نیت وارادہ)

4۔ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر پہلے چہرہ' پھر دونوں ہتھیلیوں پر پھیرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تیمم کے بارے میں کہ یہ دونوں ہتھیلیوں اور چہرے کے لئے ایک ہی مرتبہ مارنا ہے۔ (بخاری کتاب التیمم' باب التیمم' مسند احمد 263/4)

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سفر میں براء نامی جگہ میں میرا ہار گم ہوگیا۔ اس کی تلاش میں صبح کی نماز کا وقت ہوگیا اور پانی موجود نہیں تھا۔ سب کو پریشانی لاحق ہوئی کہ اب نماز کیسے ادا ہو تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کر دی جس میں پانی نہ ہونے کی شکل میں تیمم کو مشروع اور جائز قرار دیدیا گیا۔ (صحابہ کرامؓ خوش ہوگئے کہ پانی نہ ہونے اور بیماری کی شکل میں تیمم کی رخصت و رعایت مل گئی۔ (الحمد للہ)

اسی وجہ سے اسید بن حضیرؓ نے کہا کہ اے آل ابوبکر! اللہ تعالی نے لوگوں کے لئے تم میں برکت پیدا فرمادی ہے۔ تم تو لوگوں کے لئے سراپا رحمت و برکت ہو۔ (بخاری کتاب التفسیر باب قولہ تعالی فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا۔ (مسلم کتاب الحیض باب التیمم)

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے رحمان ورحیم ہونے کی وجہ سے تمہارے لئے آسانی کر دی کہ پانی نہ ہونے یا بیماری کی صورت میں وضوء اور غسل کی جگہ تیمم مشروع ومقرر فرمادیا کیونکہ اللہ تعالی تمہیں پاک صاف بھی رکھنا چاہتا ہے۔ اور تم پر سختی وتنگی بھی نہیں کرنا چاہتا اور اللہ تعالی نے یہ اس لئے کہا تا کہ تم پر اپنی نعمت تمام کردے اور تا کہ تم اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ۔

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور جاہلیت وعصبیتوں کی وجہ سے تمہارے درمیان جنگیں اور لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں جس سے تمہاری زندگی حرام اور سکون غارت تھا۔ اس نے تمہیں اسلام جیسی نعمت عطا فرمائی جس سے تمہارے اندر اخوت و بھائی چارہ کی فضا اور مثالی محبتیں پیدا ہوئیں جس سے تمہاری دنیا مطمئن و پرسکون ہوئی اور آخرت کی کامیابی وکامرانی کی راہیں ہموار ہوئیں اور اس میثاق وعہد کو بھی یاد کرو جو اللہ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ نے تم سے اسلام لانے کے وقت لیا اور تم نے سمع واطاعت (سننے اور ماننے) کا اقرار کیا۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالی سینوں کے رازوں اور باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز اور بات مخفی نہیں لہٰذا اگر تم اس کی حکم عدولی ونافرمانی والی راہ اختیار کروگے تو دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں اس کے عذابات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

فوائد

1۔ طہارت کی اہمیت' وضوء' غسل اور تیمم کا طریقہ

2۔ پانی نہ ملنے اور بیماری کی صورت میں تیمم جیسی نعمت کی مشروعیت۔

3۔ وضوء اور غسل کے موجبات کا بیان۔

4۔ اللہ تعالی کے عہد کو یاد رکھنے اور شکر کرنے کی تلقین۔

تدریس الحدیث

کِتَابُ الصَّلٰوۃ

نماز کے مسائل

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کا ترجمہ وتشریح

ترجمہ: الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ　　تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ　　باب نمبر:7 ۔نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

230- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ (رواہ مسلم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لوگو) سن لو کہ مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا رکوع میں اپنے مالک و پروردگار کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں کثرت سے دعا کیا کرو، یہ اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کرلی جائے۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

تخریج: اخرجه مسلم، الصلاة، باب النهى عن قراءة القرآن فى الركوع والسجود، (حديث 479)

لغوی تشریح:

فَقَمِنٌ اس میں ''فا'' جزائیہ ہے۔ قَمِنٌ میں ''قاف پر فتحہ اور میم کے نیچے کسرہ ہے، یعنی اس بات کا مستحق ہے، اس لائق ہے۔

فوائد ومسائل:

1۔ نماز کے مختلف ارکان ہیں، ان میں سے ہر ایک کی ہیئت الگ الگ ہے۔ ہر ایک کے حسب حال اذکار مقرر ہیں اور سنت سے ثابت ہیں۔

2۔ نبی اکرم ﷺ نے رکوع و سجود میں تلاوت قرآن ممنوع قرار دی ہے۔ اس کی جگہ آپؐ نے رکوع میں عظمت رب، یعنی سبحان ربی العظیم اور سجدے میں دعا کرنے کی تلقین کی فرمائی ہے۔

3۔ بعض محدثین اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک رکوع میں تعظیم رب اور سجدے میں دعا کرنا واجب ہے، البتہ جمہور علماء نے مستحب قرار دیا ہے۔

4۔ سجدہ قبولیت دعا کا ایک اہم ترین مقام ہے، اسی لئے آپؐ نے اس میں دعا کی ترغیب دی ہے۔ خود بھی سجدے میں مختلف دعائیں کرتے تھے۔ ان میں سے ایک دعا آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

231 ۔وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي (متفق عليه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجود میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي تو

پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اپنی حمد و ثناء کے ساتھ اے اللہ! مجھے بخش دے۔" پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: اخرجه البخاری الاذان باب التسبیح والدعاء فی السجود حدیث 817 ومسلم الصلوة باب ما یقال فی الرکوع والسجود حدیث 484

لغوی تشریح

وَبِحَمْدِكَ اس میں "واؤ" عاطفہ ہے۔ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری حمد و توصیف میں محو ہوتا ہوں۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ "واؤ" حالیہ ہو۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ تیری پاکی بیان کرتا ہوں اس حال میں کہ میں تیری حمد و ثناء میں محو ہونے والا ہوں۔

رکوع و سجود کے لئے متعدد اذکار اور دعائیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ نمازی ان میں سے جسے چاہے منتخب کر سکتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رکوع میں (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ) اور سجدے میں (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى) کے علاوہ مذکورہ بالا دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے بلکہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ ہمیشہ رکوع و سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری، التفسیر، حدیث 9467، ومسند احمد 230/6) نمازی ان مسنون دعاؤں میں وقتاً فوقتاً جسے چاہے پڑھ سکتا ہے۔

232 ۔وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ اثْنَتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ ۔ (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہوتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر جب رکوع کے لئے جاتے تو اس وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر رکوع سے اپنی پشت کو اٹھاتے وقت (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہتے اور پھر جب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوتے تو (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہتے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدے کے لئے جھکتے۔ پھر سجدے سے اپنا سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے۔ پھر سجدے سے اپنا سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے۔ پھر جب دوسری رکعت کے بعد (تشہد پڑھ کر) اٹھتے تو بھی اللہ اکبر کہتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : اخرجه البخاری، الاذان، باب یهوی حین یسجد، حدیث 803 و مسلم، الصلاۃ، باب اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلاۃ، حدیث 392)

لغوی تشریح:

(رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) بعض روایات میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی مروی ہے یعنی لك سے پہلے واؤ بعض روایات میں ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ دونوں طرح ثابت ہے۔ واؤ کو جب ثابت رکھیں تو اس صورت میں محذوف پر عطف ہوگا یعنی اطعناك و حمدناك ہم نے تیری اطاعت اور حمد و ستائش کی۔ یا واؤ کو حالیہ تسلیم کیا جائے گا، یا پھر اسے زائدہ قرار دیا جائے گا۔ ساری صورتیں ممکن ہیں۔ بعض روایات میں اللهم ربنا لك الحمد بھی آیا ہے۔ یهوی باب ضرب یضرب سے ماخوذ ہے یعنی جھکنا، مائل ہو جانا، گر جانا۔

فوائد و مسائل: 1۔ نماز میں جو تکبیریں کہی جاتی ہیں، ان میں سے پہلی تکبیر کو تکبیر تحریمہ، تکبیر افتتاح یا تکبیر اولیٰ کہتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ اب نماز میں داخلے کے بعد وہ سارے کام اور چیزیں حرام ہو گئیں جو نماز شروع کرنے سے پہلے حلال تھیں۔ باقی تکبیرات کو تکبیرات انتقال کہتے ہیں، یعنی ایک رکن نماز سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کی تکبیریں۔ 2۔ پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) فرض ہے اور باقی تکبیریں بعض کے نزدیک واجب ہیں مگر اکثر کے نزدیک مسنون ہیں۔ 3۔ بنوامیہ کے دور میں بعض امرائے بنوامیہ نے ان تکبیروں کو اہمیت نہ دی اور معمولی سمجھ کر چھوڑ دیا تھا مگر اس دور کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کو ان کے مسنون ہونے کی تعلیم و یاد دہانی کراتے رہتے تھے تاکہ لوگ سنت نبوی پر عمل پیرا رہیں اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ان کا تعلق منقطع نہ ہونے پائے۔ 4۔ ہر دور میں علمائے حق کا فریضہ ہے کہ وہ نادان اور جاہل لوگوں کو سنت رسول ﷺ کی اہمیت و فضیلت سے آگاہ رکھیں اور انکار سنت کے فتنے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں۔

کیا بیتُ المقدس یہُودیوں کا حق ہے؟

ایک خاتون رُکن اسمبلی کے سطحی دلائل کا تحقیقی جائزہ

علم و تحقیق

مولانا محمد یوسف طیبی حفظہ اللہ

صادق وامین رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایسا وقت بھی آئے گا جب سچے جھٹلا دیئے جائیں گے...... جھوٹوں کو سچا قرار دیا جائے گا' خیانت کرنے والوں کو امانت دار اور امین لوگوں کو خائن قرار دے دیا جائے گا اور معمولی لوگ حکومتی معیار کی باتیں کریں گے۔ (مستدرک حاکم: 4/465)

مذکورہ بالا قیامت کی علامات میں سے آخری بات کہ عام لوگ حکومتی اور بین الاقوامی معاملات میں دخل دیں گے' اس کی ایک مثال چند روز قبل سننے اور دیکھنے کو ملی جب پاکستان کی قومی اسمبلی کی ایک خاتون ممبر نے قومی اسمبلی میں یہ بات کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم معاذ اللہ یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے دیا اور دیگر جہالت پر مبنی باتیں بھی کیں جن کا ہم ذیل میں جائزہ لیتے ہیں۔

یہ کہنا کہ قبلہ کی تبدیلی معاذ اللہ یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے کی گئی' سرے سے غلط ہے۔ نبی ﷺ کا ہر کام اللہ کے حکم اور مرضی سے ہوتا تھا۔ قبلہ کی تبدیلی بھی اللہ کا حکم تھا۔

آپ ﷺ نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ تبدیلی کی تو کیا اللہ تعالیٰ بھی یہودیوں کو خوش کرنا چاہتا ہے' یہ بہت فضول بات ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ بات بغیر دلیل کے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اب یہ دور آ گیا ہے کہ علماء کرام کی بجائے اس طرح کی دین اور علم سے بے بہرہ عورتیں اللہ کے دین میں باتیں کرنے لگی ہیں۔

تیسری بات' یہ کہنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو بیت المقدس دے دیا اور کعبہ مسلمانوں کو دے دیا تو جھگڑا ختم ہو جانا چاہیے جیسا کہ خاتون نے کہا ہے۔

سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ جنہوں نے دین پڑھا ہی نہیں' وہ دین کی باتیں کر رہے ہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو جن لوگوں نے بیت المقدس اور شام کا سارا علاقہ فتح کیا یعنی سپہ سالار اسلام ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ' ان کے بارے کیا حکم لگائیں گے؟ خود خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جنہوں نے بیت المقدس کی چابیاں قبول کیں' ان کے بارے کیا حکم لگائیں گے۔ کیا انہوں نے بھی قبلۂ اول کا قبضہ حاصل کر کے معاذ اللہ زیادتی کی۔

بقول اس ممبر عورت کے' یہ فیصلہ تو ہو چکا تھا کہ یہ قبلہ مسلمانوں کا اور وہ قبلہ یہودیوں کا ہے......!! یوں لگ رہا ہے کہ اس بیان کے پیچھے کوئی اور کہانی ہے' یہودیوں کے وہاں پر غاصبانہ طریقے سے قبضے کو سچا ثابت کرنے کی ابتداء کی جا رہی ہے اور لوگوں کے ذہن بنائے جا رہے ہیں کہ ان کا غصب و ظلم مسلمانوں کی زمینوں پر قبضے' مسلمان بچوں' عورتوں کی قتل و غارت' عزتوں کو پامال کرنا' یہ سارے کام ان کے درست ہیں کیونکہ وہ قبلہ یہود کا ہے۔ تو اگر مسلمان ادھر رہتے ہیں اور اس قبلہ کو واپس لینے پر مصر ہیں تو یہ ان کا قصور ہے کہ یہ وہاں کیوں رہتے ہیں؟ اصل میں تو وہ ہے ہی یہود کا' اس لیے ان کو ہی ملنا چاہیے تاکہ سارا جھگڑا ختم ہو۔

یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ اس پر ان کو اللہ تعالیٰ سے اجتماعی طور پر توبہ کرنی چاہیے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ یہود کا قبلہ ہے اور یہ جتنے مسلمان ادھر رہتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر آج تک' وہ سارے اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

☆......ممبر قومی اسمبلی کی یہ بات قطعاً غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم معاذ اللہ یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے دیا تھا۔ اس عورت کا دعویٰ جھوٹا ہے اور بغیر دلیل کے ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس قبلہ نہ ہونے کے باوجود حاصل کیا اور آج بھی مسلمان اپنی جانیں نچھاور کر کے اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس لیے کہ مسجد اقصیٰ اسلام کے تین مقدس مقامات میں شامل ہے۔ یہ مسلمانوں کا قبلۂ اول بھی ہے اور یہیں پر پیغمبر اسلام محمد ﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی امامت کا عظیم ترین شرف حاصل کیا اور یوں آپ ﷺ کو یہیں پر ازل سے ابد تک پوری انسانیت کے لیے آخری امام کا درجہ ملا۔ یہیں پر سید البشر امام کائنات ﷺ کو معراج پر جانے کا شرف بھی حاصل ہوا تو مسلمان اپنی ایسی مقدس ترین

جگہ کیوں چھوڑیں جبکہ فلسطینی مسلمان وہاں صدیوں سے رہ رہے ہیں اور یہودیوں کو توصرف 70 سال پہلے وہاں باہر سے لا کر بسایا گیا ہے تو اس جگہ پر ان کا کوئی حق کیسے ہوسکتا ہے؟

ایک اور در فنطنی اس خاتون نے چھوڑی کہ نبی ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ دشمن کو دوست بنالو۔ لہٰذا ہمیں یہود کو دوست بنالینا چاہیے۔

یہ بات اللہ کے نبی ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ کے نام پہ جھوٹ ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا تو بہت بڑا جرم ہے فرمایا:

وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. (صحیح بخاری)

''جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اُسے اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالینا چاہیے۔'' ان کو اس پر بھی توبہ کرنی چاہیے۔

یہ کہنا کہ یہودیوں کو دوست بنالو' یہ تو صاف صریح قرآن مجید کی آیت کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ. (المائدہ:51)

''یہود ونصاریٰ کو دوست مت بنانا' وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تمہارے کبھی نہیں ہو سکتے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا. (المائدہ:82)

''پوری دنیا میں ایمان والوں کے سب سے زیادہ بڑے دشمن یہودی ہیں اور دوسرے نمبر پر مشرک (ہندو) ہیں''

بہت افسوس کی بات ہے کہ قرآن کی واضح آیات کے مقابلے میں کہا جا رہا ہے کہ یہودیوں کو دوست بنالو۔

خاتون نے یہ بھی جاہلانہ بات کی کہ ہم نماز میں درود ابراہیمی میں ابراہیم اور آل ابراہیم پر درود پڑھتے ہوئے ان پر یعنی بنی اسرائیل اور یہود پر رحمت کی دعا کرتے ہیں' درود پڑھتے ہیں تو ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم سے مراد یہود لینا پرلے درجے کی جہالت ہے۔

یہ تو پرانا جھگڑا ہے' یہودی کہتے رہے کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کن آیات نازل فرمائیں۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا. (آل عمران:67)

''ابراہیم تو یہودی تھے نہ عیسائی' وہ یک طرفہ مسلمان تھے۔''

یہودی عیسائی تو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی آل سے ہیں اور جو اولاد اللہ اور اس کے رسول کی باغی ہو وہ اولاد قرآن وحدیث کے مطابق رحمت کی دعا کی مستحق نہیں

النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ. (التوبہ:30)

''یہودیوں نے کہا' عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے''

تو یہ دونوں ظالم ہیں' مشرک ہیں' اس لیے ہماری کوئی دعا ان تک نہیں پہنچتی۔

آخری بات یہ ہے کہ ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں اور اس میں پڑھتے ہیں۔

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ o صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ o

> ☆......خاتون ممبر اسمبلی نے ایک اور در فنطنی یہ چھوڑی ہے کہ نبی ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمن کو دوست بنالو لہٰذا یہود کو دوست بنالینا چاہیئے۔ حالانکہ آپ ﷺ سے منسوب یہ بات جھوٹ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے' اُسے اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالینا چاہئے جبکہ اللہ تعالیٰ تو خود فرماتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔ (المائدہ:51)

رہتی چاہے وہ نبی کی اولاد ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا اور بیوی نافرمان تھے۔ ان کو نوح علیہ السلام کی رشتہ داری بچا نہیں سکی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ابراہیم علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا. (البقرہ:124)

''میں تجھے انسانوں کا امام بناؤں گا''

عرض کرتے ہیں:

قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي (البقرہ:124)

یا اللہ میری اولاد کو بھی امام بنادے۔

فرمایا:

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ. (البقرہ:124)

''ان میں سے جو ظالم ہوں گے' ان کو میرا وعدہ نہیں پہنچے گا۔''

مشرک ظالم ہوتا ہے' چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی۔ جس طرح اللہ کا امام بنانے کا وعدہ ان مشرکوں' یہودیوں کے لیے نہیں' اگر چہ وہ آل ابراہیم سے ہی ہیں۔ ان کو ہماری کوئی دعا نہیں لگتی جو دعا ہم دوران درود مانگتے ہیں کیونکہ یہ ظلم وشرک کرتے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ

یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا' راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا' نہ کہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے۔

پہلی امتوں میں جن پر اللہ کا غضب ہوا اور جو لوگ گمراہ ہوئے' ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ان دونوں سے مراد (علی الترتیب) یہودی اور عیسائی ہیں۔ مغضوب یہودی ہیں اور گمراہ عیسائی ہیں۔ (سلسلۃ الصحیحۃ:3263)

ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم یہ کہتے ہیں' چودہ سو سال سے یہ دعائیں کر رہے ہیں تو یہودیوں' عیسائیوں کے شر سے تو ہم ہر نماز میں پناہ مانگتے ہیں' ان پر رحمت کی دعا کیسے کی جاسکتی ہے یا ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ دوست بنانے یا خوش کرنے کی بات کیسے کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ پاکستان اور امت مسلمہ کو سلامت رکھے اور ایسے فتنوں سے ہم سب مسلمانوں کو بچائے۔ اللہ ظالموں کو تباہ وبرباد کرے اور مظلوموں کی مدد فرمائے چاہے وہ فلسطین کے ہوں' کشمیر کے ہوں' برما کے' بھارت کے یا کسی بھی خطہ کے مظلوم مسلمان ہوں۔ اللہ ان کی مدد فرمائے اور انہیں عزت وآزادی اور غلبہ وسلامتی کی منزل عطا فرمائے۔ آمین

قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دارالعلوم المحمدیہ لوکوورکشاپ لاہور

آپ کے سوال

مکان، زمین وغیرہ گروی رکھنے کی شرعی حیثیت

س: مکان زمین وغیرہ کسی کے پاس رہن (گروی) رکھنے کی شرعی حیثیت واضح کردیں۔(سائل:ابو عاصم)

الجواب بعون الوهاب

رھن کا لغوی معنی روکنا اور بند کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (مدثر38)

ہر جان اپنے کئے ہوئے کے بدلے گروی (روکی ہوئی) ہے۔

شرعی لحاظ سے رہن یہ ہے کہ قرض وغیرہ پر اعتماد دلانے کے لئے کسی کے پاس کوئی مال وغیرہ رکھنا۔شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ (بقرہ283)

اور اگر تم سفر پر ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو ایسی گروی چیز لازم ہے جو قبضہ میں لے لی گئی ہو۔

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گروی چیز لینے اور دینے کا تعلق سفر کے ساتھ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سفر کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ عام طور پر کاتب نہ ملنے کی صورت سفر میں پیش آتی ہے ورنہ حضر میں بھی گروی چیز رکھی جا سکتی ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ (بخاری کتاب الجہاد والسیر 2069)

اللہ کے رسول ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس ٹوپے جو کے عوض گروی رکھی گئی تھی۔ظاہر ہے کہ یہ مدینہ میں حضر کا واقعہ ہے جس سے حضر میں گروی چیز کا معاملہ کرنا جائز ثابت ہو رہا ہے۔گویا سفر میں گروی رکھنا قرآن اور حضر میں گروی رکھنا حدیث سے ثابت ہے۔

اس حدیث کے حوالہ سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر یہودی سے غلہ کیوں لیا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہود سے اس طرح کا معاملہ کرنے کا جواز ثابت کرنے کے لئے ایسے کیا یا صحابہؓ میں سے کسی کے پاس زائد غلہ نہیں ہوگا یا اس لئے کہ آپ کو ڈر محسوس ہوا ہوگا کہ شاید صحابیؓ آپ سے قیمت وصول نہیں کرے گا تو آپؐ نے اس پر تنگی کرنا پسند نہیں کیا۔(فتح الباری5/141-142)

آیت سے دوسری اہم بات یہ سمجھ آتی ہے گروی چیز رکھنے کا مقصد صرف اعتماد قائم رکھنا ہے۔اس لئے کاتب نہ ہونے کی صورت میں گروی کی ہدایات ہیں اور اگر باہمی اعتماد ہو تو رہن کی ضرورت نہیں۔فرمان الٰہی کا اگلا حصہ یہ ہے کہ۔فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ (بقرہ۔283)

پس اگر تم میں سے کوئی کسی پر اعتماد کرے تو جس پر اعتماد کیا گیا ہے، وہ اپنی امانت ادا کرے۔اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے۔

شرعی لحاظ سے گروی چیز سے فائدہ اٹھانا ٹھیک

نہیں کیونکہ یہ گروی رکھنے کا مقصد ہوتا ہی نہیں اور گروی چیز راھن (گروی دینے والا) کی ملکیت ہوتی ہے۔ مرتھن (گروی لینے والا) اس کا مالک نہیں ہوتا۔ جب وہ ایک چیز کا مالک نہیں تو وہ اس سے فائدہ اٹھانے کا مجاز نہیں۔ اگر وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا تو یہ قرض کے عوض فائدہ حاصل کرنے کی صورت ہوگی جو کہ سود ہے۔ حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: جس تاریخ سے آپ نے زمین گروی لی ہے اس تاریخ سے آج تک اس کے رائج الوقت ٹھیکہ یا بٹائی کا حساب لگاؤ۔ اگر پورے تیس (جو کہ سائل نے دیئے اور زمین گروی حاصل کی) بنتے ہیں تو بغیر کچھ لئے دیئے زمین مالک راہن کو واپس کردو۔ اگر تیس ہزار (30000) سے کم بنتے ہیں تو تیس ہزار پورے ہونے تک کاشت کرلو۔ پھر واپس کردینا اور اگر تیس ہزار سے زیادہ بنتے ہیں تو زمین مالک راہن کو فوراً واپس کردو اور جتنے پیسے تیس ہزار سے زائد بنتے ہیں، وہ بھی واپس کرو کیونکہ یہ زائد پیسے سود کے زمرہ میں آتے ہیں اور سود حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے وحرم الربا۔ (بقرۃ 285) اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ (احکام ومسائل 513/2) یہ تو ہے اصل شرعی صورتحال۔ لیکن ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ اگر گروی چیز سے فائدہ نہیں اٹھانا تو پھر قرض دینے والے کو کیا فائدہ ہوا؟ حالانکہ گروی چیز کا یہ مقصد ہوتا ہی نہیں کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے بلکہ مقروض قرض کے تحفظ کے لئے چیز قرض خواہ (قرض دینے والے) کے پاس رکھتا ہے تاکہ وہ عدم ادائیگی کی شکل میں یہ چیز یا اس کی قیمت سے قرض منہا کرلے۔ (کاٹ کر وصول کرے)

حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ کی عبارت میں زمین سے فائدہ اٹھانے کی جائز صورت بیان ہوئی ہے اور یہی صورت لئے ہوئے مکان کی ہے۔ اگر مکان گروی لینا ہے تو اس کا کرایہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق طے کیا جائے، جب مکان واپس کیا جائے تو اس وقت تک جتنا کرایہ بنتا ہے، وہ قرض سے منہا کیا جائے، کچھ لوگ اس معاملہ میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ کرایہ طے کرلیتے ہیں لیکن رائج الوقت والا نہیں بلکہ برائے نام۔ مثال کے طور پر مکان کا کرایہ عمومی حالات میں دس ہزار ہے تو دو یا تین ہزار طے کرلیا۔ یہ صرف بظاہر لوگوں کے ہاں سچا ہونے کے لئے ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ مکان اگر کسی اور کو کرایہ پر دیا جاتا تو اس کا کرایہ اتنا ہی لیا جانا تھا؟ جواب واضح ہے کہ کرایہ زیادہ ہی لیا جانا تھا تو بات صاف ہے کہ کرایہ کم کرنے کی وجہ قرض ہے۔ گویا قرض دے کر سات یا آٹھ ہزار روپے کی بچت کی جا رہی ہے اور یہ سود ہے۔

بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جی وہ ہماری رقم سے فائدہ اٹھائے گا اور ہم اس کے مکان یا زمین سے نفع کمائیں اور فائدہ حاصل کریں گے۔ تو گزارش ہے کہ کیا قرض دینے والے کے علاوہ کسی اور کو بھی وہ مکان یا زمین دینے کے لئے تیار ہے کہ وہ اس میں کاشت کرکے یا مکان میں رہائش پذیر ہوکر فائدہ اٹھائے؟ بظاہر جواب نفی میں ہے تو پھر صاف واضح ہے کہ ایک مخصوص آدمی کو مکان یا زمین دینے کا مقصد قرض کے عوض اس کو فائدہ دینا ہے۔ اور اس کا مقصد بھی گروی چیز سے فائدہ حاصل کرنا ہے، اعتماد قائم کرنا نہیں ہے ورنہ اعتماد قائم کرنے کے لئے تو زمین یا مکان کے صرف کاغذات بھی اپنے پاس رکھے جا سکتے تھے یا کوئی سونا وغیرہ بھی گروی رکھا جا سکتا تھا جیسے کہ بعض لوگ ایسا کرلیتے ہیں۔ اگر سود کے بغیر قرض دے کر مکان وغیرہ کی دستاویزات پاس رکھ لی جائیں یا زیور رکھ لیا جائے اور قرض کی وصولی کے وقت ان کو واپس کردیا جائے تو اس میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ گروی رکھنے کا مقصد اس سے نفع کمانا ہوتا ہی نہیں۔ بعض بھائی گروی چیز سے فائدہ لینے کا جواز اپنی سادگی یا بے علمی کی وجہ سے اس سے کشید کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جی ہم یہ معاملہ باہمی رضامندی سے طے کرتے ہیں۔ اس پر کسی کو مجبور تو نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ باہمی رضامندی کسی کام کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی ورنہ بہت سے غیر شرعی کام جائز قرار پائیں گے۔ آپ دیکھ لیں کہ سودی لین دین تقریباً سب کا سب باہمی رضامندی پر چل رہا ہے۔ بیع وشراء کی غیر شرعی شکلیں زیادہ تر باہمی رضامندی سے طے پاتی ہیں۔ زنا کاری کے اکثر وبیشتر واقعات باہمی رضامندی کے نتیجے میں ہوتے ہیں تو کیا یہ اور اس طرح کے دیگر غیر شرعی امور پر "باہمی رضامندی" کا لیبل لگا کر ان کے لئے جواز مہیا کیا جا سکتا ہے؟ نہیں نہیں، ہرگز نہیں بلکہ کسی کام کے جواز کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو یہاں مفقود ہے۔

ایک دلیل اور اس کی حقیقت

گروی چیز سے فائدہ اٹھانے کا جواز درج ذیل حدیث سے بھی نکالا جاتا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الظَّهْرُ يُرْكَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهُ (بخاری 2512)

رھن رکھے ہوئے جانور پر اس پر اٹھنے والے اخراجات کے بدلے سواری کی جا سکتی ہے اور دودھ دینے والے جانور کا دودھ اس پر آنے والے مصارف کے بدلے میں پیا جا سکتا ہے اور جو شخص سواری کرتا اور دودھ پیتا ہے اس کے اخراجات کا ذمہ دار بھی وہی ہے۔

اس حدیث سے گروی چیز سے ہر قسم کے فائدہ اٹھانے کا استدلال درست نہیں۔ اس میں گروی جانور کے بارے میں رہنمائی ہے اور جانور پر اس کے چارے دانے کا خرچہ ہر صورت ہوتا ہے اور آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جانور پر جتنا خرچ ہوگا اس حساب سے اس سے سواری اور دودھ کا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ جانور پر خرچہ ایک صد روپے ہے اور آپ اس سے ایک ہزار کا فائدہ اٹھائیں۔ خرچہ سے زائد آمدن کا حقدار راہن ہوگا۔ خرچہ کے بدلے میں سواری اور دودھ سے فائدہ اٹھانے کا یہی مطلب ہے۔ بعض لوگ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ زمین اور رہائشی مکان پر بھی خرچہ آتا ہے حالانکہ زمین اور مکان پر فائدہ اٹھنے والے اخراجات اور محصول آمدن کا آپس میں بہت فرق ہے اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ کوئی کہے کہ یہ زمین یا مکان ان کے اخراجات کے عوض آپ لے لیں کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ ان کے خرچے اور آمدن کے درمیان بہت فرق ہے یا نیکی اور اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے بسا اوقات لوگ زمین و مکان کسی کو دے دیتے ہیں اور یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے۔ (بخاری 2330، مسلم 1550/120) اگر آمدن اور خرچ عام حالات میں برابر ہی ہوتے ہوں تو کسی کو کاشت کاری کیلئے زمین دینے کی رغبت دلانا بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ المختصر رھن رکھی ہوئی چیز راہن کی ملکیت ہے۔ اس کے فائدے اور نقصان کا اصل مالک بھی وہی ہے۔ ہاں مرتہن مصارف کے حساب سے گروی چیز سے فائدہ لے سکتا ہے، زائد نہیں۔

عورت اگر یکے بعد دیگرے ایک سے زائد مردوں سے شادی کرتی ہے تو جنت میں کس کے ساتھ ہوگی

س: عورت اگر یکے بعد دیگرے ایک سے زائد مردوں سے شادی کرتی ہے تو جنت میں کس کے ساتھ ہوگی۔

الجواب بعون الوهاب

اسلام پر فوت ہونے والی مسلمان عورت مذکورہ صورت میں اپنے آخری خاوند کے ساتھ جنت میں ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ خاوند اور بیوی اسلام کی حالت میں فوت ہوں۔ اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے: ایما امرأة توفی عنها زوجها فتزوجت بعده فهی لآخر أزواجها

وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے، پھر وہ اس کے بعد نکاح کرے تو وہ اپنے آخری خاوند کے لئے ہوگی۔ (سلسلہ صحیحہ للالبانی 1281)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ حدیث اور اس کے طرق ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں، مجموعی لحاظ سے یہ روایت دو سندوں کے ساتھ قوی ہے اور اس میں سے مرفوع صحیح ہے۔

اس روایت کا نتیجہ یہ ہے کہ مرد اگر زیادہ شادیاں کرتا ہے تو اس سے شادی کے بعد جو عورت کسی اور سے نکاح نہیں کرتی تو ایسی سب عورتیں جنت میں مذکورہ خاوند کے ساتھ ہوں گی۔ مرد ایک وقت میں چار شادیاں کرسکتا ہے اور بعض کے وفات پا جانے یا علیحدگی کی صورت میں اس سے زائد بھی کرسکتا ہے۔ اس صورت میں ایک مرد کی جنت میں چار سے زائد دنیاوی بیویاں بھی ہوسکتی ہیں۔ کوئی عورت اگر دنیا میں کسی خاوند سے طلاق یا خلع کے نتیجہ میں الگ ہوجائے تو اگر وہ جنت میں جائے گی تو اللہ تعالی اسے جس مرد کے ساتھ چاہے گا، ملا دے گا۔ اس سلسلہ میں عورت کی اپنی خواہش بھی پوری کی جاسکتی ہے کیونکہ جنت میں ہر خواہش پوری کی جائے گی۔ (حم السجدہ: 31)

مسئلہ وراثت

س: ایک آدمی فوت ہوا جس کے ورثاء درج ذیل ہیں: ایک بیوی، ایک بیٹا، پانچ بیٹیاں اور والدہ۔ میت کا ترکہ چوبیس (24) کنال ہے، شرعی لحاظ سے اس کی تقسیم کی وضاحت کردیں۔ (سائل: امیر معاویہ۔ لاہور)

الجواب بعون الوهاب

اصل مسئلہ:	24
بیوہ کے لئے:	3
والدہ کے لئے:	4
باقی اولاد کے لئے	17

گویا کل ترکہ کے چوبیس حصے بنا کر مندرجہ بالا جدول کے مطابق دیئے جائیں گے۔

تقسیم ترکہ اس لحاظ سے حسب ذیل ہوگی۔

بیوہ کا حصہ	3 کنال
والدہ کا حصہ	4 کنال
بیٹے کا حصہ	4 کنال 17 مرلے

5 بیٹیوں کا حصہ 12 کنال 2 مرلے، ہر بیٹی کے لئے 2 کنال 8 مرلے

تقسیم وراثت

س: ایک آدمی فوت ہوا، اس کے ورثاء میں ایک بیوی، 6 بیٹیاں اور دو بیٹے زندہ ہیں جبکہ ایک بیٹا والد کی زندگی میں فوت ہوا۔ اس کی اولاد نہیں البتہ اس کی بیوی زندہ ہے۔ میت کی چار کنال (80 مرلے) زمین ہے۔ شرعی لحاظ سے اس کی تقسیم کیسے ہوگی؟ کیا فوت ہونے والے بیٹے کی بیوی بھی اس چار کنال رقبے میں حصہ دار ہے؟ کیونکہ وہ مطالبہ کر رہی ہے کہ میرے خاوند کا حصہ مجھے دیا جائے۔ (سائل: امیر معاویہ۔ لاہور)

الجواب بعون الوهاب

بشرط صحت سوال واضح رہے کہ مذکورہ صورت میں بیوہ کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ قرآن مجید میں ہے۔ (فان کان لکم ولد فلهن الثمن مما ترکتم) اگر تمہاری اولاد ہو تو ان (بیویوں) کے لئے اس میں آٹھواں حصہ ہے جو تم نے چھوڑا۔

ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے فان کان له اخوة فلامه السدس (نساء: 11) اگر اس کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ باقی والد کے لئے ہے کیونکہ والد کی موجودگی میں بھائی بہن وارث نہیں بنتے۔ باقی دو زندہ بیٹوں اور بیٹیوں میں لڑکے کو لڑکی سے دوگنا کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

تقسیم ترکہ کا جدول حسب ذیل ہوگا۔

اصل مسئلہ: 8 تصحیح: 80

اتفاق سے ترکہ بھی 80 مرلے ہے اس لئے ہر وارث کو حصص کی تعداد کے برابر مرلے ملیں گے۔

بیوہ کے لئے:	10 مرلے
دو بیٹوں کے لئے:	28 مرلہ ہر ایک بیٹے کے لئے 14 مرلہ
6 بیٹیوں کے لئے:	42 مرلہ ہر ایک بیٹی کے لئے 7 مرلہ

یاد رہے کہ جو بیٹا میت کی زندگی میں فوت ہوا، وہ وارث نہیں ہوگا کیونکہ وراثت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ فوت ہونے والے کی وفات کے وقت جو ورثاء زندہ ہوں، ان کو ترکہ دیا جاتا ہے۔ جو میت کی زندگی میں فوت ہو جائے، وہ اس کی جائیداد سے محروم ہوتا ہے۔ والد کی زندگی میں فوت ہونے والا بیٹا وارث نہیں تو اس کی بیوہ بھی وارث نہیں ہوگی۔ ہاں اگر بیٹے کی اپنی کوئی جائیداد ہے، تھوڑی ہے یا زیادہ تو اس سے اس کی بیوہ کو چوتھا اور والدہ کو چھٹا اور باقی سب ترکہ والد کو دیا جائے گا جو اس بیٹے کی وفات کے وقت زندہ تھا۔ میت (بیٹے) کے بہنوں اور بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اس کا زیادہ قریبی رشتہ دار یعنی باپ موجود ہے۔

رابطہ برائے استفسارات:

شعبہ "آپ کے سوال" ماہنامہ مجلہ الحرمین

پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

فون برائے میسج 0302-5135440 (جواب صرف مجلہ میں دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ)

بیٹھ کر پانی پینا:

اگر پانی بیٹھ کر پیا جائے تو جسم کی حاجت کے مطابق پانی جسم میں جاتا ہے اور اگر زیادہ پانی جسم میں چلا جائے جو جسم کی ضرورت سے زائد ہوتا ہے' اس کی وجہ سے ایک خطرناک مرض ہوتا ہے جسے استقاء کہتے ہیں اور مریض کا تمام بدن پھول جاتا ہے۔

کھڑے ہوکر پانی پینا:

نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم)

اگر پانی کھڑے ہوکر پیا جائے تو اس کی وجہ سے معدہ اور جگر کی ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جن کے علاج سے معالجین عاجز آ جاتے ہیں۔

کھڑے ہوکر پانی پینے سے پاؤں پر ورم کا خطرہ رہتا ہے اور اگر یہ پاؤں کا ورم شروع ہوجائے تو جسم کے تمام حصوں میں ورم کا خطرہ ہوتا ہے اور کھڑے ہوکر پانی پینے سے استقاء ہوجاتا ہے۔

نوٹ: استقاء کا معنی پانی مانگنا۔ اس بیماری کی علامت یہ ہوتی ہے کہ بندے کی پیاس بجھتی نہیں' پیٹ پھول جاتا ہے اور پانی بار بار پیتا ہے۔

(کچھ احادیث میں کھڑے ہوکر پانی پینے کی اجازت ہے لیکن علماء اس کی تطبیق یوں کرتے ہیں کہ شاید پہلے اجازت ہوگی' بعد میں منع کیا گیا یا کسی مجبوری وغیرہ کی صورت میں کھڑے ہوکر پانی پینے کی اجازت دی گئی)

تین سانس میں پانی پینا:

احادیث میں پانی کو تین اور بعض میں دو سانس کے ساتھ پینے کی روایت ہے۔ (بخاری)

اگر پانی کو تین سانس میں نہ پیا جائے تو مندرجہ ذیل امراض پیدا ہوسکتے ہیں۔

☆...... پانی سانس کی نالی میں جاکر نظام تنفس میں اٹک جاتا ہے۔ جس سے بعض اوقات موت تک واقع ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

☆...... اس کا زیادہ نقصان دماغ کے پردوں پر پڑتا ہے کیونکہ پانی کی لہریں دماغ کے پردوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں' دماغ میں فلوئڈ ہے اور اس کی نسبت پانی سے ہے۔ اگر آہستہ آہستہ پانی پیا جائے تو مضر اثرات کبھی بھی دماغ پر نہیں پڑیں گے۔

☆...... معدے میں فوراً زیادہ مقدار میں پانی چلا جائے تو اس کی سطح اندرونی کیفیت میں انبساط یعنی پھیلاؤ ہوتا ہے۔ اگر یہ پھیلاؤ اوپر کی سطح سے ہو تو دل اور پھیپھڑوں کے نقصان کا خطرہ رہتا ہے' اگر یہ دائیں طرف ہو تو جگر کو نقصان پہنچتا ہے اور اگر یہ بائیں طرف ہو تو تلی کو نقصان پہنچتا ہے اور اگر یہ نیچے کی طرف ہو تو آنتوں پر دباؤ پڑتا ہے۔

کھلے برتن میں پینا:

نبی ذیشان ﷺ ہمیشہ پیالے میں پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔ (معمولات نبویؐ۔ بخاری)

انسان جب پانی پیتا ہے تو اگر تنگ برتن میں پیا جائے تو دل کو فرحت حاصل نہیں ہوتی۔

فیثا غورث کا عمل:

فیثا غورث مشہور ریاضی دان تھا۔ اس کا مقولہ تھا کہ پانی کھلے برتن میں' جوتا چمڑے کا اور آٹا جو کا' یہ تینوں چیزیں مل جائیں تو میں آسمانوں کا حساب لگا سکتا ہوں۔

(بحوالہ: زبان میری ہے اور بات ان کی)

برتن میں سانس نہ لینا:

احادیث میں برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا گیا ہے۔ (معمولات نبویؐ...... ابوداؤد)

کیسی باریک احتیاط ہے جو نبی اکرم ﷺ نے پسند فرمائی' دراصل اگر برتن میں سانس لیا جائے تو اس میں خطرہ ہوتا ہے کہ پانی سانس کی نالی میں چلا جائے اور سانس کی گھٹن کا باعث بنے اور سانس لینے سے پانی کے اندر جراثیم بھی داخل ہوجاتے ہیں۔

پانی میں سانس لینے سے خطرہ ہوتا ہے کہ پانی ناک کی نالیوں میں چلا جائے' پھر دماغ اور ناک کے پردوں میں ورم کا باعث بن جائے۔

شیریں پانی نوش کرنا:

نبی کریم ﷺ ہمیشہ شیریں (یعنی قدرتی میٹھا پانی) نوش فرماتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

اس وقت پانی عالمی سطح پر مسائل میں شمار ہوتا ہے۔ بے شمار ممالک میں پانی کی دشواری ہوتی ہے۔ ہمارے پاکستان کے بے شمار ایسے علاقے ہیں جہاں پانی مشکل سے میسر ہوتا ہے۔ خاص طور پر میٹھا پانی۔ اسی طرح حجاز مقدس میں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پانی کی قلت تھی۔

آپ ﷺ میٹھا پانی نوش فرماتے تھے کیونکہ ایسا پانی جس میں سلفر اور آیوڈین کی مقدار پائی جائے' اس پانی میں صحت مندانہ اجزا ہوتے ہیں اور جس میں نمکیات زیادہ ہوں' وہ پانی صحت کے لیے مضر ہے۔

نبی مکرم ﷺ اس لیے میٹھا پانی نوش فرماتے تھے۔ ایک ماہر جیالوجسٹ کی تحقیق کے مطابق جہاں کھجور کے درخت زیادہ ہوں' وہاں کا پانی میٹھا ہوگا۔ (سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس' جلد اول' از ڈاکٹر خالد غزنویؒ)

پانی (صحت وعلاج):

صحیح بخاری و مسلم میں امام نافع ؒ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بخار یا تیز بخار جہنم کی لپٹ ہے' اسے سرد کردو' پانی کے ذریعہ' چھینٹے' وضو غسل کسی بھی طریقے سے۔'' (صحیح بخاری)

نبی کریم ﷺ نے پانی بیٹھ کر پینے اور تین سانسوں میں پینے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ یہ خوشگوار رگوں کو سیراب کرنے والا اور زود ہضم ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم: 2028' ابن حبان: 5330' احمد: 118/3' 119/3' 185/3۔ ترمذی: 1884)

خواص:

پانی زندگی کا مادہ اور مشروبات کا سردار ہے۔ عناصر اربعہ میں سے ایک بلکہ اس کا اصل رکن ہے۔ اس لیے کہ آسمان اس کے بخار سے پیدا کیے گئے ہیں اور زمین کی تخلیق اس کی جھاگ سے عمل میں آئی ہے اور جاندار چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے بنایا ہے۔ (الانبیاء: 30)

پانی کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ غذا کا کام کرتا ہے یا صرف غذا کے نفوذ کا ذریعہ ہے۔ پانی سرد تر ہوتا ہے' حرارت کو ختم کرتا ہے' بدن کی رطوبات کا محافظ ہے اور جو رطوبات تحلیل ہوجاتی ہیں' ان کی تلافی کرتا ہے۔ غذا کو لطیف بناتا ہے اور اس کو بدن کی رگوں میں پہنچاتا ہے۔

نوٹ: صرف آب زم زم ہی واحد پانی ہے جو غذاء کا کام بھی دیتا ہے۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کا واقعہ بھی اس کا عملی ثبوت ہے کہ وہ ایک مہینہ کعبۃ اللہ میں رہے' صرف زم زم پر ہی گزارہ تھا۔

تفسیرالقرآن

الفائدة فی تفسیر سورة المائدة
یعنی سورہ مائدہ کی تفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

دسترخوان پر حلال و پاکیزہ کھانا اور گھر میں باعفت پاکباز بیویاں پاکیزہ اسلامی معاشرے کی بنیاد ہیں

يَسْئَلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا
عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۚ فَكُلُوْا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ﴿4﴾ اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ
لَّهُمْ ۚ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
أُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ أَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۚ وَهُوَ
فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿5﴾

ترجمہ: (اے نبی) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے (کھانے کی) کیا کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ کہہ دیجئے! تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور ان شکاری جانوروں کا (کیا ہوا شکار حلال ہے) جنہیں تم سدھا لیتے ہو اللہ نے تمہیں جو سکھایا ہے اس کے مطابق تم انہیں سکھاتے ہو پس وہ جس شکار کو تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس پر اللہ کا نام پڑھو اور اس میں سے کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔ اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور تمہارے لئے پاکدامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں کی پاکدامن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی جبکہ تم انہیں ان کے مہر دے دو۔ نیز انہیں نکاح کی قید میں لانے والے بنو نہ کہ بدکاری کرنے والے اور نہ چھپی آشنائی رکھنے والے، اور جو ایمان سے انکار کرے گا تو اس کا عمل یقیناً برباد ہوگیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (المائدہ 4تا5)

مفردات:

1۔ الجوارح کا مادہ ج ر ح ہے اور یہ جمع مکسر اسم جامد ہے اور اس کا معنی ہے' شکاری جانور۔

2۔ مُكَلِّبِيْنَ کا مادہ ك ل ب ہے اور یہ كَلَّبَ يُكَلِّبُ (باب تفعیل) سے جمع مذکر سالم اسم فاعل ہے اور اس کا معنی ہے' تم شکاری بنانے والے ہو۔

3۔ محصنات = کا مادہ۔ ح ص ن ہے اور یہ اَحْصَنَ يُحْصِنُ (باب افعال) سے جمع مؤنث سالم اسم مفعول ہے اور اس کا معنی ہے' پاکدامن عورتیں۔

4۔ مسافحین کا مادہ س ف ح ہے اور یہ سَافَحَ يُسَافِحُ (باب مفاعلہ) سے مذکر سالم اسم فاعل ہے اور اس کا معنی ہے' گناہ کرنے والے مرد۔

تفسیر:

گزشتہ آیت میں محرمات (حرام کردہ چیزوں) کا تذکرہ تھا اور یہ بات بیان کی گئی کہ اسلام ایک مکمل دین اور ضابطۂ حیات ہے اور یہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے' لہٰذا اس میں جو حرام ہے' اس کو حرام سمجھو۔ اب ان آیات میں محللات (حلال کردہ چیزوں) کا بیان ہے۔ چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا ''اے محمد! یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے۔ آپ ان کو بتادیں کہ آپ کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئی ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء کی حلت و حرمت کے متعلق یہ ایک عظیم الشان اصول ہے کہ ہر چیز اصل میں حلال ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ

1۔ چیز پاکیزہ اور صاف ستھری ہو۔ گندی اور بدبودار نہ ہو۔

2۔ شریعت میں اسے حرام نہ قرار دیا گیا ہو۔

اس طرح حرام اشیاء کا دائرہ محدود ہے اور حلال اشیاء کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے لئے شکاری جانوروں (کتوں' چیتوں' بازوں' شکروں وغیرہ) کا شکار کیا ہوا جانور حلال ہے لیکن قرآن وحدیث کی رو سے ایسے شکار کے حلال ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

1۔ جانور سدھایا ہوا (سکھلایا ہوا) ہونا چاہئے۔ سکھلائے ہوئے کی نشانی یہ ہے کہ بلائیں تو آجائے' روکیں تو رک جائے۔

2۔ جانور بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے۔

3۔ جانور شکار سے خود نہ کھائے۔

4۔ چھوڑے ہوئے جانور کے ساتھ شکار پر کوئی اور جانور موجود نہ ہو۔ (کیونکہ اس پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی)

5۔ شکار پانی میں گرا ہوا نہ ہو (کیونکہ پتہ نہیں جانور نے پکڑا ہے یا پانی میں گر کر مرا ہے)

6۔ شکار زیادہ دنوں کے بعد نہ ملا ہو کہ اس میں بدبو پیدا ہوچکی ہو۔

7۔ سکھلایا ہوا جانور مسلمان چھوڑے۔ غیر مسلم کے چھوڑے ہوئے جانور کا شکار حلال نہیں البتہ اگر مسلمان غیر مسلم کا سکھلایا ہوا جانور چھوڑے تو وہ حلال ہے کیونکہ سکھلایا ہوا جانور چھری کی طرح ہے کہ اگر مسلمان ذبح کرے تو حلال ہے جبکہ غیر مسلم (غیر اھل کتاب) کا ذبح شدہ حلال نہیں ہے۔

اگر شکاری جانور مسلمان چھوڑے اور اس کے پکڑنے سے شکار مر جائے تو وہ حلال ہے اور اگر شکار زندہ پالیا جائے تو اسے ذبح کرلیا جائے۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے' یعنی جس اللہ نے تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کیں اور شکار حلال کیا' بہت سی نعمتوں سے نوازا' اس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کا شکر بجالاؤ کیونکہ حساب کا وقت قریب ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ نیز اس بات کا بھی خیال رکھو کہ شکار کے حلال ہونے کے لئے درکار شرائط میں سے اگر کوئی شرط کم ہے تو شکار کھانے کے شوق میں اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہوکر اسے مت کھاؤ۔

احادیث:

1۔ عدی بن حاتم ؓ نے آپ ؐ سے مسئلہ پوچھا' آپ ؐ نے فرمایا ''جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑو اور اللہ کا نام لو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑے' اسے کھالو'' میں نے کہا' خواہ وہ اسے قتل کردے۔ فرمایا' خواہ وہ اسے قتل کردے بشرطیکہ قتل میں کوئی ایسا کتا شریک نہ ہو جو ان میں سے نہ ہو جن کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو کیونکہ تم نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا ہے' کسی دوسرے پر نہیں لیا۔ (بخاری کتاب الذبائح والصید۔ باب صید المعراض)

2۔ سیدنا عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنا کتا چھوڑو اور وہ تمہارے لئے پکڑ کر رکھے' اسے زندہ پالو تو اسے ذبح کرلو اور اگر تم اسے پاؤ کہ اس نے قتل کردیا ہے لیکن اسے خود نہیں کھایا تو پھر تم اسے کھالو کیونکہ کتے کا اسے پکڑنا ہی ذبح کرنا ہے۔ (بخاری کتاب الذبائح والصید باب التسمیۃ علی الصید)

3۔ سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کی نیکیوں میں سے ایک قیراط (احد پہاڑ کے برابر) کم ہوتا ہے سوائے بکریوں یا کھیتی (وغیرہ کی حفاظت کے لئے رکھے کتے کے) یا شکار کے کتے کے۔ (بخاری كتاب المزارعة باب اقتناء الكلب)

یعنی تین قسم کے کتوں کے رکھنے کی اجازت ہے۔

i۔ بکریوں اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے۔

ii۔ کھیتی وغیرہ کی حفاظت کے لئے۔

iii۔ شکار کے لئے۔

iv۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس سے حساب لیا گیا' اسے عذاب دیا جائے گا۔

سیدہ عائشہ ؓ نے عرض کیا' کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا۔ (الانشقاق 8)

سو عنقریب اس سے حساب لیا جائے گا نہایت آسان حساب۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ (آسان حساب) تو بس سراسر پیشی ہے لیکن جس سے حساب کی کرید کی گئی تو اس کو ضرور عذاب ہوگا۔

(بخاری كتاب العلم باب من سمع شيئا يفهمه مسلم كتاب الجنة وصفة نعيمها باب اثبات الحساب)

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اھل کتاب (یہود ونصاریٰ) کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ انہوں نے غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا ہو۔ نیز صحیح طور پر ذبح کیا گیا ہو۔ کسی چھری یا مشین سے سر کاٹ کر الگ کردینا یا سخت گرم پانی میں جانور کو ڈال کر یا بجلی کے کرنٹ سے ماردینا ذبح نہیں کہ ان صورتوں میں جسم سے بہتا ہوا خون (دم مسفوح) پوری طرح باہر نہیں نکلتا جس سے

گوشت مضرِصحت ہو جاتا ہے۔

بلادِ مغرب (یورپ وغیرہ) میں آج کل مشینی ذبیحہ ہی کا طریقہ رائج ہے اس لئے ان کی طرف سے آمدہ گوشت سے بچنا چاہئے کیونکہ وہ اگرچہ اہل کتاب ہی ہیں لیکن ان کا ذبیحہ صحیح طور پر ذبح نہیں کیا گیا۔

اہل کتاب کا ذبیحہ کھانے کے متعلق حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا بکری کا گوشت کھایا (جس میں اس نے زہر ملا دیا تھا)۔

(بخاری کتاب المغازی باب الشاۃ التی سمّت للنبی بخیبر)

اسی طرح بعض صحابہؓ نے وہ چربی کھائی جو خیبر میں یہودیوں سے حاصل ہوئی تھی۔

(مسلم کتاب الجهاد باب جواز الاكل من طعام الغنيمة)

مگر جو چیزیں ہماری شریعت میں حرام ہیں مثلاً مردار' خون' خنزیر کا گوشت' شراب وغیرہ' ان چیزوں کا ان کے دسترخوان پر کھانا بھی حرام ہے بلکہ ایسے دسترخوان پر بیٹھنا بھی جائز نہیں۔ان کے برتنوں کا استعمال بھی جائز نہیں یا اگر اور برتن میسر نہ ہوں تو مجبوری کے وقت ان کے برتن اچھی طرح صاف کر کے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے لئے پاکدامن مسلمان عورتوں سے نکاح حلال ہے' اسی طرح اہل کتاب کی عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے لیکن اس شرط پر کہ وہ پاک دامن ہوں نہ کہ آزاد منش اور آوارہ قسم کی جو انسان کے ایمان کو بھی تباہ کر ڈالیں۔لہٰذا اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کے حلال ہونے میں دو شرطیں ہیں۔

1۔ پاکدامنی۔ جو آج کل اکثر اہل کتاب کی عورتوں میں مفقود ہے۔

2۔اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی صورت میں ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ (ڈر) نہ ہو کیونکہ اس آیت کے آخر میں اللہ نے ارشاد فرمایا۔ جو ایمان کے ساتھ کفر کرے' اس کے عمل برباد ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کرنے میں ایمان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو بہت ہی خسارے و نقصان کا سودا ہوگا۔

آج کل اہل کتاب کی اکثر عورتوں میں ایک تو پاکدامنی مفقود ہے اور دوسرے ان سے نکاح میں ایمان کو شدید خطرات لاحق ہوتے ہیں اور ایمان بچانا فرض ہے۔ (اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہے' فرض نہیں) اس لئے فرض کو خطرے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔

اور جائز کام پر اس وقت عمل منع ہو جاتا ہے جب اس کی وجہ سے فرض کو خطرہ ہو۔لہٰذا آج کل اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح تب جائز ہوگا جب یہ دونوں شرطیں پائی جائیں۔1 پاکدامنی۔ 2۔ایمان ضائع نہ ہو۔

فوائد

1۔مسئلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں سوال کی مشروعیت۔

2۔شکار کا (شرائط کے ساتھ) حلال ہونا۔

3۔ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا ذبیحہ کھانا حلال ہے۔ (شرائط کے ساتھ)۔

4۔اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح (شرائط کے ساتھ) حلال ہے۔

5۔گناہ و نافرمانیاں کفر کی طرف لے جاتی ہیں۔

بقیہ — تدریس الحدیث

230-وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ (رواه مسلم)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لوگو) سن لو کہ مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے' لہٰذا رکوع میں اپنے مالک و پروردگار کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں کثرت سے دعا کیا کرو' یہ اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے۔" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

تخریج: اخرجه مسلم 'الصلاة 'باب النهی عن قراءة القرآن فی الرکوع والسجود' حدیث479)

لغوی تشریح:

فَقَمِنٌ اس میں "فا" جزائیہ ہے۔قَمِنٌ میں "قاف پر فتحہ اور میم کے نیچے کسرہ ہے' یعنی اس بات کا مستحق ہے' اس لائق ہے۔

فوائد و مسائل:

1۔نماز کے مختلف ارکان ہیں' ان میں سے ہر ایک کی ہیئت الگ الگ ہے۔ ہر ایک کے حسب حال اذکار مقرر ہیں اور سنت سے ثابت ہیں۔

2۔ نبی اکرم ﷺ نے رکوع و سجود میں تلاوت قرآن ممنوع قرار دی ہے۔اس کی جگہ آپؐ نے رکوع میں عظمت رب' یعنی سبحان ربی العظیم اور سجدے میں دعا کرنے کی تلقین کی فرمائی ہے۔

3۔بعض محدثین اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک رکوع میں تعظیم رب اور سجدے میں دعا کرنا واجب ہے' البتہ جمہور علماء نے مستحب قرار دیا ہے۔

4۔سجدہ قبولیت دعا کا ایک اہم ترین مقام ہے' اسی لئے آپؐ نے اس میں دعا کی ترغیب دی ہے۔خود بھی سجدے میں مختلف دعائیں کرتے تھے۔ان میں سے ایک دعا آئندہ حدیث میں آ رہی ہے۔

تدریس الحدیث

کِتَابُ الصَّلٰوۃ

نماز کے مسائل

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کا ترجمہ وتشریح

ترجمہ: الشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ   تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ   باب نمبر:7 ۔نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

229 ۔وَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مَرَّتْ بِهِ آيَةُ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا يَسْأَلُ وَلَا آيَةُ عَذَابٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْهَا. اَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی‘ جب ایسی آیت گزرتی جس میں رحمت الٰہی کا ذکر ہوتا تو آپؐ وہاں رک کر رحمت طلب فرماتے اور جب آیت عذاب گزرتی تو وہاں رک کر اس سے ضرور پناہ مانگتے۔

(اسے پانچوں نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن قرار دیا ہے۔)

تخریج: صحیح اخرجه ابوداؤد‘ الصلاة باب وضع اليدين على الركبتين حديث 871 والترمذى‘ الصلاة‘ حديث 262‘ والنسائى قيام الليل‘ حديث 1665 وابن ماجه‘ اقامة الصلوات حديث 888‘ واحمد : 24/6 واخرجه مسلم‘ صلوة المسافرين حديث 772 مطولًا۔

لغوی تشریح:

(وَقَفَ) رک جاتے‘ قرأت سے وقفہ فرماتے

(يَسْأَلُ) اللہ سے اس کی رحمت طلب فرماتے

فائدہ:

یہ عمل غالباً آپؐ کی نماز تہجد میں ہوتا تھا جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں اس بات کی وضاحت ہے۔ (صحيح مسلم صلاة المسافرين‘ باب استحباب تطويل القراءة فى صلوة الليل‘ حديث 772) چنانچہ مسند احمد‘ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ ایسا نفل نماز میں کرتے تھے۔

(مسند احمد 347/4 وسنن ابى داؤد‘ الصلاة‘ باب الدعاء فى الصلاة‘ حديث 881‘ وسنن ابن ماجه‘ اقامة الصلوات باب ما جاء فى القراءة فى صلاة الليل حديث 1352)

اسی طرح مسند احمد میں حضرت عائشہؓ (مسند احمد 92/6) ابوداؤد اور نسائی میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل تہجد کی نماز میں تھا۔

(سنن ابى داؤد‘ الصلاة باب ما يقول الرجل فى ركوعه وسجوده حديث 873 ‘وسنن النسائى‘ الصلاة باب الدعاء فى السجود‘ حديث 1133)

اور اگر کوئی یہ عمل فرض نماز میں بھی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں بالخصوص جبکہ وہ اکیلا فرض نماز پڑھ رہا ہو کیونکہ ایسی صورت میں وہ کسی کو مشقت میں مبتلا نہیں کرتا۔(سبل السلام)

باقی صفحہ 6 پر

جنابِ وزیراعظم! سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کریں

قوم کی تربیت کریں۔ امریکی غلامی ختم کرنے کے لیے بھوک برداشت کرنی پڑے گی

سُودی قرضوں، امدادوں سے مدینہ کی ریاست نہیں بنے گی

مرتبہ: ابوحمزہ ظفر، ابوکشف قاضی

مدینہ طیبہ میں محمد رسول اللہ ﷺ نے کیسا معاشرہ تشکیل دیا' کیا تربیت کی' اخلاقی اعتبار سے ان کو کیسے سنوارا اور اس قابل بنایا کہ آسمان سے جو حکم بھی آتا تھا' مدینہ میں اس پر عمل ہوتا تھا' کوئی قانون ایسا نہ تھا کہ جس کی خلاف ورزی ہوتی ہو' قانون شکنی ہوتی ہو۔ وجہ کیا تھی کہ نبی ﷺ نے ان کی تربیت فرمائی تھی۔ آج ہم بھی پاکستان کو مدینہ کی طرح ایک ریاست بنانے چلے ہیں۔

ہماری حکومت دعویٰ کر رہی ہے کہ ہم نے بالکل وہی نمونہ مدینے والا پاکستان میں قائم کرنا ہے تو اسی مناسبت سے ہم بات کر رہے ہیں کہ مدینہ کی ریاست قائم کرنے کے لیے ہمیں کیا کام کرنے ہوں گے؟ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے کیا کچھ کیا تھا؟ اگر ہم بھی وہی کام کریں گے' ان کو اہمیت دیں گے تو تب آسمانوں سے برکتیں اتریں گی۔ ان شاء اللہ۔ لوگوں کے دل جڑیں گے' ایک صحیح اسلامی معاشرہ تشکیل پائے گا۔ پھر سارے کام اللہ تعالیٰ آسان فرما دے گا۔ آج ہمارے مسائل کس قدر پیچیدہ ہو چکے ہیں' تنخواہ دینے کے لیے خزانے میں وسائل نہیں' ترقیاتی منصوبے بند کرنے پڑ رہے ہیں۔ پھر آئی ایم ایف جیسے عالمی استحصالی اداروں کا رخ کیا جا رہا ہے۔

آیئے! مدینہ میں بھی دیکھتے ہیں' کیا ایسی مشکلات تھیں اور پھر ان کا کیسے حل کیا گیا؟

> ☆......آج ہماری اکثریت تین وقت پیٹ بھر کر کھاتی ہے۔ ہوٹلوں میں کروڑوں کا کھانا ضائع ہوتا ہے' مدینہ میں تو ہم سے زیادہ غربت تھی لیکن اتنے سخت معاشی حالات میں بھی کسی سے بھیک نہ مانگی۔ آج ہمیں اسی منہج پر تربیت کرنا ہوگی' تب مدینہ جیسی ریاست بنے گی۔

میں کہتا ہوں پاکستان کے سارے معاشی ماہرین 'وزارت خزانہ کے ذمہ داران' یہ بجٹ بنانے والے مدینہ میں اس دور کی تاریخ کا مطالعہ کریں کہ جب آپ ﷺ مدینہ میں آ کر آباد ہوئے' کیا حالات تھے۔ کیا مشکلات تھیں' کتنی غربت تھی' کھانے کے لیے پاس کچھ نہیں تھا۔ ہفتوں کے ہفتے گزر جاتے' نبی ﷺ کے گھر کے چولہے میں آگ بھی نہیں جلتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی حال تھا۔ ایک ایک کھجور پر دن گزرتا۔ اللہ اکبر۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے کیسی تربیت فرمائی۔ مانگنا نہیں سکھایا۔ کشکول نہیں پکڑایا کہ عرب کے سرداروں کے پاس جاؤ۔ اس وقت بڑے بڑے سردار موجود تھے۔ بڑے بڑے مالدار لوگ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے بالکل اجازت نہیں دی۔

بلکہ کیا فرمایا کہ پوری کوشش کرو کہ مانگنا نہیں ہے' جو دنیا میں مانگ کے گزارا کرے گا' قیامت کے دن اس کے چہرے کی آب (رونق) ختم ہوگی' اس کے چہرے پر جلد باقی نہیں رہے گی۔ (ابوداؤد۔ مفہوم حدیث)

قیامت کے دن اس شخص کو سزا ملے گی جو مانگتا ہے' منگتا بنتا ہے' (ابوداؤد۔ مفہوم حدیث) اس کے لیے نبی ﷺ نے بڑی وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔ مشکلات برداشت کرنے کے طریقے سمجھائے اور ان مسائل کو حل کرنے کے طریقے بتائے۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ آ کر سب سے پہلے مسجد بنائی۔ مسجد میں صفہ بنایا' تربیت گاہ بنائی' وہاں لا کر لوگوں کو تعلیم دیتے' تربیت کرتے' دین سکھاتے۔ جو نئے لوگ آتے' ان کی بھی تربیت ہوتی اور مدینے کے جو باسی تھے' رہنے والے تھے' ان کی بھی تربیت ہوتی تھی' سمجھایا جاتا تھا۔ صدقے کو رواج دیا گیا۔

فرمایا: کسی کے پاس بہت تھوڑا مال ہے تو وہ ایک کھجور صدقہ کر کے بھی اللہ سے جنت لے سکتا ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کی رہنما گفتگو کا سلسلہ

☆......ہمارے تعلیمی اداروں میں جب تک نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت نہیں پڑھائی جائے گی' قرآن کے سچے واقعات اور مدینہ کا معاشی نظام نہیں پڑھایا جائے گا' مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

(بخاری۔ مفہوم حدیث)

آپ ﷺ یہ تربیت فرمارہے ہیں۔ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ مدینہ میں وسائل نہیں ہیں اور مکہ کے مسلمانوں کے آنے سے آبادی بھی بڑھ گئی ہے۔ پھر صرف کھجور ہی وہاں کی بڑی فصل تھی۔ مدینہ میں گندم کاشت نہیں ہوتی تھی۔ اس علاقے میں صرف کھجور ہوتی تھی۔ اسی پر گزارا ہوتا تھا۔ ان حالات میں اللہ کے نبی ﷺ صدقے کی ترغیب دے رہے ہیں کہ جس کے پاس زیادہ مال ہے' وہ زیادہ صدقہ کرے' جس کے پاس تھوڑا مال ہے' وہ تھوڑا صدقہ کرلے' اسے بھی اجر بہت ملے گا۔ سبحان اللہ

ابھی زکوۃ کا حکم نازل نہیں ہوا۔ مدنی دور کی ابتدا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ صرف صدقے کی ترغیب دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تنگی کے وقت کا صدقہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ جب تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو' اس موقعہ پر جب تم دو گے' صدقہ کرو گے تو اللہ اپنی رحمت کے دروازے تمہارے لیے کھول دے گا۔ (مسند احمد)

مشکل وقت کا صدقہ بہت برکتوں کا باعث بنتا ہے۔ معاشرے میں خوشحالیوں کا باعث بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ یہ تربیت کررہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال کیا ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ سے تربیت حاصل کررہے ہیں' قرآن ان کی تعریفیں کررہا ہے۔ ان کا کردار بیان کررہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥

(الحشر:9)

''اور (یہ مال) ان (انصار مدینہ) کے لیے بھی ہے جنھوں نے ان (مہاجرین مکہ) سے پہلے اس گھر میں اور ایمان میں جگہ بنا لی ہے، وہ (انصار مدینہ) ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئیں اور وہ اپنے سینوں میں اس چیز کی کوئی خواہش نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دی جائے اور اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں' خواہ انھیں سخت حاجت ہو اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچالیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔''

سورۂ حشر کے اندر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس کا پس منظر تھا کہ مکہ سے ایک مہاجر نبی ﷺ کے پاس مدینہ پہنچتا ہے' حاضری دیتا ہے' کہتا ہے اللہ کے نبی ﷺ مسلسل سفر کی وجہ سے بھوک بڑی شدید لگی ہے' بڑی دیر سے کچھ نہیں کھایا۔

آپ ﷺ اس کی حالت دیکھتے ہیں۔ انصاری صحابی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو آواز دیتے ہیں کہ اس کو اپنے ساتھ لے جاؤ' کھانا کھلاؤ' یہ تیرا بھائی ہے۔ یہ بھوکا مہاجر ہے۔ جاؤ اس کو اپنے ساتھ لے جاؤ' میں اس کو تیرا بھائی بناتا ہوں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کو اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ بیوی سے پوچھتے ہیں کہ کچھ کھانے کے لیے ہے' کہتی ہے بچوں کے لیے بس تھوڑا سا کھانا ہے۔ اللہ اکبر

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیوی سے کہتے ہیں کہ بچوں کو سلادو۔ آج انہوں نے کھانا نہیں کھانا۔ ایک مہمان آیا ہے' اللہ

☆......لسانیت وعلاقائیت کا تعصب پھیلانے والے دراصل انڈیا سے تنخواہیں لیتے ہیں اور پاکستان میں ڈیم بننے کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی سیاست ختم کرنی ہوگی۔

کے نبی ﷺ نے اس کو میرا بھائی بنایا ہے۔ وہ بڑی دور کا لمبا سفر ہجرت کر کے مدینہ پہنچا ہے۔ آج ہم اپنا سارا کھانا اس کے سامنے پیش کریں گے۔ سبحان اللہ (صحیح بخاری)

مدینہ میں مردوں کی بھی تربیت کی گئی ہے' عورتوں کی بھی تربیت کی گئی ہے۔ تربیت دینے والے اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے جذبات ہیں کہ میرا بھائی پیٹ بھر کے کھانا کھالے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ یہ بچوں کو سلا دیتی ہے اور کھانا تیار کر کے رکھ دیتی ہے۔

یہ معمولی واقعہ نہیں ہے۔ اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیات نازل فرمائیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیوی سے کہہ رہے ہیں کہ جب ہم کھانا کھانے کے لیے بیٹھ جائیں تو چراغ بجھا دینا۔ میں مہمان کے سامنے کھانا کھانے کا انداز اختیار کروں گا۔ وہاں مہمان بھی اپنے میزبانوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے یہ تھی نبی ﷺ کی تربیت۔ اللہ اکبر

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مہمان کو باتوں میں لگا کر سارا ہی

☆......حکمرانو! اگر ملک کا بیت المال خالی ہوگا تو میرا رب اسے بھر دے گا لیکن اگر دل ایمان سے خالی ہو گئے تو ان کے اندر نفاق آئے گا جس سے ملکوں اور معاشروں میں بربادیاں آتی ہیں۔

کھانا اسے کھلا دیا۔ یہ سارا کام رات کے اندھیرے میں ہوا۔ اگلی صبح جب مسجد میں مہمان اپنے میزبان کے ہمراہ اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے آتے ہیں تو اللہ کے نبی ﷺ بڑے ہی خوش ہو رہے ہیں' مسکرا کے مل رہے ہیں اور فرماتے ہیں:

رات کے اندھیرے میں تم نے جو کچھ کیا' اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن نازل کر کے مجھے ساری خبر بتا دی۔ اور یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں:

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ . (الحشر: 9)

''وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئیں''

یہ لوگ جو لٹے پٹے اللہ کے دین کی خاطر ہجرت کر کے سب کچھ' گھر بار' برادری' خاندان چھوڑ کے' مال و دولت' تجارت سب چھوڑ کے اللہ کے دین کے لیے آئے ہیں اور پھر وہ لوگ (تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ) جنہوں نے ایمان بھی قبول کیا ہے اور مدینے کے اندر پہلے سے آباد ہیں یعنی انصار: یہ انصار ان لوگوں سے بڑی محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں اللہ کے دین کی خاطر آئے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں کے اندر ایثار کے بڑے جذبے ہیں۔ انہیں خود تو بھوک لگی ہوتی ہے لیکن اپنے مہمان کی خاطر اپنی بھوک کو کنٹرول

☆......مدینہ کی ریاست میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے پہلے دلوں کی حالت کو تبدیل کیا اور تربیت کے عمل سے ایسے مثالی لوگ تیار کیے کہ جن کی پاکیزگی کی تصدیق قرآن میں کی گئی۔

کر رہے ہیں۔ اپنے مہمان کو کھانا کھلانے کے لیے اپنی ضرورت روک رہے ہیں۔ اپنے بھائی کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔

وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا

اور صرف یہ نہیں ہے کہ ظاہری طور پر دکھاوے کے طور پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں بلکہ ان کے اندر دلوں کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قلبی کیفیت کی گواہی دے رہا ہے۔ ظاہر کو دنیا دیکھتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے دل کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ دلوں سے ایمان والوں کے ساتھی اور محبت کرنے والے لوگ ہیں۔

میرے بھائیو! یہ ہے مدینہ کی ریاست جہاں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے دلوں کی حالت کو پہلے بدلا۔ پہلی تبدیلی یہ لائے کہ تربیت کر کے مثالی لوگ تیار کر دیے۔ نبی اکرم ﷺ کہہ رہے ہیں' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ! تم نے اور تمہاری بیوی نے رات کے اندھیرے میں جو کام کیا ہے' اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو گیا اور قرآن کے اندر تیرے لیے یہ آیات نازل ہو گئیں۔ حالانکہ ایک وقت کا کھانا ہی کھلایا تھا۔ ایسا کون سا کارنامہ ہو گیا۔ عام سیکولر لوگوں کے نزدیک ان واقعات کی کیا اہمیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اہمیت ہے۔

قرآن میں یہ آیات کیوں نازل کی گئیں کیونکہ قرآن قیامت تک باقی رہنا ہے' اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بعد میں آنے والوں کے لیے قیامت تک یہ واقعہ مثال بن جائے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ . (الحشر: 10)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جو قیامت تک آئیں گے' ان میں سے جن کا طریقہ صحابہ رضی اللہ عنہم والا ہو جائے گا' اللہ تعالیٰ ان کو اسی طرح نعمتوں سے نواز دے گا۔ یہ کرنے والا کام ہے۔ اللہ اکبر۔ جب تک یہ تربیت نہیں ہو گی' ہمارے تعلیمی اداروں میں جب تک نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت نہیں پڑھائی جائے گی' قرآن نہیں پڑھایا جائے گا' قرآن کے سچے واقعات نہیں پڑھائے جائیں گے' ہمارے تربیتی اداروں میں مدینہ کا معاشی نظام نہیں پڑھایا جائے گا' مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

آج پاکستان کا وزیر خزانہ اسد عمر کہہ رہا ہے کہ میں جگہ جگہ کشکول لے کر پھر رہا ہوں۔ وزیر خارجہ امریکہ سے کہہ رہا ہے کہ پاکستان کی امداد (کولیشن سپورٹ فنڈ) جو آپ نے روکی ہے' وہ بحال کریں۔ جواب میں وہ شرطیں لگاتے ہیں کہ افغانستان میں طالبان کو مارو۔ ان کو قتل کرنے میں امریکہ کا ساتھ دو۔ پاکستان کے اندر سودی نظام قائم کرو۔ کشمیر کا نام لینا چھوڑ دو' یہ دہشت گردی ہے' امریکہ بہادر یہ برداشت نہیں کرتا۔ جو پاکستان میں کشمیر کا نام لیتے ہیں' ان کو پکڑو۔ ان پر پابندیاں لگاؤ۔ پاکستان کو امریکہ کی ایک ریاست بنا دو' پھر امداد یں بحال ہوں گی۔

اب عمران خان! فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ **پاکستان کو امریکہ کی ریاست بنانا ہے یا مدینہ کی ریاست۔ فیصلہ کرو**' جرأت پیدا کرو۔ اس مقصد کے لیے بڑے مشکل مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ پاکستان کو مدینہ جیسی ریاست بنانا ہے تو اس ماحول کو چھوڑ کر مدینہ والا ماحول تیار کرنا پڑے گا۔

ہم نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کے جو واقعات عرض کیے ہیں' یہ اس وقت کے ہیں جب ابھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی تھی۔ حلال و حرام کے ضابطے ابھی لازم نہیں ہوئے تھے' اسلامی معیشت کی بنیادیں کیا ہیں' ابھی قرآن مجید میں اس کے بارے میں ہدایات نہیں

اتری تھیں، مدنی زندگی کا بالکل ابتدائی دور تھا۔ چنانچہ پہلے مرحلہ پر مسلمانوں کے درمیان مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات کا سلسلہ قائم کیا گیا..... تربیت کا ماحول بنایا گیا۔

سچی بات ہے کہ آج بھی کرنے والا پہلا کام یہی ہے 'تربیت کریں' تربیت گاہیں بنائیں' نبی ﷺ کی تربیت گاہ سب سے پہلے مسجد تھی۔ نبی ﷺ نے مدینہ آکر سب سے پہلے مسجد بنائی۔ اس مسجد کے ساتھ چھوٹے چھوٹے سادہ گھر بنائے گئے۔ آج ہم کئی کئی کنال اور ایکڑوں کے گھر بناتے ہیں اور دنیا بھر کی آرائشیں وہاں کرتے ہیں۔ ہماری بربادی کی اصل وجہ یہی پر تعیش رہن سہن ہے۔ مدینہ کی ریاست میں مسجد بھی کچی اور گھر بھی سادہ' چھوٹے اور کچے۔ کھجور کے پتے ڈال ڈال کر مسجد کی چھت بنائی گئی۔ یہ نبی ﷺ کی مسجد کا حال تھا۔ ان مسجدوں میں کیے گئے سجدے اللہ کو بڑے پسند تھے۔

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا .(الفتح:29)

وہ سجدے' وہ رکوع' وہ قیام اللہ کو بڑے پسند تھے۔ وہ انسان بھی اللہ کو بڑے پسند تھے' ان کی ایک ایک حرکت پہ اللہ راضی۔ رضی اللہ عنهم ورضوا عنه

''اللہ ان سے راضی ہو گیا' وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔''

اس طرح مدینہ میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل پایا جس کی بنیاد اللہ کی رضا تھی لیکن ہمارا معیار کیا ہے' ہم کس کی رضا چاہتے ہیں۔ ہمارا معیار یہ ہے کہ اگر امریکہ ہم سے خوش ہے تو ملک میں خوشحالی ہوگی' امدادیں بھی ملیں گی' معاہدے بھی چلیں گے' دنیا بھی ساتھ دے گی۔ مغربی ملکوں سے بھی سہولت ملے گی۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے سب کچھ ملے گا۔

لیکن بھائیو! مدینہ میں معیار اور تھا۔ مدینہ میں ریاست کی بنیاد یہ ہے کہ تم سے اللہ راضی ہے کہ نہیں۔ یہ ہے اصل فرق۔ اللہ اکبر

مدینہ میں نبی ﷺ آئے تو وہاں ایک طرف ابھی مسجد تعمیر ہو رہی ہے' دوسری طرف انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں اللہ کے نبی ﷺ انصار و مہاجرین کا ایک اجتماع فرما رہے ہیں۔ سب کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع کر لیا اور وہاں آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مؤاخات کا ایک سلسلہ قائم کیا۔ ایک وثیقہ لکھا اور اس وثیقہ میں بسم اللہ لکھنے کے بعد جو پہلی سطر لکھی' وہ ہم مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو۔ آیئے! ہم اپنا شیوہ بنائیں کہ سیرت کی کتابیں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں۔ کابینہ کے سارے مشیر وزیر صبح صبح امریکی برطانوی لباس پہن کر' ٹائیاں لگا کر کابینہ کے اجلاسوں میں بیٹھتے ہیں' ان کو مدینہ کی ریاست کا یہ ماحول اور یہ نظام پڑھائیں گے تو بات بنے گی۔

☆......حکمرانوں کو امریکی ڈکٹیشن لینا بند کرنا ہوگی۔ میرا ایمان و یقین ہے کہ پاکستان کے لوگوں میں ایسے جذبے موجود ہیں کہ اگر حکمران سچے بن جائیں تو عوام ان سے زیادہ سچے بن کر ان سے زیادہ ایثار و قربانی کا مظاہرہ کریں گے۔

اس وثیقہ میں پہلی سطر جو لکھی گئی' یہ نئے اسلامی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد ہے۔ اس میں اللہ کے نبی ﷺ لکھوا رہے ہیں کہ یہ انصار و مہاجرین جو لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر' ایک کلمے کی بنیاد پر مسلمان بن کے مدینہ میں اکٹھے ہوئے ہیں' ان سب کی حیثیت ایک امت کی ہوگی۔ آج کے بعد نہ کوئی انصاری ہے نہ کوئی مہاجر ہے نہ کوئی کسی قبیلے کی بات کرے گا' نہ اپنے خاندان کی عظمت کی بات کرے گا' سب مسلمان ایک امت ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ سے بکتے ہوئے آئے' منڈی میں بکتے ہوئے غلام تھے جن کو خریدا گیا' ان کی حیثیت اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیثیت اور باقی سب مسلمانوں کی حیثیت ایک قرار دے دی گئی۔ یہاں خاندانوں' قبیلوں' علاقوں کا فرق ختم کر دیا گیا' میں فلاں علاقے سے ہوں' میرا علاقہ اونچا ہے' میرا صوبہ بڑا ہے' میرا خاندان اونچا ہے' یہ سب فرق کلمے نے ختم کر دیے۔ یہ پہلی سطر ہے جس کے مطابق مدینہ کی ریاست تشکیل دی گئی۔ اللہ کے نبی ﷺ یہ لکھوا رہے ہیں' تحریر کروا رہے ہیں حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ جو زبان سے کہتے تھے' وہی کافی ہوتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں سیدھا اترتا تھا۔

☆......کافر طاقتوں کی کوشش ہے کہ مدینہ اور کشمیر کا نام لینے والوں کا معاشی گھیراؤ کر دیں لیکن اس کا حل سرنڈر ہونا نہیں بلکہ ڈٹ جانے سے ہی مسائل حل ہوں گے۔ ان شاء اللہ

میں سمجھتا ہوں کہ میرے رب نے اس میں حکمت یہ اختیار کی کہ نبی ﷺ کے لکھوانے سے ایک دستاویز تیار ہو جائے۔ صحیح بخاری اور احادیث کی دیگر کتابوں میں نبی ﷺ کی یہ تحریریں محفوظ ہو جائیں تاکہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے رہنمائی بن جائیں۔ تحریر کروانے میں یہ بڑی عظیم حکمت ہے۔ یوں سب ایک امت بن گئے۔ مختلف خاندانوں کے لوگوں میں تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت نہیں تھی۔ بڑے بڑے قریشی اور ہاشمی اور حبشی سب برابر تھے۔

ذرا ایک منظر ذہن میں لائیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں' لوگ آ رہے ہیں' مل رہے ہیں' ملاقاتیں جاری ہیں۔ اچانک بلال رضی اللہ عنہ آ گئے' عمر رضی اللہ عنہ اٹھے' آگے بڑھے' بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین یہ کیا بات ہے' فلاں گورنر آیا' فلاں سردار آیا' فلاں علاقے کا اتنا بڑا ذمہ دار آیا' انہوں نے سلام کہا' آپ رضی اللہ عنہ نے صرف جواب دیا' وہ بیٹھے' آپ رضی اللہ عنہ کی ان سے بات ہوئی لیکن بلال رضی اللہ عنہ آئے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ آگے بڑھ کر استقبال کیا' معانقہ کیا' اس فرق کی کیا وجہ ہے۔ بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی سلطنت و خلافت کو قائم کرنے والا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمت سے نوازا' جواب دیتا ہے کہ لوگو! جب ہم اسلام کو قبول کرنے کی بجائے اسلام کے خلاف باتیں کرتے تھے' اس وقت یہ بلال رضی اللہ عنہ اسلام کے لیے ماریں کھایا کرتے تھے' یہ ہم سے افضل ہیں۔ یہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیار۔

امیر المؤمنین ان جذبات کا اظہار کر رہے ہیں تو یہ نبی ﷺ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ اتنا بڑا خلیفہ ہو کر یہ انداز۔ ماشاء اللہ۔ کافر بھی لکھنے پر مجبور ہیں کہ دنیا میں اگر ایک اور عمر آ جاتا تو اسلام کے سوا کرۂ ارض پر کوئی اور دین نہ ہوتا' بس اسلام ہی ہوتا۔ جب اسلامی ریاست میں یہ معیار و کردار ہوگا تو پھر ان شاء اللہ مدینہ کی ریاست بن جائے گی لیکن اگر یہاں کچھ امریکی آ جائیں' سب کے چھکے چھوٹے ہوئے ہوں' سارے لائن میں ایئر پورٹ پر حاضر ہوں اور

باقی صفحہ 36 پر

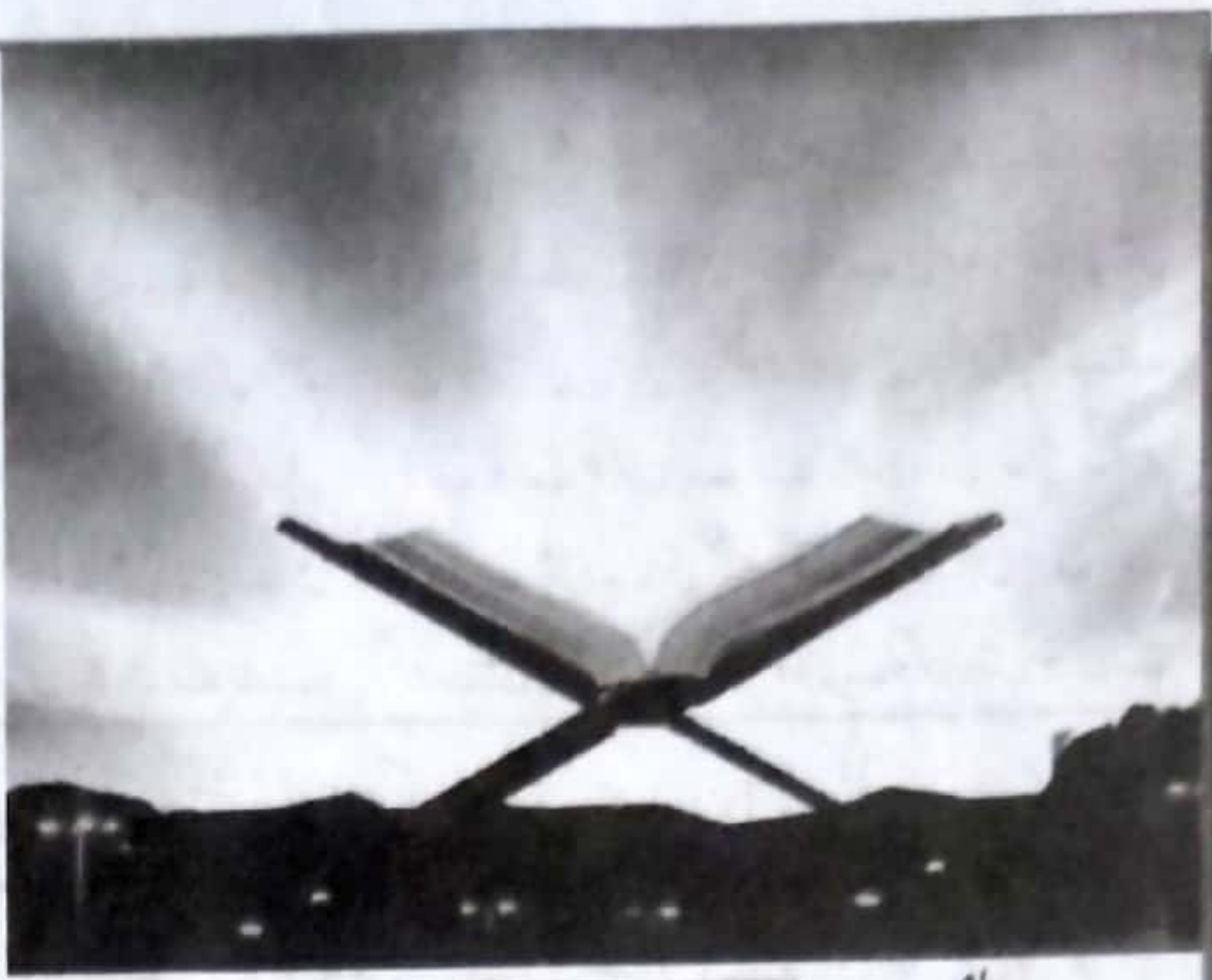

اقوام عالم کا جامع الصفات رہنما ﷺ

سیرت النبی ﷺ

عدیل عابد

> ☆......حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سرگرم شجاعانہ قوتوں کا خزانہ مل سکتا ہے' نرم اخلاق کا نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاں نرم اخلاق کی بہتات ہے مگر گرم اور خون میں حرکت پیدا کرنے والی قوتوں کا وجود نہیں اور ان دونوں قوتوں کی جامع اور معتدل مثالیں صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی سوانح میں مل سکتی ہے۔

جن مختلف انسانی طبقوں نے ہم پر احسان کیے ہیں' وہ سب شکریہ کے مستحق ہیں لیکن سب سے زیادہ ہم پر جن بزرگوں کا احسان ہے' وہ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی اقوام کے سامنے اس زمانہ کے مناسب حال اخلاق عالیہ اور صفات کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزانہ نمونہ پیش کیا۔ کسی نے صبر اور کسی نے ایثار' کسی نے قربانی' کسی نے جوش توحید' کسی نے ولولۂ حق' کسی نے تسلیم' کسی نے زہد' کسی نے عفت......غرض یہ کہ ہر ایک نے دنیا میں انسان کی پر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک ایک روشنی کا مینار قائم کیا ہے' جس سے صراطِ مستقیم کا پتہ لگ سکے مگر ضرورت تھی ایک ایسے رہنما اور رہبر کی جو اس سرے سے لے کر اس سرے تک پوری راہ کو اپنی ہدایات اور عملی مثالوں سے روشن کر دے۔ گویا ہمارے ہاتھ میں اپنی عملی زندگی کی پوری گائیڈ بک دے دے' جس کو لے کر اسی کی تعلیم وہدایت کے مطابق ہر مسافر بے خطر منزل مقصود کا پتہ پا لے۔ یہ رہنما سلسلہ انبیاء علیہم السلام کے آخری فرد حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ قرآن نے کہا:

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا○

(الاحزاب: 46,45)

"اے نبی! بے شک ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور روشنی کرنے والا چراغ۔"

آپ ﷺ عالم میں اللہ کی تعلیم وہدایت کے شاہد ہیں۔ نیکوکاروں کو فلاح اور سعادت کی بشارت سنانے والے مبشر ہیں' ان کو جو ابھی تک بے خبر ہیں' ہوشیار کرنے والے اور بیدار کرنے والے نذیر ہیں۔ بھٹکنے والے مسافروں کو اللہ کی طرف پکارنے والے داعی ہیں اور خود ہمہ تن نور اور چراغ ہیں' یعنی آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی روشنی ہے جو راہ کی تاریکیوں کو کافور کر رہی ہے۔ یوں تو ہر پیغمبر اللہ کا شاہد' داعی' مبشر اور نذیر بن کر آیا ہے۔ مگر یہ کل صفات سب کی زندگیوں میں عملاً نمایاں ہو کر ظاہر نہیں ہوئیں۔ بہت سے انبیاء علیہم السلام تھے جو خصوصیت کے ساتھ شاہد ہوئے۔ جیسے حضرت یعقوب' اسحاق اور اسماعیل علیہم السلام۔ بہت سے تھے جن کا خاص وصف نذیر تھا جیسے نوح' موسیٰ' ہود اور شعیب علیہم السلام اور بہت سے تھے جو امتیازی حقیقت سے داعی حق تھے۔ جیسے یوسف' یونس علیہم السلام لیکن جو شاہد' مبشر' نذیر' داعی' سراج منیر سب کچھ بیک وقت تھے' جس کے مرقع حیات میں یہ سارے نقش ونگار عملاً نمایاں تھے' وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ یہ اس لیے ہوا کہ آپ ﷺ دنیا کے آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے جس کے بعد کوئی دوسرا آنے والا نہ تھا۔ آپ ﷺ ایسی شریعت دے کر بھیجے گئے جو کامل ہے اور جس کی تکمیل کے لیے پھر کسی دوسرے کو آنا نہ تھا۔

عزیز قارئین! یہ جو کچھ میں نے کہا' میرے مذہبی عقیدے کی بنیاد پر محض کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ یہ وہ واقعہ ہے' جس کی بنیاد دلائل اور شہادتوں پر قائم ہے۔

عزم' استقلال' شجاعت' صبر' شکر' توکل' تقدیر پر رضامندی' مصیبتوں کی برداشت' قربانی' قناعت' ایثار' جود' تواضع' خاکساری' مسکنت' غرض نشیب وفراز اور بلند و پست تمام اخلاقی پہلوؤں کے لیے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا ہر انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں' ہمیں اس کے بارے میں عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے۔

مگر وہ کہاں مل سکتی ہے؟ صرف محمد ﷺ کے پاس۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہم کو سرگرم شجاعانہ قوتوں کا خزانہ مل سکتا ہے مگر نرم اخلاق کا نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاں نرم اخلاق کی بہتات مگر گرم اور خون میں حرکت پیدا کرنے والی قوتوں کا وجود نہیں۔ انسان کو اس دنیا میں ان دونوں قوتوں کی جامع اور معتدل مثالیں صرف پیغمبر اسلام کی سوانح میں مل سکتی ہیں۔

غرض ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو' صرف محمد ﷺ کی سیرت ہے۔

☆...... اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی اتباع کرو۔

☆...... اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو۔

☆...... اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کے حال پڑھو۔

☆...... اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو۔

☆...... اگر فاتح ہو تو بدر وحنین کے سپہ سالار پر نگاہ ڈالو۔

☆...... اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ اُحد سے عبرت حاصل کرو۔

باقی صفحہ 26 پر

نبی رحمت محمد ﷺ کی بچوں پر خصوصی شفقت

ابو بلال یاسر بدھلہ سنت ملتان

سیرت النبی ﷺ

بچے کبھی کافر اور ظالم نہیں ہوتے' صرف معصوم ہی ہوتے ہیں۔ کسی کافر اور ظالم کے گھر پیدا ہونے والا بچہ بھی سن شعور تک پہنچنے سے پہلے پاکیزہ فطرت کا حامل ہوتا ہے۔

رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا

ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اسے یہودی' نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ اصلی فطرت تو وہی ہے جس پر اللہ انسانوں کو پیدا فرماتا ہے۔ (بخاری شریف۔ باب الجنائز)

دوران جنگ میدان کارزار میں لڑنے والوں کی ذہنی وقلبی مزاجی کیفیت نارمل نہیں ہوتی۔ اسلام نے اس لئے تعلیم دی کہ امن وامان کے خواہاں لوگوں' بزرگوں' خواتین' کمزوروں' بیماروں' مزدوروں اور عبادت گاہوں کے اندر موجود لوگوں پر حملہ نہ کیا جائے حتیٰ کہ پھل دار درختوں' فصلوں اور جانوروں کو بھی نقصان پہنچانا نہ صرف غیر اسلامی بلکہ انسانی نقطہ نظر سے بھی جنگی جرم ہے۔ کیا کسی صحیح کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک غلط راستہ اور طریقہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے؟ قطعاً نہیں بلکہ قرآن حکیم کے مطابق سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ: کسی قوم کی دشمنی اور عداوت تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو بلکہ عدل کو لازم پکڑو۔ یہی تقویٰ اور خوف خدا کے قریب تر ہے۔''

حدیث نبویؐ کے مطابق خوف خدا حکمت کی جڑ ہے۔ (رواہ البیہقی) خوف خدا رکھنے کا دعویٰ کر کے حکمت سے عاری افعال واعمال پروان چڑھا کر معاشرے میں فساد اور انارکی پیدا کرنا دراصل تقویٰ نہیں بلکہ تقویٰ کی حد درجہ پامالی ہے۔ جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

بچے سب کے سانجھے' یکساں شفقت و پیار کے مستحق اور قومی وملی اثاثہ ہوتے ہیں۔ تعلیمی وتربیتی مقاصد کے لئے بھی بچوں پر تشدد کرنا قرآن حکیم اور اسوہ حسنہ کے منافی ہے چہ جائیکہ حصول علم میں مصروف بچوں کو شہید کر کے اس ظالمانہ وبزدلانہ فعل کی تائید میں قرآن و سنت سے استدلال اور جواز کی مذموم اور ناپاک جسارت کی جائے البتہ اسلام سے صدیوں پہلے فرعونی لشکروں نے ضرور معصوم بچوں کو موت کی نیند سلایا تھا تاکہ فرعونیت کو چیلنج کرنے کے لئے کوئی بچہ بڑا ہو کر سر نہ اٹھا سکے لیکن مشیت ایزدی اور قانون فطرت سے ٹکرانے والے خود تو غرقاب نیل ہو سکتے ہیں مگر موسیٰ علیہ السلام جیسے معصوم کو سرکش موجوں پر بھی تیرنے سے نہیں روک سکتے۔

سوچنے کی بات ہے کہ جس نبی اکرم رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفقت ورحمت تمام مخلوقات اور جہانوں کے لئے عام ہو اس کے سایۂ رحمت سے معصوم بچے کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔

براق جیسی اعلیٰ ترین سواری پر ساتوں آسمان سے بھی اوپر تک سوار ہونے والے رحمۃ للعالمین ﷺ بچوں کے لئے خود سواری بنے۔ یہاں تک کہ حالت نماز میں جب آپؐ دنیائے رنگ وبو سے بے نیاز اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے تو اس وقت بھی پشت مبارک پر حسن وحسین ؓ کی موجودگی محسوس فرما کر اپنے سجدے کو طویل فرما دیتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کا عمر بھر یہ معمول رہا کہ مردوں اور خواتین سے بیعت لیتے وقت ان سے یہ عہد بھی لیا کرتے کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔ قرآن حکیم نے بھی اس حلف برداری کو ماؤں کے حوالے سے ہمیشہ کے لئے اپنے اندر محفوظ کر لیا ہے۔

اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی'' (سورۃ الممتحنہ 12)

رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: خبردار بچے کسی کے بھی ہوں انہیں قتل مت کرو۔ (مسلم مفہوم حدیث)

محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا ''جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا' وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

اس حدیث کے تناظر میں بچوں اور بزرگوں پر رحم نہ کھانے والے کہاں کھڑے ہیں۔ خود فیصلہ کرلیں؟ سیدنا زید بن حارثہؓ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھتیجے سے حاصل کیا تھا' زیدؓ کو ام المومنین کے بھتیجے نے گھر سے گم شدہ ہونے کی بناء پر اپنا خدمت گار بنایا ہوا تھا' حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ ؓ سے لے کر حضرت زید بن حارثہؓ کو اپنے پاس رکھ لیا اور زیدؓ سے اس کے گھر کا اتا پتہ معلوم کرنے کے بعد ان کے والد شرجیل کو بلایا تاکہ وہ حضرت زیدؓ کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ والد شکرگزاری کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے لیکن بچے نے اپنے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو حضرت زیدؓ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور اس حد تک آپؐ کو پیار دیا کہ لوگ زیدؓ کو نبی اکرم ﷺ کے پاس سفارشی بنا کر بھیجتے تھے۔ بعد ازاں حضرت زیدؓ کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ کو سرداری اور سپہ سالاری کے منصب جلیلہ پر فائز فرمایا۔ قرآن حکیم' اسوہ حسنہ اور اسلامی تاریخ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ بے گناہ انسانوں اور بچوں کے قاتلوں کا اسلام اور انسانیت سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ اس قسم کی درندگی کی مثال تو جنگلی عہد اور حیات میں بھی ڈھونڈنے سے نہ ملے۔

دوسری طرف ایسے سفاکوں کو پتھر دل اور سنگ دل کہنا بھی پتھروں کی توہین کے مترادف ہے۔ سورہ بقرہ کے رکوع 9 کے مطابق ایک پتھر وہ ہیں کہ جن میں سختی کے باوجود مسلسل نہریں بہتی ہیں جن میں سے بعض پھٹتے ہیں اور پھر ان سے پانی نکلتا ہے اور کئی تو ایسے ہیں کہ خوف خدا سے گر پڑتے ہیں اور کیا بچوں کے قاتل سفاک ظالموں کو ان پتھروں جیسا قرار دینا ممکن ہے جو ان پتھروں کی طرح بھی انسانیت کو فائدہ دینے سے قاصر ہیں؟

☆......نبی رحمت ﷺ کی بچوں سے محبت' نرم خوئی اور پیار ہی کا نتیجہ تھا کہ جب زید بن حارثہؓ کے والد انہیں واپس لینے آئے تو انہوں نے والدین کے ساتھ جانے کی بجائے نبی رحمت ﷺ کے سایۂ عاطفت کو ترجیح دی۔

نبی محترم ﷺ کی فرمانرواؤں کو دعوت اسلام

سیرت النبی ﷺ

زکیہ سلمان۔الٰہ آباد

دعوت اسلام کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے متعدد حکمرانوں اور فرمانرواؤں کو خطوط ارسال فرمائے۔ البتہ ان میں سے سلطنت روم اور فارس خاص طور پر قابل ذکر ہیں کیونکہ اس زمانے میں روئے زمین پر یہی دو بہت بڑی سپر پاورز تھیں' ان کی بڑی شان وشوکت تھی' بڑا رعب اور دبدبہ تھا' دنیا کے باقی ممالک کی دینی' سیاسی' تمدنی' معاشرتی اور معاشی صورت حال پر ان دونوں سپر پاورز کی بہت مضبوط گرفت تھی۔ علاقہ کی باقی تمام قوتیں ہر لحاظ سے ان کے زیر اثر تھیں۔ آیئے ان سپر پاورز کے ساتھ محمد عربی ﷺ کی خط وکتابت کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

☆......نبی مکرم ﷺ کا خط پڑھنے کے بعد دنیا کی عظیم سلطنت اور عالمی طاقت کے فرمانروا نے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپؐ کے نبیؐ برحق ہونے کی تصدیق کر دی اور یہ آرزو کر دی کہ ان کی خدمت کی سعادت پا کر ان کے پاؤں دھوؤں مگر اقتدار اور جاہ وجلال کی چمک نے اس کے دل کو نور ہدایت سے محروم کر دیا۔

قیصر روم:

دعوت اسلام کے سلسلے میں پہلا خط قیصر روم کے نام لکھا گیا' اس زمانے میں سلطنت روم کا جو کوئی بھی بادشاہ ہوتا تھا' اسے قیصر کے لقب سے یاد کیا جاتا' اس دور میں ہرقل نامی شخص قیصر روم تھا' یعنی روئے زمین کی عظیم ترین قوت سلطنت روم کا بادشاہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ قیصر روم کے نام آپ کا تحریری فرمودہ نامہ لے کر مدینہ منورہ سے سفر کرتے ہوئے سلطنت روم کے دارالحکومت قسطنطنیہ کی جانب عازم سفر ہوئے (اس زمانے میں ''سلطنت روم'' کا دارالحکومت قسطنطنیہ تھا یعنی موجودہ ''استنبول'' جو کہ اب ترکی کا مشہور و معروف شہر ہے) دوران سفر انہیں یہ اطلاع ملی کہ قیصر آج کل ''ایلیاء'' (یعنی بیت المقدس) آیا ہوا ہے جس پر انہوں نے اپنے سفر کا رخ ''ایلیاء'' کی جانب موڑ دیا۔

قیصر روم نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پڑھا ' اور پھر غور وفکر کے بعد اس نے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس زمانے میں مشرکین مکہ کے تجارتی قافلوں کی بکثرت آمد ورفت رہا کرتی تھی۔ قیصر روم نے حکم دیا کہ مکہ کا کوئی باشندہ اگر نظر آ جائے تو اسے فوراً اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل میں تلاش کا سلسلہ شروع کیا گیا تو جلد ہی مشرکین مکہ کا ایک قافلہ وہاں مل گیا جسے بغیر کسی تاخیر کے قیصر کے روبرو پیش کیا گیا۔ قیصر نے اس وفد میں موجود افراد سے دریافت کیا کہ تمہارے شہر مکہ میں نبوت کا دعوت کرنے والے اس شخص کا تم میں سے قریبی رشتہ دار کون ہے؟ اس پر ابوسفیان (جو کہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے جواب دیا کہ میں ہوں۔ قیصر اور ابوسفیان کے درمیان کچھ اس طرح سوال جواب کا سلسلہ ہوا۔

قیصر: محمد کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان: شریف ہے۔

قیصر: کیا اس خاندان میں کسی اور نے بھی کبھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان: نہیں

قیصر: اس خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابوسفیان: کبھی نہیں

قیصر: جن لوگوں نے ان کا دین قبول کیا' وہ امیر ہیں یا غریب؟

ابوسفیان: غریب لوگ ہیں۔

قیصر: ان کے ماننے والے گھٹ رہے ہیں یا بڑھ رہے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھ رہے ہیں۔

قیصر: کیا اس کے ماننے والوں میں سے کبھی کوئی منحرف بھی ہوا ہے؟

ابوسفیان: کبھی نہیں۔

قیصر: کبھی تم لوگوں سے اس نے جھوٹ بھی بولا ہے؟

ابوسفیان: نہیں بلکہ ہمارے علاقے میں وہ ''صادق'' اور ''امین'' کے لقب سے مشہور ہے۔

قیصر: وہ کبھی اپنے وعدے یا اقرار سے پھرا ہے؟

ابوسفیان: نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا' حال ہی میں اس سے ہمارا معاہدہ صلح ہوا ہے' دیکھیں اس پر وہ قائم رہتا ہے یا نہیں۔

قیصر: تم لوگوں نے کبھی اس کے ساتھ جنگ بھی کی؟

ابوسفیان: ہاں

قیصر: نتیجہ کیا رہا ہے؟

ابوسفیان: کبھی ہم غالب آئے اور کبھی وہ

قیصر: اس کی تعلیمات کیا ہیں؟

ابوسفیان: کہتا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' نماز پڑھو' سچ بولو' پاکیزہ اور باحیاء زندگی اختیار کرو' رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور نیکی کے راستے پر چلو۔

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ابوسفیان کی زبانی یہ گفتگو سن کر قیصر بولا:

☆......تم کہتے ہو کہ وہ شریف خاندان سے ہیں...... نبی ہمیشہ شریف خاندان میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

☆......تم نے بتایا کہ ان کے پیروکاروں میں سے کبھی کوئی ان سے منحرف نہیں ہوا...... سچے دین کی یہی شان ہوتی ہے کہ ایک بار جب دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جاتا ہے تو پھر اس سے انحراف ممکن نہیں ہوتا۔

☆......تم قبول کرتے ہو کہ وہ کبھی اپنے وعدے یا اقرار سے نہیں پھرتے...... سچا نبی ایسا ہی ہوتا ہے۔

☆......تم نے اقرار کیا کہ وہ نماز اور نیکی کی تاکید کرتے ہیں...... سچے نبیوں کی تعلیمات ایسی ہی پاکیزہ ہوا کرتی ہیں۔

☆......قیصر روم نے حضرت ابوسفیان سے مکالمہ کے بعد کہا کہ اس شخص یعنی محمدؐ کے بارے میں تم جو کچھ بتا رہے ہو' اگر یہ سب درست ہے تو بہت جلد میرے پایۂ تخت تک ان کا قبضہ ہو جائے گا۔

☆......تم کہتے ہو کہ ان کے خاندان میں پہلے کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی ان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے...... اگر ایسا کچھ ہوتا تو ہم سمجھتے کہ یہ خاندانی اثر ہے۔

☆......تم نے کہا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے...... جو شخص انسانوں کے سامنے جھوٹ نہیں بولتا' وہ اللہ کے بارے میں کس طرح جھوٹ بول سکتا ہے؟

☆......تم نے بتایا کہ ان کے ماننے والوں میں غریب زیادہ ہیں...... پیغمبروں پر سب سے پہلے غریب ہی ایمان لایا کرتے ہیں۔

☆......تم مانتے ہو کہ ان کے پیروکار بڑھتے جا رہے ہیں...... سچے دین کا یہی حال ہوتا ہے۔

اور پھر قیصر کچھ دیر سوچ میں گم رہا۔ پھر قدرے توقف کے بعد یوں کہنے لگا ''نبوت کا دعویٰ کرنے والے اس شخص کے بارے میں جو کچھ تم بتا رہے ہو' اگر یہ سب درست ہے تو بہت جلد میرے پایۂ تخت تک ان کا قبضہ ہو جائے گا' میں جانتا تھا کہ یہ نبیؐ آنے والا ہے لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ پھر کہنے لگا اگر میں جان سکوں کہ میرے لئے کسی طرح ان تک رسائی ممکن ہے تو میں ضرور بڑی بے تابی کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اگر میں ان تک پہنچ سکتا تو ضرور میں خود ان کے پاؤں دھوتا'' اس کے بعد ہرقل رسول اللہ ﷺ کا خط منگوا کر پڑھ کر فارغ ہوا تو وہاں آوازیں بلند ہوئیں اور بڑا شور مچا۔ ہرقل کے حکم پر ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ باہر آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا' ابوکبشہ کے (رضاعی) بیٹے کا معاملہ تو بہت زور پکڑ گیا ہے' اس سے تو رومیوں کا بادشاہ ڈرتا ہے۔ اس کے بعد تو مجھے برابر یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا دین غالب آ کر رہے گا یہاں تک کہ میرے اللہ نے اسلام کو میرے دل میں جاگزیں کر دیا۔

یعنی اتنی بڑی سلطنت کا اتنا عظیم بادشاہ رسولؐ کے بارے میں یہ کہنے لگا' اگر میرے بس میں ہوتا تو میں بڑی بے تابی اور شوق کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضری دیتا' میں خود ان کے پاؤں دھوتا۔

شاہی دربار میں موجود تمام بڑی بڑی شخصیات مشیروں' وزیروں' درباریوں نے جب اپنے بادشاہ کی زبانی یہ باتیں سنیں تو وہ حیران پریشان رہ گئے اور اس سوچ میں پڑ گئے' ہمارے بادشاہ کو کیا ہو گیا؟ تب وہاں آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ایک شور و غل برپا ہو گیا' افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا۔ اتنے بڑے بادشاہ کا دربار جہاں شاہی جاہ و جلال اور رعب دبدبے کی وجہ سے ہمہ وقت بڑی ہیبت طاری رہتی تھی' پروقار فضا رہتی تھی' اب وہاں شور و غل' بدنظمی' افراتفری تھی۔ یہ منظر دیکھ کر قیصر پریشان ہو گیا۔ معاملے کی نزاکت کو سمجھ لینے کے باوجود محض اپنی حکومت اور تاج و تخت بچانے کی خاطر اس نے دین اسلام قبول نہیں کیا اور یوں اس نے آخرت کی ابدی و دائمی سعادت مندی و کامیابی کے مقابلے میں دنیا کی عارضی و فانی شان و شوکت کو ترجیح دی اور دین برحق قبول کرنے کی ابدی سعادت سے محروم رہ گیا۔ (بحوالہ الرحیق المختوم)

بقیہ: بلیک فرائیڈے

بے شک یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ہی (یوم عید) بنایا ہے۔ (ابن ماجہ 1098) حدیث میں اس دن کو سید الایام (دنوں کا سردار) بھی کہا گیا ہے' اس بارے سیدنا ابولبابہ بن عبدالمنذر بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ان یوم الجمعة سید الایام واعظمها عند الله وهو اعظم عند الله من یوم الاضحی و یوم الفطر

جمعہ کا دن سید الایام ہے' اللہ کے نزدیک تمام ایام سے عظیم دن ہے بلکہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ (ابن ماجہ 1084)

خادم رسول سیدنا انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے۔ ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے کہا' جبرئیل یہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا' یہ جمعہ کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر پیش کیا ہے تاکہ آپؐ اور آپؐ کی قوم کے لئے عید بن جائے۔ (صحیح الترغیب والترہیب 3761)

میرے بھائیو یاد رکھو جمعہ کا دن بلیک نہیں بلکہ سفید دن ہے۔ اس بارے میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تمام ایام کو لایا جائے گا جبکہ جمعہ کو سنہری چمکدار شکل میں لایا جائے گا' جمعہ والے اس کے ساتھ ایسے لپٹے ہوں گے جیسے دلہن کو پالکی کی طرف لایا جاتا ہے۔ (جمعہ) ان کے لئے روشنی کرے گا جس میں وہ چلیں گے' ان کے رنگ برف کی طرح سفید اور خوشبو کستوری کی طرح ہوگی' وہ کافور کے پہاڑ میں داخل ہو جائیں گے' جن و انس ان کی طرف دیکھتے رہ جائیں گے۔ (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح 418/1)

ان احادیث کے علاوہ یوم جمعہ اور جمعہ ادا کرنے والوں کی شان و فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن کے بیان کی یہ جگہ نہیں ہے۔ صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ ہمیں مانگے تانگے کی تہذیب' تہواروں اور ایام کی ضرورت نہیں۔ اسلام نے ہمیں ہر وہ چیز دی ہے جو انسانی فطرت سے مطابقت رکھتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ غیروں کی نقالی میں اپنا ایمان و اسلام خراب کرنے کی بجائے فطرت پر عمل کریں اور جمعہ کو وائیٹ ہی رہنے دیں اسے بلیک بنانے کی ناکام کوشش نہ کریں۔ اللہ ہمیں ایمان کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

اطاعت رسول ﷺ
نجات وکامیابی کی بنیاد

سیرت النبی ﷺ

سدرۃ المنتہیٰ ساہیوال

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ. (محمد:33)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور اس رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل مت کرو۔

محمدؐ کی غلامی ہی دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضور پرنور شافع یوم نشور ﷺ کی سیرت وکردار ایک ایسا زندہ وجاوید موضوع ہے جو کبھی احاطۂ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا اور نہ ہی دائرۂ گماں میں سما سکتا ہے۔ اگر بولنا چاہیں تو فکر ونطق دم بخود اور اظہارِ بیاں کی تمام تر پنہائیاں عاجز محسوس ہوتی ہیں۔اس لامحدود موضوع کو صحیح معنوں میں الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔

ایک مختصر تحریر کے ذریعے سیرت النبی ﷺ کو واضح کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ صدیوں میں جتنا کچھ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر لکھا گیا ہے' تاریخ آدم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کا اٹھنے بیٹھنے کا انداز' کھانے پینے اور سونے کے طریقے' چلنے پھرنے کی ادا' گفتگو کا قرینہ اور خطابت کا سلیقہ حتیٰ کہ نطق نبوت کا ایک ایک حرف تاریخ اور احادیث کی زینت بنا ہوا ہے۔

نہ بن سکا ہے نہ بن سکے گا
مثال تیری جواب تیرا

سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی پیغمبر علیہ السلام کی سیرت کو اس قدر محفوظ نہیں کیا گیا جس قدر آپ ﷺ کے ماننے والوں نے آپ ﷺ کی سیرت کو محفوظ کیا بلکہ اس کو عملی جامہ پہنا کر دکھایا۔ پیارے پیغمبر ﷺ کے اخلاق کے متعلق جب حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا تو فرمایا:

کان خلقه القرآن

آپ ﷺ کا اخلاق وکردار سیرت وزندگی کیا پوچھتے ہو؟ آپ ﷺ کا ہر عمل ہی قرآن ہے۔ گویا ایک طرف نبوت کا چاند مکہ ومدینہ کی گلیوں میں نظر آیا ہے تو دوسری طرف صفحۂ قرطاس پر محفوظ کتاب قرآن پاک آپ ﷺ کی عملی تصویر ہے۔

کتنی محبوب خدا نے تجھے صورت بخشی
جو ہے قرآن ہی قرآن' وہ سیرت بخشی

آپ ﷺ کی اطاعت وپیروی ہی ہمارے لیے نجات وکامیابی اور فلاح کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. (الحشر: 7)

''تمہیں نبی (ﷺ) جو کچھ دیں' وہ لے لو اور جس سے وہ تمہیں روک دیں تو رک جاؤ۔''

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت یوں فرماتے ہیں:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا. (النساء:80)

''جس نے رسول (ﷺ) کی پیروی کی' گویا اس نے اللہ کی پیروی کی اور جو پھر گیا تو نہیں بھیجا ہم نے آپ (ﷺ) کو ان پر نگہبان بنا کر۔''

یعنی حضور اکرم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہی ہے۔ جس شخص نے آپ ﷺ کی تعلیمات کا انکار کیا اور اپنی من مانی کی' گویا اس نے اللہ کی بات کا انکار کیا۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے

☆......آپ ﷺ کے اٹھنے بیٹھنے کا انداز، کھانے پینے اور سونے کے طریقے، چلنے پھرنے کی ادا، گفتگو کا قرینہ اور خطابت کا سلیقہ حتیٰ کہ نطق نبوت کا ایک ایک پہلو کتب سیرت واحادیث کی زینت ہے۔

والے کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے ہر معاملے میں خواہ دینی ہو یا دنیوی' آپ ﷺ کے فیصلے وحکم کو مقدم جانے۔ خود اللہ رب العالمین قرآن کریم میں اس بات کا اعلان فرما چکے ہیں۔ فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (النساء:65)

''پس! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کرلیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔''

پھر فرمایا:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ○ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ (النجم: 1تا3)

''قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے! کہ تمہارا ساتھی (رسول) نہ راہ بھولا ہے اور نہ غلط راستے پر چلا ہے۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔''

آپ ﷺ کی زندگی کے روز وشب اور قول وفعل ہمارے لیے نمونہ اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے باعث نجات ہے۔ آپ ﷺ کی ذات خوبی وکمال کا مجموعہ اور شخصیت جامع صفات کا مرقع ہے۔ یہ حقیقت تو حقیقت پسند غیر مسلموں نے بھی تسلیم کی ہے کہ آپ ﷺ بلا مبالغہ تمام خوبیوں کا مجموعہ اور کمالات کا پیکر ہیں۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا○ (الاحزاب:21)

''بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔''

یعنی اللہ نے یہ بتایا ہے کہ آخرت میں کامیاب وکامران ہونے کے لیے نبی ﷺ کی اطاعت واتباع ہی سب سے ضروری ہے' جو نبی ﷺ کی اطاعت کا دم بھرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوگا' وہی محشر میں سرخرو ہوگا۔ خیر الامام ﷺ کی سیرت وکردار ایک کھلی کتاب ہے۔ ہر طبقے کا شخص اس کو اپنا کر اپنے قلب ونظر کو ایمان واطاعت کے نور سے منور وروشن کرسکتا ہے۔

اگر کوئی تاجور ہے تو عرب کے تاجدار کو دیکھے۔ اگر کوئی امیر ہے تو مدینے کے امیر کو بنظر عمیق دیکھے۔ اگر کوئی فقیر ہے تو جن کے گھر آٹھ آٹھ دن تک چولہا نہیں جلتا تھا' ان کی سیرت کو سامنے رکھے۔ اگر کوئی خطیب ہے تو وہ صفا کے مقرر کو دیکھے۔ اگر کوئی سپہ سالار ہے تو دنیائے اسلام کے سپہ سالار کو میدانِ کارزار میں دیکھے۔ اگر کوئی فاتح ہے تو مکہ کے فاتح کو دیکھے۔ اگر کوئی خاوند ہے تو حضرت عائشہ ؓ کے خاوند کی طرف دیکھے۔ اگر کوئی امام ہے تو مسجد نبوی ﷺ کے امام کو دیکھے۔ اگر کوئی بیٹا ہے تو آمنہ کے دُرِّ یتیم کو دیکھے۔ اگر کوئی سسر ہے تو حضرت عثمان وعلی ؓ کے سسر کی اتباع کرے۔ اگر کوئی داماد ہے تو حضرت صدیق اکبر ؓ کے داماد کے حالات کو نظر سے گزارے۔ اگر کوئی معلم ہے تو صفہ کے معلم کو درس وتدریس میں محو دیکھے۔ اگر کوئی غریب ہے تو شعب ابی طالب کے غریب کی زندگی کا مشاہدہ کرے۔ اگر کوئی تاجر اور امیر ہے تو رسول اکرم ﷺ کو خطہ ہائے عرب کے خزانوں کے والی اور مکہ کے تاجر کی حیثیت سے دیکھے۔ اگر کوئی طبیب ہے تو حضرت علی ؓ کی آنکھوں میں لعاب ڈالنے والے طبیب کو دیکھے۔ اگر کوئی اخلاق اپناتا ہے تو (انک لعلی خلق عظیم) کے مصداق کو دیکھے۔

آقا مدنی ﷺ کی سیرت پوری دنیا کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا گوشہ گوشہ کتاب وسنت کا ایک ایک ورق ان زریں واقعات سے بھرا پڑا ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ ساتھ معاشی ومعاشرتی اور سیاسی لحاظ سے بھی ایک قابل اتباع نمونہ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم نے اپنے اصلی آقا ومربی ﷺ کو چھوڑ کر مغرب والوں کو اپنا آقا مان لیا ہے۔ دنیائے اسلام نے اپنے آقا ﷺ کی اتباع وسنت کو چھوڑا ہے تو آج ہم مسلمانوں کو زبوں حالی کے آخری کنارے پر دیکھتے ہیں جبکہ ایک وہ درخشاں دور تھا جب آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کا سہرا سر پر سجائے صرف تین سو تیرہ نفوس کے ایک مختصر گروہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر کثیر تعداد کفار کو تہ تیغ کیا تھا۔

پھر ایک موقع پر حضرت خالد بن ولید ؓ کی قیادت میں صرف ساٹھ مسلمانوں کی بہت قلیل جماعت نے ساٹھ ہزار رومی فوج سے ٹکر لی اور پوری دنیا پر واضح کر دیا کہ رسول ﷺ کی اطاعت کو سینے سے لگائے ہوئے جذبۂ صادق ہو تو کسی بھی صورت میں شکست اور بدبختی کا سامنا نہیں ہوسکتا مگر آج نجانے کیوں اہل حق باوجود قوت کے اہل باطل سے ماریں کھا رہے ہیں۔ غالباً بلکہ یقیناً اس کا سبب یہی ہے کہ ہم نے کملی والے کی اطاعت واتباع کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور غیروں کی نقالی میں مست ومگن ہوگئے ہیں اور قرآن کی جگہ رومانوی ناول' اتباع رسول ﷺ کی جگہ اتباع دنیا' روحانیت کے برخلاف مادیت' جہاد کے عوض سکوت اور مدینۃ النبی ﷺ سے اپنا رشتہ توڑ کر کوفہ' بریلی اور پیرس سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ اسی لیے تو اقبال نے کہا تھا:

کعبہ پہلو میں ہے اور تو سودائی بت خانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوق بے پرواہ تیرا
فدا کرتا رہا دل کو حسینوں کی اداؤں پر
مگر دیکھی نہ اس آئینے میں اپنی ادا تو نے

☆......دنیائے اسلام نے آپ ﷺ کی اتباع وسنت کو چھوڑا ہے تو آج ہم مسلمانوں کو زبوں حالی کے آخری کنارے پر دیکھتے ہیں، اگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو سینے سے لگائے ہوئے جذبہ صادق ہو تو پھر کسی بھی صورت شکست اور بدبختی کا سامنا نہیں ہوسکتا۔

زوال پذیر قوم کو سیرت گوئی کے ساتھ سیرت سازی کی بھی ضرورت ہے

پیغمبر امن ﷺ

سیرت النبی ﷺ

جویریہ بتول

ہر دلِ مضطرب کے واسطے
تسکینِ دل وجاں ہیں وہ!!
ہر بے درواماں کے لیے
پیامِ امن واماں ہیں وہ!
ہر دور کی بھٹکی انسانیت کے لیے
مصلحِ ہر دور وزماں ہیں وہ
جن کے پیام کی صورت......
حق واماں پائی!
چرند نے، پرند نے
جن وبشر نے......
جنگل وکھیتی......
بحروبر نے!!
ہر بے راہرو کے واسطے
راہبری کا ساماں ہیں وہ!!
پیامِ امن واماں ہیں وہ
محبت کے چراغ ہیں وہ
محبت کے چراغ ہر سو جلائے
وفا کے دریا ہر سو بہائے!!
رنج وکدورت کو یوں آمٹایا
کہ
یہ انسان ''بھائی بھائی'' کہلائے!!
ان کی آمد رحمت سے ہی
روشنیوں کو دوام ملا
پھولوں کو مہکنا آگیا
کلیوں کو چٹکنا آگیا

اس پیامِ رحمت تلے
جب بنتِ حوا کو سلام ملا!
ہر ہر حق کا تعین ہوا
کہ راہبرِ کل جہاں ہیں وہ

آپ ﷺ کی ذاتِ اطہر پہ
نبوت کا باب بند ہوا
ازل کا سلسلۂ رسالت
یہیں آکر آفتاب ہوا......!!
انسانوں کو جو درسِ حیات ملا تھا
یہاں آکر مثلِ ماہ تاب ہوا......
قدم مضبوطی سے جم گئے
سقم کے سائے تھم گئے
پیامِ وفا تمام ہوا
کردار کے جوہر نکھر گئے......!!
کہ اس سفرِ رواں میں
سب کون ومکاں میں
اور کل زماں میں......!
ابد تک......!!!
لقب حاشر...... مصباحِ منوراں ہیں وہ!!
پیامِ امن واماں ہیں وہ......
ہر دلِ مضطرب کے واسطے
تسکینِ دل وجاں ہیں وہ......!!

وہ جو آئے تو ہر سو بہار آگئی...... باغِ زیست کا ہر پھول مہک اٹھا اور ہر کلی چٹخنے لگی...... ظلمت شب تمام ہوئی اور آفتاب کی کرنوں نے سفرِ زیست میں صبح کا رنگ بھرا...... انانیت ونسل پرستی مٹ گئی اور انسانیت کے لیے ابدی وفلاحی اصولوں کی برسات رحمت ہوگئی...... حقوق کے پھول برسے اور ظلمت کدۂ عالم حق کے نور سے جگمگا اٹھا......!!

ذرا سی بات پر...... ''توں توں میں میں'' کرتے جذبہ محبت واخوت کی لڑی میں پروئے گئے...... یہ کائنات کے خالق کا احسانِ عظیم تھا جو فاران کی چوٹیوں اور حرا کی غار سے نکل کر انسانیت کا نگہبان ہوگیا...... تاجدارِ ختمِ نبوت کے پیام کی روشنی میں ابدی فلاح سے ہمکنار کر گیا...... مقصدِ حیات کا تعین اور کامیابی کا کلیہ از بر ہوا...... دنیا کے تمام علوم کا ماخذ ومنبع اور امن ورحمت کا نصاب جس کے بغیر یہ دنیا اور مقصدِ حیات ادھورے ہیں......اور جن کے لیے جہانوں کا صیغہ استعمال ہوا...... رحمۃ للعلمین ﷺ کی زبانِ اطہر سے نکلا کہ:

''مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔'' (مؤطا امام مالک: 1789)

ہر معلم ورہبر اچھے اخلاق کے ساتھ لوگوں کی تربیت کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن خالقِ کائنات نے دنیا کے عظیم راہبر کے لیے بہت بڑے مرتبے کی وضاحت فرمائی کہ:

''اور بے شک آپ (ﷺ) اخلاق کے بہت بڑے مرتبے پر ہیں۔'' (القلم: 4)

نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَبْدًا شَكُورًا. (رواہ ابن ماجہ)

''اللہ نے مجھے ایک نرم دل بندہ بنایا ہے۔''

زندگی بیت گئی اور قلم ٹوٹ گئے
آپؐ کے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

جن کی تعلیم سراسر رحمت' برداشت' عفو ودرگزر' نرمی اور اخلاقیات کا بے مثل خزانہ ہے...... فرمایا:

''جو نرمی سے محروم کیا گیا وہ خیر سے محروم کیا گیا۔'' (رواہ الترمذی۔ کتاب البر والصلۃ)

جو اس قدر نرم دل کہ یہودی آ کر سلامتی کی دعا دینے کی بجائے بدتمیزی سے السام علیکم (تم پر موت ہو۔ معاذ اللہ) کہہ دیں تو تحمل سے صرف وعلیکم کہہ دیں......!!

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا:

السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ......!!

''تم پر موت ہو اور اللہ کی لعنت ہو اور تم پر اللہ کا غضب نازل ہو''

تو پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اے عائشہ (ؓ)! نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدکلامی سے بچو۔ میں نے ان کی بات انہی پر لوٹا دی اور میری دعا ان کے حق میں قبول ہوئی اور ان کی میرے بارے میں قبول نہیں کی گئی۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات)

یہ وہ اخلاق کا بلند مرتبہ تھا جو طائف کی گھاٹیوں میں پتھر کھا کر بھی دعا کرے:

''اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے' یہ نہیں جانتے۔'' (بخاری)

جسے مکہ کا شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے مگر جب وہ فاتح کی حیثیت سے اُسی بلد الامین میں داخل ہوں تو اعلان کریں۔

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ......!!

''آج تم پر کچھ ملامت نہیں''

جو راہ میں کانٹے بچھانے والوں اور پیٹھ مبارک پر اوجھڑی ڈالنے والوں سے بھی بدلہ نہ لیں......!!

جو میدانِ جہاد کے بھی ابدی وفلاحی اصول سکھلائیں...... کہ زیادتی نہیں کرنی...... بچوں کو نہیں مارنا...... عورتوں کو قتل نہیں کرنا...... کھیتیاں نہیں جلانی...... کبھی فرمایا:

''دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو نہ کرو' ہاں اگر ایسا ہو جائے تو جان رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔'' (صحیح بخاری)

یعنی اگر دشمن قتال کرتا ہے...... باز نہیں آتا تو تب تم بھی کرو......!!

فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ o (البقرہ: 191)

''پس اگر وہ تم سے قتال کریں تو پھر ان کو قتل کرو۔ اسی طرح سے کافروں کا بدلہ ہوتا ہے۔''

مگر زیادتی نہیں کرنی...... جتنی زیادتی وہ کریں...... اتنی تمہیں بھی کرنے کا حق حاصل ہے......!!!

معاشرتی روّیوں میں میرے نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ میں ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی گئی...... بیٹی کو رحمت...... اس کی پرورش وتربیت کو دوزخ سے آڑ کہا گیا...... جہاں بیوی کو محبوبہ کا درجہ ملا...... جہاں باپ جنت کا دروازہ کہلایا...... مگر ہم آج بھی بے سکون ہیں...... امن کے متلاشی ہیں...... پریشانیوں کے گھیروں میں ہیں' آج سوشل میڈیا' اولاد والدین کی قدر وقیمت سے نا آشنا ہے...... فیس بک کی اہمیت بڑھ چکی ہے...... آج بیٹی کی پیدائش پر شوہر بیویوں کو طلاق دیتے نظر آتے ہیں...... آج بیوی محبت کی حقدار نہیں...... محبوبات گھر سے باہر بستی ہیں......!

آج اس محبت کا درجہ ناجائز تعلقات کو دے دیا گیا ہے...... اسلام نے مرد کو پسندیدہ خواتین سے چار کی حد تک شادی کرنے کی شرعی اجازت دی ہے...... اس کے علاوہ سب کو بے حیائی کہا ہے...... معاشرتی بگاڑ وتناؤ کا سبب کہا ہے......!!

پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک ہر دین کی ایک خصلت ہوتی ہے اور اسلام کی خصلت حیاء ہے'' (ابن ماجہ)

''جس چیز میں بھی بے حیائی ہوتی ہے' وہ اُسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی ہو اُسے زینت عطا کرتی ہے۔'' (ترمذی)

میرے نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس گھر میں تصویریں ہوں' وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔'' (بخاری)

آج فحش ویڈیوز کی صورت میں غیر محرم مردوں اور عورتوں کی تصاویر ہماری جیبوں اور بیگوں میں موجود ہوتی ہیں...... جنہیں ہم قطعاً گناہ تصور نہیں کرتے...... موبائل کے فتنے نے کئی پیچیدہ مسائل کو جنم دیا ہے۔ رابطے آسان اور شبہات بڑھ گئے ہیں حتیٰ کہ شوہر بیوی جیسا رشتہ بھی شک سے آلودہ ہو گیا ہے...... کیونکہ ہم فطری تعلیمات کو...... پیام سیرت کو زبان کی حد تک بڑے دلچسپ انداز میں سنتے اور سناتے ہیں...... قلم وتحریر کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... کچھ من پسند باتوں کو مانتے بھی ہیں...... مگر بنی اسرائیل کی طرح روش بعض کو مان لینا اور بعض سے انکار والی ہے...... تو پھر ہم پیام امن وسلامتی سے الجھ کر بھلا سکون کیونکر پائیں گے......؟

خود کو محبِ رسول ﷺ اور دیندار پیش کر کے عملاً غداری کریں گے تو عزت بھلا کیسے ہمارا رخ کرے گی؟

خود پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

''میرے حکم کی مخالفت کرنے والوں پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی گئی۔'' (صحیح الجامع: 2831)

اگر ان اندھیروں سے نجات پانی ہے اور ہر محاذ پر کامیابی کے پھول سمیٹنے ہیں تو صدقِ دل سے اس چشمۂ رحمت پر پلٹنا ہو گا کہ یہی ہمارے ایمان کی تکمیل اور دنیاوی راحت واخروی فلاح کا ذریعہ ہے...... کیونکہ وہاں عمل کام آئے گا......!! دعویٰ نہیں...... زوال پذیر قوم کو آج سیرت گوئی کے ساتھ سیرت سازی کی بھی ضرورت ہے۔

بقول اقبالؒ

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی نگاہوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہو گئی کس کی نگاہ طرزِ سلف سے بیزار؟
قلب میں سوز نہیں' روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

اگر ہم شافع محشر' ساقی کوثر ﷺ کی شفاعت اور حوضِ کوثر کا جام پینے کی دلی تمنا رکھتے ہیں تو اپنی زندگیوں سے بدعات وخرافات اور فضولیات کو یکسر جھٹک کر سچی اور سُچی تعلیمات کو اپنانا ہو گا' یہی چیز ہمیں عدن کے باغوں میں داخل کرا سکے گی کہ نوید ملی:

''جس نے میری سنت سے محبت کی' اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (ترمذی...... ضعیف حدیث)

محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ غیر مسلم سکالرز کی نظر میں

اخت سعد الرحمٰن

کائنات کے رب نے فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اے میرے پیغمبر ﷺ) ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔ اذان واقامت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام لازمی آتا ہے، نماز میں اللہ کے ذکر کے ساتھ آپؐ کا ذکر ضروری ہے۔ مسلمان ہوتے وقت گواہی میں اللہ کے نام کے ساتھ آپؐ کا نام آتا ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کو یَا آدَمُ کہہ کر مخاطب کیا، نوح علیہ السلام کو یَا نُوحُ کہہ کر بلایا، ابراہیم علیہ السلام کو یَا اِبْرَاهِيمُ کے نام سے بلایا، موسیٰ علیہ السلام سے یَا مُوسٰی کہہ کر بات کی، داود علیہ السلام کو یَا دَاوُدُ کہہ کر پکارا، زکریا علیہ السلام کو یَا زَكَرِيَّا کہہ کر بیٹے کی خوشخبری دی، یحییٰ علیہ السلام کی تعریف یَا يَحْيٰى کہہ کر کی، عیسیٰ علیہ السلام کو یَا عِيسٰى کہہ کر مخاطب فرمایا لیکن جب محسن انسانیت ﷺ کی باری آئی تو محمد نہ کہا، احمد نام سے مخاطب نہ کیا بلکہ فرمایا: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ کہیں فرمایا: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ کہیں فرمایا: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ اور کہیں فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ۔

نبی کریم ﷺ ایسی عظیم ہستی ہیں کہ اپنے تو اپنے، پرائے بھی اور وہ بھی جنہوں نے آپ کے لائے ہوئے حق کو نہ مانا، آپؐ کی تعریفات اور آپ کی عظمت کو ماننے پر مجبور ہو گئے۔

ماہر تعلیم مسٹر بی ایس کشتالیہ:

مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں کہ بلاشبہ محمد (ﷺ) ایک سچے پیغمبر تھے۔ اس سچے محمد ﷺ کے بارے میں اس سے پہلے میرے دل میں جس قدر بدگمانیاں تھیں، میں روحِ محمد (ﷺ) سے اس کی معافی چاہتا ہوں اور بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ آج دنیا میں کسی شخص میں یہ طاقت نہیں کہ محمد (ﷺ) کے کریکٹر پر ایک دھبہ بھی لگائے۔ (خوشبوئے رسول ﷺ ہرسو)

نامور مستشرق جان ڈیوڈ:

اپنی کتاب ''محمدؐ اور قرآن سے معذرت'' کے دیباچہ میں یوں رقمطراز ہے: اس کتاب کے لکھنے کا ناچیز لیکن مخلصانہ مقصد یہ ہے کہ محمد (ﷺ) کی سوانح حیات کو جھوٹی تہمتوں اور ناروا الزامات سے پاک کیا جائے اور آپؐ نے مخلوق عالم کی فلاح و بہبود کے لیے جو کچھ کیا ہے، اسے اچھی طرح آشکارا کیا جائے۔ (محمدؐ اور قرآن سے معذرت)

فرانس کے جرنیل نپولین بونا پارٹ:

محمد (ﷺ) دراصل سالارِ اعظم تھے۔ آپ نے اہل عرب کو درسِ اتحاد دیا۔ ان کے آپس کے تنازعات ومناقشات ختم کیے۔ تھوڑی ہی مدت میں آپؐ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ 15 سال کے قلیل عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں، بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا گیا۔ حیرت انگیز کارنامہ تھا رسول معظم (ﷺ) کی تعلیم کا کہ یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال کے عرصے میں ہو گیا جبکہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہا السلام پندرہ سو سال میں اپنی امتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔ حضرت محمد (ﷺ) عظیم انسان تھے۔ جب آپ دنیا میں تشریف لائے اس وقت اہل عرب صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ دنیا کے اسٹیج پر دیگر قوموں نے جو عظمت وشہرت حاصل کی اس قوم نے بھی اس طرح ابتلاء ومصائب کے دور سے گزر کر عظمت حاصل کی اور اس نے اپنی روح اور نفس کو تمام آلائشوں سے پاک کر کے تقدس وپاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔ (بونا پارٹ ایٹ اسلام پیرس 1914)

☆......اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کو یا آدم، ابراہیم علیہ السلام کو یا ابراہیم کہہ کر پکارا جب نبی ﷺ کی باری آئی تو انداز ہی بدل لیا۔ یا ایها النبی، یا ایها المدثر، یا ایها المزمل کہہ کر پکارا

موہن چند کرم داس گاندھی:

اسلام دینِ باطل نہیں ہے، ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام نے بزورِ شمشیر سرفرازی اور سربلندی حاصل نہیں کی بلکہ اس کی بنیاد نبی کا خلوص، خودی پر آپ کا غلبہ، وعدوں کا پاس، غلام، دوست اور احباب سے یکساں محبت۔ آپؐ کی جرأت اور بے خوفی، اللہ اور خود پر یقین جیسے اوصاف تھے۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اس کی فتوحات میں یہی اوصاف حمیدہ شامل ہیں اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کی مدد سے مسلمان تمام پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود پیش قدمی کرتے چلے گئے۔ (ینگ انڈیا 1924)

ڈاکٹر مائیکل ایچ ہارٹ:

مائیکل ایچ ہارٹ نے اپنی مشہور کتاب

(دی ون ہنڈرڈ) میں دنیا کی 100 با اثر ترین شخصیات میں نبیؐ کو سب سے پہلے نمبر پر درج کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

میں نے محمد (ﷺ) کو پہلی پوزیشن دیتے ہوئے سب سے اہم اور متاثر کن شخصیت قرار دیا ہے۔ مزید لکھتے ہیں: کچھ قارئین کے لئے محمد (ﷺ) کا دنیا کے سب سے زیادہ اثر انداز ہونے والے شخص کی حیثیت سے انتخاب تعجب کا باعث ہوگا اور ہوسکتا ہے دوسرے بھی ایسا سوال کریں لیکن تاریخ میں صرف وہی ایک ایسی کامیاب ترین شخصیت ہے جس نے مذہبی اور دنیاوی امور Religious and Secular میں (دونوں سطحوں پر) نہایت اعلیٰ کامیابی حاصل کی۔

مائیکل ایچ ہارٹ نے اپنی کتاب میں وضاحت کی ہے کہ انہوں نے اپنے بے شمار یہودی مبلغین کی موجودگی کے باوجود محمد (ﷺ) کو کیوں فوقیت دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں اس فیصلہ کی دو اہم ترین وجوہ ہیں: اوّل: محمد (ﷺ) یہودیوں سے بہت زیادہ بلند درجہ پر فائز ہیں۔ دوم: محمد (ﷺ) نے (اپنے عمل سے) مسلمانوں کی (اخلاقی) ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اس کے برعکس یہودی عیسائیت کی تبلیغ میں لگے رہے جبکہ وہ عیسائیوں کی اخلاقی، سماجی عادات اور اطوار کی درستگی کے ذمہ دار بھی تھے۔

میں نے ان سو آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے تاریخ کو سب سے زیادہ متاثر کیا ان میں سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے بعض لوگ حیران ہوں گے لیکن اس کی میرے پاس ایک ٹھوس دلیل موجود ہے۔ کائنات میں جتنی بھی ہستیاں آئیں اگر ان کے حالات پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے بچپن سے لڑکپن تک میں کسی نہ کسی استاد کے سامنے بیٹھے تعلیم پاتے نظر آتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام ہستیوں نے پہلے مروجہ تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو بنیاد بنا کر انہوں نے زندگی میں کچھ اچھے کام کر دکھائے لیکن دنیا میں فقط ایک ہستی ایسی نظر آتی ہے کہ جس کی زندگی کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو پوری زندگی کسی کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھی نظر نہیں آتی۔ وہ ہستی محمد (ﷺ) ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا سے علم نہیں پایا بلکہ دنیا کو ایسا علم دیا کہ جیسا علم نہ پہلے کسی نے دیا اور نہ بعد میں کوئی دے گا۔ لہٰذا اس بات پر میرے دل نے چاہا کہ جس شخصیت نے ایسی علمی خدمات سرانجام دی ہوں' میں غیر مذہب کا آدمی ہونے کے باوجود ان کو تاریخ کی سب سے اعلیٰ شخصیات میں پہلا درجہ دوں۔ (دی ون ہنڈرڈ)

جارج برنارڈ شا:

میں نے رسول اکرم (ﷺ) کے دین کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ الزام بے بنیاد ہے کہ آپ عیسائیوں کے دشمن تھے، میں نے اس حیرت انگیز شخصیت کی سوانح مبارک کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے۔

ازمنہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت وتعصب کی وجہ سے اسلام کی نہایت بھیانک تصویر پیش کی۔ انہوں نے محمد (ﷺ) اور دین اسلام کے خلاف منظم تحریک چلائی۔ یہ سب راہب اور مصنف غلط کار تھے کیونکہ محمد (ﷺ) ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔

میری یہ خواہش ہے کہ اس صدی کے آخر تک برطانویوں کو محمد (ﷺ) کی تعلیمات مجموعی طور پر اپنا لینی چاہئیں۔ انسانی زندگی کے حوالے سے محمد (ﷺ) کے افکار ونظریات سے احتراز ممکن نہیں۔ (دی جینوئن اسلام جلد 8)

ہندو پروفیسر راما کرشنا راؤ:

رسول عربی (ﷺ) کے کل تک تو پہنچنا مشکل ہے البتہ یہ محمد جرنیل ہیں، یہ محمد بادشاہ ہیں، سپہ سالار ہیں، تاجر ہیں، داعی ہیں، فلاسفر ہیں، مدبر ہیں، خطیب ہیں، مصلح ہیں، یتیموں کی پناہ گاہ ہیں، عورتوں کے نجات دہندہ ہیں، جج ہیں، ولی ہیں۔ یہ تمام اعلیٰ اور عظیم الشان کردار ایک ہی شخصیت کے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت مثالی ہے۔ (اسلام کا پیغمبر محمد ﷺ)

ای۔ڈی۔برمنگھم:

محمد (ﷺ) اس لیے عظیم نہیں تھے کہ وہ امن کے علمبردار تھے بلکہ آپ (ﷺ) دنیا کے سب سے کامیاب ترین پیغمبر تھے۔ جتنے اذہان وقلوب آپ نے مسخر کیے' کسی اور نے نہیں کیے۔

لین پول:

آپ (ﷺ) میں یہ بے مثل صلاحیت تھی کہ دوسروں کو متاثر کر سکتے تھے۔ اس بے پناہ صلاحیت کا استعمال آپ (ﷺ) نے صرف خیر کی سربلندی کے لیے کیا۔ روئے زمین پر محمد (ﷺ) جیسا دور اندیش اور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔ (The table-talk of prophet muhammad)

ایل۔وی۔واگلیری:

تعصب اور لاعلمی کی وجہ سے اگر دنیا محمد (ﷺ) کو ایک مذہبی راہنما قبول کرنے سے کتراتی ہے تو میں بھی پورے یقین سے دعویٰ کرتا ہوں کہ آپ (ﷺ) کو ایک نہ ایک دن سب سے بڑے سماجی مصلح کی حیثیت سے دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

اے۔جی۔لیونارڈ:

جسمانی اور اخلاقی پاکیزگی کے نقطہ نظر سے محمد (ﷺ) ہر نوع سے ایک جوہر تھے۔ آپ (ﷺ) جسمانی، ذہنی اور روحانی پاکیزگی کی تعلیم فرماتے تھے۔ آپؐ کی تعلیمات رہتی دنیا تک کے لیے مشعل راہ ہیں۔

جس سرعت سے اسلام کی فتح ہوئی' وہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے خلفاء نہایت اعلیٰ درجہ کے انسان رہے ہوں گے۔ مذہب کو کامیابی اس کے راہنماؤں کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔

پروفیسر گب:

حضرت محمد (ﷺ) کے دین کا تمام نسل انسانی پر بڑا احسان ہے۔ یہ حقیقت ہے حضرت محمد (ﷺ) بہت بڑے اور عظیم انسان تھے۔ ان کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو خدائی کا دعویٰ کر دیتا۔

ایڈورڈ گبن یورپی مورخ:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلے چاروں خلیفوں کے اطوار یکساں صاف اور ضرب المثل تھے۔ عیسائی اس بات کو یاد رکھیں کہ محمد (ﷺ) نے اپنے پیروکاروں میں ایسا دینی جذبہ پیدا کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروکاروں میں بھی یہ جذبہ تلاش کرنا بے سود ہے۔

اس کی بدولت نصف صدی سے کم عرصہ میں بھی اسلام بہت ہی عالیشان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آ گیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا جا رہا تھا تو ان

☆......تاریخ میں صرف وہی ایک ایسی کامیاب ترین شخصیت ہیں جنہوں نے مذہبی اور دنیوی امور میں دونوں سطحوں پر نہایت اعلیٰ کامیابی حاصل کی۔ مائیکل ایچ ہارٹ

کے پیروکار انہیں بچانے کی بجائے بھاگ گئے اور اس کے برعکس محمد (ﷺ) کے پیروکار اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور ان کے بچاؤ کے لیے اپنی جانیں، گھر بار تک خطرہ میں ڈال کر انہیں دشمنوں پر غالب کر دیا۔

ڈاکٹر گستاؤ لی بان' فرانس:

جس وقت ہم فتوحات عرب پر نظر ڈالیں گے اور ان کی کامیابی کے اسباب کو ابھار کر دکھائیں گے تو معلوم ہوگا کہ اشاعت مذہب میں تلوار سے مطلق کام نہیں لیا گیا کیونکہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر اقوام نے دین اسلام کو قبول کیا تو اس وجہ سے کہ اپنے قدیم حاکموں کی نسبت ان مسلمانوں کے حکام میں انصاف پایا گیا اور ان کے مذہب کو اپنے مذہب سے زیادہ سچا اور سادہ پایا۔

جان ڈیون پورٹ:

یہ خیال کہ قرآنی مذہب تلوار کے ذریعے سے شائع ہوا تھا' بالکل غلط ہے کیونکہ ہر ایک منصف مزاج اور غیر متعصب یہ معلوم کر سکتا ہے کہ محمد (ﷺ) کے مذہب نے انسان کی قربانی اور خون ریزی کی جگہ نماز و زکوٰۃ قائم کی، ہمیشہ کے جھگڑوں کی جگہ باہمی اخلاق و محبت کی بنیاد ڈالی۔ حقیقت میں یہ مذہب اہل مشرق کے لیے سرتاپا برکت تھا۔ اور محمد (ﷺ) نے ہرگز اس قدر خون ریزی نہیں کی جس قدر موسیٰ علیہ السلام کو بت پرستی کی بیخ کنی کے لیے کرنی پڑی۔ (محمدؐ اور قرآن سے معذرت)

آکسفورڈ عالم:

محمد (ﷺ) کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس کے سوانح نگاروں میں جگہ پانا قابل فخر چیز ہے۔

مسٹر کاؤنٹ ہنری:

عقل حیران ہے کہ قرآن حکیم جیسا کلام ایسے شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھا۔ تمام مشرق نے اقرار کر لیا ہے کہ نوع انسانی لفظی و معنوی ہر لحاظ سے اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔

جی ایم ڈیکارٹ:

انسانی تاریخ میں کسی قوم کا نامہ اعمال اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اتنا سیاہ نہیں جتنا کہ یہودیوں کا ہے۔ مغربی مؤرخ اور عالم محمد (ﷺ) کی طرف سے یہودیوں پر مظالم کا پروپیگنڈا کرتے نہیں تھکتے حالانکہ اس پراپیگنڈا میں نہ صداقت ہے نہ غیر جانبداری۔

یہودیوں نے اپنی فطرت کے مطابق سب سے پہلے محمد (ﷺ) کے خلاف افواہوں کا بازار گرم کیا' اس کے بعد مہاجر اور انصار میں تفرقے اور عناد کا بیج بونے کی کوشش کی مگر دنیا کا کوئی پیغمبر محمد (ﷺ) کی طرح ایسے معاشرے اور سماج کی بنیاد نہ رکھ سکا جو مثالی ہو اور آنے والے وقت کے لیے مشعل راہ ہو۔

واشنگٹن ارونگ:

محمد (ﷺ) عظیم سپہ سالار اور شجاع تھے اس کے باوجود آپ (ﷺ) کا مشن اپنے دین کو فروغ دینا تھا، جب آپ حکمران بنے تو آپ (ﷺ) نے اپنے عزیزوں کو دوسروں پر ترجیح نہیں دی بلکہ آپ تو دین الٰہی کی بالادستی چاہتے تھے۔ اچھے دنوں میں بھی محمد (ﷺ) نے وہی انداز زندگی رکھا جو غربی کے دنوں میں تھا۔ انہیں شاہی شان و شوکت پسند نہ تھی۔

مسٹر نکلسن ڈی کوجے:

حضرت محمد (ﷺ) کی سنجیدگی، عظمت، دانائی اور میانہ روی ہی وہ خصوصیات ہیں جو عرب کے تندخو لوگوں میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔

روسی مصنف لیوٹالسٹائی:

آپ (ﷺ) امت کو نور حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن و سلامتی کی دلدادہ ہو جائے۔ زہد و پاکیزگی کی زندگی کو اپنائے۔ آپ نے آکر انسانی خونریزیاں بند کیں اور دنیا میں حقیقی ترقی اور تمدن کی راہیں کھول دیں۔ ایسے محیر العقول کارنامے صرف ایسی ہی ہستی انجام دے سکتی ہے جس کے ساتھ کوئی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہو اور بلاشبہ ایسی ہی ہستی عظمت و احترام کی مستحق ہے۔

نوٹ: یہ جب فوت ہونے لگے تو وصیت کی کہ مجھے مسلمانوں کی طرح دفن کیا جائے۔ انہیں بعض محققین نومسلم ہی سمجھتے ہیں۔ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی جیب سے سورہ فاتحہ لکھی ہوئی ملی تھی۔

ریمنڈ لیراج:

پیغمبر عربی (ﷺ) اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا۔

ڈاکٹر جے کارام برہما:

حضرت محمد (ﷺ) نے اخلاق عالیہ کی تلقین ہی نہیں کی بلکہ ان اصولوں پر عمل بھی کیا۔ ان کی زندگی ایثار و قربانی کی زندگی تھی۔

ڈی۔ ایس مارگولیوتھ:

جب محمد (ﷺ) کا انتقال ہوا تو ان کا مشن ادھورا نہیں تھا بلکہ اپنے روحانی اور سیاسی مشن کی تکمیل انہوں نے اپنی زندگی میں ہی کر لی تھی۔

بی سمتھ:

کسی مذہبی راہنما اور مذہب کی حقیقت کا اندازہ اس کے نام لیواؤں اور پیروکاروں کے اعمال سے لگایا جا سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ 632ء میں خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یروشلم فتح ہوا۔ مسلمانوں کا اس پر قبضہ ہوا۔ یروشلم میں کسی گھر یا مکان کو نقصان نہیں پہنچایا گیا سوائے میدان کارزار کے، اور کہیں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا گیا۔ (محمدؐ اور محمدی عقیدہ)

آرڈ بلیو سٹوارٹ:

محمد (ﷺ) کا جلوہ ہر جگہ دیکھا جا سکتا ہے خصوصاً دن میں پانچ بار۔ فیض، دہلی، حجاز، ایران، کابل، مصر، شام .... (الغرض پوری دنیا) میں جب دنیا کے ہر خطے میں مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھیں تو تسلیم کر لیں' محمد (ﷺ) کا دین سچا ہے زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

پنڈت ہری چند اختر:

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دریتیم
اور بندوں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اور دل کو سر بسر محو تمنا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

جولیس میسر مین:

ٹائم میگزین Time Magazine کے ایک مضمون بعنوان: تاریخ کے اہم رہنما کون تھے؟ Who were History's Great Leaders میں لکھا ہے:- غالباً تمام زمانوں میں محمد (ﷺ) سب سے عظیم رہنما تھے جنہوں نے تین اہم کام سرانجام دیئے:

1۔لوگوں کو آسودگی کی ایک لڑی میں پرو دیا۔ 2۔ایک ایسا (بہترین) معاشرہ تشکیل دیا جس نے لوگوں کو رشتہ داری، بھائی چارہ اور اخوت جیسا تحفظ فراہم کیا۔ 3۔اپنے پیروکاروں کو ایک عقیدہ (توحید باری تعالیٰ) کا ماننے والا بنایا۔

لہٰذا زیادہ تر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا میں محمد (ﷺ) سے بڑا رہنما اور کوئی نہیں گزرا کیونکہ وہ مختلف، حیران کن، بے مثال اور مکمل خصوصیات کا مجموعہ تھے۔ بے شک وہ ایک بشر تھے جو ایک اعلیٰ و ارفع مقصد لے کر آئے تھے جس نے تمام لوگوں کو اس بنیادی اصول پر متحد کر دیا کہ صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کریں۔

الفانسو ڈی لامارٹن:

Paris, Alphonse de LaMartiane in Historie de la Turquie,1854 میں لکھتے ہیں:

مقصد کی عظمت، اختصار کا مطلب اور ششدر (حیران) کردینے والے نتائج کسی شخص کو غیر معمولی ذہین ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ محمد (ﷺ) سے تاریخ کے کسی عظیم انسان کا موازنہ کرنے کی کون جرات کرسکتا ہے؟ محمد (ﷺ) ایک فلاسفر، خوش بیاں خطیب، قانون دان، شجاع مجاہد، نظریات کا فاتح، مذہبی اعتقادات کو منطق اور عقل کی بنیادوں پر کھڑا کرنے والے، ارضی اور ایک روحانی سلطنت کے بانی تھے۔ خیالات کو تسخیر کرنے والے فاتح، عقلیت پر مبنی عقائد کو بحال کرنے والے جو کسی انسان کی عظمت کی پیمائش کے معیار پر تمام ادب ولحاظ کے ساتھ پورے اترتے ہیں۔ ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ کیا یہاں کوئی شخص ان کی طرح عظیم ہوسکتا ہے؟

تھامس کارلائل:

Thomas Carlyle in 'Heroes and Hero Worship", 1840. میں لکھتے ہیں:

آپ کی تعریف کوئی کیا کرے
آپکی تعریف ہو سکتی نہیں

سکھ پیشواء گورونانک:

کے ایک حسابی نکتہ نظر اور کلیہ علم الاعداد کی روشنی میں حضور اکرمؐ کی آفاقی عظمت کے اظہار کیلئے یہ اشعار پڑھیے۔

عدد گنو جس انگھر کے کر دو چوگنا تا دو
ملائیو ، پنج گن کیجیو کاٹو بیس بنا
نانک بچے تو نو گنے دو اس میں اور ملا
اس بدھر کے نام سے محمدؐ نام بنا

☆......روئے زمین پر محمد ﷺ جیسا دوراندیش اور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔ لین پول

مغربی بہتان تراشوں نے جوش میں آکر اس آدمی (محمد) کے گرد جھوٹ کا انبار لگا دیا ہے جوان کے اپنے لئے غیر پروقار ہے۔ ایک خاموش عظیم روح جس کی طرح کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا، اس نے سنجیدگی سے اپنے فرمان کے ذریعہ دنیا میں روشنی کر کے دنیا جگمگا دی۔

کالکا پرشاد:

چاند سورج کوئی ہاتھوں پہ مرے لا دے
کونین کی دولت مرے دامن میں چھپا دے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
تو نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگا لے

اودھے ناتھ نشتر:

مٹائیں ظلمتیں جس نے دکھائی راہ حق جس نے
ہم اس نور خدا' اس راہنما کی بات کرتے ہیں

سُندر لال:

میں سیس نواؤں چرنن لاگوں نام محمد جسکا ہے
شودر اور ویش کئے سب داخل جس نے پیاروں میں

گنیش لال ختنہ:

ہادیٔ برحق کہوں یا تجھ کو نور معرفت
یا راہ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچا رہنما
آج تیری قوم پر افسوس آتا ہے مجھے
فرقہ بندی نے جسے زنجیر در پا کر دیا

رشی بٹالوی:

(ترجمہ)

کوئی مکمل عدد لیں (اس میں کسر نہ ہو) اسے چار سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں دو جمع کر کے پانچ سے ضرب دیں اور بیس پر تقسیم کیجیے۔ جو عدد باقی بچے اسے نو سے ضرب دے کر دو جمع کیجیے تو ہر بار جواب بانوے آئے گا۔ بانوے رسالت مآب (ﷺ) کے اسم گرامی محمد کا عدد بنتا ہے گا۔

پنڈت برجموہن دتاریہ:

پہنچایا ہے کس اوج سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غار حرا کا
معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خلد بریں روضہ پُر نور کا خاکہ

پنڈت بالکمند عرش ملیسانی:

دل کو اگر ہے چاند بنانے کی
آرزو کر اکتساب نور اسی آفتاب سے
ذکر نبی کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں
لایا ہوں ارمغاں یہ جہان خراب سے

دلورام کوثری:

شہنشاہِ اعظم محمدؐ محمدؐ، رسولِ دو عالمؐ محمد محمد
الٰہی میرے منہ میں جب تک زبان ہو
زبان پر ہو ہر دم محمدؐ محمدؐ

نوٹ: دلورام کے ان رجحانات کے ردعمل میں ہندوؤں نے شدید ملامت اور تنگ نظری اور طعنہ زنی سے انہیں زچ

باقی صفحہ 28 پر

نبی کریم ﷺ کا اسوۂ جہاد اور دہشت گردی

اخت ابتسام ساجد

خاتم النبیین امام الانبیاء نبی آخرالزماں محمد کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کی بات ہے کہ اہل مکہ بری طرح قبائلی خانہ جنگی کی زد میں آ گئے جبکہ حرمت والے مہینوں میں بھی جاری رہنے والی قیس اور قریش کی جنگ حرب فجار کہلائی۔ اس جنگ کے خاتمہ پر بعض صلح پسند طبیعتوں میں اصلاح کی تحریک پیدا ہوئی۔ قریش کے کچھ معزز لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور معاہدہ کیا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور ظالم کو مکہ سے نکال دے گا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر اس معاہدے کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ بھی دے دیئے جاتے تو تب بھی میں نہ لیتا اور اگر آج بھی مجھے کوئی ایسے معاہدے کے لئے بلائے تو میں حاضر ہوں۔''

ہمارے نبی ﷺ بنیادی طور پر امن کے داعی اور رب العالمین کے پیامبر تھے۔ جہاد (جنگیں) تو ناگزیر حالات میں عمل میں آیا لیکن اللہ کے نبیؐ نے نظریہ جنگ کو مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا۔ بہادری، ناموری، مال کی ہوس، زمین کے قبضہ کے حصول، توسیع پسندی اور ذاتی انتقام کے لئے لڑی جانے والی جنگ کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور تمام مسلمانوں کو اخوت و مساوات کے رشتہ میں پرو دیا۔ اس کے برعکس صرف ظلم کے خاتمے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کی جانے والی کوشش کو جہاد کا نام دیا گیا۔ شریعت اسلامیہ میں جہاد اللہ کے دین کی سربلندی، دفاع دین کے لئے کی جانے والی کوشش کا نام ہے اور اس جہاد و قتال کا مقصد ''ظلم کا خاتمہ'' ہے۔ کمزوروں اور مظلوموں کی مدد اور دفاع اسلام اور دین کے لئے اپنی مال و جان کی قربانی پیش کرنا جہاد ہے۔

اسلام میں جہاد کا لفظ دنیا میں امن اور غلبۂ دین کے لئے استعمال کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو خوف و ہراس اور دہشت میں مبتلا کرنا ہرگز مقصود و مطلوب نہیں اور نہ ہی پیارے پیغمبر ﷺ نے اس کی تعلیم دی۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے ایسے جنگی اصول اور اسوہ جہاد کے طریقے وضع کئے کہ آج کے نام نہاد امن کے علمبرداروں میں اس کا عشر عشیر بھی مفقود ہے، مثال کے طور پر۔

اولاً: آپ نے تعلیم دی کہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی کہ جنگ کی نوبت نہ ہی آئے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے امیر لشکر کو کیا سبق دیا، امیر لشکر کو کیا اسوہ سمجھایا۔ پہلے اسلام کی دعوت دو، قبول کرلیں تو ٹھیک ورنہ جزیہ کی ادائیگی کا مطالبہ رکھو اور اس ضمن میں واضح کرو کہ پھر تمہارے مال و جان کی کلی حفاظت ہمارے ذمہ ہوگی اور تمہیں اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرنے کی آزادی ہوگی، بصورت دیگر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

آپ ﷺ نے اہل مکہ پر چڑھائی بڑی رازداری اور خاموشی سے کی کہ کہیں وہ ہتھیار اٹھانے کی غلطی نہ کریں کیونکہ پھر خون خرابہ لازم، بچوں کا یتیم ہونا اور عورتوں کا بیوہ ہونا ضروری تھا۔

ثانیاً۔ جنگ ناگزیر ہو تو مسلمانوں کو وہ آداب و ملحوظات سکھائے جو کسی مذہب کا حصہ نہیں۔ مثلاً۔ سیدنا ابن عمرؓ کا بیان ہے:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

''رسول کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ نے کسی جنگ میں دیکھا کہ خاتون قتل ہوگئی تو صحابہ کرام کو سختی سے ڈانٹا اور حکم صادر کیا: قُلْ لِخَالِدٍ لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا

خالد کو جا کر کہہ دو، کسی عورت اور مزدور کو ہرگز قتل نہ کرنا۔'' (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے لاش کا مثلہ کرنے سے منع فرمایا یعنی مخالفین کی لاشوں کی بے حرمتی نہیں کرنی، ان کے ناک، کان، ہونٹ نہیں کاٹنے اور آنکھیں نہیں پھوڑنی۔ (بخاری)

دشمنوں کو قابو کر لینے کے بعد اگر ختم کرنا ضروری ہو تو انہیں اچھے انداز سے قتل کرنا چاہئے نہ کہ آگ میں تڑپا تڑپا کر مارا جائے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں ملے تو انہیں جلا دینا لیکن اب کہتا ہوں: وان النار لا يعذب بها الا الله فان وجد تموهما فاقتلوهما۔ (آگ کا عذاب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا، لہٰذا اگر وہ دونوں تمہیں مل جائیں تو انہیں قتل کر ڈالنا۔'' (بخاری)

سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو حکم دیتے: ''اللہ کے نام، اللہ کی مدد سے اور رسول کی ملت کے مطابق جاؤ۔ (یاد رکھنا)'' وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَّلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً وَّلَا تَغُلُّوا وَضُمُّوا غَنَائِمَكُمْ وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

بوڑھے آدمی، شیرخوار اور نابالغ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، خیانت نہ کرنا، مال غنیمت اکٹھا کر لینا، اصلاح

☆...... جنگ ناگزیر ہو تو رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو وہ آداب سکھائے جو کسی مذہب میں نہیں سکھائے گئے۔ آپؐ نے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا، اسی طرح ایک روایت میں عورتوں اور مزدوروں کو بھی قتل کرنے کی ممانعت ہے

کرنی اور احسان کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(ابوداؤد)

مسیلمہ کذاب کا خط لے کر دو ایلچی پیغمبر اسلام کے پاس آئے' آپؐ نے ان سے تصدیق چاہی کہ تم اس کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہو؟ دونوں نے کہا' ہم اسے دعویٰ (نبوت) میں سچا جانتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا۔

أَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا

اللہ کی قسم اگر یہ قانون نہ ہوتا کہ ایلچی قتل نہیں کیا جاسکتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔''(ابوداؤد)

جیسا کہ اسلام میں اور رسول کریم ﷺ کی تعلیم میں عورت کو قتل کرنا روا نہیں مگر بسا اوقات حالات کے پیش نظر ایسا کرنا بھی پڑ جاتا ہے جیسا کہ فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودی خاتون نے آنحضرت کو قتل کرنے کی غرض سے گوشت میں زہر ملا دیا اور آپ کی دعوت کی۔ حضرت براء بن معرورؓ لقمہ نگلنے کی وجہ سے چل بسے تو پیغمبرؐ نے گو کہ اسے اپنی ذات کے لئے پہلے معاف کر دیا تھا مگر صحابی کی وفات کے بعد قصاصاً اسے قتل کر دیا گیا۔

اسلام نے یہ بھی ایک اصول وضابطہ مقرر کیا ہے کہ اگر دشمن حالت جنگ میں بھی صلح کرنا چاہتا ہے تو مسلمانوں کے لئے صلح کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں خواہ دشمنوں کی نیت دھوکہ دینے ہی کی کیوں نہ ہو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (الانفال)

اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کی طرف مائل ہو جائیں اور رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں' بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا' سب کچھ جاننے والا ہے اور اگر وہ تجھے دھوکہ دینے کا ارادہ کریں تو بے شک تجھے اللہ ہی کافی ہے۔''

اب دنیا بھر کے اسلام مخالف بتائیں کہ کیا ایسا دین اور ایسا پیغمبر دہشت گردی کی تعلیم دے سکتا ہے' جہاں صلح اور امن کو ہر صورت جنگ پر فوقیت دی گئی ہو؟ اسلام کے حکم جہاد کو سمجھنے کے لئے تین چیزوں پر خصوصی توجہ دینی ضروری ہے۔

اول: جنگ کس مقصد کے لئے ہے؟

دوم: جنگ کن کے خلاف لڑی جائے گی؟

سوم: جنگ میں کن شرائط وقیود کی پابندی ضروری ہے۔

لہٰذا مندرجہ بالا قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کے مطابق جہاد آتش انتقام کو بجھانے کے لئے کیا گیا نہ کسی قوم کی نسلی برتری کو ثابت کرنے کے لئے۔ اسی طرح جہاد سے کوئی صنعتی وتجارتی مفاد وابستہ ہوتا ہے اور نہ ہی لوگوں کو جبراً دین اسلام قبول کروانا بلکہ محض ظلم وسربریت کے خاتمہ اور حق کی سربلندی کے لئے لڑا جاتا ہے۔

> ☆...... اسلام نے یہ بھی ایک اصول مقرر کیا ہے کہ اگر دشمن حالت جنگ میں بھی صلح کرنا چاہتا ہے تو مسلمانوں کے لئے صلح کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے (الانفال) کیا ایسی تعلیم دینے والا پیغمبر معاذ اللہ دہشت گرد ہو سکتا ہے۔

دہشت گردی کیا ہے؟

جہاد کے مقاصد اس وقت مزید نکھر کر سامنے آ جاتے ہیں جب ہم دہشت گردی کی تعریف اور مقاصد معلوم کر لیتے ہیں۔ تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے دشمنوں سے کئے ہوئے عہد وپیمان کی بھی ہمیشہ پاسداری کی ہے۔ جس کی مثالیں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کو جنگ بدر میں ساتھ نہ لے جانا' صلح حدیبیہ کی شرائط کے تحت ابوبصیرؓ اور ابوجندلؓ کا واپس کیا جانا وغیرہ ہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے جیسا کہ لڑائی کے دوران عورتوں اور بچوں کے قتل کی بھی ممانعت فرمائی' بوڑھے' نہتے اور راہب سے ہاتھ روکنے کی تلقین فرمائی۔ املاک کے تحفظ کا حکم دیا' غفلت میں حملہ کرنے کی ممانعت فرمائی۔ باندھ کر قتل کرنے اور آگ میں جلانے سے منع فرمایا' سفیروں کے قتل سے منع فرمایا۔ معاہد اور ذمی کی جان' مال وآبرو کو تحفظ فراہم فرمایا' اسلامی فوج میں قیامت کے دن کی جوابدہی کا عقیدہ راسخ فرمادیا کہ قیامت تک آنے والے تمام مومنین یہ سبق سیکھ لیں کہ جہاد بھی آخرت میں سرخروئی حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔

اسلام کا تو مطلب ہے ہی سلامتی۔ یہ فسادیوں کی شدید ترین مذمت کرتا ہے۔ درحقیقت اسلام اور پیغمبر اسلام کو دہشت گرد کہنے والے خود ہی بڑے دہشت گرد ہیں۔ اللہ کے نبیؐ تو تمام جہانوں کے لئے ایسی رحمت تھے کہ جس نے جہاد کو بھی بہت سی اخلاقی اقدار میں مقید کر دیا۔ اسلام تو امن وامان کا مذہب ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لئے امن کا پیغام لائے مگر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) فسادی کا لقب دیا تھا۔

اسی طرح امت محمدیہ دہشت گردی کا خاتمہ چاہتی ہے اور وقت کے فرعون ہمارے جہاد کو دہشت گردی کے لقب سے ملقب کر رہے ہیں۔'' دہشت گردی کیا ہے؟''

دہشت کے معنی: ڈر خوف اور خطرہ اور دہشت گردی کے معنی خوف وہراس پھیلانا ہیں۔

انگلش میں دہشت کے لئے Terror کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں حد درجہ خوف' کسی شخص یا چیز کو خوفزدہ کرنا' اور دہشت گردی کے لئے Terrorism کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہیں تشدد اور دھمکی کا استعمال۔

دہشت گردی ایک عام اور اصطلاحی لفظ ہے' چنانچہ جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو انسانی ذہن قتل' تشدد اور تباہی کے مناظر پیش کرتا ہے۔ دہشت اور دہشت گردی میں کچھ فرق ہے۔

دہشت کو برسر اقتدار سیاسی گروہ کے خلاف بعض معاشی ومعاشرتی نظریہ تبدیل کرنے کے لئے دباؤ کے طور پر استعمال کئے جانے کا نام دہشت گردی ہے' اس میں تشدد کے استعمال کی دھمکی بھی شامل ہے اور تشدد کا بھرپور استعمال بھی۔''

ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں دہشت گردی اور اس کے مقاصد کے بارے میں یہ تحریر کیا گیا ہے۔

Terrorism is the use or threat of violence for create Fear and alarm. Terrorists murder and kidnap people, set off bombs, hijack airoplanes, set fires and commit other serious crimes, But

the goals of terrorists differ from those of ordinary criminals. most criminals want money or some other form of personal gain. But most terrorists commit crimes to support political causes. (the world book Encyclopedia vol: 19,p 178)

دہشت گردی وہ فعل ہے جس میں دہشت گرد انسانی زندگیوں سے کھیلتے ہیں' املاک کو آگ لگا کر بم استعمال کر کے تباہ کیا جاتا ہے' بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے' بعض کو اغوا کر کے بھاری تاوان طلب کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ہوائی جہاز ہائی جیک کر لئے جاتے ہیں۔ آگ لگاتے ہیں اور دوسرے سنگین جرائم کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ مگر دہشتگروں کے مقاصد دوسرے جرائم پیشہ لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں عام مجرم دولت یا کسی اور ذاتی مقصد کے لئے جرائم کرتے ہیں۔ جبکہ دہشت گرد مخصوص سیاسی مقاصد کے لئے دہشت گردی کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں بعض حکومتیں بھی دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہوتی ہیں۔ دہشت گردی کی ان مختلف تعریفوں سے دہشت گردی کے مقاصد کا بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض مجرم یعنی دہشت گرد مال و دولت کی ہوس یا دیگر ذاتی مفادات کے لئے دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن عمومی طور پر دہشت گردی سیاسی مقاصد کے لئے ہوتی ہے۔ مریض اور معاشرے کے بعض شکست خوردہ افراد بھی اپنی مایوسی (Frustration) کے باعث دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہوجاتے ہیں۔

اسلام میں جہاد (جنگوں) کے مقاصد میں سے کوئی ایسا مقصد نہیں ہے' جیسا کہ تفصیل سے آپ نے دیکھ لیا۔ لہٰذا جہاد کو دہشت گردی قرار دینا ہرگز قرین قیاس نہیں بلکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو انسان یا تنظیم عام پبلک کو دہشت زدہ کرے' ان کے جان و مال کو لوٹتی پھرے' ایسے افراد کو نشان عبرت بنا دینا چاہئے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (المائدہ 33)

اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والوں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ انہیں بری طرح قتل کیا جائے یا انہیں بری طرح سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ مختلف سمتوں سے بری طرح کاٹے جائیں یا انہیں اس سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ہم پورے شعور و آگہی کے ساتھ رب کے دیئے ہوئے انعام جہاد پر عمل پیرا ہوجائیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ (البقرہ۔251)

اور اگر اللہ اسی طرح لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے سے نہ ہٹاتا تو زمین میں فساد ہی مچا رہتا لیکن اللہ تعالیٰ اقوام عالم پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔"

چنانچہ جہاد کی عطا کردہ نعمت کو مظلوموں' کمزوروں کی مدد اور اپنے دفاع کے لئے زندہ کرنے کا وقت ہے۔ کفر تک یہ بات پہنچا دی جائے کہ وہ ہوش کے ناخن لے اور ظلم کی موجودہ روش سے توبہ کر لے تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جاں نثار مجاہد اس کی جان و مال کو تحفظ دیں گے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں اسوۂ جہاد کی تعلیم دی ہے' ہم اس پر عمل کرتے ہوئے تمہیں امان دیں گے' ورنہ دوسری طرف انہیں اس پیشین گوئی پر کامل ایمان ہے کہ

الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى۔ (بخاری)

اسلام ہی غالب رہتا ہے' کوئی اس پر غالب نہیں آ سکتا۔"

☆...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں سفیروں کو قتل کرنے کے علاوہ باندھ کر اور آگ میں جلانے سے بھی منع کر کے ثابت کیا کہ ہمارے نبیؐ دہشت گردی کے نہیں بلکہ امن کے پیامبر تھے۔

بقیہ | جامع الصفات رہنما

☆...... اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدسی کو دیکھو۔

☆...... اگر تم شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ۔

☆...... اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو۔

☆...... اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اپنے سامنے رکھو۔

☆...... اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو۔

☆...... اگر تم اپنے کاروبار اور دنیاوی جد و جہد کا نظم و نسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنو نضیر' خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کا کاروبار اور نظم و نسق دیکھو۔

☆...... اگر یتیم ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو۔

☆...... اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو۔

☆...... اگر کاروباری سفر میں ہو تو بصریٰ کے سالار کارواں کی مثالیں ڈھونڈو۔

☆...... اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں نصب کر رہا ہے۔

☆...... مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر میں شاہ و گدا' امیر و غریب برابر تھے۔

☆...... اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو۔

ربیع الاول میں صرف جلسے اور کانفرنسز کرنے سے نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو مان کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کریں مگر ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا علم حاصل ہوگا تو تب ایسا ہوگا۔

"ربیع الاول" کا یہ پیغام ہے کہ تمام مسلمان آپس میں اتفاق و اتحاد سے کام کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اسوہ حسنہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا' لوح و قلم تیرے ہیں

نبی ﷺ کا سفرِ آخرت

سیرت النبی ﷺ

محمد ایوب ودن۔ساہیوال

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ دوشنبہ کے روز مسلمان نماز فجر میں مصروف تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت فرمارہے تھے' اچانک رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ ہٹایا اور صحابہ کرامؓ پر جو ہاتھ باندھے نماز میں مصروف تھے' نظر ڈالی' تبسم فرمایا' ادھر ابو بکرؓ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹے کہ صف میں جاملیں۔ انہوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کے اس اچانک ظہور سے) مسلمان اس قدر خوش ہوئے کہ چاہتے تھے کہ نماز کے اندر ہی فتنے میں پڑ جائیں (یعنی آپؐ کی مزاج پرسی کے لئے نماز توڑ دیں) لیکن آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلو۔ پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گرالیا۔ (بخاری) اس کے بعد آپؐ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اس سے کچھ سرگوشی کی' وہ رونے لگیں۔ آپؐ نے پھر بلایا اور کچھ سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ بعد میں ہمارے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ نبیؐ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ اس مرض میں وفات پاجائیں گے' اس لئے میں روئی' پھر آپؐ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ کے اہل وعیال میں سب سے پہلے میں آپؐ کے پیچھے جاؤں گی' اس پر میں ہنسی۔ (بخاری)

اس وقت آپؐ شدید کرب سے دوچار تھے۔ اسے دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے ساختہ پکار اٹھیں' ہائے اباجان کی تکلیف۔ آپؐ نے فرمایا' تمہارے ابا جان پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔ (بخاری)

☆......تاریخ پیدائش میں مورخین میں اختلاف ہے لیکن تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ نبیؐ کی وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی لیکن افسوس اس متفقہ تاریخ وفات کے دن ہم جشن کا اہتمام کرتے ہیں۔

آپؐ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر چوما اور ان کے بارے میں خیر کی وصیت فرمائی' آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے' اے عائشہ خیبر میں جو کھانا میں نے کھالیا تھا' اس کی تکلیف برابر محسوس کررہا ہوں۔ اس وقت مجھے محسوس ہورہا ہے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگ جان کٹی جارہی ہے۔ (صحیح بخاری 937/2) آپؐ نے صحابہ کرام کو بھی وصیت فرمائی۔ نماز' نماز اور تمہارے داہنے ہاتھ کی ملکیت (یعنی لونڈی' غلام) آپؐ نے یہ الفاظ کئی بار دہرائے۔ (بخاری 937/2) پھر نزع کی حالت شروع ہوگئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کی اپنے اوپر ٹیک لگوادی۔ ان کا بیان ہے کہ اللہ کی نعمت مجھ پر یہ ہے کہ آپؐ نے میرے گھر میں میری باری کے دن میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور آپؐ کی موت کے وقت اللہ نے میر العاب اور آپؐ کا لعاب اکٹھا کردیا۔ (مسواک چبا کردی تھی) آپؐ 11 ہجری' ربیع الاول کی 12 تاریخ اور سوموار والے دن خالق حقیقی سے اللھم الرفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے جاملے۔ 12 ربیع الاول تمام مورخین کے نزدیک متفقہ تاریخ وفات ہے لیکن افسوس اس دن ہم جشن کا اہتمام کرتے ہیں جبکہ پیدائش کی تاریخ میں مورخین میں اختلاف پایاجاتا ہے۔ آپؐ کی عمر 63 سال 4 دن تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپؐ کی نماز جنازہ پڑھی لیکن عام مسلمانوں کے طریقے سے ہٹ کر۔ جس گھر میں آپؐ فوت ہوئے' اسی جگہ دفن ہوئے۔ دس دس کے گروپ کی شکل میں لوگ حجرۂ عائشہؓ کے اندر داخل ہوکر درود پڑھتے اور واپس ہوجاتے

☆......سیدہ عائشہؓ نے فرمایا ''اللہ کی نعمت مجھ پر یہ ہے کہ آپؐ نے میرے گھر میں میری باری کے دن' میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور آپؐ کی موت کے وقت اللہ نے میر العاب اور آپ کا لعاب اکٹھا کردیا

تھے۔ آپؐ کی وفات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''بے شک آپؐ فوت ہوجانے والے ہیں اور بے شک وہ (کافر) بھی مرجانے والے ہیں۔'' (الزمر 30)

''اور نہیں ہیں محمد (ﷺ) مگر ایک رسول۔ بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہوجائیں یا انہیں قتل کردیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ تو شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔'' (آل عمران 144)

کیا لیکن دلورام کوثری نے نعت گوئی ترک نہ کی۔ رب العزت کے خصوصی کرم سے دلورام نے بالآخر اسلام قبول کرلیا اور نام کوثر علی کوثری رکھا۔

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر:

انسانیت ، محبت باہم تمیز ، عقل
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسول کی

رانا بھگوان داس:

سابقہ قائم مقام چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان

جمال دو عالم تیری ذات عالی
دو عالم کی رونق تری خوش جمالی

پروفیسر جگن ناتھ آزاد:

بڑے چھوٹوں میں جس نے اک اخوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی

گوبند پرشاد فضا:

نبی ایسا کوئی دنیا میں پیدا نہ تھا نہ اب ہے اور نہ ہوگا

پنڈت بالکمند:

نگاہوں کا سکہ دلوں پہ مسلط
جمال اللہ اللہ ، جلال اللہ اللہ

منشی بشیشور پرشاد:

آپ کے پیغام کی بنیاد تھی الہام پر

☆......محمد ﷺ ایک عظیم ہستی اور انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔ جارج برنارڈ شا

اک نئی دنیا بسا ڈالی خدا کے نام پر

امر چند قیس جالندھری:

سائل ہیں اس کے در کے سلاطینِ باوقار
حاصل ہے جن کو رتبہ دربانِ مصطفیٰ

لالہ بیلی رام، رام کشمیری:

نیّر اعظم بنا ہر ذرہ ریگِ عرب
اے محمدؐ دیکھ کر روئے منور آپ کا
رام کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پروا نہیں
رام سے لیکن نہ چھوٹے گا نبی در آپ کا

پربھودیال لکھنؤ:

وہ الہ العالمین ، یہ رحمت للعالمین
عشقِ محبوبِ خدا ، عشقِ خدا سے کم نہیں

مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد۔ سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ حیدر آباد:

رونق جو دوجہاں میں ہے شاہ امم سے ہے
سارا ظہور آپ ہی کے دم قدم سے ہے
بوبکر و عمر و عثمان وحیدر تھے چار عناصر ملت کے
کثرت وحدت میں ہے جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا

منشی تلوک چند محروم:

مبارک پیشوا جسکی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارکباد ، پیش رو جسکا ہے سینہ پاک کینے سے

Leo tolstoy:

Muhammad has always been standing high er than the Christianity. He does not consider God as a human being and never makes himself equal to God. Muslim worship nothing except God and Muhammad is his Messenger. There is not any mystery and secret in it.

ترجمہ : محمدؐ ہمیشہ عیسائیت کے مقابلے میں زیادہ بلند رہا ہے . وہ خدا کو انسان نہیں سمجھتا اور نہ خود کو خدا کے برابر پیش کرتا ہے۔ مسلم کا عقیدہ اس کے سوا نہیں کہ عبادت صرف اللہ کی اور محمدؐ اس کا رسول ہے۔ اس میں کوئی راز اور پوشیدگی نہیں ہے.

Alphonse de LaMartaine:

If greatness of purpose, smallness of means, and astonishing results are the three criteria of a human genuius, who could dare compare any great man in history with muhammad? The most famous men created arms, laws, and empires only. They founded, if anything at all, no more than material powers which often crumbled away before their eyes. This man moved not only armies, legislations, empires peoples, dynasties, but millions of men in one-third of the then inhabited world; and more than that, he moved the alters, the gods, the religions, the ideas , the beliefs and the souls.

الفانسے ڈی لامارٹن:

ترجمہ: مقصد کی عظمت، کم سے کم وسائل، اور حیرت انگیز نتائج ایک عظیم عبقری انسان کے یہ تین معیار ہیں، محمدؐ کے ساتھ تاریخ میں کسی بھی شخص کے ساتھ موازنہ کی ہمت کون کرسکتا ہے؟ سب سے زیادہ مشہور لوگوں نے صرف ہتھیار، قوانین اور سلطنتیں بنائی ہیں۔ انہوں نے اگر کچھ کیا تو زیادہ سے زیادہ اس کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے مادی طاقتیں بنانے سے زیادہ کچھ نہ کیا جو اکثر ان کی آنکھوں کے سامنے ملیامیٹ ہوگئیں۔ یہ آدمی (محمدؐ) نہ صرف فوجوں، قانون سازیوں، سلطنتوں اور خاندانوں کو معرض وجود میں لایا بلکہ اس وقت کی ایک تہائی دنیا میں لاکھوں بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اس نے قربان گاہوں، معبود، مذہب، نظریات، عقائد اور روحوں سمیت سب کو بدل ڈالا۔

انقلابِ فرانس کا بانی روسو:

حضرت محمدؐ ایک انصاف پسند دماغ رکھنے والے انسان اور بلند مرتبہ سیاسی مدبر تھے۔ انہوں نے جو سیاسی نظام قائم کیا، وہ نہایت شاندار تھا۔

دیوان چند شرما:

محمدؐ محبت واخوت ، ہمدردی ورحم دلی، لطف وکرم، شفقت ومروت کا پیکر اور روح تھے، ان کی روحانی قوت کی تاثیر ان کے صحابہؓ کے لیے ناقابل فراموش تھی۔

(Muhammad and the raise of islam

سیاست نبوی ﷺ اور صلح حدیبیہ

دعوت و جہاد کے لیے مشکل حالات میں شرعی تدابیر اختیار کرنا اولی الامر کی بصیرت پر مبنی ہے

مرکزی تربیتی نشست مرید کے سے مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کا علمی و تحقیقی خطاب

میڈیا سیل

سیرت النبی ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت پیش کرو۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل:125)

نبی اکرم ﷺ نے مکی زندگی میں دعوت کا فریضہ بھرپور انداز میں سرانجام دیا۔ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے' قتال فی سبیل اللہ کی اجازت ملی۔ پھر آخری دم تک دعوت کے ساتھ جہاد کے فریضہ کو قائم رکھا اور دین اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کیلئے اللہ کے نبی ﷺ نے یہ دونوں کام بخوبی سرانجام دیئے۔ اللہ کا بے پناہ کرم ہے کہ اس نے ہمیں دعوت و جہاد کے فریضہ کیلئے چنا۔ اس لئے ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے دن، رات دعوت و جہاد کا کام آگے بڑھانا ہے، جب نبوی منہج پر کاربند رہتے ہوئے یہ کام کیا جاتا ہے تو اس کی راہ میں بے شمار مسائل اور پریشانیاں آتی ہیں۔ دشمنان دین اللہ کی راہ میں کام کرنے والوں کیلئے پریشانیاں کھڑی کرتے ہیں۔ انہیں دن رات تنگ کیا جاتا ہے، ایسے موقع پر اللہ کے نبی ﷺ نے صبر اور تحمل کو لازم رکھا، مکی زندگی میں تو لڑنے کا حکم نہیں تھا۔ مصائب اور آلام آتے رہے اور آپ ﷺ صبر و استقامت سے سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ اسی طرح جب جہاد کا حکم ملا تو قتال کے فریضے کو سرانجام دیا اور تمام اطراف میں جتنے مشرکین اور کفار تھے' ان کے ساتھ ٹکراؤ کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ کفار ہر ممکن کوشش کرتے تھے کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹایا جائے لیکن اللہ کا دین دنیا میں غالب ہونے کیلئے آیا ہے' مغلوب ہونے کیلئے نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے حکمت و دانائی کے ساتھ دعوت و جہاد کا فریضہ ادا کیا اور اس کیلئے مختلف تدابیر اپنائیں اور راستے اختیار کئے۔ جب مکہ میں آپ ﷺ کو حد سے زیادہ ستایا گیا تو دعوت کے فریضہ کو قائم رکھنے کیلئے مکہ سے نکلے اور طائف تشریف لے گئے۔ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ طائف اسی لئے گئے تاکہ ہوسکتا ہے اس وادی میں اللہ کے دین کیلئے کوئی مددگار ثابت ہو جائے۔ مکہ میں دین کا کام نہیں کرنے دیا گیا، مشکلات پیدا کی گئیں لیکن طائف میں آ کر مشکلات اور بڑھ گئیں۔ وہاں کے سرداروں نے اپنی قوم کے اوباش لڑکوں کو رسول اکرم ﷺ کے پیچھے لگا دیا اور انہوں نے آپ ﷺ کو پتھر مارنا شروع کر دیئے۔

اللہ اکبر یہ کتنا دردناک منظر ہوگا جب اللہ کے نبی ﷺ اپنی قوم کو اللہ کے دین کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ لوگ نبی ﷺ کو پتھروں سے زخمی کر رہے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ سے ملک الجبال (پہاڑوں کے فرشتے) نے آ کر کہا کہ اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو ان قوموں کو ان دو پہاڑوں کے درمیان تباہ و برباد کر دیا جائے مگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' نہیں اگر آج یہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے تو شاید ان کی اگلی نسل سے کچھ لوگ پیدا ہو جائیں جو اللہ کے دین کا نام لینے والے ہوں۔ نبی اکرم ﷺ اللہ کے دین کی نصرت کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ گئے تو وہاں بھی کوئی سہارا نہ ملا۔

نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت مکہ مکرمہ میں عمرہ کیلئے پہنچے ہیں اور کچھ صحابہ سر منڈوا رہے ہیں۔ جب یہ خواب اللہ کے نبی ﷺ کو آیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بشارت دی اور پھر اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ اور قربانی کے جانور ساتھ لے کر مدینہ سے مکہ کی طرف گئے۔ جب مکہ کی طرف آئے تو اس وقت بھی آپ ﷺ کے سامنے بہت بڑی رکاوٹیں تھیں۔ جب مکہ کے لوگوں کو علم ہوا تو وہ لڑائی کرنے کی نیت سے اپنے گھروں سے نکلے جبکہ نبی ﷺ لڑائی کیلئے نہیں بلکہ امن کی خاطر عمرہ کرنے کیلئے آئے تھے لیکن حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ رک گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ والوں کی طرف بھیجا تاکہ ان سے بات کریں۔ اس پر مکہ والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تو کعبہ کے طواف کی اجازت دی مگر کہا' تمہارے نبی ﷺ کو اس کی اجازت نہیں ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تہیہ کیا کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے بغیر کعبے کا طواف نہیں کریں گے۔ اس موقع پر وہاں لوگوں سے کچھ گڑ

☆...... بظاہر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف صلح حدیبیہ ہوئی لیکن اس سے کفار مکہ پابند ہوئے' ان کی شرارتیں رک گئیں' انہوں نے نبی ﷺ کو مدینہ کا حکمران تسلیم کر لیا۔ تو اس موقع سے اللہ کے رسول ﷺ نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ دعوت کو آفاقی بنا دیا۔ بالآخر مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ نے روم و شام' مصر اور ایران و دیگر علاقوں کے بادشاہوں کے پاس دعوتی خطوط بھیجے۔

بڑھ گئی اور افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ جس پر حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ نے اپنے جمیع صحابہ کے ساتھ بیعت کی کہ جب تک ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ نہیں لیں گے، واپس نہیں جائیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق یہ ایک افواہ تھی جس پر اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی کیا ہے۔ کفار کی طرف سے ان کا ایک لیڈر سہیل بن عمرو رسول کریم ﷺ کی طرف آیا اور بیٹھ کر آپس میں بات چیت ہونے لگی، نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر بڑی حکمت، دانائی اور بصیرت کے ساتھ بڑی عمدہ شرائط رکھ کر دعوت و جہاد کا راستہ پیدا کیا۔ کفار کے نمائندے سہیل بن عمرو کے ساتھ گفتگو ہوئی اور مصالحت نامہ طے ہونے لگا تو انہوں نے یہ شرط عائد کی کہ آپؐ اس سال عمرہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے سمجھا کہ اگر مسلمان اس سال آ گئے تو لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع ملے گا اور وہ کہیں گے کہ انہوں نے مسلمانوں کو بڑی آسانی کے ساتھ اس کی اجازت دے دی ہے لہٰذا اس سال آپ ﷺ عمرہ نہیں کریں گے البتہ اگلے سال آپ ﷺ عمرہ کر سکتے ہیں۔

اس مصالحت نامے میں کفار کی طرف سے بڑی سخت شرائط رکھی گئیں اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو جو بصیرت دی تھی، ہر بندہ اس کو نہیں سمجھ رہا تھا۔ بڑے بڑے صاحب بصیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس موقع پر سخت پریشان تھے۔ خزرج اور اوس قبیلوں کے سردار صحابہ کرام اس معاملے پر سب مضطرب تھے، اللہ کے نبی ﷺ نے مصالحت نامہ لکھنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تو سہیل کہنے لگا، یہ رحمٰن کون ہے۔ ہم تو کسی رحمٰن کو نہیں جانتے، یہ مت لکھو۔ اس پر کچھ صحابہ غصے میں آ گئے کہ ہم رحمٰن ضرور لکھیں گے۔ اس پر اس نے کہا، نہیں ہم رحمٰن کو نہیں جانتے۔ ہم اللہ کو جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ اللھم لکھو تو نبی ﷺ نے کہا کہ "بسم اللہ اللھم" لکھو۔

یہ مصالحت نامہ محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو کے درمیان ہے تو اس پر بھی سہیل معترض ہوا، کہنے لگا، ہم تو آپ ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے، اگر ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیں تو ہماری آپؐ کے ساتھ لڑائی کیا ہے۔ اس لئے محمد رسول اللہ نہ لکھو بلکہ محمد بن عبداللہ لکھو۔ اس بات پر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاص طور پر بہت غضب میں آئے اور اللہ کے نبی ﷺ سے معارضہ کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم مسلمان حق پر نہیں ہیں؟، آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ہم حق پر ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ تو فرمایا، ہاں، میں اللہ کا رسول ہوں تو حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ واحد شخصیت تھے جو اللہ کے رسول ﷺ کے مزاج اور پیش کردہ حکمت کو سمجھ رہے تھے، باقی تمام صحابہ غضب اور غصے میں مضطرب اور پریشان تھے کہ آپ ﷺ کیا کر رہے ہیں؟ کفار جو کہہ رہے ہیں، آپ ﷺ مانتے چلے جا رہے ہیں لیکن اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو بڑی گہری بصیرت عطا فرمائی تھی اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جب جہاد کا میدان لگتا ہے اور منافقین مجاہدین کے بارے طرح طرح کی خبریں نشر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، منافقین کی اس خبر کی جانچ اور گہرائی وہ لوگ جانچ لیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے استنباط کی قوت دی ہوتی ہے۔ استنباط کی قوت ہر بندے میں نہیں ہوتی، زمین سے پانی نکالتے وقت جب کھدائی کرتے ہیں تو کھدائی کے دوران جب ایسی جگہ پر پہنچ جاتے ہیں جہاں پانی مل جاتا ہے تو اسے "نبط" کہتے ہیں جس سے استنباط نکلا ہے۔ استنباط گہرائی میں جا کر بات کی تہہ سے نکتہ نکال لینے کو کہتے ہیں۔ جہاد کے میدان میں مسلمانوں میں بددلی اور کم ہمتی پیدا کرنے کیلئے، بہت ساری باتیں پھیلائی جاتی تھیں۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو دعوت و جہاد سے نفرت دلانا بھی ہوتا تھا تو ایسی کوئی خبر آئے تو اسے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دیں یا ان تک جنہیں اللہ نے بات کی گہرائی تک پہنچنے کا ملکہ عطا کیا ہو۔

میں، آپ اور بہت سارے ایسے بھائی ہیں جو سرسری طور پر بات کو دیکھتے ہیں لیکن اس بات کی گہرائی میں جا کر کہ کیا بات ہمارے لئے فائدہ مند ہے، اس کو ہر بندہ نہیں جانتا۔ یہ بصیرت ان لوگوں کو اللہ نے عطا کی ہوتی ہے، جن کو اللہ نے اولی الامر بنایا ہے، جو تمام حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ﷺ، اللہ کے رسول ہیں۔ ہمیں آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے۔ آپ ﷺ جو کہیں، ہمیں اطاعت کرنی چاہئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے علی! میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں، آپ محمد بن عبداللہ لکھ دیں کیونکہ یہ لوگ مجھے محمد رسول اللہ تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے کہنے سے آپ رسول اللہ کے منصب سے دور نہیں ہوئے، صرف مصالحت اور دعوت و جہاد کا راستہ نکالنے کی خاطر محمد رسول اللہ لکھوانے کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھوانا پسند کیا جس پر صحابہؓ یہ دیکھ اور سن کر پریشان تھے۔

جب یہ مصالحت نامہ طے ہوا اور اس کے بعد کی حکمتیں سامنے آئیں تو سب نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو فیصلہ کیا، وہ برحق ہے۔ مصالحت نامہ میں تیسری شرط بھی بڑی کڑی تھی کہ اگر مکہ والوں میں سے کوئی مسلمان ہو کر مدینے والوں کی طرف چلا جائے تو اس کو واپس کر دیا جائے گا لیکن مدینے والوں میں سے اگر کوئی واپس کفار مکہ کی طرف جائے گا تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ اب یہ شرط بھی بظاہر بہت مشکل تھی کہ ایک شخص مصائب و آلام سے گزرتا ہوا اسلام قبول کر لیتا ہے اور پھر اپنی مسلمان برادری میں آنا چاہتا ہے تو مسلمان برادری اسے واپس کر دے اور وہ دوبارہ انہی دکھوں اور پریشانیوں میں کفار کا قیدی ہو جائے تو بظاہر بہت مشکل بات تھی لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی اس میں بھی کمال حکمت تھی۔ جب یہ صلح نامہ طے ہوا تو ایک مثال بھی پیش ہو گئی۔۔۔۔ اللہ کے نبی ﷺ کی قبول کردہ کافروں کی یہ تین شرطیں جنہیں بظاہر مسلمان اپنے خلاف سمجھ رہے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی ان منظور کردہ شرائط کا جو نتیجہ نکلا، آج ہمیں اس نتیجے پر غور کرنا چاہئے اور مشکل ترین حالات میں اپنے امراء کے کئے گئے فیصلے اور ان کی بصیرت کو مدنظر رکھنا

☆..... صلح حدیبیہ کا جو نتیجہ نکلا، آج ہمیں اس نتیجے پر غور کرنا چاہئے اور مشکل ترین حالات میں اپنے امراء کے کئے گئے فیصلے اور ان کی بصیرت کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

چاہیے۔ اللہ رب العالمین ہمارے امراء کی بصیرت میں نور اور رحمت نازل کرے اور مشکلات میں صحیح راہ پر قائم رہنے اور قوم کو اس پر قائم رکھنے کی ہمت عطا فرمائے۔ دعوت و جہاد ہماری اصل منزل ہے اور باقی جو راستے میں پریشانیاں آتی ہیں وہ وقتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اصل منہج پر قائم رکھے اور ہمارے لئے مختلف راستے پیدا کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے جو حکمت اپنائی اس میں مسلمانوں کیلئے بے شمار فوائد تھے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اس کے چالیس سے زائد فوائد ذکر کیے ہیں۔

اب ہم ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی حکمت عملی کا نتیجہ کیا نکلا؟ کافر مسلمانوں کی قوت اور اسلامی حکومت کو تسلیم نہیں کر رہے تھے اور مسلمانوں کے خطے خصوصاً مدینہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تلے ہوئے تھے۔ اس مقصد کیلئے وہ بار بار حملے کرنے آتے تھے۔ اللہ نے اس معاہدہ کے نتیجے میں قریشیوں اور کفار کو اللہ کے نبی ﷺ کی قوت اور اسلامی حکومت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مذاکرات کر لئے تو آپ ﷺ کی مدینہ کی ریاست اور سلطنت کو انہوں نے تسلیم کر لیا۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ مکے کے کافر جو مسلمانوں کو عمرہ کرنے نہیں دے رہے تھے اور مکہ مکرمہ پر اپنی اجارہ داری قائم کیے ہوئے تھے انہوں نے مسلمانوں کا حق عمرہ بھی تسلیم کر لیا۔ اس سال نہیں تو اگلے سال آپ لوگ عمرہ کرنے آسکتے ہیں۔

تیسرا فائدہ یہ ہوا کہ اس وقت مسلمانوں کا جو سب سے زیادہ دشمنی والا خطہ مکہ تھا وہاں اور اس کے آس پاس کے علاقہ میں مسلمان کفار کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ چوتھا فائدہ یہ ہوا کہ دوسرے قبائل مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کرنے سے ڈرتے تھے جب سن 6 ہجری میں حدیبیہ کا یہ مرحلہ طے ہوا تو باقی کافر قبائل نبی اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ قبیلہ بنو خزاعہ والے نبی ﷺ کے حلیف بن گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فاجر آدمی سے بھی لے لیتا ہے، (فاجر کا اطلاق بدعمل مسلمان پر بھی ہوتا ہے اور کافر پر بھی آتا ہے) نبی ﷺ کے وہ صحابہ کرام جو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے اور حبشہ جا کر انہوں نے اپنی جان، مال اور عزت کو نجاشی کے ہاں محفوظ کر لیا تھا اس صلح حدیبیہ کا یہ بھی نتیجہ نکلا کہ وہ مسلمان باعزت اپنے علاقے مدینہ میں آگئے اور اس سے ان کی جان، مال اور عزت بھی محفوظ ہو گئی۔ مہاجرین کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے امن کی راہ ہموار کر دی۔ اس کا ایک اور فائدہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب کفار پر بڑھا دیا اور کفار کو یقین ہو گیا کہ مسلمان اب غالب ہو کر ہی رہیں گے۔ اس صلح سے ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ بہت سارے مکہ کے سردار آپ ﷺ پر ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوئے جس طرح کہ حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے ان لیڈروں کو جو جنگی چالوں کے ماہرین تھے انہیں بھی دین اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرما دی۔ اسی طرح دین کی دعوت کے پھیلنے کا اور موقع ملا، اللہ کے نبی ﷺ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کفار کے دیگر ممالک میں ان کے سرداروں کو دعوت دین کیلئے خطوط لکھے، ہرقل کو بھی سن 6 ہجری میں خط لکھا اور اس طرح باقی علاقوں کے سرداروں تک بھی دین کی دعوت پہنچی۔ مکے کے کافر، یہودی اور باقی قبائل بھی دین کے دشمن تھے، صلح کے نتیجے میں مکہ والوں کی طرف سے آپ ﷺ کو امن ملا تو آپ ﷺ اپنے دوسرے بڑے دشمن جو یہود تھے ان کے درپے ہوئے، جنگ کے موقع پر یہ بھی ایک بڑی حکمت عملی ہے کہ بعض دشمن قبائل سے مصالحت ہو جائے تو دوسرے دشمنوں کے ساتھ انسان نبرد آزما ہو سکتا ہے، یہی صلح حدیبیہ کا معاملہ مکہ کی فتح کا باعث بن گیا۔

جس مکہ سے اللہ کے نبی ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک ساتھی کے ساتھ مہاجر ہو کر نکلے تھے، صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ دس ہزار کا لشکر لے کر فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے، تو یہ نبی ﷺ کی اس موقع پر اختیار کی گئی سیاسی حکمت عملی اور بصیرت تھی کہ اللہ نے مسلمانوں کیلئے دین کی دعوت کیلئے اسباب پیدا کیئے اور اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی راہ میں بڑی بڑی رکاوٹوں کا ازالہ کیا۔

آج کے اس دور میں بھی جب تک آپ جہاد کا نام لیتے رہیں گے کفار اور مشرکین آپ کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتے رہیں گے۔ بعض اوقات دعوت جو جہاد سے ہٹ کر ہوتی ہے وہ برداشت کر لی جاتی ہے لیکن جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ برداشت نہیں کیا جاتا اور وہ اس کیلئے نت نئی مصیبتیں، نت نئے قوانین، نت نئی مشکلات پیدا کرتے رہتے ہیں، ایمان والے بعض اوقات کفار کے بین الاقوامی قوانین سے مرعوب ہو کر ایسی رائے اپنانا شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے دین کا کام کرنے والے لوگ پریشانیوں سے گزرتے ہیں۔ ایسی پریشانیوں کی حالت میں ایسی حکمت عملی والی پالیسی وضع کرنا جس سے جماعت بھی محفوظ رہے، دعوت کا فریضہ بھی قائم رہے اور جہاد فی سبیل اللہ کا عمل بھی جاری رہے، یہ ہمارے اکابرین، علماء اور امراء کا مدبرانہ فیصلہ ہے جس کی بنیاد پر اللہ نے ہماری جماعت کو کوئی نہ کوئی راستہ کسی نہ کسی موقع سے دے دیا ہوتا ہے اور یہ اس حکمت عملی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے ظاہری طور پر کوئی فیصلے دل کو اچھے نہ بھی لگیں تو صلح حدیبیہ سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ وہ صحابہ کرام جو آپ کے اس فیصلے پر مضطرب تھے اللہ رب العالمین نے اتنی کامل اطاعت ان کو رسول اللہ ﷺ کی سکھائی کہ اضطراب کے باوجود اللہ کے نبی ﷺ کی بات پر خاموش ہو گئے، تو بسا اوقات بظاہر مشکل فیصلے انسان کی طبیعت پر ناگوار گزرتے ہیں لیکن اکابر کی حکمت عملی کو مدنظر رکھ ان فیصلوں کو تسلیم کر لیا جائے تو اللہ اس میں خیر پیدا کر دیتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت کے اندر اللہ کی یہ ایک خاص رحمت ہے بعض مسائل میں اختلاف کے باوجود اللہ نے ہمیں پھوٹ کا شکار نہیں ہونے دیا۔ دشمن تو یہ چاہتا ہے کہ جماعت کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے اور کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کو کمزور کر دیا جائے۔ اللہ رب العالمین نے اس جماعت پر اپنی خصوصی رحمت رکھی ہے کہ اسے سازشوں سے محفوظ رکھا ہے۔ مشکلات اور مسائل میں مل کر کام کرنا ہم سب کا فریضہ ہے اور ہم میں سے ہر فرد کو اپنی ہمت کے مطابق پوری کوشش کرنی چاہئے کہ دعوت و جہاد کا یہ کام کبھی رکے نہیں اور مصائب اور مشکلات آئیں تو اپنے اکابرین کے فیصلوں کو تسلیم کر کے دعوت و جہاد کے کام کو جاری رکھا جائے۔ اللہ رب العالمین مجھے اور آپ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: تقریر کے آخر میں شیخ صاحب کی آنکھیں اس وقت آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں جب انہوں نے حافظ سیف اللہ منصورؒ کی خدمات کا تذکرہ کرنا چاہا مگر شدت جذبات سے کچھ بیان نہ کر پائے۔ اس دوران ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور احساس دلایا کہ ہر کارکن کو ان کی طرح بے لوث ہو کر محنت کرنا چاہیے۔ تنکا تنکا کر کے جس طرح پرندے آشیانہ بناتے ہیں انہوں نے جماعت کے کارکنان کی کھیپ تیار کی۔ ایک پودا لگایا تھا جو آج تناور درخت بن چکا ہے۔ ان کے لگائے ہوئے پودے کا پھل آج ہم کھا رہے ہیں۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

حکم کے منتظر ہوں اور وہ آ کے کہے' یہ سب دینی مدرسوں والے غلط لوگ ہیں۔ یہ مسجدوں کی حیثیت کیا ہے' ان کو بند کرو' ان کے مدرسے بند کرو۔ یہ قرآن پڑھانا بند کرو۔ سورۂ توبہ پر پابندی لگاؤ۔ انفال کو اپنے نصابوں سے نکالو' سیرت کے ابواب ختم کرو۔ یہ جو تم اپنے نصابوں کے اندر نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور ان کے جہادی غزوات پڑھا

☆......نبی ﷺ نے کشکول پکڑ کر مانگنا نہیں سکھایا بلکہ فرمایا "جو دنیا میں مانگ کے گزارا کرے گا' قیامت کے دن اس کے چہرے کی آب و تاب ختم ہو گی اور اس کے چہرے پر جلد ہی باقی نہیں رہے گی۔"

رہے ہو انہیں نکال دو کیونکہ اگر یہ پاکستانی مدرسوں کے نصابوں میں پڑھایا جائے گا تو پھر پاکستان میں بدری لوگ پیدا ہوں گے۔ امریکہ اگر یہ حکمنامے جاری کرے' آپ اس کو مطمئن کرنے کے لیے کہیں' جناب بالکل ایسے ہی ہوگا۔ ہم نے نصاب بدل دیے ہیں۔ ہم نے آپ کے حکموں پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ آپ جن کو دہشت گرد کہتے ہو' ہم نے ان پر ملک میں پابندی لگا رکھی ہے' مزید پابندیاں بھی لگائیں گے' وہ اگر مطمئن ہوں اور تھوڑے سے پیسے دے دیں جس میں تمہارا چند دنوں کا گزارہ ہو جائے تو اس طرح مدینے کی ریاست نہیں بنے گی۔ امداد کے لیے امریکی ڈکٹیشن لینا بند کرنا ہوگی اور میرا یقین وایمان ہے کہ ان شاء اللہ پاکستان میں اتنی خیر موجود ہے' پاکستان کے لوگوں میں ایسے جذبے موجود ہیں کہ اگر حکمران سچے بن جائیں تو عوام ان سے زیادہ ان شاء اللہ سچے بن کے دکھائیں گے' ان سے زیادہ ایثار و قربانی کے مظاہرے کریں گے۔ یہ میرا یقین ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہم بھوک برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ قوم کو اس کے لیے تیار کرنا ہوگا۔ بڑے بڑے مقاصد تب ہی حاصل ہوتے ہیں۔ مدینہ کی ریاست اس سے زیادہ مشکل معاشی حالات میں بنی تھی۔

بخاری میں ہے' حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں' ایک عورت کے ساتھ دو بچے تھے۔ وہ آ کر دروازہ کھٹکھٹا کر کہتی ہے' میرے بچے بھوکے ہیں' ہم نے کچھ نہیں کھایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتی ہیں' گھر میں ایک کھجور پڑی ہے' عائشہ رضی اللہ عنہا وہ کھجور اٹھا کر اس عورت کو دے دیتی ہیں۔ وہ عورت اس کھجور کے دو حصے کرتی ہے۔ ایک حصہ ایک بچے کے منہ میں' دوسرا حصہ دوسرے بچے کے منہ میں۔ دعائیں دیتی ہوئی واپس جا رہی ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ تھے وہ حالات جن میں مدینہ کی اسٹیٹ قائم ہوئی' کیا ہمارے حالات اتنے مشکل ہیں' ہماری اکثریت تو تین وقت روٹی پیٹ بھر کے کھاتی ہے۔ ہوٹلوں میں روزانہ کروڑوں کا کھانا ضائع ہوتا ہے' پھر بھی ہم خود کو انتہائی غریب سمجھتے ہیں اور دہائیاں دیتے ہیں' مدینہ میں ہم سے ہزار گنا زیادہ غربت تھی لیکن اتنے سخت معاشی حالات میں بھی کسی سے بھیک نہ مانگی گئی۔ آج اسی منہج پر تربیت کرنی ہوگی۔ میں حکمرانوں کو صاف کہتا ہوں' تمہارے خزانے خالی ہو جائیں' کوئی پروا نہ کرو۔ تمہارے دل ایمانوں سے خالی نہیں ہونے چاہئیں (ہال تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا)۔ یاد رکھو! خزانے خالی ہوں گے تو میرا رب بھردے گا۔ دل ایمان سے خالی ہو گئے تو ان کے اندر نفاق آئے گا اور جب ایمان کی جگہ نفاق آتا ہے تو ملکوں' معاشروں میں بربادیاں آتی ہیں۔ پھر اصلاح بڑی مشکل سے ہوتی ہے۔ یہ بڑے بنیادی مسئلے ہیں۔ کوئی پروا نہ کرو' ڈٹ کر کھڑے ہو جاؤ اور ان شاء اللہ آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا' انڈیا حملہ کر سکتا ہے نہ امریکہ۔ امریکہ نے افغانستان میں اپنی حیثیت کو دیکھ لیا۔ افغانیوں نے مار مار کے امریکیوں کو دنبہ بنا دیا۔ وہ امریکہ اس پاکستان کا بھی ان شاء اللہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ نے ہمارے جوانوں کو جو قوت بخشی ہے' قربانی و شہادت کے جو جذبے اللہ نے عطا فرمائے ہیں' واللہ! ایسی قوت دنیا میں نہ کسی فوج میں ہے نہ معاشرے میں۔ اللہ نے اس ملک کو بہت کچھ دیا ہے۔ اس ملک کو صرف ایک سچے اور اللہ سے ڈرنے والے حکمران کی ضرورت ہے جو نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے مطابق تربیت کر کے اس ملک کو' اس ملک کے معاشرے کو اور مسلمانوں کو کھڑا کر دے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حکمران کو ہی دنیا کی قیادت عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

آج بڑے بڑے معاشی مسائل بیان کیے جا رہے ہیں لیکن یہ نہیں سوچا جاتا کہ کھربوں ڈالر خرچ کر کے عیاشیوں کے سامان مہیا کرنا جب حکومتوں کی ترجیح ہو جائے' قوم کی تربیت کی بجائے یہ سہولتیں طریقہ و منہج بن جائے' اس پر حکومتیں بدلیں' حکومتیں بنائی جائیں' چلائی جائیں اور پھر نام لیں مدینہ کی ریاست کا تو ایسے کام نہیں چلے گا۔ اب بہت بڑے فیصلے کی ضرورت ہے۔ بہت بڑی جرأت کی ضرورت ہے۔ ذہن سازی کی ضرورت ہے۔ تربیت کی ضرورت ہے۔

سبحان اللہ! نبی اکرم ﷺ نے ایک امت قائم کی۔ علاقوں کا فرق ختم کر دیا۔ آج پاکستان میں ڈیم نہیں بن سکتے' یہ ہمارے علاقوں کا مسئلہ بن گیا ہے۔ یہاں لوگ لیڈر بنتے ہیں' رنگ و نسل اور علاقے و زبان کی بنیاد پر سیاستیں کرتے ہیں' قوم سے دھوکے کرتے ہیں' دراصل یہ انڈیا سے تنخواہیں لیتے ہیں اور پاکستان میں ڈیم بننے کی مخالفت کرتے ہیں۔ واللہ! عوام کی تربیت اس سطح پر کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسے لیڈروں کی حیثیت ہی ختم ہو جائے جو علاقے اور زبان کی بنیاد پر عوام کو لڑاتے ہیں۔

اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے:

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ

(الحجرات: 14)

جب تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوگا' تب تک مسئلہ حل نہیں ہوگا اور نہ تمہارے دعوے کسی کام کے ہوں گے۔

حکمرانو! مدینے والا معاشرہ قائم کرنا پڑے گا۔ یہ تربیت کرنی پڑے گی۔ اپنے تربیتی تعلیمی اداروں کو تبدیل کرنا پڑے گا۔ پروفیسروں کے ذہن بدلنے پڑیں گے۔ نصابوں کی اصلاح کرنی پڑے گی۔ قرآن و حدیث اور سیرتِ رسول ﷺ اور سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اہمیت دینی پڑے گی۔ یہ نصاب پڑھیں گے تو ان شاء اللہ العزیز پھر ذہن سازی ہوگی۔ معاشرے کی تربیت پہلی بنیاد ہے جس نے پورے معاشرے کو بدل کر رکھ دیا تھا' سوچیں تبدیل کر کے رکھ دی تھیں اور جب سوچیں تبدیل ہو جائیں تو قومیں بڑے بڑے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کے لیے یہ معاشی مسئلے' یہ سیاسی مسئلے' امریکہ کے مسئلے' ان کے حکمنامے' واللہ! کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ آج امت کو ایسی ہی تربیت کی ضرورت ہے' جو مدینہ کی اسٹیٹ کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کیا ایک مجلس کی تین طلاق صرف غیر شرعی ہے یا قابل سزا بھی ہو سکتی ہے؟

جید علما سے گفتگو کے آئینے میں

علمی سروے

جمع وترتیب: محمد قاسم حمدان

طلاق ثلاثہ یعنی اکٹھی تین طلاقیں دینا قابل سزا جرم

بھارت کی سپریم کورٹ میں پانچ رکنی بنچ نے اگست 2017ء میں طلاق ثلاثہ کو غیر آئینی قرار دیا تھا۔اس بل کے مطابق بیک وقت تین طلاقیں دینے والے شخص کو تین سال قید کی سزا ہوگی' سرے سے ایک طلاق بھی نہیں ہوگی' خاتون کو گزر بسر کے لیے خرچ بھی دینا ہوگا اور شوہر پر جرمانہ بھی ہوگا۔پاکستان میں بھی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر قبلہ ایاز نے کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے بیک وقت تین طلاقیں دینے کو جرم قرار دینے کی سفارش کی ہے اور ایسا کرنے والے کو قانون کے مطابق 6 ماہ قید اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا دی جائے۔ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کا کہنا ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے گا۔

☆......کیا ایک مجلس کی تین طلاق صرف غیر شرعی ہے یا قابل سزا بھی ہو سکتی ہے؟اس مسئلے پر ہم نے جید علماء کرام سے رابطہ کیا تاکہ اس سلسلے میں وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی کریں تو آئیے علماء کرام کی آراء سے آگہی حاصل کریں۔

مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب واليه المرجع والماب

کتاب وسنت کی رو سے اکٹھی تین طلاقیں دینا شریعت کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہے اور حدود اللہ سے تجاوز ہے۔اللہ تعالی نے دو رجعی طلاقوں کا ذکر کرکے فرمایا:

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (البقرہ229)

ترجمہ:یہ اللہ کی حدیں ہیں،سوان سے آگے مت بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے گا تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

اور تیسری طلاق کا ذکر کرکے فرمایا ''وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (البقرہ230)

ترجمہ:اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، وہ انھیں ان لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے جو جانتے ہیں۔

پھر اس کے بعد اگلی آیت میں عورتوں کو گھروں میں صحیح آباد نہ کرنا اور نہ طلاق دے کر اسے آزاد کرنے کا ذکر کرکے فرمایا: وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا (البقرہ231)اور اللہ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ۔

ان آیات بینات میں طلاق کو حدود اللہ قرار دیا ہے اور اسے شرعی طریقے کے مطابق ہی جاری کرنا چاہیے۔ استہزاء اور مذاق بنانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔شرعی طور پر عورتوں کو اگر طلاق دینی ہو تو جب عورت حالت حیض سے پاک ہو جائے اور مرد اس کے ساتھ صحبت نہ کرے تو ایک طلاق دے دے۔اس میں دوران عدت اسے صلح کا حق بھی حاصل ہے اور اگر عدت گزر جائے تو از سر نو نکاح کرکے پھر اپنا گھر آباد بھی کر سکتا ہے۔اس طرح دو بار اللہ نے صلح اور رجوع کا حق دیا ہے۔پھر اگر تیسرے وقت میں تیسری طلاق دے تو پھر عورت اس کے لئے حلال نہیں رہتی۔

امام طبری سورۃ طلاق کی آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (الطلاق1)

اے نبیؐ جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے لئے انہیں طلاق دو' کے تحت لکھتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے بالطهر فی غیر جماع یعنی حالت طہر میں جماع کے بغیر طلاق دو۔لہذا حالت حیض کی بجائے حالت طہر میں طلاق دیں اور ان کی عدت کو شمار کریں۔

یہ جو اکٹھی تین طلاقیں دینے کی عادت اور رواج قائم ہو چکا ہے' یہ شرع کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہے اور حدود اللہ سے تجاوز ہے۔اس طرح ایک متکلم فیہ روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک آدمی نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو آپ ﷺ غصہ کی حالت میں کھڑے ہو گئے پھر فرمایا: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَقْتُلُهُ (نسائی کتاب الطلاق 3401)

کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ

☆......عدالتوں کے باہر بیٹھے اشٹام فروشوں اور عرضی نویسوں کو طلاق دینے کی درست عبارت تحریر کروائی جائے۔مفتی مبشر احمد ربانی

☆......موجودہ حالات میں مسئلہ طلاق ثلاثہ کو کھلواڑ بنانے پر شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے قانون سازی ضرور ہونی چاہیے۔علماء کی متفقہ رائے

کھیلا جارہا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی کھڑا ہوااور کہنے لگا ''یارسول اللہ کیا میں اسے قتل نہ کردوں۔''

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا کتاب اللہ سے کھیل ہے اور نصوص قرآنیہ سے بھی یہی بات معلوم ہو رہی ہے۔ لہٰذا اکٹھی تین طلاقیں دینے پر پابندی عائد کرنی چاہئے تاکہ کوئی شخص شرع کے ساتھ کھلواڑ نہ کرے اور حدود اللہ کی پامالی نہ ہو۔ اس طرح عدالتوں اور کچہریوں کے باہر اشٹام فروش اور عرضی نویس جو طلاق کے متعلقہ ایک مروجہ عبارت بنائے ہوئے ہیں جس میں اکٹھی تین طلاقیں درج ہوتی ہیں انہیں بھی اس کام سے باز رکھنے کی صورت پیدا کرنی چاہئے۔ اکثر لوگ طلاق کے طریقے سے ناواقف ہیں' انہیں طلاق دینے کا شرعی طریقہ سمجھنا چاہئے تاکہ حدود اللہ کی پامالی سے بچا جاسکے۔

علامہ سندھی حاشیہ نسائی میں مذکورہ بالا روایت کی شرح میں راقم ہیں۔

المراد به قوله تعالى الطلاق مرتان الى قوله تعالى وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا فان معناه التطليق الشرعى تَطْلِيقَة بَعْد تَطْلِيقَة عَلَى التَّفْرِيق دُون الْجَمْع وَالْإِرْسَال مَرَّةً وَّاحِدَةً وَلَمْ يُرِدْ بِالْمَرَّتَيْنِ التَّثْنِيَة وَمِثْله قَوْله تَعَالَى ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَر كَرَّتَيْنِ أَيْ كَرَّة بَعْد كَرَّة لَا كَرَّتَيْنِ اثْنَتَيْنِ

ترجمہ: اس کا معنی یہ ہے کہ شرعی طلاق دی جائے یعنی ایک طلاق کے بعد دوسری طلاق' علیحدہ علیحدہ' اکٹھی کئے بغیر ایک ہی بار اور اس مرتین سے مراد تثنیہ نہیں ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے پھر تو اپنی نگاہ دوبارہ لوٹا یعنی ایک کے بعد دوسری بار نہ کہ دو بار۔

اسی طرح علامہ سندھی لکھتے ہیں وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا " اى بالجمع بين الثلاث والزيادة عليها فكلاهما لعب واستهزاء والجد والعزيمة ان يطلق واحدا وان اراد الثلاثة ينبغى ان يفرق۔ (حاشیہ سندھی)

یعنی اکٹھی تین یا تین سے زیادہ۔ یہ دونوں طریقے کھیل اور مذاق ہیں جبکہ صحیح اور حقیقت پسندانہ طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق دی جائے اور اگر وہ تین ہی کا ارادہ کرے تو اس کو علیحدہ علیحدہ دینی چاہئے۔

جب ایک شخص نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی تو اسے قتل کا نہیں کہا گیا۔ اس سے اصل میں زجر و توبیخ مراد ہے۔ شرع محمدیؐ میں اکٹھی تین طلاق دینے پر کوئی معین سزا وارد نہیں ہوئی۔ معین سزا تو مخصوص حدود کے تجاوز پر وارد ہوتی ہے۔

البتہ شریعت کے احکام کی پامالی پر مسلم حاکم تعزیری سزا دے سکتا ہے۔ اور وہ مجرم کے جرم کی نوعیت دیکھ کر قاضی فیصلہ کرے۔ ابو بردہ رضی اللہ نے کہا' رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے لا يجلد فوق عشر جلدات الا فى حد من حدود الله۔

(صحیح البخاری کتاب المحاربین 6848 صحیح مسلم 1708 ابوداؤد 4491 ترمذی 1463 ابن ماجہ 2601)

دس سے زائد کوڑے نہ لگائے جائیں مگر اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں۔

زنا' چوری' شراب' قصاص' قذف' حرابہ' ارتداد کی سزائیں معین ہیں البتہ باقی جرائم جیسے ترک صلاۃ' رمضان میں روزے ترک کرنا' خنزیر و گدھے کا گوشت کھانا وغیرہ جیسے جرائم میں تعزیراً سزا دی جاسکتی ہے۔

البتہ حکومت وقت کو چاہئے کہ جن جرائم کی سزا مقرر نہیں ہے' ان میں مجرم کے جرم کی تحقیق کے بعد کوئی سزا مقرر کر کے قاضی اسے دے دے۔ تاہم طلاق کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ

1۔ طلاق کا صحیح طریقہ متعارف کروایا جائے۔

2۔ عدالتوں کے باہر بیٹھے طلاق نویسوں کی عبارت طلاق درست کی جائے۔

3۔ اور طلاق ثلاثہ نافذ کر کے حلالہ کا دروازہ دکھانے والوں کی بھی خبر گیری کی جائے جس پر شرع محمدیؐ میں لعنت وارد ہوئی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو رجم کی سزا دیتے ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اسے زنا قرار دیتے ہیں۔ تفصیل کے لئے راقم کی کتاب '' آپ کے مسائل اور ان کا حل'' دیکھیں۔

4۔ اکٹھی تین طلاقیں دینے والے افراد کی تربیت کے لئے ریڈیو ٹی وی اور دیگر ذرائع ابلاغ پر سنت کے مطابق طلاق کا طریقہ' خلاف شرع طلاق کے عواقب و نتائج گھریلو زندگی کو پرسکون کیسے بنایا جاسکتا ہے' مرد و زن کے حقوق وغیرہ پر سنجیدہ علماء کے دروس کا اہتمام کیا جائے۔ هذا ما عندى والله اعلم بالصواب

مولانا علی مرتضیٰ طاہر شیخ الحدیث

جامعہ ام حبیبہ للبنات

قرآن حکیم میں ہے۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔ (البقرہ 229)

یعنی طلاقیں اب لامحدود نہیں رہیں بلکہ دو طلاقوں کے بعد یہ دروازہ بند ہے' اس کے بعد بیوی کو اپنے پاس رکھے یا تیسری طلاق دے کر اسے آزاد کر دے۔

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں منشائے شریعت کے خلاف ہیں اور ایسے ہی ایک معاملے پر نبی کریم ﷺ نے انتہائی غصے کا مظاہرہ فرمایا تھا بلکہ آپؐ نے فرمایا تھا۔ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جارہا ہے اور میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں۔ اور کتاب اللہ کو اہمیت نہ دینا اپنی جگہ ایک قابل مواخذہ عمل ہے۔ اللہ رب العزت نے الگ الگ تین طلاقیں مرد کو سوچنے سمجھنے کے لئے عطا کی ہیں لہٰذا کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی آسانیوں کو تنگی میں تبدیل کر دے۔ نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جب دیکھا کہ لوگ اس آیت کا غلط مطلب لیتے ہوئے بیک وقت تین طلاقیں دے رہے ہیں تو اس پر انہوں نے اس کی یہ سزا مقرر کر دی کہ اسے تین ہی سمجھا

☆...... ہر حکومت کا استحقاق ہوتا ہے کہ معاشرے میں اخلاقی گراوٹ کو روکنے کے لئے تعزیر نافذ کرے۔ ضیاء اللہ شاہ بخاری

☆...... تین اکٹھی طلاقوں کو تین شمار کرنا ایک انتہا ہے اور تین طلاقوں کو ایک طلاق بھی نہ کہنا دوسری انتہاء ہے...... دونوں انتہاؤں کے درمیان معتدل اور متوسط فیصلہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔ مفتی محمد یوسف طیبی

جائے جو کہ مرد کے لئے ایک قسم کی سزا ہی تھی۔

پاکستانی عدالتوں کو بھی چاہئے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی تجاویز کے مطابق انہیں غیر شرعی قرار دینے کے ساتھ اس پر سزا بھی رکھے کو کہ شریعت نے اس پر کوئی سزا مقرر نہیں کی لیکن تعزیری اور تادیبی کارروائی کرتے ہوئے سزا بھی مقرر کی جاسکتی ہے' قابل غور ہے کہ عوام کے ساتھ وہ علماء جو بیک وقت تین طلاقوں کو طلاق بائنہ قرار دیتے ہیں' ان کے خلاف بھی حکومت تادیبی کارروائی کرے اور انہیں کتاب وسنت کے مطابق مسئلہ بتانے کا پابند بنائے۔

مفتی خاور رشید بٹ صاحب' مفتی عطاء الرحمٰن علوی صاحب' مفتی یحییٰ عارفی صاحب' مفتی ابوعبداللہ طارق صاحب' مفتی عتیق الرحمٰن علوی صاحب کی متفقہ آراء

1۔ کیا یک بارگی تین طلاقیں دینے والے کو سزا اور جرمانہ ہونا چاہیے؟

نبی مکرم ﷺ کے پاس جب ایک آدمی کا معاملہ لایا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے ڈالی ہیں یہ (سن کر) آپ غصے سے کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے۔ ایلعب بکتاب الله وانا بین اظهرکم میں تمہارے درمیان ابھی موجود ہوں اور تم (ابھی سے) اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کرنے لگے ہو (آپ کا غصہ دیکھ کر آپ کی بات سن کر) ایک شخص کھڑا ہوگیا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول کیوں نہ میں اسے قتل کردوں؟

چاہئے تو یہ تھا کہ وہ شخص ایک بار طلاق کا لفظ استعمال کرتا لیکن اس شرعی طریقے کو چھوڑنے پر آپ کو اتنا غصہ آیا کہ پاس بیٹھے شخص نے قتل کی اجازت مانگ لی۔ تو سمجھ یہ آتی ہے کہ ایسے شرعی مسئلہ کو بازیچۂ اطفال بنانے والوں کو تعزیراً سزا دی جاسکتی ہے اور سد باب کے لئے جرمانہ وغیرہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں جب اس مسئلہ میں قانون سازی کی تو ایسے لوگوں کو آپؓ کوڑے بھی لگاتے تھے جو ایک طلاق دینے کی بجائے اکٹھی تین طلاقیں دے دیتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی سہولت کے لئے ان کو رسوائی سے بچانے کے لئے تین مواقع دیئے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے یہ مواقع ضائع کرتے ہیں۔ اور پھر در بدر فتویٰ لینے کے لئے منتیں کرتے نظر آتے ہیں۔

2۔ طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

اب اس قانون کے دوسرے جزو کو دیکھتے ہیں کہ اکٹھی تین طلاقیں دینے والوں کی طلاق بھی شمار نہیں ہوگی۔ اب اس مسئلہ میں 3 قسم کے گروہ ہیں۔ 1۔ طلاق واقع ہی نہیں ہوگی۔ 2۔ ایک طلاق واقع ہوگی۔ 3۔ تین طلاقیں واقع ہوں گی اور صلح کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

پہلا موقف طلاق واقع نہ ہونے والا اور تیسرا موقف کہ تین ہی واقع ہوجائیں گی' کتاب وسنت سے ثابت نہیں اور اکٹھی تین طلاقیں دینے والے نے اگرچہ غلط کیا ہے' اسے ایک طلاق دینی چاہئے تھی لیکن چونکہ اس نے طلاق دے دی ہے' اب وہ ایک طلاق شمار ہوگی۔ یہ موقف دلائل سے ثابت ہے۔

دلیل نمبر 1۔ حضرت رکانہؓ نے جب اپنی اہلیہ کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو بہت مغموم ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے اپنے معاملہ کا ذکر کیا۔ آپؐ نے پوچھا: تم نے طلاق کیسے دی ہے؟ اس نے کہا' میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' ایک ہی مجلس

لہٰذا بھارت ہو یا پاکستان' قانون میں شرعاً جو حکم ہے' ایک طلاق واقع ہونے کا ہے' اس کا اطلاق ہونا چاہئے۔ طلاق واقع ہی نہ ہونا یا پھر تین کا وقوع' دونوں موقف شریعت سے متصادم ہیں اور لوگوں کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔

پس خلاصۂ کلام یہ ہے کہ موجودہ حالات میں اس مسئلہ کو کھلواڑ بنانے پر قانون سازی ہونی چاہئے لیکن شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے۔ اکٹھی تین طلاقیں دینی ہی نہیں چاہئیں' سنت طریقہ کو اپنانا چاہئے لیکن اگر کوئی دے دے تو وہ ایک طلاق شمار ہوگی اور حکومت اس کے لئے سزا بھی متعین کرسکتی ہے۔ اور اگر وہ طلاق رجعی ہے تو عورت کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر عائد ہوگی عدت کی تکمیل تک۔

مولانا احسان الحق شہباز حفظہ اللہ

مہتمم دورہ تدریب الدعاۃ مرکز القادسیہ لاہور

☆......اکٹھی تین طلاقوں کی آڑ میں حلالہ کے ذریعے عزتیں و آبروئیں لوٹی جارہی ہیں۔ اس کے سد باب کے لئے حکومت کا تعزیراً گو کرنا ضروری ہے۔ علامہ زبیر احمد ظہیر

☆......اکٹھی تین طلاقیں دینا تو ہمارے آئین کی بھی صریح خلاف ورزی ہے اور قابل تعزیر ہے۔ مولانا عبدالعزیز علوی

☆......مسلم شریف کی روایت ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی۔ حافظ عبدالغفار روپڑی

میں؟ اس نے کہا: ہاں جی تو آپؐ نے فرمایا: یہ ایک (طلاق) ہی ہوئی ہے' تم اگر اس سے رجوع (صلح) کرنا چاہو تو کرسکتے ہو چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا۔ (مسند احمد 265/1 بیہقی 339/7)

نبی مکرم ﷺ کا کتنا واضح فتویٰ ہے' جس نے اکٹھی تین طلاقیں دیں' اس کی طلاق کو ''ایک طلاق'' شمار کیا ہے۔

حضرت رکانہؓ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا فتویٰ اور فیصلہ یہی ہے کہ اگر کوئی تین طلاقیں اکٹھی دیتا ہے تو کام تو غلط کیا لیکن طلاق ایک ضرور واقع ہوگی۔ یہی فیصلہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں لوگوں کو سنت طریقہ چھوڑ کر یہ روش اپنانے پر تعزیر قائم کرتے ہوئے تین طلاق کے نفاذ کا فیصلہ کیا تھا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ

أُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَقْتُلُهُ

رسول اللہؐ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپؐ غضبناک ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا' کیا کتاب اللہ کو کھلونا بنالیا گیا ہے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں حتیٰ کہ ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا' یارسول اللہ ﷺ' کیا میں اسے قتل نہ کردوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا کتاب اللہ کو کھلونا بنانے کے مترادف ہے اور

باقی صفحہ 55 پر

قرآن وسنت کی روشنی میں

مسائل واحکام

آپ کے سوال

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دارالعلوم المحمدیہ لوکوورکشاپ لاہور

دجال کیا ہے؟

س: دجال کے بارے میں معلومات دیں۔

الجواب بعون الوهاب

لفظ ''دجال'' دجل سے مشتق ہے۔ اس کا معنی دھوکا اور فریب دینا ہے۔ دجال مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا معنی بہت زیادہ دھوکے باز ہے۔ (مسیح دجال حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر کے لوگوں کو بہت زیادہ دھوکے میں مبتلا کرے گا)

مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ سیاحت سے بنا ہے اور مسیح دجال چالیس دن تک زمین کی سیر و سیاحت کرے گا یا اس لئے کہ مسیح ممسوح کے معنی میں ہے اور دجال کی آنکھ ممسوح یعنی خراب اور کانی ہوگی۔ (مسلم 2933)

ارشاد نبویؐ ہے' دجال چھوٹے قد کا گھنگریالے بالوں والا اور اس کی آنکھ کانی اور مٹی ہوئی ہوگی' نہ بہت اونچی اور نہ بہت دھنسی ہوئی ہوگی۔ پھر بھی اگر تمہیں اس کے بارے میں شبہ ہو تو خوب جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں۔ (ابوداؤد 4312)

حدیث نبویؐ ہے کہ پیدائش آدم سے تاقیامت دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ (مسلم 2946' مسند احمد 29/4)

دجال کی شعبدہ بازیاں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کے ساتھ پانی کی نہر اور آگ ہوگی۔ تم میں سے کوئی اسے پائے تو جو دیکھنے میں آگ ہو' اس میں داخل ہوجائے' وہ میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔ (بخاری: 3450' مسلم 2934)

ایک روایت میں ہے کہ دجال گھنے بالوں والا ہے' اس کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی اور حقیقت میں اس کی آگ جنت اور اس کی جنت آگ ہوگی۔ (مسلم 2934)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال زمین میں بارش کی طرح تیز چلے گا جسے ہوا پیچھے سے دھکیلتی ہے اور ایک قوم کے پاس جا کر انہیں کفر کی دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مان لیں گے' وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا۔ پھر زمین کو حکم دے گا تو وہ چارا اور غلہ اگائے گی' ان کے جانور چریں گے ان کے کوہان پہلے سے اونچے' تھن پہلے سے زیادہ بڑے اور کوکھیں خوب پھولی ہوں گی۔ پھر دجال ایک قوم کے پاس آ کر ان کو کفر کی دعوت دے گا تو وہ انکار کردیں گے پھر وہ ان سے واپس پلٹے گا تو وہ لوگ قحط اور خشک سالی کا شکار ہوجائیں گے حتی کہ ان کے ہاتھ میں مال و دولت میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ دجال ایک بنجر اور ویران زمین کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا' اپنے خزانے نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس ایسے جمع ہوجائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں ملکہ مکھی کے پاس آ کر ہجوم کرتی ہیں۔ پھر دجال ایک گبرو جوان کو بلائے گا اسے تلوار کے ساتھ قتل کر کے دو ٹکڑے کردے گا' پھر اسے بلائے گا تو وہ جوان چمکتے دمکتے اور ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ اس کی طرف آئے گا۔ (مسلم: 2937)

ایک روایت میں ہے کہ اس کی طرف ایک افضل

ترین آدمی آئے گا تو وہ اپنے کارندوں کو کہے گا' اگر میں اسے قتل کرکے زندہ کردوں تو کیا تم شک کروگے' وہ کہیں گے' نہیں تو وہ اسے قتل کرکے زندہ کردے گا تو وہ مومن کہے گا' اللہ کی قسم! مجھے تیرے بارے میں اتنی بصیرت پہلے نہ تھی جتنی اب حاصل ہوئی ہے کہ تو واقعتاً دجال ہے۔اس کے بعد دجال پھر اسے قتل کرنا چاہے گا لیکن اس مرتبہ وہ اسے مار نہ سکے گا۔ (بخاری 7132' مسلم 2938)

دجال کتنی مدت زمین میں ٹھہرے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ دجال چالیس دن زمین میں ٹھہرے گا' ان میں سے ایک دن ایک سال کا' ایک دن ایک ماہ کا' ایک دن ایک ہفتے کا اور باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے۔ گویا دجال اپنے ظاہر ہونے کے بعد عام دنوں کے لحاظ سے ایک سال دو ماہ اور دو ہفتے زندہ رہے گا۔ لوگوں نے پوچھا' اے اللہ کے رسولؐ! سال کے برابر دن میں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ تو آپؐ نے فرمایا' نہیں تم سال کا عام دنوں کی طرح اندازہ کرلینا۔ (مسلم 1937/100)

دجال زندہ موجود ہے

تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سمندر کے ایک جزیرہ میں دجال کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا۔ اس سے بات چیت کی اور نبی کریم ﷺ کو وہ سارا واقعہ سنایا تو آپؐ نے اس کی تائید کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اکٹھا کرکے اس سے آگاہ کیا۔ (مسلم 2942/119) ماہرین جغرافیہ نے اگرچہ کرۂ ارضی کا چپہ چپہ چھان مارا' ان کو دجال نہیں ملا لیکن ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے مقابلہ میں انسانوں کے علم و مطالعہ کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ وہ یقیناً زندہ موجود ہے' سخت غصہ کے بعد وہ ظاہر ہوگا۔ (مسلم 2932) لیکن اللہ کے حکم کے بغیر اس کا ظہور نہیں ہوسکتا۔

دجال کے خدا ہونے کے دعوے کا پول کھل جائے گا

دجال خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا لیکن بہت سے امور اس کے اس دعویٰ کا پول کھولیں گے۔

1۔ اس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی' گویا انگور کا ابھرا ہوا دانہ ہے۔ (بخاری 7123) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بائیں آنکھ بھی کانی ہوگی۔ (مسلم 2934)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر نبی نے کانے کذاب (دجال) سے اپنی قوم کو ڈرایا ہے تو خبردار رہو وہ یقیناً کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں ''کافر'' لکھا ہے۔ (بخاری 1731) وہ رب کا ہے کا جو اپنی آنکھیں درست نہ کر سکا۔

2۔ وہ اپنی آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوا مٹا نہیں سکے گا۔

3۔ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہوسکے گا۔ (مسلم 2942) ایک روایت کے مطابق وہ بیت المقدس میں بھی داخل نہ ہوسکے گا۔ (مسند احمد 22/5)

4۔ ایک مخلص مسلمان کو دوبارہ قتل کرنے پر قدرت نہیں پاسکے گا۔ (بخاری 7132' مسلم 2938)

5۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دجال (کی ربوبیت کا انکار کرتے ہوئے اس) سے کہا' تو جھوٹا ہے (ربی اللہ علیہ توکلت) میرا رب تو اللہ ہے' اس پر میں توکل کرتا ہوں) تو دجال اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (مستدرک حاکم 554/4' سلسلہ صحیح 726)

6۔ خدائی کا یہ دعوے دار عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ (مسلم 2937)

فتنہ دجال سے بچاؤ کے طریقے

1۔ اس فتنہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی جائے۔ نبی کریم ﷺ اس سے پناہ مانگتے تھے۔ (بخاری 833) رسول اللہ ﷺ نے آخری تشہد سے فارغ ہو کر چار چیزوں سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے ان میں سے ایک مسیح دجال کے شر سے پناہ مانگنا ہے۔ (مسلم 588)

2۔ جس نے کہا ربی اللہ علیہ توکلت میرا رب اللہ ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے تو دجال اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (مسند احمد 28/4)

3۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جسے دجال کے ظاہر ہونے کا علم ہو وہ اس سے الگ رہے کیونکہ ایک آدمی اس کے پاس جائے گا اور اس کا خیال ہوگا کہ دجال اسے کوئی نقصان نہ دے گا لیکن اس کی شعبدہ بازیوں کی وجہ سے اس کا پیروکار بن جائے گا۔ (مسند احمد 577/4)

4۔ جس نے سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات اور ایک روایت کے مطابق آخری دس آیات حفظ کیں اور ان کو پڑھا' وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم 809 ابوداؤد 4323) مزید تفصیل کے لئے صحیحین اور دیگر کتب احادیث کی طرف رجوع کریں۔

نیوی ملازم کے دوران سروس فوت ہونے پر وراثت کی تقسیم

س: نیوی ملازم اگر سروس کے دوران فوت ہوجائے تو اس کی وراثت کی تقسیم کیسے کی جائے گی۔

نیوی ملازم محمد رضوان ولد محمد فاروق کے والدین دادی' دو بھائی اور ایک بہن زندہ موجود ہیں۔ اس کو ملازم کی حیثیت میں دس سال گزر چکے ہیں۔ ان کے درج ذیل سوالات ہیں۔

1۔ گورنمنٹ جو مختلف مدات میں ملازم کی سروس پوری ہونے پر اسے رقم مہیا کرتی ہے' اس کا حقدار کون ہے؟

2۔ گورنمنٹ شروع میں جو فارم پر کراتی ہے' اس میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ ملازمت کے دوران فوت ہونے کی صورت میں آپ کے واجبات کون وصول کرے گا۔

3۔ ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے ورثاء کو کس حساب سے رقم دینا چاہتے ہیں' کیا اپنی صوابدید کے مطابق ورثاء کو ترکہ تقسیم کیا جاسکتا ہے یا اس کی وصیت کی جاسکتی ہے۔

4۔ اگر شرعی طریقہ کار کے مطابق حصے دیئے جائیں تو ان کی نشان دہی کردی جائے تاکہ اس کے مطابق ورثاء کو وصیت کی جاسکے۔

الجواب بعون الوهاب

1۔ حکومت ملازم کو جو پنشن دیتی ہے اور وہ اس کے فوت ہونے کی صورت میں اس کی بیوہ کو ملتی ہے۔ بیوہ کے علاوہ یہ کسی اور کو ملتی ہی نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی اور حقدار ہے۔ باقی جتنی رقم ہے' اس کا وہ خود حقدار ہے۔ اگر وہ فوت ہوجائے تو ملنے والی رقم اس کے شرعی ورثاء کو شریعت میں بیان کردہ مقررہ حصوں کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔

2۔ وصول کرنے کے لئے والد؛ وہ زندہ نہ ہو تو بھائی وغیرہ کا نام لکھوایا جاسکتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کا نام لکھوایا جائے، وہی ساری رقم ہڑپ کر جائے بلکہ اسے شریعت کے اصولوں کے مطابق ہر وارث کو اس کا حصہ دینا ہوگا۔

3۔ اس کا جواب یہی ہونا چاہئے کہ قرآن مجید میں جس طرح ورثاء کے حصص بیان ہوئے اس کے مطابق ان کو ان کا حق دیا جائے۔ کوئی آدمی اگر اپنی مرضی سے ترکہ کی تقسیم کرتا ہے اور اپنے منظور نظر وارث کو اس کے حق سے زیادہ دیتا ہے یا دینے کی وصیت کرتا ہے تو یہ درست نہیں۔ اللہ کی تقسیم عادلانہ ہے۔ اس کی پابندی ضروری ہے۔

وراثت کے مسائل کے دوران اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔ (نساء 11)

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے تمہارے لئے فائدہ کے لحاظ سے زیادہ قریبی کون ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر حصہ ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز جاننے والا کمال حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ جس وارث کا جتنا حصہ مناسب تھا، ہم نے وہ مقرر کر دیا، لہٰذا اس میں کسی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔

ورثاء کے حصص کا اصل معاملہ تو مورث کی وفات سے واضح ہوتا ہے کہ کون حقدار اس وقت زندہ ہے۔ سائل نے یہ ایک فرضی صورت کا سوال کیا ہے جو اتنا مناسب نہیں لیکن سائل کی تسلی کے لئے اس کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

ہم اگر فرض کرتے ہیں کہ محمد رضوان کی وفات کے وقت سوال میں ذکر کردہ رشتہ دار زندہ ہیں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ اور باقی سارا ترکہ والد کو ملے گا۔ قرآن مجید میں ہے

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ (نساء 11)

پس اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین ہی اس کے وارث بن رہے ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی حصہ ہے۔ (گویا باقی دو تہائی والد کے لئے ہوگا) پھر اگر اس (میت) کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے" اس سے واضح ہوا کہ بھائیوں کی موجودگی میں ماں چھٹے حصہ کی حقدار ہے اور باقی مکمل ترکہ (5/6) والد کو ملے گا۔ ماں کی موجودگی میں دادی بھی وراثت سے محروم ہوگی۔

کیا بیٹے کی زکوٰۃ فنڈ سے مدد کی جا سکتی ہے

س: گزارش ہے کہ میں صاحب نصاب ہوں جبکہ میری اولاد میں ایک بچہ بے روزگار ہے جس کے مالی حالات اچھے نہیں ہیں۔ اس کے اخراجات اس کی آمدن سے زیادہ ہیں۔ کیا میں اپنے بیٹے اور پوتے پوتیوں کی زکوٰۃ فنڈ سے مدد کر سکتا ہوں یا نہیں۔

نیز یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ میری بیوی اپنے پوتے اور پوتیوں کی زکوٰۃ فنڈ سے مدد کر سکتی ہے یا نہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل جواب ارشاد فرما دیں۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوهاب

بیٹے اور پوتے الگ تھلگ ہوں تو ان پر زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے صدقے کا مال مسجد میں رکھا تا کہ کسی مسکین کو دے دیا جائے۔ اتفاقاً اس کے بیٹے نے آ کر اٹھا لیا۔ باپ کو معلوم ہوا تو اس نے کہا: وَاللَّهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ

"میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا۔" جب رسول اللہ ﷺ کے پاس معاملہ آیا تو آپ ؐ نے فرمایا: لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ۔ "اے یزید تیرے لئے وہ جو کچھ تو نے نیت کی یعنی تیرا صدقہ قبول ہوا اور اے معن! تیرے لئے وہ کچھ جو تو نے (محتاجگی کی صورت میں) لیا۔" (بخاری 1222)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت مند بیٹے کو صدقہ اور زکوٰۃ فنڈ سے رقم دی جاسکتی ہے، بس شرط یہ ہے کہ وہ فقراء و مساکین کے ضمن میں آتا ہو۔ فقیر وہ ہے، جس کے پاس کچھ نہ ہو اور مسکین وہ ہے، جس کی آمدن سے اس کا بنیادی (یعنی کھانے پینے اور رہائش کا) خرچ زیادہ ہو۔ جب بیٹے کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے تو پوتوں اور پوتیوں کو بالا ولیٰ اس فنڈ سے مدد کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ تو بیٹوں کے مقابلہ میں دور کے رشتہ دار ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آج آپؐ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے اور ابن مسعودؓ (میرے خاوند) نے کہا ہے، میں اور میری اولاد تیرے صدقے کی زیادہ حقدار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ (بخاری 1462)

ابن مسعودؓ نے سچ کہا ہے، تیرا خاوند اور تیری اولاد صدقے کے زیادہ حق دار ہیں۔"

اس حدیث سے پتا چلا کہ عورت اپنے ضرورت مند خاوند اور اپنے بچوں کی صدقہ و زکوٰۃ سے مدد کر سکتی ہے۔ اگر بیٹوں کی مدد ہو سکتی ہے تو پوتوں اور پوتیوں کی بھی زکوٰۃ فنڈ سے مدد ہو سکتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے رشتہ داروں پر زکوٰۃ خرچ کرنے کا استدلال کیا ہے اور حدیث بیان کی ہے کہ رشتہ دار پر خرچ کرنے سے دوگنا اجر ملتا ہے۔ ایک خرچ کرنے کا اور ایک صلۂ رحمی کرنے کا۔ (بخاری 1466)

اللہ تعالیٰ کتاب وسنت سمجھنے اور پھر ان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے۔

رابطہ برائے استفسارات:

شعبہ "آپ کے سوال" ماہنامہ مجلہ الحرمین

پوسٹ بکس نمبر 1481 جی پی او لاہور

فون برائے میسج 0302-5135440 (جواب صرف مجلہ میں دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ)

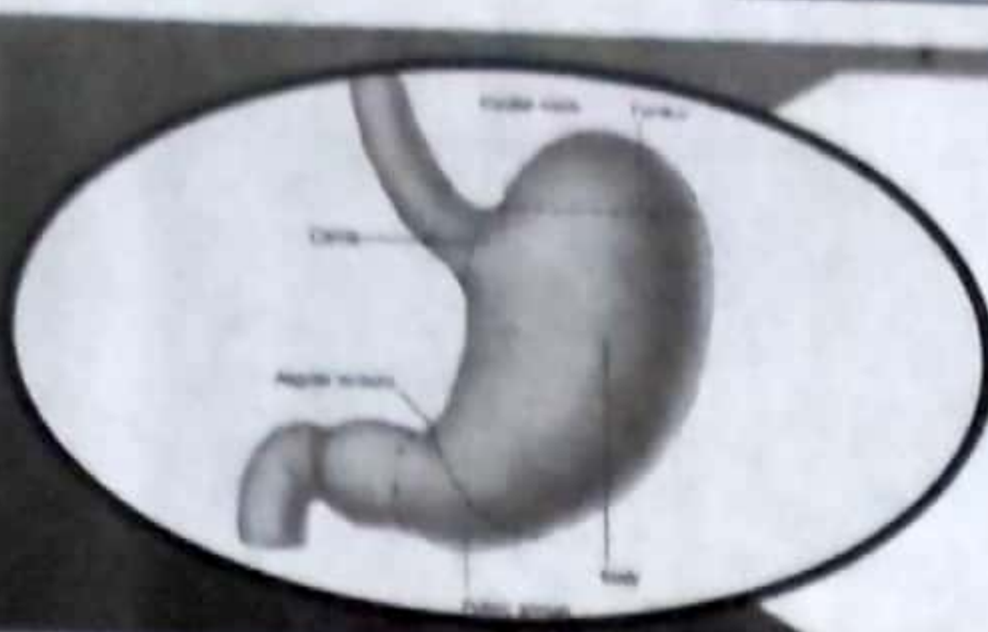

معدہ کی بیماریاں اور طب نبوی ﷺ

حکیم حبیب شاہ

طب وصحت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ سے برا برتن کوئی نہیں بھرتا۔ ابن آدم کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا کیے رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ہی ہے تو تہائی معدہ کھانے کے لیے، تہائی پینے کے لیے اور تہائی سانس کے لیے رکھیں۔ (ترمذی)

نظام انہضام میں شامل جملہ اعضاء اور ان سے وابستہ جملہ امراض کی اب تک جو اطبائے قدیم وجدید نے فہرست ترتیب دی ہے، ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا مرض نہیں ہے جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے رہنمائی نہ فرمائی ہو۔

جتنے بھی لکھے جائیں مقالے ان پر
جتنے بھی پڑھے جائیں رسالے ان پر
سیرت کا نہ اک باب بھی پورا ہو گا
قربان ہیں جہاں بھر کے اجالے ان پر

معدہ کی بیماری ایسی بدنی حالت ہے جس کی وجہ سے افعال بدن صحیح وسلیم نہیں ہوتے۔ خدا کی آخری کتاب آپ ﷺ پر اتری جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اب اور کوئی سچا نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات تمام انسانوں کے لیے قیامت تک مشعل راہ ہیں۔ آپ ﷺ سے محبت صحت وشفاء کی ضامن ہے۔ آپ ﷺ کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے سے جسمانی وروحانی امراض مٹ جاتے ہیں۔

رہتا ہی نہیں مرض روح و بدن کا
ہو جاتی ہے تکمیل شفاء حُبِّ نبی ﷺ سے

بعض امراض سے متعلق جو ادویہ اور علاج آپ ﷺ نے تجویز فرمایا ان کے مجموعے کا نام طب نبوی ﷺ ہے۔ مزید گفتگو سے پیشتر طب نبوی ﷺ کے حوالے سے ایک وضاحت کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔

نبی مکرم ﷺ امی لقب ہیں مگر ان پر دنیا جہاں کے تمام علوم وفنون، تمام آگاہیاں، تمام بصیرتیں، فضیلتیں اور حکمتیں قربان ہیں۔ ان کا کوئی قول خالی از حکمت نہیں لیکن یاد رہے! طبابت ان کا منصب نہ تھا۔ علوم نبوت ﷺ قرآن وحدیث، فقہ اور طب نبوی ﷺ ہی اصل علوم ہیں، بلکہ تمام علوم وفنون کا سرچشمہ ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"علم دو ہی ہیں ایک دین کا اور دوسرا بدن کا"

(آداب الشافعی ومناقبہ)

جناب رسالت مآب ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو آداب سکھائے، ان پر اگر پابندی سے عمل کیا جائے تو انسان کبھی بیمار نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے بسیار خوری سے منع فرمایا ہے۔ کم کھانے ہی میں صحت مند زندگی کا راز مضمر ہے۔ دنیا میں کم کھانے سے لوگ اتنا بیمار ہوکر نہیں مرتے جتنا زیادہ کھانے والے بیمار ہوکر مرتے ہیں۔ کم کھانے کی عادت اپنانے کی تعلیم طب نبوی ﷺ کا راہنما اصول ہے جس پر عمل کرنے سے انسان بیشتر بیماریوں سے بچ سکتا ہے۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے پرہیز پر بہت زیادہ زور دیا۔ مشہور ضرب المثل ہے۔

" Prevention is better than Cure"

یعنی پرہیز سب سے اچھا نسخہ ہے، پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ ہر طبیب اور ڈاکٹر کا یہ تکیہ کلام ہوتا ہے اور یہ بات تقریباً ہر مطب اور کلینک پر لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ طب نبوی ﷺ کا گراں بہا فلسفہ ہے۔

بعض لوگوں نے عادت بنالی ہے کہ رات بھر جاگتے رہتے ہیں اور بارہ ایک بجے بیدار ہوکر ناشتہ فرمانے جارہے ہوتے ہیں اور ناشتہ بھی کسی ایسی دکان پر جہاں حلوہ پوری اور دہی دودھ کی کثرت ہوتی ہے۔

یاد رہے منہ سے غذا جس حالت میں معدے میں آتی ہے، وہ اس قابل نہیں ہوتی کہ خون یا لمف میں جذب ہوسکے۔ اس لیے اسے ہضم اور تحلیل کے ذریعے خامرات یا انزائم اس قابل بناتے ہیں کہ وہ جذب ہوسکے۔ یہ خامرے نظام انہضام کی غددوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ زیادہ غذا کھانے سے یہ خامرات بے اثر ہوجاتے ہیں اور ان کی صلاحیت مفقود ہوجاتی ہے۔

قبض کا مرض انتہائی نقصان دہ ہے۔ اسے ام الامراض کہا گیا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ میں انجیر کا ذکر ہوا ہے۔ قبض کے لیے اس سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے۔ اس میں خوراک کو ہضم کرنے والے جوہروں کی تینوں قسمیں یعنی لحمیات کو ہضم کرنے والے، نشاستہ کو ہضم کرنے والے اور چکنائی کو ہضم کرنے والے ایک عمدہ تناسب میں پائی جاتی ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ تم جب پانی پیو تو تین سانسوں میں پیو (چھوٹے چھوٹے گھونٹ لو) (صحیح بخاری) یعنی منہ لگا کر پیتے ہی نہ جاؤ کیونکہ جگر کا درد اسی سے ہوتا ہے، خاص طور پر موسم گرما میں بہ عجلت پانی پینے سے معدہ میں درد ہوجاتا ہے۔

طب نبوی ﷺ قیامت تک بنی نوع انسان کے دکھ درد کا مداوا کرتی رہے گی۔ کچھ لوگ طب نبوی ﷺ پر معترض ہوتے ہیں کہ یہ بے سود ہے۔ ان کا اعتراض سراسر غلط ہے، اصل بات یہ ہے کہ ان کی بود وباش اسلام کے منافی ہے، وہ طب نبوی ﷺ کے سنہری اصولوں سے بالکل ناواقف ہیں، اس خرابی کی اصل وجہ بقول شاعر علامہ اقبال یہ ہے کہ

ہم مشرق کے مکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے
واں کنستر سب بلوری ہیں، یاں ایک پرانا مٹکا ہے

انسان اپنے آپ پر غور اور تدبر کرے تو یہ خدا کی پہچان کرنے کے قابل ہوجائے اور اسے اپنے تمام امراض جسمانی وروحانی کا علاج خدا کے آخری اور پیارے نبی جناب محمد ﷺ کی پیاری طب میں نظر آئے گا۔ مگر بسیار خوری سے منع فرمانے کے باوجود ہم اس گندی عادت کو ترک نہیں کرتے۔

(انتخاب جاوید اسماعیل)

تفسیر القرآن

الفائدة فی تفسیر سورة المائدة

یعنی سورہ مائدہ کی تفسیر

از: ابوعمر عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

دین پر ایمان وعمل کے ساتھ ہی جنت کی بشارت ہے' کفر اور اللہ سے بدعہدی اللہ کو سخت ناپسند ہے

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ
أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ
عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ
سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿12﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ ۙ
وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿13﴾ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا
بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿14﴾

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے تھے اور اللہ نے فرمایا' بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کروگے اور زکوٰۃ ادا کروگے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤگے اور ان کی مدد کرتے رہوگے اور اللہ کو اچھا قرض دوگے تو میں ضرور تم سے تمہاری برائیاں دور کردوں گا اور ضرور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' پھر اس کے بعد جس نے کفر کیا تو یقیناً وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ چنانچہ ان کے اپنا عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کردیا کہ وہ کلمات کو اس کے موقع ومحل سے بدل ڈالتے ہیں اور جس چیز کی انہیں تاکید کی گئی تھی' اس کا ایک حصہ انہوں نے بھلا دیا اور آپ کو ان کی خیانت کی اطلاع ملتی رہتی ہے' سوائے ان کے چند افراد کے' چنانچہ آپ انہیں معاف کردیں اور ان سے درگزر کریں' بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کہا: بے شک ہم نصاریٰ ہیں' ان سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا' پھر جس چیز کی انہیں تاکید کی گئی تھی' اس کا ایک حصہ انہوں نے بھلا دیا' چنانچہ ہم نے روز قیامت تک ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا' اور وہ جو کچھ کرتے رہتے ہیں' اللہ جلد انہیں اس سے آگاہ کرے گا۔ (المائدہ: 12-14)

مفردات:

1۔نَقِيْبًا = مادہ ن ق ب ہے اور یہ نَقَبَ يَنْقِبُ (ضَرَبَ يَضْرِبُ) سے صفت مشبہ واحد مذکر ہے اور اس کا معنی سردار ہے

2۔ عَزَّرْتُمُوْهُمْ کا مادہ ع ز ر ہے اور یہ عَزَّرَ يُعَزِّرُ (باب تفعیل) سے جمع مذکر حاضر فعل ماضی معلوم ہے۔اس کا معنی ہے'تم اس کی مدد کرو۔

3۔ يُحَرِّفُوْنَ کا مادہ۔ح ر ف ہے اور یہ حَرَّفَ يُحَرِّفُ (باب تفعیل) سے جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہے اور اس کا معنی ہے۔وہ تبدیل کرتے ہیں۔

4۔ فَاَغْرَيْنَا۔ کا مادہ۔ غ ر ی ہے اور یہ اَغْرٰی يُغْرِی (باب افعال) سے جمع متکلم فعل ماضی معلوم ہے اور اس کا معنی ہے'تو ہم نے بھڑکا دی۔

تفسیر:

سورت کے شروع اور بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عہود و مواثیق کے ایفاء اور عہد و پیمان کی پابندی کے احکام دیئے اور اپنی نعمتوں کو یاد رکھنے اور ان کے شکر بجالانے کی ترغیب وتلقین کی۔اب ان آیات میں یہود و نصاریٰ کے نقض میثاق اور عہود و پیمان توڑنے اور ان کی خیانتوں اور خباثتوں کا تذکرہ ہے اور اس کا مقصد مومنوں کو تنبیہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان سے اپنی عبادت و بندگی اور احکام بجالانے اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت واتباع کا عہد و پیمان لیا ہے' اسی کی پابندی کریں اور اس کا پاس وخیال رکھیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ سے کئے ہوئے عہود و پیمان کو نہ توڑیں ورنہ ان کی طرح اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کے مستحق بن جائیں گے۔العیاذ باللہ۔

چنانچہ ان آیات میں سے پہلی آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے بارہ سردار چن کر انہیں ان کے نمائندے متعین ومقرر کیا کہ وہ ان کے حالات پر نظر رکھیں اور انہیں اپنے عہد پر قائم رہنے کی تلقین کرتے رہیں اور انہیں قوم جبارین سے جہاد وقتال کے لئے تیار کریں اور پھر انہیں قوم جبارین کے احوال اور ان کی قوت وشوکت کا اندازہ لگانے کے لئے بھیجا۔جب وہ وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ بہت ہی عظیم قوت کے مالک ہیں اور ان کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔انہوں نے آپس میں طے کیا کہ بنی اسرائیل کو یہ بات نہیں بتائیں گے تاکہ وہ حوصلہ نہ ہار جائیں' صرف موسیٰ علیہ السلام کو بتائیں گے لیکن واپس آنے کے بعد ان میں سے دس (10) نے خیانت کی اور اپنے اپنے رشتہ داروں کو بتادیا اور خبر پھیل گئی اور ان سے جنگ کرنے کا معاملہ سرد خانے میں پڑ گیا اور بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا' تم اور تمہارا رب جا کر ان سے لڑو: جیسا کہ اس سورت کی آیات 21 تا 26 میں مذکور ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی ابتدائے اسلام میں مکہ مکرمہ میں عقبہ کی رات انصار سے بیعت لی تو ان میں بارہ نقیب (سردار) مقرر کئے۔تین قبیلہ اوس کے اور نو قبیلہ خزرج کے تھے۔انہی لوگوں نے مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے لئے لوگوں سے بیعت لی تھی۔

حدیث: جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلفائے اسلام کی تعداد بھی بارہ ہوگی (لیکن یہ وہ بارہ آئمہ نہیں ہوں گے جن کا رافضی شیعہ باطل اعتقاد رکھتے ہیں جس کی کوئی دلیل قرآن و حدیث میں نہیں ہے) نیز اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اگر تم نماز پڑھو گے' زکوٰۃ دو گے' میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے' ان کا ساتھ دو گے اور فرض زکوٰۃ کے علاوہ اپنے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو میری نصرت و حمایت تمہارے ساتھ ہوگی۔ میں تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا اور تمہیں جنتوں میں داخل کروں گا۔ پھر جس نے تم میں سے کفر کیا اور عہد شکنی کی' اس کے بعد تو وہ یقیناً سیدھی راہ سے گمراہ ہوگیا۔

اگلی آیت میں بھی یہود کے خبث باطن اور ان کی بدعہدیوں اور نافرمانیوں کا ذکر ہے کہ اللہ نے ان پر لعنت کی اور وہ ملعون ہوگئے کیونکہ انہوں نے عہد و پیمان کی پاسداری نہیں کی اور سمع واطاعت کا عہد توڑ دیا۔نماز کو ضائع کردیا اور خواہشات وشہوات کی پیروی کی جیسا کہ (آیت 59۔مریم) میں مذکور ہے۔یہ لوگ زکوٰۃ اور قرض حسنہ (صدقہ خیرات) کی بجائے بخل وکنجوسی کی راہ اختیار کرتے ہوئے انتہائی رذالت وکمینگی کو پہنچ گئے اور معیشت میں سود و دھوکے کی روش اپنائی۔ رسولوں اور ان کی کتابوں پر ایمان لانے اور جہاد کے ساتھ انہیں قوت وطاقت دینے کی بجائے کتابوں میں تحریف کی اور جہاد میں جانے سے بالکل انکار کردیا۔ توراۃ کے بہت سے حصے پر عمل ترک کردیا جس کے نتیجے میں اللہ نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کردیئے کہ حق قبول کرنے اور اثر پذیری سے محروم ہوگئے۔اور انبیاء ورسل علیہم السلام کی وعظ ونصیحت ان کے لئے بے کار ہوگئی اور دوسری یہ خرابی آئی کہ وہ کلام الٰہی میں لفظی اور معنوی تحریف کرنے لگ گئے۔جس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے عقل وفہم میں کمی اور کج روی آگئی اور ان کی جسارت اتنی بڑھ گئی کہ اللہ کی آیتوں تک میں تحریف سے گریز نہ کرتے۔انہوں نے اپنی اسی غلط روش کی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی نبوتوں پر دلالت کرنے والی تورات کی آیات اور محمد ﷺ کے بارہ میں بیان کردہ توراۃ کی صفات اور بہت سے احکام الٰہیہ تبدیل کردیئے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا۔ زانی کو سنگسار کرنا اور سود کو حرام سمجھنا وغیرہ۔افسوس کہ اہل کتاب کی طرح مسلمانوں کی اکثریت نے بھی سمع وطاعت کو چھوڑا اور کتاب وسنت کی پیروی سے روگردانی کرتے ہوئے عہد شکنی کی اور قرآن وحدیث پر صدق دل سے عمل کرنے کی بجائے آئمہ وفقہاء اور علماء کے اقوال وافعال کو ترجیح دی اور باپ دادا و برادری کے رسوم ورواجات کو مقدم کیا اور اپنی ایجاد کردہ بدعات اور خود ساختہ مزعومات اور اپنی فقہی تاویلات کے اثبات کے لئے قرآن و حدیث میں تحریفات سے گریز نہیں کیا۔العیاذ باللہ' نمازیں ضائع کیں اور سود کھانے لگے' جہاد سے کنارہ کشی کی اور خیانت و دھوکے کا ارتکاب کیا۔البتہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق امت میں ایک جماعت قیامت تک حق پر رہے گی۔ وہ حق کی خاطر جہاد کرتی رہے گی' یعنی اللہ کی مدد ان کے شامل حال ہوگی اور مخالفین ان کو مٹا نہیں سکیں گے۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔باب لاتزال طائفۃ)

اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے نبی ﷺ آپ ان یہود میں ہمیشہ خیانت دیکھتے رہیں گے اور ان میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود رہیں گے جو خیانت و بدعہدی کا ارتکاب کرتے رہیں گے اور آپ کو ہرگز ان کی طرف سے امن و سکون میسر نہیں ہوگا کیونکہ مکر وفریب اور خیانت ودھوکا ان کے کردار کا جزو بن چکے ہیں۔ ہاں ان میں سے چند لوگ ایسے ہیں کہ وہ کسی خیانت و بدعہدی کا مظاہرہ نہیں کریں گے' ان میں سے خاص کر عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مراد ہیں جو یہودیوں میں سے مسلمان ہوگئے تھے اور ان کی تعداد دس سے بھی کم تھی۔ یا وہ لوگ جنہوں نے کفر کے باوجود کوئی خیانت وبدعہدی نہیں کی۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نبیؐ! ان کی انفرادی خیانتوں اور بدعہدیوں سے درگزر کیجئے کیونکہ اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور عفو و درگزر کرنا نیکی ہے۔البتہ ان کی اجتماعی بدعہدیوں سے درگزر نہیں کیونکہ اس صورت میں تو وہ واضح حربی (جو حالت جنگ میں ہوں گے) قرار پائیں گے جن کی سرکوبی بہر حال کی جائے گی۔اس صورت میں یہ آیت محکم ہوگی

کہ اس کا حکم باقی ہے ورنہ اسے قتال (لڑائی) کا حکم والی آیت التوبہ 29 سے منسوخ سمجھا جائے گا۔

اگلی آیت میں نصاریٰ (عیسائیوں) کا ذکر ہے اس کا مطلب ہے اللہ کے مددگار۔ چونکہ یہ لوگ اپنے وعدے میں جھوٹے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے نصاریٰ سے اقرار لیا بلکہ یہ فرمایا کہ ہم نے ان لوگوں سے اقرار لیا جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ یا نصاریٰ ان کو ناصرہ یا نصران بستی (عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش) کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ یہ بھی یہود کی طرح اہل کتاب ہیں ان سے بھی اللہ نے عہد لیا کہ توحید کو قائم کریں گے اور صرف ایک اللہ کی عبادت و بندگی بجالائیں گے اور نبی آخر الزمان محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے مگر انہوں نے یہود کی طرح بدعہدی اور عہد شکنی کی اور اس وعدے کو توڑا۔ اللہ نے ان کو اس کی یہ سزا دی کہ قیامت تک ان میں بغض وعداوت بھڑ کا دی۔ چنانچہ اس وقت بھی ان میں شدید عداوت پائی جاتی ہے اور ان میں بہت سے فرقے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے ہیں۔ البتہ مسلمانوں کے مقابلے میں یہ سب ایک ہیں کیونکہ مسلمان جہاد ترک کرنے اور فرقہ پرستی اور اختلاف وانتشار کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہیں اور سب کافر مسلمان ممالک سے اپنا اپنا حصہ لینے کی وجہ سے متفق ومتحد ہیں۔ افسوس کہ مسلمان بھی اپنی بدعہدیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے افتراق وانتشار کا شکار ہیں اور ان پر بھی یہ سزا مسلط کر دی گئی ہے اور یہ بھی کئی فرقوں میں بٹ چکے ہیں جن کے درمیان شدید اختلافات اور بغض و عداوت اور نفرت وعناد کی دیواریں حائل ہیں۔

آیت کے آخر میں فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ان کے شر وفساد اور ان کے برے کرتوتوں سے آگاہ کرے گا اور ان کو ان کی خباثتوں اور بداعمالیوں کے موافق بدلہ دے گا۔

فوائد

1۔ شرعی احکام اور عہود کی پابندی ضروری ہے۔

2۔ مکر وفریب اور خیانت و بدعہدی یہود کی فطرت اور وطیرہ ہے۔

3۔ نماز زکوۃ اور انفاق فی سبیل اللہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھے۔

4۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور ان کی نصرت و تائید فرض ہے۔

5۔ اللہ کے وعدے توڑنے اور نافرمانیوں میں اور مسلمانوں سے بغض وعداوت میں نصاریٰ (عیسائی) یہود جیسے ہیں۔

بقیہ تدریس الحدیث

لغوی تشریح:

فَضَعْ اس میں ''فا'' جزائیہ ہے اور (ضَعْ) وَضَعَ سے امر کا صیغہ ہے۔ معنی اس کے یہ ہوئے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر لگا دو۔ رکھ دو۔

فوائد ومسائل: 1۔ اس حدیث میں سجدہ کرتے وقت ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنے اور کہنیوں کو اوپر اٹھانے کا حکم ہے' البتہ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لمبا سجدہ کرنے کی وجہ سے تھکاوٹ کا شکوہ کیا تو آپ نے انہیں کہنیوں کو گھٹنوں پر رکھ کر ذرا آرام لینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ (سنن ابی داؤد' الصلوۃ باب الرخصة فی ذالك للضرورة' حدیث: 902) مگر یہ روایت سنداً صحیح نہیں۔ بصورت دیگر یہ عذر پر محمول ہے۔

2۔ اکثر وبیشتر روایات میں یہی مذکور ہے کہ سجدے میں آپ کی کہنیاں نہ تو زمین پر لگتیں اور نہ رانوں وغیرہ سے' جس کی وجہ سے آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔ آپ کا یہ عمل امت کے ہر فرد کے لئے ہے' خواہ مرد ہو یا عورت۔

3۔ آپ کا حکم بھی یہ ہے کہ (وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي) تم اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو'' (صحیح البخاری' الاذان' باب الاذان للمسافرین اذا کانوا جماعة.....' حدیث: 631) کسی بھی صحیح ومرفوع روایت میں عورت کے لئے اس کے برعکس حکم ثابت نہیں۔

راویٔ حدیث: (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ) ابوعمارہ ان کی کنیت ہے۔ براء کی ''با'' پر فتحہ اور ''را'' مخفف ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے: براء بن عازب بن حارث بن عدی۔ انصار کے قبیلہ اوس کے فرد تھے' اس لئے انصاری اور اوسی کہلائے۔ باپ اور بیٹا دونوں شرف صحابیت سے بہرہ ور ہوئے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر کم عمری کی وجہ سے شریک جہاد نہ ہو سکے۔ پہلا معرکہ جس میں انہوں نے شرکت کی' وہ احد یا خندق (دونوں میں سے کوئی ایک) ہے۔ الری کو فتح کیا۔ جنگ جمل' جنگ صفین اور معرکہ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفقاء میں سے تھے۔ کوفہ میں 72 ہجری کو فوت ہوئے۔

وفیات:

○...... شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ مولانا عبداللہ رفیق کے بہنوئی غازی قاری محمد یوسف جو کہ ماہر طبیب سلفی عالم دین تھے۔ 7 دسمبر 2018ء کو 63 سال کی عمر میں فیصل آباد میں اچانک اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ 40 سال تک تجوید وقرأت پڑھاتے رہے۔ لواحقین میں ایک بیوہ اور ایک بیٹی ہے۔ جہاد اور مجاہدین کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے اور دعوت وجہاد کے زبردست کارکن تھے۔ تعزیت: 03354177624 الشیخ الحدیث مولانا محمد یوسف راجووالوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ رضائے الٰہی سے انتقال فرماگئی ہیں۔ ○...... گزشتہ دنوں جماعت دیرینہ ساتھی بھائی عتیق الرحمٰن نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ہمراہ مظفر آباد میں پاؤں پھسلنے سے دونوں باپ بیٹا دریا میں جا گرے۔ کئی دن کی تلاش کے باوجود ابھی تک ان کی لاشیں نہیں مل سکیں۔ رابطہ برائے تعزیت: 0301,4568233۔ ○...... مجلہ الحرمین کے کمپوزر بھائی منیر احمد کی چچی جان گزشتہ دنوں بوریوالہ میں قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہیں۔ ○...... محمد اشرف گجر آف گوجرانوالہ' میڈیا سیل کراچی کے آصف بھائی کے والد محترم' ملی مسلم لیگ حلقہ پی پی 142 کے مسئول ابوذکی الرحمٰن ظفر کے والد محترم رحمت اللہ منہاس اور نامور عالم دین جناب مولانا عبدالحمید صاحب شیخوپوری بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ سبھی مسلمین ومسلمات کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

تدریس الحدیث

کِتَابُ الصَّلوٰۃ

نماز کے مسائل

بلوغ المرام کی
کتاب الصلوۃ
کا ترجمہ وتشریح

ترجمہ: الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ — تحقیق وتخریج: ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

بَابُ صِفَةِ الصَّلاةِ باب نمبر:7 ۔نماز کی صفت کا بیان (نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ)

235- وَعَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلّٰى وَسَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ (متفق عليه)

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز ادا فرماتے اور سجدہ کرتے تو (اس حالت میں) اپنے دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے' یہاں تک کہ آپ ؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: اخرجه البخاری ' الاذان' باب یبدی ضبعیه ویجافی فی السجود' حدیث : 390 ' مسلم ' الصلاة' باب الاعتدال فی السجود ووضع الکفین علی الارض ...... ' حدیث :495

لغوی تشریح:

فَرَّجَ : تَفْرِيْجٌ (باب تفعیل) سے ماضی کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں: دونوں پہلوؤں کے درمیان دوری' کشادگی اور فراخی پیدا کرنا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ سجدہ کرتے وقت اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں سے اتنا الگ رکھے کہ بغلوں کا اندرون بھی نمایاں ہو جائے۔ اس حدیث کی بنا پر امام طبری رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی بغلیں جسم اطہر کے دوسرے اعضاء کی طرح سفید تھیں' سیاہ نہ تھیں۔ یہ آپ ؐ کی دیگر خصوصیات و امتیازات کی طرح ایک خصوصیت ہے۔ اس خصوصیت کی تصریح طبری نے کتاب الاحکام کے باب الاستقاء میں کی ہے کہ آپ ؐ کی بغلیں دوسروں کی طرح سیاہ نہ تھیں بلکہ سفید تھیں۔

راویٔ حدیث: (حضرت ابن بُحینہ رضی اللہ عنہ) ان کا پورا نام عبداللہ بن مالک بن قشب (''قاف'' کے نیچے کسرہ اور ''شین'' ساکن) ازدی ہے۔ اور بُحینہ (تصغیر کے ساتھ) ان کی والدہ کا نام ہے۔ والدہ کے نام کی کنیت سے مشہور ہوئے ہیں ورنہ والد کا نام مالک ہے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بڑے زاہد' شب زندہ دار اور صائم النہار تھے۔ دنیا سے بڑے بے رغبت تھے۔ مدینے سے تیس میل کے فاصلے پر واقع وادیٔ ریم میں 54 اور 58 ہجری کے درمیان وفات پائی۔

236 ۔وَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ (رواه مسلم)

حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو سجدہ کرے تو (اس وقت) اپنی ہتھیلیوں کو (زمین پر) ٹکا دے اور اپنی کہنیوں کو اوپر اٹھا لے۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔)

باقی صفحہ 6 پر

تخریج: اخرجه مسلم ' الصلاة باب الاعتدال فی السجود...... حدیث 494

مسائل واحکام

قرآن وسنت کی روشنی میں

آپ کے سوال

مولانا عبداللہ رفیق حفظہ اللہ
شیخ الحدیث دارالعلوم المحمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور

جرابوں پر مسح کا کیا حکم ہے

س: جرابوں پر مسح کرنے کی شرعی حیثیت واضح کردیں۔ (ابوعبداللہ)

الجواب بعون الوهاب

جرابوں پر مسح کرنا جائز اور مشروع ہے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا۔ (ابوداؤد 159' ترمذی: 99' ابن ماجہ: 559)

علامہ احمد محمد شاکر مصری رحمہ اللہ اور علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو قابل حجت قرار دیا ہے۔ علامہ جمال الدین قاسمی کا رسالہ ''المسح علی الجوربین'' ان مذکورہ دونوں اہل علم کی تحقیق اور حواشی کے ساتھ مصر سے طبع ہوا اور مولانا عبدہ الفلاح نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

اس رسالے میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ثوبانؓ اور ابوموسی اشعریؓ کی احادیث اور ان کی تحقیق پیش کی گئی ہے اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات کے محدثانہ انداز میں جوابات دیئے گئے ہیں۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سنن ابی داؤد میں علی بن ابی طالب' ابن مسعود' براء بن عازب ابوامامہ سہل بن سعد' انس بن مالک اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنا نقل کیا ہے۔ اس موضوع پر مروی مرفوع روایات پر انفرادی لحاظ سے اگر کسی اعتراض کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو مجموعی لحاظ سے ان کی حیثیت قابل حجت ہونے والی یقیناً ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری' عبداللہ بن مبارک' شافعی' احمد اور اسحاقؒ جوربین پر مسح کرنے کے قائل تھے بلکہ امام ترمذیؒ نے اپنی سند کے ساتھ ابومقاتل سمرقندی سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں' میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مرض وفات میں ان پر داخل ہوا' انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا اور جوربین پر مسح کیا' پھر فرمایا' آج میں نے وہ کام کیا ہے جو پہلے نہیں کیا کرتا تھا۔ میں نے جوربین پر مسح کیا ہے جبکہ وہ ''غیر منعلین'' ہیں یعنی ان کے نیچے چمڑا بھی نہیں لگا ہوا۔ (ترمذی تحت الحدیث 99)

علامہ دولابی نے اپنی کتاب الکنی والاسماء (181/1) میں ازرق بن قیس سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

رايت انس بن مالك احدث فغسل وجهه ويديه ومسح على الجوربين من صوف فقلت اتمسح عليهما فقال انهما خفان ولكنهما من صوف میں نے انس بن مالک کو دیکھا' ان کا وضو ٹوٹ گیا' انہوں نے (نیا وضو کرنے کے لئے) اپنا چہرہ دھویا' ہاتھ دھوئے اور اپنی اون کی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا' آپ ان پر مسح کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا' یہ موزے ہی ہیں اگرچہ اون کے ہیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو صحابیؓ عربی الاصل اور عجمیت کے اختلاط سے پہلے کے ہیں' وہ خف کا معنی بیان کررہے ہیں کہ وہ صرف چمڑے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ عام ہے' چمڑے کا ہو یا اون وغیرہ کا بنا ہوا ہو۔ اور موزوں پر مسح کرنا متواتر حدیث سے ثابت ہے اور اس کے جواز کے سب اہل علم قائل و فاعل ہیں۔ علامہ احمد محمد شاکر فرماتے ہیں کہ اہل لغت کی تشریح کے مقابلہ میں صحابیؓ رسول کی وضاحت ہزار درجہ

زیادہ قوی ہے۔ جب خفین میں جوربین کا مفہوم بھی شامل ہے تو خفین والی احادیث سے جوربین پر مسح کرنا بھی ثابت ہوجائے گا اور خفین کی طرح جوربین کے حوالے سے بھی کہا جائے گا کہ ان پر مسح کرنے کے لئے شرط ہے کہ وضو کرکے ان کو پہنا گیا ہو اور مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین راتیں مسح کرسکتا ہے۔ مسح کی مدت سب سے پہلے مسح کرنے کے وقت سے اگلے دن اس وقت تک رہے گی۔

جنت میں مرد کے لئے حوریں ہیں تو عورت کے لئے کیا ہے؟

س: مرد کو جنت میں ستر حوریں ملیں گی۔ عورت کو کس چیز سے نوازا جائے گا؟

الجواب بعون الوهاب

اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کو حورعین میں سے 72 بیویوں سے نوازا جائے گا۔ (ترمذی 1663، ابن ماجہ 2799)

حورعین سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کے جسم کا رنگ اعلیٰ قسم کا سفید اور ان کی آنکھوں کا رنگ اعلیٰ قسم کا سیاہ اور آنکھیں فراخ ہوں گی۔

ہر مومن کو اس قسم کی عورتوں میں سے دو حوریں ملیں گی۔ (بخاری 3245، مسلم 2834/15)

ایک روایت میں ہے کہ جنتیوں میں سے ادنیٰ درجے کے آدمی کے لئے بہتر (72) بیویاں ہوں گی (ترمذی 2562) لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس کی سند میں رشدین بن سعد راوی ضعیف ہے۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ جنت میں ہر مومن مرد اور عورت کی ہر خواہش پوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کی طبیعت ایسی بنائی ہے کہ وہ ایک سے زائد بیویوں کو پسند کرتا ہے اور اس کے اندر اتنی طاقت بھی رکھی ہے اور اسے ایک وقت میں چار بیویاں رکھنے کی اجازت بھی دی ہے اور جنت میں بھی اسے دنیاوی ایمان والی بیویاں ملیں گی اور مزید اس کی خواہش کے مطابق انتظام ہوگا۔

عورت کی طبیعت ایسی نہیں بنائی گئی۔ وہ ایک وقت میں ایک خاوند کو ہی پسند کرتی ہے۔ طبیعت کے اندر غیر فطری بگاڑ آیا ہوا ہو تو الگ بات ہے۔ غالباً اسی لئے عورت کے لئے جنت میں ایک سے زائد خاوندوں کا ذکر نہیں بلکہ اگر کسی عورت کا دنیا میں یکے بعد دیگرے کئی مردوں سے نکاح ہوا ہوگا تو وہ دنیاوی آخری خاوند کے ساتھ جنت میں ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ وہ دونوں ایمان والے ہوں۔

عورت کا دل بہلانے کے لئے وہاں انتظام ہوگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن کو جنت میں اتنی اتنی جماع کی قوت دی جائے گی، کہا گیا اے اللہ کے رسول! کیا وہ اتنی طاقت رکھے گا؟ آپ ؐ نے فرمایا اسے ایک سو آدمیوں کی قوت دی جائے گی۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (ترمذی 2536)

اور علامہ ناصر الدین البانی نے بھی شواہد کی بناء پر اسے صحیح کہا ہے۔ (ہدایۃ الرواۃ کی تحقیق 5562)

کیا صبح کے وقت نظر آنے والا ہر خواب سچا ہوتا ہے

س: کیا صبح کے وقت کسی بھی قسم کا خواب آئے تو کیا وہ سچا ہوتا ہے؟ (مجاہد۔ فیصل آباد)

الجواب بعون الوهاب

یہ بات عوام میں مشہور ہے کہ صبح کے وقت دیکھا جانے والا خواب سچا ہوتا ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث بھی مروی ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصدق الرؤیا بالاسحار۔ (ترمذی: 2274۔ دارمی: 2146)

سحری کے اوقات میں دیکھا جانے والا خواب سب سے زیادہ سچا ہوتا ہے

لیکن یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔

اس کی سند میں ایک تو عبداللہ بن لھیعہ راوی ضعیف ہے۔ دوسرا دراج ابوالھیثم سے بیان کر رہا ہے۔ ایسی سند بھی ضعیف ہوتی ہے۔ مزید دیکھیں (سلسلہ ضعیفہ۔ 1732) اس کے متعلق صحیح حدیث ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک طویل حدیث کے تحت ارشاد فرمایا:

وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا۔ (مسلم 2263/6) تم میں سب سے زیادہ سچا خواب اس کا ہے جو سب سے زیادہ سچ بات کرنے والا ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کو سچا خواب آئے تو اسے ہمیشہ سچ بولنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اکیلا آدمی کس حد تک بآواز قرأت کرسکتا ہے

س: اکیلا آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو کتنی بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کی جاسکتی ہے؟

الجواب بعون الوهاب

اکیلے نماز پڑھتے ہوئے مناسب انداز میں آواز بلند کرکے قرآن مجید پڑھا جاسکتا ہے۔ ہاں یہ خیال رکھا جائے کہ آدمی مسجد میں ہو تو دیگر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل واقع نہ ہو اور نہ ہی نمود ونمائش اور ریاکاری کا ذہن ہو۔ اور اگر گھر میں ہو تو کسی کو بے آرام نہ کیا جائے۔ پاس موجود شخص کو بیدار کرنا مقصود ہو وہ بھی نماز پڑھ لے یا وہ تلاوت قرآن سننے کا شوق رکھتا ہو یا اس کا کوئی اچھا مقصد ہو تو آواز کو بلند کیا جاسکتا ہے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث مروی ہیں۔

1۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قرأت اتنی بلند ہوتی تھی کہ آپ ؐ گھر یعنی کمرے میں ہوتے تو صحن میں موجود شخص اسے سن لیتا۔ (ابوداؤد: 1327، مسند احمد: 271/1)

2۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو قرآن پڑھتے تو کبھی آواز بلند کرتے اور کبھی دھیمی کرلیتے۔ (ابوداؤد 1328، ابن خزیمہ 1159)

3۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نبی ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، ان کی آواز دھیمی تھی اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو ان کی آواز بلند تھی۔ جب وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے تو آپ ؐ نے فرمایا، ابوبکر میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ کی آواز دھیمی تھی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں نے جس (اللہ) سے مناجات کی، اسے سنایا۔ پھر آپ ؐ نے عمرؓ سے فرمایا۔ میں تیرے پاس سے گزرا تو تو نماز پڑھتے ہوئے آواز بلند کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا، میں سوئے ہوئے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ آپ ؐ نے ابوبکرؓ کو فرمایا، تم اپنی آواز کچھ بلند کرلو۔ (تاکہ مناجات ربانی کے ساتھ ساتھ پاس والے افراد کو بھی فائدہ ہوجائے اور شیطان کی طرف سے سستی کا شکار نہ ہو) اور عمرؓ کو فرمایا، تم اپنی آواز کو کچھ دھیمی

باقی صفحہ 55 پر

شیطانی گردوغبار کا دن

ویلنٹائن ڈے

اصلاحِ معاشرہ

زبیر بن خالد مرجالوی

دن بہ دن ملک پاکستان کی حالت تباہی کی طرف بھرپور انداز میں رواں دواں ہے۔لوگ اہل مغرب کی نقالی کرنے میں بے حد فخر محسوس کرتے ہیں، ہر وہ کام جسے اہل مغرب اپنے مذہبی تہوار، موسمی تہوار کی حیثیت سے مناتے ہیں' سادہ لوح مسلمان بھی ان کی طرح دیکھا دیکھی اسے پسند کرتے ہوئے پوری دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ 14 فروری کا دن آتے ہی ملک پاکستان سمیت بعض دیگر ممالک میں بے حیائی سے بھرپور ایک خاص دن منایا جاتا ہے' جسے ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اسے عاشقوں اور محبوبوں کا دن بھی کہتے ہیں لیکن دراصل یہ شیطانی گردوغبار کا دن ہے۔

مغربی پروپیگنڈے سے مرعوب اشرافیہ اور اخلاقی قدروں سے محروم نوجوان لڑکے لڑکیاں اس دن کا اہتمام کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ میں خصوصی ایڈیشنوں' چینلز پر پروگرامز کے ذریعے اس بدتہذیب اور غیر اخلاقی دن کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اسلام میں خوشیوں کے اظہار پر کوئی پابندی عائد نہیں۔ ہر خوشی کا آغاز اللہ تعالی کی حمد وثناء وسجدہ شکر ادا کر کے کیا جاتا ہے مگر اُن لوگوں کا کیا کیا جائے جو اخلاقی وروحانی قدروں سے دور ہیں۔ مغربی دنیا میں ہم جنس پرستی جیسے حرام فعل کو بھی قانونی تحفظ دیا جارہا ہے، جہاں بوڑھے والدین کو اولڈ ایج ہاؤس میں داخل کروادیا جاتا ہے، ان کی عقلوں پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔بعض مغربی دانشور یورپی معاشرے کی تباہ ہوتی ساکھ کو بچانے کے لئے مدر ڈے، کبھی فادر ڈے تو کبھی کچھ' کبھی کچھ ایام منا کر ماضی کی خوبصورت یادوں کو زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ تعالی کے کرم سے ہمارا معاشرہ ابھی اُس تباہی کی جانب نہیں بڑھا۔رشتوں کا احترام ،رواداری کا جو سبق ہمارے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے ہمیں ملتا ہے، ہم میں موجود ہے جسے مغربی ملٹی نیشنل کمپنیاں ختم کرنا چاہتی ہیں۔ ہم اجتماعی کوششوں کے ذریعے ہر اُس سازش کو ناکام بنادیں جو ہماری اخلاقی وروحانی تہذیبی قدروں کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں۔ ہماری آنے والی نسلوں کی بقاء صرف اسلامی تہذیب وتمدن سے وابستگی میں ہے۔

☆......14 فروری کا دن آتے ہی اسلام کے نام پر بنے ملک پاکستان سمیت دیگر ممالک میں ویلنٹائن ڈے منایا جاتا ہے جسے عاشقوں اور محبوبوں کا دن بھی کہتے ہیں لیکن دراصل یہ شیطانی گردوغبار کا دن ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ نادان مسلمان اہل مغرب کی نقالی میں یہ دن مناتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہود ونصاریٰ کی تاریخ کی طرف نظر دوڑائی جائے تو وہ مسلمانوں کے سب سے زیادہ مخالف اور سخت ترین دشمن ہیں، انہی کے بارے میں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے قرآن مجید میں کہا تھا:

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا [سورة المائدة:82]

''یقیناً تو ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، سب لوگوں سے زیادہ سخت عداوت رکھنے والے یہود اور ان لوگوں کو پائے گا جنہوں نے شریک بنائے ہیں''۔

جب اللہ رب العزت نے واضح الفاظ میں بیان کر دیا کہ یہود مسلمانوں کے سب سے زیادہ سخت دشمن ہیں، اب اگر ہم اپنے دین میں رہتے ہوئے ان کو اپنا دوست بنانا چاہیں، ان کے ساتھ پیار ومحبت کرنا چاہیں، ان کو راضی کرنے کے لیے ان کی نقالی کریں، پھر بھی وہ ہم سے راضی نہیں ہو سکتے کیوں کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ [سورة البقرة:120]

''اور تجھ سے یہود ہرگز راضی نہیں ہوں گے اور نہ نصاریٰ، یہاں تک کہ تو ان کے دین وملت کی پیروی کر

لے۔''

ویلنٹائن ڈے کی حقیقت:

اس کی حقیقت کے بارے ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ پادری ویلنٹائن تیسری صدی عیسوی کے اواخر میں رومی بادشاہ کلاڈیس ثانی کے زیر حکومت رہتا تھا، کسی نافرمانی کی وجہ سے بادشاہ نے پادری کو جیل میں بند کردیا، اس کو جیلر کی لڑکی سے محبت ہوگئی اور اس کا عاشق بن گیا۔ وہ لڑکی جب اپنے محبوب کا دیدار کرنے آتی تو ساتھ ایک گلاب کا پھول بھی لاتی، جب بادشاہ کو اس معاملے کا پتہ چلا تو اس نے پادری کو پھانسی دینے کا حکم صادر کردیا۔ پادری نے اپنے آخری لمحات میں بھی اس لڑکی سے اظہار محبت کرتے ہوئے اسے ایک خط ارسال کیا جس میں یہ عبارت درج تھی:

''مخلص ویلنٹائن کی طرف سے''۔

پھر ویلنٹائن کو 14 فروری 280ء کو پھانسی دے دی گئی۔ اس کے بعد یورپ میں ہر سال لڑکوں کی طرف سے لڑکیوں کو اظہار محبت کے لیے کارڈ بھیجنے کا سلسلہ چل نکلا۔

ویلنٹائن ڈے اور ملک پاکستان:

ملک پاکستان میں ویلنٹائن ڈے کا تصور نوے کی دھائی کے آخر میں ریڈیو اور ٹی وی کی خصوصی نشریات کی وجہ سے مقبول ہوا، اس کی وجہ سے پھولوں کی قیمتوں میں کئی سو گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ملک میں بدتمیزی کا ایک طوفان آجاتا ہے۔ ہر شریف الطبع انسان کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے، سرعام راستوں پر اوباش لڑکے بے حیائی کا اظہار کرنے کے لیے لڑکیوں کو گلاب کے پھول یا سرخ رنگ کے غبارے دینے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

یہ بات تاریخی شواہد کے ساتھ ثابت ہے کہ یہ قبیح رسم عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں میں آئی ہے' جسے مسلمان ایک شہید محبت کی یاد میں مناتے ہیں۔

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر شریعت اسلامیہ کی ہونے والی مخالفتیں:

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر بہت سارے کام شریعت اسلامیہ کے قانون کے مخالف ہوتے ہیں، ہم اختصار کے ساتھ ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں:

① غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا:

اللہ رب العزت نے غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے جو انسان کے لیے زنا کی راہ ہموار کرتی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ

[سورة النور:۳۰]

''مومن مردوں سے کہہ دے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ اپنی نگاہیں نیچے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں''۔

یوم محبت کے موقع پر نظر بازی بھی ہوتی ہے، زیب و زینت کا اظہار بھی ہوتا ہے، میں تو یوں کہوں گا کہ یہ روشن خیالی بے حیائی کی آخری حدود کو بھی چھوتی چلی جارہی ہے، اس موقع پر زنا جیسے قبیح عمل کا بھی ارتکاب ہونے لگا ہے' جبکہ رسول مکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس انداز میں تربیت فرمائی تھی:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

''اے علی! نظر کے پیچھے نظر نہ لگاؤ (دوبارہ نہ دیکھو کیونکہ) تیرے لیے پہلی (معاف) ہے دوسری (نظر معاف) نہیں''۔

(سنن ابی داود، النكاح، باب ما يؤمر به من غض البصر، (۲۱۴۹)، قال الألباني: حسن)

② محبت کی شادی:

بہت سے لوگ اپنی بے پناہ محبت کا اظہار گھر سے بھاگ کر کورٹ میں جا کر کرتے ہیں، جو کہ دونوں خاندانوں کے لیے ذلت و رسوائی کا باعث بنتی ہے، اس غلط کاری سے بے چارے والدین کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں، وہ معاشرے میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں رہتے، یہ سب مغربی تہذیب کی اندھا دھند تقلید اور سیکولر سوچ کا نتیجہ ہے، جبکہ اسلام روز اول سے ہی والدین کے ادب واحترام کا درس دیتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ

''جو عورت بھی اپنے ولیوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی اس کا نکاح باطل ہے''۔

(سنن أبي داود، النكاح، باب في الولي، ۲۰۸۳)

③ بے حیائی اور فحاشی:

یوم محبت اسلامی اقدار کی دھجیاں اڑانے کا دن ہوتا ہے، اس دن میں حدود اللہ کو قدیم کہہ کر نظر انداز کردیا جاتا ہے، ناچ گانے، رقص کی محفلیں، شراب کی مجلسیں، زنا کے اڈے اور دیگر برائی کے بازار گرم ہوتے ہیں جبکہ اسلام ایمان اور بے حیائی وفحاشی کے درمیان مضبوط دیوار ہے' اس موقع پر نکاح کے بندھن سے قطع نظر ایک آزاد اور رومانوی قسم کی محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لڑکے لڑکیوں کا آزادانہ ملاپ' تحائف اور کارڈز کا تبادلہ اور غیر اخلاقی حرکات کا نتیجہ زنا اور بداخلاقی کی صورت میں نکلتا ہے جو اس بات کا اظہار ہے کہ ہمیں مرد اور عورت کے درمیان آزادانہ تعلق پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اہل مغرب کی طرح ہمیں اپنی بیٹیوں سے عفت مطلوب نہیں اور اپنے نوجوانوں سے پاک دامنی درکار نہیں۔

ان کے متعلق رب العالمین نے قرآن مجید میں کہا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

[سورة النور:۱۹]

''یقیناً جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں

☆......مسلمان اہل مغرب کی نقالی میں ان کے ایام مناتے ہیں حالانکہ ان اہل مغرب کی تاریخ اہل اسلام کے خون سے بھری پڑی ہے۔ یہ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔

بے حیائی پھیلے جو ایمان لائے ہیں، ان کے لیے دنیاو آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

④ غیر محرم کے ساتھ خلوت:

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر لڑکے لڑکیاں خلوت اختیار کرتے ہیں، ہوٹلوں کے کمروں کی ایڈوانس بکنگ کرواتے ہیں' تاکہ اپنی محبت کا اظہار کرسکیں، جب کہ اسلام عفت اور پاکدامنی کا دین ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ

''کوئی بھی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرتا مگر ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔

(سنن الترمذي، النكاح، باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات(۱۱۷۱)، قال الألباني: صحيح.)

⑤ فضول خرچی:

یوم محبت کے موقع پر بہت ساری فضول خرچی کی جاتی ہے، شراب کی خرید وفروخت، ریسٹورنٹ کا کرایہ، اعلیٰ سے اعلیٰ کارڈز کی خرید وفروخت، معیاری سے معیاری پھولوں اور غباروں کی خرید وفروخت اور اس کے علاوہ دیگر چیزوں پر بڑی بڑی رقمیں خرچ کرنا فضول خرچی ہے اور جو لوگ فضول خرچی کرتے ہیں' انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

[سورة بنى اسرائيل: ۲۷]

''بلاشبہ فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں''۔

⑥ کفار سے محبت:

موجودہ دور میں ویلنٹائن ڈے منانے کا مقصد ایمان اور کفر کی تمیز کیے بغیر تمام لوگوں کے درمیان محبت قائم کرنا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کفار سے دلی محبت ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ [سورة المجادلة: 22]

''آپ نہیں دیکھیں گے ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوں خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان کے لوگ ہی ہوں''۔

⑦ کفار سے مشابہت:

یوم محبت منانا کفار کا مذہبی شعار ہے، اگر مسلمان بھی اس کام میں ان کی نقالی کریں گے تو ظاہر بات ہے وہ بھی انہی میں سے ہوں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عام ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے' وہ انہی میں سے ہے''۔ (سنن ابی داؤد، اللباس، باب في لبس الشهرة (۴۰۳۱)).

ویلنٹائن ڈے اور ایک مسلم کا نقطۂ نظر:

ہمیں ایسے تمام تہواروں سے اجتناب کرنا چاہیے جس کا تعلق کسی مشرکانہ یا کافرانہ رسم سے ہو۔ ہر قوم کا اپنا ایک علیحدہ خوشی کا تہوار ہوتا ہے اور اسلام میں مسلمانوں کے خوشی کے تہوار واضح طور پر متعین ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے عید الفطر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيداً وَهَذَا عِيدُنَا

''ہر قوم کی اپنی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے''۔ (صحیح مسلم، صلاۃ العیدین، ۸۹۲)

یہ ان لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے جو کہتے ہیں کہ زندگی میں رہتے ہوئے خوشی کے مواقع بھی ہونے چاہئیں، آپ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے عید کے دن یہ ہیں۔

بقیہ عکس کشمیر

قدمی شروع کردی۔ ان کو منتشر کرنے کے لیے فورسز نے آنسو گیس کی شیلنگ اور پیلٹ چھرّوں کا بے تحاشا استعمال کیا جس سے کئی افراد زخمی ہوگئے جبکہ اگلے روز زینت الاسلام ساکن سوگن شوپیاں اور شکیل احمد ساکن چلی پورہ شوپیاں کی نعشیں جونہی لواحقین کے سپرد کی گئیں تو لوگوں کا اژدھام امنڈ آیا جن کو روکنے کے لیے فورسز نے جا بجا قدغنیں لگاکر سخت مزاحمت کی لیکن ہزاروں کی تعداد میں لوگ تمام رکاوٹوں کو روندتے ہوئے اور کشتیوں میں بھی سوار ہوکر سوگن پہنچتے رہے۔

یوں 40 ہزار افراد نے زینت الاسلام کی نماز جنازہ میں شرکت کی جبکہ کئی بار نماز جنازہ ادا کرنا پڑی۔ اسی دوران حریت پسندوں کے ایک مسلح دستہ نے نماز جنازہ میں شرکت کرکے سٹیج پر پہنچ کر شہید کمانڈر کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کئی منٹ تک ہوائی فائرنگ کرکے شہید کو خراج عقیدت پیش کیا۔ حریت پسندوں کی موجودگی پر قریب ہی واقع فوجی کیمپوں سے بھارتی فوجیوں نے یہاں پہنچ کر حریت پسندوں کو گھیرنا چاہا تو بپھری ہوئی عوام نے فورسز کی گاڑیوں کو نرغے میں لے کر پتھراؤ شروع کردیا اور یہاں تمام مجمع اسلام' آزادی اور مجاہدین زندہ باد کے نعروں سے والہانہ اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگا جس پر کیسپر گاڑی میں موجود بھارتی فوجیوں نے مظاہرین پر براہ راست فائرنگ شروع کردی جس سے 6 افراد گولیاں لگنے اور درجنوں پیلٹ کے چھرّوں سے چھلنی ہوگئے، جن میں سے 4 افراد کو شدید زخمی حالت میں سرینگر منتقل کرنا پڑا۔

یاد رہے البدر چیف کمانڈر زینت الاسلام نے سال 2004ء میں جہادی راہ اختیار کی تو سال 2008ء میں گرفتاری کے بعد PSA کے تحت اُسے جیل میں ڈال دیا گیا جہاں اس نے اسیری کے ساتھ سائنس اور اسلامیات میں گریجوایشن مکمل کی۔ جیل سے رہائی کے بعد والدین نے اس کی شادی کردی اور اللہ نے اُسے ایک چاند سی بیٹی عطا کی لیکن وہ بھارتی فورسز کی جانب سے بار بار تنگ کیے جانے پر ایک بار پھر حریت پسندوں کی صفوں میں شامل ہوگیا اس کے سر پر فورسز نے 13 لاکھ روپے کا انعام رکھا تھا۔ شہادت کے وقت شہید کی بیٹی کی عمر 3 سال تھی۔ دوسرا سرفروش شکیل احمد بن عبدالرشید ڈار جوکہ جولائی 2018ء میں مجاہدین کے ساتھ ملا اور گورنمنٹ ڈگری کالج سے B.Sc کررہا تھا کہ فورسز کے مظالم سے تنگ آکر حریت پسندوں سے آن ملا۔

یوں ان شہداء کی نماز جنازہ کے موقع پر زینت الاسلام کے والد غلام حسن شاہ نے ہزاروں افراد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ زینت الاسلام کی شہادت ہمارے لیے فخر کی بات ہے اور اس نے پاکیزہ مقصد کو حاصل کیا۔ چنانچہ کوئی بھی شخص میرے بیٹے کی شہادت پر آنسو نہ بہائے۔

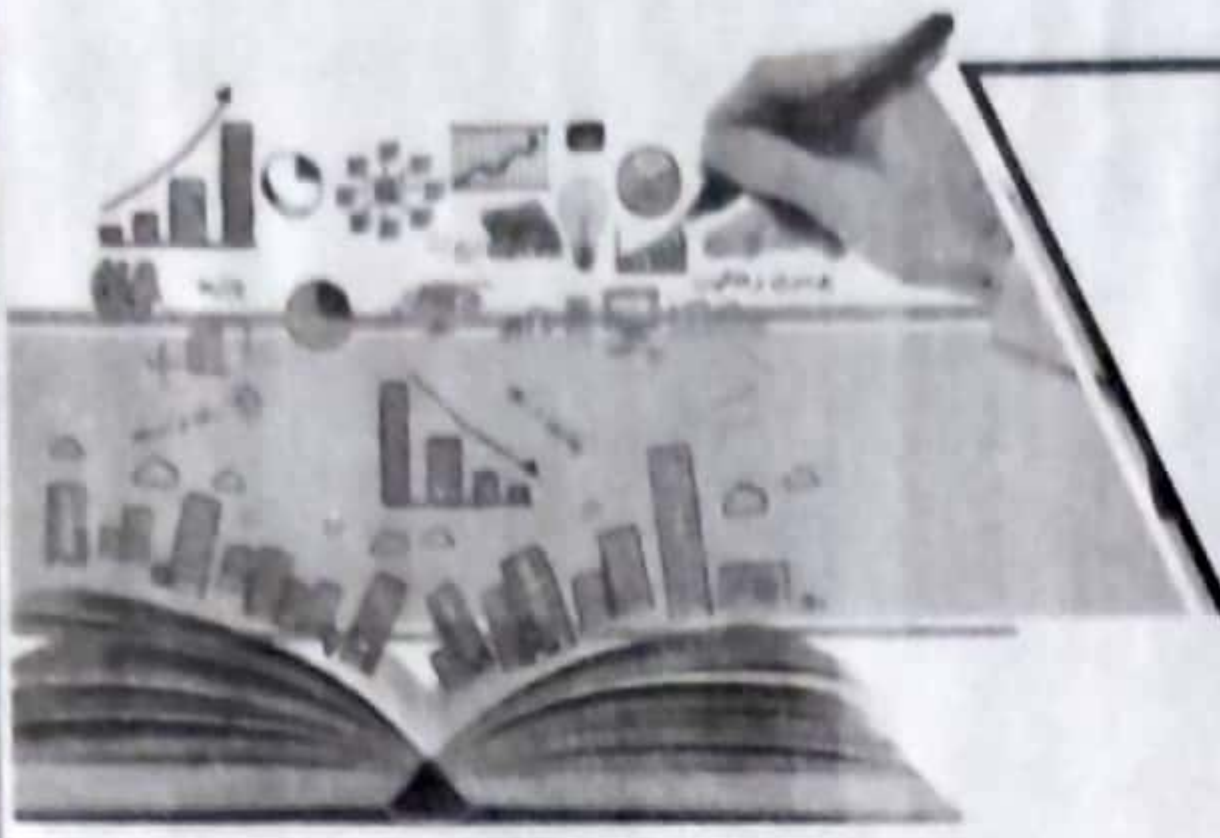

اسلام اور علم اقتصاد

علی مرتضیٰ طاہر

اقتصاد کی لغوی تعریف:

لغت میں قصد اور اقتصاد ''میانہ روی'' اور ''اچھے چال چلن'' کا نام ہے۔

اصطلاحی تعریف:

''ایسے وسائل کو دریافت کرنا جو دولت و ثروت پیدا کرنے کے مناسب طریقے، اس کے خرچ کے صحیح استعمال اور اس کی ہلاکت و بربادی کے حقیقی اسباب بتا سکیں، ''علم اقتصاد'' کہلاتا ہے۔''

دوسرے الفاظ میں آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

''علم اقتصاد اس علم کا نام ہے جو ان مذکورہ وسائل سے بحث کرتا ہے اور ان کے غلط اور صحیح ہونے پر مطلع کرتا ہے۔''

مذکورہ معنی کی بنیاد پر علم اقتصاد دو حصوں پر منقسم ہوتا ہے۔

1۔اجتماعی　　2۔انفرادی

ہماری بحث کا نقطہ نظر اقتصاد اجتماعی ہے اس لیے کہ یہی معاشی زندگی کی بنیاد ہے۔

معاشی نظام کی اہمیت و ضرورت اور اسلامی معاشیات

علم معاشیات کا تعلق انسانی زندگی کے اقتصادی پہلو سے ہے۔ یہ علم اس امر سے بحث کرتا ہے کہ انسان محدود ذرائع کی مدد سے اپنی لاتعداد خواہشات کو کس طرح پورا کر سکتا ہے۔ اس علم میں انسانی سرگرمیوں کا بحیثیت مجموعی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ اس فرد کے مسائل سے بحث کرتا ہے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارتا ہے۔ اس لیے جو لوگ دنیا سے الگ تھلگ ہو کر زندگی گزارتے ہیں ان کے مسائل اس مضمون کے زیر بحث نہیں آتے۔ معاشی نظام کی ضرورت واہمیت کو سمجھنے کے لیے درج ذیل امور کا مطالعہ ہی کافی ہے۔

☆...... عصر حاضر میں معیشت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کی ابتدائی تاریخ کو پتھر اور دھات کے زمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اسی طرح آج کا دور ''معیشت کا دور'' ہے بلکہ نظام ہائے معیشت کی کشمکش کا دور ہے اور صنعتی و سائنسی ترقی نے اس کشمکش کو مزید تند و تیز کر دیا ہے۔

☆...... اس علم کا تعلق ہماری روزمرہ کی شہری زندگی سے ہے، اس لیے کامیاب شہری بننے کے لیے اس علم کا مطالعہ ضروری ہے۔

☆...... اس علم کے مطالعہ سے صنعت وحرفت اور تجارت کے معاملات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

☆...... معاشرہ میں منصفانہ تقسیم دولت کے لیے اسلامی معاشیات کا مطالعہ ضروری ہے۔

☆...... ٹیکسوں کے نظام کو سمجھنے کے لیے بھی معاشی نظام کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

☆...... اسلامی معاشیات فلاحی پہلو کو زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے بھی معاشی نظام کا مطالعہ انتہائی توجہ طلب معاملہ ہے۔

☆...... آمدنی اور خرچ میں توازن رکھنے کے لیے بھی اسلامی معاشیات کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ اسلامی معاشیات میں فضول خرچی اور بخل دو انتہائی غلط رویے ہیں۔ بہترین راہ اعتدال کی ہے۔

☆...... بین الاقوامی تجارت، غیر ملکی قرضے اور بیرونی سرمایہ کاری جیسے معاملات کو سمجھنے کے لیے بھی معاشی نظام کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔

☆...... اسلامی معاشیات کی روشنی میں دور جدید کے تمام معاشی مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔

☆...... اسلامی معاشیات فطرت انسانی کے عین مطابق اور عدل وانصاف کے تمام تقاضے پورے کرتی ہے۔ یہ معاشرہ کے افراد میں اخوت، باہمی محبت، تعاون اور مہمان نوازی جیسی خوبیاں پیدا کرتی ہے، جبکہ جس معاشرہ میں غیر اسلامی معاشی نظام کو رائج کر دیا جائے' وہ معاشرہ محبت، پیار اور اخوت وتعاون جیسی خوبیوں سے محروم رہتا ہے۔

مسلم مفکرین کے اقتصادی افکار

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے معیشت کے افکار قرآن وسنت سے لیے ہیں۔ قرآن کریم میں زندگی کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ معاشی پہلو پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ اس میں ابواب کی صورت میں علم معاشیات پر بحث تو موجود نہیں لیکن اس موضوع پر کئی آیات موجود ہیں۔ اسی طرح احادیث میں بھی معاشیات کے حوالے سے کافی رہنمائی ملتی ہے' پھر مفکرین اسلام نے اسی کو بنیاد بنا کر علم معیشت کے حوالے سے اپنے اپنے افکار و نظریات پیش کیے ہیں۔ جن مفکرین نے اس موضوع کو اپنی تصانیف میں جگہ دی' ان میں درج ذیل نمایاں ہیں۔

☆...... امام غزالیؒ　☆...... ابن خلدونؒ

☆...... امام ماوردیؒ ☆...... شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ☆...... امام فارابیؒ ☆...... شاہ ولی اللہؒ ☆...... علامہ اقبالؒ

اب ہم ان مفکرین کے اقتصادی افکار کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

ابن خلدون رحمہ اللہ:

ان کا پورا نام ''ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون'' ہے۔ 732ھ بمطابق 1332ء تیونس میں پیدا ہوئے۔

علم معاشیات کے ارتقاء میں ابن خلدون کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کی مایہ ناز تصنیف ''العبر'' ہے جو تاریخ پر لکھی گئی۔ اس کتاب کے پانچویں باب میں ''المعاش'' کے عنوان پر 32 فصلیں ہیں جن میں بڑے منظم طریقے سے معاشی امور پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں انہوں نے معاشیات کی تعریف، معاشیات کا علم سائنس سے تعلق، حصول دولت، آزادانہ معاشی تجارت، پیداواری وغیر پیداواری شعبوں، معاشرتی ترقی کے مراحل، دیہاتی و شہری معاشی نظام، صنعتی وفنی تربیت، ٹیکسوں کی شرح اور روزی کمانے کے مختلف ذرائع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ان کے اقتصادی افکار کا خلاصہ ہم ان الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں:

''مادی طاقت اور خوشحالی انسان کے اخلاق کو بدل دیتی ہے اور اخلاق کی یہی تبدیلی بالآخر مادی طاقت کے زوال کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اس کا یہ فرض ہے کہ تہذیب وتمدن اور صنعت وحرفت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاق وسیرت پر بھی کڑی نظر رکھے۔''

مسلمان اس بات پر فخر محسوس کر سکتے ہیں کہ خود مغربی مفکرین نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ علامہ ابن خلدون کا کام ہیوم لاک، ایڈم سمتھ، اور کارل مارکس سے بھی بہتر ہے۔ علامہ ابن خلدون کے بعض نظریات اس قدر ترقی یافتہ ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ ابن خلدون کا شمار علمِ معاشیات کے بانیوں میں سے ہوتا ہے تو یہ مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔

امام غزالی رحمہ اللہ:

ان کا سن ولادت 1058ء اور وفات 1111ء ہے۔ انہوں نے ''احیاء علوم الدین'' کے علاوہ درج ذیل کتب تصنیف کیں۔

☆...... التبر المسبوك
☆...... رسالة العقائد
☆...... كيمياء السعادة
☆...... خلاصة الفقه

یہ اپنی تمام کتابوں میں معاشی امور پر بحث کرتے ہیں جن سے ان کے معاشی نظریات وافکار کا پتہ چلتا ہے۔

یہ امر بہت ہی دلچسپ ہے کہ امام غزالی پہلے مسلم مفکر ہیں جنہوں نے بجٹ کا تخیل پیش کیا، وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خرچ اور آمدن کی مدات کا علیحدہ علیحدہ حساب رکھا جائے۔ وہ ظالمانہ اور ناجائز ٹیکسوں کے سخت مخالف تھے۔ نیز وہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ ٹیکسوں سے حاصل کی جانے والی دولت کا اکثر حصہ حکام اپنی عیاشیوں پر خرچ نہ کریں۔

کیمیائے سعادت میں ''تجارت اور روزی کمانے کے آداب'' پر ایک باب قائم کیا ہے، اسی طرح وہ ''ذخیرہ اندوزی'' پر بھی بحث کرتے ہیں۔

امام ماوردی رحمہ اللہ:

ان کی پیدائش 975ء اور وفات 1058ء میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں معاشی امور پر خوب بحث کی ہے۔ ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

☆ الاحكام السلطانية
☆ درر السلوك فى سياسة الملوك
☆ قانون الوزارة
☆ ادب الدين والدنيا

انہوں نے اپنی تصانیف میں حکام کے اخراجات، وزارتوں کی تقسیم کار اور آمدن وخرچ کی تفاصیل کو بیان کیا ہے۔ یہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کوئی بھی قوم اس وقت تک پروان نہیں چڑھ سکتی جب تک معاشی معاملات میں منصفانہ سوچ کو فروغ نہیں دیا جائے گا یعنی ان کے نظریات وافکار کے مطابق:

''کسی بھی ریاست میں فساد اور بگاڑ کی سب سے بڑی وجہ معاشی ناہمواریاں اور غیر منصفانہ تقسیم دولت ہوتی ہے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

ان کا نام ''الشیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ حرانی دمشقی'' ہے۔

661ھ میں ترکی کے ایک علاقے حران میں پیدا ہوئے، تاتاریوں کے حملے کے وقت ان کا خاندان ہجرت کر کے دمشق کی طرف چلا گیا جس کی وجہ سے یہ دمشقی کہلائے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ تصنیف وتالیف کے جس قدر کارنامے ابن تیمیہؒ نے سرانجام دیئے ہیں وہ کوئی اور نہیں دے سکا۔ ان کے شاگرد امام ابن قیم کی کتاب ''زاد المعاد'' میں ان کے معاشی افکار ملتے ہیں۔ وہ اسلام کے نظام معاش کو دنیا کا بہترین نظام قرار دیتے ہیں۔ ان کے افکار ونظریات کے مطابق اسلامی نظام معیشت کے بغیر انسانی زندگی کا صحیح راہ پر چلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ:

''انسان کی معیشت میں جو چیز ناجائز طریقے سے آجائے اس کا کھانا قطعی طور پر حرام ہے۔ چنانچہ جب امام ابن تیمیہؒ مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لیے تاتاری بادشاہ سلطان قازان کے پاس گئے جو کہ مسلمان ہو چکا تھا، جب یہ وفد سلطان کی مجلس میں پہنچا تو انہوں نے کھانا پیش کیا تو امام صاحب نے فرمایا:

''میں تمہارا وہ کھانا کیسے کھالوں جو تم نے لوگوں کے مال چھین کر حاصل کیا ہے اور لوگوں کے درختوں سے ہی لکڑی کاٹ کر پکایا ہے۔''

یہاں پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وہ واحد شخصیت تھے جنہوں نے ایسا کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔

امام فارابی رحمہ اللہ:

ابو نصر فارابی 950ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے معاشیات پر بہت کام کیا اور کئی کتابیں لکھیں۔ انہوں نے علم معیشت کے بہت سے پہلوؤں پر ابحاث بھی لکھی ہیں۔ زراعت کو معیشت میں اہم مقام حاصل ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنے نظریات وافکار میں اس بات کو اجاگر کیا کہ معاشرے کے لیے معاش کا ہونا بہت ضروری ہے اور یہ معاش حلال ذرائع سے حاصل کیا جائے تا کہ اس کمائی کو معیشت صالحہ کا نام دیا جاسکے۔

انہوں نے معاشرتی اور معاشی موضوعات پر کچھ کتابیں لکھیں جو درج ذیل ہیں:

☆ سياسيات المدينة
☆ جوامع السياسة
☆ آراء اهل المدينة الفاضلة
☆ اجتماعية المدنية

باقی صفحہ 54 پر

اللہ کو طاقتور مومن کمزور مومن سے زیادہ پسند ہے۔ (مسلم)

طب و صحت

ڈاکٹر خالد غزنویؒ (صدارتی ایوارڈ یافتہ۔ ایم بی بی ایس)

☆......یہ سیب کی شکل کا پھل ہے جو جنگلوں میں خودرو بھی ہے اور کاشت بھی کیا جاتا ہے۔ ہندی میں اسے بیل' بل' فارسی میں شل' انگریزی میں Quince کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کے نام کے معنی وسعت کی دیوی ہیں۔ ہندی دیو مالا کے مطابق یہ پھل زرخیزی' وسعت رزق اور فارغ البالی کی علامت ہے۔ اسے بھگوان شوکا پرتو قرار دے کر ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں اور مندروں میں پوجا کے دوران اس کی موجودگی باعث برکت خیال کی جاتی ہے۔

یہ پھل دنیا کے اکثر ممالک کے پہاڑی علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ بھارت میں آسام' بنگال اس کے بڑے مسکن ہیں جبکہ پاکستان میں آزاد کشمیر' مری' سوات اور مردان کے علاقوں میں پایا جاتا ہے مگر اب اس کے درخت ناپید ہوتے جا رہے ہیں کہ لوگوں کو اس کا صحیح مصرف معلوم نہیں رہا۔ پھل کی منڈیوں میں عام طور پر ستمبر' اکتوبر کے دوران یہ پھل ملتا ہے جبکہ پک جائے تو لذیذ مگر جاپانی پھل کی طرح قابض ہوتا ہے۔ اس کا درخت چار میٹر کے قریب بلند ہوتا ہے اور اس کے تمام حصے دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اطباء اسے بیلگری کے نام سے بھی جانتے ہیں۔

احادیث نبوی ﷺ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بیان فرماتے ہیں۔

دخلت علی النبی ﷺ وبیدہ سفرجلۃ فقال دونکھا یا طلحۃ فانھا تجم الفواد۔ (ابن ماجہ)

اسی ارشاد گرامی کو النسائی نے انہی کے الفاظ میں دوسری صورت میں بیان کیا ہے۔

اتیت النبی ﷺ فی جماعۃ من ......

میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اس وقت اپنے اصحاب کی مجلس میں تھے۔ ان کے ہاتھ میں سفرجل تھا جس سے وہ کھیل رہے تھے۔ جب میں بیٹھ گیا تو انہوں نے اسے میری طرف کر کے فرمایا۔ اے اباذر' یہ دل کو طاقت دیتا ہے۔ سانس کو خوشبودار بناتا ہے اور سینہ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔

سفرجل نہار منہ کھاؤ کہ بلاشبہ یہ دل کے دورے کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے ایسا کوئی نبی نہیں مامور فرمایا جسے جنت کا سفرجل نہ کھلایا ہو۔ کیونکہ یہ فرد کی قوت کو چالیس افراد کے برابر کر دیتا ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اطعموا حبالکم السفرجل یجم الفواد ویحسن الولد (ذہبی)

اپنی حاملہ عورتوں کو سفرجل کھلایا کرو کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے اور لڑکے کو حسین بناتا ہے۔

☆......سفرجل (بہی) دل میں سے سدوں کو نکالتا ہے' اس کی نالیوں کی رکاوٹ دور کر کے ان کو وسیع کرتا ہے۔ حافظ امام ابن القیمؒ

کلوا السَّفرَجلَ، فإنَّه یجلّی عنِ الفؤادِ، و یَذھبُ بِطَخاءِ الصدرِ (ابن سنی ابونعیم)

سفرجل کھاؤ کیونکہ وہ دل کے دورے کو ٹھیک کر کے سینہ سے بوجھ اتار دیتا ہے۔

حضرت انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اکل السفرجل یذھب بطخاء القلب (التفاحی فی امالیہ۔ حوالہ کنز العمال)

(سفرجل کھانے سے دل پر سے بوجھ اتر جاتا ہے)

انہی سے سفرجل کھانے کے صحیح وقت کی نشاندہی یوں ملتی ہے۔

کل السفرجل علی الریق فانه یجلی عن الفواد' وما بعث الله نبیا من الانبیاء الا اطعمه من سفرجل الجنة تزید فیه قوته قوة اربعین رجلا۔ (ابن ماجہ)

(صاحب کنز العمال فی السنن والا قوال نے سفر کے بارے میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

عوفؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

کلو السفرجل فانه یجم الفواد ویشجع القلب (مسند فردوس)

سفرجل کھاؤ کہ یہ دل کے دورے کو ٹھیک کرتا ہے اور دل کو مضبوط کرتا ہے۔

یہی ارشاد طبرانی اور متدرک الحاکم اور بیہقی نے دیگر ذرائع سے بیان کئے ہیں

ان روایات میں ایک ہی پھل کے تواتر سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سفرجل کے طبی کمالات کے قائل تھے۔ انہوں نے اسے نہار منہ کھانے کی ہدایت کی اور دل کی مختلف بیماریوں کے لئے اسے اکسیر قرار دیا۔

محدثین کے مشاہدات:

احادیث میں فوائد کے سلسلہ میں دو اہم اشارات نظر آتے ہیں۔ ''تجم الفوائد'' اور ''الطخاء'' اس کی تشریح میں محدث ابوعبید کہتے ہیں کہ جیسے آسمان پر ابر آتے ہیں اور پردہ پڑ جاتا ہے اس طرح الطخاء دل کی وہ کیفیت ہے جس میں دل کے پردے دھندلے ہو جاتے ہیں اور ان پر پانی پڑ جاتا ہے۔

عام طور پر فوائد کے معنی دل کا دورہ ہے جو کے دلیہ کے فوائد میں حضرت عائشہؓ کی روایات میں فوائد کا لفظ اکثر جگہ استعمال ہوا جس کا عمومی مفہوم دل پر بوجھ یا دورہ ہی سمجھ میں آتا ہے۔ جب یہ لفظ ''تجم الفوائد'' کی صورت میں سفرجل کے بارے میں مذکور ہوا تو حافظ ابن القیمؒ اس کی تشریح میں کہتے ہیں کہ یہ دل میں سدوں کو نکالتا اور اس کی نالیوں سے رکاوٹ کو دور کرتا اور انہیں وسیع کرتا ہے۔ اس سے دل کی وہ کیفیت بھی مراد ہے جب وہاں پر پانی اکٹھا ہو کر اس کی کارگزاری کو متاثر کر دے۔ محمد احمد ذہبی بھی تجم الفوائد کو خون کی نالیوں اور دل کے اپنے مشمولات کی تقویت اور توسیع قرار دیتا ہے۔

ان حضرات نے یہ مشاہدات اس وقت کئے جب لوگ اس امر سے بھی ٹھیک سے آگاہ نہ تھے کہ دل کو کونسی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں۔ تاریخ طب میں دل کے دورے کی پہلی تشخیص ابوداؤد کی روایت کے مطابق سعدؓ بن ابی وقاص کی بیماری میں نہ صرف کی گئی بلکہ مریض کا چند دن میں مکمل علاج بھی کیا گیا۔

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے دل کے دورے کے علاوہ دوسری بیماریوں کے بارے میں اظہار خیال فرماتے ہوئے ان کی کیفیات اور علامات کا ذکر فرمایا جن کے بارے میں علم الامراض کے ماہرین کو بیسویں صدی کے نصف کے قریب جا کر واقفیت ہوئی۔ ابن قیمؒ نے جن علامات کا ذکر کیا ہے وہ card Endocarditis کے علاوہ lacinfaroction اور pericarditis کا ایک مکمل بیان ہے۔ دل کے مریضوں کو جب کبھی دورہ پڑتا ہے تو اس کی ابتداء چھاتی میں بوجھ کی کیفیت سے ہوتی ہے اور اس غرض کے لئے مریضوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ Angised یا Isor dil کی گولی ہمہ وقت پاس رکھیں۔ جیسے ہی بوجھ ہو زبان کے نیچے گولی رکھ لیں مگر نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ گولیاں کھانے کی بجائے بہی جیسا لذیذ پھل کھا لیا جائے۔

میٹھا سفرجل ٹھنڈک پہنچاتا ہے جبکہ کھٹا قابض ہے۔ معدہ کے لئے مقوی اور مصلح ہے۔ پیاس کو کم کرتا ہے۔ قے کو روکتا ہے۔ پیشاب آور ہے' نفث الدم اور پیٹ کے السر میں مفید ہے۔ ہیضہ کا بہترین علاج ہے جبکہ اس کی جڑوں کا جوشاندہ یا پتوں کا عرق بھی اپنے فوائد میں تقریباً ایسے ہی ہیں۔ غذا کو ہضم کرتا ہے اور اگر کھانے کے بعد کھایا جائے تو پیٹ سے بوجھ کو اتار دیتا ہے۔ محدثین کے بیان کے مطابق اسے کھانے سے پہلے کھانا زیادہ مفید ہے۔

☆......بہی کا مربہ یا شربت منشیات کے نشہ کو زائل کرنے میں بہترین ہے۔ بہرحال شربت وغیرہ سے زیادہ بہتر پھل کھانا ثابت ہوا ہے

تازہ سفرجل یا اس کا گودہ طبی ضروریات کے لئے کافی ہے لیکن اسے بھون کر یا بھوننے کے بعد شہد کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شہد اس کی قولنج پیدا کرنے کی مضرت کو دور کر دیتا ہے۔ یہ سانس سے گھٹن کو دور کر کے اسے خوشبودار بناتا ہے۔ ذہبیؒ کے مشورہ کے مطابق اگر اس کے ساتھ عنبر بھی شامل کر لیا جائے تو اس کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسے کھانے سے پتہ کی سوزش میں کمی آتی ہے۔ اسے کھانے سے جسم کے اکثر مقامات کے ورم تحلیل ہو جاتے ہیں خاص طور پر وہ کیفیات جن میں رطوبت بھی ہو۔ اس غرض کے لئے اسے بھون کر گرم ریت میں ملا کر مقامی سطح پر لیپ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بیج حلق کی سوزش کو رفع کرتے ہیں اور یہ سانس کی گھٹن دور کرتے ہیں۔ اس کا شہد میں مربہ بہترین غذا اور دوا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

استادان فن نے اس کے جملہ اثرات کو امراض بطن تک محدود رکھا ہے' ہر طبیب نے امراض ہضم میں اس کے اثرات کو مختلف اطراف سے دیکھ کر ان کی تعریف کی ہے۔

بہی خون پیدا کرتی ہے۔ قے دور کرتی ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ معدے کو طاقت دیتی ہے۔ دل اور جگر کو تقویت دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی ہے۔ اس کو بھون کر کھانے سے جن کو بھوک نہیں لگتی' خوب بھوک لگنی شروع ہو جاتی ہے۔ جگر کے سدے کھولتی ہے۔ جن عورتوں کو مٹی کھانے کی عادت ہوتی ہے' اگر وہ بھی کھائیں تو مٹی کھانے کی عادت جاتی رہتی ہے۔ پکی ہوئی بہی کھانے سے خوراک جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ زیادہ بہی کھانے سے جذام پیدا ہو جاتا ہے۔ (یہ بات قطعاً غلط ہے کیونکہ جذام ایک متعدی بیماری ہے جو جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے بہی یا کسی اور چیز کے کھانے سے کبھی پیدا نہیں ہو سکتی) زیادہ کھانے سے ہچکی آتی ہے۔ رعشہ، پیچش اور قولنج پیدا ہوتا ہے۔ ایسے میں پورا پھل کھانے کی بجائے اگر اس کا عرق نکال کر پی لیا جائے تو قوت زیادہ دیتی ہے مگر قبض پیدا کرتی ہے۔

اس کو بھون کر کھانے سے پرانے دست بند ہو جاتے ہیں۔ عام خوراک تین سے چھ ماشہ ہے۔ اس کا پانی پینے سے حاملہ عورت کے پیٹ کے اندر جنین کو صحت حاصل ہوتی ہے۔ شہد کے ساتھ بھون کر کھانے سے دست بند ہو جاتے ہیں مگر قبض پیدا نہیں کرتی۔ اس کا پینا یا حقنہ پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔ بہی دانہ کا لعاب' شکر ملا کر دینے سے بھی پیشاب کی جلن جاتی رہتی ہے۔ بہی کا مربہ یا شربت منشیات کے نشہ کو زائل کرنے میں بہترین ہے۔ منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ ویدک طب میں اس کا پانی قے یا پیاس کو کم کرنے کے لئے دیا جاتا ہے اور اس کا لیپ جلے ہوئے زخموں کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے۔

گیلانی نے اس کے درخت کے تمام حصوں کو قابض قرار دیا ہے۔ اس کی رائے میں بہی کے جتنے بھی مضر اثرات ہیں' اس کے ساتھ شہد ملا کر دینے سے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے درخت کے گوند کو پانی میں گھول کر چیونٹیوں کے اور پسوؤں کے بلوں پر چھڑک دیں تو وہ تمام مر جاتے ہیں۔ اطباء نے بہی یا اس کے پھولوں کو روغن زیتون میں ڈال کر اکیس روز دھوپ میں رکھنے کے بعد اس کا روغن بھی تیار کیا ہے۔ اسے ابالنے کے بعد امراض بطن میں جلن قروح اور سدوں کو کھولنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

بہی کے رب اور شربت کے اثرات بھی بہی کی مانند ہیں۔ اگرچہ یہ خوش ذائقہ ہوتے ہیں مگر ان کا فائدہ خالص پھل کی نسبت کم ہوتا ہے۔

بہی دانہ کے لعاب کھانسی کی شدت کو کم کرتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو کھولتا ہے۔ اگر کسی اور دوائی کی وجہ سے پیٹ میں جلن ہو یا اس کے استعمال کے بعد ایسا ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ لعاب اس سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سے منہ اور گلے کے چھالے مندمل ہو جاتے ہیں۔ ویدک طب میں جڑ کا جوشاندہ دماغی امراض میں، سوزش والے مقامات پر پتوں کا لیپ، پھل کا عرق بخار اور اختلاج قلب میں بھارت کی یہ قدیم ترین دوائی ہے۔

کیمیائی ماہیت:

پھل کے اہم اجزاء کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ ٹینک ایسڈ پیکسٹن اور لیس دار مادے ہیں۔ اس پھل میں ایک جزو عامل marmelosin نام کا پایا جاتا ہے۔ بیجوں کو پیس کر اگر ان کا جوہر پتھر کے ساتھ نکالا جائے تو ان سے زرد رنگ کا ایک فرازی تیل برآمد ہوتا ہے جسے ایک ماشہ کی مقدار میں اگر کسی کو خالص پلائیں تو اسہال ہو جاتے ہیں۔ بعض ماہرین نے پھل میں ایک لیسدار مادہ کو بھی معلوم کیا ہے جو اپنی ماہیت کے لحاظ سے Balsam of peru سے ملتا جلتا ہے۔ اسی لیسدار چیز کو بعض لوگ روغن بلسان قرار دیتے ہیں۔ اس کے جزو عامل مامیلوسین کی مقدار عام طور پر 5.37 فیصدی کے قریب ہوتی ہے مگر یہ آب و ہوا اور زمین کی زرخیزی سے متاثر بھی ہو سکتی ہے جیسے کہ بنگال اور آسام میں پیدا ہونے والے پھلوں میں یہ جوہر پنجاب سے پانچ گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی 0.05 گرام کی مقدار بھی پیشاب اور دست آور ہے۔ نیند لاتا ہے مگر زیادہ مقدار میں دل کی رفتار کو کم کرتا ہے۔

بہار اور اڑیسہ کے درختوں کی چھال سے کوکو کی شکل کا ایک جوہر Fagarime حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چڑجی نے اس سے Skimmianine marmine Eoumarin umbuiferone الکائیڈ حاصل کئے ہیں۔ پھل سے حاصل ہونے والے فرازی روغن کے اجزاء میں عام شحمی ترشوں کے علاوہ جراثیم کش صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اس کے بیجوں میں گلوبولین پائی جاتی ہے اور اس کے پتوں اور شاخوں سے دوسری اقسام کے تیل حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ایک کی ساخت سنگترے کے تیل کی مانند ہے۔ اس لئے یہ تیل یا پتے اور شاخیں جلا کر کیڑوں مکوڑوں کو بھگانے کا کام لیا جا سکتا ہے۔

اطباء کے مشاہدات:

آیورویدک کی 10 بوٹیوں کے نسخہ "داسا" کا ایک جزو ہے۔ آجکل یورپ میں بہی کا جوس بڑا مقبول ہے۔ Quince اور Squash کے نام سے بکنے والا یہ مشروب مفرح، مصلح کبد اور پیاس کی شدت کو کم کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ اس کا پھل خشک کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے جو قابض اور پرانی پیچش میں بہت مفید

ندکارنی نے کچا سفرجل لے کر اسے راکھ میں رکھ کر دبا کر اوپر آگ جلائی۔ وہ سرخ ہو گیا۔ پھر اس کا گودا نکال کر اس میں پانی میں ابالی ہوئی سونف کا جوشاندہ ملا دیا۔ انہیں اچھی طرح ملانے کے بعد چھان کر یہ شربت اسہال مزمن کے مریض کو دن میں چار پانچ مرتبہ چمچ بھر دیا جاتا ہے مگر اس کے ساتھ کھانا پینا منع کر دیا جاتا ہے تا کہ دوائی خالی انتڑیوں پر پوری طرح اثر انداز ہو سکے۔

سفرجل کے گودے کو خشک کر کے اسے پانی میں ابال کر اس میں چینی ملا کر اس کرنل چوپڑا نے بہی کے

☆......میٹھا سفرجل معدہ کے لئے مقوی اور مصلح ہے۔ پیاس کو کم کرتا ہے۔ قے کو روکتا ہے۔ نفث الدم اور پیٹ کے السر میں بھی مفید ہے

ہے۔ یہ نسخہ بچوں کے لئے دستوں میں خاص طور پر مفید ہے اور کریم تجویز کی گئی ہے۔ یہ دونوں چیزیں اسہال کی شدت میں اضافہ کر سکتی ہیں، کھانڈ کی وجہ سے جراثیم کو افزائش کے بہتر مواقع ملتے ہیں جبکہ کریم کی چکنائی وہاں پر سڑانڈ اور گیس پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اسی نسخہ کو جب نبی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا گیا تو ہر قسم کے پیچش پر موثر ہو گا۔

پہلے نسخوں میں شہد کی آمیزش سے ان کا ذائقہ بھی درست ہو گیا اور تاثیر بھی بہتر ہو گئی جبکہ شربت میں چینی کی جگہ شہد ملانے سے یہ فائدہ مند دوائی بن گئی۔ بھارتی حکومت کے طب یونانی کی ترویج کے ادارہ نے بہی کو تین صورتوں میں استعمال کی سفارش کی ہے۔ غالباً یہ بھی کرنل چوپڑا سے متاثر ہیں۔

1۔ مغز بیل گری کو تازہ پانی میں اچھی طرح مل کر شکر ملائیں۔ اسہال و پیچش کے لئے ایک اچھا شربت تیار ہے۔

2۔ کچا پھل لے کر اسے بھوبل میں رکھیں، جب سرخ ہو جائے تو نکال لیں۔ اس کا 24 سے 40 گرام (ماشہ) گودا صبح نہار منہ کھلائیں۔ مزمن اسہال میں مفید ہے۔

3۔ خشک بیل گری کو جوش دے کر اس کا جوشاندہ اسہال کے لئے پلائیں۔ سفرجل کے بارے میں مغربی ممالک میں جو تحقیقات ہوئیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ دل، دماغ اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ قابض ہے۔ جریان خون کو بند کرتا ہے۔ اسہال اور پیچش میں مفید ہے اور مقوی باہ ہے۔

اثرات کے خلاصہ کرتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان میں آ کر مطب کرنے والے یورپی ڈاکٹروں نے بھی بہی سے متاثر ہو کر کہا کہ جب اسہال اور پیچش بخار کے بغیر ہوں تو بہی دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی مسلسل تعریف کی وجہ سے بہی کو برٹش فارماکوپیا میں بطور مسلمہ دوائی کے شامل کر لیا ہے۔ اس زمانے میں بہی کو ان تین صورتوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔

1۔ تازہ پکے پھل کو ابال کر اس کا جوشاندہ دن میں کئی بار پلایا جائے۔

2۔ کچے پھل کو خشک کر کے اس کے جوشاندہ کا ایک بڑا چمچہ دن میں کئی بار دیں۔

3۔ پھل کا گودا نکال کر اس کو خشک کر کے ہوا سے محفوظ ڈبوں میں رکھا جائے، اس سفوف کا آدھا چھوٹا چمچہ دن میں دو سے تین مرتبہ دیں۔ برطانوی ماہرین کے مشاہدہ کے مطابق پیچش کی ایمیبائی قسم پر کوئی اثر نہیں بلکہ یہ شدید اسہال میں بھی اتنی مفید نہیں مگر پرانی پیچش اور اسہال مرض میں کمال کی چیز ہے۔ ان کے نزدیک یہ اثر اس لیس دار مادہ کی وجہ سے ہے جو بہی میں پایا جاتا ہے۔ بہی سے پیچش اور اسہال کا علاج کرنے سے پاخانہ میں آنے والے لیسدار مواد آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے ہیں۔ بار بار کی حاجت میں کمی آنے لگتی ہے اور شفا ہو جاتی ہے۔

بھارتی ماہرین نے آنتوں کے اثرات کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مشاہدات کے مطابق بہی سے جراثیمی پیچش میں Bacillary Dysentory میں یقینی فائدہ ہوتا ہے۔ ان کی صراحت کے مطابق ایسے

باقی صفحہ 51 پر

جب تک جرم کے اسباب کا انسداد نہ ہوگا، کلیاں درندگی کا نشانہ بنتی رہیں گی

زینب، فریال کب تک لٹتی رہیں گی؟

تصویرِ وطن

تحریر: عشاء نعیم

اس کا باپ محافظ وطن ہے۔

وہ سرحدوں پہ کھڑا ہوتا ہے۔

کہیں کوئی دشمن اس ملک کے اندر نہ گھس آئے،

کہیں کوئی دشمن اس ملک کو ترنوالہ نہ سمجھ لے۔

کہیں کوئی درندہ گھس کر اس وطن کی بیٹیوں کی عزتوں پہ ہاتھ نہ ڈالے۔

ہاں وہ زمین کے چپے چپے کی حفاظت اسی لئے کرتا ہے کہ میرے وطن کی بیٹیاں محفوظ ہو جائیں۔ وہ اس لئے راتوں کو جاگ کر سرحدوں پر پہرہ دیتا ہے کہ بیٹیوں کے باپ رات کو بے فکر ہو کر سکون سے سو جائیں۔

ہاں وہی محافظ وطن جو جان ہتھیلی پہ لئے سرحدوں پہ دشمن کے سامنے سینہ تانے کھڑے ہیں، کسی گولی کا ڈر ہے نہ بم کا خوف بس وطن کی حفاظت اور بیٹیوں کا تحفظ ہی تو درکار ہے انھیں۔

لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ اسی محافظ کی اپنی بیٹی اپنی سرحدوں کے اندر روندی جائے گی۔

اس کی اپنی بیٹی کو گھر کے اندر سے درندے پڑ جائیں گے۔

جو اسے نوچ لیں گے۔

وہ تو غیروں کے سامنے سینہ تانے کھڑا تھا، وہ تو غیروں کو للکار رہا تھا کہ گھر سے لٹیرے نکل آئے جو اسی کے گھر کو لوٹ لے گئے۔

کس قدر درندگی کا مظاہرہ کیا گیا اس ننھی کلی کے ساتھ؟

آسمان بھی کانپ گیا ہوگا صرف تین سالہ فریال جب کھیلنے کے لئے گھر سے نکلی تو پھر دو دن بعد اس حالت میں لوٹی، جو دیکھے اس کا کلیجہ ہی پھٹ جائے۔

واقعہ ایسا کہ ہر ایک سن کر تڑپ اٹھے۔

قیامت سی قیامت ہے۔

اگر وہ بیٹی باپ سے ملے تو کیا کہے گی باپ سے؟

یہی کہ بابا آپ تو محافظ تھے پھر میں کیوں لٹ گئی؟

بابا آپ تو بندوق تھامے کھڑے تھے کیا آپ کی بندوق گم ہو گئی تھی؟

بابا آپ تو کھڑے تھے کہ کوئی دشمن کوئی درندہ میرے وطن میں نہ گھس سکے بابا کیا آپ کو نیند آ گئی تھی جو وہ درندہ اندر آ گیا؟

بابا کیا میں صرف آپ کی بیٹی تھی؟

بابا آپ نے کیوں آنے دیا اس وحشی کو؟

اس معصوم کو تو یہی معلوم تھا کہ اس کا باپ دشمنوں، درندوں کے لئے بندوق لئے کھڑا ہے۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وحشی درندہ، انسانیت سے عاری انسان نما بھیڑیا ملک کے اندر بھی چھپا بیٹھا ہے۔

پہلے بھی ایسے حادثات ہو چکے ہیں۔

ہر چند ماہ بعد ایسا واقعہ ہو رہا ہے۔

کیا ان واقعات کو جو کلیجہ چھلنی کر دیتے ہیں......

جو ماں باپ کی زندگی تباہ کر دیتے ہیں کو نظر انداز کر دیا جائے؟

کیا ان واقعات کو زندگی کا حصہ سمجھ لیا جائے؟

کیا ایسا ممکن ہے کہ ماں باپ اس کو 'یہ تو اب ہو رہا ہے' کہہ کر آگے بڑھ جائیں؟

نہیں، اس کو نہ تو وہ ماں باپ نظر انداز کر سکتے ہیں نہ ہم دیگر والدین۔

کیونکہ ماں باپ کو دنیا میں ایمان کے بعد سب سے پیاری چیز اولاد ہوتی ہے۔ اولاد کے لئے ہی محنت کرتے ہیں،

اولاد کے لئے ہر دکھ سہتے ہیں۔

اولاد کے لئے ہی جیتے ہیں۔

کسی کا بچہ فوت ہو جائے تو اسے صبر آنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر حادثے میں ہو تو اور دکھ ہوتا ہے اور حادثہ ایسا ہو تو پھر ان والدین کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے کہ صرف والدین بلکہ اس بچی کے رشتہ دار اور دوست احباب بھی متاثر ہوتے ہیں۔

اب بات یہ ہے کہ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں کہ ایسے واقعات بڑھ رہے ہیں۔

☆......آسمان بھی کانپ گیا ہوگا، صرف تین سالہ فریال جب کھیلنے کے لیے گھر سے نکلی تو پھر دو دن بعد اس حالت میں لوٹی کہ جو دیکھے، اس کا کلیجہ ہی پھٹ جائے۔

کسی بھی جرم کو روکنے کے لئے پہلے اس کی وجوہات اور محرکات کو دیکھنا پڑتا ہے۔

جب تک وجوہات اور محرکات کا تدارک نہ کیا جائے، جرم کا رکنا مشکل ہو جاتا ہے۔

تو اس کی وجہ بڑی عام ہے اور تقریباً سبھی جانتے ہیں کہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی فحاشی و عریانی ہے۔

فیشن کے نام پر جو گند ڈالا جا رہا ہے پاکستان میں وہ تو ناقابل برداشت ہے ہی لیکن یہاں ہر چیز آپ کو معصوم ذہنوں کو بھی خراب کرتی نظر آئے گی۔

ہمارے ملک میں فلم انڈسٹری پہ سنسر شپ صرف نام کی ہے ورنہ ہالی ووڈ سے کم کچھ نہیں ہو رہا۔ ٹی وی پہ ہر اشتہار میں مختصر لباس اور مخلوط ڈانس دکھایا جاتا ہے حتیٰ کہ بچے بھی اب بس ڈانس کرتے ہیں۔

ٹی وی پہ معصوم بچیوں کو بے ہودہ لباس پہنا کر ڈانس مقابلے کروائے جاتے ہیں۔

اور تو اور بچوں کے بیگ اور لنچ بکس لینا مشکل ہو گیا ہے۔

آخر کیا تک ہے لنچ بکس اور بیگ پہ باربی ڈول کے نام سے مختصر لباس کی تصاویر بنانے کی؟

ہمارے تو بچے پریشان ہوتے ہیں باقاعدہ میری بچی رونے لگتی ہے کہ ماما جی یہ گندے ہیں مجھے نہ لا کر دو۔

لیکن دکاندار کہتا ہے سادہ ہے ہی نہیں۔

گویا کہ فحاشی کا ایک سیلاب ہے جو ایسے امنڈ آیا ہے کہ سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔

یہ سب اس لئے کیا جا رہا ہے میں ہمارے بچے حیا کو بھول جائیں اور یہ سب معمولی سمجھ کر خود بھی ایسا لباس پہنتے ہوئے نہ شرمائیں نہ جھجک محسوس کریں۔

ہماری بچیوں کو لباس کا مفہوم ہی بھول جائے اور وہ مختصر لباس کو اپنانے میں حرج محسوس نہ کریں۔

حکومت پاکستان کو اب کچھ کرنا ہوگا۔ یہ سب اس طرح نہیں چل سکتا۔

ہماری حکومت پاکستان سے استدعا ہے کہ اللہ کے لئے یہ سب مدینہ جیسی ریاست سے ختم کیا جائے۔

ہماری بچیوں کو تحفظ دیا جائے۔

لیکن افسوس حکومت ان واقعات کے اسباب کی روک تھام تو کجا، وہ مزید اعلان کرتی ہے کہ بارہ ہزار سینماز بنائے گی اور تو اور وہ ان فحش اور پورن سائٹس کو بھی بند نہیں کرتی جو ملک میں ایسے واقعات کی وجہ بن رہے ہیں۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ ان سائٹس کو بند کیا جائے، ٹی وی پروگرامز کو بھی ایک حد تک پابند کیا جائے، بچوں کی سکول کی چیزوں کو ان فحش تصاویر سے پاک کیا جائے۔ اور مجرموں کو کسی چوراہے میں عبرت ناک سزا دی جائے

تاکہ ہماری بچیاں محفوظ ہو سکیں اور آئندہ کوئی زینب، کوئی فریال درندگی کا نشانہ نہ بن سکے۔

لیکن ہر حکومت نے وجوہات کو نظر انداز کر کے مزید ان واقعات کی راہ ہموار کی ہے سو زینب کے بعد فریال اور فریال کے بعد ایک اور نو سالہ بچی بھی درندے کی بھینٹ چڑھ گئی اور اس کا حال فریال سے بھی برا کیا گیا۔

اس کو ٹکڑے کر کے قبرستان میں پھینک دیا گیا۔ کیا ہم انتظار کریں کہ کسی حکمران کی بچی کے ساتھ اللہ نہ کرے ایسا واقعہ ہوگا، تب کوئی ایکشن لیا جائے گا؟

یا ہماری ایسے ہی سن لی جائے گی؟

☆…… تین سالہ ننھی معصوم کلی فریال کو یہی تو معلوم تھا کہ اس کا باپ دشمنوں درندوں سے حفاظت کے لیے بندوق لیے کھڑا ہے، اسے کیا معلوم تھا کہ وحشی درندہ انسانیت سے عاری، انسان نما بھیڑیا ملک کے اندر بھی چھپا بیٹھا ہے۔

بقیہ بہی — سفرجل

مریضوں کو ساتھ میں قبض بھی ہوتا ہے جو آنتوں کی سوزش کو ختم نہیں ہونے دیتا۔ ایسی صورت میں بہی کا شربت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ شربت بنانے کے لئے پکے ہوئے پھل کو ململ کے کپڑے میں مسل کر نچوڑتے ہیں جس سے بیج اور چھلکے الگ چھن کر باہر ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں چینی ملا کر دیتے ہیں۔ اس کو لذیذ بنانے کے لئے دہی یا کریم بھی شامل کی جا سکتی ہے۔

ان تمام نسخوں میں دوائی کے ذائقہ پر توجہ نہیں دی گئی۔ شربت بنانے میں چینی یا شربت کے تین چار چمچے دن میں چار مرتبہ دینے سے ہیضہ اسہال میں فائدہ ہوتا ہے۔ ہیضہ اور اسہال سے صحت یابی کے بعد سفرجل کا گودا ناشتہ میں کھانا تندرستی کے لئے مفید اور ہیضہ کی وبا کے دنوں میں بیماری سے حفاظت کرتا ہے۔ خشک پھل کا گودا ایک ماشہ نہار منہ پیچش میں اکسیر ہے۔ اس سے زیادہ مقدار میں دیں تو قے آ سکتی ہے۔

تجربات سے معلوم ہوا ہے، بیماری اگر پرانی ہو تو خشک پھل کا سفوف زیادہ مفید ہوتا ہے جبکہ نئی بیماری میں شربت یا جوشاندہ مفید ہوتے ہیں۔ سفوف دینے سے اسہالی پیچش میں بتدریج صحت ہو جاتی ہے۔

استوائی بیماریوں کے علاج میں عالمی شہرت رکھنے والے ڈاکٹر جینسن باہر نے سفرجل کو پیچش اسہال اور آنتوں کے زخموں کی مختلف قسموں میں اکسیر قرار دیا ہے۔

بھارتی ماہرین اور ویدوں نے بیلگری کو اجوائن، کتھ، ادرک، پوست انار، سیپاری، آم کی گٹھلی کے مغز کے ساتھ مختلف صورتوں میں ملا کر متعدد نسخے ترتیب دیئے ہیں جن میں ہر ایک عمومی طور پر پیچش اور آنتوں کی سوزش کے بارے میں ہے۔

سفرجل کے درخت کی چھال، جڑوں اور پتوں کا جوشاندہ دماغی امراض خاص طور پر مالیخولیا، مراق اور ہسٹریا میں مفید قرار دیا گیا ہے، اسی جوشاندہ کے استعمال سے اختلاج قلب کو بھی فائدہ مند بتایا جاتا ہے۔

بنگال میں سفرجل کی جڑوں کا جوشاندہ تیسرے در چوتھے کے بخار میں (ملیریا) کے لئے ایک مشہور دوائی ہے۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر مرہم سوزش والے حصوں پر لگانے سے فوری سکون میسر آ جاتا ہے۔

بہی کا مُربّہ:۔

ابن القیمؒ نے بہی کی بہترین قسم اس کا مربہ قرار دیا ہے۔ یہ بات ٹھیک بھی ہے کیونکہ پھل سال میں صرف دو ماہ ملتا ہے۔ اس لئے اگر بہی کا مربہ بنا لیا جائے تو وہ سارا سال کام دے سکتا ہے۔ مربہ کی ایک قسم تو وہ ہے جو عام طور پر بازار میں ملتی ہے۔ یہاں بہی کو کھانڈ (چینی) کے ساتھ پکا کر تیار کرتے ہیں مگر اس عمل کے دوران پھل کو نرم کرنے کے لئے جس پانی میں پکایا جاتا ہے، وہ پانی پھینک دیتے ہیں۔

ان کی تحقیقات کے مطابق بہی پھل کو دھو کر چھلکا اتارے بغیر اس کی چھوٹی چھوٹی قاشیں بنائی جائیں۔ ان قاشوں کو پانی میں ڈال کر اچھی طرح پکایا جائے، جب یہ نرم ہو جائیں تو اس پانی میں شہد ملا کر پکائیں۔ جب اس کی مربہ کی مانند تار بندھ جائے تو اسے اتار کر کسی ابلے ہوئے برتن میں ڈال دیں۔ نبی کریم ﷺ کا وہ ارشاد گرامی جو سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت سے میسر آیا، اس کے مطابق اسے نہار منہ کھایا جائے۔ یہ مربہ دل کے مریضوں کے علاوہ آنتوں کے السر، التہاب، پرانی کھانسی، دمہ، دل کے پھیلاؤ اور پرانی پیچش کے مریضوں کو دیا گیا۔ اکثر اوقات مربہ کی چند قاشوں کے شربت کے دو تین چمچوں کے سوا مریض کو کسی قسم کی کوئی اور دوا نہ دی گئی اور وہ فضل الٰہی کی بدولت اتنے میں ہی ٹھیک ہو گیا۔

محدثین نے بہی کے استعمال میں تجم الفواد کے ترجمہ میں دل کی جھلیوں کی جس سوزش کا تذکرہ کیا ہے، اس میں بہی کا گودا خشک کر کے سفوف بنا کر چھوٹا چمچہ صبح و شام شہد کے شربت کے ساتھ کھانا زیادہ مفید ہے۔

(انتخاب: ابو رضوان جاوید از ڈاکٹر خالد غزنویؒ)

System پاکستان نے بنایا ہے۔125 ملی میٹر گن سے ہر قسم کے پروجیکٹائلز Projectiles فائر کرتا ہے اور اس کو ایک مکمل جنگی قلعہ کہا جاسکتا ہے۔اس کا وزن 46 ٹن ہے۔الخالد 40 گولے ایک لوڈنگ میں فائر کرتا

☆......چین کے تعاون سے پاکستان ہیوی انڈسٹریز ٹیکسلا کے تیار کردہ الخالد ٹینک میں 125mm گن، 12.7mm کی مشین گن، ہائی پرفارمنس کولنگ اور ایئر فلٹرنگ سسٹم ہے۔تھرمل امیج ٹیکنالوجی سے لیس یہ دن اور رات میں کارکردگی کی یکساں صلاحیت رکھتا ہے

ہے۔اس کی مشین گن 700 راؤنڈ فی منٹ فائر کرتی ہے۔

الخالد کے علاوہ الضرار پاکستان آرمی کا میدان جنگ میں استعمال ہونے والا مرکزی ٹینک ہے۔اس ٹینک کو بارودی سرنگوں، ٹینکوں کو تباہ کرنے والے خاص ہتھیاروں یا دیگر اقسام کے اسلحے سے بھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا۔ اور اس میں 12 سلنڈر ڈیزل انجن نصب ہے جو کہ 730 ہارس پاور کے انجن جتنی طاقت فراہم کرتا ہے۔

T-85 ٹینک میں 730 ہارس پاور لیکویڈ کول Liquid Cool ڈیزل انجن نصب ہے۔ یہ ٹینک ہتھیاروں کی وسیع اور جدید رینج سے لیس ہے۔اس ٹینک پر نصب ہونے والا تمام اسلحہ پاکستان نے مقامی سطح پر تیار کیا ہے۔

T-59 ٹینک کا پہلا کامیاب تجربہ 1987 میں پاکستان میں ہی کیا گیا تھا۔یہ ٹینک بھی جدید اسلحہ سے لیس ہے جو کہ دشمن کو بے پناہ نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

پاکستان کی مسلح افواج کے ہتھیاروں میں موجود T-80 UD ٹینک بھی انتہائی جدید ہونے کے ساتھ ساتھ محفوظ ٹینک بھی قرار دیا جاتا ہے۔اس ٹینک میں نصب انجن 1000 ہارس پاور کی طاقت فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆☆☆☆

بقیہ | اسلام اور علم اقتصاد

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ:

شاہ ولی اللہ کا اصل نام ''قطب الدین احمد'' ہے۔ آپ 10 فروری 1703ء کو ضلع مظفر نگر (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد کی طرف سے آپ کا نسب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔آپ نے مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں لکھیں جن میں معاشیات کے موضوع کو خوب تفصیل سے بیان کیا۔

شاہ ولی اللہ اقتصادیات وعمرانیات کے ارتقاء کا نظریہ رکھتے تھے بلکہ سب سے پہلے یہ نظریہ پیش کرنے والے شاہ ولی اللہ ہی ہیں۔آپ اس نظریہ کے قائل ہیں کہ:

''انسان کو دنیا میں ضرورتیں پوری کرنے کے لیے دولت کی ضرورت ہوتی ہے اور دولت انسان کو اخلاقی برائیوں سے بچاتی ہے لیکن اگر انسان دولت کا غلام بن جائے تو اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے، دولت کے زہر سے بچنے کے لیے انسان ایسے اصولوں کو جانتا ہو جو انسان کو معاشی لحاظ سے پستی میں گرنے سے بچانے میں معاون ثابت ہوں۔''

حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

''انسانیت کے اجتماعی اخلاق اس وقت بالکل برباد ہو جاتے ہیں جب کسی کو جبر سے تنگی پر مجبور کیا جائے اور گدھے اور بیل کی طرح صرف روٹی کے لیے کام کرے۔''

ان کی معاشیات کے موضوع پر لکھی گئی کتابیں درج ذیل ہیں:

☆ حجة الله البالغه

☆ البدور البارعة

☆ الخير الكثير

ڈاکٹر علامہ اقبال رحمہ اللہ:

علامہ اقبال کو مصور پاکستان کہا جاتا ہے۔یہی وہ پہلی شخصیت تھی جس نے مسلمانان برصغیر کے لیے ایک علیحدہ ریاست بنانے کا خاکہ پیش کیا۔ان کے نظریات کے مطابق برصغیر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ ''معاش'' کا تھا۔

چنانچہ علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کو خط لکھا جس میں انہوں نے قائداعظم کی توجہ مسلمانوں کی معاشی حالت کی طرف مبذول کراتے ہوئے تقسیم ملک کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''اسلامی قانون کے گہرے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اسلامی قانون کو اچھی طرح سمجھ کر نافذ کر دیا جائے تو کم از کم ہر شخص کے لیے حق معاش محفوظ ہو جائے گا۔''

علامہ اقبال کے اس نظریہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے اسلامی نظام معیشت ہی چاہتے تھے۔

(جاری ہے)

دعائے صحت

☆......غازی ابوبلال بھائی سابقہ سکیورٹی مسئول مرکز القادسیہ لاہور ایک حادثے میں زخمی ہیں ☆......مکتب الامیر کے مسئول ثاقب بھائی کمر کے مہروں کے عارضہ میں چند ماہ سے مبتلا ہیں ☆......میر پور خاص کی جماعت کے ابتدائی مسئول قمر الدین بھائی گردوں کے مرض میں مبتلا ہیں اور کراچی میں ہر تیسرے روز انکا ڈائلسز ہوتا ہے۔ 03471363959 ☆......گورنمنٹ ہائی سکول فیروز وٹواں کے عربی ٹیچر جناب ابوذر کریا شدید بیمار ہیں۔قارئین سے التماس ہے کہ تمام زخمی، بیمار اور معذور مسلمانوں کے حق میں دعا کریں اللہ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔اللهم اشفنا واشف مرضانا ومرضى المسلمين. اللہ تمام مسلمانوں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔آمین